[illegible]

مجموعۂ نغز

یعنی

تذکرۂ شعرائے اردو

از

حکیم ابو القاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبہ

محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی لاہور

۱۹۳۳ء

فہرست مطالب مجموعۂ لغز

جلد اوّل

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد دوم

حرف النون

دیباچۂ مرتّب

مجموعۂ نغز کو علمی دنیا سے روشناس کرنے میں ہمیں کسی قسم کی [illegible] بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس بلند پایہ تالیف کو بدقسمتی سے اب تک منظر عام پر آنے کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں اردو شعرا و مصنفین کے حالات کے متعلق تحقیق و تلاش کی جو مبارک تحریک ہمارے ملک میں جاری ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ بلد از جلد اسکی اشاعت کی جائے۔

جس مخطوطہ پر مطبوعہ متن مبنی ہے وہ مجموعۂ کتب مولینا محمد حسین آزاد سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اب پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانہ کی ملک ہے۔ متعدد مقامات پر مولینا آزاد نے اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ اس کا نمبر 18 I APf ہے اور تقطیع $3\frac{1}{4} \times 6\frac{1}{4} \times 3\frac{3}{4} \times 8\frac{1}{4}$ تعداد اوراق ۲۹۷ اور فی صفحہ ۱۷ سطریں ہیں۔ سیاہ اور سرخ سیاہی استعمال ہوئی ہے اور خط نستعلیق رواں شکستہ مائل ہے۔

نسخۂ ہذا مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کی تائید میں اگرچہ کوئی تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ کیونکہ خاتمہ جس سے تاریخ کتابت و نام کاتب و مصنف پر روشنی پڑتی ہے درج نہیں ہے۔ مگر ایسے آثار اور علامات کافی موجود ہیں۔ جو اسکی کتابت کو مستقلاً مصنف کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسودوں کا عام دستور ہے یہ مخطوطہ بھی جگہ جگہ سے قلمزدہ ہے۔ جملے اور فقرے مختلف مقامات سے کاٹے گئے ہیں۔ اور ان کی بجائے نئے جملے اصلاح شدہ شکل میں لکھے گئے ہیں۔ مصنف نے نظر ثانی کرتے وقت بیشمار موقعوں پر حاشیہ میں نئے اضافے داخل کئے ہیں۔ الفاظ میں حک و ترمیم سینکڑوں موقعوں پر نظر آتی ہے۔ کئی مقام پر بین متن میں جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے۔ ایک صفحہ ختم ہو چکا ہے۔ اور بجائے دوسرے صفحہ پر لکھنے کے پہلے صفحہ کے حاشیہ پر سلسلۂ کتابت جاری رکھا گیا ہے درج متن کلام شعرا سے نظر ثانی کے وقت موقعہ بموقعہ بہت سے شعر غالباً بنظر اختصار کاٹ دیئے ہیں

متعدد مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں۔ جن میں بعض شعرا کا ذکر بالخصوص ایسوں کا جنکے نام و حالات سے مصنّف واقف نہیں ہے۔ اصل کتاب سے خارج کر کے تکملہ میں داخل کیا ہے۔ یہ ترمیم و تبدیلی اسی شخص کے قلم سے ہوئی ہے جو اس نسخہ کی کتابت کا ذمہ دار ہے۔ راقم نے ان شواہد کی بنا پر یہ رائے قائم کر لی ہے کہ یہ نسخہ مصنّف کتاب کا اصل مسودہ ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس شہادت کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لیا جائے۔

لف[1]۔ میاں غلام مصطفےٰ تحیر کے کل تین شعر مصنف نے نمونۂ کلام میں دیے تھے۔ جن میں پہلے دو یہ ہیں ؎

(۱) ریختہ سن کے ہمارا وہ رقیب موذی — مثل بچھو کے چھپا رخنۂ دیوار میں جا
(۲) دل کو لے بوسہ نہ دے ہے وہ پری دیکھو تو — اوس نے سیکھی ہے عجب مفت بری دیکھو تو"

بعد میں ان دونوں شعروں پر قلم پھیر دیا اور ان کی جگہ ذیل کے دو شعر حاشیہ پر لکھ دیے ؎

(۱) "جدا مجھ سے جب وہ دلآرام ہوگا — اجل کا اسی وقت پیغام ہوگا
(۲) فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی — آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی"

ایسا تصرف صرف مصنّف کر سکتا ہے۔

لف ۱۰۳ پر حسن سوم کے ذکر میں مصنّف نے اولاً لکھا تھا۔

"گاہ گاہ از طبع لطیفش شعر ریختہ ریختہ این دو بیت از وست"

اس فقرہ کو کاٹ کر حاشیہ میں یوں ترمیم کی ہے۔

"گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود۔ دو بیت از ان این ہیچ مدان در اینجا می نگارد"

لف ۱۳۷ پر یہ عبارت ملتی ہے

"رنگین تخلص سہ کس میدانم اوّل شاعرے است دہلی غیر از رنگین معاصر شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ دسے مصرعہ ابن بدین طریق تضمین نمودہ ؎

ولی یو مصرع رنگیں ہوا ہے وردِ جان دل — فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

اگرچہ لفظ رنگیں احتمال ضعیف صفت در مصرع دارد اما اسلوب کلام علی طور لایخفی

[1] لف = الف یعنی ورق کا صفحۂ اوّل ۔ اور ب سے مراد صفحۂ دوم ہے۔

علی ذوی الافہام مقتضی فوی تفہمین است و ایں ہیچ مدان سراپا نقصان غیر ازیں مصرع برشعرے از اشعارش دست نیافتہ واز نام و نشانش ہم آگاہ نگشتہ، صاحب اشعار رنگین"

اسکن مسودہ پر نظرثانی کے وقت ولی کے شعر میں لفظ رنگیں کی بنا پر جو اس کو ایک چوتھے شاعر کے وجود کا احتمال ہوا تھا اسکو بے بنیاد سمجھ کر اور تمام فقرے کو کاٹ کر اصل عبارت یوں بنا دی۔

"رنگین تخلص سہ کس میدانم اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دومی صاحب اشعار رنگین"

ب ۱۵۱ کے آخر میں سلطان کے بعد ایک شاعر سلمان تخلص کا تذکرہ ان الفاظ میں ہوا ہے۔

"سلمان تخلص شخصے است کہ از نام و نشانش اطلاعے دست نداد، این مطلع ازوست

تجھے ظالم سے لا دیکھبو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا ال بے جگرداری دل

مصنّف نے چونکہ یہ التزام رکھا ہے کہ جن شعرا کے نام و حالات معلوم نہ ہوں انہیں تکملہ میں کتاب کے خاتمہ پر درج کیا جائے۔ اس بنا پر سلمان کا تذکرہ یہاں سے کاٹ کر تکملہ میں بہ تغیر الفاظ یوں درج کیا۔

لف ۳۸۷ "سلمان تخلص شخصے است کہ این مطلع اوراست ؎

تجھے ظالم سے لا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا ال بے جگرداری دل

لف ۱۸۰ ظفر کے حال میں ایک فقرہ یوں تھا:

"اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش بہ بعضے از جوہریان می نمائند"

کسی قدر اصلاح کے بعد اس جملہ نے ذیل کی صورت اختیار کرلی۔

"اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہر شناس می نمائند"

لف ۲۱۳ - عیاش کے بیان میں ایک فقرہ حسب ذیل ہے

"بلند فطرۃ عالی ہمۃ صید دلہا باخلاق حسن میکند"

اسکو بدل کر یوں لکھا:

"عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندر بخش جرأۃ صید دلہا باخلاق حسن می نمائد"

لف ۲۱۶ ۔ غضنفر کے تذکرہ میں یہ عبارت ملتی ہے ۔

"گویندکہ از مال بہرۂ وافی دارد نوجوان خلیق خوش وضع و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است ۔ این سہ بیت از گفتہای اوست"

حاشیہ پر اضافوں کے بعد اس عبارت کی یہ صورت ہوگئی

"گویندکہ از مال دنیا بہرۂ وافی دارد و از اسباب این جہان نصیبۂ کافی ۔ جوان خلیق خوش وضع یارباش صاحب طبع وسعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است ، این سہ بیت از گفتہای اوست وکشیدن این سہ تالۂ موزون منسوب بدو"

لف ۲۲۰ ۔ فدا کے ذکر میں یہ جملہ آیا ہے ۔

"گویندکہ در فنون شاعری ہم اندکے مہارۃ دارد"

اس فقرہ کو کاٹ کر مصنف نے یوں بنا دیا

"گویندکہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سبر فرمودہ"

لف ۲۳۹ ۔ فیاض کے تذکرہ کی عبارت

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد است ۔ در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

اضافہ کے بعد یوں بن گئی

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغایت پاکیزہ بنیاد یارباس وخوش اختلاط نہایت آسودہ معاش و مستحکم الارتباط واقع شدہ است ، در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

ایسی اصلاحیں اور تصرفات مصنف کے سوا کوئی شخص نہیں کر سکتا

لف ۲۶۳ پر قبول کا ب ۲۶۴ پر قدر کا اور لف ۲۶۵ پر قرین خاکروب کا تذکرہ اولاً ان الفاظ میں کیا گیا تھا ۔

(۱) "قبول تخلص شخصے است کہ از حال و مآل و نام و نشانش اطلاع دست نداد بعضے گویندکہ از دیار مشرق است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔ بہرحال این شعر از گفتہای

اوست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے"

(۲) "فدر تخلص عزیزے است کہ بر نام و نشانش ظفر نیافتہ ام۔ گویند کہ از قید مذاہب وارستگی تمام داشت، این مطلع وے بغایت شہرۃ دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص خاکرو بے است از شاگردان جعفر علی حسرۃ کہ از حال و مآلش اطلاعے ندارم۔ این مطلع از وے است ؎

پیارے بیوفا یا باوفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

اصولاً یہ تینوں اسما تکملہ میں داخل ہونے چاہیے تھے چنانچہ مسودہ پر دوبارہ نظر کرتے وقت ان اوراق سے کاٹ کر تکملہ میں لف ۳۹۱ پر بہ تغیر الفاظ یوں درج کئے

(۱) "قبول تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ این شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

(۲) "فدا تخلص مردے است قدیمی کہ قید مذاہب مطلق ندارد، اما این مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیان جعفر علی حسرۃ دارد و این مطلع وے کہ باین احقر رسیدہ در اینجا می نگارد ؎

پیارے بے وفا یا باوفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

۲۶۷ - کافر شاعر کے ذکر میں عبارت ذیل

"خدا داند چہ پیش آمد کہ این تخلص نمود۔ شعر خود را کافر پتکہ میگفت"

اس طرح بدل دی گئی ہے:

"خدا داند کہ از چہ رو این تخلص وے را خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد"

لف ۳۵۲ پر وہم شاعر کا ذکر ولا اور ولائت کے درمیان درج ہو گیا تھا۔

"وہم تخلص میکند میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ وملازمان
نواب وزیر الممالک است - این مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے نئیں سو لگی رہے پر وہم شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے"

چونکہ وہم کا ذکر اس موقعہ پر ترتیب نہجی کے خلاف تھا - اس لئے کاٹ کر ولایت کے بعد باختلاف
بعض الفاظ اس طرح لکھا -

وہم - میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو، تخلص میکند - وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ
و از ملازمان سرکار دولتمدار وزیر الممالک است" الخ

لف ۳۵۴ پر ہادی نمبر دوم کا تذکرہ آیا ہے - و ہو ہذا

"عزیزے از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

؎ ذات عالی ہے تری واسطۂ رونق دہر فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر
ہے ترا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر - بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر تھے جو وہ کیسۂ مفلس ہوئے سب معدن و بحر
خورم و شاد رہیں دوست ترے تا دم زیست جو کہ اعدا ہوں ترے اون پہ خدا کا ہو قہر"

چونکہ مصنف کو ہادی کے نام اور دیگر حالات سے اطلاع نہیں تھی اس لئے اپنے التزام کے مطابق
اس تذکرہ کو یہاں سے خارج کر کے تکملہ میں ف ۲۹۶ پہ درج کیا - چنانچہ -

"ہادی تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح
کسے است از وے است" الی آخرہ

مصنف کا قاعدہ ہے کہ مشترک تخلص رکھنے والے شعرا کی تعداد ہر ردیف کی ابتدا میں بیان کر
دیتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ کتنے اصل ردیف کے ذیل میں درج ہیں اور کتنے تکملہ میں - اب جب
ہادی کو تکملہ میں منتقل کر دیا گیا تو اسے ابتدای ردیف میں بھی ترمیم کرنی پڑی - اولاً اسنے لکھا تھا

"ہادی تخلص دو کس بمن رسیدہ اول مرجواد علیخان سلمہ الرحمن است" وغیرہ
بعد میں اس طرح ترمیم کر دی

"ہادی تخلص دو کس بمن رسیدہ۔ تحریر یکے از انہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ و آن دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است"

لف ۳۷۶ پر بکرو کا تذکرہ حسب ذیل ہے

"بکرو تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہٗ۔ شعرش بروئے آن وقت است۔ این دو بیت اوگفتہ قطعہ

لے گئے سب بے رحم بے کس کر گئے ایک تھا عاشق کے غمخواروں میں دل

اب تو بکرو جیتا رہنے کا نہیں جا پڑا ہے شوخ خونخواروں میں دل

اس نام کو ردیف یا سے کاٹ کر حسب معمول تکملہ میں داخل کر دیا ہے۔ جہاں عبارت اسطرح ہے:

لف ۴۹۷ "بکرو تخلص ساعرے است از شعرای عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ۔ شعرش بروئے آن وقت است و این دو بیت از زادہای [طبع] آن مرحوم نیک بخت" الخ

شعرا کے درج شدہ کلام سے نظر ثانی کے وقت جرأت کے تیرہ شعر۔ میر درد کے گیارہ۔ سودا کے دس۔ میر سوز کے چار۔ فراق کے چار۔ فغاں کے دو۔ منیر اول کے تین اور یقین کے سات شعر قلم زد کر دیئے ہیں۔ لیکن مصنف کے اپنے کلام میں سب سے زیادہ قطع و برید کی گئی ہے۔ لف ۲۴۶ و ۲۶۳ پر یہ کلام درج ہے اور پورے بانوے اشعار اس سے خارج کئے ہیں۔ اسی ایک امر سے ظاہر ہے کہ یہ کام مصنف کتاب کا ہے ورنہ غیر شخص یہ درد سر کیوں گوارا کرتا کہ چھانٹ چھانٹ کر اور ڈھونڈھ ڈھونڈ کر اشعار کی ایک بڑی تعداد پر جگہ جگہ قلم پھیر کر کتاب کو مجروح کرتا۔

یہاں ایک اور امر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مصنف نے نسخۂ ہذا کی تسوید کے وقت آیندہ اضافوں کے خیال سے متعدد مقامات پر جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔ میں صرف بعض کا ذکر کرتا ہوں۔

لف ۱۳۳ پر نصف سطر کی۔ لف ۲۹۰ پر چھ سطروں کی۔ لف ۲۹۹ پر تین سطروں کی۔ لف ۳۰۰ پر سولہا سطروں کی۔ لف ۳۳۴ پر نو سطروں کی۔ لف ۳۳۵ پر تین سطروں کی اور لف ۳۹۴ پر دو

سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے۔ لیکن انڈیا آفس کے نسخہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوای چند مقامات کے جن کی تشریح مطبوعہ متن میں اپنے اپنے مقام پر کردی گئی ہے۔ باقی کی بیاض بدستور قایم رہی ٭

مصنّف کا دستور ہے کہ ہر ردیف کی ابتدا میں اس ردیف کے شعرا کی تعداد گنا کر مشترک تخلص والے شعرا کا شمار الگ دے دیتا ہے۔ جدید شعرا کے ادخال کی بنا پر اس تعداد میں تفاوت پیدا ہوتا رہتا ہے اور مصنّف حسب ضرورت اس تعداد کو درست کرتا رہتا ہے۔ ردیف سین صاد غین۔ فا۔ کاف۔ میم اور نون اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔ جن میں ایک سے زیادہ مرتبہ قلم پھیرا گیا ہے۔ مصنّف نے ردیف کاف میں جودہ ردیف میم میں نراسی اور ردیف نون میں تیس شاعر گنائے ہیں۔ حالانکہ ان شاعروں کی صحیح تعداد بالترتیب پندرہ، بیاسی اور انتیس ہے۔

مَیں انہی مثالوں پر قناعت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ حک و اصلاح۔ قطع و برید۔ حذف اور اضافے ناقابل تردید شہادت ہیں۔ اس امر کی کہ یہ نسخہ مصنّف کے قلم کا نوشتہ ہے ٭

نسخۂ ہذا مجھکو نہایت خستہ اور تباہ حالت میں ملا ہے۔ اوّل تو مصنّف کی تحریر میں نقاط کا بہت کم التزام ہے اور اس لئے اس کی نقل لینا آسان کام نہیں تھا۔ متن کی تصحیح میں ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا گیا ہے۔ تاہم کئی مقام اب بھی صاف نہیں ہوئے۔ دوسرے کثرت سے کرم خوردہ ہونے کے علاوہ جس کا اثر عبارت متن پر بھی عائل ہے۔ متعدد اوراق کا کچھ کچھ حصّہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو انچ کے دور میں ضایع ہو چکا ہے۔ چنانچہ صرف اس واحد نسخہ پر میری نقل کا دار و مدار ناممکن تھا۔ اس لئے اور نسخوں کی تلاش ہوئی۔ مولوی محفوظ الحق پروفیسر پریزیڈنسی کالج کلکتہ نے ایک نسخہ جو اُن کے کسی دوست کی ملک تھا بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن ان کی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی۔ ناچار انڈیا آفس کے کتاب خانہ سے ایک نسخہ ع‍ ۳۱۲۳ فہرست فارسی کے مستعار منگوانے کا انتظام کیا گیا۔ کتاب دار نے نہایت مہربانی سے اس کو بھیجدیا۔ مگر کسقدر افسوس ہوا۔ جب میں نے یہ معلوم کیا کہ یہ نسخہ جسے آیندہ بنا بر اختصار ا۔ ا کہا جائیگا کثرت سے غلط اور سقیم ہے وہ کسی کم سواد کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور فاحش غلطیاں کثرت سے نمودار ہیں۔ تاہم اب گویا میرے پاس دو نسخے ہو گئے۔ ان کا مقابلہ کرنا اور عبارت کا فرق حاشیہ میں دکھانا محض بیسود

تھا - کیونکہ سوا ہی اس کے کہ ا۔ا۔کی اغلاط میں اپنے نسخہ میں دکھاتا چلا جاؤں اور کوئی حاصل نہیں تھا - البتہ اختلافات کو میں نے لے لیا ہے - یا تو انہیں متن میں داخل کر لیا ہے یا حاشیہ میں دکھا دیا ہے 'ا۔ا' اگرچہ یونیورسٹی کے نسخہ کے مقابلہ میں جدید ہے - تاہم میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی ایسے نسخہ سے منقول ہے جس میں بعض اضافے یونیورسٹی کے نسخہ سے زیادہ ہیں - میں نے ان اضافوں کو اپنے متن میں شامل کر لیا ہے - اس کے علاوہ جہاں جہاں اصل نسخہ کی عبارت ضایع ہو گئی ہے وہ حصہ میں نے ا۔ا سے نقل کر لیا ہے اور ایسی عبارت یا الفاظ کو قلابین میں بدیں صورت [ ] محدود کر دیا ہے - بعض میرے اپنے اضافے ہیں جو اگرچہ محدود ہیں انہیں قوسین ( ) میں رکھ دیا گیا ہے - دو جگہ سے کچھ اشعار جو عہد حاضرہ کے مذاق کے منافی تھے خارج کر دیے ہیں - اس کے سوا اصل نسخہ کو بالکل نہیں چھیڑا گیا ہے - البتہ ضخامت کے خیال سے اسے دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ؂

جب مجھے ا۔ا اور اسکی اغلاط کا کافی تجربہ ہو گیا - اس وقت مجھ پر یہ عقدہ کھلا - کہ یونیورسٹی کا نسخہ کسی فاضل اہل قلم کا لکھا ہوا ہے - کیونکہ اس میں سوا ہی املا کی بعض خصوصیات کے مجکو کوئی غلطی نظر نہیں آئی تھی - اس کا متن ہمیشہ نہایت صحیح اور درست ثابت ہوا - رفتہ رفتہ یہ گمان پیدا ہوتا گیا کہ خود یہ نسخہ مصنف کے ہاتھ کا نوشتہ ہے اور قدم قدم پر اس کے ثبوت ملے گئے - اس سے مجکو بیحد مسرت ہوئی اور اسی قیاس و احتمال کے زیر اثر میں نے مصنف کی مخصوص املا کو بھی محفوظ رکھنا ضروری سمجھا - تاکہ گذشتہ صدی کے ایک عالم اہل قلم کی خصائص املا و انشا معلوم رہیں اور اردو الفاظ کا مخصوص تلفظ جس طرح سے وہ بولے جا رہے تھے - ہم پر روشن ہو جائے - اردو زبان کے مختلف العہد تلفظ پر ابھی تک ہم نے غور نہیں کی ہے - اس التزام نے جو بظاہر نہایت خفیف معلوم ہوتا ہے مرتب اور کاتب کے کام کو بیحد دشوار کر دیا باوجود احتیاط بلیغ قدم قدم پر لغزش ہوتی تھی اور قدیم و جدید املا خلط ملط ہو جاتے تھے - اگرچہ یہ دعوی نہیں کیا جا سکتا کہ نسخہ' مطبوعہ بلحاظ رسم الخط اپنے اصل کا صحیح قائم مقام ہے - مگر اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک اس کی خصوصیات پر قائم ہے - یاے مجہول و معروف اور کاف فارسی و عربی کا فرق مجھے اپنے ناظرین کے خیال سے رکھنا پڑا ہے - علی ہذا الف

ممدودہ اور ہمزہ بھی اپنی طرف سے بہت سے موقعوں پر اضافہ کی ہے جو اصل نسخہ میں مرقوم نہیں ہے

اس نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں بہت سے الفاظ مختلف طریق پر لکھے جاتے تھے ۔ میں بعض کی فہرست یہاں درج کرتا ہوں

(۱) نون غنہ

(۱) کئی الفاظ میں مصنف کے ہاں متروک ہے مثلاً

چھونبڑا = جھوبڑا ص ۴۲/۱

پھینکے (فعل) = پھیکے ص ۳۱۶/۱

چکاچوندہ = چکا جودھا ص ۴۳/۱

ہنسنا = ہسنا ص ۵۱/۱ ، ص ۶۶/۱ ، ص ۳۲۲/۱ ، ص ۳۲۶/۱ ، ص ۳۱۹/۱ ، ص ۲۴۵/۱ ،

کھینچنا = کھچنا ص ۱۰۶/۱ ، ص ۲۴۱/۱ ، ص ۲۵۰/۱ ، ص ۳۰۵/۱ ، ص ۳۲۸/۱ ، ص ۳۲۳/۱ ،

ہونٹوں = ہوٹوں ص ۳۱۱/۱

جھینٹا = جھیٹا ص ۲۲/۲

کانوں (جمع کان) = کانو ص ۳۳۶/۱

جھمکوں = جھمکو ص ۳۷۳/۱

دونوں = دونو ص

منگاتا = مگاتا ص ۳۱۹/۲

مہنگا = مہگا ص ۲۵۸/۲

پہنچا = پہچا ص ۳۰۵/۱

پائینتی = پایتی ص ۲۱۶/۲

نندند = ندید ص ۶۵/۲

اوندھی = اودھی ص ۹/۲

سینکڑوں = سیکڑوں ص

آنگن = آگن ص—

پھنسنا = پھسنا ص ۹۴/۱ ، ص ۲۸۱/۱

سبنکنا = سیکنا ص ۱۳۶/۱

دھواں = دھوا ص ۱۵۰/۱

تمانینگے = تمانے گے ص ۴۹/۱

جانیں = جانے ص ۳۰۷/۱

جانینگے = جانے گے ص ۳۳۱/۱

ٹھونک = ٹھوک ص ۸۷/۱

(ب) کئی الفاظ میں موجود ہے

بیٹھیے = بیٹھیے ص ۸۹/۱

جڑے رہوں = جڑیں رہوں ص ۳۳۸/۱

صدمے = صدمیں ص ۴۱/۱

نے (فاعلی) = نیں ص ۲۴۶/۱ ، ص ۳۳۵/۲

چوموگے (خطابیہ) = چومونگے ص ۱۹۱/۱

جاگینگے = جاگیں گیں ص ۳۰۷/۱

چلینگے = چلیں گیں ص—

(ج) تقدیم و تاخیر غنہ

یوں ہی = یوہیں ص ۲۴۵/۱ ، ص ۲۴۸/۱ ، ص ۳۲۹/۱ ، ص ۲۸۰/۱

جوں ہی = جوہیں ص ۳۳۹/۱ ،

(۲) ہائے مخلوط

(ا) جہاں ہم ترک کر رہے ہیں مصنف کے ہاں موجود ہے

سکنا = سکھنا ص ۲۲/۱ ، ص ۴۸/۱ ، ص ۶۶/۱ ، ص ۵۴/۱ ، ص ۱۲۰/۱ ، ص ۲۴۳/۱ ، ص ۲۴۸/۱ ،
ص ۲۴۹/۱ ، ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ، ص ۳۲۸/۱ ،

تڑپنا = تڑپھنا ص ۱۲۸/۱ ، ص ۲۴۹/۱ ، ص ۳۰۷/۱ ، ص ۱۱۰/۱ ، ص ۱۲۴/۱ ، ص ۲۵۰/۱ ، ص ۳۱۰/۱ ،

سچ = سچھ ص ۲۲/۱ ، ص ۳۲۱/۱ ، ص ۳۲۶/۱ ، ص ۳۳۹/۱

سچ مچ = سچھ مچھ ص ۱۱۸/۲ ،

(ب) جہاں ہم لاتے ہیں مصنف ترک کر رہا ہے

مجھکو = مجکو ص ۳۲/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ، ص ۳۳۵

تجھکو = تجکو ص ۲۳/۱ ، ص ۳۲۱/۱ ، ص ۳۲۲/۱ ،

مجھسے = مجسے ص ۲۲/۱ ، ص ۲۳/۱ ، ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۵/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۱۹/۱ ، ص ۳۲۶/۱

تجھسے = تجھسے ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۲/۲

اونگھ = اونگ ص ۸۶/۱ ،

سونگھ = سونگ ص ۸۶/۱ ،

پگھلانا = پگلانا ص ۲۴۸/۱ ،

ہاتھوں = ہاتوں ص ۳۱۸/۱ ،

(ج) تقدیم و تاخیر

ڈاڑھی = ڈھاڑی ص ۴۲/۱ ، ص ۵/۲ کمھاری = کھماری ص ۱۴۸/۱ ،

(۳) واو کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے

الٹا = اولٹا ص ۳۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ،

اڑنا = اوڑنا ص ۵۳/۱ ،

اُدھر = اُودھر ص ۱۲۲/۱ ، ص ۱۲۳/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ،

اُٹھنا = اوٹھنا ص ۲۱/۱ ،

بہت = بہوت

اُن = اون ص ۳۴/۱ ، ص ۵۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۵۷/۱ ،

الجھنا = اولجھنا ص ۷۶/۱ ،

مڑ گئی = موڑ گئی ص ۸۹/۱ ،

اُسے = اوسے ص ۳۶/۱ ، ص ۵۸/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ،

چُپکنا (مصدر) = چوکنا ص ۱۲۷/۱ ، ص ۳۳۳/۱ ،

منہ = موہنہ ص ۲۲/۱ ، ص ۱۰۸/۱ ، ص ۱۲۵/۱ ،

(۴) ی کا استعمال

(ا) اضافہ کی شکلیں

اِدھر = ایدھر ص ۵۰/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۶۳/۱ ، ص ۶۴/۱ ، ص ۲۴۴/۱ ، ص ۳۱۱/۱ ، ص ۳۱۲/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ،
ص ۳۲۲/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ،

جدھر - جِسدھر ص ۲۴۱/۱   تِرا = تیرا ص ۷۴/۱

اک = ایک ص ۹۰/۱   مِرا = میرا

کِدھر = کیدھر ص ۲۴۵/۱

(ب) حذف کی شکلیں

دیوانہ = دوانا ص ۹۸/۱ ، ص ۲۳/۱ ، ص ۳۰/۱ ،

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱ ،

(۵) الف کا استعمال

(ا) ہمزہ کے ساتھ تبادلہ

ستائے = ستاا ے ص ۶۹/۱ ،

(ب) اضافہ کی شکل

بلگرامی = بالگرامی ص ۴۲/۱   وگرنہ = واگرنہ ص ۱۶۲/۱

(ج) حذف کی شکل

ہاتاپائی = ہتاپائی ص ۱۸۹/۱

سرانجام = سرنجام ص ۲/۱ ، ص ۳۱/۱ ، ص ۵۹/۱ ، ص ۸۴/۱

(د) ہ کے ساتھ تبادلہ

بندہ = بندا ص ۳۶/۱   پردہ = پردا ص ۲۴۲/۱

قہقہہ - قہقہا ص ۳۰۷/۱   سینہ = سینا ص ۳۳۱/۱

پیش خانہ = پیش خانا ص ۲۴۴/۱   دیوانہ = دوانا ص ۲۸۰/۱

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱

(۶) سین

(ا) مشدد بولنا اور غیر مشدد لکھنا

اس سے = اسے ص ۳۱۹/۱ ، ص ۳۳۲/۱ ، ص ۳۳۵/۱

اُس سے = اُسے ص ۴۸/۱ ، ص ۳۶/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۳۹/۱ ،

حس سے　　جیسے ص ۵۵، ص ۳۳۰،

کس سے　　کیسے ص ۳۱، ص ۳۳۵،

(۷) فارسی و عربی الفاظ کی املا میں بھی بعض خصوصیات قابل ذکر ہیں

(ا) لفظ کے آخر کی تای مثناۃ کو جب کہ علیحدہ ہو بقاعدۂ عربی گول لکھا ہے مثلاً

اشارۃ بابشارۃ ص ۳، خیرۃ - فتوۃ ص ۵، مبادرۃ ص ۹، سعادۃ ص ۱۸، بصارۃ ص ۳۵

صورۃ ص ۳۹، معاودۃ ص ۵۶، حسرۃ ص ۵۸ وغیرہ

(ب) ی جبکہ درمیان میں ہو - اسپر ہمزہ لگادی جاتی ہے اور نقطے نہیں دیے جاتے امثال:-

نہائت ص ۳، گرائید ص ۶، غائت ص ۹، پوئنڈ - بلند پائگی ص ۱۱، آئڈ ص ۲۱،

بائد، آئد ص ۱۳۸، سنائد ص ۵۷، عنائتے ص ۶۹

یہی حالت "پائو" کی ہے - جس پر نون کے نقطہ کی جگہ ہمزہ لگائی گئی ہے یعنے پائو

ص ۲۰، ص ۵۵، ص ۶۷،

(ج) مرکب عاطفہ میں سے بعض موقعوں پر واو عاطفہ حذف کر دیا ہے :-

صنائع بدائع ص ۸۶، شوخ تنگ ص ۳، افراط تفریطے ص ۲۷، کلیلہ دمنہ ص ۱۶،

نان حلوا ص ۱۸،

(د) ہ پر اضافت کی صورت میں ہمزہ نہیں دی ہے :-

بصحفہ ولا - ورجہ اعتبار ص ۱ برشتہ نظم ص ۱ رشتہ الفت ص ۲ بخانہ خود ص،

آراستہ کلک خود ص ۳۱ شیشہ دل ص ۳۲ قطرہ اشک ص ۴۷ وغیرہ وغیرہ

(ک) مد کا بہت کم استعمال ہے

(و) ذیل کے تصرفات قابل اعتراض ہیں :-

نسخ (نام خط مشہور) = نسق ص ۶۶	طبیگان = طبیدہ گان ص ۲۴۶	محابا = مہابا ص ۸۳ حاشیہ
بذلہ گو = بزلہ گو ص ۸۱	اطعمہ = اطمعہ ص ۸۱	گلزار = گلذار ص ۱۹۸ حاشیہ
زیبا = ذیبا ص ۱۳۱، ص ۲۳۵	ذخیرہ = زخیرہ ص ۱۴	رسیدگان = رسیدہ گان ص ۲۴۴
محاورہ = مہاورہ ص ۱۱۶ حاشیہ	زیب = ذیب ص ۱۶۹، ص ۲۳۴	

مصنّف کے حالات

انکی کنیت ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری اور قاسم تخلص ہے۔ اکثر تذکرہ نگار "خان" کا لفظ انکے نام کے ساتھ اضافہ کرتے ہیں حضرت امام رضا کی اولاد سے ہیں۔ ان کے سربر آوردہ بزرگوں میں ایک تو سید اسمٰعیل غوربندی ہیں دوسرے سید فاضل گجراتی ہیں جو قصبۂ گجرات شاہ دولہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکا مکان گجرات میں لوہاروں کے محلے میں تھا اور قبر بھی وہیں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ مصنّف کا بیان ہے کہ "بیزار و یتبرک بہ" (ص ۹۳۔ جلد ۲۔ مجموعۂ نغز)، سید فاضل کے متعلق بختاور خاں اپنی تالیف مرآت العالم میں یوں لکھتے ہیں: "سید فاضل گجراتی بورع و تقوی موصوف و بہ نہی منکر و امر معروف مقید مکرر بدرگاہ خلافت پناہ رسیدہ بعنوف عنایات خلیفۃ الرحمانی ممتاز گردید و الحال در گجرات خورد سکونت دارد و تخم نصیحت در قلوب اہل ارادت میکارد"۔ ہر گوبند عرف عبدالباری منافق و مرتد قانون گوی گجرات اپنی تصنیف صدق نامہ میں انہیں سید میران فاضل محتسب کے نام سے یاد کرتا ہے۔ سید فاضل کا زمانہ عہد عالمگیری ہے۔

حکیم صاحب نے اپنے خاندانی حالات کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے صرف اسی قدر کہا ہے کہ اب صرف فتح علیخاں حسینی جو ایک شیخ باکمال ہیں اور جنکا ذکر اس تصنیف کے علاوہ کرامات پیران پیر میں بھی آتا ہے۔ انکے بزرگوں کے جاننے والوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

بزرگوں سے واقف مرے اے اجل نہیں کوئی اُس کے سوا آج کل

نہیں کوئی باقی رہا دوسرا شناسا بڑوں کا اب اس کے سوا

حسب اور نسب کا مری دوستاں وہی آج آگاہ ہے بے گماں

اس اشارے سے ہم اس قدر اخذ کرتے ہیں کہ وہ ایک شریف اور ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ تذکرہ نگار انکے نام کیساتھ "خان" کا لفظ بھی ضم کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ سرکار شاہی سے یہ خطاب انکے بزرگوں کو عطا ہوا ہے اور وراثتاً ان تک پہنچا ہے۔ یہ امر بھی انکی شرافت خاندانی کی دلیل ہے۔ انکا آبائی پیشہ درس و تدریس و تعلیم و تعلم کے علاوہ درویشی اور پیری مریدی تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی سے انکے خاندان کو خاص ارادت تھی اور انکے والد کی بھی انہیں یہی نصیحت تھی کہ وہ ہمیشہ قادری ہیں

چنانچہ حکیم صاحب اپنی مثنوی کرامات پیران پیر میں فرماتے ہیں۔

ہمیشہ اسے والد نامدار — کہ بادا برو رحمتِ کردگار
یہ کرتا نصیحت بدل دوستو — جو بعد ائمہ تو اے نیک خو
دل و جان سے جان جان پدر — شہنشاہ بغداد کو راہ بر
سدا بوجھ سب کا انہیں پیشوا — کہ ہیں تیرھویں وہ امام ہدیٰ

حکیم صاحب اس نصیحت پر مدۃ العمر عامل رہے اور ہر یارھویں تاریخ کو بڑے پیر کی فاتحہ دلواتے رہے۔ مصنّف نے اپنے والد کے ذکر کے متعلق بھی خاموشی سے کام لیا ہے۔ صرف اسی قدر کہا ہے کہ میری عمر کے آٹھویں سال میں ان کا انتقال ہوتا ہے۔ چنانچہ

گیا جب جہاں سے وہ ناصح کریم — ہوا اور برس آٹھویں یہ یتیم

والد کی رحلت سے تین سال بعد میر فتح علی خان حسینی ان کو لے جا کر مولانا فخر الدین کے مدرسہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

مجھے لے گیا وہ جوانمرد پیر — جہاں تھے وہ صدر فخر قطب کبیر
جب اس مدرسہ میں بصد انکسار — مری آمد و شد ہوئی گرم یار

حکیم صاحب چونکہ ابھی کم سن تھے۔ ان کی عمر مشکل سے گیارہ سال ہوگی۔ اس لئے مولانا فخر الدین نے انہیں سید احمد ابا حسن کے حوالے کر دیا تھا جو اسی مدرسہ میں ایک مدرس اور مولانا کے مرید و جانشین تھے۔ کرامات پیران پیر

وہ استاد جن کے کیا تھا سپرد — مجھے حضرت شیخ نے جان خورد
وہ تھا سیّد پاک و عالی تبار — نہایت بزرگ و بزرگی شعار
وہ رکھتے تھے از بسکہ خلق حسن — بکنیت تھے کہنے انہیں باحسن
فنا شیخ میں تھے ہوئے مو بمو — گویا حضرت فخر تھے ہو بہو
پس از رحلت شیخ قربت دثار — خلافت ہوئی ان کو صدیق وار
باجماع یاران وہ پاکیزہ دین — محب نبی کے ہوئے جانشین

اس عہد کے طلبا کی سادہ زندگی کا ہم اس ایک امر سے اندازہ لگا سکتے ہیں جو مصنّف نے اپنی ہی

نظم میں اتفاقیہ ذکر کر دیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں صبح سے لے کر شام تک ایک لمحہ کے لئے بھی کتاب کو اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا۔ علی الصباح اٹھا۔ آٹا گوندھا۔ اس کا ایک پیڑا بنایا اور جا کر تنور میں لگوا لیا۔ اور کھا پی کر دن بھر پڑھنے میں مصروف رہا۔

نہ چھٹتی تھی مجھ سے کتاب ایک پل کہ کرنا تھا مشکل مسائل کو حل

غرض شام سے صبح تک میں بکد مطالعہ کناں تھا اے اہل خرد

لے ایک ساتھ آٹے کا پیڑا میں خام علی الصبح پڑھنے کو جاتا مدام

پکا اوس کو تنور سے اور کھا میں تا شام پڑھتا پڑھاتا سدا

غرض بس کہ مقصود میاں علم تھا میں تھا پیچھے باندہ اسکے آٹا پڑا

کبھو ہی میں ناغہ نہ کرتا سبق بلا ناغہ پڑھتا ورق دو ورق

ان ایام میں حکیم صاحب اپنا اکثر وقت اپنے استاد اور مولانا فخر الدین کی صحبت میں گذارتے جب یہ بزرگ زیارات کے لئے جاتے یہ اپنے سبقوں میں ناغہ ہو جانے کے ڈر سے ساتھ ساتھ رہتے زیارتیں بھی کرتے اور موقعہ پا کر سبق بھی پڑھ لیتے۔

تو جوں سایہ ہمراہ شیخ اے جواں زیارت کو پیروں کی پھرتے رواں

سمجھ اپنی تحصیل میں یہ فتور سدا ساتھ رہتا میں با صد سرور

جہاں وقت فرصت کا ملتا مجھے میں لیتا سبق پڑھ وہیں لطف سے

زیارات تھے مجکو مفت اے پسر میسر بہم تھے یہ شیر و شکر

اسی زمانہ میں حکیم صاحب کے نانا کو امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر کی سرکار سے توسل تھا۔ نانا کی کوئی جاگیر تو تھی نہیں۔ مگر امیر الامرا ان کے ساتھ مروت سے پیش آتے اور سلوک کرتے رہتے تھے اور ایام طالب علمی میں یہی نانا ہمارے مصنف کے کفیل معاش تھے۔

نجیب زماں تھا وہ خان زماں کہ تھی دولت و جاہ کی اسکے شاں

وہ تھا دیندار اس قدر اے عزیز کہ عہد اس کے میں با ہزاراں تمیز

ہوے لاکھا حافظ با وقار ہزاروں ہی فاضل ہوئے نامدار

یہ قاسم بھی میاں اسکے ہی جود سے ہوا ہے کچھ آگاہ شد بود سے

کہ نانا سے اسکے وہ صاحب کرم — مروت سے کرتا تھا کچھ بیش و کم

عوض اس کی جاگیر کے یہ امیر — کرے تھا تواضع قلیل و کثیر

یہ تھا حال پر اس کے حد مہرباں — وہ تھا اس کے الطاف سے کامراں

میں سد رمق کھاکے نانا کے ہاتھ — شب و روز مشغول تھا علم ساتھ

نجیب الدولہ کے متعلق ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ علی محمد خاں کے زمانہ میں رہیلکھنڈ پہنچے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے قطع تعلق کرکے وزیر غازی الدین کی وساطت سے دہلی آ گئے۔ جب نواب صفدر جنگ نے دربار دہلی سے مخالفت کی۔ سنہ ۱۱۶۷ھ میں نجیب الدولہ نے صفدر جنگ پر حملہ کرکے اسکو دریائے گنگا عبور کرنے پر مجبور کیا۔ اس معرکے میں نجیب الدولہ خود بھی زخمی ہوئے تھے احمد شاہ بہادر نے اس حسن خدمت کے صلہ میں ان کو نجیب الدولہ کا خطاب دیا۔ عالمگیر ثانی کے دور میں احمد شاہ ابدالی نے انہیں بادشاہ دہلی کا امیر الامرا مقرر کیا۔ لیکن شاہ موصوف کی واپسی قندھار پر جو سنہ ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ غازی الدین خاں وزیر نے یہ منصب ان سے لے کر احمد خاں بنگش والی فرخ آباد کو تفویض کر دیا۔ نجیب الدولہ سنہ ۱۱۷۴ھ کی جنگ پانی پت میں بھی شریک تھے۔ اس جنگ کے اختتام پر احمد شاہ ابدالی نے بوقت واپسی دوبارہ ان کو امیر الامرا بنا دیا اور شہر دہلی اور شاہی خاندان کی حفاظت ان کے سپرد کر دی۔ نجیب الدولہ نے اپنے زمانۂ امیر الامرائی میں دہلی اور ان بقیہ اضلاع کا جو اسوقت شاہان دہلی کے قبضے میں تھے۔ بوجہ احسن انتظام کیا اور رجب سنہ ۱۱۸۴ھ میں اس دار فانی سے رحلت کی +

اس بیان سے ظاہر ہے کہ نجیب الدولہ سنہ ۱۱۷۴ھ سے دہلی میں رہنے لگے ہیں اور اپنی وفات کے سال سنہ ۱۱۸۴ھ تک یہیں رہے۔ یہی زمانہ ہے جب ہمارا مصنف شہر دہلی میں اپنی طالب علمی کا زمانہ مولانا محمد فخر الدین کے مدرسہ میں گذار رہا ہے۔ جب ان ایام میں وہ طالب علم ہے۔ اور سنہ ۱۲۲۳ھ میں انتقال کرتا ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی عمر کا جو تقریباً اسی سال ہوگی مالک تھا +

معقول و منقول میں حکیم صاحب مولانا فخر الدین اور خواجہ احمد خاں کے شاگرد ہیں۔ مولوی محمدی نسب بہ میاں صاحب بسمل تخلص سے مختصر وقایہ۔ مختصر معانی۔ مطول و شرح عقائد نسفی پڑھی ہیں۔

(مجموعۂ نغز ص ۲۴۱)۔ فن طب میں رئیس الحکما و شریف الاطبا حکیم محمد شریف خاں کے اور فن شعر میں ہدایت اللہ خاں ہدایت کے تلمیذ ہیں +

حکیم صاحب کسی کے ملازم نہیں تھے اور طبابت ذریعۂ معاش تھی۔ مولوی کریم الدین "تاریخ شعرائے اردو میں لکھتے ہیں" علم طب خوب ان کو آتا تھا۔ علاج بیماروں کا کیا کرتے تھے (ص ۳۱۹) صاحب گلستان سخن انکو" حکیم کامل اور طبیب فاضل" کے معزز الفاظ سے یاد کرتے ہیں (ص ۴۰۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت اچھے طبیب تھے +

ان کی زندگی ایک بے انقلاب زندگی معلوم ہوتی ہے جو طبابت اور شعر کی خدمت میں خاموشی کے ساتھ بسر ہوگئی۔ ابتدائے شعور سے انہیں شعر گوئی کا شوق تھا۔ مشاعروں میں ضرور حاضر رہتے۔ امیر الامرا نجیب الدولہ کے عہد میں میر محمدی شرق کے ہاں محفل مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی حکیم صاحب ان ایام میں محض مبتدی فن تھے۔ لیکن مشاعروں میں ضرور شامل ہوا کرتے فرماتے ہیں۔:

"در ایام دولت نواب مستطاب القاب نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانۂ خود می انداخت۔ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دراں اوان مبتدی این فن بود بمجلس وے حاضر می شد" (ص ۲۴۲)

اسی زمانہ میں میاں مصحفی دہلی میں مقیم تھے اور اپنے گھر مشاعرے کراتے تھے۔ حکیم صاحب ان مشاعروں میں بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں:

"در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانۂ خود انداختہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد" (ص ۱۸۹)

معلوم ہوتا ہے کہ اسی عہد میں استاد ہدایت کی شاگردی اختیار کی ہے۔ ہدایت کے ذکر میں کہتے ہیں:

"قاسم ہیچمدان سراپا نقصان با وصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمیناً گاہے ندیدہ کہ از وے کسی رنجیدہ" (ص ۲۱۳)

اس میں چالیس سال کے زمانہ کی طرف جو اشارہ ہے وہ تذکرۂ ہذا کی تحریر کے وقت یعنے ۱۲۲۱ھ میں کیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ (۱۱۸۱ = ۴۰ - ۱۲۲۱) ۱۱۸۱ھ میں حکیم صاحب استاد ہدایت سے تعلق میں آئے ہیں اور غالباً اسی زمانہ میں وہ ان کے شاگرد بنتے ہیں +

نوعمری سے جو زلف سخن کے سنوارنے کا لپکا پڑا ہے مرتے دم تک نہیں چھوٹا مشاعروں میں ان کی حاضر باشی ضروری تھی۔ کثرت مشق سے استادوں میں شمار ہونے لگا اور فن شعر کے ماہر تسلیم کر لئے گئے۔ انہی مشاعروں کی بدولت میر انشاء اللہ خاں انشاؔ سے ان کا اور عظیم بیگ عظیم کا بگاڑ ہو جاتا ہے۔ حکیم صاحب کی سلیم الطبعی اور سلاست مزاج سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ خود کسی معاملہ میں پہل کرتے البتہ انشاؔ کی شوخ اور ہنگامہ زا طبیعت ادھر مرزا کی خود بینی اور بددماغی زیادہ تر اس ادبی معرکہ کی ذمہ دار ہے۔ حکیم صاحب براہ راست کوئی فریق نہیں تھے۔ لیکن مرزا عظیم کی رفاقت کی بنا پر انہیں اس جنگ میں حصہ لینا پڑا۔ یہ شعری رزم جس میں انشاؔ کی طرف سے بعض ناجائز امور کی حد تک اقدام ہوا ہے۔ مرزا مینڈھو کے مشاعرہ میں قطعات و غزلیات فخریہ سے گذر کر باقاعدہ میدان جنگ کی صورت اختیار کرنے والی تھی۔ جب حکیم صاحب کے سامنے شمع لائی گئی۔ انہوں نے انشاؔ سے خطاب کر کے کہا۔ عمزاد! آپ کی سرکار سے ہمیں مسیلمۂ کذاب، کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ بہت اچھا! اب ذرا ہمارے الفیل ما الفیل پر بھی کان دھریے۔ صاحب مشاعرہ کو گمان گذرا کہ اب کوئی رکیک ہجو پڑھی جانے والی ہے۔ ادھر سے یہ اور ادھر سے محب علی محب اٹھے اور کوشش کر کے فریقین میں صلح کرا دی۔ دونوں طرف شرفا تھے مان گئے، معاملہ بخیر و خوبی گذر گیا اور کشت و خون تک نوبت نہیں آنے پائی اس پرخاش شاعرانہ کی یادگار مرزا عظیم بیگ کا وہ مشہور مخمس ہے جس کے شعر ذیل نے ہماری زبان میں ضرب المثل کی عزت حاصل کر لی ہے

شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تذکرۂ انشا صفحہ ۸۲، ۸۶)

"تذکرۂ ہذا میں بعض اشاروں سے پایا جاتا ہے کہ حکیم صاحب نے بعض اوقات ادھر ادھر سفر بھی کئے ہیں۔ کنور پریم کشور فراقی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ میں نے اس کے باپ کو بندراین میں فقیرانہ لباس میں دیکھا ہے (صفحہ ۲۸۶) اس سے ان کا بندراین پہنچنا ثابت ہے۔

منت کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ میں اور منت ایک ہی گاڑی میں لکھنؤ پہنچے۔ میں واپس چلا آیا اور وہ وہیں رہ گئے

"اتفاقاً قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہم سفر آن فصاحت زبان دریک گردوں

تا بلدۂ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین دیدا در اندک فرصت بوطن مالوف رسانید وآں میر میلانِ
سخنوری در ہمان (نواح) توطن گزید" (ص ۲۱۵/۲)

حکیم صاحب کی شادی مولوی نور احمد صاحب ممتاز کی دختر بلند اختر سے ہوئی تھی۔ نور احمد مولوی عبدالوہاب کے فرزند ہیں جو اپنے عہد کے بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ خود مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے ایام شہزادگی میں استاد تھے۔ جب شہزادہ والا گوہر (شاہ عالم کی شہزادگی کا نام ہے) دیار مرشیہ کو چلے گئے۔ مولوی نور احمد کا سلسلہ سلطان ہدایت بخش اور نواب عماد الملک کی سرکاروں میں ہوگیا۔ آخر میں خانہ نشین ہوگئے اور باقی عمر بڑی عزت کے ساتھ گذار دی۔ اہل شہر و محلہ مولوی صاحب کی بےحد عزت کرتے تھے۔ یہ اس سے ظاہر ہے کہ جس دن مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ اہل بازار نے ان کے احترام میں اپنی دکانیں بند کر دیں اور شریک جنازہ ہوگئے اور جبتک مولوی صاحب کو دفن نہیں کر دیا گیا۔ اسوقت تک واپس نہیں آئے (ص ۲۱/۲)

اولاد میں حکیم صاحب نے صرف ایک فرزند کا ذکر کیا ہے اور بمصداق "اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہِ" وہ بھی شاعر ہیں۔ ان کا نام عزت اللہ عشق ہے۔ حافظ و قاری ہونے کے علاوہ فن طبابت میں صاحب کمال ہیں اور میرزا ولی عہد بہادر (اکبر شاہ ثانی) کے فرزند اکبر مرزا ابوالظفر بہادر (ظفر ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ) کے کلام کی اصلاح دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر حکیم صاحب کے فقرے سے مترشح ہوتا ہے کہ شاید خود حکیم صاحب بھی شاہی خاندان کی اصلاح دیتے رہے ہیں۔ ان کے الفاظ ہیں:

"اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہٗ و زاد قدرہ کہ ارثاً سررشتۂ استادی این
دودمان عالیشان دارد استشارہ می فرمایند" (ص ۳۴۳/۱)

ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عزت اللہ عشق کے نانا مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے استاد ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ اشارہ اس طرف ہو۔ بہرحال استاد ذوق سے پیشتر عشق ظفر کی غزلیات کی اصلاح دیا کرتے تھے ٭

حکیم صاحب کے بزرگوں کا پیشہ درس و تدریس اور پیری مریدی تھا۔ آخر الذکر کو ترک کرکے حکیم صاحب نے اس کی جگہ طبابت کا مفید پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ مگر اول الذکر تعلیم و تعلم کو معلوم ہوتا

ہے کہ برابر جاری رکھا - فن شعر میں ان کے شاگردوں کی فہرست جہاں تک کہ تذکرۂ ہذا کا تعلق ہے - نہایت مختصر ہے - لیکن میں ایسے شاگردوں کے نام جن کا ذکر اتفاقیہ اس تذکرہ میں آگیا ہے - خواہ وہ مکتبی شاگرد ہوں یا فن شعر کے یا محض کتابی تکرار کرنے والے یہاں درج کئے دیتا ہوں:

(۱) آفاق - میر فریدالدین - اصل میں حکیم ثناء اللہ خاں فراق کے شاگرد ہیں - لیکن استاد کے کہنے سے حکیم صاحب کو بھی اپنا کلام دکھا دیا کرتے ہیں (ص ۳۷/۱)

(۲) احسن - احسن اللہ - حکیم صاحب ہی کے شاگرد ہیں (ص ۴۵/۱)

(۳) اشرف - غلام اشرف - منجملہ دیگر کمالات علم موسیقی میں پوری دستگاہ رکھتے ہیں - ستار سندرہن انکی ایجاد ہے - بعض علوم عربیہ کے علاوہ ریختہ میں بھی حکیم صاحب سے اصلاح لیتے ہیں - انکی لاابالیانہ افتاد طبیعت کے حکیم صاحب شکوہ سنج ہیں - کہتے ہیں کہ اب تو وہ اپنا کلام مجھے دکھائے بغیر غیر ذمہ دارانہ طریق پر لوگوں کے سامنے پڑھ دیتے ہیں (ص ۶۲)

(۴) افسوس - غفور بیگ - اصل میں استاد ہدایت کے تلمیذ ہیں - لیکن استاد کی غیبت میں اپنا کلام فراق اور حکیم صاحب کو دکھا لیا کرتے ہیں (ص ۶۶)

(۵) بیان - خواجہ احسن اللہ خاں - مصنف کے ساتھ بلا ناغہ سبق کی تکرار کرتے رہے ہیں (ص ۱۲۳/۱)

(۶) تنہا - ایک افغان زادہ تھا - عین عالم شباب میں انتقال کیا - اپنا کلام کبھی حکیم صاحب کو اور کبھی فراق کو دکھاتا رہا ہے (ص ۱۴۸/۱)

(۷) حفیظ - حافظ محمد حفیظ - کشمیری الاصل اور دہلوی المولد ہے - اپنا کلام کبھی فراق کو کبھی حکیم صاحب کو دکھاتا رہا - بعد میں عشق سے مشورہ کرنے لگا (ص ۲۱۳)

(۸) راقم - غلام محمد ہفت قلم - مصنف مشہور تذکرۂ خوشنویساں - مجموعۂ نغز کی تالیف سے بارہ تیرہ سال پیشتر جب راقم لکھنؤ نہیں گیا تھا - حکیم صاحب سے شرح شمسیہ اور حاشیۂ میر پڑھتا رہا ہے - اور شعر میں بھی اصلاح لی ہے (ص ۲۶۴/۱)

(۹) شفیق - مظہر علیخاں - مشق سخن فراق سے کرتا رہا ہے - لیکن حکیم صاحب اور ان کے فرزند عشق سے بھی استفادہ کیا ہے (ص ۳۴۴)

(۱۰) نیاز - میاں نیاز احمد شاعر مشہور - حکیم صاحب کے ساتھ بعض کتابوں کی تکرار کی ہے (ص ۳۸۸/۲)

(۱۱) سرور - میر فیض علی - سید ابراہیم کی اولاد سے ہے جو سید شمس الدین کے بھائی ہیں - ان کا مزار دہلی سے دو منزل پر قصبۂ اجڑاڑہ میں واقع ہے - سادات کبرویہ میں سے ہیں - اور طریق شطاریہ پر عامل ہیں - ان کے مزار پر ذیقعدہ کی سترھویں تاریخ سے بیسویں تک سالانہ عرس ہوتا ہے - جس میں قرب و جوار کے لوگ شامل ہوتے ہیں - یہ سرور علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے لئے اپنے وطن سے آکر حکیم صاحب کے ہاں مستقلاً مقیم ہوگیا ہے اور پوری سرگرمی کے ساتھ اپنی تعلیم میں مصروف ہے (ص ۳۸۹ تکملہ)

حکیم صاحب کا شمار چوٹی کے شعرا میں نہیں کیا جا سکتا - ان کے کلام کا جوہر متانت اور روزمرہ کی صفائی ہے - کثرتِ مشق نے کلام کو پختگی کی حد تک پہنچا دیا ہے - مگر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ شاعری اس میں بہت کم پائی جاتی ہے - ان کے پرگو ہونے میں کوئی شبہ نہیں - جیسا کہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے - اس تذکرہ کی تالیف کے وقت ایک ضخیم دیوان ختم ہو چکا ہے - جس میں سات ہزار اشعار ہیں - اس کے علاوہ بحر رمل مسدس محذوف میں ایک معراجنامہ لکھا جا چکا ہے - جس کے ابیات کی تعداد تین ہزار پانسو ہے (ص ۹۳ - جلد دوم)

۱۲۱۷ھ میں ایک مثنوی بوزن شاہنامہ شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات و کرامات میں موسوم بہ کراماتِ پیرانِ پیر ختم کر چکے ہیں - جس میں پانچ ہزار دو سو اشعار ہیں اور بشرط زندگی ارادہ کر رہے ہیں کہ غزوۂ بدر کو نظم کے قالب میں ڈھالیں ‌+

کراماتِ پیرانِ پیر کے سوا باقی تالیفات راقم کی نظر سے نہیں گذری ہیں - یہ مثنوی نواب صاحب یار جنگ بہادر کے کتب خانہ واقع حبیب گنج میں محفوظ ہے اور وہیں راقم کو حکیم صاحب کی اس متبرک تالیف کی زیارت کا موقعہ پہلی مرتبہ ملا - گذشتہ سطور میں حکیم صاحب کی زندگی پر روشنی ڈالنے والے بعض اشعار اسی مثنوی سے ماخوذ ہیں - یہ مثنوی گویا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں مصنف کی انتہائی عقیدت مندی کی ایک یادگار ہے +

لیکن حکیم صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جس کی بنا پر انہیں ہمارے ادبیات کی تاریخ میں ایک ممتاز جگہ مل گئی ہے ان کی موجودہ تالیف مجموعۂ نغز ہے - اس قابل قدر تالیف کی اہمیت اور اس کا صحیح رتبہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں اس شاخ ادب کی ان مصنفات کا ذکر کرنا

ہوگا۔ جو اس تذکرہ سے بیشتر عالم وجود میں آچکی ہیں اور جن کے متعلق ہمیں کچھ علم ہے:
۱۱۶۵ھ میں نکات الشعرا اور تذکرۂ علی حسینی گردیزی۔ ۱۱۶۸ھ میں مخزن نکات۔ ۱۱۷۵ھ میں چمنستان شعرا۔ ۱۱۸۸ھ و ۱۱۹۲ھ کے مابین میرحسن کا تذکرہ ۱۱۹۳ھ میں تذکرۂ شورش۔ ۱۱۹۶ھ میں گلزار ابراہیم۔ ۱۲۰۸ھ میں تذکرۂ مصحفی۔ گلشن ہند ۱۲۱۵ھ میں اور تذکرۂ عشقی اس سن کے عنقریب بعد مرتب ہو چکے ہیں۔ مجموعۂ نغز ان تالیفات کے مقابلہ میں یقیناً ایک مبسوط اور ضخیم تالیف ہے۔ لیکن دو اور تذکرے ہیں جو ضخامت اور حجم کے اعتبار سے اس پر فضیلت رکھتے ہیں۔ چونکہ ہمارے تذکرہ کا ان کے ساتھ قریبی تعلق بتایا جاتا ہے۔ اس لئے ان کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا جاتا ہے:

ان میں ایک تو عیار الشعرا از خوب چند ذکا ہے جو ۱۲۰۸ھ یا ۱۲۱۳ھ میں شروع ہوا۔ اور مولف برابر تیس سال تک اس میں اضافے کرتا رہا۔ آخری تاریخ ۱۲۴۷ھ بتائی جاتی ہے۔ اس تصنیف میں پندرہ سو شاعروں کا ذکر ہے اور ایک ہزار صفحات ہیں:

دوسرا تذکرہ عمدۂ منتخبہ از اعظم الدولہ سرور ۱۲۱۶ھ کی تالیف ہے اور بارہ سو شعرا کے حالات پر مشتمل ہے:

اب مجموعۂ نغز کی باری آتی ہے۔ یہ تالیف چھ سو ترانوے ریختہ نگاروں کے حالات اور آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۲۲۱ھ اسکی تاریخ اختتام ہے۔ اگرچہ اس تاریخ سے بہت عرصہ پہلے اس کی داغ بیل پڑ چکی ہے:

اشپرنگر جس کے سامنے یہ تذکرے موجود ہیں کہتا ہے کہ قاسم کا تذکرہ سرور کے تذکرے پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سرور کی تالیف کو عیار الشعرا کا ایک اصلاح یافتہ مرتبہ کہتا ہے۔ مگر خود عیار الشعرا کی نسبت اس کی رائے بہت بری ہے۔ کہتا ہے کہ اس میں تکرار کے علاوہ ہر قسم کا رطب و یابس اور غیر تنقیدی مواد جمع کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ غیر شاعروں کو بھی شاعر لکھ مارا ہے۔ ہم ان دونوں تذکروں سے ناواقفیت کی بناپر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ مجموعۂ نغز پر ان تذکروں کا پرتو کس قدر ہے۔ اور مصنف کی اپنی کوشش کا حصہ کس حد تک ہے۔ حکیم صاحب ذکا اور سرور کے حالات کے ضمن میں ان کے تذکروں کا تو ذکر کرتے ہیں۔ مگر ان سے استفادہ کی بابت

کچھ نہیں کہتے ۔ البتہ ایک امر سے معلوم ہوتا ہے کہ تذکرۂ ہذا میں خود مصنف کی تحقیقات اور تلاش کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے ۔ اشپرنگر جس کے پاس شفیق اور میر حسن کی مؤلفات کے سوا فہرست بالا کے تمام تذکرے موجود ہیں ۔ ریختہ گویوں کی جدید فہرست طیار کرتے وقت جس میں التزاماً یہ اصول مدِ نظر رکھا ہے کہ ہر شاعر کا ذکر اصل ماخذ سے نقل ہو نہ اس کے کسی ناقل سے ۔ مجموعۂ نغز کو نین وبیں شعرائے اُردو کے سلسلہ میں استعمال کر رہا ہے ۔ جس سے صریحاً ظاہر ہے کہ ماخذی اطلاعات کی ایک بڑی مقدار اس میں جمع ہے ۔ ادھر تاسی نے اپنی "تاریخ شعرای اُردو" میں کثرت کے ساتھ اس سے کام لیا ہے ۔ لیکن اس "تالیف کی حقیقی وقعت کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے جب مولانا محمد حسین آزاد کی مشہور عالم تصنیف آبحیات کی ورق گردانی کی جاتی ہے ۔ مولانا نے اگرچہ ہر موقعہ پر اس تالیف سے استفادہ کا اظہار نہیں کیا ہے ۔ تاہم وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آبِ حیات کا ایک بڑا حصہ اس "تذکرہ سے ماخوذ ہے :

تذکرہ جیسا کہ اس عہد کی تالیفات کا دستور ہے ۔ فارسی زبان میں مرقوم ہے جس میں نثر سادہ عاری کو موقعہ بموقعہ مرجز و مقفیٰ کے ساتھ آمیز کر دیا گیا ہے ۔ لیکن یہ بدعت آٹے میں نمک کے برابر ہے ۔ محمد شاہ کے زمانہ سے لے کر شاہ عالم ثانی کے اختتام عہد تک کے شعرا کے حالات وکلام پر یہ تصنیف روشنی ڈالتی ہے ۔ مصنف دورِ سوم و چہارم کے شعرا سے ذاتی واقفیت رکھتا ہے ۔ چالیس سال تک اس نے باغ سخن کی آبیاری کی ہے شاعروں اور مشاعروں سے واسطہ رکھا ہے اور شعر و غزل کے چرچوں میں اوقات گذاری ہے ۔ اس لئے اس کو اپنے عہد کے شعرا ان کے محاسن و اخلاق ۔ قابلیت و استعداد اور جوہر کلام کے دیکھنے اور رائے قائم کرنے کا نہایت نادر موقعہ ملا ہے ۔

اساتذہ کے اسما کے ساتھ مصنف نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر استاد کے تخلص کا ہم قافیہ جملہ اس کے نام سے پہلے لایا ہے اور پھر یہ فقرہ گاہ گاہ بادنیٰ تغیر ہر جگہ اس نام کے ساتھ دوہرایا گیا ہے ۔ گویا سرکار قاسمی سے خطابات عطا ہوئے ہیں ۔ شیخ ظہور الدین حاتم کا نام یوں لکھا ہے :

"استادِ اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم" ص ۶۸ ، ص ۱۱۴ ، ص ۲۸۶

میرزا مظہر کے لئے : "سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جان مظہر" ص ۱۲۳ ، ص ۲۰۰ ، ص ۲۵۳

سودا کو۔ "سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا" ص ۳۰/۱، ص ۵۹/۱، ص ۱۰۶/۱، ص ۳۵۶/۱، ص ۳۵۷/۱

میر صاحب کو۔ "سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر" ص ۱۰۲/۱، ص ۱۹۵-۴/۱، ص ۳۴۶/۱، ص ۲۹۱/۱، ص ۳۶۶/۱

میر درد۔ "مملکت سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد" ص ۲۴/۱، ص ۱۲۶/۱، ص ۱۷۷/۱، ص ۳۶۷/۱ اور

"سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر" ص ۲۷۷/۱، ص ۲۸۶/۱، ص ۲۴۰/۱،

ص ۳۳۵/۱ سے بھی خواجہ میر درد مراد ہیں۔

میر سوز۔ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز ص ۳۴/۱، ص ۸۰/۱، ص ۲۰۳/۱، ص ۲۷۶/۱ وغیرہ

ہدایت۔ "استاد صاحب درایت ہدایت اللہ خان ہدایت" ص ۱۹/۲، ص ۲۴/۲، ص ۸۲/۲ وغیرہ

فراق۔ "دوستدار محب، سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق" ص ۱۲۶/۱، ص ۲۷۴/۱، ص ۳۵۴/۱، ص ۳۶۶/۱

مشہور اور پایہ کے شعرا کے نمونۂ کلام میں کثرت کے ساتھ اشعار نقل کئے ہیں۔ ان کے حالات کے سلسلہ میں اگرچہ چنداں اہتمام نہیں کیا گیا ہے تاہم اور تذکروں کے مقابلہ میں ہمارے مؤلف کی مساعی بار ور مانی جاسکتی ہے۔ شعرا کی تاریخ وفات و حیات اگرچہ درج نہیں ہے۔ تاہم ایسے امور موجود ہیں جن سے ان کے زمانوں کے متعلق غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا۔

تذکرہ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ اگرچہ مشغلۂ شعر کے خلاف تھا اور سیاسیات کے مطلع پر فتنہ و آشوب کی گھنگھور گھٹائیں ہر وقت چھائی ہوئی تھیں۔ احمد شاہ ابدالی کی آمد اور بعد کے سیاسی واقعات نے مغلیہ سلطنت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا ہے۔ دہلی ویران ہو رہی ہے اور اس کے فرزند تلاش معاش میں دربدر اور خاک بسر پریشان حال پھرتے ہیں لیکن رنجا سے یہ جاتا کہ جسکو دیکھو شوق شعر میں ڈوبا ہوا ہے۔ ذکور و اناث اور عامی و عالم اس کی چیٹک سے خالی نہیں۔ مسلمان اور ہندو بلکہ فرنگی زادوں تک میں یہ ذوق سرایت کر گیا ہے سلاطین و عمال۔ امرا و علما۔ سپاہ و اہل دیوان کے علاوہ ہر طبقہ کے پیشہ وروں پر شاعری کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ مثلاً منیر صیقل گر ہے۔ اگرچہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ محمد امان نثار معمار ہیں۔ جامع مسجد دہلی انہی کے بزرگوں کی بنائی ہوئی ہے اور یہ خود بھی اسی پیشہ سے بسر اوقات کرتے ہیں۔ یہ وہی نثار ہیں جنہوں نے میر تقی میر کے اژدر نامہ کے جواب میں بدیہہ نظم پڑھ کر اہل مناظرہ سے خراج تحسین وصول کیا تھا۔ اسی طرح حسین بخش بخشی پارچہ فروش ہے

مدسنگو شگفتہ آہنگر ہے۔ خواجہ ہیبتکا شیدا علاقہ بند ہے۔ میر صادق علی صادق فیلبان ہے۔ شنبھو ناتھ عزیز مہاجن ہے۔ میر لطیف علی لطیف جواہرات کا دلال ہے اور مغل علی مغل علاقہ بند و سوداگر۔ بدر الدین مفتون بزاز اور یکرنگ سنار ہے۔ محمد ہاشم شائق خیاط ہے۔ اس کے ساتھ مرثیہ خوانی کی خدمت کو بھی ضم کر لیا ہے اور کافی شہرت رکھتا ہے۔ محمد عارف رفوگر ہے۔ عنایت اللہ عرف کلو حجام ہے اور حضرت مولانا محمد فخر الدین کی سر تراشی کرتا ہے۔ شعر میں میاں کلو کو مرزا سودا کے تلمذ پر فخر ہے۔ مذاق سخن اسقدر بلند ہے کہ سودا کے سوا کسی کو شاعر بھی تسلیم نہیں کرتے۔ غلام ناصر جراح ہے مقصو ایک سقہ ہے۔ جونن شعر میں بازار کے لونڈوں کا استاد ہے۔ قرین ایک خاکروب ہے۔ اگرچہ تکملہ میں درج کرتے وقت مصنف نے اس کے اصل پیشے کا ذکر ترک کر دیا ہے ؁

اسی طرح ہر وضع و قماش کے شعر گو موجود ہیں۔ ثقہ و سنجیدہ نگار سے لے کر رند و اوباش ہزال و لواج اور فحش گو تک اپنی اپنی بولی بول رہے ہیں مثلاً جعفر زٹلی اٹل (میر عبدالجلیل بلگرامی)۔ محمد عطا بانکہ۔ صاحبقران۔ شہوت وغیرہ۔ مؤخر الذکر کو شاہ عالم ثانی نے مسخرۃ الدولہ قرمساق خان بہادر پھکڑ جنگ کا مناسب خطاب عنایت کیا تھا۔ بعض نے عجیب عجیب تخلص اختیار کئے ہیں۔ کوئی اوباش ہے۔ کوئی عیاش۔ ایک عشاق ہے اور ایک کافر ہے۔ یہ بزرگ اپنے اشعار کو کافر کتھہ کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ پنچھا۔ جھینا۔ نکھو وغیرہ بھی اسی قسم کے نام ہیں ؁

احمد نگر فرخ آباد۔ رامپور۔ لکھنؤ۔ عظیم آباد۔ مرشد آباد اور حیدر آباد وغیرہ شاعری کے مرکز ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ طاقتور مرکز دہلی ہے۔ مشاعرے کثرت سے ہوتے ہیں اور ہر فرقہ و خیال کے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔ مثلاً نواب محمد یار خاں بہادر فرزند علی محمد خاں کے ہاں مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی۔ نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈھو صاحب فرزند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے ہاں بھی بزم مشاعرہ قائم تھی۔ جس میں اس عہد کے مشاہیر شعرا شریک ہوتے تھے۔ رمضان کے دنوں میں اس نواب کے مشاعروں میں مسلمان شاعروں کے لئے جہاں امیرانہ کھانے مہیا ہوتے تھے۔ وہاں ہندو شاعروں کے لئے بھی اعلےٰ قسم کی مٹھائیاں پیش کی جاتی تھیں مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے دولت خانہ (لکھنؤ) پر مدت تک مشاعرے ہوتے رہے ہیں۔ متعدد مشہور شعرا اس شہزادے کی سلک ملازمت میں منسلک تھے مثلاً انشا۔ جرأت۔ مصحفی۔ رنگین اور محب وغیرہ

مرزا اسد بیگ رفیق شاگرد حکیم ثناء اللہ خاں فراق اور میر سجاد اکبر آبادی کے مکان (دہلی) پر بھی مشاعرہ ہوتا تھا ۔

مرزا محمد تقی ترقی کے مکان پر فیض آباد میں اور مرزا رضا قلی بیگ آشفتہ کے ہاں لکھنؤ میں مجلس مشاعرہ رہا کرتی تھی ۔

مہدی علی خان عاشق کے ہاں بلا ناغہ جمعہ کے روز مشاعرہ ہوتا تھا ۔ یہانتک کہ بقول مؤلف صبح کو اپنے فرزند کی "فاتحہ سیوم" پڑھی اور ظہر کو حسب معمول مشاعرہ کیا گیا ۔

اسی طرح ہندو شعرا میں مرزا راجہ شنکر ناتھ حیا کے ہاں مشاعرہ ہوا کرتا تھا ۔

والاجناب بہادر بیگ خاں غالب تخلص کے ہاں بھی بزم مراختہ ایک عرصہ تک ہوتی رہی ہے۔ حاضرین کے لئے ہر قسم کے کھانوں ۔ شربتوں اور مٹھائیوں کا انتظام کیا جاتا تھا ۔

حمید الرحمٰن عرف میاں جان انیس ۔ عظیم الدین خاں عرف بھوریخاں آشفتہ ۔ میر سجاد سجاد میر محمدی شرف ۔ مولوی قدرت اللہ قدرت ۔ غلام ہمدانی مصحفی کے ہاں بھی مشاعرے انعقاد پاتے رہے ہیں ۔

حکیم صاحب دشت سخن کے پرانے سیاح ہیں ۔ ان کی تمام عمر شعرا اور شاعروں کی صحبتوں میں گذری ہے ۔ اس لئے ان کی رائیں شعرا کے کلام اور مقام کے متعلق قابل احترام ہیں ۔ باوجودیکہ اس تذکرہ میں سینکڑوں شعرا کا ذکر ہے ۔ ان میں ایسے بھی ہونگے ۔ جن کے ساتھ بمقتضائے بشریت معاصرانہ چشمک اختلاف و عداوت بھی ہوگی ۔ لیکن ہر ایک کے ذکر میں واقعہ نگاری کے فرائض کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور حق گوئی اور انصاف پسندی سے تجاوز نہیں کیا ہے ۔ تقریباً ہر شخص کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہے ۔ یہ امر ان کی نیک دلی اور سلیم الطبعی کی روشن دلیل ہے ۔ کہیں کہیں البتہ تنقیدی نقطۂ نظر کا آزادی سے استعمال کیا ہے ۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے اظہار رائے کا اختصار مدنظر رکھا گیا ہے ، ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں :

جرأت کے تذکرہ میں میر و جرأت کا مشہور واقعہ درج کرتے ہوئے میر کے غرور کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے " و این الفاظ ہندی بر زبان نخوت توامان دے گذشت ...... "

میر محب علی عالی کی بد دماغی کے لئے لکھا ہے " مرزا محمد رفیع سودا و .... محمد تقی میر

را موزون الطبع میگفت و شاعری دانست تا بہ دیگران خود چہ رسد ع
ہرکس بخیال خویش خبطے دارد"

آگے چلکر اُس کے ایک شعر پر اعتراض کر کے طنز یہ فرماتے ہیں کہ " زہے شعور دشمنی کہ شاعری این و دعوی آن . . . . "

میر حیدر علی شاہجہان آبادی شاگرد سرب سکھ دیوانہ کے لئے کہتے ہیں " خوش میگوید اما دعوی شاعری خبطے در دماغش جاگیر گردیدہ"

سعادت یار خاں رنگین کی نثری تالیف 'مجالس رنگین' کے تذکرہ میں لکھا ہے " بر اکثرے از اہل سخن تا بہ شیخ شیراز . . . . . بزعم خود دران دخل بیجا کردہ . . . . با این ہمہ غیر از ین کہ مناسبتے بریختہ دارد بسیار کم پایہ و سپاہانہ خواندہ است . . . . "

مرزا عظیم بیگ عظیم کے بارے میں رائے ظاہر کی ہے " شاعرے بود بسیار خوب ، اما نہایت پر خود غلط . . . "

انشاء اللہ خان انشا کے ساتھ اگرچہ ان کے جھگڑے رہے ۔ شعروں میں نوک جھونک ہوتی رہی ۔ تخریبے اور ہجویں لکھی گئیں ۔ آخر معاملہ تیغ زبان سے گذر کر زبان شمشیر تک پہنچا ۔ ان امور کے جاننے کے بعد خیال گذرتا ہے کہ حکیم صاحب نے اپنی تالیف میں انشا کے باب میں آفت توڑی ہوگی ۔ ان کی سیرت و اخلاق اور زندگی کی تصویر نہایت بھونڈی اور بھیانک اتاری ہوگی ۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ان کے قلم نے اپنی فرض شناسی سے مطلق تنزل نہیں کیا ہے ۔ بلکہ انشا کی سیرت کے کمزور پہلوؤں کو بھی اچھی طرح سے واضح نہیں کیا ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ انشا ٹھٹول ۔ شوخ اور ہنگامہ آرا تھے ۔ لیکن ان کی ستیزہ کاری کے قصوں کی تحریر کے وقت بھی ہمارے مصنف کا رویہ تعجب کی حد تک اغماض اور چشم پوشی کو کارفرما ہے ۔ انشا اور مصحفی کے معرکہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں :

" اما از انکہ بے عیب ذات خداست تعالیٰ شانہ اعظم برہانہ ۔ ماہ تمام باین رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ بر جگر دارد و قاسم ناتمام باین مسکنت مالا کلام و وارستہ معاشی واقعہ نویسی راحیلہ ساختہ بعیب چینی آن بدر منیر سپہر شرافت می پردازد ' بنا بر مقتضای بشری اندکی شوخ طبع و ہنگامہ آرا و خود بین واقع شدہ در بلدہ لکھنؤ بمشاعرہ مرشد

معظم الیہم بہ میاں غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است مسکین نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوی رکیک کہ شایان شان ہنرمندان نبود واگذاشتہ بہجوگوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد احاد الناس است و بمجلس عامیان نسزد تا بمحفل بہشت آئین ملوک و سلاطین چہ رسد چہ برطراز د کہ حیا بہ تحریرش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود، اگر از انسان کہ سراپا سہو و نسیان است خطائے رفت رفت۔ کلام بشر کلام اللہ نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست ... در ید بیضا ہمہ انگشتہا یک دست نیست" ص۸۱

ان الفاظ پر یہ بیان ختم ہوتا ہے۔ اب خود ان کے ساتھ جو بیتی ہے اسکی رام کہانی یوں شروع کی ہے :۔

" اگرچہ گلہ گذاری حاصہ بعد صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چون کار بواقعہ نگاری افتاد بہ سبیل حکایت ماجرائے کہ بمشاعرۂ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا مینڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد نیزے ازاں شرح دادن مضائقہ ندارد"

اس تمہید کے بعد اصل سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ جس میں انشا کی زیادتیاں بھی درج ہیں۔ اپنی بے قصوری اور بے بسی کا بھی ذکر ہے۔ مگر اس روداد کے خاتمہ پر مصنف کے جذبات کا ترجمان یہ مصرع ہے

ع درمیان جان و جانان ماجرائے رفت رفت (ص۸۶)

اور اسی مصرع پر یہ قصہ ختم کر دیا جاتا ہے۔

شاہ نصیر کی کج خلقی اور رعونت کے حکیم صاحب البتہ شکوہ سنج ہیں اور وجہ بھی معقول ہے۔ قطع نظر ان دیرینہ مراسم کے جو شاہ صاحب کے والد شاہ غریب اور حکیم صاحب کے درمیان تھیں اور شاہ صاحب حکیم صاحب کے سامنے پیدا ہوئے۔ انکی گود میں کھیلے اور بڑے ہوئے۔ جوان ہو کر حکیم صاحب کے ساتھ نخوت اور بے اعتنائی سے پیش آنے لگتے ہیں :

"با وصفے کہ والد جدش بر قاسم ہیچمدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان زماں حضرت میر جہان بر این سراپا نقصان نہایت عنایت فرما بودند و معہذا جلوہ اش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور و دیگر امور مستدعیہ مودت و تعیش با سرور کہ ذکر آنہا با وصف عدم ملایمت باطناب محل می کشد از ہمہ اغماض العین فرمودہ بر خلاف چشمداشت پیش مے آید۔ ہے ہے غلط کردم و خطا کردم۔ جائے شکوہ نیست، در اظہار اوصاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و معذور است ع کل اناء یترشح بما فیہ" (ص۲۷۳)

مولانا آزاد نے اس گتھی کو یوں سلجھایا ہے: "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے ایک خاص معاملہ یہ درمیان آیا کہ ایک دفعہ مشاعرہ میں طرح ہوئی۔ یار شتاب اور تلوار شتاب۔ شاہ نصیر نے جو غزل کہہ کر پڑھی تو اس میں قطعہ تھا کہ

رخ انور کا ترے وصف لکھا جب ہم نے — انوری نے دیا دیواں الٹ اے یار شتاب
پھر پڑھا ہم نے جو مضمون بیاض گردن — سن اسے ہوگیا چپ قاسم انوار شتاب

حکیم صاحب مرحوم خاص و عام میں واجب التعظیم تھے۔ اس کے علاوہ فضیلت علمی کے ساتھ فن شعر کے مشتاق تھے اور فقط موزونی طبع اور زور کلام کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چونکہ خود قاسم تخلص کرتے تھے۔ اس لئے قاسم انوار کا لفظ ناگوار ہوا چنانچہ دوسرے مشاعرہ کی غزل میں قطعہ لکھا:

واسطے انساں کے انسانیت اوّل شرط ہے — میر ہو یا میرزا ہو خاں ہو یا نواب ہو
آدمی تو کیا خدا کو بھی نہ ہم سجدہ کریں — گر نہ تم تعظیم کو پہلے سر محراب ہو

(آبحیات ص۴۰۷-۸)

لیکن مصنف کے بیان کی روشنی میں یہ توجیہ ناقابل قبول ٹھہرتی ہے۔

شاہ نصیر کے علاوہ حکیم صاحب میر صاحب (میر تقی میر) سے بھی خفا ہیں۔ خفگی کے اسباب سے ہم تاریکی میں ہیں۔ الزام وہی ہے جو شاہ نصیر کے خلاف تھا یعنے نخوت اور بددماغی۔ یہ کمزوری شاعروں میں کم و بیش پائی بھی ضرور جاتی ہے۔ آبحیات میں میر صاحب کی سیرت کی جو بدنما تصویر اتاری گئی ہے اس کے بعض رنگ حکیم صاحب ہی کے طیار کردہ ہیں۔ ہم ان الزامات کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے ناظرین ان کے متعلق بعض اشارے عنوان ذیل میں ملاحظہ فرمالیں۔

آبحیات اور مجموعۂ نغز

اس سے قبل اشارہ کیا جاچکا ہے کہ حکیم صاحب کا یہ تذکرہ مولینا محمد حسین آزاد کی مشہور تالیف آبحیات کا ایک اہم ماخذ ہے۔ یہاں اس مسئلہ پر کسی قدر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مختصراً اس اطلاع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ جو اس تذکرہ سے لی گئی ہے:

ولی اور ناصر علی کے درمیان شاعرانہ تعلّی، کا قصہ ص۹۳ آبحیات، شاہ مبارک آبرو کے حالات اور

اشعار متفرق۔ پکھن پاکباز کا ذکر ص۹۷، شیخ شرف الدین مضمون کا حال اور اشعار ص۱۰۲، آرزو کا ذکر اور اشعار ص۱۲۱-۱۲۲، آرزو کی بدیہہ شعر خوانی ص۱۲۳، سودا کے شعر کو حدیث قدسی کہنا ص۱۷۲، محمد شاکر ناجی کے حالات اور نادر شاہ سے جنگ کے متعلق ان کے خمسہ کے دو بند اور متفرق اشعار ص۱۵۱، شاہ حاتم کے بیشتر اور اشرف علیخاں فغاں و یکرنگ کے کمتر حالات و اشعار ص۱۰۱، اسی تذکرہ سے منقول ہیں +

میرزا جان جان مظہر کے واقعۂ شہادت کے ذکر میں تو خود آبحیات میں اس تذکرہ کا حوالہ دیا گیا ہے مولانا آزاد فرماتے ہیں: "لیکن حکیم قدرت اللہ خاں قاسم اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے کلام میں اکثر اشعار حضرت علی کی مدح میں کہا کرتے تھے۔ اس پر بگڑ کر کسی سنی نے یہ حرکت کی" +

حاشیہ میں اضافہ کیا ہے: "عجب مشکل ہے حکیم صاحب بھی ایک خوش اعتقاد سنت جماعت تھے وہ کہتے ہیں کہ سنی نے مارا۔ لوگ کہتے ہیں شیعہ نے مارا" (ص۱۴۴)

لیکن حکیم صاحب کا منشا بالکل برعکس ہے۔ ان کی عبارت ہے: "از انجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق بوے ارزانی داشتہ بود ظالمے ناحق نشناس در ایام متبرکۂ عاشورہ بہ تعصب مذہب پے بحقیقت کار نابردہ کہ وے غریق حب جناب ولایت مآب و حریق عشق حضرت امامت انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ و کرم اللہ وجہہ چنانچہ بعضے اشعار آبدارش خاصہ این بیت ؎

نکرد مظہر ما طاعتے و رفت بخاک   نجات خود بتولای بوتراب گذاشت

بر بے گناہیش گواہی دہد بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہدای کربلائے معلے علیہم السلام والرضوان رسانید (ص$\frac{199}{2}$)

سودا کے بیان میں میر و میرزا کی افضلیت کے سلسلہ میں مجموعۂ نغز کی اصل عبارت بھی منقول ہے چنانچہ حکیم قدرت اللہ خاں قاسم بھی اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں: "زعم بعضے آنکہ سر آمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی بوے نرسیدہ، اما حق آنست کہ ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است مرزا دریائیست بیکران و میر نہریست عظیم الشان۔ در معلومات قواعد میر را بر مرزا برتریست و در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری" (ص$\frac{164}{1}$)

سودا کا لطیفہ قائم علی امیدوار کے ساتھ ص۱۷، بقاء اللہ خاں بقا کے حالات ص۱۵۴ حاشیہ اور اشعار

میر صاحب کی ہجو میں ص۲۲۲ میر خاں کمترین کا حال حاشیۂ ص۲۱۱ و ص۲۱۲ اسی ماخذ سے ہیں،

میر تقی میر کے متعلق ہمارے ہاں عام جو بات یہ ہیں کہ مولانا آزاد نے میر صاحب کی بد دماغی اور تنک مزاجی کے افسانہ کو غیر ضروری فروغ دیا ہے۔ جس کی اصل غالباً کچھ بھی نہیں۔ مصنفِ گلِ رعنا کا بیان ہے :-

"آزاد کہتے ہیں کہ افسوس یہ ہے کہ انکو (میر صاحب کو) اوروں کے کمال بھی دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ میر سے شخص کے دامن پر بدنما دھبہ ہے" ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جاتے تو وہ سر ہلاتا گناہ سمجھتے تھے۔ کسی اور کی کیا حقیقت ہے" مگر جب اسکی جانچ ہم انکی کتاب نکات الشعرا سے کرتے ہیں تو حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی کہ یہ بیان کس قدر واقعہ کے خلاف ہے" (گلِ رعنا ص۱۵۶)

مولانا آزاد کی اصل عبارت یہ ہے " سب تذکرے نالاں ہیں کہ اگر یہ غرور اور بد دماغی فقط امرا کے ساتھ ہوتی تو معیوب نہ تھی۔ افسوس یہ ہے کہ اوروں کے کمال بھی انہیں دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ امر ایسے شخص کے دامن پر نہایت بدنما دھبہ ہے جو کمال کے ساتھ صلاحیت اور نیکوکاری کا خلعت پہنے ہو۔ بزرگوں کی تحریری روایتیں ثابت کرتی ہیں کہ خواجہ حافظ شیرازی اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلاتا گناہ سمجھتے تھے کسی اور کی کیا حقیقت ہے" (آبحیات ص۲۱۶-۲۱۷)، اس موقعہ پر مولانا آزاد نے تخیل سے کام نہیں لیا ہے۔ انکی عبارت کا اصل ماخذ حکیم صاحب کا یہ فقرہ ہے : " از نخوت و خودسری چہ نگارم کہ سینۂ قلم حقایق رقم می فگارد بر شعر کسے گر ہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز سر ہم نمی جنباند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے اگرچہ معجز طرازی بود و گفتۂ اہلِ شیرازی گوش ہم فرانمی دارد امکان چیست کہ حرفِ آفرین بر زبانش رود (ص۲۳/۲)

ولی کے متعلق آزاد کا یہ بیان بے اصل مانا گیا ہے " ولی کہ بنی نوع شعرا کا آدم ہے۔ اسکے حق میں فرماتے ہیں : " ولی شاعریست از شیطان مشہور تر" میر خان کمترین اسی زمانہ میں ایک قدیمی شاعر دلی کے تھے انہیں اس فقرہ پر بڑا غصہ آیا۔ ایک نظم میں اول بہت کچھ کہا آخر میں آکر کہتے ہیں ع

ولی پر جو سخن لائے اسے شیطان کہتے ہیں" (ص۲۱۱-۲۱۲)

نکات الشعرا چھپ گیا ہے۔ بیشک اس میں شیطان والا فقرہ موجود نہیں ہے۔ لیکن آزاد کا بیان حکیم صاحب کے ان بیانات پر مبنی ہے : " در تذکرۂ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در حق شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر و سزای این کردار نا ہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجو ہائے متعددہ او کردہ کہ بعضے ازان بغایت رکیک و پردہ در افتادہ" (ص۲۳/۲)

"بنا بر نوشتن میر در تذکرۂ خود شاعر شان جلی التخلص بہ ولی را کہ وے شاعر پیست از شیطان مشہور تر ہجو ہائے رکیکہ بواہی نمود (ص 143/2)

"حقش بر جملہ سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر سخنش ابلیس منشی و شیطنت۔ بیر خان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں (ص 297/2)

محمد امان نثار کے حالات اژدرنامہ کا ذکر اور نثار کی ہجو نگاری ص 218، اسی تذکرہ سے منقول ہے اور جرأت کے حال میں ایک حوالہ بھی ملتا ہے چنانچہ۔ "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم فرماتے ہیں کہ ان کے بزرگ دربار شاہی میں دربانی کی خدمت رکھتے تھے (ص 236) جرأت کے بعض ابتدائی حالات ص 237 مرزا محمد تقی خاں ترقی کے مشاعرہ میں جرأت کا دھوم دھامی غزل پڑھنا اور میر صاحب سے داد طلب کرنا ان کا ٹال ٹال جانا اور بعد میں جھنجلا کر یہ کہنا "کیفیت اس کی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹی کہہ لیا کرو (ص 241) اسی تالیف کا فیضان ہے البتہ ایک فرق ہے کہ مجموعۂ نغز میں 'چوما چاٹی' کی جگہ 'چوما چاٹا' لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (ص 155/2)، میر حسن کے حالات ص 253 میر ماشاء اللہ خاں کے پورے حالات ص 259، انشا اور عظیم بیگ کا معرکہ (ص 262۔ ص 265) اور نواب امین الدولہ یمین الملک ناصر جنگ عرف مرزا میڈھو کے ذکر کے لئے بھی یہی تذکرہ سند مانا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی موقعے ہیں جہاں آبحیات میں اس تالیف کا پرتو نمایاں ہے۔

آخر میں ان اصحاب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جن سے اس تذکرے کی ترتیب کے سلسلے میں کسی نہ کسی طرح کی امداد ملی ہے۔ ان میں سب سے پہلا نام پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اورینٹل کالج و یونیورسٹی پروفیسر کا ہے، جو نہ صرف اس تذکرے سے میرے تعارف کا اوّلیں باعث ہوئے ہیں بلکہ مشتبہ الفاظ کے قرأت کے دوران میں اکثر موقعوں پر آپ نے ضروری معاونت فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی یونیورسٹی پروفیسر کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

عزیزی سید محمد جعفری ایم۔ اے۔ بی ایس سی، اور عزیزی محمد باقر سلمانی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی نے کتاب کے مقابلے اور بعض اوقات پروف وغیرہ پڑھنے میں کافی حصّہ لیا ہے۔

برخورداری اختر شیرانی کتاب کی نقل کا ذمہ دار ہے۔

محمود شیرانی

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD
مجموعۂ نغز
جلد اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان فصاحت نشان که نظام جواهر الفاظش فرحت افزای قلوب جانفرسودگان بیدای ناپیدای عظمت
وجلال و تبیان بلاغت انتظام[۵۱] که انتظام لآلی کلماتش راحت پیرای خواطر دل باختگان گلزار همیشه بهار حسن
وجمال باشد حمد و ثنای گویای است جل جلاله و عز جماله که بی وساطت کام و زبان هزاران هزار ناطقه
را بامر کن گویا ساخت و بی یاوری لهات و دندان سخن سحبان بی شمار را بفرمان یک سخن به تشریف نکته
پردازی بنواخت متکلمی که بخطاب لن ترانی دیدار جویان ارنی گو را کلیم کردار بصعقه لا داد سخن گوی
که بالقاء کلمه حق حق گویان معرفت جو را مسیحا وار بطارم چارم برآورد فصاحت کلمات عزت آیاتش
فصحای عرب را با وجود حرص بر معارضه عاجز ساخت[۵۲] بلاغت کلام عظمت التیامش بلغای
بطحا و یثرب را با وصف کمال جد و کوشش بمقابله اقصر سور از درجه اعتبار انداخته نکته سحبان جادو
طراز را چه یارا که در جنبش دم بسخن سرائی زند که ماهو بقول شاعر قلیلاً ما تؤمنون سحر پردازان
مختلط بیان را چه روی سخن پیرا که در برابرش نفس از نکته پیرائی بر آرند که ولا بقول کاهن قلیلاً ما
تذکرون و جواهر زواهر صلوات و آلیات و درر غرر تحیات وافیات نثار ناطقی که چون زبان صداقت[۵۳]
بیان بدعوت خاص و عام برگشاد قفل قلوب قاسیه اکثری از اهل عالم به مفتاح همت درگشاد کامله

---

۵۱ ؍ ؍ توامان ، ۵۲ ؍ ؍ انداخته ، ۵۳ درفشان ؍ ؍

که به لسان صداقت ترجمان انس و جان راسخان ایمان صلا در داد. غشاء عیون پوشیده تشتری
از ارباب دنیا بدست قدرة بیاد فنا در داد. سخن از سخن آرائی سخن آرا بان امتیاز دارد بصدده
که ما علمناه الشعر وما ینبغی له. معاندان را به ظنون فاسده در تبلیغ ابلغ کلام معجز نظام کار
بس زبون که ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون مخالفان را سابر عدم سرانجام نبذے
از محاسن آن داغ کذب و افترا برجبین که فلما تولیتم مسلمه ان کانوا صادقین ولآلی ما آب
و بہائے دریائے مدح و ثنا آرائی و درازی با صفوه وصفائے فلک منقبت و صفت پیرائی

ارد) ۲

ندائے متکلمان کلمه حق مظاہر اسرار ناطق مطلق ارکین بارگاه عرش اسنماه نبوت اساطین ایوان
گردون نشان فتوة معماران بناء دین متین مشیدان قوائم قصر حق الیقین اعنی آل اطہار خیر الناطقین
که ستوده تکسر ستوه کمایان بدیدهٔ حضور سراپا سرور انسان ناپیدا و گم که بدیع اساعبا و اساء که
و ذوات ستوده صفات ہریکے از بہا مطرحے است مر انوار طہارت و پاکی را که انما یرید الله
لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا[۱] واصحاب کبار سید المکلمین که آن یکے افضل
نوع بشر بعد انبیا و مشرف بشرف ثانویۂ حضرت خیر الوریٰ ثانی اثنین اذ هما
فی الغار و آن دیگرے مستعد ثبوت اسود و احمر که لوکان بعدی نبیاً لکان عمر کافی بالکفایه
دیں[۲] ختم النبیین که حسبک الله ومن اتبعک من المومنین عزیزے از ایشان سرو فتر اصحاب
بیعة الرضوان قلب خدا (آ) گاہش[۳] بتعلق قلع و قمع کفرهٔ فجره که اذ یبایعونک تحت الشجرة وافر
تبرے از آن اہل ہنر ہارون حضرت خیر البشر مختار کار سرکار جناب مصطفیٰ انت منی بمنزلة
هارون من موسی جوانمردان دریا دل را ہادی و رہنمون که یؤتون الزکوٰة وهم راکعون موالی
اہالی منزلتش را دوست ذو المنن بحکم وال من والاه عادی اعادی کوتہش را حق دشمن بفحوائے
عاد من عاداه مصابیح مسالک قویم دین و شموع طریق مستقیم لقمن[۴] غیرهم کلهم که اصحابی
کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم.

اما بعد میگوید بندهٔ ضعیف نحیف دریوزه گر طلاب جهان خوشه چین خرمن سخنوران مصطفوی

---

[۱] برداد ۱ ا [۲] دیں میں ۱ ا [۳] جداگاہش، ۱ بہر دو نسخه ؛ [۴] تعین ۱ ا

نسب مرتضوی حسب حنفی مذہب قادری مشرب خاکپاے اہل اللہ عالم المکنی بہ سید ابوالقاسم امیدوار مغفرت حضرت باری المشتہر[1] بہ میر قدرت اللہ قادری عفی اللہ عنہ وعن والدیہ و احسن الیہما و الیہ کہ این ہرزہ کارنامہ سیاہ تبہ کار سراپا گناہ ہرزہ ورائے شوخ شنگ آشفتہ رائے بے رنگ و رنگ ہوس قرین تمنا رہین یکسر بدی سرلسر خودی خیرہ سر سرے خیر ریشان بیرون خراب اندرون عاصی پر معاصی کمتر از ہر دانی و قاصی از مدو تکوں شعور و ابتدائے تیسر دریافت امور[2] ما وصف ولہ اکتساب علوم عقلیہ و شغف استحصال فنون نقلیہ سوی سخن سازی و ذوق نظم آرائی در سر داشت و گاہ گاہ ہمت بہ سحر طرازی و نکتہ سرائی می گماشت و در اکثرے از احیان و بیشترے از اوان تحریر طرفے از احوال خجستہ مآل[3] سخن طرازان ہندی زبان و تسطیر شطرے از اشعار آبدار سخن گویان جادو بیان بخاطر فاتر خطور می نمود اما بنابر زبون ناشدن توفیق و دست بہم ندادن اسباب مالیق اقدام بر این امر خطیر نمی فرمود تا آنکہ بورود مسرت افروزے باشارہ بابشارۂ ملہم غیبی کہ بروش ابر نیسان و سحاب مطیر بہاران قطرہ زنان رسیدہ بگوش ہوشم رسانید کہ بحکم السعی منی والاتمام من اللہ در ہر کارے کہ شروع میرود باختتام میرسد با وصف تشتت مال و تفرقہ حال کمر ہمت بہ سرانجام مکنون خاطر[4] قدیم و الصرام ما فی الضمیر دیرینہ بربست و بدستیاری قلم جواہر رقم و بامردی کلک لآلی سلک بہ آبیاری این گلشن ہمیشہ بہار و سیرابی این گلستان بے خس و خار شروع رفت اما بنا بر علی مامضی اتفاق تسوید این حدیقہ دانش و حدیقہ بحث[5] شعار کم می شد و مدت[6] این جریدۂ فریدہ و دفتر گزیدہ در صندوق غفلت و جامہ دان عطلت بہائت بطول کشید گاہے حسب الفرصت و حضور طبیعت از طاق نسیان بزیر آوردہ عروسان معانیش را بایوان تدوین بحلہ ہائے ملس ملساس فاخرہ تحریر و ردا یوس کسوت تسطیر می نمودم و احیاناً از حزو دان فراموشی بیرون کشیدہ شاہدان مضامینش را بخلوت خانۂ تزئین اندک اندک بحلیۂ ترتیب و حلی بند زیور تہذیب می فرمودم تا رفتہ رفتہ در سنہ ۱۲۲۱ یکہزار و دو صد و بیست و یک بر یک مقدمہ و بیست و ہشت حرف بہ ترتیب حروف ہجا و یک تکملہ مشتمل گشتہ بہ اتمام رسید و نشدہ سنہ سرور سعید عید الفطر بر ذکرہ

ورق ۳

۱؎ المشتہر د ر ۲؎ آمور د ر ۳؎ مآل د و ۴؎ خاطر و الصرام د ر ۵؎ بحث د ر

۶؎ دونوں نسخوں میں یہاں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

منضمس گردیده به اهتمام گرائید و هرگاه از نظر عنایت اثر بعضے از راست طبعان نصفت شعار و خردمندان دانش کردار که راستی طبع و انصاف آن اخوان الصفا فطری است و خردمندی و دانش پژوهی آن معادن دکا حلّی گذشت و بند خاطر دربا مقاطر و مرغوب طبیعت اتفاق طوب ابسان گست الاتحمله سخن آرای فصاحت لسان نکته پیرای بلاغت توامان سحر بیان جادو طراز سریں زبان معانی پرداز دوستی دوست محبت نهاد دشمنی دشمن مودت بنیاد والا منزلت عالی تبار ذی تمکنت صاحب وقار آگاه سرائر سلطانی رموز دان مزاج خاقانی برگزیدهٔ صاحب دلان محسود اہل حسد الملقب به میر علیخان المتخلص به سید میر میدان هنروری و سخن آرائی المخاطب به خطاب مستطاب سید الشعرائی به دو تاریخ گزیده که یکے را از ان که سالم است و مادهٔ وے مجموعهٔ نغز در رباعی فارسی و دیگرے را که بحسن تعمیه که لفظ بو را از بوستان سخن بآئین بهیں و روش گزیں تخرجه فرموده در قطعهٔ فارسی که از عنایات بے غایات خود ایں هیچمدان سراپا نقصان را بحکم آنکه عیب را جیب هنر دارد و نقصان را دوست کمال پندارد از هرچه تمامتر ستوده برشتهٔ نظم کشیده درخورده

ورق ۴

رباعی

سید قاسم کلام نغزش همه مغز | شخص سخنش را نه گزند پا لغز
چوں تذکرهٔ ریخته فرمود رقم | سید تاریخ گفت مجموعهٔ نغز

۱۲ ۲۱

قطعه

صفیر سنج ریاض سخن ابوالقاسم | خدیو کشور نظم و خدایگان سخن
فروغ بخش شبستان صورت و معنی | چراغ بزم هنر شمع دودمان سخن
نوشت تذکرهٔ شاعران ریخته گو | که شهد معنی شکر بخش ریخت سان سخن
ز بوستان و گلستان حکایتے باقیست | حضور رونق اس باغ بیخزان سخن
به سید آن گل باغ قسیم مار و جنان | که هست قاسم هر نعمتے ز خوان سخن
خطاب کرد که آیا کدام سال است این | که یافت است[1] در و نظم ایں جهان سخن

[1] ۱۲۱۱ سنه

جواب داد کہ گل میکند برا وساس   سخنورے کہ بر دبو ز بوستان سخن

و دوست نکتہ نگ سراپا ہوش و فرہنگ سحر سنج عالی فطرہ نکتہ طراز صاحب خبرۂ فصاحت بیان معانی آفریں بلاغت نشان مضامین آگین خلاّق طرز لطیف آفرینندۂ انداز شریف حوش فکر بارسا بہ اندیش طبع رسا حذاقت مآب ظرافت انتساب دریا دل فتوۃ تواماں المسمیٰ بہ ثنا اللہ خاں سراپا اتحاد و وفاق المتخلص بہ **فراق** بہ دو قطعۂ تاریخ کہ یکے ازان فارسی و بہ تعمیہ سرحان **مجموعۂ انتخاب** مادہ تاریخ است و دیگرے ہندی کہ بہ تخرجہ سربد **باغ گل** معنی ظفر یافتہ

قطعہ فارسی

چو فارغ شد از نظم ابن تذکرہ   ابوالقاسم استاد عالی جناب

فراق از سرحاں بتاریخ آں   خرد گفت **مجموعۂ انتخاب**

۱۲   ۲۱

قطعہ ریختہ

جب حضرت قاسم نے کیا تذکرہ مرقوم   روشن کیا یعنے کہ چراغ گل معنےٰ

ہو غنچہ نمط سر بگریبان تفکر   ہاتف سے کہا تب میں سراغ گل معنےٰ

دی اونے ندا ہے کہ سر بد کو قلم کر   تاریخ میں پھر دیکھ تو **باغ گل معنی**

و برخوردار سعادت منش ستودہ اطوار پاکیزہ روش در دریاے سخنوری دری فلک ہنر گستری آشنای بحر ورع و تقویٰ سیاح بیداے زہد و اتقا نظر کردۂ صاحب دلان خدا دوست برگزیدۂ کاشفان سر سہہ اوست حافظ کلام ربانی واقف رموزے زبانی صاحب درد درد رس اہل دل مسیحا نفس محبت قران عزت نشاں فرزند دل بند جگر گوشۂ راحت پیوند [معنے] شوق گرم راہ متخلص بہ **عشق** مسمیٰ بہ میر عزت اللہ مد عمرہ و زاد قدرہ قطعہ ریختہ کہ مادۂ تاریخ دراں بہ تعمیۂ روی دیدہ وری باغ و بہار است انشا نمودہ وھوہذا

قطعہ

جناب والد ماجد کی کیا کروں تعریف   فقیہ عالم و فاضل حکیم ذی مقدار

خدیو ملک فصاحت سرآمد شعرا   خدا‌ئگان بلاغت طبیب حلم شعار

ورق ۵

امیر نطق و بیاں خسروِ سخن سازی — عزیز مصر ملاحت فصیح شیریں کار
صفا منس ہیں صفا خو ہیں صاف طینت ہیں — وہ خوش مزاج نہایت نپٹ ہیں خوش کردار
یہ طبع عالی ہیں انکی بھری ہے رنگینی — کہ عندلیب زر گل کرے ہے جس پہ نثار
بچشم غور جو دیکھا تو فن شعر میں آج — خدا نے اپنی عنایت سے یہ دیا ہے وقار
کہ مصحفی ہے جنہیں اونکی اوستادی کا — زبان حال سے کرتے ہیں ہاں سبھی اقرار
کمال اونکے رقم مجسے ہو سکیں کیونکر — رموز وصف سلیماں نمی شود ز نہار
ہزار بار اگر یہ قلم بھی سر پٹکے — تو لکھ سکے نہ کبھی وصف اونکے زہزار
غرض کہ جس گھڑی اوس عندلیب دانش نے — اوٹھا کے دست مبارک میں کلک گوہر بار
لکھا وہ تذکرۂ ریختہ برنگینی — کہ لطف باغ بھی آگے ہے جسکے حد بیکار
ہوا تمام وہ بستان بے خزاں جسدم — تو مستفید ہوے اوسے سب صغار و کبار
پھر اونے اوسگھڑی مجکو یہ آپ فرمایا — بصد عنایت و لطف و کرم کہ برخوردار
تو اس حدیقۂ معنی کی لکھ کوئی تاریخ — یہ سنتے ہی میں کیا دل میں اپنے سوچ بچار
کہ اس میں ہاتف غیبی شگفتہ ہو بولا — زروی دیدہ وری ہے یہ عتق باغ و بہار
۱۲ ۲۱

تنبیہ

دریں نامۂ عنبریں شمامہ از قاسم ہیچ مدان سراپا نقصان گرفتہ تا روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو ہر گونہ ریختہ گو ہرزہ درا باشد یا شیریں مقال سرلبر نقصان بود یا سراپا کمال مذکور گردیدہ و بآئینے کہ شمار جملہ شعرا و تعداد ہمگی شعرہا دریں عنوان ثبت افتادہ در شروع ہر حرف و ابتدائے تکملہ کمیت شاعران و در طی ذکر ہر یکے از ایشاں چندے اشعار ایشاں بہ تحریر رسیدہ و اشعار ہر کس کہ فراواں بہم رسید حسب فکر قاصر و دریافت قاصر خود بانتخاب گرائید و ہر آنکس کہ یک دو شعرش بدست افتادہ ناچار ہماں رطب و یابس بزبان قلم داد و ذکر شعرا بترتیب حروف ہجا بہ رعایت حرف ثانی تخلص

سلہ حلال ۱،۰،۱ — سلہ اساده ۱ ۱

بے لحاظ شاہ گدا و صاحب دل و اہل دنیا[1] بیک سلک کشیدن اناث و ذکور و بیک
جا فراہم آوردن ہم تحلصان صاحب شعور انسب دیده ازاں کمتر تخلف گزیده امّا نام
نامی شاہ عالم پناه جم جاه و اسم سامی آں گردوں کلاه انجم سپاه سردفتر جملہ و
پیشروے ہمہ گردانید والآں نشتغل بالمقصود و نشرع فی المقصود واللہ المستعان
وعلیہ التکلان ۔

مقدّمہ

در بیان بدو ظہور شعرای ذوفنون و ابتدائے بروز کلام موزوں و تبیان
برخے [از بزرگی و] سخن آرائی و بلند پایگی [نکتہ] ببرائی و ذکر نبذے از احترام
اہل سخن و بزرگ داشت اصحاب این فن ۔

پوشیده نماند کہ حوادث آباد این خاکدان جاے است کہ راه و رسم جہانیاں
بمرور دہور و مضی سنین و شہور منقلب گردد از حالے بحالے و مقامے[2] است کہ
بہ انقضاء اندک زمان و در گذشتن قلیلے از اوان متغیّر گردد السنۂ اہل دوران
از قالے بہ مقالے و معہذا ہر بقعۂ از بقعات غیرا زبانے[3] دارد و ہر قطعۂ از قطعات
زمین بیانے لیس بہر زبانے[4] کہ کلامے موزوں بر قواعد شعریہ پابند شعرنامند مگر
آنکہ بارادۂ متکلم نباشد و گوینده بداں شعر مراد ندارد و ازینجاست کہ کلام اللہ
تعالےٰ شانہ مانند لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا و کل حزب بما لدیہم فرحون و
ثانی اثنین اذ ہما فی الغار و ما یلیہما و سخن صاحب الشرع علیہ الصلوات الزاکیات
مثل انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب و لا خیر الا خیر الآخرة فاغفر للانصار
والمہاجرة و ما بینا سبہا را شعر نگویند ۔

و گویند اول شعرے کہ از کتم عدم بقرطاس وجود رقم پذیر گستہ آنست کہ ابو البشر

[1] ا و میں یہ عاطفہ نہیں ہے [2] رمانے ا و ' [3] معانی [4] ہر ا ا '

ورق ۶

علی بیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان اعجاز نشان بر بانے کہ داشت مرثیہ پسر خود ہابیل کہ ویرا برادرش قابیل کہ اوّل من سن القتل در بنان اوست بتحریک عرق حسد و ترغیب نفس امارۂ بد بنا بر ازدواج اقلیما بہ ہابیل کہ دخترے لبیار حسین و بس صاحب جمال و توام قابیل و برو ے حرام بود بقتل رسانیدہ انشاد فرمود

پس برای ہر طبقہ از طبقات امم ماضیہ بلغت آنوقت بصفحۂ روزگار سخن موزون سخنوے صاحب الطبع ثبت نمودہ پیش از ظہور نور اسلام اکثرے از انواع کلام فصاحت التیام خاصہ قصائد عربی در دیار عرب شیوع تام درواج تمام داشت و در زمان سعادت توامان حضرت خیر البریہ علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتحیہ حسّان ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وارضاہ کہ از اعاظم شعرائے اسلام است [و مویدبتائید دعائے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللھم ایدہ بروح القدس] بفرمان واجب الاذعان بساط بوسان جناب نبوت و حاشیہ نشینان بارگاہ رسالت بجواب ہجاء شعرای کفار فجّار ہمت می گماشت و از لسان صداقت نشان آں مقتدای مرسلان و پیش خرام انبیاء سعادت بیان گلبانگ شاباش شنودہ بصفحۂ دل حقیقت منزل خود می نگاشت و نیز آنحضرت علیہ من الصلوٰۃ افضلہا من التحیات اکملہا بوے رضی اللہ عنہ و ارضاہ ارشاد میفرمود بخواں شعر تو از تیر گزندہ تر است در دلہاے ایشاں

حاصل کہ حصول شعر در عالم امکان بزبان عربی قبل از اعلاے اعلام اسلام و بعد آں یقینی است و بالسنۂ دیگر غیر از فارسی مظنون بظن غالب واللہ اعلم بحقیقت الحال

امّا شعر فارسی پیش از ظہور ملت بیضا علی ما حققہ العلما بہ ثبوت نہ پیوست لاکن در افواہ افتادہ اول کسیکہ شعر بزبان فارسی گفت بہرام گور است و گویند کہ وے محبوبۂ داشت شیریں شمائل نکو خصائل ظریفہ نکتہ دان راست طبع فصیح زبان نیک خطاب حاضر جواب گل اندام دلارام نام در حضر و سفر مصاحب و ہمدم او می بود و در محاورہ و مکالمہ

لـه مذکورہ ا ا سـه کو پید وست ا ا

بحسن خطاب برو جواب مبادرة می نمود روزے بہرام شیرے را در بیشۂ بہردو گوش گرفتہ پیش کشیدہ برہم بست و از غائت مفاخرت و نہائت فخر بداں نہور بر زبانش رفت ع

منم آں پیل دمان و منم آں شیر یلہ

ازانکہ ہر سخن بہرام را دلارام جواب میگفت و برابر ہر لفظش در معنی می سفت بہرام گفت جواب ایں سخن چہ داری و در مقابل ایں در لے بہا چہ نقد سرہ می آری دلارام مدبہہ [بر زبان گوہر] فشان گذرانید ع

ورق ۷

نام بہرام ترا و پدرت بوجبلہ

بہرام را مذاق سخنش پسند افتاد و حکما عرض داد با در قانون نظم سد کردند اما زیادہ از یک بیت نمیگفتند و در زمان سعادت توامان استیلاے اسلام و اسلامیان بر دیار فارس یحتمل کہ بنا بر قلت شیوع و منع مرسومات عجم ممنوع گشتہ مندرس شدہ باشد و در ایام دولت بنی امیّہ و خلفاے عباسیہ شعر عربی خاصہ قصائد بدرجۂ اعلی مروج و شائع گشت امّا شعر فارسی کسے نمی گفت در زمانیکہ یعقوب لیث صفار [حقوق] دیرینۂ عباسیاں فراموش نمود و بر ایشاں خروج فرمود روز میمنت افروز [عید سعید] کہس پور تش کہ جوز می باخت ہفت جوز بگو انداخت یکے ازاں بیروں جست و امیرزادہ نا امید بنشست بعد لمحۂ بحرکت قہقری جوز غلطاں غلطاں بگو در رفت و از غائت سرور و ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطاں غلطاں ہمی رود تا لب گو

از اتفاقات حسنہ امیر بر سرش ایستادہ تماشا میکرد خوبی نظم ایں کلام بگوش وے خورد چوں بمذاقش خوش نمود با وزرا فرمود کہ ایں از جنس شعری نماید کہ دل میربا ید ابودلف[1] و بنت الکعب ہر گاہ بہ تقطیعش پرداختند نوعے از ہزج وے را در یافتند مصرع دیگر موافق تقطیعش بہم رسانیدہ بیتے قرار دادہ بیتے دیگر گفتہ گفتند کہ ایں چار مصرع را رباعی میتواں

[1] دولتشاہ کے ہاں " ابودلف عجلی و ابن الکعب " ہے صفحہ ۳۳ تذکرۃ الشعرا مرتبۂ پروفیسر براؤن

گفت ازاں پس علما و فضلاے دوراں مدتے بگفتن رباعی مشغول بودند و رفتہ رفتہ بدیگر انواع سخن [استقبال] نمودند تا بروزگار فرحت آثار ساسانیاں[۱] شعر فارسی رونق تازہ و بہار بے اندازہ پذیرفت و استاد رودکی عفی اللہ تعالےٰ عنہ سرآمد شعراے عجم گشت امّا غزل کسے نمیگفت و ایں درِ بے بہا برشتہ نظم ہیچ یکے نمی سفت تا وراوان خجستہ نشان آنالکان بیش خرام دل پاکان اعنی عندلیب خوش نواے گلشن اسرار ازلی بلبل دستاں سراے گلزار ہمیشہ بہار سرائر لم یزلی زبدۂ سالکان راہ خلاصۂ [رہ نوردان] مسلک اللہ [صورت زہد] و تجرد معنی ترک و تفرد مرشد عشاقان صاحب درد مرید خاص مقتداے حضرات سہرورد گہاں خدیو نکتہ سنجی و سخن سازی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ در غزل گفتن ابداع نمود و روش ایں نوع در سفتن اختراع فرمود و از اینجا است کہ وے را روح اللہ روحہ قدوۂ متغزلاں نامند و سرگروہ غزل گویاں خوانند امّا شعر ریختہ اگرچہ یک دو مصرع گاہے از طبع در ریز طبیب[۲] آویز خسرو مملکت عشق و محبت پادشاہ کشور عرفان و معرفت نازل منازل عز و تمکین سالک مسالک حق و یقین شہسوار گردوں اقتدار مضمار خدا آگاہی شاہ باز بلند پرواز آسمان فیوضات نامتناہی امیر صاحب توقیر قلمرو ہنروری و سخن سازی دبیر مستحکم تدبیر اقلیم نکتہ پروری و سحر پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان طاؤس خوش خرام ایں بوستان جنت نشان صاحب دل خدا آگاہ الملقب بہ ترک اللہ مظہر تام عشق حضرت اویس المخاطب بہ خطاب مستطاب محمد کاسہ لیس قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم ہم ریختہ [و] اشعار [متعددہ] علی اختلاف الروایتین از قدوۂ متغزلان علیہ الرحمتہ و الغفران یا از سعدی جنوبی علیہ رحمتہ ستار العیوب بظہور پیوستہ امّا گفتن سخن از ہر در و تدوین دیوان مروف یکسر از شاعر بشان جلیے المتخلص بہ ولی صورت بستہ بالجملہ در عہد آں مغفور و بعد زمان آں مبرور دکہنیاں میگفتند آنچہ میگفتند و در حضرت دہلی [ہم شاہ مبارک] آبرو و غیر آں نیکخو بزبانے کہ داشتند بیشترے بطریق ایہام میرفتند تا رفتہ رفتہ نوبت

درس ۸

---

[۱] ساسانیاں چاہیئے لیکن دونوں نسخوں میں ساسانیاں درج ہے۔ [۲] محبت،

بہ نکتہ ہبرائے ہمرگستر مرزا جان جان مظہر رسید ولی علیہ الرحمۃ این زبان را بخراط کشید اما [سرآمد سخن سنجان] فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر علیہم الرحمۃ من اللہ السمیع البصیر انچہ گفتند ع

جہ بگویم نمی تواں گفتن

طرز و انداز سخن از سعی ایشاں صورت بست و نقش [سخن پرور و فصاحت طراز از تنگ و دو ایشاں درست نشست و] طریقے کہ بزمان ما لظہور رسیدہ و بمعاملہ موسوم گردیدہ [بانکہ بعضے [بزماں] سوال سخن گوئند و دریں سرزمین رخش ہمت می دوئند انچہ ہست ہست،

ومخفی نماند کہ منجملۂ بزرگیہائے سخن طرازی و بلند پایگیہائے نکتہ پردازی [قطع نظر از اں کہ ان من الشعر لحکمۃ در شان سخن خوب وارد شدہ] آنست کہ قبل از ظہور نور دین مبین و پیش از بروز رموز کلام رب العالمین ارتفاع بمدارج فصاحت و ارتقا بمعارج بلاغت از اعاظم فخرہائے عرب و اعالی افتخارہائے بطحا و یثرب بود چنانچہ قصۂ تعلیق سبعۂ معلقہ بر در بیت الحرام زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً و برداشتن آں [بعد انشائے] خیر الکلام و عاجز آمدن [فصحا] از معارضۂ اقصر سور کلام ربانی و فرو ماندن بلغا از مقابلہ کوتہ ترین آیات آسمانی اظہر من الشمس الظہیرہ و اشہر من قصص شہیرہ است و بر رائے دانش آرائے ارباب خبرۃ و دیدۂ بینش گزیدہ اصحاب بصیرۃ ظاہر و ہویدا است کہ زیادہ ازیں بزرگی سخن آرائی [و برتر ازیں بلند پایگی] نکتہ پیرائی چہ خواہد بود کہ شکنندہ وے کلام حذا و قدر شکن آن سخن رب الورا است جل جلالہ و عم نوالہ و معہذا ارکین قصر ملت بیضا و اساطین ایوان دین حضرت مصطفےٰ علیہ من الصلوٰۃ اذکاہا و من التحیات اوفاہا مرتکب شعر و سخن و مشتغل ایں بزرگ فن گشتہ و بیشترے از اشعار دریاں معرفت بار از زبان کرامت بیان قبلۂ [اہل] یقین یعسوب الموحدین ملک الاصفیا سلطان الاولیا حیدر صف شکن صفدر صاحب فن ابن عم خیر الانبیا زوج بتول زھرا

نسخہ رسیا لورا و ہ و

امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ وکرم اللہ
منصۂ ظہور رسیدہ بلکہ دیوانے مملو معارف آلہی ومشحون اسرار فیض ہائے نامتناہی
بداں حضرت منسوب گردیدہ وسیدۂ نساء عالم وعالمیاں بلکہ خواتین جہاں وجہانیاں
ذریعۂ محرماں امت شفیعۂ عاصیان فاطمۃ بتول پارسا دخت خیر الانبیا سلام
اللہ علیہا و رضی اللہ عنہا بیتے چند در مرثیۂ جناب [نبوۃ] انتساب انشاد فرمودہ
و اکثرے از علمائے دین وعرفائے صاحب یقین مانند امام ہمام قبلۂ انام [علما و رئیس]
شافعی [بن ادریس] رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ ومثل صاحب دو زبان پیشوائے انس وجان
امام الخافقین غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ
تعالے اسرارہم و روح ارواحہم بہ نکتہ سنجی وسخن آرائی اشتغال نمودہ

دانا و آگاہ باشید کہ [عزت] واحترام شعرا و عنایت جائزہ وصلہ بآنہا از اکابر دین
و دنیا و سرکردگان این جہان وعقلاء بسرحد تحقیق پیوستہ صاحب قصیدۂ بردہ در منام کہ بہزاراں
ہزار مرتبہ از بیداری فائق و بہتر بود بصلۂ انشاد قصیدۂ مزبورہ از جناب رسالت اباب [صلوۃ
اللہ علیہ وسلامہ] بعطائے چادر سر افتخار بعرش پروردگار سودہ زیب جسم خود نمودہ فی الفور
از عارضۂ جسمانی کہ بسرحد ہلاکت رسانیدہ بود باعجاز نبوی نجات یافتہ وصاحب قصیدۂ بانت
سعاد بسعادہ اصلاح آنحضرت کہ بجائے سیف الہند سیف اللہ ارشاد فرمودند مستسعد گردیدہ وچادر
مبارک در جائزہ یافتہ بمآرب دنیوی واخروی رسیدہ و روز میمنت افروز قدوم فرحت لزوم
آنسرور بمدینۂ سکینہ جواری انصار نصرت شعار دف زناں باشعار تہنیت زمزمہ کناں
استقبال نمودہ آن جناب بعد فرود آمدن بسرائے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ وارضاہ
بعطائے حصۂ اثر رہ آورد عزیزان آں کنیزان انصار را بخشیدہ بانعام قراضۂ زر از جیب
خاص ہر یک را سرفراز فرمودہ و در اوان میمنت اقتران شیر بیشۂ تہور وشجاعت نہنگ
دریائے بردلی وشہامت رکن رکین دین متین اصل اصول شرع مبین صورۃ [لطش]

^۱ الوالعرب ۱۰۱

جبّار معنے اسداء علی الکفار فاروق اعظم [اعدل] منظم قاطع خار بن اہل نفاق قالع فلاع فارس[۱] و عراق فاتح روم وسام پشت پناہ اسلامیان و اسلام امیر المومنین فائل المرتاب امام المسلمین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ و ارضاہ عاری گروں عمامہ مجاہد کذّاب یمانئمہ عازیان شام را سرسپاہ المخاطب بہ سیف اللہ لصف سنگنی کرہ فجرہ نکتا و وحید خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعرے رابصلۂ فراوان و جائزۂ شائگاں خوسدل و شادان گردانید اگرچہ از حضور پُرنور خلافت و پیشگاہ عالی جاہ امارۃ بدیں اسراف و کشادہ دستی مخاطب و معاتب گردید و در زمان شقاوۃ نشان ہشام بن عبد الملک بن مروان علیہ ما استحقہ فرزدق علیہ رحمت اللہ و برکاتہ از بعض مدحت طرازی و برکت منقبت سازی جناب امامت انتساب شاہ ملائک خدم و شاہزادۂ گروہاں حشم مقتدای صلحاے کرام پیشواے اولیاے ذوی الاحترام والی ولایت علیہ صاحب مقامات سنیہ [دین و دنیا پناہ] ابن رسول اللہ قبلۂ امم خیر الانام الامام ابن الامام ابن الامام عالی نسب سجاد لقب مورد رنج و عنا مطرح کرب و بلا ملجاے مستمندان ماواے بیچارگان شفیع المجرمین زین العابدین امام الحرمین ابو محمد علی ابن الحسین سلام اللہ علیہما و رضی اللہ عنہما وکرم اللہ وجوہہما باآنکہ [ذخیرہ اخروی اندوختہ] بحصول گلگونہ جائزہ [بما] باں چہرۂ مقاصد دنیوی ہم افروختہ و تفصیلش آنکہ در بعضے از مواسم حج چوں ہشام بدسر انجام بنا بر اژدہام اہل اسلام بہ تقبیل حجر اسود نتوانست رسید وازاں [روخائب وخاسر] برگردید [جاے بنشست] کہ خاص و عام از پیش روے وے مسگذشت بیکبارگاہ بعزم تقبیل حجر [پیشواے ہر] اسود و احمر مقتداے اہل طارم اعنی امام چارم سلام اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ آں سرزمین را بقدوم کرامت لزوم خود رشک باغ جنان ومحسود روضہ رضوان میکند و بمجرد استماع طرۃ گوئی [موالی] آں دیں پناہ و نہ محض مستعد گشتن مدبدار فرحت آثار آں والا دستگاہ خلق اللہ تعالیٰ بحرمت لائق و بسند بدہ راہ میدھد و بعزت

---

[۱] ۱۸۱۵ء میں فارس وعراق مرقوم نہیں + [۲] ما سہ +

هرچه تمامتر سبق می آید تا شاهزاده خود را آسوده و فارغ البال بمقصد می رساند و به
تقبیل حجر فائز میگردد و مشاهدهٔ این حال و بمعاینه این جاه و جلال سرے از
سران بے سر و پایان شام که گرداگرد هشام حلقه زده نطاق بندگی آن جبار نابکار
بر میان جان بسته نشسته بودند متفحص حال خبریت مآل شاه عالی مقام غلمان غلام
میگردد و هشام بدانجام به تحریک عرق حسد قدیم و تکلیف کینهٔ دیرینه بحکم ختم
الله علی قلوبهم و علی سمعهم و علی ابصارهم غشاوة دیده را نادیده انگاشته و
شنیده را ناشنیده نداشته دیدهٔ و دانسته بر جوابش ملتفت نمیگردد از التفافات
حسنه فرزدق عالی تبار ع

که بادا بر او رحمت کردگار

بدانوقت حاضر می شود در ضمن قصیدهٔ که بمدح امام صاحب فتوة و منقبت اهل بیت نبوة
[مدیهه] میگوید بجواب آن شوم شامی سرمایهٔ بدنامی مبادرة میجوید و مورد تحسین
حاضران و موقع آفرین هاے خویش و بیگانگان میشود و بامر نفس اماره هشام زشتی فرجام
بزندان خانه وے محبوس میگردد و در اندک فرصت باعانت عنایت اهل ملت رسالت
نجات یافته بخدمت سراپا برکت سجاد والا نژاد میرسد و بعد قال و مقال و پرسش
احوال دوازده هزار درم بصله مدح طرازی و جائزه منقبت سازی بوے میرسد و وے
معروض میدارد که این همه مدح سرائی و جمله منقبت پیرائی براے ذخیرهٔ[1] اندوزی اخروی
است حطام دنیوی منظور نظر دوربین این کمینهٔ غلام اهل بیت نبی السلام نیست فرمان
واجب الاذعان آن والا نژاد عالی نهاد بانی مبانی مرسومات آبائے کرام محی سنن اجداد
ذوی الاحترام عز صدور می یابد که ما اهل بیت نبوت هرچه بهرکس انعام میکنیم باز
پس نمی گیریم فرزدق باوصف درک سعادة اخروی به قبض زر تسلیم نموده به نعمت
دنیوی هم میرسد بالجمله در ایام سالف عظمت این فن و تعظیم اهل سخن بدرجهٔ اعلی بود

---

[1] رخیره در هردو نسخه ،

و ہر یکے از ملوک و سلاطین و اغنیا صاحب تمکین العام و مکرمم ایں طائفہ را فرض عین
پنداشتہ بلکہ عین فرض انگاشتہ دلدار یہائے شعرا و کام رواییہائے ایشاں مرتبہ
[قصوی می نمود] روزے اصمعی بقبیلہ بنی اسد گذشت و بجا ہائے اولاد طلحہ کہ بطنے[1]
است از ایشان وارد گشت ایشاں قدومش را غنیمت شمردہ ما حضرے لائق پیش
کشیدند[1] و شرط اعزاز و اکرام بجا آوردہ بپرداخت حال وے تواجی رسیدند مشار
الیہ دلخوش شدہ بمدح ایشاں بیتے چند انشا د نمود رئیس آں قوم سہ ہزار گوسفند
[گزیدہ ما سہ] غلام چوپاں کار دیدہ فراہم آوردہ بطریق جائزہ بوے رسانیدہ عذر
خواہی فرمود اصمعی چوں مجلس ہارون رشید رسید بذکر نیک خصائل ایشان رطب اللسان
گردید خلیفہ گفت حیف باشد کہ ایں چنیں [کریماں از بارگاہ امارۃ] دور باشند و
از بساط خلافت مہجور فی الحال مثال فرستادہ بطلب ایشاں پرداخت و بمناصب
مناسب سرافراز ساخت بعد ازیں گاہے کہ [اسدیاں[2]] با اصمعی در میخوردند میگفتند کہ
[ما] بزرگے را از تو بگوسفند خریدہ ایم کہ بانعام انعام بدیں مرتبہ رسیدہ ایم

در ایام جہاں فرجام سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ [مثیل]
الدولہ نیشاپوری کہ یکے از فضلا و شعرائے آں عہد است آوازہ سماحت سعید مکرم بن
علاء کرمانی کہ یکے از صنا دید کرمان و وزیر بالاستقلال بود شنیدہ از نیشاپور بکرمان رسیدہ
قصیدۂ در مدحش آمادہ نمود چوں مطلع برخواند وزیر بدرۂ زر لصلۂ آں بوے رسانند و
ارشاد فرمود کہ اشعار دیگر نماند انشاد نمود کہ ہر بیت را بدرۂ جائزہ می باید و خزانہ
من بداں وفا نمی نماند ایں حد بود آنچہ بود

اما علو ہمت رئیسان ہندوستان و [آزاد منشی] عندلسان ایں بوستاں باید دید کہ
بجائزۂ یک مطلع ناصر علی مغفور ذو الفقار خاں میر ورییک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل
انعام فرمود باقی را عذر خواہی نمود و شاعر آزاد نہاد ہمہ مبلغ در راہ برباد داد و باستغنائے

---

[1] برکشیدند ۱ ،   [2] اصل نسخہ میں "سعدیاں" ہے - ا ا میں اسدیاں بنا گیا ہے +

فلبان فیل لوے بخسند و باد مست به کلبهٔ خود رسد

و[۱] در شعراے عجم استاد رودکی را امیر نصر[۲] الدین سامانی صلۂ کتاب مستطاب کلیلہ دمنہ ہشتاد ہزار درم نقرہ رسیدہ۔ امیر عنصری بعہد نصف مہد سلطان محمود سبکتگین انار اللہ برہانہ بمرتبۂ امارت رسیدہ۔ سلطان جلال الدین سلجوقی امیر معزی را منصب ندیمی عطا فرمود[۳]۔ حضرت عرش آشیانی جلال الدین اکبر بادشاہ طاب اللہ ثراہ فیضی فیاضی را پایۂ امارت عنایت فرمود[۴]

اما از آنکہ ایں فن شریف بنا بر کثرت انعام و احسان بزرگان خاصہ میرزا حسن و میر علی شیر نوائی علیہم الرحمت والغفران بدست جاہلاں افتاد ہجوم عامیان مرتبۂ ایں فرقہ را شکست فاحش داد ع

ہر چیز کہ بسیار شود خوار شود

بہر حال در آن خود گذشت آنچہ گذشت کہ الماضی لا یذکر الحال ع

[حدیث] زندہ گویم مردہ در گور

از حال ایں زماں چہ برطرازم و از قال و مقال ایں دوراں چہ برنگارم کہ دریں ماتم خامہ سینہ چاک نمودہ جامہ سیاہ میکند و کاغذ جگر پارہ فرمودہ[۵] اشک بر بیسانی می افگند ہر سو کہ می نگرم شاعرے می بینم و بہر [طرف] کہ گوش فرا میکنم زمزمۂ شعری میشنوم و طرفہ اینست کہ ما ہمہ تا اہلیہا[۶] ہر یک دم از ملک الشعرائی می زند و خود را ہمسر بلکہ برتر از دانایان ایں فن می شمرد بیت

زہرۂ مردی نہ و با سنبر مرداں در مصاف

رتبۂ کاہے نہ و در جلوہ با سرو سہی

و معہذا قدر دانی ہم بدرجۂ رسیدہ کہ اگر استاد رودکی ہشتاد ہزار کلیلہ دمنہ بر

---

[۱] واز ۔ ۔ [۲] نصیر الدین ۔ ۔ نصر بن احمد بن اسمٰعیل سامانی ۳۰۱ھ و ۳۳۱ھ سے مراد ہے ۔
[۳] نمودہ ۔ ۔ [۴] فرمودہ ۔ ۔ [۵] ۔ [۶] نااہلاں ہر یکے ۔ ۔

روے کار آرد بشنیرے درجائزہ نیابد وخاقانی [سترواں اگر] ہزاراں ہزار قصائد حکیما نہ بگوناگوں صنائع بدائع در مدح کسے سرانجام دہد واسے درصلہ آں بدو نرسد بلکہ مورد تحسین و موقع آفرین ہم نگردد بہرکیف اللہ بس و باقی ہوس +

حرف الالف

درطی ایں حرف ذکر شصت سخن گو کہ سہ کس از ایشاں **آرام** تخلص میکنند و دوکس **آشفتہ** وچار عزیزبہ **احمد** متخلص اند وسہ بہ **احسن** و دوکس را **ارمان** تخلص است و [دو] را **اصغر** و دوشخص را **افسوس** تخلص اختیار افتادہ ودو را **اکبر** و دو بزرگ **امیر** تخلص گزیدہ اند وسہ **امین** اندراج یافتہ ومجموع اشعار شعراے شصت گانہ کہ در تحت اسامیہاے شاں بالذات و استقلال مندرج گشتہ

یک بند مخمس و دو بند ترجیع بند و یازدہ رباعی و پنج صد و ہفتاد و چار شعر متفرقہ معہ مقطعات است[۱] و یک مصرع اشرف قدیمی بہ تضمین شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی و یک مطلع میر انشا اللہ خان انشا و یک بند مخمس مرزا عظیم[۲] بیگ و یک قطعہ دو بیتی شیخ ولی اللہ محب بالعرض و تقریباً اندراج یافتہ

آفتاب

تخلص حضرت بادشاہ عالم پناہ فریدون فردارا نشان سکندر مکنت سلیمان مکان طرازندہ سریر گورگانی فرازندہ دیہیم صاحبقرانی شہنشاہ زمان خلیفتہ

---

[۱] درصے ا. ا [۲]است ا ا ہیں درج ہیں [۳] ۱.۱ میں عظیم مرقوم نہیں ،

الرحمن ابوالمظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی است خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وافاض علی العالمین برہ و احسانہ ازانجا کہ حسب و نسب آن خاقان گیں ستان اظہر من شمس الضحٰی و روشن تر از آفتاب نصف النہار است شبدیز قلم حقایق رقم را ازان جولانگاہ منعطف ساختہ بمضمار تسطیر شمۂ از اوصاف نفس نفیسش و بمیدان تحریر نبذی از اخلاق ذات شریفش اگرچہ اقدام بر این امر خطیر خالی از بلاہت و عاری از نادانی نیست ع

کہ وصف سلیماں نہ آید زمور

امّا نظر بر استحصال تیمن و استکساب سعادۃ مطلقاً ازاں پہلو تہی کردن شومی و بے سعادتی است۔ مسترخی می سازد ذات قدسی صفاتش باعث امن و امان زمان و زمانیان وجود مسعود سراپا بہبودش موجب صلاح و فلاح جہان و جہانیان خاطر ملکوت ماثرش پیوستہ مصروف احوال رعایا ضمیر ہدایت تنویرش ہمیشہ مشغول پرداخت برایا زبدۂ اعیان ہمایونش برضا جوئی حضرت احدیت موصوف خلاصۂ اوقات مبارکش بہ پرستاری جناب صمدیت مصروف برخے ازاوان شبا روزی آنحضرت تفریحاً للطبع اللطیف بدین شغل شریف کہ عبارت از ابتکار شعر و شاعری است فارسی باشد یا ریختہ سنسکرۃ بود خواہ بھاکا صرف می شود درین ہنگام عشرۃ آغاز فرحت انجام شطرے از نکتہ سنجان شیرین زبان و برخے از سخن آرایان سحر بیان بشرف حضور فیض گنجور مشرف میگردند[1] و بحکم ارفع اعلیٰ اقدس بعضے ازاں جادو طرازان ذوی الاختصاص در دیوان خاص بہ وقت معینہ سعادت اندوز خدمت گشتہ [بہ][2] در رغرر ہر گونہ اشعار آبدار سامعہ افروز آں خدیو ہفت کشور می شوند و از کلک جواہر سلک آں شہسوار عرصہ شاہنشہی دیوان فارسی و ریختہ مکمل و مروف مشتمل بر قصائد و

[1] میگردد کذا
[2] نسخۂ اصل میں "بہ" ہے

غزلیات و دیگر انواع سخن و قصہ شاہ شجاع الشمس در نثر ریختہ ریختہ بالجملہ بحکم آنکہ کلام الملوک ملک الکلام بیست و یک عدد ازاں جواہر نفیسہ کہ ہر یکے ازاں لوء لوء ایست لاٗ لاٗ و گوہرے است بے بہا دریں سلک آراستہ کلک خود تیمنا و تبرکا منظم می سازد والسلام لبجنا بہ دام ملکہ سہ

آوے جو خواب میں بھی وہ یوسف [لقا تو پھر]
اسے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

اچھا تم اوس کے ہاتھ سے اب کھاؤ پان پڑ [1]
ہوتا ہے منہ رقیب کا کیا لال دیکھئے

مت کرے کس وجہ [2] دریا مارے ڈر کے سامنے
ابر جب پانی بھرے اس چشم تر کے سامنے

بید مجنوں خاک میں ملجاے اے لیلےٰ منش
باغ میں نکلے اگر تیری کمر کے سامنے

تب تو اپنا سوختہ جاں شعلہ رو سمجھے گا آہ
جب لگا بیٹھینگے دھونی تیرے در کے سامنے

ہے آفتاب تری گفتگو سراپا درد
چھپا غرض نہیں رہتا کلام عاشق کا

کام تا صبح رہا دل کو مرے نالے سے
شب خدا جانے کہاں وہ بت خود کام رہا

بعد مجنوں کیوں نہ ہوں میں کارفرمائے جنوں
عشق کی سرکار سے ملبوس رسوائی ملا

خوب سا سید صا بنے گا دیکھ اے سرو چمن
اوس [3] کی رعنائی سے مت تو اپنی زیبائی ملا

---

[1] پھر ۱ ۱ [2] طرح ۱ ۱ [3] اوس ۱ ۱

جلگیا پروانہ جبدم رشتہ الفت کے ساتھ ۔۔۔ خاک میں سب شمع نے دی محفل آرائی ملا
طالع بیدار کی منت اوٹھانے بھی نہ دی ۔۔۔ اوسے شب [ہمکو] تمنا خواب میں لائی ملا
اپنی قسمت میں ازل سے ھی لکھی سرگشتگی ۔۔۔ گرد باد آسا جو کار دشت پیمائی ملا
واہ وا رحمت ہے محکو اور اوسکو آفریں ۔۔۔ راہ میں بن کر عصا جو خار صحرائی ملا
دستگیری بھی نہ کی تو نے کہ جوں نقش قدم ۔۔۔ خاک میں میں تیری خاطر اے توانائی ملا
سرکشی اے چرخ مت کر دیکھ پیش آفتاب ۔۔۔ خاک میں ساری یہ دیگا تیری خود رائی ملا

تصور نرا جسکو اسے یار ہوگا ۔۔۔ اوسے [غیر سے] کب سروکار ہوگا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو ۔۔۔ بات میں ہم سے خفا ہو گئے لو اور سنو
آفتاب آہ نہ کہتے تھے گنوا بیٹھو گے دل ۔۔۔ اوس فریبندہ کی باتیں نہ سنو اور سنو

صنم کے ناز نیں پاؤں میں کیا ہی خوب [توڑے] ہیں
گویا اللہ نے اپنے ید قدرت سے جوڑے ہیں

جب ماہرو کے سامنے آتی ہے چاندنی ۔۔۔ [illegible] ہے چاندنی[1]

آبرو

تخلص شیخ نجم الدین عرف شاہ مبارک است وے از اولاد امجاد شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ و از شاگردان [روشن زبان بدیہہ گو] سراج الدین علیخان آرزو

---

[1] نسخہ ۱۰۱ میں اشعار مالا بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں ۔

ورق ۱۵

وازمشاہیر شعرائے عہد آسودہ عہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ
واز معاصران میر شاکر ناجی و شیخ شرف الدین مضمون بود و در طرز گفتار حسب
رواج آں وقت بیشتر بایہام گوئی صرف [ہمت] می نمود - وجود الفاظ منکرہ
وعدم مبالات تنگی الفاظ و جواز قافیۂ سین و صاد و امثال آں در کلامش و
وکذالک در اشعار معاصرانش زیادہ براں است کہ بہ تحریر در آید - اما در
شاعری ایں بزرگان علی تفاوت المراتب ہیچ شک شبہ نیست - رواج یافتن
امرے در عہدے کہ مرغوب الطبع اہل عہد دیگر نباشد امرے دیگر است

ع فللناس فیما یعسقون[1] مذاھب

بامیر گمھن پاکباز فرزند ارجمند سید شاہ کمال بخاری سرخوش داشتہ چنانچہ
در بعضے از اشعار خود باظہار آں ہمت گماشتہ بالجملہ اشعاریکہ آنمرحوم بیاد
زمانہ در داد بست و دو شعر ازاں درینجا ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

آیا ہے صبح نیند سے اوٹھ رسمسا ہوا ۔۔۔ جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

دل تو دیکھو آدم - بے باک کا ۔۔۔ عشق سے بھرتا ہے پتلا خاک کا

بوسہ لبوں کا دینے کہا کہہ کے پھر گیا ۔۔۔ پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

کبھی اوسکی زبان شیریں ہے ۔۔۔ دل مرا قفل ہے بتاشے[2] کا

کیوں چھپا ظلمت میں گر اوس لب سے شرمندہ نہ تھا
جاں کچھ پانی[3] مرے ہے چشمۂ حیواں کے بیچ

۱؎ یعقون ا۔ ا ۔ ۲؎ تباہی ا۔ ا ۳؎ باقی میری

مجلس رنداں ہں مت لیجا دل بے سوز کو
شیشۂ حالی کو کیا عزت ہے مبخواروں کے بیچ

کون جاہیگا [گھر بسے] مجھکو مجھسے خانہ خراب کی سی طرح

آبرو کے قتل کو حاضر ہوے کس کر کمر
خون کرنے کو چلے عاشق بہ تہمت باندہ کر

مکھن میاں غضب ہں فقیراں کے حال پر
آتا ہے ان کو جوش جمالی کمال پر

اس ناتواں کی حالت واں جا کہے[له] ہے اڑ کر
میرا یہ رنگ رو ہے گویا مکھی کبوتر

یا رو خد منگکارہ خاں جو جو تکے بیچ ہے تو مشتثنیٰ ولیکن منقطع

سر سے لگا کے پائو تلک دل ہوا ہوں میں یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

عبث کیوں روبرو ہونے کی کھانے ہو قسم جھوٹی
بن آئینے کے تم اکدم بھی رہ سکتے [ہو] مونھ دیکھو

له کہیں ؟ ؟

کیوں ملامت اسقدر کرتے ہوبے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اسکا دل ہے یہ

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے کہاں ہے کسطرح کی ہے کدہر ہے

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

اب دین ہوا زمانہ سازی آفاق[1] تمام دہریا ہے

جہاں اوس خو کی گرمی تھی نہ تھی واں آگ کو عزّت
مقابل اوسکے ہو جاتی تو آتش لکڑیاں کھاتی

شور ہے اوسکی اشکباری کا آبرو چشم تر قیامت ہیں[2]

ورق ۱۶

سجا ہے نرگسی بوٹیکا جامہ کرے کیونکر نہ مجسے چشم پوشی

نالہ ہمارے دلکے غم کا گواہ بس ہے دینے کے تئیں شہادت انگشت آہ بس ہے

تخلص آبرو برجا ہے میرا ہمیشہ اشک غم سے چشم تر ہے

---

[1] آفاق ۱۰۱۰ [2] ہے ۱۰۰

آرزو

تخلص سراج الدین علی خان مرحوم است وے از جیاد وطراران سحربیان و استادان
نکتہ دان خاک[1] پاک ہندوستان وصاحب تصانیف بسیار مالک اشعار بے شمار واقف
فروع و اصول ماہر منقول و معقول مجمع کمالات منبع حسنات بحلیۂ علم وحلم آراستہ بزیور
دانش وبینش پیراستہ - باوصاف حمیدہ موصوف بہ اخلاق پسندیدہ معروف نکتہ سنج
شیریں زبان ظریف الطبع عذب البیان بود - برکتب متداولۂ علوم رسمیہ بدرجۂ عبور
داشت کہ درس شرح [مطالع] و شرح حکمت العین و مانند آں کہ دراں اوان مروج بود مبداد
اما چوں طبع نقادش بیشتر مبل بہ شعر داشت بہ شاعری نام برآورد - دیوانے در جواب
بابا فغانی و دیوان دیگر در جواب کمال خجند بہ بحر خفی و دیوان ضخیمے مشتمل بر انواع سخن دارد
و تصانیف دیگر چوں سراج اللغہ و چراغ ہدایت و تنبیہ الغافلین و رسالہ در علم بیان و
شروح بعضے کتب فارسی ہم ازو یادگار است اگرچہ زبان دانان ایران از ممر حسد بالنفس
الامر از وحسابے نمیگیرند اما حق آنست کہ وجود ایں چنیں کس در خاک پاک ہندوستان
حکم اکسیر اعظم دارد جوہر قابلیت وکتاب دانی وے از تصانیفش بر منصفان اہل شعور
ظاہر است وہویدا - ہیداست کہ انصاف ونال امر دیگر است و تقلید بے تحقیق امر
دیگر نسخہ پرواز[2] الہام گوئی میاں آبرو و سرآمد سخن سنجان خوش نوا میرزا محمد رفیع سودا
و مملکت سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر منجملہ فیض اندوزان
آں گیہان خدیو سخن پردازی اند بمثابۂ کہ علماء اہل حق راو امت برکانہم عیال امام ہمام
قبلہ انام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ میگویند اگر شعرائے ہندی زبان را عیال خان آرزو
گویند می سزد مرتبہ والایش از ریختہ گوئی بالاتر است اما گاہ گاہ بہ تقریبے بنا بر تفنن

---

[1] ا ا میں 'خاک پاک' درج ہیں ۔ [2] میں پرواز ا ا +

یکدو بیت از طبع عالیش سرمی زد بہر کیف ہفت شعر و یک بند خمسہ از زادہ ہائے طبعش در[1] ایجا ثبت افتاد ؎

کھول کر بند قبا کو ملک دل غارۃ کیا کیا حصار قلب دلبر نے کھلے بندوں لیا

آتا ہے ہر سحر اٹھ تیری برابری کو کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

تجھ زلف میں ٹک نہ رہے دل تو کیا کرے
بیکار ہے اٹک نہ رہے دل تو کیا کرے

رکھے ہے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

ورق ۱۷

مرزا محمد رفیع سودا ایں بیت را در تذکرۂ خود بایں طور ثبت فرمودہ ؎
اوس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے آئینہ کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ فی الحقیقۃ ہمیں طور بود یا مرزا تصرف نمود

حکائت

روزے در مجلس مشاعرہ کہ در خانۂ خان موصوف انعقاد می یافت میرزا محمد رفیع

[1] ایجا ۔

سوداؔ غزل حاجی محمد جان قدسی را بطور خود مترجم ساختہ بر خواندن آں [بہ سنّد و مدّ تمام ہمت گماشت] اتفاقاً احدے از حضار مجلس [بران نرسید یا] از خوف مترجم کہ [بہ ادنےٰ] سبب بے محابا ہجو ہر کس میپرداخت سکوت [ورزید] خان تحسین بلیغ فرمود و در اثناء توصیف [بدیہہً] بر زبان روشن بیان [جاری نمود کہ] ؎

شعر سوداؔ حدیث قدسی ہے ۔۔۔ لکھ رکھیں چاہیئے فلک پہ ملک

مرزا بے اختیار بر خواستہ[1] بر سینۂ خان چسپید و سخن بمزاح وطیبت کشید ۔

دیگر

روزے جوانے سر [ایا] جانے کہ خان را بدو نظرے بود لا ابالیانہ از پیش او در گذشت و باستدعاء شان متوقف نہ گشت ایشاں فی الفور ایں شعر بزبان [سحر بیان] آوردند ؎

یہ شان یہ غرور لڑکپن میں کچھ نہ تھا
کیا تم جوان ہوکے بڑے آدمی ہوے

عزیزے صاف گو زبانی مرزا محمد رفیع سوداؔ نقل میکند مولوی ہدائت اللہ ندرۃ قصیدہ کہ در ہجو من گفتہ و من آں قصیدہ را [خمسہ] نمودہ [ہجوش] کردہ ام مطلع آن را خان آرزو تضمین فرمودہ و آن [اینست] ؎

شعر ناموزوں سے تو بہتر ہے کہنا ریختہ ۔۔۔ کب کہا بس قل کہ مضموں کسی کا ریختہ
بیحیائی ہے یہ کہنا سن کے میرا ریختہ ۔۔۔ خون معنی تا رفیع با دو پیما ریختہ[2]
آبروے ریختہ از جوش سوداؔ ریختہ

---

[1] ا ۔ ا میں 'سحارہ' ہے ۔

[2] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے ۔

آرام

تخلص سہ کس [بمن] رسیدہ

اوّل۔ رائے پریم ناتھ کھتری پیشکارتن وے مردے بود ہوشیار و صاحب [اقتدار] در تیر اندازی مہارت تمام و در خوش نویسی دسترس تام داشت خط نستعلیق و تعلیق و شکستہ بروبیہ کفایت خان بسیار درست می نوشت [ہیچکس] در عہدش بہ پختگی و خوبی قلمش [نمی رسید] و عالمے ازو استفادہ میکرد مبلغے بسیار آں مرد پختہ کار درین ہر دو کار عالی مقدار صرف کردہ قلم ہائے واسطی و وصیلہاے خطا و دیگر لوازم خوش نویسی و کمانہاے لاہوری و تیرہاے گجراتی و سواے آں آنچہ ضروریات تیر اندازی است باکثر تلامذہ تکلیف می کرد در انشا پردازی ہم دستے داشت در آخر ہاے عمر بنا بر افراط تفریطے کہ بدار الخلافہ شاہ جہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد رو داد در [مومن] آباد بندابن کہ از معابد مقررہ ہنود است سکونت ورزید و ہمانجا بساط ہستی در نوردید شعر فارسی و ریختہ ہر دو از طبعش [سر سبز] اشعار فارسی متفرقہ موزوں نمودہ و دیوان ریختہ دو ہزار بیت [تخمیناً] تدوین فرمود و ایں دو[1] بیت ازاں کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر برکشیدہ ؎

خون آنکھوں سے نکلتا ہی رہا	دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا
کون غمخواری کرے آرام کی	ایک مجنوں تھا سو چلتا ہی رہا[2]

---

[1] [illegible] سرنام [illegible] دیا گیا ہے ۔

[2] [illegible] میں یہ شعر داخل نہیں ہے +

آرام (۲)

دوم

خیر اللہ وے جوانے بود در قصبہ سردھنہ رعنا از تیر گران آنجا با پسر شمرو فرنگی المخاطب بہ ظفریاب خاں و المتخلص بہ صاحب بخوبی ایام بسر میبرد و تازہ مشق ریختہ میکرد در عین ریعان جوانی رخت زندگانی بباد فنا [برداد] خداش رحمت کناد ایں سہ بیت از گفتہا ے اوست ؎

یار نے پڑھتے ہی مرا کاغذ تا و کھا ٹکڑے کر دیا کاغذ

جی میں رکھنا تو غبار اے رشکِ گلشن چھوڑ دے
خاک عاشق سے جھٹکتا کیوں ہے دامن چھوڑ دے
ایک دم آرام کر [اس چشم] کے بنگلے میں تو
کیا ہوائے سرد ہے مژگاں کی چلمن چھوڑ دے

(آرام ۳)

سوم

مکھن لعل کائت وے جوانے است متصدی پیشہ از [قرابتیاں] پیشکاران خالصہ شریفہ بسیار خلیق و مؤدب و خیلے کشادہ رو و مہذب مشق سخن از میر انشاء اللہ خان انشا نمودہ و اشعار متفرقہ دارد [ایں] عاصی با نواع المعاصی چار شعر ازاں درینجا می نگارد ؎

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر میں کیا زیست کرتے ہیں
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

سلہ حد قرابتیان ۱۰۱

ٹھہر جاتے ہیں یوں مژگان یتیم تر پہ لخت دل
لب دریا مسافر جیں روش تر کر ٹھہرتے ہیں
ترے سلک در دنداں کی ایسی آبداری ہے
کہ جس کے روبرو پانی در خوش آب بھرتے ہیں

[بن ساقی] اب[1] ابر بہاری سخت ہمیں ترساتا ہے
مینا سے مے گلگوں کی طرح اب خونی اشک [رولاتا ہے]

آزاد

تخلص جوانے است اعمٰی بہ رام سکھ مسمی کہ آزادانہ بتوکلی اوقات بسر میکرد و باوصف عد [یم البصری ملکہ] سخن گوئی بہم رسانیدہ بود و شوق این فن بغایتے در نہادش جا داشت کہ [در] مشاعرہ مہدی علیخاں مرحوم عاشق تخلص بدستگیری قائدے باشتیاق تمام مدام میرسید و غزل طرحی سرانجام مے داد و شعر فارسی [ہم موزوں] میکرد از چندے آنجہانی شد [و این] مطلع از وے است ؎

ورق ۱۹

اندنوں پیارے تیرا طرز تکلم اور ہے
طور چشمک اور ہے طرح تبسم اور ہے

---

[1] ل۔ ا۔ اب یہ' وزن بھی اسی کا متقاضی ہے'

[آشنا]

تخلص سہ کس از شعرا سوائے میر غالب علیخاں سیّد کہ پیش [ازیں] چندے بدیں تخلص متخلص بودند می شناسم و دوکس از ایشان کہ از حال و [مآل آنہا] اطلاعے دست بہم نداده انشاالله تعالےٰ در سلک شعر[ا کہ در تکملہ مذکور خواہد شد] ______ برشتۂ تحریر خواہم کشید و یکے ازیناں [میر زین العابدین المعروف] بہ میر نواب خلف الصدق حکیم اصلح الدین خان مرحوم است۔

گوئند کہ وے از سادات گجرات [وبنہایت] نیک ذات بود و پدرش بسیار مرد قابل وحاضر جواب [حکایت روزے] در مجلسے کہ خان آرزو ہم حاضر بود [عزیزے ستایش خان بدرجۂ] اعلےٰ رسانید[1] اصلح الدین خاں تبسم کناں [برزباں راندکہ] ع

[آرزو خوبست امّا ایں قدر ہا] خوب نیست

دیباچۂ دیوان سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا [ہمیں] اصلح الدین خان پدر والا قدر میر زین [العابدین] آشنا نوشتہ [و میر موسوم مرحوم ہم مرد سنجیدہ و شخص پسندیدہ بود بہر کس] مردمی می نمود اشعار متفرقہ یادگار [خود] بروزگار واگذ[اشت][2] [وایں سہ بیت] از آں اینجا ثبت افتادہ ؎

[گر] ہمسے دوانوں کو تم آزاد [کروگے]
ویرانے میاں کتنے ہی آباد کروگے

ہمسے سندوں پہ ظلم [کرتے ہیں] ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

---

[1] رسانید [2] وادہ ۱۱

بات کہنے میں [ذبح کرتے] ہیں ظلم ایسا کہیں روا بھی ہے

آشفتہ

تخلص دوکس [مبدانم]

اوّل

عظیم الدین خان عرف بھوریخاں وے جوانے است خوش فکر شیریں زبان
عالی طبیعت فصاحت بیان غزل طرحے ازو خوب سرنجام می یافت و بفصاحت می
نگاشت و طرح مراخت بخانہ خود چندے انداختہ بود و دلجوئیہاے اہل سخن بدرجۂ
اعلیٰ می نمود بعد یک چند کہ [بصحبت اہل دل در پیوست] و از بند حرص و آز دنیا وا
رست بجذبۂ [محبت و اشارۃ با بشارۃ] جناب کرامت [مآب] حضرت سلطان المشائخ
قدس سرہ [دست بیعت بدست یکے از مجاوران] بقعہ شریف آں سلطان الاولیاء
الکرام میاں [مجیب الدین نام کہ از خلفاء] برہان العاشقین مولانا [محمد فخر الدین
روح اللہ روحہ و بحلیہ صلاح و تقوی] آراستہ و [بزیور] صبر و استقامت پیراستہ
بود [داد] و دل بطلب مطلب اعلے و مقصد قصوی نہادہ ترک شاعری [نمود و
تو] جہ موجہ بزھد و ورع فرمود اللہم ارزقنا [ایضا] گاہ گاہ شعر صوفیانہ موزوں
میکند و از وجہ تجارت] ایام بسر می برد در مقطع ہر [غزل رعائتہ] للتخلص [مضمون
زلف بستن] لازم [گزیدہ] و شعرش باصلاح [خواجہ] محمدی مائل رسیدہ بالجملہ
بیست و شش شعر از اشعار آبدار وے در سلک آراستہ کلک [خود منسلک میسازم]
مثلہ سلمہ ربہ ۵

---

۵ حدیہ ۱ ۱ ۔

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہی پھرا لایا
قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

ورق ۴۰

ہاے رے نازکی شیشۂ دل — سانس لینا ہوا محال ہمیں
شکل آینہ چشم بھر آئی — یاد آیا جو وہ جمال [ہمیں]
کاہش ماہ و سال ہجراں نے — رفتہ رفتہ کیا ہلال ہمیں
ملک دل غم کی ہو گیا جاگیر — دم شماری ہوئی محال ہمیں
دام زلف بتاں میں آشفتہ — زندگی ہو گئی وبال ہمیں

جام گدائی ہاتھ میں لے نت [سانجھ سویرے] پھرتے ہیں
شمس و قمر یہ دونوں بھکاری حُسن کے تیرے پھرتے ہیں
[جوگ لیا آشفتہ ہم نے] دیکھ لٹک اون زلفوں کی
گلیوں گلیوں حال پریشاں [بال] بکھیرے پھرتے ہیں

سررشتہ نہ ہاتھ [آیا تسبیح] کے رشتے سے
اب عشق میں اس بُت کے [زنار] ہے اور میں ہوں

[اسلام حقیقی] میں ہے [شرک مری ہستی]
زنار نہ ٹوٹے [گا تا یار] ہے اور میں ہوں

آشفتہ لڑیں جب سے یہ خانہ خراب آنکھیں
[دل گھر میں نہیں لگتا بازار] ہے اور میں ہوں

آفت [ہے قیامت ہے بھبوکا ہے پری ہے]
[عالم سے نرالی یہ تری] جلوہ گری ہے

[کل جو وہ دامن اٹھا ایک آن سے آنے لگے
کتنے ہی کشتے ادا کے جان سے جانے لگے]

[پائوں] کو توڑ جو بیٹھے [ترے در] کے آگے
[سر دیا یار پر اک گام نہ سر کے آگے]

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہیں کم کسی نے
جب [ہم] ہوے مقابل وہ [منہ کو پھیر بیٹھے]

نت خون عاشقوں سے سرِ دار گرم ہے [جیتک جہاں ہے] عشق کا بازار گرم ہے
اللہ رے [حرارۃ] مقتول تیغ [عشق جی سرد] ہو چکا یہ تن زار گرم ہے

کل بعد عشر بزم میں کر اوس کی بیٹھ واہ
[فن سے] کہیں سے دلو سے حیلے سے گھات سے
پوچھا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش
قصے سے داستاں سے حکایت سے بات سے
کہنے لگے بتائیے ہیں آپ کس سے خوش
دشنام سے طمانچے سے گھونسے سے لات سے
میں نے کہا [ادب سے] جو کچھ کیجیے عطا
اپنے کرم سے مہر سے اور التفات سے

پھر تو [وہیں وہ چیں بجبیں] ہو کے بول اوٹھے
اس موہہ سے اس شعور سے اس واہیات سے

تمام [رات] رہی ٹکٹکی ستاروں سے
خلاف وعدہ [تعجب ہے] دوستداروں سے
نبی کو خاطر اصحاب کیوں نہو منظور
کہ زیب و زینت مجلس ہے چاریاروں سے

[اس] وار سلام کے [تصدق جاؤں]
محبوب مقا[م کے] تصدق جاؤں
بنیاد جہل [ولی ہے بہ ہشت] دری
اس کے درو بام کے تصدق جاؤں

(آشفتہ ۲)

دوم

[مرزا رضا قلی بیگ خلف الصدق] حکیم محمد شفیع گویند کہ [در فن طبابت دستے دارد فکر ریختہ گاہے بر روے] کار آرد [آشفتہ است] اما سراپا [آراستہ مزاج و دیوانہ است لکن یکسر فرزانہ] با [ابتہاج] شعرش کیفیتے دارد و [سخنش حلاوتے چندے در بلدہ لکھنؤ] طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ و بمجالست [اہل سخن پرداختہ از تلامذہ شاعر] فصاحت [افروز محمد میر سوز است و ایں ہفت شعر از طبع زاد او] سے

غصے میں اون سے رات کو [لڑتے تو لڑ لیا
پر اوٹھ کے جب چلا] تو کلیجا پکڑ لیا

چہرہ کچھ [ان دنوں] غم پنہاں سے زرد ہے
ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد ہے

[ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے] الٰہی موت دے گزرا میں ابسے جینے سے

ورق ۲۱

عزیزے دیگر ہم ایں معنیٰ دریں ردیف و قافیہ خوب بستہ میگوئد ؎

نہ درد دل سے [کھنچے] ہے نہ آہ سینے سے
قسم ہے عشق کی گذرے ہم ابسے جینے سے

پوشیدہ نیست کہ ایں [از ہر جانب کہ باشد] از جنس سرقہ است یا از عالم توارد ؎

نہ جاوے کیوں کے بصارۃ وہ چاند سا [مکھڑا]
نظر پڑا نہیں مجکو کئی مہینے سے

وہ رشک مہر جو عالم میں بے نقاب [پھرے]
[پھر اس چمک سے] نگردوں بہ آفتاب پھرے
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ [پارسا بن کر]
[خدا] جو بیٹھے بٹھائے اسے خراب کرے

جسوقت کہ میاں [میری تری آنکھ لڑی تھی]
کیا جانیئے وہ کونسی [کمبخت] گھڑی تھی

آصف

[تخلص نواب معلے القاب وزیر الممالک یحییٰ خان آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ۔ است حسب ونسبش بنا بر غائت ظہور و نہائت شیوع مستغنی البیان و بے نیاز

از تبیان است کمال جودش بمرتبہ بود کہ اگر حاتم طائی را ریزہ چین خوان نوالش خوانند بجا است و علوے ہمت بدرجہ داشت کہ اگر قارون سیطی را گداے تنگ چشم در بارش نامند سزا۔ گاہ گاہ طبع فیض بخشش میل سخن می کرد و بامزہ می گفت این بست و یک بیت از کلام حشمت انتظام اوست عفی اللہ عنہ ؎

یا ڈر مجھے تیرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یا حوصلہ میرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ہمراہ رقیبوں کے تجھے باغ میں سنکر
دل دینے کا ثمرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے
ظاہر میں یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا]

کہتا ہے تو کچھ یا نہیں آصف سے یہ تو جان
یاں کسکو سناتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ساقیا مے سے چھلکا دے جو بہکتے جاویں
برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

شکل اوس کی کسی صورت سے جو دکھلاے ہمیں
دوست ایسا نہیں ملتا ہے کوئی ہاے ہمیں
بن بلاے جو سدا آپ چلا آتا تھا
[اب یہ نفرت] اسے آئی کہ نہ بلواے ہمیں
فائدہ کیا ہے نصیحت [سے پرے ہو ناصح]
ہم سمجھنے کے نہیں لاکھ تو سمجھاے ہمیں

[جس گھڑی تیرے آستاں سے] گئے
ہم نے جانا [کہ دو جہاں سے] گئے

تیرے کو[چے میں نقش پا کی طرح
ایسے] بیٹھے کہ پھر [نہ واں سے گئے]

[شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم
ایسے گزرے کہ جسم و جاں سے گئے

ایک دن میں نے یار سے یہ کہا
ابنو ہم طاقت و تواں سے گئے

ہنس کے بولا کہ سُن لے اے آصف یہی کہہ کہہ کے لاکھ یہاں سے گئے

یوں مل کے ساتھ فکر تیری سو لگی رہے آصف پہ شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے پر ہم کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

قطعہ

کسو کی شب وصل سوتے کٹے ہے کسو کی شب ہجر روتے کٹے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی] نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے [کٹے ہے]

[یہ] اشک [چشموں] میں ہمدم رہے رہے نہ رہے
حباب وار کوئی [دم رہے رہے نہ رہے]
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا [دم رہے رہے نہ رہے]
[چھپا ہے رخ پہ ترے خوشنما صنم لیکن]
ہمیشہ [گل پہ یہ شبنم] رہے رہے نہ رہے

ورق ۲۲

جہاں میں جہاں تک جگہ پایئے عمارت بناتے چلے جایئے

آفاق

تخلص میر فرید الدین است وے یکے از بزرگ زادہاے نیک نہاد و از [اقرباے]

سلہ مکوسہ ۱۰۱

شاہ سلیمان مرحوم ساکن قصبۂ جلال آباد است و ایں بزرگ مردے بود درویش صورت فرشتہ سیرت دنیا دشمن دین پناہ خدا دوست دل آگاہ ہادی [سالکان راہ ہدی] مرشد طالبان ذات خدا اصلش خطہ [کشمیرو] مولدش [نیز آن جنت نظیر] است و ایں میر فرید الدین جوانے است بسؒ متین نہایت رنگین [سراپا] محبت سربسر[مودت] جسم فتوۃ جان [مروۃ] دوستدار بے [ریو] ورنگ ظاہرش با باطن یکرنگ از چندے در ممالک [جنوبیہ] ملازم مشیر الملک شدہ [قصائد چند] در مدح او گفتہ جائزہ ہائے نمایاں یافتہ بسیار خوش فکر و پاکیزہ گو ست غزل طرحی چنانکہ یاد انصرام میداد شاگرد رشید [محبت سراپا] وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق است بایں عاصی بانواع [المعاصی خیلے] باخلاص [پیش می] آمد و اکثر باشارۂ آں محبت کیش اشعار [خویش از] نظر [م می گزراند دل مودت منزل بسیار از بسیار جویاے دیدار فرحت] آثار وے است جامع المتفرقین جل شانہ [حسب دلخواہ دوستاں میسر سازد] بیست و یک شعر از زادہ ہائے طبع آں عالی [فطرۃ رقمزدۂ] کلک محبت سلک می سازد منہ سلمہ ربہ [1]

میں ہاتھ [جو زلفوں] کو بھولے سے لگا بیٹھا	بل کھاکے وہیں ظالم دشنام سنا بیٹھا
تسکین ہوئی دل کو آرام ہوا جی کو	وہ راحت جاں میرے پہلو میں جو آ بیٹھا
صبر و دل و دیں طاقت سب نذر کیے ہم نے	اس پر بھی بھلا [جانی] تو کیوں ہے خفا بیٹھا

رخ نہیں صبح سے کم زلف نہیں رات سے کم	اوس پری کا نہیں عالم بھی طلسمات سے کم
اوس گل سے مل کے [پہونچینگے] جام شراب ہم	[لالہ] کا دل جلا کے کریں گے کباب ہم

---

[1] س ۱۱۰

۱۷ اگر یہ لوٹتے ہیں [پڑے] گلبدن بغیر
پھولوں کی سیج پر بھی نہیں کرتے خواب ہم

[بے ساختہ] چھاتی سے لپٹ جاے ہے میری
ہوتا ہے وہ جب شوخ طرحدار نشے [ہیں]
میخانۂ دنیا میں ہر ایک مست ہے غافل
ہے مرد وہی جو رہے ہشیار نشے ہیں
آفاق ذرا شیشۂ دل رکھیو [سنبھالے]
آتا ہے [ادہر پھر وہی مچوا] رنشے ہیں

ساقیا ساغر مے [جلد پلانا ہم] کو
دور مجلس میں کہیں [چھوڑ نہ جانا ہم کو]

اشک تر چشم سے جسدم کہ ہمارے نکلے
مردماں [کہنے لگے دن کو] یہ تارے نکلے

ہاتھ کا اوس کے خط لکھا لایا
تیرے [قاصد میں] ہات کے صدقے
[دمبدم گالیاں ہیں شیریں لب]
واجھڑ [سے اس] نبات کے صدقے

ایسا نہو نظروں میں دل کو وہ اوڑا [جاوے]
[جی] اپنا لرزتا ہے دلدار کی آنکھوں سے
مجرا نہ لیا گا ہے نظروں [میں] بھی اے پیارے
تسلیم تمہیں ہم نے سو بار کی آنکھوں سے
جب تک [نہیں ہوتی ہے بے دید] تجھے تسکیں
جب تک نہ لڑیں آنکھیں دو چار کی آنکھوں سے
آفاق یہی جی میں آتا ہے بہر صورة
تصویر لگا رکھوں اوس یار کی آنکھوں سے

ورق ۲۳

خون دل بلبل[۱] ہے تو شبنم اسے دھومت | چھوٹے ہے کوئی گل کے یہ دامان کی لالی
کیوں کر نہ پڑیں جان مجھے جان کے لالے | دیکھی ہے [ترے] اوس لب خندان کی لالی
وہ سرخ[۲] تماشا [ترے] رخسار ہیں گلرو | [لالے کی بھی] ان پر سے تو قربان کی لالی
ہر شاخ مژہ اشک سے پھولوں کی چھڑی ہے | آفاق کہیں دیکھی ہے اس شان کی لالی

آفریں

تخلص جوانے است صاحب شعور از یزد [گزادہاے] سہارنپور محبت التیام میاں قلندر بخش نام کہ بسیار سنجیدہ اطوار و پسندیدہ کردار واقع شدہ [در خوبی اخلاق وحسن] معاشر [ۃ دراں ضلعہ] انباز خود ندارد و بقدر ضرور در عروض و قافیہ [دستے داردہ] شعر از گفتہاے وے در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

[ہنسی ہنسی ہی میں دل لے گیا وہ] غنچہ دہن | ہوا ہوں مفت میں یارو شکار خندۂ گل
نجا [چمن میں] تو اے [آفریں کہ جوں] غنچہ | لبوں پہ اوسکے [یہاں] ہے بہار خندۂ گل

اوسکی آنکھیں جب پھریں اس دل کو واشد پھر کہاں
[با] ت ہے کچھ [گردش ایام و] ہنسیا دچمن

پڑیں ہیں لاکھ گرہ [ہ] اپنے دل میں غیر سے تم | [کبھو ہو جب] گرہ زلف باز کرنے [کو]

کل تم جو ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے | حسرۃ رہی یہ آہ کہ آئے ہی چلے گئے

---

[۱] دونوں نسخوں میں 'خون دل بلبل ہے شبنم اسے تو دھومت' [۲] سرخ تماشا ۱۰۱۰

شب بجھ بغیر بزم میں تک تک کے راہ ہم　　جوں شمع جل سکے[1] اشک بہائے چلے گئے

ہم اس سرائے دہر میں آئے چلے گئے　　فرقت کے چند صدمیں اٹھائے چلے گئے
اہل نظر کی آنکھ میں یہ قصّہ ہائے دہر　　سب اک خیال و خواب ہیں آئے چلے گئے
جوں شیشہ تیری بزم میں ہم کو نہیں قرار　　ہم ساغر شراب ہیں آ[ئے] چلے گئے

س ہیں کر اپنے بتاں باتیں بناتے ہیں تجھے[2]　　نظروں[سں دل کو] چھینکر آنکھیں دکھاتے ہیں مجھے
ایں شعر در سہ بحر خواندہ میشود [د فلیتامل]

آگاہ

تخلص [دو] ریختہ گو بدریافت رسیدہ [یک] کس از ایشاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ مذکور خواہد شد و یکے از انہا مردے است [ہریانی] مسمی بہ حسن علی کہ بالفعل درّہ سالک [افسانہ] خوانان حضور فیض گنجور [السلاک وارد بسیار] صاحب شعور و پختہ کار ست گاہے شاید [موزونی] طبع بہ ریختہ متبل میکند [ایں] دو شعر از وست ؎

ہاں تیغ کھینچ [اسے بت] آتش مزاج تو
مرنے پہ آپ یہاں یہ گنہ گار گرم ہے
[لے پشت] لب سے تا [رخ] گردوں [لگائی] آگ
[آگاہ کیا یہ آہ شرر بار گر] م ہے

---

[1] جل کر ا ا　[2] بس میں کر اپنے ہی بتاں باتی سناتے ہیں مجھے ا، ا، [3] یہ ا ا، [4] مثل ریختہ میکنند ا ا

اٹل

تخلص میر عبد الجلیل مرحوم است وے از سادات [زیدیہ] بالگرامی الاصل [از] اولاد امجاد سید ابو الفرح [واسطی] بود در شعر فارسی و عربی کہ بسبب رتبہ فضیلت بسیار با متانت و شستگی میگفت و بیشتر قصائد دریں ہر دو لسان[1] از و یادگار است [وا] سطی تخلص میکرد و از [ہمہ] علوم رسمیہ ماہر و با خیر بود و با ایں ہمہ طبعش مائل بشورش و ہنگامہ آرائی بود و وضعش بوضع بانکہاے حضرت دہلی و بیشتر با محمد عطا بانکہ ویرا تفاقے می ماند و ریختہ ہم بطور متار الیہ میگفت در ایامے کہ محمد عطا گوشہ نشین عزلت گشتہ وے بطریق طنز گفتہ ؎

جب سنا دہوم دہام یاروں کا جھوپڑے میں دبک[2] [رہا] بڑ جود

بالجملہ دو بیت دیگر و دو بند ترجیع بند بنا بر تفنن از زٹلہاے وے رقم زدہ کلک سوانح [سلک] می شود [منہ] عفی عنہ ؎

ڈاڑی نبود لایق آں [بانکہ کہ چھوا است] ایں جالۂ [مکڑ ہمہ ہیچ است و تھرڈوا است]

[بر] چہرۂ من [یہ خسم نکالے] مونچھیں در دیدۂ بانکہا چو [ڈانک] بچھوا است

دو بند ترجیع بند

اوّل

منم آں بانکہ دلیر اچل کز من افتاد در جہاں کھل بل

کرد موجود بہر من تقدیر کتی از برق و د گلہ از بادل

بہر ورزش بگیرم [ابا] سحنہ خشک گردد چو [ریت] گنگا [جل]

---

[1] زبان د ۱۰ [2] رہا دبک

با من از [صدق دل نکت پہوناں] عرض کردند کاے ادھوت اٹل
[در ہمہ] بانکھا [امام توئی] لشکر آراے دھوم دہام توئی

دوم

نعرۂ من چو رعد [گر] کڑکد سینۂ شیر تا جگر تڑکد
بر فلک شب نمی طپد انجم دل [گردوں] ز سہم من دہڑکد
کنکرونکو لگے [چکا چودھا] بندہ [کرکتی از کمر سڑکد]
[سچ] مارا اگر [بہ بیسند بھیم] در ایں بیت از لبش پھڑکد
در ہمہ [بانکھا ما مام توئی] لشکر آرای دہوم دھام توئی

اثر

تخلص میاں محمد میر صاحب ایشاں برادر حقیقی سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر علیہ الرحمتہ والغفران اند از بزرگی ایشاں چہ تقریر نماید کہ زبان با [وصف] عذب البیانی از [عہدۂ] آں بر نمی آئد و از نیکذاتی شاں چہ [برطراز د] کہ خامہ با وجود دو زبانی از تحریر آں عاجز آئد خیلے خلیق [ومتواضع] و رقیق القلب وصاحب درد بزیور علم آراستہ وبحلیۂ علم پیراستہ بودند [استفادۂ] علوم ضروریہ ایشاں را از جناب افادۂ انتساب [حبر] محقق [فحل] مدقق جامع فروع واصول [حاوی منقول ومعقول] مرجع [طلاب] جہاں مولوی خواجہ احمد خان علیہ الرحمتہ والرضوان است اگرچہ [دست بیعت بدست] حق پرست پدر بزرگوار خود [دادہ امادر] محبت برادر مہین آنچناں مستغرق وہالک بودند کہ زیادہ از آں متصور نیست بے رضاے جناب ایشاں دم ہم نمی توانستند زد تا [بگفتار] وکردار دیگر چہ رسد و بعد از انتقال آں ستودہ خصال ممکن [نبود] کہ درعین ذکر خیر

وے [رحمۃ اللہ] از چشم گوہر فشان شاں اشک درد آلود حسرۃ [اندود] دریا دریا [نبارد] بریں عاصی بانواع المعاصی [زیبا] دہ تر از آنکہ در حوصلۂ تقریر و [تحریر] گنجد لطف و عنائت [مبذول] می داشتند

حکائت

روزے در آفتاب [قوس قریب دو ساعۃ نجومی] روز بر آمدہ بجامے کہ ساختۂ جناب ایشاں و مانند دل پر درد شاں ہمیشہ گرم می بود میردم اتفاقاً میاں نو [رنگ] کلاوۃ کہ سر آمد سرود سرایاں عہد خود است و دست بیعت بدست حق پرست شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر دادہ و منجملۂ خاصان این دودمان عالیشان است با خویشان خود غسل میکنند بمجرد استماع خبر ورود احقر از مسند ارشاد بر خواستہ (کذا) قدم رنجہ میفرمایند و بانواع تفقدات و دلجوئیہا پیش می آیند و بروبروے خود داخل خانۂ حمام فرمودہ [معاودۃ] می نمایند ع

زہے حُسن اخلاق مردان دیں

بہر حال شعر ایشاں نہایت با اثر و بدرجۂ اعلاء فصاحت است [نسخہ] درست از دیوان برادر بزرگوار برداشتہ [اند] بآئینے کہ [خود فنا در ذات] ستودہ صفات [برادر] کریم بودند شعر ایشان ہم فنا در شعر اوشان است دیوانے [مختصر] در نہائت جودۃ و پاکیزگی و مثنوئ خوردک در غائت متانت و شستگی یادگار ایں بزرگوار است پنجاہ و [سہ] از ریختہاے طبع وقاد شاں دریں نامہ اندراج یافتہ [لجنابہ] رحمہ اللہ تعالے سہ

دل دیوانہ میں کچھ آتا ہے آپ پر کچھ [نہ جی میں] لائیگا

ہو خیال ئینگے جور اوسکے معلوم داغوں کو مرے شمار کرنا

رحمت کے حضور بیگناہی　　مت شیخ کو روسیاہ کرنا

[بے طرح کچھ گھلا ہی] جاتا ہے　　شمع کی طرح دل کو چور لگا

دل [سینے] سے یوں نکال لینا　　بہتر نہیں [یہ] وبال لینا

بھلا شکر کرنے لگے پھر شکائت　　کرم مہربانی توجہ عنائت

بالفرض ایک دو دن لیت و لعل میں کاٹے　　انصاف کیجیے آخر گذریگی یوں کہاں تک

واے غفلت کہ ایک ہی دم میں　　میں کہیں اور کاروان کہیں

کر دیا کچھ سے کچھ ترے غم نے　　اب جو دیکھا تو وہ [اثر ہی] نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے　　پر اثر کی نہیں تو [آس نہیں]

یہ حال بھی اثر کا غنیمت ہی جانیے　　جیتا رہا ہے اب تئیں اتنا یہ بس [نہیں]

بات کہتا ہوں کسی کا کچھ [گلہ] کرتا نہیں　　پر برا کرتا ہے وہ مجھسے ملا کرنا نہیں

چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں　　ہے نپٹ ہی بہار آنکھوں [میں]

تو کہاں میں کہاں یہ کہتے [ہیں]　　[کہ یہ] آپس میں دونوں رہتے ہیں

سخت ناچار ہے تقدیر کے ہاتھوں بندا ورنہ [یوں] باز رہوں تیری ملاقات سے ہیں

آزمانا کہیں نہ [سختی] سے دیکھیو میرے ناتواں دل کو

ہم بے دلوں کو شکر فراغت [ہوئی] تمام یہ جان رہ گئی تھی سو وہ بھی نثار کی

دل نے [مجھے] آثر کیا سو کیا کیا کہوں مہربان اپنا ہے

آثر کا حال بھلا ٹک تو کچھ [سُنا] ہوتا ابھی تو اوسکی بہت داستان باقی ہے

نہ رہا انتظار بھی اے [یاس] [ہم] امید وصال رکھتے ہیں

ورق ۲۶

ناخن زن ہے بدل یہ انگشت کچھ خوب[1] نہیں حنا کی لالی

یار غصہ تری بلا کھاوے کام نکلے جو مسکرانے سے

حال دل مثل شمع روشن ہے گو مجھے بات کر نہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن رات کٹتی نظر نہیں آتی

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے دل تجھے [اعتبار] آتا ہے

---

[1] صرف ۱۰۱۔

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا دشمنی پر تو پیار آتا ہے

یہ کیا ہو گیا دیکھتے دیکھتے اثرؔ میں تو میں وہ بھی حیران ہیں

افسوس کہ ان بتوں کے ہاتھوں اب آن بنی [آثرؔ] خدا سے

نالاں نہیں [ہے] آہ عبث یوں دل جرس گم گشتگاں سنو [کہ] یہ کہتا ہے راہ کی

کچھ شرم بھی ہے تجھے فلک واہ زور [آ] وری مجھسے ناتواں سے

صرف غم [ہم نے] نوجوانی کی واہ کیا خوب زندگانی کی

کن نے توڑا ہے اسطرح دل ٹکڑا ٹکڑا جُدا جُدا ہے

حقیقت جب کھلی دل پر ہوا معلوم تب ہم کو
کدھر کا عشق وے باتیں تر[نگیں] تھیں جوانی کی

تا ہاتھ لگے نہ کھوج دل کا عیار نے زلف ہی اوٹھا دی

پایا نہ کہیں نشان اپنا ہمنے ہر چند جستجو کی

ا آہ ا ا

گر ہم ہی ہم ہیں آہ تو ھم ہم کبھو نہوں   ور تو ہی [تو] ہے سب کہیں تو ہم کہاں لے ہے

بیدرد تو کیوں کے رہ سکیگا   یہ [حضر]ت درد کا اثر ہے

زیست میری جو دیکھے وہ نہ کہے   کہ وجود محال مشکل ہے

تیرے کوچے میں دوبارہ خوب ہم ہو کر چلے
ڈھونڈھنے کو دل کے آئے جان بھی کھو کر چلے

مرگیا پر بتوں سے کچھ نہ بنی   اب اثر کی خدا سے خوب بنی

تارے تو نبڑ گئے شب ہجر   داغ اپنے مگر شمار کیجے

حالت مت پوچھ اب اثر کی   کچھ بات رہی نہیں خبر کی

کام تجھ سے ابھی تو [ساقی] ہے   کہ ذرا ہم کو ہوش باقی ہے

رباعی

بن حال دکھائے کوئی بنتی ہے اثر   بے بات سنائے کوئی بنتی ہے اثر
اب حال دل اوس سے کہہ گزرنا مجھ کو   بن جو [کھوں] اوٹھائے کوئی بنتی ہے اثر

اس بن دن رات جس طرح بیتے ہیں   کیا اوسے کہیں یہ اوسکے ہی چیتے ہیں
مو نہ بھی تو اثر نہیں ہے کچھ کہنے کو   کیا خاک کہیں مرنہ گئے جیتے ہیں

دیگر

[وعدے] کی تمام رات روتے گزری
ہر دم جل جل کے جا[ن] کھو[تے] گزری
بس اور تو کیا کہوں کہ جوں [شمع سحر]
روشن ہے جو کچھ کہ صبح ہوتے گزری

دیگر

ورق

احوال تباہ کو دکھاؤں میں کسے
افسانۂ درد] دل سناؤں میں کسے
تو دیکھ نہ دیکھ سن نہ سن جان نہ جان
رکھتا ہوں تجھی کو اور لاؤں میں کسے

احمد

احمد تخلص پنج کس از ریختہ گو بمن رسیدہ کہ ذکر یک کس ازاں[۵۱] در تکملہ انسب[۵۲] دیدہ و چار تن را در اینجا برشتۂ تحریر کشیدہ

اوّل

جوانے است رعنا مغل زا سپاہی پیشہ بہ اندیشۂ خجستہ فرجام احمد بیگ نام بیشتر [طبعش بیشتر بایں] کار استوار مائل بود اما از چندے ترکش نمودہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دل [نہیں] وہ شے ہے کافر[۵۳] جو بنے اور ٹوٹ جائے
ہم نہ مانیں[۵۴] گے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

---

[۵۱] را از ایشاں ا ا۔ [۵۲] مناسب ا ا۔
[۵۳] قافیہ کے لئے 'ہو' کو 'کافر' سے پہلے پڑھا ہوگا چونکہ دونوں نسخوں میں 'کافر جو' تھا اسلئے اسی طرح نقل ہوا۔
[۵۴] دونوں نسخوں میں 'مانے گے' مرقوم ہے۔

غضب سے ہاتھ میں تو نے جو تیغ کیں] پکڑی [نہ اٹھ سکا تیرے بسمل نے جو] زمیں پکڑی

عاشق دختر رز جتنے ہیں [اے پیر مغاں] باغ جنت [میں بھی] ہونگے شجر تاک تلے

(احمد دوم)

دوم

شیخ احمد یار سلمہ [اللہ] الغفار وے جوانے [است طالب] علم و حافظ قران [صاحب علم] فصاحت بیا] ن بغائت مہذب و [نہائت] مودب خوش خلق و با مروۃ صاحب حیا [و پر فتوۃ] اصلش بنجاب ممالک انتخاب و مولدش خاک پاک دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است نسبت تلمذ بیکے از شعراے ایران دارد و بہرہ و زبان [سخن سازی] بر روے کار آرد این چار بیت از ریختہاے طبع اوست ؎

آہ و الم و اشک رواں نالۂ جانکاہ رکھتا ہوں ترے غم میں یہ سامان ادھر دیکھ

نے مجکو رسائی ہے نہ خواہش [ہے] تمہیں کچھ پھر کون سی صورۃ جو ملا [قات] کی ٹھہرے

بیوفا بس بیوفائی ہو چکی آ گلے [لگ جا] جدائی ہو چکی
ہے یہی اپنا جو دست نا رسا پانو تک تیرے رسائی ہو چکی

(احمد ۳)

سیوم

میاں صمصام اللہ مرحوم پسر دوم انعام اللہ خاں یقین وے جوانے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ بہ سپاہگری ایام بسر میبرد و در ضلعہ مشرق جاں بجان بخش سپرد این دو از دہ شعر از زادہاے طبع آنمرحوم است ؎

ترا بوسہ تو ہمنے لے لیا زورا وری گلرو
دعا کر ذوق سے ہمکو تو اب دشنام کیا ہوگا

آمد کو سن بہار کی صیاد کسطرح   جاتی رہی قفس کے تئیں پھیر عندلیب

باد[صبا قسم] ہے تجھے روی گل کی [آج]   کچھ کہہ تو میرے روبرو اوس گلستاں کی بات

[تیغ کیوں کھینچتے ہو] ہر دم آج   کہیے صاحب کدھر گیا ہے مزاج

حواس کیوں نہ اوڑیں [اس جگہ] فرشتوں کے
زیادہ حور سے ہے اوس پری کی پیکر خوش

تن کو [جلاے یا کہ تو آنسو بہاے] شمع   [ہنستی] یہاں نہیں [تجھے بن سر کٹاے] شمع
دل [بہ گیا تو کیا ہے کہ تیرے نیاز کو   کچھ ایک اشک ہم نے چھپائے ہیں چشم میں]
فراق گلرخاں [میں کھا کے] داغ آہستہ آہستہ   کیا سینے کو میں نے اپنے باغ آہستہ آہستہ
مرے جاتے ہیں خم [پیازوں] سے یہ مخمور اے ساقی   خدا کے واسطے مت دے ایاغ آہستہ آہستہ

آٹھوں پہر جسے تھا انکار بوسہ [ہم سے]   وہ آج کر گیا ہے اقرار ہنستے ہنستے

یہ [صید] دل کہ تجھ سے ہیں پیارے ڈرے ہوے   جاتے ہیں [تیرے کوچے سے کوسوں پرے ہوے]

[ہم ہیں شکستہ حال سرنجام راہ سے   یارب یہ قافلہ نہ شتابی کہیں سے چلے]

چہارم

نوجوانے است سعادۃ الایتام میر احمد علی نام مدعمرہ کہ شو [ق حفظ کلام ربانی] در سر دارد

سلطان اصل نسخہ میں لیکھے نہیں +

ودریں شغل شریف ایام بسرمی آرد از اولاد بعضے از [متوسلان] شاہ حسین [واعظ] است مشق سخن از [برخوردار کامگار میر] عزت اللہ عشق میکند طال عمرہ و زاد قدرہ وبنا بر توغل کہ در [حفظ قرآن] شریف دارد کم کم سخن میگویند ایں ہفت شعر از گفتہائے اوست ؎

آ کے ناحق ہمیں ستایا کیوں پھر نئے سر سے دل جلایا کیوں

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیوں

کیا غضب [ہے] کہ تو نے احمد کو اسقدر دل سے ہے بھلایا کیوں

جب سے وہ بت نہیں دیتا ہے دکھائی مجھکو ہے سیہ آنکھوں میں یہ ساری خدائی مجھکو

آہ کچھ پہلے ہی دن اونے دکھا کر آنکھیں [دل] مرا چھین لیا کچھ نہ بن آئی مجھکو

دل خراشی سے نہیں چین مجھے اے احمد ایسی الفت سے [خدا دیوے رہائی] مجھکو

دوستی تم سے ہم سدا کرتے جو ذرا تم بھی کچھ وفا کرتے

احسن

تخلص چار کس از ریختہ گو میدانم ۔ نوشتن یک کس از انہا بہ تکملہ انسب انگاشتہ [سہ کس را در] اینجا می نگارم

اوّل

عزیزے سخن گو از معاصران شاہ مبارک آبرو مبارک آغاز [فرخندہ فرجام محمد احسن اللہ] نام گویند [کہ] مردے بود نرم دل [وبرویہ] آنوقت [بہا] یہام گوئی مائل ابن [از ویست] ؎

یہی مضمون خط [ہے] احسن اللہ کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے

لام نستعلیق کا ہے اوس بت خوشخط کی زلف ہمتو کافر ہوں اگر بندے نہوں اسلام کے

احسن (۲)

دوم

مرزا حسن قلی نامی مغل [زا] از شاگردان سر آمد شعرا [ے فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا در بدو شوق شعر گوئی اشعار خود از نظر میر ضیاء الدین ضیا میگذرانید در آخر با تلمذ مرزا مذکور برگزید و قوفے دریں فن بہم رسانیده در [جرگہ] شعرا سے ملازم سرکار دولت مدار نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر گردید و [ہیژ] ده شعر از طبع زادش دریجا بہ تحریر رسید منہ عفی اللہ عنہ ہ

اولٹا سحر [صبا سے جو] گوشہ نقاب کا — دیکھ اوس کو [رنگ زرد] ہوا آفتاب کا

کہا جو میں نے کہ رخ کو ترے قمر نہ لگا — بگڑ کے بولے کہ چل پے ادھر نظر نہ لگا

شب جو دھڑکا مرے دل کا خلل انداز رہا — کام دل لینے میں اوس شوخ سے میں باز رہا

شام سے صبح ہوئی بند قبا کھلنے میں — سیکڑوں جان سے جائینگے [جو یہ ناز رہا]

لے کے دل ہاتھ میں کی خانہ خرابی اوس کی — جسکے گھر جاکے تو اے خانہ بر انداز رہا

ٹکڑے اوڑ جائینگے سینے میں جگر کے احسن — تیرے نالوں کا کوئی دن جو یہ انداز رہا

خاک چمن میں کس کی ملی آرزوی دل — جو غنچہ یہاں کھلے ہے سو آتی ہے بوی دل

[کل جو] اوس شوخ نے سنمکھ ہو لڑائیں آنکھیں — برق نے ابر کی چادر میں چھپائیں [آنکھیں]

[شوخ] چشمی [پہ] گھمنڈا اپنی نہ کیجو نرگس — آنکھیں کھل جائینگی جب اونے دکھائیں آنکھیں

کل عجب طرح سے تڑپے تھا ترے کوچے میں — دیکھ کر حال کو احسن کے [بھر آئیں آنکھیں]

جہاں تک [تھے] اغیار [سب] یار ٹھہرے — مگر [ایک ہم ہی] گنہگار ٹھہرے

سلہ عفی عنہ ا۔ا۔ سلہ کی ا۔ا۔ سلہ جوں ا۔ا۔

[نہ خلوۃ نہ جلوۃ کے ہم] یار ٹھہرے [فقط دیکھنے کے] گنہگار ٹھہرے

جز آہ و [نالہ ایکدم بھی دل اپنا رہ نہیں سکھتا] جدائی نے یہ کسکی زندگی دشوار ایسی کی
[نہ ملتا] اور سے ہی تو اگر ملتا نہ غیروں سے جو تو نے یار ویسی کی تو میں ناچار ایسی کی
[جو] تو نے کی ہے دلکو مجھسے لیکر [تو ہی منصف ہو] [کسی نے] دل کسیکا لیکے اے دلدار ایسی کی
نہ دونگا دل کسی دلبر کو پہر بھر عمر اے احسن طبیعت عشق سے اوس یار نے بیزار ایسی کی

پہنچی جس وقت مجھے اوسکے خبر آنے کی سدہ رہی مجھکو نہ اپنے کی نہ [بیگانے] کی
تم تو دل مانگو ہو یہاں جان تلک حاضر ہے بات بھی ٹھہری کوئی [آپکے] فرمانے کی

احسن (۳)

سیوم

[جو] اسنے رعنا [محبت آما] شیریں کلام احسن اللہ نام وے درویش زادہ ایست [نیکو سیر] پاکیزہ [محضر] کہ دست بیعت بدست میاں محمد امان مرحوم کہ یکے از خلفاء برہان العاشقین مولانا محمد فخرالدین [قدس سرہ بودند] دادہ مشق سخن از خوشہ چیں سخن سنجان فصاحت بیان اعنی قاسم ہیچمدان سراپا نقصان میکرد و شعر گرم میگفت اما شوقش سرد شد یار قاصہ زنے سرخوش داشت بدیں حالتے پیدا کردہ بود اما پائداری نہ کرد ایں یک شعر از وے بخاطر ماندہ ؎

اسکی گلی میں احسن نت چوری چوری جاتا یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احسان

تخلص دو کس از اہل سخن معلوم من است تحریر یکے ازانہا یہ تکملہ [انسب] انگاشتم و دیگرے را درایں جا نگاشتم و آں حافظ [عبد الرحمن سلمہ اللہ المنان است و در ابتدا] رحمن تخلص می کرد [و شعر فارسی] ہم میگوید وے جوانے است متین با تمکین خوش اختلاط کشادہ پیشانی سراپا محبت سر بسر مہربانی بزرگانش [اکثر حافظ قرآن و بیشترے ازانہا کانش] فقروان پدرش بہ پیش امامی حضور والا عز امتیاز داشت و بورع و تقوی بقدر وسع ہمت می گماشت خودش دبسلک

ورق ۲۹

شعراے پاے تخت منسلک است شیریں زبان وخوش فکر واقع شدہ کلامش حلاوت وارد بیست و[ہفت]
شعر از گفتہائش مرقوم قلم حقائق رقم گشت مدۃ سلمہ ربہ سے

ہوکے شاگرد لکھا خط میں ہے بھائی مجھکو — قیس گستاخ کی یہ بات نہ بھائی مجھکو
کھول دو کان جرس کے کہ رکھے چونچ کو بند — خوش نہیں آتی ہے یہ ہرزہ درائی مجھکو
کیا کروں سلطنت جم کو کہ جم جم ہو نصیب — آستان شہ جیلاں کی گدائی مجھکو
صورت وصوت و رہ خانہ کبھو تونے صنم — نہ دکھائی [نہ سنائی نہ بتائی] مجھکو
اس خرابات میں اے بادہ کشاں ہووے نصیب — خوشہ تاک تمہیں آبلہ پائی [مجھکو]
یہاں مجھے تو نصیحت کو [ہیں] سبھی موجود — وہاں تو ہوش [کسو] کا بجا نہیں رہتا
لگا [ئے تاک] ہی کیوں محتسب نے تجھ سے ولا — اگر تو دختر رز سے [بھلا] نہیں رہتا
جو دل لیا ہے تو بوسہ بھی دو سمجھ رکھو — کہ بد معاملگی میں مزا نہیں رہتا
کوچہ یار کی احسان ہے نشانی مجھ پاس — میں ترے پاؤں پڑوں پاؤں سے تو خار نہ [کھینچ]
تعمیر عمارۃ ہو [ذرا] عمر کی [جلتے] — اس عمر میں ایسا کہیں [معمار نہ] پایا
نہ ہند میں دل بیتاب نے تتار [میں] جا — تو تار باندھے ہوئے زلف تابدار میں جا
سیاہ بختوں کے رتبے کو اہل دید سے پوچھ — کہ مثل سرمہ رکھے ہیں وہ چشم یار میں جا
ان آنسوؤں کو میرے ڈبونے کا فکر ہے — دشمن ہو جسکی فوج وہ سردار ہی چکا
چہرے پہ آپ کے بیوجہ نہیں داد ہوا — داد دو میری کہ یہ باعث بیداد ہوا
تن رکھا اوٹھا خاک میں عاشق کے ملانیوالے — عرش اعظم کے یہ نالے ہیں [ہلا] نیوالے
سر چڑھے ہیں مرے پاؤں کے پھپولے ہیہات — یہ مجھے کون تھے آنکھوں کے دکھانیوالے
خواب میں بھی مجھے اس دو[لت] بیدار کیساتھ — بخت کم بخت نہیں آہ سلانے والے
کہدے عیسیٰ سے کوئی [ذ]لی] و[ہ] حیا ہے حضرات — [چھو کرے یاں] کے ہیں مردوں کے جلانیوالے
آشنا کس کے ہیں بے دید ہیں یہ دیدۂ و دل — ہیں یہی دیدہ و دانستہ ڈوبانے والے

سلہ ای ۱۰۱ +

انکی [رونے] پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان [پانی] لے دوڑے ہیں کیا آگ لگانے والے

جو کوئی جان بچاکر تمہارے در سے پھرا یہ جانتا ہوں مری جان خدا کے گھر سے پھرا

میں تجھ بغیر جام ہلاہل کو پی گیا جم جم تو جی کہ ہاں ترے باعث سے جی گیا

ہوگی [یکدست] تیری اور ہی اے یار [نمود] جب تجھے ہم سے کسو بے سرو پا نے چاہا
نام عنقا سے مجھے ننگ ہے آتا احسان شہرۂ نام کو کیوں اہل فنا نے چاہا

ورق ۳۰

یاد وہ لب آئے مجھکو سنتے ہی نام شراب جاں بلب اس غم سے ہوں ہیں ساقیا جام شراب
ہچکیاں لے لے کے شیشے کا یہ رونا ہے بجا اوس سے ہوتا ہے جدا معشوق گلفام شراب
خوں بہا ہے مسئلہ شرعی تو پھر تکرار کیا محتسب خم کے دیت میں دے مجھے جام شراب

احقر

تخلص میرزا جواد علی نامی قزلباش است گویند وے در لکھنؤ تولد شدہ در ابتدائے [مراہقہ] بزیارۂ نجف اشرف و کربلاء معلے زادہما اللہ شرفا و تعظیما وغیرہما از عتبات عالیات فائض گشتہ بمولد خود معاودۃ نمود شاگرد میر حسن مرحوم صاحب مثنوی بدر منیر وبے نظیر است ایں دو بیت ازو است ؎

بزم میں اس کی جو شب [چاہ کا مذکور چلا] اوٹھ کے مجلس سے وہیں وہ بت مغرور چلا
کبھو دیدار [بھی دکھائیے گا] یا یونہی در بدر [پھرائیے گا]

سلہ آیا ۱۰۱ +

اختر

تخلص سیدزادہ ایست [خوبی] التبام میر اکبر علی مام وے از سکنہ سہرند وتلامذۂ میاں قلندربخش جرأۃ است [آتش بازی] خوب میسازد وشعرہم بسیار گرم از طبعش می ترادد ایں ہشت بیت از گفتہائے اوست ؎

تماشے کی ہے جا [مژگاں] پہ جو لخت جگر نکلا
عجب بہ شاخ گل ہے جسمیں [نہ گل] گل ثمر نکلا

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم
نہ لگے گرد کو بھی جس کے پری کا عالم

کیا کہوں کل تری رفتار کی اٹھکھیلی دیکھ
کچھ عجب حال سے [تھا کبک دری] کا عالم

لیکے دل جان سے مارا مجھے اختر اونے
کیا کہوں اوسکی ہیں بیدادگری کا عالم

کوئی جتادے یہ اوس شوخ بیوفا کے تئیں
کہ [آشنا نہیں دکھ دیتے] آشنا کے تئیں

صاف دل سے بھی جو اوسکو اپنے ہم گھر لیگئے
تو بھی [سب] دلمیں گماں کچھ اور ہم پر لیگئے

کچھ ستارا شائد اختر کا پھرا ہے اندنوں
تم جو پاس اپنے اوسے پھر پھر کے بلوانے لگے

ہمارا [لیکے خط] تجھے اگر وہ نامہ بر کھولے
تو کہدینا اوسے ٹک دائیں بائیں دیکھکر کھولے

ﻪ کچھہ دینا ۱۰۱ ۰

[ارمان]

تخلص دوکس میدانم

اوّل

شاہ علی خلف الصدق میاں جعفر علی حسرۃ گویند کہ وے جوان ہوشمند و بسیار ارجمند
است این سہ شعر از وے است ؎

ولا تو بستر غم پر جو یوں گرا ہے ہے ۔۔۔ بتا تو چاہیے ہے وہ کبھی جسے تو چاہیے ہے

تا سر بالیں اوسے آنا قیامت شاق ہے ۔۔۔ یہ [دل] بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہے

فرصت ہو کچھ [حسنوں سے تو سودا] خرید لے ۔۔۔ کوچے میں اوسکے عشق [کا بازار گرم ہے]

دوم

[امیرے از] امرائے نظام الملکیہ المخاطب بہ مجاہد جنگ کہ نسبت تلمذ بہ امیر
[اسد علیخان] تمنا دارد گویند کہ بسیار مرد پسندیدہ اطوار ستودہ کردار و محبت اساس و
[آدم] شناس است این شش بیت از گفتہائے اوست ؎

بہ بہلا تو نے مجھے مینا میں آب ارغوانی بھر ۔۔۔ شتابی جام میں ساقی شراب ارغوانی بھر

لگی ہے ٹکٹکی کس شوخ رنگیں [پوس سے] میری ۔۔۔ کہ یوں آنکھوں میں آئے اشک ناب ارغوانی بھر

خجالت سے حسن میں گل ہوئے غرقاب شبنم میں ۔۔۔ عرق سے جب گیا اسکا نقاب ارغوانی بھر

کہاں سامان ہے یہ رنگ پاشی کا کہ بھرتا ہے] ۔۔۔ فلک کاندھے پہ رکھ مشک سحاب ارغوانی بھر

[ہوئے بیدار بخت اپنے] کہ [رنگ خواب مستی] سے ۔۔۔ رہی ہے اوسکی چشم نیمخواب ارغوانی بھر

لہو کے گھونٹ پیتا ہوں میں اوس بن بزم میں ارماں ۔۔۔ رکھوں ساغر میں جب یاقوت ناب ارغوانی بھر

ورق ۳۱

اسعد

تخلص درة التاج سلطنت لولوء لالاے دیہیم خلافت مرزا اسعد بخت خلف الصدق مرزا احسن[1] بخت بہادر است گاہ گاہ از طبع در بار بق شعر ریختہ نزاوش میکند اس شعر [جناب[2] ایشان] است ؎

تو ہیگا وہ اسعد کہ ہاتھوں سے ترے
نہ تسبیح ٹھہرے نہ زنار ٹھہرے

اسد

تخلص دو کس بمن رسید ذکر یکے از ایشان بہ تکملہ اوفق پنداشت و یکے را درانیجا نوشتن مناسب انگاشت و آں میر امانی مرحوم است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان بذلہ سنج طیب[3] بیان خلیق و بار باش خوش فکر پاکیزہ تلاش چندے در سرکار دولت مدار نواب افضل خاں مغفور کہ یکے از بنی اعمام [نواب معلی القاب امیر الامرا] نجیب الدولہ مبرور بود تعلق داشت بعد انقضاء ایام دولت [ایشاں برائے تحصیل اسباب معاش رخت] سفر بجانب بلدہ لکھنؤ کشید و از ہمانجا سفر آخرہ گزید شاگرد رشید [شاعر فصاحت آما] مرزا محمد رفیع[4] سودا بود سی و نہ بیت از [زادہائے طبعش درانیجا] ثبت افتاد منہ رحمہ اللہ تعالے ؎

پی کر شراب دُردِ تہ جام دے گیا
وہ شوخ ہم کو بوسہ بہ پیغام دے گیا

آیا جو میکشی کو چمن میں وہ بادہ نوش
ہر ایک گل کے ہاتھ میں اک جام دے گیا

کھانے کو غم ہے پینے کو خوں دیکھنے کو داغ
سب عشق کا وہ ہم کو سر انجام دے گیا

---

[1] حسن بخت ا، ا
[2] از جناب ا، ا
[3] طیب ا، ا
[4] رفیع السودا ا، ا

کل لڑ گیا کہ اور نہ عاشق ہے تو اسد　　آیا ہے [جب وہ یاں تو] ایک الزام دے گیا

تھا بے خبر تو ہم سے ملے تھا وہ شوخ چشم　　[آئینہ دیکھتے ہی] کچھ آنکھیں بدل گیا

جوں توں اسد کو لائے تھے اسکی گلی سے ہم　　[خانہ خراب راہ میں] آکر مچل گیا

کس رات تجھے ڈھونڈ [ھنے] مہتاب نہ نکلا　　کس روز ترے در کو نہ خورشید نے جھانکا

عذاب ہجر سے مرنا بھی تھا بعید ولے　　یہ شکر ہے کہ وصال [اپنا] عنقریب ہوا

فرحت کہاں ہے یارب اس دہر میں جو دیکھا　　جام شراب تک بھی چشم پر آب نکلا

ہے آج عید کا دن میخانے کو اسد چل　　گھر سے نماز پڑھنے ہر شیخ و شاب نکلا

یہ کہہ سکتے ہیں کب عاشق کہ غیروں پر نگہ مت کر　　تجھے چاروں طرف تکنا ہمیں ناچار ہو جانا

دیکھ اوس زلفوں کے حلقے دل دھڑک کر رہ گیا　　دام میں جو صید آیا سو پھڑک کر رہ گیا

تھا کسو بد عہد سے وعدہ گلے ملنے کا آج　　رات آپ ہی آپ کچھ بازو پھڑک کر رہ گیا

رقیب مونہہ [لگے] اور میں نہ کر [سکوں] پابوس　　یہ کیا غضب ہے بس ایسا ہوں میں گیا گزرا

[یہ دَوں لگی کہ نیستاں جلے ہے] سر تا سر　　مگر اسد کوئی صحرا میں دل جلا گزرا

ٹک تو نے [ہی گرم کی بغل رات]　　ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات

دم گنتے گنتے شام سے ہم کو ہوئی ہے صبح　　دل پر کھلے ہیں معنی یوم الحساب رات

[آدم تو کیا] کہ جن و [ملک] ہیں ترے اسیر　　مارا ہے دام زلف نے تیری جہان پر

اوس مہروش کے چہرے پہ چیچک کے داغ سے　　دن کو ستارے رہنے لگے آسمان پر

مت دیجیو اپنے مصحف رخسار کی قسم　　[رکھ جاویگا ابھی کوئی ہاتھ] اس قران پہ

شعر خوب است اما خالی از چیزے نیست

ظالم کبھو تو آ کے اسد کی بھی لے خبر　　مرتا ہے [تیرے واسطے] کیا نوجواں دریغ

[نے خشت میکدہ نہ سبو اور نہ خم ہوا　　برباد ہی گیا یہ ہمارا غبار حیف]

آنکھ تک آ اٹک رہا ہے دل　　کسو کی راہ تک رہا ہے دل

ماہ ۱ پے ۱۰۱۰

[جوں شمع کل] نشاں بھی ہمارا نہ پاؤ گے — مہماں ہیں آج ست کی شب اس انجمن میں ہم

چھاتی پہ [میری] سانپ پھرے ہیں تمام رات — دن کو خیال زلف کا تیری اگر کروں

بزم بتاں ہو جام ہو خلوۃ ہو پھر تو میں — کافر ہوں وہاں اگر جو خدا کا بھی ڈر کروں

جاتا ہے کل شکار کو وہ نیستاں کی طرف — میں اپنے آج یار اسد کو خبر کروں

ورق ۲۲

۳۳۷

کبھو تو پھر نظر آجا کہ تیرے وعدے پر — رکھا ہے جان کو ہم تھام تھام آنکھوں میں

مت چاندنی میں بیٹھ کے پی تو شراب جان — گھٹتا ہے نور ماہ تجھے آفتاب جان

اپنی جفائیں میری وفائیں حساب کر — اسمیں جو خیر ہولے اسے بیحساب جان

لے سلطنت بہی روتے ہی بہتے ہیں و بجلے — گریاں ہے شمع صاحب تاج و سریر ہو

تیری جو اسد چھت سے لگی رہتی ہیں آنکھیں — [دیکھا ہے] مگر تو نے لب بام کسی کو

زلفیں ہی دیکھ کر یہ خجل رات ہو گئی — مکھڑا جو [کھل] گیا تو سحر رات ہو گئی

اسد اس جفا پر بتوں کی وفا کی — مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

[ناگنی زلف کی رہی نہیں بن] جان لیئے — کیا ہی پھرے ہے [بلاف] ترا کاٹا نہ جیے

پھنس قید میں گر چاہ میں ہو گرگ کا طعمہ — جو چاہے [اسد کر پہ نہ کر] چاہ کسو کی

[ہوں میں] قربان ہر بہانے کے — خوب ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے]

کیا ہی رہتا ہے زلف سے سر پہ — ہاتھ اب چوم لیجے شانے کے

بر نہ آوے ترے [سکوں] سے اسد — اتفاقات ہیں زمانے کے

اسیر

تخلص فرنگی زادہ ایست بیتر ام نام از رفقاے پسر سمرو فرنگی مشق سخن از [محمد نصیرالدین] نصیر میکرد گویند کہ [بتابینے] پر زور بود کہ دم [جادہ] را گرفتہ استادہ میداشت ہر چند فیلبان تہیب میکرد فیل بچہ از جا نتوانست رفت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال این شعر اد راست

شمع فانوس میں [در پردہ جلے ہے دیکھو] شعلہ آہ نکالے ہے جگر سے باھر

اشرف

تخلص دو کس معلوم [من گشتہ و بیروں ازیں ہر دو یکے] اشرف قدیمی از معاصران شاعرستان [جلی] المتخلص بہ ولی است کہ شعر [ش بمن نرسیدہ مگر یک مصرع کہ ولی تضمینش کردہ گفتہ

اشرف کا جو مصراع ولی دل کو ہے دلچسپ [دیکھا ہے وہ دریا کو] الیس دیدہ تر میں

بہر حال یکے ازیں ہر دو حافظ غلام اشرف است سلمہ ربہ و مدعمرہ کہ در غزلیات حافظ ہم تخلص میکند و دیگرے محمد اشرف لکھنوی کہ در تکملہ انشا اللہ تعالے مذکور خواہد شد و ایں حافظ غلام اشرف جوانے است صالح آزاد وضع دنیا بیزار حافظ قرآن نیکو کردار جندسی پارہ بہ تہجد میخوانند بیشتر اوقات مشغول بیاد حق میمانند بنا بر مناسبت طبع [دستگاہے عظیم] بعلم موسیقی بہم رسانیدہ ہمانا کہ ایں از عالم وہب است کہ دریں فن کمتر یکسے تعلم گزیدہ خط نستعلیق طبعی بسیار شیریں می نویسد از علوم شرعیہ ہم یک گونہ بہرہ دارد اندک مایہ علوم عربیہ از ایں بے بضاعت تعلم کردہ شعر فارسی بطور خود صوفیانہ [موزوں] میکند خیال و ٹپہ و ترانہ بسیار گفتہ تصرفے در [یں] نمودہ سازے ایجاد کردہ وبہ [سندر بیں موسوم ساختہ] اشعار ریختہ طبع زاد خود از نظرم مگذرانید اما چوں لاابالی مزاج افتادہ اکثرے از طبع زاد خود بے آنکہ بسمع من رساند پسند میکند و بیش ہر کس میخواند و ہیچ [مبالات] نمی کند والد ماجد حافظ عدیم المثال بود و برادر حقیقی مولوی نور احمد مختار علیہما الرحمۃ ایں [نہ] شعر از گفتہائے اوست کہ بگفتن وے ثبت افتاد ؎

ابر میں مہ کی [طرح زلف کے پردے] میں آہ تونے گو منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا

ـلـہ کذا در ہر دو نسخہ ـلـہ تعلیم ،، ـلـہ ہم موروں ـلـہ کر ،،

[دمبدم یہ آنکھ اشک تر سے اب] خالی نہیں   چشم ہے یارب یہ جھرنے کی کوئی جالی نہیں
زلف جاناں ہے فدا لے دل تو اس سے بچکے چل   جسکا مارا دم لے ایسی ناگنی کالی نہیں
[گرمی الفت زبس ہے بیشتر میرے تئیں   چاہئے تبرید کو خار شتر میرے تئیں]

جفا کا شکوہ ادہر سے پیارے وفا کا وعدہ اودہر سے بارے
کبھو نہ گذرا دلوں کے اوپر ادہر ہمارے اودہر تمہارے

ورق ۴۳

انند کرتے ہیں عشاق عشق جاناں بیں   نہ اون کو غم ہے کبھو ہر زماں ہے خوشحالی
اشرف اب رونے سے [رویت] کی نہیں مجکو امید   خالی دل کرنیکو ٹک آنکھہ یہ بھر آتی ہے
ایک تجلی نے تو روشنی عالم کو دی   آگے اب اندھیرے ہے جلوہ گری اور بھی
مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھ کائنات سے   ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشتیاق

تخلص مردے [است] سعادۃ التیام [شاہ] ولی اللہ نام گویند کہ وے از پیرزادہاے سہرند واز معاصران شیخ ظہور الدین حاتم وبسیار متوکل ومشغول بحق بود ازاں کہ طبع موزوں داشت گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد این دو شعر طبع [زاد] وے است خدایش رحمت کناد ؎

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکہ[1] اوس کے چوٹ   ہر ایک گردباد ہے مجنوں کو دہول [کوٹ]
بتاں جو غیر[2] کی باتیں ہمیں سناتے ہیں   کچھہ اس کا [دوس] نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

اصغر

تخلص دو کس میدانم

[1] کیونکہ ۱.۰   [2] ہجر ۱.۰

سعر (۱)

اوّل

[بزرگے] از برزادہاے [مشہورہ مستقر الخلافہ اکبر آباد و از معروف ترین دانشمندان آنجا
کہ میر امجد علی نام دارد و خرقہ خلافت از سید عبد [اللہ قادری رحمہ اللہ] [کہ از] اولاد امجاد حضرت
ذوالسانین [امام] الفریقین محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم پیوند یافتہ گاہے
از طبعش شعر ریختہ ہم رحتہ ایں بیت از وے است ؎

تیغ کو [کھینچ کیا ڈراتے] ہو   کام عاشق کا کیا ہے مر جانا

اصغر (۲)

دوم

مردے از دودمان شان [جلی المسمیٰ بہ میرا] صغر علی وے از سادات قصبہ مارہرہ و مرد
کامل [فارسی دان] شیریں [زبان است] شعر فارسی ہم میگوید و دیوان [مردف دارد] دعوے
شاعری در کاخ دماغش [تھیلے] جا گرفتہ و بعلمی ایام بسر میبرد ایں دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎

ہوا ہے مانگ ہیں دل [گم] کہوں میں ڈھونڈھوں کدہر   کہ آدھی رات او دہر ہے اور آدھی رات ادہر
تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے   شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

اظہر

بظاے معجمہ تخلص جوانے است صاحب تمکین مسمی بہ غلام محی الدین وے خلف صدق
میاں غلام حسین سہروردی و شاگرد میر فرزند علی موزوں و مرد معلمی پیشہ [ہے] اندیشہ است خلیق
و خوشگو و نیک اختلاط و پاکیزہ خو است از چندے ویرانہ بنواح کالپی افگندہ خداش
خوش دارد پدر والا قدرش کہ فارسی گو و از تلامذہ [نظام خاں] بینجبر و مرد بزرگ و بزرگی منش
است ہم بدیار مشرق افتادہ اوقات گرامی بمعلمی بسر میکند مختصر کلام اس مطلع از وے
[بخاطر ماندہ] ؎

لہ و نیک ۱۰۱، ورق ب ۳، ،   سلہ زمانہ ویرا ۱۰۱۔ ورق ایضاً ،
سلہ دارد ۱۰۱ ورق ایضاً ،   سلہ معجز ۱۰۱۔ ورق ایضاً ،

رکھتی ہے میری جان جو [مضطر] تپش دل　　دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دل

اعظم

تخلص اعظم خان [افغان] است وے جوانے است رعنا ظریف الطبع کہ از [محمد] نصیر الدین نصیر مشق سخن میکرد از چندے ترک ایں سودا کردہ [بہ] تحصیل علوم متعارفہ [در][1] خدمت میاں محمد کاظم کہ یکے از تلامذۂ اوستاد والانژاد [حبر] محقق فحل مدقق جامع فروع و اصول حاوی منقول و معقول معلم دوران مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ [و بحلیہ] صلاح و تقوی آراستہ و بزیور تجرید و توکل پیراستہ [است] اشتغال دارد ایں پنج شعر از وے است ؎

ورق ۳۴

بے حجابانہ لب بام پر آ رشک قمر!　　روبرو چادر مہتاب تیرے پانی ہے

اسی مضمون سے معلوم اوسکے سر و [مہری ہے]　　جب اسنے مجکو نامہ کا غذ کشمیر یہ لکھا

سوز دل از بس طبیبوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم　　شمع آسا نبض زیر استخواں رکھتے ہیں ہم

تن برشتہ پہ کیونکر نہو سے گلکاری　　کہ آج بر میں ہے اوسکے لباس [پھلکاری]

کیا یہ عکس دام کم ہے جوشن فولاد سے　　[ہے] اسیری میں لڑائی صید کو صیاد سے

افسوس

تخلص دو کس معلوم من است

اوّل ۔ مردے از خاندان واجب الاحترام میر شیر علی نام پدرش داروغہ توپخانہ عالیجاہ بہادر میر علی نام المخاطب بہ مظفر خاں بود اصلش از قصبہ نارنول است دریں فن نسبتہ تلمذ بہ میر حیدر علی حیران دارد اشعارش دلکش است یازدہ شعر از گفتہہائے وے بقلم درآمدہ اوراست ؎

سمند ناز جو یہاں اوس سوار کا پہنچا　　غبار تا فلک اس خاکسار کا پہنچا

یہاں تلک ہے نزاکت گلوں کے گجرے سے　　لچکنے لاگے ہے اوس گلعذار کا پہنچا

---

[1] رفتہ ۱۰۱ و ورق ۴۲ و ۔　[2] دونوں نسخوں میں 'از' ہے ۔

اشک گرم اپنے سے اب دیدۂ تر جلتے ہیں ۔ دیکھ لو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہیں

پوچھے ہے کیا لگا سے اگر سر میں درد ہے ۔ اوس خا[ک] پا کے آگے تو صندل بھی گرد ہے

کوچہ یار میں رہتے تو نہیں اب لیکن ۔ بھولے بھٹکے کبھی اس راہ سے ہو جاتے ہیں

بزم میں اس کی نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں ۔ چپکے بیٹھے ہوے ایک ایک کا منہ تکتے ہیں

ہسکر کسی سے میں نے نہ کی بات تجھ بغیر ۔ روتے ہی آہ کٹ گئی یہ رات تجھ بغیر

کیا لکھوں اوسکو میں احوال یہ کہنا قاصد ۔ بے حواسی کے سبب طاقت تحریر نہیں

کیا تونے لکھا تھا کہ ترے خط کے تئیں دیکھ ۔ آنسو لگے افسوس کی آنکھوں سے ٹپکنے

موںہہ تو[دکھلاے ذرا] گو نہ ملاقات کرے ۔ ہمکو سو وصل ہیں جو ہسکے وہ [اک بات] کرے

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوے مرجانے کو ۔ [وہی] اشخاص جو یہاں آئے تھے سمجھانے کو

دوم

اشنوس ۲

[مغل] زاے سعادۃ لزوم [اعنی] مرزا غفور بیگ مرحوم [خویش و تبارش در قوم] مغول توران بہ ماہیگیر اشتہار دارند اما نہ ماہی گیر اند جملہ مرد لشکری سپاہی [پیشہ کہ] ہمیشہ بہ سپاہگری روزگار بسر می برند آں مرحوم با وصف لشکر گردی [بمرتبہ] اعلی [مولہ سخن گوئی] بود مشق سخن از اوستاد صاحب درا [ئت] ہدائت اللہ خان ہدائت میکرد و در عین غیبوبۃ آں اوستاد والا نژاد اشعار خود از نظر دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق وایں ہیچمدان سراپا نقصان میگذرانید از چندے برحمت حق پیوستہ خدایش مغفرت کند کہ غفور بود ایں دو شعر از طبع زاد اوست

ورق ۳۵

منہ عفی عنہ

موںہہ دکھا کر بہت عیار چھپانا کیا تھا ۔ تھا یونہی تجھکو چھپانا تو دکھانا کیا تھا

گر چکا تھا یہ مرا دل تو نظر سے اوسکی ۔ زلف گر تھام نہ لیتی تو ٹھکانا کیا تھا

یار در بدر ہے خدا خیر کرے ۔ خانہ بے در ہے خدا خیر کرے

کیوں نہ فردوس سے بہتر وہ گلستاں ہوگا ۔ زیب جس باغ کا یہ سرو خراماں ہوگا

وحشت و شور جنوں نالۂ شب آہ سحر ۔ دشمن جان یہ نکلے ہیں کدھر سے میرے

ے۵ مغل ۱۰۱ - ورق ۷۶ ا + ۔ ے۵ گو ۱۰۱ ، ورق ۷۳ ا +

کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے کسی کا خون ہے یہ کیا حنا ہے

پڑی اس چاند سے مکھڑے پہ پیارے نہیں زلف سیہ کالی گھٹا ہے

[تو منہ سے بھڑا دے میرے شیشہ کو ساقی اسدم] منگوں گا ورنہ تیرا ساغر اٹھا زمیں پر

شاید بہار آئی زنداں میں جو دوانے جھنکار [تے] ہیں اپنی زنجیر با زمیں پر

گل رخسار سے جسکے چمن میں گل ہوں شرمندہ مقابل چشم کے افسوس کیا نرگس بچاری ہو

افسر

تخلص غلام اشرف است نیا کانش چودھر[ی] گاو خانہ سرکار والا بو دند شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است اکثر سلام و مرثیہ میگوئد این [سہ] شعر از گفتہاے اوست ؎

جب دیکھے ہے مہ داغ سیہ اپنی جبیں پر آتا ہے اسے رشک ترے روے جبیں پر

معلوم نہیں کیا ہے تہ خاک تماشا نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمیں پر

چہرے پہ ماہ کے نہ کیا کر خیال تو آئینہ لے کے دیکھ ٹک اپنا جمال تو

اکبر

تخلص دو کس میدانم

اوّل

مکرم الدولہ سید اکبر علی خاں بہادر مستقیم جنگ برادر حقیقی عصمت قباب نواب تاج محل صاحبہ والدہ ماجدۂ مرشد زادہ جہان و جہانیاں جوان بخت مرزا جہاندار شاہ بہادر انار اللہ برہانہ وے جوانے بود نیکو محضر پاکیزہ سیر خوش اختلاط با تمکین نیک معاش طبع رنگین ذی شوکت صاحب جاہ با ثروۂ حشمت پناہ در علم موسیقی دستے داشت گاہے بفکر ریختہ ہمت می گماشت از چندے بجوار رحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد این [ہشت بیت]

از زادہاے طبع آں مغفور است ؎

کب میں کہنا ہوں تجھے آ کے مسیحائی کر
ایک دم تو کبھو آ اس دل بیمار کے پاس

کیا کیا جفا و جور سہے یار کے لئے
ہے گرم قتل پر مرے اغیار کے لئے

کچھ اپنی زندگی نظر آتی نہیں خدا
ہوں نیم جاں میں اس بت عیار کے لئے

اوّل تو آ کے میرے کیا دل میں جا کرے ہے
من بعد وہ ستمگر کیا کیا جفا کرے ہے

اے مرغ دل قفس میں ناحق ہے آہ و نالہ
صیاد فصل گل میں کب در کو وا کرے ہے

خواہش نہیں ہے مجھکو اب زندگی کی اوس [بن]
تو اے طبیب ناحق میری دوا کرے ہے

طوفاں سے کم نہیں ہے اکبر کا دیدۂ تر
دیکھ اسکو ابر بھی یہاں پانی بھرا کرے ہے

کیا دوانا ہوں جو تیرے عشق کا سودا کروں
سلسلہ زنجیر کا [اب پھر] کے میں برپا کروں

دوم

شخصے از عوام بہجو نام وے در سلک نقیبان حضور پرنور منسلک بود شاگرد اوستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است شوخی طبعش بدرجہ ایست کہ در خواندن اشعار اساتذہ مشہورہ بنام خود ہیچ مبالات ندارد از چاشنی کلامش احوالش ہویدا است گویند کہ ایں دہ شعر از وے است ؎

ورق ۴۶

دلمیں جو آج درد ہے اکبر کے دوستاں
کس کی نگہ کے تیر کا پیکان رہ گیا

ہے بر میں مرے یار کے کیا جامہ چھین کا
جو پاٹ ہے جامے کا سو تختہ ہے چمن کا

جوں پردۂ فانوس میں ہو شمع درخشاں
یوں جھمکے ہے جامے میں ترے رنگ بدن کا

ہمارے دلمیں خنجر ناز کے کیا کیا نگڑتے ہیں
یہ کافر خوبرو جسوقت تن تن کر اکڑتے ہیں

بہت جتنے خوبرو سرکش ہیں انکو خوب دیکھا میں
گئے پر حسن کے ایک ایک کے پانو پڑتے ہیں

خدا چاہے سو ہووے اب ہمارے حق میں اے اکبر
صنم سے اپنے پھر ہم آج اک بوسے پہ اڑتے ہیں

چھیڑا جو ٹک [ا سے] تو بگڑ کر کہا کہ [واہ]
تم کون ہو جو ہاتھ لگاتے ہو ہات کو

نقد جاں پہ کیجئے بوسے کا سودا اس گھڑی
آپ کا اے مہرباں چاہے اگر سو بار جی

سلہ 'سہے' ا۔ و۔ ورق ۹۷ ب'

سینے میں دل کہاں [اں ہے تو اسکو] مت ٹٹولے | مارے بجاے دل ہیں یہاں سینکڑوں پھپھولے
وہ ایکدن نہ سویا میرے گلے سے لگ کر | آتے ہیں اپنے دل میں رہ رہ کے یہ ملولے

الم

تخلص میاں صاحب [میر صاحب] خلف الصدق سخن سنج روشنضمیر حضرت خواجہ [میر] است خوش طبعی وحسن خلق جناب ایشاں نہ بدرجہ ایست کہ بحیطۂ تقریر در آئد و بزرگ منشی ونیک ذاتی حضرت شاں نہ بمرتبہ ایست کہ [قلم دوزبان] از عہدۂ تحریر آں بر آئد درحین حیات والد بزرگوار وعم والا تبار بسیار آزادانہ و صاحبزادانہ اوقات بسر میکردند وبہ تعیش وتنعم میگذرانیدند بعد رحلت ایں بزرگاں بدار الجناں جناں بر جادہ اجداد امجاد راست ومستقیم رفتہ اند کہ یاد ازاں رہ روان طریق طریقت مند ہند با وصفیکہ در زمان سالف تا بسرحد چین سفر گزیدہ حالا بدرجۂ پا بدامن کشیدہ نشستہ اند کہ کوہ تمکین والبرز استقامت تواں گفت روز رحلت عم والا نژاد بعد فراغ دفن آں عالی نہاد بر زبان کرامت نشان سناں رفتہ کہ حالا مارا پا شکستہ و مردہ تصور نمائند الحق کہ موتوا قبل ان تموتوا را کار بستہ پا شکستہ منتظر موت الفقراء در احتضر نشستہ اند با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان عنائتے کہ دارند از تسطیر عشر عشیر آں خامہ دو زبان عاجز وقاصر است مختصر کلام کلام صحت نظام ایشاں حلاوتے دارد کہ ذائقۂ سخن داں داند و کیفیتے دارد کہ وجدان بادہ نوشان جام وحدت شناسد یازدہ بیت از زادہاے طبع وقاد شاں برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ

میں پھروں کیوں نہ بیقرار ہوا | تجھسے بد قول سے [قرار ہوا]
[مثل آئینہ محو حیرت ہوں] | آہ کس مکھڑے سے دو چار ہوا
چھوڑتا کب ہوں اب میں یہ دامن | تیری خاطر پہ گو غبار ہوا
چل الم مجھکو مت ستا اسے تو | لگ چلا بہت یار غار ہوا
اب تو اس بت کو ہمنے رام کیا | بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

رُباعی

دیر وحرم اور کفر [و دین ہم میں] ہیں — یار و اغیار و مہر و کیں ہم میں ہیں
جنکو ہم آلم پوچھتے ہیں عنم تم ہو — وہ بھی کہتے ہیں تم نہیں ہم میں ہیں

دیگر

کیا کہیے آلم ایک [گھڑی چین] نہیں — آیا نظر اب کہ جیتے جی چین نہیں
ہیں تو بے چین ہوں ہی پر تحفگی یہ — [بن میرے سنا] ہے اوسکو بھی چین نہیں

دیگر

سودا کب تھا اسے یہ کب تھی وحشت — بس دیکھ تجھے ہوا پریشاں حالت
زلفوں کے دام میں آلم سا آزاد — آکر پھنس جاے یوں خدا کی قدرت

الہام

تخلص درویشئے است نیک سیرنجام شیخ شرف الدین نام کہ در بلدہ لکھنؤ بہ [شاہ] ملول اشتہار دارد و سخن بعضے از نو مشقاں باصلاح میرسانند مردمان آنجا بنا بر دلق پوشی و ریا بغائیت محترم دارند و صاحب باطن می انگارند بیشتر شعر فارسی میگویند گاہ گاہ بریختہ گوئی هم رخش ہمت می پویند ایں دو بیت از ریختہاے طبع اوست ؎

قدر تو نے کچھ نہ جانی گو برے یا نیک تھے — ناز برداروں میں ظالم ہم بھی تیرے ایک تھے

مژہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے
نگہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پر مارے

امید

تخلص دو کس من رسیدہ یکے در تکملہ خواہد شد ذکر آں و دیگرے قزلباش خاں وے مردے بود از ایران زمین محبت آگین نیک خو معاصر خان آرزو دیوان فارسی وے شہرۂ تمام دارد بسیار خوش میگفت و نہائت خوش طبع و خلیق و یار باش و عمدہ معاش بود باہرکس بخوبی پیش می آمد و بعائت نیک زندگانی میکرد [احیاناً] تفنناً بزبان اردوے معلی سخن ازوے سر میزد دو بیت ازوے کہ بمن رسیدہ پسلک تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ[۵]

یار گھر جاتا ہے یارو کیا کروں ہائے گھر جاتا ہے یارو کیا کروں

یارن گھر میں عجب صحبت ہے درو دیوار سے اب صحبت ہے

[امیر]

تخلص دو کس می شناسم

اوّل

نواب امین الدولہ معین الملک [ناصر] جنگ بہادر [عرف] مرزا مینڈھو صاحب فرزند ارجمند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ [بہادر] حسب و نسب ایشاں بنا بر شہرۂ تامہ محتاج عبارۃ آرائی و سخن [پیرا] ائی ما و شما نیست از اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ اش چہ برطرازم کہ [باں] جاہ و حشمت با حاد الناس چہ سلوک جوانمردانہ می نمودند و باں شوکت و مکنت بہرکس چہ و رد خورد بزرگانہ می فرمودند در ایام عقد مجلس مشاعرہ بدولت خانۂ ایشاں مرزا عظیم [بیگ] مرحوم عظیم تخلص کہ مردے بود آزاد وضع بے باک از رفتن مشاعرہ [ابا] آوردہ گفت کہ چوں من وارستہ

راچہ ضرور کہ تعظیم عظیم امیرے بجا آوردہ زیر مسند نشینم ومثل ما بے سرو پا راچہ احتیاج کہ بے
ہیچ تکریم فہم این وزیرے سرانجام دادہ بائیں نشیبی گزینم گاہے کہ اس سخن بآن نیکو کردار والاتبار
رسید [گستردن] مسند موقوف نمودہ فرمود کہ تشریف ارزانی دارند کہ من ہم باشما بر فرش
چاندنی خواہم نشست قاسم ہیچمداں سراپا نقصان درحین حضور ایں محفل سرور مرزا مذکور را
ہرچہ تمامتر پیش کشید تا مشار الیہ شرط خدمت بجا آوردہ خود چار بالش شوکت پیش کشید
بمبالغۂ بسیار و قال و مقال بیشمار [ہمانروز] بر مسند اجلاس فرمود ازاں پس بالمرہ در مجلس
مشاعرہ بمسند جلوس نفرمودند میر انشاء اللہ خان انشا [و] برکت اللہ خاں برکت و مشتاق علی
حاں مشتاق[1] بہ شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و دوستدار [سراپا] وفاق حکیم [ثناء اللہ خاں
فراق] وایں خوشہ چین ارباب سخن یعنی قاسم بے سروپا [بمقتضائے بشریت بخلاف] عنوان
بزرگی بزرگاں [بے ہیچ] خوش نبودند و [مانند] میوہ [بیش] رس پیش رسیدہ مانند گل
سرسبد دراں بزم رنگیں بصدر مجلس می نشستند ماہا جائیکہ می یافتیم می نشستیم و ہر جا کہ نشستیم
ہرچہ بودیم بودیم نواب معلے القاب ہر اختلاطے کہ می نمود بہ پائیں نشینان میفرمود و ہر توجہے
کہ میفرمود باینہا می فرمود در ایام متبرکہ صیام کہ برائے سخن سنجان اسلام [سفرہ] امیرانہ
می کشید و نظر بر کرم کریمانہ [اش بمذاق] شعرائے ہند و نژاد شیرینی قسم اعلے می رسید
برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ کہ دراں روزہا محض جہت استفادہ
سخن مدام بمجلس شعرا حاضر می شد اما شعر نمی گفت چوں دریں ایام خجستہ آغاز فرخندہ انجام
بنا بر خواندن خیر الکلام در تراویح [نمیرفت] بمبالغہ تمام ہنگام افطار یاد فرمودہ گونہ گونہ عنایت
دربارۂ او مبذول داشتہ نوع نوع اطعمہ و اشربہ و فواکہ خشک و تر بدست حق پرست خود
لطف می فرمودند و آنچہ بزرگی و سرداری را کار بستہ در اصلاح آں سخن سنجان پختہ مضمون
وایں بے بضاعتان طبع موزون و اطفاء نائرہ [فساد] بوقلمون باشعار گوناگون کوشیدند شمہ
ازاں بطریق اجمال درجائگاہ خود سمت گذارش خواہد یافت انشاء اللہ تعالےٰ [مختصر کلام اگر
پاے عنائت] دروے توجہ جناب ایشاں درمیان نمی بود وایں سخن [پردازان] عالی نژاد

ورق ۲۸

---

[1] کاف بیانیہ ا۔ ا میں نہیں۔ ورق ۸۲ ب [2] ا۔ ا میں 'بہ' قلمزد کردی گئی ہے،

لہا آخر کار عقل درست رہ نمونی نمی فرمود ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ کار [بدستواری] مبکشبد و [نوبتہ] از جنگ سخن درگذشتہ [بہ ناورد] تیر و تفنگ میرسید بالجملہ طرز سخن جناب ایشاں [پسندیدہ] منصفان ایں فن بلاقیل وقال وشعر فہمی [آں فصاحت بیان] بے شائبۂ تکلف عدیم المثال است [دوازدہ] بیت از زاوہاے طبع وقاد ایشاں برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ سہ

کل جو [ہمنے منجھے] کے ساتھ سیر دیر کی — لڑکھڑا [یا تھا ہی] پالیکن [خدا نے] خیر کی

یاس وغم و آرزو اسمیں [بھی سب چیز ہے] — ل بے سمائی تری دل بھی عجب چیز ہے

داغ جگر ہے کیا کہوں اون کی جہاں میں یاد — آتے ہیں دوست اپنے زبس رفتگاں میں یاد

دوری کی اختیار فراموشش کار نے — نزدیک چھوڑا ہے دل ناتواں میں یاد

ہیں تری دید کیلئے یہ چشم سب براہ — [یہاں] تک تو لگ ر[ہی] ہے تری مژگاں میں یاد

دے بوسہ دل لیا ہے [فراموش] کر کے آج — مدت سے میرے اوس کے تو ہیٹے وہاں میں یاد

اس درد دل میں ہچکی جو آتے لگی امیر — شاید ہوئی [تمہاری عدم] رفتگاں [میں یاد]

پر خوں بہ رنگ لالہ ہے اپنا ایاغ دل — بوے کباب سوختہ دیتا ہے داغ دل

حاجت نہیں ہے شمع کی میرے مزار پہ — ہر شب ہے سوز آہ سے روشن چراغ دل

شائد کہ [سیل اشک] نے اوسکو بہا دیا — سینے میں ابتو خاک نہ پایا سراغ دل

دو ہمدم ایک جا ہوں تو پست و بلند چرخ — دے خاک تنگ شیشۂ ساعت فراغ دل

اس عشق خانہ سوز کے ہاتھوں سے اے امیر — خالی کبھو نہ آگ سے دیکھا اجاغ دل

ورق ۹

دوم [۲]

امیر دوم

نواب محمد یار خاں بہادر فرزند دلبند علی محمد خان روہیلہ۔ گویند کہ اصلش از قوم جٹ است داؤد خان افغان فوجدار مراد آباد کہ لاولد بود بحلیہ اسلام محلی ساختہ بہ پسر خواندگی

---

[۱] نتی ۱۰۱، ورق ۸۲ ب ٭ [۲] دویم ۱۰۱ ٭

برداشت و بعضے گویند کہ وے از غلاماں پدر حافظ الملک حافظ رحمت خاں شہید مرحوم مغفور بود بہر کیف چوں مسبب ازلی براں رفتہ بود کہ ویرا بمرتبہ علیاے امارۂ رساند بتائید بخت بلند و مدد طالع ارجمند کارش روز بروز بالا گرفت و رفتہ رفتہ بجاے رسید کہ حضرت فردوس آرا[م] گاہ طاب اللہ ثراہ باں شوکت خاقانی خود بنفس نفیس بروے لشکر کشیدند و باں حشمت سلطانی بذات ستودہ صفات خود بر خروج گاہ وے جلوہ ریز رسیدند مختصر کلام نواب محمد یار خاں امیر شاگرد قیام الدین علی قائم بودند و بیشترے از شعراے آنوقت بملازمی سرکار حشمت مدار ایں نواب کامگار نعمتہا ربودند و مجلس مشاعرہ در دولت سراے خود [منعقد می] ساخت و بہ[۱] خیلے نیکذاتی و ستودہ صفاتی نرد محبت بہر کس می باخت بہر[۲] حال در عہد خود [داد مردمی] و بزرگ منشی دادہ و ازیں عاصی پرمعاصی پنج بیت از گفتہایش در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی عنہ ؎

تھرتھراتا ہے اب تلک [خورشید سامنے] تیرے آگیا ہوگا!

اس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ [کیوں نہو] سوے قفا منہ وقت رم نخچیر کا

جنس طاعت ہے تو کچھ پاس نہیں اپنے امیر مگر احمد کا ہوں میں اور ہے احمد میرا

میرے گھر جانے سے [ہاں] اپنا تو گھر جاتا ہے اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

واہ رے سرخی ترے چہرے کی ہنگام عتاب جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے

امجد

تخلص مولوی محمد امجد مرحوم است وے تحصیل علوم متعارفہ از خدمت مولوی عبد الرسول سہارنپوری کہ از تلامذہ قاضی مبارک مرحوم مغفور بود نمودہ و نسبت ارادہ بجناب کرامت انتساب حضرت برہان العاشقین مولینا محمد فخر الدین قدس اللہ سرہ درست فرمودہ و در فن شاعری شاگرد نظام خاں معجز بود بشعر[۳] گفتن چہ فارسی و چہ ریختہ

---

[۱] صہ، ۱۰ میں ہیں، [۲] کیف ۱۰، ۱۰ ورق ۸۶ ب، [۳] شعرش ۱۰ ورق ۸۶ ب۔

در آخرہا فصاحت و پختگی بسیار افزود غرض کہ مردے بود وارستہ مزاج سربسر ابتہاج بیشتر بہ تعلیم طالبان علم اشتغال می داشت و اکثر مذکارہ و تکرار علوم رسمیہ ہمت می گماشت برقاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ خاکپائے طلبائے جہاں است خیلے مہربان بود این شش بیت از آں آں مغفور ایں سراپا قصور در انجا ثبت [نمود] ؎

بسمل مجھے نہ چھوڑ [ہوائے یار] دیکھنا | ایسا ستم نہ کیجیو زنہار دیکھنا
پھرتے ہیں [جیسے ڈھونڈتے سب شیخ] و برہمن | امجد نے اسے حضرت انسان میں دیکھا
جاں بلب تشنہ جگر یہاں سے چلا جاتا ہوں | ساقیا جلد خبر لے کہ چلا جاتا ہوں
مت ہم آغوشی کو آنا میری اے سیل سرشک | اپنی ہی موج میں میں آپ بہا جاتا ہوں
ایک عالم نے تری تیغ سے [پائی] ہے نجات | ان گنہ گاروں میں اک میں ہی رہا جاتا ہوں

جس گھڑی [آپ کو] دیکھوں ہوں میں جوں قطرہ اشک
اپنی نظروں سے بھی امجد میں گرا جاتا ہوں

ورق ۴

امین

تخلص چار کس اس کس می شناسد یکے از انہا بہ تکملہ خواہد نگاشت و نوشتن سہ کس در اینجا مناسب پنداشت

اوّل

امین اول

امین الدین خاں پسر قاضی وحید الدین خاں مرحوم قاضی القضاۃ امام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ مغفور مبرور اصلش خطۂ جنت نظیر کشمیر است مرد خوش خلق و شگفتہ رو نیک [طینت] پاکیزہ خو است درحرگۂ خواصان مہین پور خلافت مرزا جہاندار شاہ طاب اللہ ثراہ عز امتیاز داشت شعرش خالی

ارکیفیت نسست ایں بیت از وے است ؎

کون آتا ہے یہ کسکے پاؤں کی آواز ہے — جو صدائے پا میں اوسکی سو طرح کا ناز ہے

(ابیّن۲)

دوم

مرزا محمد اسمعیل کہ [در ابتدا] وحشی تخلص میکرد وے شریف زادہ است بغائت خوش فکر نیک اختلاط و نہائت پاکیزہ رائے مستحکم ارتباط سیزدہ شعر[1] از زادہائے طبعش کہ بمن رسیدہ ہمان برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

گلشن میں جب اوس گل کا واہند قبا ہوگا — [کیا] جانیئے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہوگا

خدا جانے [کہ قاصد را] ہ میں ہے یا کہ جا پہنچا — کہیں خط کھو دیا یا اوسکو لیجا کر دیا پہنچا

نزاکت بر تنک اوس [دست نگاریں] کی نظر کر [تا] — [کہ گجرے] سے گلوں کے ہائے جسکا مر گیا پہنچا

میر شیر علی افسوس ہم ایں معنی را در بحر دیگر ہمیں ردیف و قافیہ بستہ خدا داند کہ دست درازی بسرقہ از جانب کیست [اما ایں یا بار رنگے افزودہ]

تصدق پنجتن کا ہے یہی اب آرزو دل کی — یہ مشت خاک [اہیں کی بھی] نجف تک ایخدا [پہنچا]

وہاں اسی ہی خوبی پہ تو نازاں ہے سب و روز — یہاں [اوسکی] بلا سے جو ہوا کام [کسی کا]

[ابھی] تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم — مکھڑا نظر آجائے لب بام کسی کا

لپٹ باد صبا کب طرۂ سنبل نے یہ پائی — خدا جانے کہ بوئے زلف تو کسکی اوڑا لائی

گلابی انکھڑیوں سے تیری نرگس کیوں نہ شرماوے — کہاں پائی میاں اوس زرد رُو نے ایسی بینائی

تجھ پہ عاشق ہوے ہیں ہم جب سے — جان سے ہاتھ دھو چکے تب سے

دن تو کٹتا ہے ہر طرح لیکن — جی دھڑکتا ہے ہجر کی شب سے

زاہدا دیکھ ہے ابھی بے باک — کیوں اولجھتا ہے رند مشرب سے

کیا عجب تیری آن ہے پیارے — میری اوس میں ہی جان ہے پیارے

سرو کب تیری دھج کو پہنچے ہے — تو بڑا نوجوان ہے پیارے

[1] بیت ۱۱ و ورق ۸۸ ب

(ایمن ۳)

سوم

میر محمد امین شاگرد میر غلام علی آزاد بالگرامی فارسی گو گویند وے سیدزادہ بود در محمد آباد بنارس طبعش بریختہ گوئی میل کلی داشت در آخرہا بممالک جنوبیہ رخت سفر کشیدہ ہمانجا رحل اقامت انداخت النیب عند اللہ تعالے ستاہ ایں دو بیت ازوست ؎

کیوں شعلہ رخو مجھکو جلانے ہو کہ سینہ — رکھتا ہوں میں [گل خوردہ] برنگ پر طاؤس
ظالم یہ ہوا خواہ ترا صلح طلب ہے — تھا جب سے کہ نو مایل جنگ بر طاؤس

انسان[1]

تخلص اسد یار خاں مرحوم است وے مردے بود سپاہی منش نیکی روش [در عہد آسودہ مہد] حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر میفرمود و شعر بر دیہہ آں وقت موزوں می نمود ایں پنج شعر از وے است ؎

عرب کو دیکھتا ہے ہند میں جو [مت] کا پکا ہے — مدینہ ہے محمد آباد الہ آباد مکا ہے
نہ دیکھے ملک جھلک بہی آپکے [نن بیچ اندہوں سنے] — اگرچہ [ہر بن موسے بدن] سارا اسنکا ہے
نہ کر واعظ کے کہنے پر نظر اے بوالہوس ہرگز — بہشت آخر مکاں ہے دوزخ ایک سرعی ڈرکا ہے
جو چاروں [بید] ہیں تو پانچواں ہے بید یہ احمق — [قرآن] میں [فاقتلوا تفسیر قول ہل خنکا] ہے
زمین و آسماں اور مہر و مہ سب تجھہ میں ہیں انساں — نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

(ورق ۴۱)

---

[1] انساں ۱۰۱۰ ورق ۱۰۹ +

انیس

تخلص تضمین سراپا جان المسمی بہ حمید الرحمن المعروف بہ میاں جان سلمہ الرحمن المخاطب بامیر الدولہ نوازش خان ابقاہ اللہ المنان است وے جوانے است صالح حلیم باحیا کریم خوش طبع با وقار خلیق ستودہ کردار صاحب سلیقہ جوہر شناس بلند حوصلہ مروۃ اساس بزیور[۵] دانش حق امداد آراستہ بحلیہ عقل خداداد و پیراستہ جولانگاہ فتوۃ و جوانمردی را شہسوار نیر آہنگ فرزند ارجمند امین الدولہ محسن الملک شاہ نواز خان بہادر مستقیم جنگ یک چند بسرا ے فرصت آماے خود مجلس مشاعرہ منعقد می ساخت و ہمگی شعراے دار الخلافہ محدے کہ اگر کسے مصرعے موزوں توانست کرد بشوق محفل آں وسیع الخلق خود را می [ماخب] مختصر کلام اں بست و شش ست از کلام خوبی انتظام وے در ایں جا ثبت افتادہ سلمہ ربہ[۵]

جب اٹھا لاشہ ترے کشتے کا یہ سامان تھا	ساتھ خیل حسرۃ و درد و الم اے جان تھا
حضرت عشق نے کیا کیا مجھے انعام کیا	درد دل سوز جگر کاہش تن کاوش جاں
واے رے حسرۃ گئے کیا دست و پا سب اسکے بھول	ایک یہ دل تھا رفیق اپنا [سواو سکو] دیکھ کر
کم برق سے [مرادم] آتش فشاں نہیں	[بلبل] ستا تو باس [مرے] آسماں نہیں
گر دل میں میرے آگ بھڑکتی نہاں نہیں	کیوں لب پہ دود آہ ہے او سنگدل تو بھلا
جلوہ طراز حسن پہ تیرا کہاں نہیں	حیرۃ[۶] ہمیں ہے حائل نظارہ ورنہ یار
جو ادا ہے آپ کی شوخی سے وہ خالی نہیں	چپ رہوں تو چٹکیاں [بولوں تو کٹ گالی سہیں]
بہ سودا [ہے جو اس میں] کچھ ضرر ہووے تو [میں اجا تو]	خرید اب دل کو تو ایسا گھر ہوئے تو میں جا تو
کیا سند بھلا آئے جو ٹھنڈی نہ ہوا ہو	جب تک نہ دم سرد بھروں دل کو نہ ہو چین
اندیشہ یہی آج ہے کل دیکھئے کیا ہو	ٹھہرا ہے انہیں آنے کا کل اوسے تو وعدہ

---

[۵] بزیور عقل خداداد اراستہ بزیور دانش حق امداد پیراستہ ۱۵ ورق ۹۱ ب ۰ [۶] حسرۃ ۱۵ ورق ۹۲ ا۔

ہوگیا [اپنا] دل صد چاک ہمدست بلا — ماربار اسے زلف خوباں مت لپیٹ شانے کیساتھ

پر[وانہ] چاہیئے عوض مرغ نامہ بر — ہوں شعلہ میرے شوق کا طومار گرم ہے
سینا جو ہے تو بخیہ گراں سی چکو کہیں — اب تک تو زخم سینہ انگار گرم ہے
رکھنا سمجھ کے ہاتھ مری چشم پر کہ یہاں — ہر قطرہ سرشک شرربار گرم ہے
آمان رحم اپنی جوانی پہ کر انیس — مت جا وہاں کہ تجھ پہ وہ خونخوار گرم ہے

ضبط سوز دل سے یہاں سینے میں سب چھالے پڑے — آہ جو کھینچی تھی سو ہونٹوں پہ پھپھالے پڑے
ایک تو قید قفس ہے دوسرے کترے ہیں پر — آہ کس صیاد بے پروا کے ہم پالے پڑے
ل بے تاثیر نگاہ چشم مست اسکی انیس — اوس گلی میں رہتے ہیں دو چار متوالے پڑے

ہے شفیق اپنا نہ کوئی نے رفیق و یار ہے — درد دل کہتا ہے مشکل ضبط بھی دشوار ہے
دار پر ہے وار دل پر اسکے ترک چشم سے — غمزہ ناوک ہے مژہ خنجر نگہ تلوار ہے

آہ یہ کس کی یادگاری ہے — آج جو دل کو بے قراری ہے
رنجشیں ہر آن ہیں ظاہر یہاں ہر آن سے — تم رُکے جاتے ہو [ا] یتک جا چکے ہم جان سے
قہر ہے [سج دھج] ستم اس حال کا انداز ہے — [قد] قیامت ٹھوکر آفت ہر قدم پر ناز ہے

عشق ہے کہ آفت ہے یا بلاء جانی ہے — آہ ہر تپش دل کی آتش نہانی ہے
عشق میں نہ کھونا جان دیکھ بس نہ بن انجان — آ انیس کہنا مان عالم جوانی ہے

آنکھ بھی میری طرف مجلس میں اب ہوتی نہیں — دل چرا کر آپ بھی بیٹھے ہیں کیا انجان سے (دورف ۴۲)

انجام

آنچہ مشہور است تخلص امیر خاں بہادر [پسر] نواب لقاء اللہ خاں برادر زادہ نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر المخاطب بہ عالم خاں است امّا از معتمدان مدریافت رسیدہ کہ اس تخلص نواب عمدۃ الملک امیر خاں مرحوم میکرد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال [بہر کیف این] یک شعر از صاحب این تخلص بمن رسیدہ ؎

[اب یہی] احسان [ہے] ہرگز نہوں آزادہم
پھر چمن میں جائیں کیا منہ لیکے اے صیادہم

انشا

تخلص حکیم انشاء اللہ خاں فرزند ارجمند حکیم ماشاء اللہ خاں مرحوم است سلسلہ آباؤ اجداد ایشان از [شریف زادہ ہائی] نجف اشرف اند اباعن جد عمدہ معاش وبسیار معزز و محترم ماندہ در عہد دولت امیر الامرا نواب ذوالفقار الدولہ [بہادر عفی] اللہ عنہ میر ماشاء اللہ خاں با دو زنجیر فیل از ممالک شرقیہ وارد حضرت دہلی شدہ خیلے مرد جوانمرد و جواد و با مروۃ و فتوۃ بود گویند در ایام حکومت سراج الدولہ وغیرہ حکام بنگالہ [ہیژدہ] زنجیر فیل بہ فیل خانہ میر مشار الیہ بود تولد میر انشاء اللہ خاں سلمہ الرحمٰن در ہماں اوان بمرشد آباد اتفاق افتادہ [مجملاً] وے بقدر کفائت از علوم متعارفہ بہرہ اندوز است و در فن شریف طبابت ہم مہارتے دارد طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز [محمد میر سوز مانا است] و این طرز اگرچہ مرغوب الطبع وے افتادہ امّا بہر گونہ سخن طرازی دستے دارد از قصائد و مثنویات وے خاصہ قصیدۂ کہ در تہنیت سالگرہ مرشد زادہ شوکت

پژوه مرزا سلیمان شکوه بہادر در ایام ملازمی سرکار دولت مدار آں والا تبار در بلده لکھنو گفته
که مطلعش این است ؎

صبحدم میں نے جو لی لستر گل پر کروٹ — حبش باد بہاری سے گئی نیند اچٹ

زور طبعش معلوم می شود بنا بر تقاضائے که از علوم شریفه دارد کلامش صحت نظام
است شعر فارسی ہم میگوید و الفاظ عربی فراہم آورده موزوں [مینوانند] کرد مثنوی تسیر
برنج [در جواب] ب مان [حلواء] بہاء الدین آملی (کذا) بسیار شیریں و با مزه گفته ذائقه [روح
ابواسحق اطعمه (کذا)] را حلاوۃ بے اندازه بخشیده مختصر کلام وے مردیست ظریف الطبع بذله
گو لطیفه سنج کشاده رو ہوشیار بارباش [صحبت] دار خوش معاش ماکثرے از صفات
حمیده آراسته و با بیشترے از اخلاق پسندیده پیراسته اما ازانکه بے عیب ذات خداست
تعالی شانه اعظم برہانه ماه تمام باں رفعت تام و نورپاشی داغ سیاه بر جگر دارد و قاسم
ناتمام ماایں مسکنت مالاکلام و وآرسته معاشی واقعه نویسی را حیله ساخته [بعیب] جبینی آن بدر
منیر سپہر شرافت می پردازد بنا بر مقتضائے بشری اند کے شوخ طبع و ہنگامه آرا و خودبیں واقع
شده در بلده لکھنؤ بمشاعره مرشد زاده معظم الیہم به میاں غلام ہمدانی مصحفی که شاعرے است
مسکیں نہاد بے ہیچ بحدے طرف شده که کار از گفتگوے رکیک که شایان شان ہنرمنداں
نبود و واگذشته بهجو گوئی کشید بلکه آنچه زبان زد احاد الناس است و مجلس عامیاں نسزد با بہ
محفل بہشت آئین ملوک و سلاطین چه رسد چه بر طرازد [د] که [حیا به تحریر] آں رخصت نمی دہد
و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود اگر از انسان که سراپا سہو و نسیان است خطائے
رفت رفت کلام بشر کلام الله [تعالی] نیست که بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست
در ید بیضا ہمه انگشتہا یکدست نیست

اگرچه گله گذاری خاصه [بعد] صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چوں کار بواقعه نگاری
افتاد بر سبیل حکایت ماجرائے که بمشاعره امین الدوله معین الملک ناصر جنگ بہادر
عرف مرزا میڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد [نبذی] ازاں شرح دادن مضائقه

ورق ۴۳

ندارد

حکائت

ازانجاکہ رویہ سرداری و داب اخلاف پروری بزرگان است مرزا صاحب موصوف در مشاعرہ خود با ہرکس بسلوک و مدارا پیش می آمدند و از طبع ہر متنفسے کہ شعرتر می تراوید بہ تقاضاے انصاف مورد تحسین بلیغ میشد و[~] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق و شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و خوشہ چین خرمن شعراے بلاغت نشان اعنی قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہرچہ بتمامتر عنایات و اشفاق مبذول می داشتند سخن سنج فصاحت آما میر انشاء اللہ خان انشا و سخن گوے سراپا خیر و برکت برکت اللہ خان برکت و ہمک سخن بالاتفاق مشتاق علیخان مشتاق را حسب اقتضاء ترکیب عنصری خوش نمی آمد کہ [غیر] از بزرگان احدے مورد تحسین و آفرین گردد و الحق کہ استادگان پاے تخت سلطانی را تفوق حاشیہ نشینان بساط عزت و مسکنت کے خوش می آئد [و] این بزرگان خاصہ میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمٰن خصوصاً از مرزا عظیم بیگ مرحوم کہ فی الواقع شاعرے بود بسیار خوب اما نہایت بر خود غلط چنانچہ درجائیگاہ خود رقم زدہ کلک واقعہ سلک خواہد شد انشاء اللہ تعالے سخت بے مزہ و ناخوش می بودند و براے تہجین و تذلیل شہر یکے[1] از ما قابو می جستند تا روزے مرزا مذکور غزلے طرح انداخت و بنابر غرورے کہ در سر داشت [لا ابالیانہ] بفکر مضمون و معانی افتادہ در عین شناوری بحر رجز غوطہ خوردہ بہ بحر رمل افتاد و بعد انصرام غزل بے آنکہ رو برو سے محبان و دوستان بخواند بے تحاشا بحضور میر ماشاء اللہ خان مرحوم کہ دوست و محسن مرزاے مغفور بود برخواند قضا را میر موصوف مجلس نشین پدر بزرگوار خود بود [حریفانہ] تحسین بلیغ مودہ مکرر بگوش ہوش شنودہ یاد گرفتہ بافواہ یاران انداخت و درعین مجمع شعرا تکلیف تقطیع نمودہ مرزا را

ورق ۴۴

[1] شہر یکے ا، ۱۰ ورق ۹۶ ب +

ملزم ساخت و دراں وقت بوے رسید آنچہ رسد و شنید آنچہ شنید اگرچہ من بعد ایں
ماجرا [مخمسے] در ہجو ملیح میر مشار الیہ و در جواب ایں لعزش گفتہ اما مثنے کہ بعد جنگ
یاد آئد بر کلہ خویش بائد زد چند بند ازاں مخمس [در جاانگاہش] انشاء اللہ تعالے ثبت
خواہند افتاد قصہ مختصر ازاں بیں مرزا چناں متنبہ شدہ بود کہ اگر مصرعے موزوں
میکرد بیے آنکہ نگوش ایں ہیچمداں نرساند بر زبان نمی آورد تا بخواندن حضور کس چہ رسد
و می گفت کہ [بابا] دیوار ہم گوش دارد بالجملہ رفتہ رفتہ نا خوشی صاحبان بمرتبہ رسید
کہ در ہر غزل فخر خود و اہانتہ ماہا برمز و کنایہ میکردند گاہے چند لفظ نازی را التیام
دادہ موزوں می نمودند گاہے غزلیات صباحی انشاد می فرمودند ناچار چوں کار پیش
نمی رفت و نقش بدست نمی نشست حرکتے ازایشاں سرزد کہ مسائتہ ہیچ عامی
صاحب عرض[۵۱] نشود تا بہ [خاصان] خود چہ امکان دارد روزے بعرض اعلے اقدس
حضرت سلیمان مکانی ظل سبحانی دام ملکہ رسانیدند کہ فلاں فلاں یعنی ایں
ہیچمدگاں در مجمع عام شعرا وغیرہا بر اشعار آبدار حضور بے نور بے [محابا][۵۲] بہ قاہ قاہ
می خندند اگر مزاج عدالت امتزاج آں طرازندہ سریر گورگانی و فرازندہ افسر خاقانی بحلیہ [حلم]
و تمکین آراستہ و پیراستہ نمی بود پیداست کہ ازیں افترا ستش ہیچ دقیقہ در سعی ہلاک بروے
ہمزبانان ازایشاں فروگذاشت نہ شدہ بود حضرت قدر قدرۃ کہ آفتاب عالمتاب ذرہ
نوازند از مہر دیدہ وری و ذرہ پروری بہ عرض گوئی ایشاں پے بردہ فرمودند کہ اشعار حضور
والا ازیں باز بمجلس سخنوراں نخواہند للہ در قائل ؎

تواضع کند ہوشمند گزیں — نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

ایشاں باز معروض داشتند کہ ما ہیچ ایں بے ادباں خواہیم کرد حکم ارفع اعلے عز صدور یافت
کہ زنہار ازیں خیال محال در گزرند ایں آواز گنبد است ہر چہ خواہند گفت خواہند شنود قضا را
دستار بندے از دستار بنداں دربار دربار کہ خدایش رحمت کناد بہ پایۂ خود استادہ [بود]

---

[۵۱] عرض ۱۰۱ ورق ۹۸ ب +

[۵۲] اصل نسخہ میں 'مہابا' ہے +

ورق ۴۵

قصداً باین احقر ملاقات کرده خندان وکشاده مبسائی گفت کہ امروز ذکر شما بحضور سراپا سرور بود بہ سید مستس کہ خبر بود باشر گفت شربود اما بانصاف بادشاہ عالم پناہ بخیر مبدل گشت ع

رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

و آنچہ گذشتہ بود بر زبانش گذشت ماہا بحکم اذا اصطر وا فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور از ارواح متبرکہ حضرات عالی درجات خاصہ از روح پر فتوح حضرت ذو لسانین امام الفریقین قطب الحرمین غوث الثقلین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم و روح ارواحہم استعانت حسنہ ماہم استسارہ بمیاں آوردہ آنچہ در جواب صاحبان اشعار عربی وغیرہ رطب و یابس سرانجام یافتہ مہیا ساختہ نظر بہ پاس آبرو چندے را از یاران یکدل فراہم آوردہ بعضے در کمین گاہ نشاندہ و برخے ہمراہ گرفتہ بعزم بالجزم رزم زبان و بیان و تیغ و سنان بہ بزم سخن طرازاں حاضر شدیم اتفاقاً شیخ ولی اللہ محب کہ خداش بیامرزد وثالث [بالخیر] بود بسبب قرب وجوار بر اں گفتار وکردار اطلاع یافتہ در اطفاء نائرہ ایں فتنہ کہ سر بہ بالا کشیدہ بود بدرجہ اعلیٰ کوشید وقبل از وقوع واقعہ[1] بنواب معلی القاب رسانید و ایں بزرگاں بغرور خودسری بمجلس رسیدہ بروبہ کہ داشتند انشاد غزلیات فخریہ آغاز نہادند میر معز الیہ غزلے بشد و مد تمام [سرخواند] کہ در وے خود را بحر بیکراں ودیگراں راسل بیاباں قرار دادہ و اشعار عربی خود را الم ترکیف تنزیل حضرت وہاب وگفتہ حریفاں را الفیل ما الفیل مسیلمہ کذاب مقرر نمودہ بود نواب والا جناب وشیخ ولی اللہ محب الاحباب برمز وکنایہ ہرچند مانع می آمدند ایشاں از خواندن منع نمی شدند لاجرم بنا بر [فرو] نشاندن شعلہ کیں بر [ہر بیت] شان بما باں[2] مخاطب شدہ بکشادہ روئی می گفتند معلوم صاحبان است کہ ایں فخر شاعرانہ است ہرکس کہ گوید گوید مضائقہ ندارد [فلانے] جنس گفتہ وفلاں چناں و بدل سوختگی تنزل آتش غضب

---

[1] اصل نسخہ میں ' واقع ' درج ہے ۔ [2] مایاں ا،ا۔

دوبالا می ستد و زبانہ می زد و باس آب پاشیہا فرو می نشست خاموش نشستہ پیچ و تاب
میخوردم تا دورہ سخن بہ ریسد بہ میر صاحب ندبیر غافل از تعدد بر قدر خطاب نبودہ معروض
داشتم اندکے گوش دارند این سید سحارہ کہ از بنی اعمام خود مسیلمہ خطاب یافتہ اہل ما
الفیل خود میخواند ساعیان اطفاء نائرہ فساد چوں در حین خواندن شعرائے دیگر بگوش
ہوش این سخن سنجان [صراحۃ] صورۃ حال رسانیدہ بودند مجرد خطاب این احقر نقش خاطر
عاطر الشان و نواب عالی شان شد کہ ہجوے رکیک میخواند و حاش للہ کہ این ہیچمدان
سر اما نقصان ہجو کسے خاصہ سیدے اہل علم و ہنر پردازد وے احتذار نواب کامیاب
بزرگی را کارستہ ما [اینہا] صاحبان و محب مہربان از جائے خود [جستہ] بجائے ما ہا ورق ۴۶
رسیدہ دلجوئیہا [فرمود] این بزرگان خصوصاً میر معز الیہ کاریست بیدگی گذشتہ بیرنگی بزرگاں
ہس آمدہ سیدئے ہر یک حسیدہ داد بیرنگ مستی و [جو]ⁱ ۵ غ

مرد آخر میں مبارک ہے
بہاریں ہم ا

و شبہائے مغالطہ [باد] فرمودہ کہ بارہا برین سے روشنیہا لے بہ بہائے مرزا آوردہ ولیں
کہ بر اشعار ما سر ہم بنی جنبانند و خود را از ہمہ بالا دست می شمارد القصہ فقۂ دور و دراز
است احمال ہم بطول نکشند [نشہ] این است کہ مرزا در اثناء قال و مقال [بدیہۃ] بر زبان
آورد کہ ما بامن [دعوعرض] احوال خود شعر استاد خود را ہمیں زمان تضمین کردہ ام و بدیہہ
برخواند ؎

عظیم اب گو ہمیشہ سے ہے شعر کہنا شعار اپنا
طرف ہر ایک سے ہو بحث کرنا نہیں ہے کچھ افتخار اپنا
کئی سخن یار کھتے گو یوں میں ہو نہ ہو اعتبار اپنا
جنہوں کی نظروں میں ہم سبک تھے دیا[۲] اونہیں کو وقار اپنا
عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھوں پہ ڈالے سے بار اپنا

سلہ بہاناں ا ا ورق ا ب ؎ ۵ۂ ادہوں ا ا ۲ ا ب ؎

وسنح ولی اللہ محب در [حسن ذکر] بادشاہ جہجاہ کہ درمیان آمدہ بود بسیار موقع این قطعہ انشا[د] کرد

قطعہ

میاں میں جھگڑا شعرا کا اس فن کے کسو صاحب توفیر کے آگے
ہمیں کوئی دانش ہے کہ سمجھے یہ قضایا اکبر شہ[1] یا شاہ جہانگیر کے آگے

بہر کیف ع

درمیان ما و جاناں ماجرائے رفت رفت

اما از ایں جا ہی بیاید گذشت وحق نتواند پوشید - میر موصوف شاعرے است زبردست
وسخن سنجے است قوی بازو دیوانے ضخیم مشتمل انواع سخن دارد و اقسام صنائع بدائع
در آں [بکار] بردہ و [...] و برخے [بے نقط] و برخے نقطہ دار ونیز سے بصنعت قلب و
ماننا بیہا در دیوان وستر شدیم اتفاقاً ہمگی بیجاہ وہفت بیت از کلام صحت نظام او دریں
جانگاہ تحریر یافت مہر سلسلہ رابطہ ؎

شمیم کاکل مشکیں سے ہیں جو اودنگ گیا تو آپ کہنے لگے اس کو سانپ سونگ گیا

جگر کی آگ بجھے جسسے جلد وہ شے لا لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

نظر آیا تھا ہمکو آج ایک اٹکھیلیوں والا بھبوکا برق شعلہ نور کا آتش کا پرکالا

برق کو جھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ

خلد بریں کی جنتی ہیں حوریں ان سے کہدو پردے ہو نالہ چڑھے ہے اپنا فلک پر پردے کے لوگو پردے ہو

---

[1] اکبر کے حضور اور جہاں گیر کے آگے ۱۰۱ ۱۰۲ ب +

گل [کھانے کو کل] ہیں نے [جو چھلے کو] کیا گرم ۔۔۔ بولے کہ حہ حوس وا جھڑے ہیں آپ [بھی] کیا گرم

نیٹن [ہے] ہاولوں کی [طنبور] رعـد باجا ۔۔۔ جب وہ بت فرنگی [اُٹھ کر] یہلی میں بیٹھا

ان کے دو مجھسے کبوتر کے جوڑے اڑ گئے ۔۔۔ تو بہ بولے کیا کیا ہے ہے نگوڑے اڑ گئے
[بیلے] ڈوری پانوں میں کیوں باندھنے ہو جان من ۔۔۔ کیا کڑے سونے کے اور روپے کے توڑے اڑ گئے

مجھسے وہ کہنے لگے اب قدر جانی آپ کی ۔۔۔ بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
اے جنوں استاد جی آجائیے جم ٹھوک کر ۔۔۔ ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ کی

رہتے ہیں ہر رنگ بو کو بیچے میں رگ گل کے ۔۔۔ لوٹے ہیں بہاریں ہم یوں سامنے بلبل کے

جی سے میں اپنی جان کے صدقے ۔۔۔ یعنی اس نوجوان کے صدقے

کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں لڑائیاں ہوں ۔۔۔ جب کھل کھلا کے ہنس دو [وو ہیں] صفائیاں ہوں
کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھوں میں اسکے اٹھے ۔۔۔ وے گوری گوری راس جیسے دبائیاں [ہوں]
جتنے کہ چپکے چپکے [لاگیں] لگائیاں ہوں ۔۔۔ لازم ہے یہ کہ منہ پہ اوں سے رکھائیاں ہوں
کیا سیر اوس گھڑی ہو بھرتا ہو وہ منوشش ۔۔۔ اور اس کی ہم نے کچھ کچھ چیزیں چرائیاں ہوں
ابر تنک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے ۔۔۔ نظروں میں حسن کی اوسکے مکھڑے کی چھائیاں ہوں
فتنے کی عطر کی بو کیونکر نہ اُس سے آوے ۔۔۔ جن انگلیوں نے لعلیں وے گدگدائیاں ہوں

ورق ۴۷

لہ اصل نسخہ میں 'اکثر' مرقوم ہے +

گر آب [ردیب] ہم سے مانوں میں ٹک کڑے ہوں — سو ور گڑے جھگڑے قضیئے قصے جھٹ اوٹھ کھڑے ہوں

نرگس کے پھول نکلیں وہاں سے پھر آنکھ ملتے — کبھی نگاہ کے مارے جس جا کہیں گڑے ہوں

ٹپکا پڑے ہے جوبن اُس روے آتشیں پر — قطرے عرق کے [یوں] ہیں جسطرح نگ جڑے ہوں

ہے [ظلم[1]] اس پری پہ ہم عشق ہو ویں جس کے — یہ جھمکے بندے بالے توڑے کڑے چھڑے ہوں

جاڑے ہیں کیا مزہ ہووے تو سمٹ رہے ہوں — اور کھول کر رضائی ہم بھی لپٹ رہے ہوں

تب سیر دیکھئے کوئی اوس دم لڑائیوں کی — کھینچے ہوں وے تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہے ہوں

حاوث ہیں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں — سب کو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں

[اور سے سزا یہ تجھ بن کیونکر] گلے سے اوس کے — جس ناتواں کے حق میں پانی کے گھونٹ سم ہوں

آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا — ایسے بھی لوگ شاید دنیا کے بیچ کم ہوں

ٹک اسطرف تو دیکھو آنکھیں ملا کے صاحب — ہم سے قدیمی بندے شائستۂ ستم ہوں

کیا دخل لکھ کے بھیجوں شعر اپنے اسکو خط میں — مصرع رقم کروں تو جھٹ انگلیاں قلم ہوں

[اور] ہی لوگوں کے یہ قصے نبیڑا کیجئے — بس خدا کے واسطے مجکو نہ چھیڑا کیجئے

گل کھلا جیب [اور ہی] تب کہتی یوں بلبل گئی — دیکھیئے اب آگے کیا [ہو] مندھی مٹی کھل گئی

اثر کچھ نہ باقی رہا آہ کا — مثل ہے رہے نام اللہ کا

گر نازنیں کہے سے بُرا مانتے ہو تم — میری طرف تو دیکھیئے میں نازنیں سہی

جب ابر تھم گیا تو ستارے نکل پڑے — [اکبار] آسماں کے ستارے نکل پڑے

[1] اصل نسخہ میں ظالم ہے ٭

ہے اور کوئی ایسا جس میں یہ پھلن نکلے — سچ دیکھ اوسے کہتے ہیں بے ساختہ پن نکلے
افشاں کا وہ عالم ہے اوس چاند سے مکھڑے پر — جوں وقت سحر انشاؔ سورج کی کرن نکلے

فقیروں ساتھ یہ تعظیم یعنی [خرچ] کم کیجے — نہ اٹھئے مرشد اللہ ہٹئے داتا کرم کیجے

دیوار عاشقی کی جو پھاندوں تو نام ہے — اور دھم سے آنکھوں مرے صاحب سلام ہے

ہے شب وصل کھلے کاش نہ دروازۂ صبح — کم نہیں صور قیامت سے یہ آوازۂ صبح

مانگا جو اوس سے بوسہ میں نے چمن کے اندر — بولا کہ یہاں ہمیں چل مچھی بھون کے اندر (ورق ۲۸)

دل کو رکھ کر پنجۂ مژگاں تہ پر [سینچیے] — یعنی اپنا مال ہے اسکو جھڑک کر [سینچیے]

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی — تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا — غنیمت ہے کہ جو صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم تو صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولیں گے مولے کی قسم اچھا

ق

شب کو میں ان سے راہ میں لپٹا — ہم حاکم رہا نہ خوف عسس
ہنتا پائی ہوئی یہاں تک تو — ان کی انگلی کی مڑ گئی جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہیں اتنک کہا کسو نے مس
مفت جل جائے گا پرے ہی سرک — ارے یں آگ اور تو ہے خس

جب یہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہیں　　تب یہ ٹھہری کہ بوسے دینگے دس
لیکے دس بوسے (یارو) ہاں نہ سہی　　ہم کو سپیٹے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھ سات　　آٹھ نو دس ہوے بس ایسا بس

رباعی

لی جھکے سے جب کہ میں نے اوسکے چٹکی　　بولا کہ پڑے جان پہ میرے سٹکی
پھر دانت نلے کھٹک کے ناخن یہ کہا　　بس چل بے میں تجھسے آشنائی کٹ گی

دیگر

سبحانے میں کیا بھرے ہے مٹکی مٹکی　　نت شیخ و برہمن سے یہ بیٹکی بھٹکی
قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے کافر　　یہ دختر رز ہے جس سے اٹکی اٹکی

انور

تخلص جوانے است نیک فرجام ولی محمد خاں نام وے از بزرگ زادہ ہاے شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و مردے خوش اختلاط یار باش قوی ارتباط نیک معاش باکیزہ طبع خندہ رو کشادہ پیشانی نیک خوست نباکانش بدار وغگی عدالت العالیہ عز امتیاز داشنند خودش تیز موافق زمانہ بہ تعین و تشخص ایام بسر می برد میگویند کہ شاگردی ایران زادے نمودہ ام و بہر دو زبان اشعار بے شمار موزوں نمودہ ام از سخنانش کہ بمن رسیدہ این بیست و یک بیت برشتہ تحریر کشیدہ مسہ سلمہ ربہ ؎

پا [تے] نہیں ہیں وقت ہم اتنا فراغ کا　　کرتے علاج جسمیں کلیجے کے داغ کا

ہمکو معلوم ہوئی آب کی جاہ آخر کار — نہوا تم سے مباں جان نباہ آخر کار

چلیے بس ابھی سے بھلا ٹک تو بیٹھو — تم آے تھے کیا منہ دکھانے کی خاطر

اوسکی صورت کے سوا کچھ نہیں منظور نظر — [بت] پرستی ہیں کھلا دلبہ یہ عرفان کہ بس

نہیں لخت جگر سر مژگاں — ثمر نخل انتظار ہے یہ !

اشک اس جا ہے آہ گردوں پر — اس نشیب و فراز کو دیکھو

ورق ۴۹

حالت نہیں ہے آہ کی دل کے دماغ ہیں — جوں شمع آہ دود نہیں اس جراغ مں

انتظاری ہیں یہ دل چشم ہوا گوش ہوا — مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا

پوچھا نہ تونے درد جدائی کو ایک بار — اے ماہرو [مہینے] ہیں کیا چند سال ہیں

پاس بیٹھا بلبل تصویر سا بے حال ہوں — اوسکو استغنا ہے اور حیرت سے میں بھی لال ہوں

ساقی سر خم مغبچۂ سیم بدن ہے — جوں جام [تن] بادہ کشاں جملہ دہن ہے

دل لوٹ گیا دیکھتے ہی پردواں کا — ظالم ترے مکھڑے پہ یہ بے ساختہ پن ہے

لہ اصل نسخہ ہیں "بد" — لہ یا ۱-۱-۱-

روبروۓ آئینہ رو کے کیوں نہ میں دلگیر ہوں
حسرت نظارہ سے جوں غنچۂ تصویر ہوں

ماٹ پاٹ دامن کا تختۂ گلستاں ہے
چشم خونفشاں نے [آج] کی ہے گلفشانی یہاں
اک دم ہمیں جینا جوں حباب بھاری ہے
خضر ہی کو ارزانی عمر جاودانی یہاں

ایسی جاں بخش ہوا موسم گل میں آئی
قصد پرواز میں ہیں بلبل تصویر کے پر

دل لگیا تو سینے سے اکو خبر نہیں
شاباش آفریں تجھے عیار کیوں نہ ہو

مر چلے [ضعف] ناتوانی سے
کام پیری سے نے جوانی سے

کیا ہی آنکھوں نے کیا مجھ پہ یہ احسان کہ بس
اک شب ایسی دکھائی ہے پری آن کہ بس

ہو جاۓ کچھ تو تشنگی دل مری فرو
ساقی اگر بٹھاۓ خم مے کے متصل

شب تصور اوس رخ گلگوں کا باندھا تھا سحر
پردہ آنکھوں کا مری داماں گلچیں ہو گیا

اویسی

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر غلام محی الدین [نام] ۔ وے بزرگے بود از اولاد امجاد حضرت ذو لسانین غوث الثقلین قدس اللہ سرہ و بعضے گویند

سلہ ہمکو ۱۰۱۰

کہ اس بزرگ از پرورد ہاے بعضے از سادات قادریہ بود اما عجب زادہ قریشی الاصل واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مختصر مقال ایں مرد ظاہر و باطن بصلاح و فلاح آراستہ و پیراستہ داشت و بقدر کفا[یتہ] از علوم متعارفہ بہرہ اندوز بود ۔ شعر فارسی بسیار بمتانہ میگفت و گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نقادش سر میرد و علی اختلاف الروایتین سہر[ندا]ی الاصل یا دہلوی المولد بود ۔ در آخرہا [لضلعہ] بریلی رخت اقامت افگندہ [در] ہماں نوا[ح] برحمت حق پیوست بہرکیف نہ بیت از طبع رادش بہ تحریر در آمدہ سلہ عفی عنہ

باغ میں گلعذار سے[لہ] فصل بہار ہو نہ ہو | میں ہوں غزل سرا کوئی بلبل زار ہو نہ ہو
کشتۂ عشق ہوں مجھے گور و کفن سے کام کیا | آتش دل ہے شعلہ زن شمع مزار ہو نہ ہو

ورق ۵۰

رکھتی ہے گلستاں کو[جوں] باد سحر تازہ | ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ
رونے سے مرے خوباں ہوتے ہیں نبٹ خنداں | اے درد ترا ہمنے دیکھا یہ اثر تازہ

قطعہ

آیا جو مرا قاصد کل یار کے کوچے سے | بیتاب ہو[ٹہ] میں پوچھا کچھ کہہ تو خبر تازہ
تب اونے کہی مجھسے وہ بات کہ سنتے ہی | خرمن میں پڑا دل کے یکبار شرر تازہ
یعنے کہ جلایا خط اوس شعلہ طبیعت نے | مضمون کی تھی جسکے ہر ایک سطر تازہ
ہے رمز جو کچھ اس میں لیکن وہ کوئی سمجھے | جو داغ محبت سے رکھتا ہو جگر تازہ

یعنے کہ اوسیسے جو ہو سوختہ سر تا پا
جب یار کے جلوہ سے ہو نور نظر تازہ

لہ ہو و ۱۰ ۔

[لہ] ہوں

اوباش

تخلص شیخ امیرالزمان بجوری است وے مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ بامزہ میگوید اس چار بیت از وے است ؎

چمکے ہے چشم تر میں رُخ اوس بے حجاب کا ۔۔۔ پانی میں جیسے عکس پڑے آفتاب کا

یار مجھسے وہ مہر جبیں نہ ہوا ۔۔۔ میری خواہش پر آسماں نہ پھرا

ہوگئے پیر انتظار میں ہم ۔۔۔ تو بھی اوباش وہ جواں نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ درد و غم میں پھنسا گئے

ہمیں جن سے جسم امید تھی وہ ہمیں سے آنکھ چرا گئے

ایمان

تخلص سید محمد خاں حیدرآبادی است گویند کہ وے از عمدہ ہائے ممالک جنوبیہ و مرد سلیم الطبع سیر مشق خوش اختلاط پسندیدہ صفات است بیت و سہ بیت از زادہ ہائے طبعش بعرض تحریر درآمد او راست ؎

شب ہجراں میں اشک گرم آنکھوں سے بہیں جس دم

ہر اک موئے مژہ روشن برنگ شمع وا ژوں ہو

روا ہے کون سے مذہب میں کہہ [اے] چرخ نا منصف

دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزوں ہو

چار آنکھیں مجھسے کچھ ہونے ہی نہ پاتا ہے وہ
ہاتھ ٹک لگتے ہی میرا پاؤں پھیلاتا ہے وہ

ہاتھ بن چوٹی کا آنا تو بڑا جنجال ہے
نام زلفوں کا اگر لیتا ہوں بل کھاتا ہے وہ

واہ رے رفتار جوں موج گہر
دیکھ کر حیرت سے دریا تھم گئے

غنچگی ہوتی ہے گم جیسے کہ وضع گل میں
چھپ گیا رنگ نسیم گل خنداں کے تلے

گلابی لے[1] کے اے ساقی شراب ارغوانی بھر
سبا [لے] ہیں دم صبح آفتاب ارغوانی بھر

نیرا در پردہ [ہنسنا] بھی گل خنداں سے کیا کم ہے
اٹھی [پھولوں سے] دامان نقاب ارغوانی بھر

[ٹک] اک مژگاں جھٹک دوں تو جہاں گلزار ہو جاوے
مرے آگے نہ آتا دم سحاب ارغوانی بھر

غبار کربلا کر زندگی میں چشم کا سرمہ
ہے اپنی کفن میں بھی تراب ارغوانی بھر

ستاروں کی یہ چشمک ہے شب مہتاب میں ساقی
پیالہ ماہ کا لے آفتاب ارغوانی بھر

عجب ایماں ہیں شیرازہ سند اوراق گل یکجا
نوا ہی نظم سے اب یہ کتاب ارغوانی [بھر]

ورق ۱۵

جو داغ ہے دل کا سو برگ پر طاؤس
ہو کیوں نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس

ہر نوک پہ آتا ہے نظر اک دل پر داغ
مژگاں ہیں[2] ترے یا ہے خدنگ پر طاؤس

ٹک کاغذ آتش زدہ کو غور سے دیکھو
گلزار دنیا میں [ہے] برنگ پر طاؤس

ہے مرہم [زنگار] کا دشمن دل پر داغ
بھاں سبز طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس

گلدوز سنت کی وہ قبا بر میں ہے اوسکے
اڑ جائے جسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس

نیرنگی گلشن کو میں ایماں جو دیکھا
آنکھوں سے گرا نقش فرنگ پر طاؤس

---

[1] بسکہ [2] ہے تری

بحمداللہ کہ مجھ تک صدم سک صبا پہنچا   نوید دولت دیدار کو لبنا ہوا پہنچا

در قصیدۂ نواب وزیر الممالک گوید ؎

اے ابر عنایات خدا آیۂ رحمت   سرسبز ہوا تجھسے گلستاں وزارت

گلشن میں زمانے کے [کبھو] پیر فلک نے   دیکھا نہیں تجھسا گل خندان وزارت

ایمان کی یہ حق میں دعا ہے ترے دن رات   اے موجب سرسبزی بستان وزارت

[طوبےٰ] کی طرح سایہ فگن سر پہ جہاں کے

تا حشر ہو یارب ترا دامان وزارت

[ایما]

تخلص مردے است از دودمان [مصطفوی] علیہ الصلوٰۃ والسلام میر حسین علی خان نا[م] وے نبزار ممالک جنوبیہ واز عمدہ زادہ [ہاے] آں دیار وسید والاتبار است کلامش خالی از کیفیت نیست مائین سید محمد خاں ایمان وے نیز قصیدہ در مد[ح نواب وزیر] گفتہ این ست شعرازاں کہ بمن رسیدہ بر رشتہ تحریر کشیدہ ؎

پھبتی ہے تجھے نام خدا شان وزارت   ہے ذات مقدس تری شایان وزارت

رونق ہے تری ذات سے مانا رشہی کو   وابستہ ترے دم سے ہے سامان وزارت

چاکر کے ترے قیصر و فغفور ہیں [نوکر]   اسکندر و دارا ہیں غلامان وزارت

للکار سے لرزے ہے تری گنبد گردوں   لاریب ہے تو رستم دستان وزارت

روتے رہیں اعدا ترے گلزار جہاں میں   شبنم کی طرح اے گل خندان وزارت

صدقے سے سدا پنجتن پاک کے ایما

ہو چار جہت تابع فرمان وزارت

ل؎ ہے

حرف الموحدہ

درتحت ابن حرف ذکر سی و دو سخن گو کہ دو کس ازاں بپروانہ تخلص میکنند و دو بزرگ بسمل و دو شخص را بہا در تخلص مختار گشتہ و دو مرد را بیتاب و دو کس را بیکس تخلص است مندرج گشتہ و اشعارے کہ در اں حرف بالذات و الاستقلال بہ تحریر در آمدہ [1] و یک شعر شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی تقریباً و بالعرض ادراج یافتہ

باقر

تخلص برادر کہین میر فرزند علی موزون سامانوی است کہ میر باقر علی نام دارد وے مرد متواضع کشادہ پیشانی خوش خلق نیک زندگانی یارباش وارستہ معاش دست نواز محبت طراز با نہایت غربت آراستہ و لغایہ مسکنت پیراستہ است طبعش بہ مرثیہ و سلام گفتن بیشتر میل دارد گاہ گاہ غزل ہم میگوید شاگرد برادر مہین خود است ایں مطلع از وے است [1] [دیہ] ؎

جو رنہاں سے سینے میں کیا کیا خراش ہے
دل [ٹکڑے ٹکڑے] سے ہے جگر پاش پاش ہے

پاکباز

تخلص میر صلاح الدین معروف بہ میاں خلف الصدق سید شاہ کمال مرحوم است پدر والا قدرش از اجلہ سادات بخاری و کبار مشائخ عہد آسودہ عہد حضرت

[1] دونوں نسخوں میں یہاں ایک سطر کیجگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

فردوس آرامگاہ انار اللہ [برہانہ] و مانند اسم [سامی] خود مرد صاحب کمال وسعہ وجد
وحال بود جنبش ور سماع ماصول القاعات و مقامات غناو [غیر] از سلسلہ البتان کمتر
بسماع رسیدہ جمع غفیر از اہالی و موالی شہر نسبت ارادۃ بوے داشتند و ابن کمترین
میاں نیز مردے بود ستودہ اطوار نیکی کردار حلیق و خوشخو نیک خلق پاکیزہ رو [تیز فہم]
صاحب شعور ذکی الطبع دائم السرور شاہ مبارک آبرو را با وے سرخوش بود در سطے
[تذکرہ] نام نامیش ابہامے بداں رفتہ قدر کر مختصر کلام و برا دیوانے بود مملو انواع سخن بسہ
ہزار بیت تخمیناً اما بنابر مرور دہور و مضی سنین شہور [اندراس] پذیرفتہ از صفحۂ روزگار
حاک گردیدہ در اس زماں بعضے اشعارش از پیران قدیم باستماع رسیدہ منجملہ آنہا شعرے
کہ بخاطر ماندہ ثبت افتاد منہ عفی عنہ ؎

مجھے درد و الم رہتا ہے ست گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

→ ⁂ ←

ببرعلی

تخلص ببرعلی شاہ است وے درویشے است کہ سیزدہم و بست و نہم ہر ما [ہ]
مجلس سماع بخانۂ خود منعقد می سازد و ہر گونہ مردم در آنجا فراہم می آرد و [تحفۂ
زماں] بطریق تبرک بخش میکند و بہ دلجوئی ہر کس میپر [سد] اگرچہ مرید و شاگرد شاہ
محمدی مائل است اما در طرز ریختہ [گوئی] بخواہش [طبیعت خود مائل است] در ہیچ
غزل تخلص موردں می شود ہرچہ بر زبانش میرسد بیروں می جہد از اشعار بسیارش
کہ بمن رسیدہ نہ شعر چیدہ برستہ تحریر کشیدہ اوراست ؎

حاک کے بیچ دیکھ تو کیا ہے ذرہ کو آفتاب سے [نسبت]

سمجھیہ [لے ہے خدا کا] نام بہتر　　نہیں ہے اور اس سے کام بہتر
اب اس دُنیا کے تو آغاز پر دل　　نہ جا اس کا نہیں انجام بہتر

خاک کے بیچ دیکھ ذرے کو　　زور ہے اس کو آفتاب سے فیض

کس قدر ہے مزاج عالی واہ　　اللہ اللہ رے رخ تیرا دماغ
سیر گلشن کی کر لے اب بلبل　　پھر کہاں آشیاں کہاں یہ باغ

شیخ کو کچھ خبر نہیں اب تک　　کفر و اسلام سے نہیں واقف

موجود ہے ہر آن وہ ہرگز نہیں جدا　　برتر ہے گرچہ وہم و گمان و قیاس سے

اس کمان ابرو کے ہم تیر نگہ کے آگے　　بے دھڑک اپنے کر اس دل کو ہدف بیٹھ گئے

بخشی

تخلص حسین بخش اکبرآبادی است که از تجارۂ پارچہ اوقات بسر میکند این دو بیت از گفتہاے اوست ہ

تیرا در چھوڑ کر صاحب کجا دینگے نہ جاوینگے　　اسی [دہلیز] کے بندے کہا دینگے کہاوینگے

کہوں ہوں جب سے میں اُس کو بلا لا وہ یہ کہتا ہے
مجھے بیہودہ مت دوڑا یہ آویں گے نہ آویں گے

برق

تخلص دو ریختہ گو معلوم گشتہ تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسب دیدہ و دیگرے را در اینجا برسنہ تسطیر کشیدہ وے جوانے است رعنا ظریف الطبع [پختہ] کام میاں ساہ جی نام کہ استفادہ سخن دانی از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ مربوط معلوم میشود [این چار شعر از وے] است ؎

یوں لاکھ ہوں دنیا میں تو کچھ کام نہیں ہے — واللہ کہ تجھ بن مجھے آرام نہیں ہے

ہووے دل پژمردہ مرا کیوں کہ شگفتہ — ہے[1] باغ میں گل پر وہ گل اندام نہیں ہے

کیا دھوم سے اُمڈی ہے [گھٹا] ایسی ہَوا[2] میں — افسوس کہ ساقی [و مے و جا] م نہیں ہے

[اے برقؔ] دل اپنا نہ جلا یاد میں اوس کی — کچھ خوب تو اس کام کا انجام نہیں ہے

ورق ۴۲

برشتہ

تخلص جوانے است سعادۃ التیام میاں شرف الدین نام وے مردوارستہ[3] شاگرد بھورے خاں آشفتہ حدید[4] الذوق حدید المشق است این شعر او گفتہ و خوب گفتہ ؎

رشتہ ٹوٹا برشتہ الفت کا — دیکھ اُونے شکستہ حال ہمیں

برکت

تخلص میر برکت علی خاں سلمہ الرحمٰن است وے جوانے است خوش طبع شیریں

---

[1] ہی ا ا [2] "دا ہیں" [3] ا ر شاگرد ا ۔ ا ۔
[4] حدید المشق حدید الذوق ا ا

زبان [پا] کبرہ طبیعت عذب البیان خندہ رو کشادہ پیشانی شگفتہ جبین نمک زندگانی متخلق باخلاق حمیدہ متصف [بہ اوصاف] پسندیدہ سخن فہم نکتہ یاب زکی الطبع دراست انتساب مالک طرز لطیف صاحب اشعار شریف شعرش بہ شعر عاشقانہ [وکلامش] اکثر جوانانہ [بہرہ] وافی از علوم متعارفہ دارد و ما مقدور ہمت بہ تعظیم [و] توقیر اہل علم و ہنر می گمارد موطنش غیر پناہ و خیر آباد و علاقہ روزگارش بہ شاہجہان آباد صانہا اللّٰہ عن الشر والفساد است در سرکار یکے از سران فرنگ با فرہنگ کہ بہ نظامت حضرت دہلی بالفعل سرافراز است بعلاقہ منشی گری [بعز ما] م و امتیاز تمام متعلق است و باہل شہر بخوبی ہر چہ تمامتر پیش می آید و جوہر علم و سیادت خود [ظاہر می] نماید بہر کیف [ہفدہ بیت] از زادہای طبع او در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

ہر [گل تر] خم میں نکلے ہے اب انداز چمن سیر [کو] تو بھی نکل حسنانہ بر انداز چمن

شہ [یک] جلسے کے [جب] آ کے تم ہمارے ہوئے
جو مدعی [تھے] ہمارے [و]ہ سب تمہارے ہوئے

حریف [چھیڑے] ہے زلفوں کو اوسکی ہم دن رات
یہ [پیچ و تاب] اٹھانے ہیں من کو مارے ہوئے

ہیں یو[نہی] جان دی اپنی تو بس لب سوفار
خموش رہ گئے اپنا سا منہ پسارے ہوئے

ہمارے آتے ہی مجلس میں اہل محفل سے
خدا ہی جانے کہ آنکھوں میں کیا اشارے ہوئے

بگڑ گئے تھے جو شب اضطراب سے دم صبح
یکایک آ گئے بالوں کی [تیں] سنوارے ہوئے

لپٹ کے روئے یہ بولے کہ دیکھیو ہاں ؔ جی
نہ تم ہمارے ہوئے اور نہ ہم تمہارے ہوئے

نہ مار دیتے تجھے بزم طرب میں برکت کو
یہ آج کل سے تو تجھ مہربان بارے ہوئے

دل بیتاب کسی طور سے ٹھہرائے کوئی — مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
غم او ٹھا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے — ایک ہی دم [کیلئے] پاس جو سحلائے کوئی
بام بر اپنے جو ہونا ہے کبھو جلوہ نما — [بس] یہ دل چاہے ہے آجی ہیں سما جائے کوئی
گرم جوشی تری [لوگوں] کو خوش آتی ہی ہمیں — [دل ہیں د] هڑکا ہی رہتا ہے [کھڑکا] لے کوئی
ہیرے اور اس کے کہنا یہ یہی رہتا ہے سدا — ہم نہیں چاہتے ہیں کس لیے ترسائے [کوئی]
حسن کے چاہت کو مری [یوں] وہ [کہے] ہے نادان — چاہ کہتے ہیں کسے یہ مجھے بتلائے کوئی
واں کے جانے سے مجھے منع کریں ہیں سب لوگ — کیا تماشا ہو جو اسوقت میں آجائے کوئی
[با کے] برکت کی خبر آکے یہ [بولے] لب بام — میری دیوار کے نیچے کھو مت آ [ے] کوئی
[میں نے] اسواسطے دل اپنا لگایا تھا نہیں — ! [میں گھر والوں کی] اپنے مجھے ہنوائے کوئی

پروانہ

تخلص دو کس بوضوح پیوستہ

اوّل

پروانہ اول [حلی] شاہ مراد آبادی کہ جوانے [است] قلندر مشرب وابستہ مزاج بینوایانہ [ایام] بسرمی برد و از خوردن مسکرات مسالات ندارد گویند کہ بر اسرار ضمائر اطلاعے دارد الغیب عند اللہ تعالیٰ شانہ شاگرد قیام الدین علی قائم است ایں دو بیت او گفتہ

ورق ۵۴

آج ثابت نہ رہے دل نہ کوئی جان درست
اوسکی مژگاں نے کیئے پھر پر و پیکان درست

پروانہ دوم

ہمت حضرت قائم سے اگر ہو امداد
چند ایام ہیں کر [لیجیئے] دیوان درست

دوم

راجہ جسونت سنگھ پسر راجہ بینی بہادر گوئند وے مرد بسے خلیق بیکو شمائل کشادہ رو فرخندہ خصائل خوش گفتار نمک کردار در فارسی گوئی شاگرد سرب[1] سنگھ دیوانہ است در فن ریختہ گوئی اول [تلمذ] حسن سنج [بے نظیر] محمد تقی میر نمود و ازاں پس بمیر حسن مرحوم صاحب مثنوی [بدر] منیر استفادہ فرمود و در آخر ہا از ہمہ وارستہ بمیاں غلام ہمدانی مصحفی توسل جستہ ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ؎

کھا [تیغ] نگہ جھٹ ترے گھائل کو غش آیا
گویا کہ دم نزع ہیں بسمل کو غش آیا

کیا کہیئے ہمدم کہ اُسے دیکھ کے ہم تو
ہر چند سنبھالے رہے پر [دل کو غش] آیا

دیکھتے ہی اسکو چہرے پر بحالی آگئی
زعفرانی رنگ جو تھا اُس پہ لالی آگئی

نسیم آہ نہ شاید کسی کی کی تاثیر
شگفتگی سے ذرا غنچہ وہاں نہ رہا

[ایک دن دیکھا نہ تو عاشق کی غم خواری کرے]
بیوفا [تجھسے کوئی کب تک] وفاداری [کرے]

بسمل

تخلص دوکس از اہل سخن بمن رسیدہ

---

[1] سرب ،

سمل(۱)

اوّل

مولوی محمدی صاحب ملقب بہ میاں [صاحب] عفی [اللہ] عنہ [حضرت البناں حبرے] بودند محقق و فحلے بودند مدقق از علوم عربیہ بہرۂ وافی داشتند و از فنون شرعیہ [نصیبے] کافی در منقولات بسیار متبحر و از معقولات ہم بقدر ضرور بہرہ ور ہمیشہ درس شرح وقایہ و ہدایہ و مشکوٰۃ شریف و صحیح [بخاری] وغیرہ صحا [ح می و] ادند و شروح سلم العلوم و زاہدین از جناب افادۃ انتساب شاں طلبہ متعدد استفادہ میکردند و از یاران خاص حضرت قدوۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ العزیز [اند] و ہمگی بزرگان ذوی الاحترام از باشندگان مدرسۂ آں زبدۂ اولیاء الکرام نسبت تلمذ باآں استاد کل دارند و خاکپاے طلاب جہاں اعنی قاسم ہیچداں مختصر وقایہ الروایہ و مختصر معانی و مطول و شرح عقائد نسفی کہ منسوب بہ سعد الملتہ و الدین تفتازانی است رحمتہ اللہ علیہ از خدمت سراپا برکت البناں گزرانیدہ و چند کتاب مستطاب چوں ترجمہ مشارق الانوار و [حبل المتین] کہ مثنے است بس[ا] متین در اخبار حضرت سید المرسلین علیہ و آلہ عن الصلوات [اکملہا] و من [التحیات] [افضلہا] و در وے احادیث [مستمسکہ] حنفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمت تالیف یافتہ و معارج التصریف در علم صرف کہ در وے جداو[ل] ابواب اقسام سبعہ بر[و شش جداولے] کہ علامہ شیرازی علیہ الرحمہ و الغفران در شرح شمسیہ و شرح مطالع [بر] اے قضایاے مختلطہ ثبت فرمودہ ارتسام پذیرفتہ و الحق کہ ایں کتاب ما روح و راح بدرجہ اعلیٰ برتر از مراح الارواح است کہ در وے مطالب شافیہ [شیخ ابن حاجب] مرحوم [بے اغلاق لفظ و معنی] بوجہ کافی [و] شافی مندرج گشتہ و بیروں ازیں رسائل چند جہت تعلیم میا[ں] الٰہی بخش سلمہ اللہ تعالےٰ کہ با وے سرخوش [واشتند] تالیف و تصنیف فرمودہ اند موصی الیہ اگرچہ در ابتداے یروا [ئی ہا کرد] اما در آ[خر ہا بحکم] کشتئے کہ عشق دارد نگذاردت بد [یں ساں]

ورق ۵۵

ـــــــــــــــ

ملہ عنہم ۱۱   ملہ بسیار ۱۰۱

ترک سودا کردہ بخدمت سراپا رحمت ایشاں پیوست و بہ یمن صحبت با برکت و انفاس متبرکہ بزرگاں خاصہ [جناب] ایشاں [بہرہ از] علوم متعارفہ اندوختہ سر افران و امثال خویش تفوق جست مختصر کلام شعر و شاعری کہین مرتبہ ایں مہین پور مادر روزگار است گاہ گاہ[1] طبع وقاد ایشاں میل شعر فارسی و ریختہ میکرد رفتہ رفتہ دیوان فارسی و ریختہ کہ ہر دو از اقسام شعر پر و مالا مال است صورۃ اجتماع یافت و مثنوی چند خورد خورد بزبان ریختہ [در] بیان مسائل علوم شرعیہ ہم یادگار جناب اس [والا] تبار بود اما افسوس ہزار افسوس کہ فرزندان آں عالی قدر قدر ایں دولت عظمی نشناختہ از میراث حقیقی پدر والا قدر محروم ماندہ [مجلد] چند را میراث پنداشتہ برباد دادند بہر کیف ہفت عدد از درہاے آبدار آں دریاے بے کراں علم و فضل بطریق ترک و تیمن سمت ارقا[م بذیرفتہ لجنابہ] نور اللہ مرقدہ ؎

تری گالیاں ہیں بہت کھا چکا مزا عشق کا خوب ہم پا چکا

ذرا اب تو کھل کر مل اے مہرباں بہت مدتوں تک تو شر[ما] چکا

پھر اب پانو تکو [کیوں لگائی] حنا قیامت تو سر پر مرے لا چکا

ہوا سبز اب تک نہ تخم [امید] بہت مینہ آنسو کے [برسا] چکا

عبث [کہنے کا فائدہ] کچھ نہیں یہ دل ہاتھ سے بیتمل اب جا چکا

ہوتے ہی [وہ سلسلہ] مو رو برو بند ہو گیا حوں شانہ مرا [مو مو]

اس لب کی سدا یاد میں پنہچے ہیں مژہ کے نہیں اشک نہ تسبیح عقیق جگری ہے

۲۱۱۱۹۸۳۱
۱۹۸۸-۲-۱۹

دوم

مرزا بہجو بیگ وے جوانے بود ہندوستان نژاد از تلامذہ سرآمد شعراے فصاحت

---

[1] اصل نسخہ میں 'گاہ گاہ' کے بعد 'کہ' ہے جسکو [ ] میں قلمزد کر دیا گیا ہے [2] امد [3] اس حساب والا ...

آغا مرزا محمد رفیع سودا سپاہی پیشہ [۔] الحمد للہ نیک ذات حمیدہ صفات سخنش مطبوع و دلچسپ و کلاس مرغوب والفت انگیز است چہار بیت از وے کہ من وست داد در اینجا نبت افتاد او راست ؎

نہوتا گر کسو سے آشنا] دل — تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
اسے ہر وقت خوباں کیوں نہ چاہیں — رکھے ہے آرسی کی سی صفا دل
جدا جانے ہوا کیا اسکو بسمل — ابھی تو تھا بھلا چنگا مرا دل

اکثرے ایں غزل را بہ عبدالحی تاباں نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقت الحالؔ ؎

طرز سخن کو میرے کہتا ہے سن وفا سے — آتی ہے بوئے الفت بسمل ترے سخن سے

بشیر

تخلص میر بشارت [علی] شاہجہان آبادی است کہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ سکونت داشت [بت تقدیر مدبر] تعالے شانہ و [پیرا برشد آباد] انداخت در اثناء مراجعت بو [طن مالوف بہ ہمیشہ] راہی ملک بقا گشت خدایش مغفرۃ کناد کہ جوان نیک نہاد [شرافت بنیاد] بود نسبت تلمذ بہ میر نظام الدین ممنون داشت ایں دو [بیت] از وے است ؎

دل بیتاب یہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں — دیکھتے ہیں تجھے حسرۃ سے پرے بیٹھے ہیں!

شاید دل بیتاب کو تسکین ہو اپنے — کھنچوا کے رکھوں سینے پہ تصویر کسو کی

ؔ ا۔ا میں عبارت بالا شعر 'طرز سخن کو میرے' الخ کے بعد درج ہے '

بقا

[تخلص] محمد بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ لطف اللہ خوش نویس اکبرآبادی است شعر فارسی بہ اصلاح مرزا محمد فاخر مکین رسانیدہ و اشعار ریختہ از نظر استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم گزرانیدہ بہر دو زبان[1] اگرچہ گرم گفتار است اما میلش بریختہ گوئی بسیار است رخش شوخ طبعی و ظریف نہادی می پوئد ہجو ہر کس بے محابا (کذا) سیاورۂ می جوئد باسرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر طرف شدہ [تخطیہ نمودہ] ہجو البتاں پرداختہ سزائے کردار ناہنجار [ایں] عزیزان بوالعجبی درکنار] نہادہ زبان زد خاص و عام ساختہ کہ مرزا ہجو ہر کس بے ہیچ حیلے دلبر بودہ و از دست مہبربا ایں ہمہ قابلیت عناں جوہر [قابل ستنا] سی [کہرو] خود سریس در ربودہ قصہ مختصر محمد بقاء اللہ اگرچہ گرد مضامیں قدما میگردد اما لغائث درست فکر خوشگو نبر ہر گفتار معانی جو است ہیجاہ و یک بیت از نتائج فکر درسلک مرقوم کلک لالی [سلک] گشتہ اوراست ؎

ان آنکھوں کا نت گریہ دستور تھا   دو آبہ جہاں میں یہ مشہور تھا

لاؤں جو شکوہ شب ہجراں سخن کے [بیچ]   جوں شمع پھر زباں نہ سماوے دہن کے بیچ

اب جنوں بن قدم سے ترے اک آن کے بیچ   [بڑ گئی لاگ] مرے دست و گریبان کے بیچ

کھب گئی چشم میں جب سے کمر یار کی طرح   رگ گل دل میں کھٹکتی ہے مرے خار کی طرح

تو وہ یوسف ہے کہ وفرت خریداروں کی   آمد و رفت ترے گھر میں ہے بازار کی طرح

---

[1] اگرچہ بہردو زبان ۱ ۱

گردوں پہ گیا دور میں اوس لب کے [مسیحا] یعنی کہ اب اوس کا نہ رہا کام زمیں پر

مجھکو تو بہر سخن اب خامہ وار [سارے] بدن میں ہے زباں ہے عزیز

آئینہ دیکھہ کے کہتا ہے کہ اللہ رے میں اس پریزاد پہ میں غش ہوں بقا واہ رے میں

سیلاب سے آنکھوں کے رہتے ہیں [خرابے] میں ٹکڑے جو مرے دل کے بہتے ہیں دو آبے میں

ساقی [کو] دو نوید بہار آئی باغ میں سودے نے پھر کیا ہے خلل سا دماغ میں

مجھ سے کبتک اس دل صد چاک کا [پیوند] ہو اب یہ [دیوانہ الٰہی] خاک کا پیوند ہو

نہ دے زر [خم] دل نازک پہ حکم بخیہ مژگاں کو کرے کب سوزن عیسیٰ رفو [گل کے] گریباں کو
نہووے حلق [تر] بیمار کا تیرے دم آخر چوا دے خضر بھی گر مونہہ میں اسکے آب حیواں کو

پیوند ہوا رخ سے ایسا خط جانانہ تھا باغ چمن گویا یہ سبزۂ بیگانہ
اوس زلف میں ہر لحظہ چھیڑا اس [دل خوں] کو کرتا [ہے حنا] بندی انگشت میں [اب شانہ]
دیوے جو بقا [بوسہ] وہ شوخ دم آخر تو آب بقا سے ہو پر عمر کا پیمانہ

رشک گلشن ہے ترے عکس سے یار آئینہ تو یہ سمجھے ہے کہ ہے باغ و بہار آئینہ
حیرت حسن نے اُس شوخ کے مارا ہے جسے اوسکا لازم ہے کریں [لوح مزار آئینہ]
تجھکو کرتا ہے ترا عکس دکھا کر بے تاب اب تو پردے ہی میں کھیلے ہے شکار آئینہ

ورق ۵۷

لہ پاسے ۱-۱

یہ گل اندام جو صرفے سے ٹک اک ناز کریں　　　کام بس زلف سے کاکل کو بس انداز کریں

قسم معصوم دشت کربلا کی بہ وہ دورا ہے　　　بقا [گر ما گیئے] پانی تو گذرے [تیر] گردن سے

کیا کریں سسنہ جو ناصح سے چھپاتے نہ پھریں　　　داغ سے داغ ہیں کھہ اپنے گریباں کے تلے

جلوہ ٹک باغ میں قمری جو وہ شمشاد کرے　　　مول لے کر ترے اس سرو کو آزاد کرے

عشق میں بوٹے کبریائی ہے　　　عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کراے [آہ]　　　تو نے بھی کچھ گرہ کشائی [کی]

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اسکی گفتگو سے　　　یارب یہ پند ناصح [یا سنگ محتسب ہے]

دل سے وہ نکلا [ہ] پہ[۱] سر گذری　　　پر شکر [کہ[۲]] جی کی خبر گذری

دل سے [نکلے کہیں] پا بوسی قاتل کی ہوس　　　کاش وہ خوں کو مرے رنگ حنا [ہی جانے]

[پوچھ] اس دل سے [جو ہے] کاٹ تری ابرو کا　　　جو ہر پرستش شمشیر سپاہی جانے

آہیں افلاک میں مل جاتی ہیں　　　محنتیں خاک میں مل جاتی ہیں

---

[۱] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے۔ لیکن میں حسال کرتا ہوں کہ یہ مطلع ہے ~ عشق میں بو ہے کبریائی کی
[۲] تیر د ۱　　　[۳] اصل نسخہ میں "کے"

یاد میں تڑپھے ہے [نرگس] ابروے خمدار کی — آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس [بیمار] کی

گریہ سے بعد مرگ یہ طوفان آب ہے — گنبد مرے مزار کا مثل حباب ہے

رُخ اوس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے — خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے

ماہ نو انجم کے عقدے کسطرح سے وا کرے — ہوں جہاں لاکھوں گرہ واں ایک ناخن کیا کرے

اس [کف] میں دیکھ ساغر نازک شراب کا — دریا میں سرنگوں ہے پیالہ حباب کا

عشق نے منصب لکھی جسدن مری تقدیر میں — داغ کی نقدی ملی صحرا ملا جاگیر میں

قطعہ

شب فرقت میں یار کی ہر چند — درپے نالہ و فغاں ہیں ہم
نالۂ بے اثر یہ کہتا ہے — مرغ گم کردہ آشیاں ہیں ہم

دیگر

گو قتل کیا بقا کو خوباں — تم منہ سے بات مت نکالو
پنہاں ہی بھلا ہے راز عاشق — [جا] نے دو [اب] اسپہ خاک ڈالو

دیگر

در ہجو محمد تقی میر

میر نے تو ترا مضمون دو آبے کا لیا — پر بقا تو یہ دعا دے جو دعا دینی ہو

با خدا میر کی آنکھوں [کو دوا یہ] کرتے   [اور] ہینی یہ بہا اوسکے کہ نہ بینی ہو

دیگر

میر صاحب پھر اس سے کیا [بہتر]   اسمیں ہووے جو نام شاعر کا
لے کے دیواں پکارتے پھریے   ہر گلی کوچے کا م شاعر کا

دیگر

در ہجو [میر و مرزا] باہم گفتہ

ورق ۵۸

مرزا و میر [دونوں باہم تھے] نیم ملا   فن سخن میں یعنی ہر ایک تھا ادھورا
اس واسطے بقا اب ہجوؤں کی ریسماں سے   دونوں کو باندہ باہم میں نے کیا ہے پورا

مثنوی در ہجو میر خوب گفتہ چوں تحریرش تمامہا[۱] بطول می کشید بر تسطیر یک بیب الکتفا در آمد[۲] ، زبانی میر میگوید ؎

واہ واہ بے [کیتکے] تم زور ہو   پھر ادھر آوے سو کاندو جو رہو

رباعی

آوارۂ وادی [طلب] کو افلاک   ہر گاہ کریں جور و تعدی سے ہلاک
[پیوند] زمیں کرکے بھی آرام نہ دیں   بھر شیشۂ ساعت میں بھریں اوسکی خاک

دیگر

آتا ہے [یہ] دلمیں عشقبازی کیجے   اس دل کو کسی بت [کا] نمازی کیجے
جیتم اسکی بقا رام نہووے تو نہ ہو ..   اپنے سے غرض زمانہ سازی کیجے

---

[۱] بجملہ ۔ بطول کشید ، [۲] درزید ۱۱.

پنچھا

تخلص [سنخصے است کہ در عہد آسودہ] مہد حضرت فردوس آرامگاہ طا[ب] اللہ
ثراہ بحضرت دہلی بشاعری نام بر آوردہ بودگاہے پنچھی تخلص میکرد گاہے پنچھا بعضے گویند
کہ مرد [ہندو] نژاد خوش نہاد مطیع الاسلام پاکیزہ اعتقاد بود و بعضے بر آنند کہ مسلمان
بود و لے [مخنث] وضع [بے بہبود مانا بہ] شکل ہنود و الغیب عند اللہ تعالے شانہ بہرکیف
شعرش باکیفیت است و بسیار با [مزا]ہ و خوب میگوئید این سہ بیت از وے است

زلف کو کہنا پریشاں عقل کی [د]وری ہے یہ
ہر گرہ میں اسکی دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ

نسب[ت کردن] این شعر بہ گنا بیگم یا شاعرے دیگر از دوری عقل و قلت تفحص
است این ہیچمدان سر[اپا نقصاں] در بیاضے قدیم [محررہ سنون] سابقہ از [تولد گنا بیگم]
مطالعہ فرمودہ و برائے العین مشاہدہ نمودہ

[ہرچند کہا] دل کو اونے نہ [کہا] مانا
پھر دیکھا تو بجا ہے دیوانے کا سمجھانا

چمن میں نکہت کہا جب صبا نے تجھ لب کا
دہن [جو] گل کا کھلا پھر موندا نہیں تب کا

بہجت

[تخلص] طالب علمے [است شیریں] کلام عبد المجید نام وے از خدمت سراپا
برکت [حبرا] صاحب دل مولوی محمدی بشمل عفی اللہ عنہا استفادہ علوم رسمیہ می کردہ

در ایام سالف بہ تعلیم فرزند ارجمند سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی سید نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ متعین [بود] مرد شگفتہ پیشانی خوش اختلاط است اما گونہ از خلط سودا در سر دارد و خیال خام ہمہ دانی بکاخ دماغش جا گرفتہ گویند کہ در عنفوان شباب شعر میگفتم [والد ماجدم بجد] بسیار و [کد بیشمار مانع آمدہ] ترکش گرفتم این پنج شعر حسب اظہارش کہ گفتہ خود میگویند ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

خورشید ہے شرمندہ ترے مونہہ سے قمر بھی ہے [مشک] تری بو سے خجل سنبل تر بھی

[تیرا] نہ دہن نقطۂ موہوم ہے تیرا جوں خط خیالی ہے [میاں تیری کمر بھی]

[اس] آب و ہوا سے نہ کھلی [میری] طبیعت ضائع ہوا سب گریۂ شب آہ سحر بھی

کھولا ہے گل اندام نے اب بند قبا کو اے باد صبا بلبل [بیدل] پہ گزر بھی

بہجت نہ جفا کھینچ تو سن مصرع سودا آئی ہے [سحر ہونیکو اب تو کہیں مر بھی]

بھید

بہ ہائے خفی کہ [بہندی بمعنی] راز است تخلص [میر مہراں] مخاطب بہ سید نوازش خاں خلف الصدق سید مرتضی خاں صفدر [والی] ایران برادر نواب [معتمد خان] مرحوم است خوش میگویند و این دو بیت از وے است ؎

آہ گر باغ سے وہ سرو خراماں گزرے [اشک قمری سے] گلستان میں طوفاں گزرے

بسکہ ہے آتش غم تیری مرے سینے میں ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزاں گزرے

بہادر

تخلص د [وکس میدانم]

---

۵۱ "سودا" و و ۵۲ "وکوشش مانع آمدہ" نسخۂ اصل " ۵۳ مو و ا "

بہادر (۱)

اوّل

بہادر سنگھ نام کاسیے از باشندگان حضرت دہلی کہ بالفعل [بہ قصبہ بریلی] رحل اقامت افگندہ ہمانجا توطن گزیدہ نسبت شاگردی باستاد اکثرے از سخن [سنجان] عالم شیخ ظہور الدین حاتم دارد این دو بیت از وے است ؎

ورق ۵۹

[ملا دلا نظر آتا] ہے تجھ گل رخسار رہا ہے [کس سکے] گلے کا تو ہار ساری رات
ادھر تو مسکی ہے چولی ادھر کھلے ہیں بند نہ جانے کس نے یہ لوٹی بہار ساری رات

بہادر (۲)

دوم

راجہ رام پنڈت برادر راجہ دیا رام[1] وے مردیے [عیاش] وارستہ معاش خوش صبح ہیک اختلاط کشادہ جبین پاکیزہ ارتباط شنیدہ [می] شود ریختی ہا بزبان نسواں ہم می گوید ہر [کیف] این [چار] بیت از وے است ؎

یاد میں تری یہاں تلک [رویا] ہوگئی خشک چشم نم کی تری
وا دریغا ھزار وا ویلا حال سے میرے ایسی بیخبری

این دو شعر از [ر] یختی ہاے وے است ؎

جن دنوں [ہمنے] محبت کا دیا تھا پیغام مجکو معلوم جو ہوتا یہ ستانا صاحب
[تو تو ہیں] بخت جلی [آتی نہ تم پاس] کبھو خیر اللہ کو [تھا یہ] بھی دکھانا صاحب

بہار

تخلص لالہ ٹیک چند است وے با وصفیکہ ہندو نژاد بود آں چناں بر مصطلحات

---

[1] دیا رام پنڈت ۔ ۔

ایرانیان و [موارد استعمال الفاظ] فارسی اطلاع داشت [که] کم کسے را خاصه از ہندیان
دست داده باشد چنانچه از کتاب مستطاب [بہار عجم] که تصنیف آں جوہر قابل است
والحق که کتابے است بس بلند مرتبه [بر اہل انصاف] ہویدا است و [ازانکه] بدسخن آشفته
رسیده بود خان آرزو ویرا برسم تکدست خطاب میفرمود بہرکیف [ا][1] ز قوم ستاره بود
و ستاره[2] قبیله ایست از قبائل کھتریان و ازینجاست که [بعضے] از قلت تفحص ویرا زرگر
پسر دانند که ستاره بلغة ہندی زرگر [است] [و بر تقدیر] صدق [اں مقال] عجب
[چیست] که عنایت [الہی] وابسته [حسب ونسب] نیست [ذلک فضل الله یؤتیه من
یشاء در اشعار] فارسی بخان [آرزو] استشاره می نمود وگاه گاه ریخته ہم موزوں [میکرد]
اں مطلع ازوے است ؎

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
[کہیں] تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

بیدل

تخلص میرزا عبدالقادر مغفور مبرور است وے بزرگے بود تورانی الاصل بخارائی
المو [لد کمیدی] صفرسن بخاک پاک ہندوستان حفظ الله تعالے عن نوائب آخر الزمان
افتاده شعر فارسی بمتانت و استواری و نزاکت و پختہ کاری میگوید [قادر] ہرگونه سخن
است اگرچه بعضے از [زباندانان] ایران زمیں وشطرے از ہندی نژادان معانی آفر
[ین پاے انصاف از دائره] منصفی بیروں کشیده [در پوستینش] می افتند اگر شاعران
ایران [یرا] بکسے گویند که پنج بیت غزل یا که چار [مصرع] رباعی بزبان اردوے معلی

[1] ایں قوم او ستاره بود [2] ستاره ز [illegible]

بگوئید با وصف عمر بسر بردن در ہندوستان جنت نشان [درست] سرنجام نتوانستند داد [تا بندوین] دواوین متعدده [ضخیمه] ازاں قادر سخن باں [پختگی و] متانت بزبان ایشاں انصرام یافته [چه رسد] زہے انصاف و تمنی بر مروے که از وے قریب صد ہزار بیت رباعی و غزل و مخمس و مثنوی و غیرہا انواع سخن [بسنجیدگی] تمام بر صفحه روزگار یاد [گار] است بخطاے [محاوره[^1]] که جاے چند اتفاق افتاد خورده گیر [ند مختصر کلام] از دواوین وے یکے دوازده ہزاری خطاب دارد و دیگرے [ہفت] ہزاری [و دیگرے پنج ہزاری و] علی ہذا القیاس و چند دیوان رباعیات مردف دارد گویند [که] در [ہجو ریش زاہداں] مراثی چند [صد] رباعی گفته و بیروں ازیں ہمه [در بحور دراز] دیوانے بزرگ از وے بتد [وین] رسیده [و صحائف] دیگر چوں چار عنصر و رقعات بیدل و غیرہا در نثر برشته تحریر کشیده القصه شاعری [دوں مرا] تبه [بیدل است که] صاحب دل بود وارسته نہاد به نہائت وارستگی و بے پرو [ائی] ایام بسر می برد و خلقے کثیر از انفاس شریفه اش بہرهٔ وافی [می] اندوخت که پشت بدنیا و عقبی [رو] برسول و خدا نشسته بود در ابتداے حال بسلک سپاہیان عمده معاش و ملازمان امارة تلاش شاہزاده [معظم محمد] اعظم شاه بہادر طاب ثراه منسلک بود

حکائت

بعد ترک و تجرید روزے بحسب اتفاق در اثناء راه بنواب معلے القاب [قطب] الملک امیر الامرا سید حسین علیخاں بہادر که با ایشاں تعارف قدیمی داشت [در] خورد نواب معز [الیه] بنابه تغیر وضع که قلندرانه ریش و بروت و ابرو تراشیده میداشت و جاے دستار گاہے پرکاله سوسی بر سر می بست نشناخت و مرزا ہم بسبب وارستگی [به] سلام علیک سبقت نه جست پس ازانکه [بنواب] مغفور بودن مرزاے مبرور ثبوت پیوست بزرگی را کار بسته بکلبه اش تشریف شریف ارزانی داشته و گله [بواجبی] بنیاد نہاده آخرکار در پالکی خود جا داده بدولت سراے خود آورده دو سه روز صحبت [مستوفی] داشته در حین رخصت موازی سه لک روپیه را نقد و جنس [تو] اضع نمود مرزا بلحاظ اخلاق

[^1]: اصل نسخه میں "مہاوره" ہے۔

کریمانہ [ثواب بالفعل] قبول کرد [۵] اما بہ پاس آبروے فقر بحقیقت روساخت و دانشمندانہ [گفت] کہ کلبۂ فقیر را گنجائش این ہمہ نعمت کجا و [از جناب] نواب کدام کس امانت دارتر کہ بوے سپارم و بیروں ازانکہ مردم [فقیر انگاشتہ ماحتاج] البہ میرسانند خوردہ زری کہ از میراث پدر بمن رسیدہ بہ تحویل فلاں مالک با خود دارم این ہمہ بہ دولت خانہ امانت باشد اگر خواستہ خداست عند الحاجت گرفتہ بحرج ضرور خود خواہم آورد ۔

دیگر

امیرے از امیران توران کہ بہ بے باکی و [سفا] کی مشہور بود و بہ مدخوئی وستیزہ روئی معروف رو [زے] احتسابانہ بمرزا گفت کہ شما ریش می تراشید مرزا جواب داد کہ بلے ریش خود می تراشم [دل کسے نمی خراشم]

مختصر کلام مرزا مرد خوب و از مغتنمات زمانہ بود گاہے [ریختہ ہم] از طبع وقادش ریختہ این دو بیت از نتائج فکر صائب اوست ؎

مت پوچھ دل کی باتیں اب دل کہاں ہے ہم میں
اوس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں

بیدل کے آ ناں رجب عشق آ [پکارا]
پردے سے [مار بولا] بیدل کہاں ہے ہم میں

بیدار

تخلص شاہ محمد [ی] مرحوم است وے از سادات مستقر الخلافہ اکبرآباد بود اگرچہ بہر دو زبان سخن میگفت اما بیشتر میل بریختہ گوئی [داشت] در فارسی نسبت [تلمذ] بمرزے

---

۵ یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے ۔ جو نسخہ ۱ ، ۲ میں بھی موجود نہیں ،

[ایران] زا خوبی التنام مرتضی قلیخاں نام المتصف بخلت [و وفاق] المتخلص بہ [فرا] ق دارد و اشعار ریختہ از نظر ترتیب اثر [مضمار سخن سازی را] یکہ ناز مرد خواجہ میردرد گذرانیدہ و باصلاح استاد اکثرے از سخن برداران عالم شیخ ظہور الدین حاتم ہم رسیدہ و نسبت ارادۂ بشاہ عبدالستار مرحوم کہ یکے از برگزیدگان حضرت ۔۔۔ العیوب علام العیوب بود حل حلالہ و عم نوالہ داشت در آخرہا استکساب قواعد سعادۃ و نیکوئی و استحصال قوانین عبادۃ و خدا جوئی از جناب کرامت انتساب زبدۃ الواصلین مولائی و مولاء جمیع المومنین مولانا محمد فخرالدین قدس سرہ [نمودہ] مثال خلافت حاصل فرمودہ مختصر کلام مردے بود ظاہرش بلباس فقراو درویشاں آراستہ و باطنش بصلاح و تقوی پیراستہ خوشگو سنجیدہ گفتار پاکیزہ خو فرشتہ کردار مدتے در سرائے عرباں رخت اقامت افگندہ بوطن اصلی مراجعت نمودہ خلقے را ہدایت راہ مولے فرمودہ از ہمانجا برحمت حق در پیوست عفر اللہ لہ و لسائر المومنین شعرش بسیار باکیفیت و پختگی و بہ نہائت حلاوۃ و دلبستگی است بندش الفاظ و استحوان بندی آں بدرجۂ اعلے دارد و با ایں ہمہ نزاکت معانی بوجدان نازک خیالاں خیلے می سازد بر قاسم ہیمدان سرا نقصان لطف و عنائت از ہرچہ تمامتر مبذول مسعر مود از فرمودہاے آں عالی فطرت ہشتاد و دو بیت در اینجا ثبت افتاد منہ عفی عنہ

ہم خاک بھی ہوگئے پر اشک ۔۔۔۔۔ جی سے نہ ترے غبار نکلا

[صبح] ہونے ہی ہوا تُو جدا وہ مہرو ۔۔۔۔۔ [روز] گویا مرا ہے [حق] میں شب دیجور رہوا

اُونے یاں تک کبھو گزر نہ کیا ۔۔۔۔۔ تونے اے آہ کچھ اثر نہ کیا

رات تو ہو چکی پہ تونے دل ۔۔۔۔۔ قصۂ زلف مختصر نہ کیا

جلوہ دکھاکے گزرا وہ نور دیدہ کاں کا ۔۔۔۔۔ تاریک کر گیا گھر حسرت [کشیدہ] گاں کا

ترے [رخسار] رو قد و چشم کے ہیں عاشق زار — گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

صبح کو بے نور تجھ بن ہر چراغ لالہ تھا — جائے بانگ گل چمن لبریز آہ و نالہ تھا
مل گئی تھی اس میں کل کسکے دل سوزاں کی خاک — گرد باد دشت ورسا شعلۂ جوالہ تھا
لعل پر منصوب جیسے ہو گہر اس لطف سے — اس لب رنگیں پہ جوش حس سے تبخالہ تھا

مرے قدم سے ہے سرسبز بوستان جنوں — ہر ایک آبلہ گل ہے برہنہ پائی کا

چمن میں ایسی ہی نغمہ سرائی کی کہ بلبل کو — سر پہ آرائے گلشن نے دیا منصب ہزاری [کا]

جاہنا ہوں میں تمہیں اسپہ جو چاہو سو کرو — ہوں مقر آپ میں اس اپنی گنہ گاری کا

حیف اے نور نظر تجھکو نہ آئی غیرت — اشک آ [تیری جگہ] دیدۂ گریاں میں رہا

کیا کیا بیداد تو نے ہے غضب — ایسے ظالم کے مقا[بل] ہو گیا

اس گل کا چمن میں کل مذکور سخن آیا — غنچے کا ہوا دل خوں پسنی پہ سمن[1] آیا

آئینے کو تو مونھہ دکھاتے ہو — کیا ہوا ہم نے بھی اگر دیکھا

آہ، قاصد تو اب تلک نہ پھرا — دل دھڑکتا ہے کیا ہوا ہوگا

[1] سخن ۱۰۱.

قبول تھا کہ فلک مجھ پہ سو جفا کرتا   پر ایک یہ نہ کہ تجھ سے مجھے جدا کرتا

فصل گل ہو چکی ایام جنو[ں کے گزر] ے   چھوڑتا اب بھی نہیں دست، گریباں میرا

بہار آئی تڑانے پھر لگے زنجیر دیوانے   ہوا شور جنوں [برپا] اہا ہا ہا، اہا ہا ہا

عمر وعدوں ہی میں گنوائیے گا   آئیے گا بھی یا نہ آئیے گا

آپ میں دیکھ اوسے میں رہ نہ سکا   ایک بھی بات آہ کہہ نہ سکا

لے چکے دل تو جنگ کیا ہے اب   آملو پھر درنگ کیا ہے اب   ورق ۶۲

دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت   ہے یہ وہ جنس کہ اسکے ہیں خریدار بہت

نے شفا نے موت نے طاقت شکیبائی کی آہ   کیا کروں بیدار اس [بیمار] ی دل کا علاج

کیوں عبث بھٹکا پھرے ہے جوں زلیخا شہر شہر   جلوۂ یوسف ہے غافل تیرے پیراہن کے بیچ

حکمت العین ہے وہ چشم معانی ایجاد   حرف [ہے] اسکے سخن پر تو کہیں صاد کی طرح

دل کو ہے سخت انتظار جواب   کہہ شتابی کہ کیا کہا قاصد

حال سن سن کے رو دیا میرا   کچھ تو آیا ہے مہربانی پر

طوبی کی شاخ کاٹیے لے کر قلم راستس — تا لکھیے وصف قامت جاناں قلم تراش
جز اپنے کسی خس کی بھی سوزش نہو ہم سے — جوں شعلۂ مے گرچہ سراپا ہیں ہم آتش

بھڑکا ہے آہ سرد سے جوں شعلہ داغ دل — روشن دم صبا سے ہوا ہے چراغ [دل]
گلریز جلوہ تاکہ ہو وہ نو بہار حسن — خار تعلقات سے کر صاف باغ دل

قتل تو کرنا ہے آخر کھول دے آنکھیں ٹک اب — دیکھ لیویں تیری صورت پھر کہاں اے جلاد ہم
دامن کو نہ پہنچے تیرے اب تک — [ہرچند] غبار ہو گئے ہم
کہیے مجھسے بھی بھلا اتنا کہ یہ میں بھی سنوں [کدا] — بندہ پرور کس کے ہاں تشریف فرماتے ہو تم

نے فقط تجھ حسن کی ہے ہند کے خوباں میں دھوم — ہے تری زلف چلیپا [کی] فرنگستاں [میں] دھوم
کیا کریں وابستۂ کوے بتاں ہیں ورنہ ہم — کرتے جوں فرہاد و مجنوں دشت و کوہساں میں دھوم

وبال جان کا ہونا ہے سہم و رر بیدار — دلیل اسکی ہے روشن میان[1] محفل شمع
رخصت پرواز اگر اتنی ہمیں صیاد دے — اک نظر بھر دیکھ لیویں دور سے دیدار باغ
سرمہ عزیز تجھ کو ہو اے چشم یار حیف — برباد و پائمال ہو میرا غبار حیف
آج ساقی دیکھ تو کیا ہے عجب[2] رنگیں ہوا — سرخ ہے کالی گھٹا اور سبز ہے مینا کا رنگ
سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن
فقط قصہ ہی سب ہے فن طبیعی اور [الہٰی] میں — جو علم[3] معرفت حل ہے تو وہ یاد الہٰی میں
جگا کر خواب آسائش سے اے بیدار ہستی نے — عدم آسودہ گاں کو لا کے ڈالا کس خرابے میں
عبث ہے آرزوے خوشدلی بیدار گردوں سے — مے راحت جو چاہے سو کہاں مینا ہے [خالی] ہیں

اس عام

---

[1] سال ۱۱۔ [2] عجب ۱۱ [3] علم ۱۱

خرقہ رہن شراب کرتا ہوں　　　دل زاہد کباب کرتا ہوں

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں　　　ورنہ ملے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں
ہم تو ہر شکل میں ہاں آینہ خانے کی طرح　　　آپ ہی آتے ہیں نظر سر جدھر کرتے ہیں

دباے ہاتھ میں ان نوخطوں کے صفحۂ [دل]　　　[سفید] خواہ رکھیں خواہ یہ سیاہ کریں
راہ پاتے ہیں وہی انجمن [وحدۃ] میں　　　شمع کی طرح سے جو سر سے گزر جاتے ہیں
تو جو بیدار ہوں ہوا نازک　　　ایسی کیا بات آ گئی جی میں
جانیں مشتاقوں کی لب پر آ گئیاں　　　بل بے ظالم تیری بے پروائیاں
کہاں گنجائش حرف اس دہن میں　　　نہیں جاے سخن کچھ اس سخن میں
ہے دل نہ دلربا نہ میرے [جی] کو ہے قرار　　　حیراں ہوں اس میں اے مرے اللہ کیا کروں
دل ہمارے کو لیا تم نے جرا کہتے ہیں　　　سچ ہے (سچ) ہے یا جھوٹ ہے کیا جانے سا کہتے ہیں
سینۂ داغدار رکھتا ہوں　　　دیکھئے لالہ زار رکھتا ہوں
کچھ خبر میری بھی تم رکھتے ہو اے بندہ نواز　　　جان جاتی ہے ادھر آپ ادھر جاتے ہیں
شہید دست رنگین بتاں ہوں　　　رکھو برگ حنا میرے کفن میں
رشک سے [سینۂ] طاؤس کے اوڑ جاویں رنگ　　　نو بہار دل پر داغ اگر دکھلاؤں
دل ہے بیتاب چشم ہے بیخواب　　　جان بیدار کیا کروں تجھ بن
کہاں ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو　　　جو سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی　　　کون سینے سے لے گیا دل کو
کیا بات کہوں کہ دیکھ اوس کو　　　رہتے ہی نہیں حواس مجھکو
کرتے تو ہو [تم و] فا کی باتیں　　　پر ہم سے ملک آنکھ چار کیجو
بوسۂ شمع کو جلنے کے بہا [نے] آیا　　　دیکھو اے بزم نشیناں ہنر پروانہ
دیکھ اوس گیسوے مشکیں کی ادائیں شانہ　　　دونوں ہاتوں سے [یہ] لیتا ہے بلائیں شانہ

ن ۴۳۵

سنکوہ کم نگہی آنکھوں سے اوسکی یہ کرو گفتگو خوب نہیں مردم ہمارے کے ساتھ
زلف اُس رخ پہ صباسے جو پریشاں ہوجائے سحر و شام بہم دست و گریباں ہوجائے
مدر میں اُس سنہ خوباں کے کروں کیا بیدار دل ہے سو داغ ہے جاں ہے سو غم اندوختہ ہے
سبا ہوسے ہے کوئی دم میں پھر گریباں کا جدا جدا نظر آتا ہے تار تار مجھے
حل گیا تنہا نہ کوہ طور ہی پروانہ وار آگ تیرے عشق کی ہم دل ہر سنگ ہے
میر مجلس رنداں آج وہ شرابی ہے خون و دل مرا جسکو بادہ و گلابی ہے
بیدار کھینچے زلف ادھر اور چشم یار ادھر حیراں ہے دل [کہاں] نہ رہے کس کے ہاں رہے
یہ پیچ و تاب تو کچھ بے سبب نہیں بیدار [دکھا گیا] ہے کوئی زلف تابدار مجھے

گر بڑے مرد ہو تو غیر کو یاں جا دیجے
اوسے کہہ دیکھئے بیٹھے ہمیں اٹھوا دیجے

چڑھا [وُں] دستہ نرگس [مزا] ار مجنوں پر جو دیکھوں آج میں روئے نگار آنکھو [نسے]
صبا تیری گلی میں اسلیئے ہر صبح آتی ہے کہ تیری بو سے جا [گلشن میں] پھولونکو بسائی ہے
ٹک ایک سامنے آتو بھی باغ میں گل کے کہ ہے غرور نزاکت دما[غ میں] گل کے

ہم پہ سو ظلم و ستم کیجیئے گا ایک ملنے کو نہ کم کیجیئے گا
جی میں ہے آج بجائے مکتوب یہی بیداوسکو رقم کیجیئے گا
مہربانی سے پھر اے بندہ نواز کہیئے کس روز کرم کیجیئے گا

بیان

تخلص خواجہ احسن اللہ خان سلمہ الرحمن است و[ے] دراصل از خطہ [دلپذیر] کشمیر و شاگرد رشید سخن سنج ہنر گستر مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمۃ والغفران و مرید [سعید]

ورق ۶۴

---

۵۱ یہ ۱۰۱ ۵۲ غرور و نزاکت ۱۱ ۵۳ کبھی ۱۱

قدوة العارفین مولانا محمد فخر الدین اسکنه الله بحبوحة الجنان است در آخرها قدرے تحصیل علم صرف و نحو هم نموده و به خاکپاے طلباے جهان اعنی فاسم ہیچمداں سراپا نقصان تکرار سبق خود بیتے سر بلکه بلا ناغه میفرمود ملخص سخن خواجه احسن الدین خاں[۱] بیاں شاعر فصیح اللسان سخن سنج بلیغ البیان است در مثنوی خود مسمی به چنگ[۲] نامه داد تیاری داده [همیشه بجمد] گی وحوبی ایام بسر کرده از چندے به حیدرآباد در سرکار ناظم[۳] آں بلاد ملازم[۴] بود مدتے است [که از] احوال خیر مآلش اطلاعے نیست بهرحال که باشد خدایش خوش دارد[۵] این[۶] بیت و دو بیت از سانح طبع اوست ؎

همدم نه فکر کر که مرا کام ہو چکا — جو دل یہی ہے تو مجھے آرام ہو چکا

قفس میں [میں] رہائی کیلئے کیا کیا نہیں کرتا — تڑپھتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

[ہیا]ں تیرے کوچے[۷] سے [چلتا] رہیگا — مری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

ہوا سحر خطاکی کہ ترا یار ہوا — آه میں دیده [ودا] نستہ گرفتار ہوا

کیا بیاں کیجئے اُس تیر [نگہ کی] جلدی — بس اودھر چشم سے چھوٹا که ایدھر پار ہوا

جب دیکھتا ہے طائر آزاد کی طرف — مرغ اسیر دیکھے ہے صیاد کی طرف

میں بھی کوئی آدمی ہوں جس سے منہ ہاتے ہو تم — دیکھ کر مجھکو عبث مجلس سے اٹھ [جاتے ہو تم]

یہاں تک تو ہوں بیمار کہ کہتے ہیں طبیباں — مت کھا کے دوا کیجیو بدنام کسی کو

کچھ بے ادبی کی ہے بیاں تو نے بھی[۸] اوس سے — ناحق نہیں دیتا کوئی دشنام کسی کو

۱ـه احسن الدین خان ا ا لیکن آگے جاکر نسخہ اصل میں بھی احسن الدین خاں مرقوم ہے۔ ۲ـه چپک نامه ا و ا۔

۳ـه نارم ا ا ۴ـه ملاذم ا ا ۵ـه دارد ا و ا۔ ۶ـه بهرکیف این بیت ا و ا۔

۷ـه کوبچے ا ا ۸ـه بھی ممان کوئی ،

ہم رکھتا ہے یہی زلفوں کا اے جان یہ خم در خم سمجھے
تصریح و بیاں اب خوب نہیں کچھ تم سمجھے [کچھ] ہم سمجھے

رخصت ہے عقل و ہوش کو جلنے جہاں رہے
اے ساکنان کو ے تاں ہم تو یہاں رہے
کیا دیکھتے ہو دل کو مر[ے] تم الٹ پلٹ
آ [ما] سے گر بند لو اے مہرباں رہے

خدا کرے کہ خفا ہو کے جی نکل جاوے
کہیں شتاب یہ قصہ چکے [خلل] جاوے
جو سوز دل سے کوئی حرف موںہہ پہ آیا ہو
خدا کرے کہ بیاں کی زبان جل جاوے

چشم کرم کسو ہی سے اپنے تئیں نہیں رہی
رسم مروۃ اٹھ گئی [مہر کہیں] نہیں رہی
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھ سے ہمنشیں
شام سے لے کے صبح تک وہی نہیں نہیں رہی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

شب فراق کی دہشت سے جان جاتی ہے
یہی ہے صبح سے دھڑکا کہ رات آتی ہے

ایں شعر را بعضے بنواب عماد الملک نسبتہ کنند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ عفی عنہ

جا کہو کوے یار میں کوئی
مرگیا انتظار میں کوئی

جاتا ہے یار کچھ تو بیاں موںہہ سے بول لے
اے بے نصیب مانع گفتار کون ہے

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز گزر جاے گی شب بھی
میں جانتا تھا وصل کی شب بھی دراز ہے
آنکھیں جو کھل گئیں تو در صبح باز ہے

ملہ نکل جاوے ۱۰ ۱ ۱

بیخود

ورق ۶۵

تخلص [لا] لہ برائن واس ۴عبت وے مردے است متصدی پیشہ نیک اندیشہ از مصاحبان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و از شاگردان استاد صاحب ورائت ہدائت اللہ خاں ہدائت و از نظر دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق ہم اشعار خود اکثر گذرانیدہ و گاہ گاہ بخدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمت ہم طبع زاد خود بیخود میخوانند و استفادہ میکرد حاصل کہ این جوان صاحب زبان سخندان خندان شیریں زبان عذب البیان سیر مشق و مربوط است این شش بیت از وے [است] ؎

سرشک گرم سے میرے بہا سیلاب آتش کا — پیتا ہے یا الہی کیا دل سے تاب آتش کا

چمن میں آگ موج رنگ گل نے [جست دی] تجھ بن — نظر آتا ہے ہر ایک گل ہمیں گرداب آتش کا

[مے گلگوں کو چشم کم] سے تو مت دیکھ اے بلبل — بنایا ہے بہ اعجاز [مغاں] نے آب آتش کا

مری [آنکھوں سے د] یکھے سیل اشک گرم کو آ کر — نہ دیکھا ہو کسو نے جو کبھو تالاب آتش کا

دہک جاتے ہیں اکدم میں ہی دم کی آمد و شد سے — مرے اس منتقل دل میں دلے ہیں [کیا غضب] انگر

گلے میں اور لبی اب لعل کے ٹکڑوں کے مت پہنو — بدخشاں میں کہیں صاحب نہ برسیں اس سبب انگر

بیہوش

تخلص طالب علمے است سعید مسمی بہ عبد الرشید وے در قصبہ شکارپور بمعلمی ایام بسر می برد و بطور آں نواح گاہ گاہ [زمزمہ طرازے] می شود مرد نیک بخت و صالح شنیدہ

اسد، این سہ شعر او[1] راست ؎

وہ بھی دن تھے کہ گلے میرے لگا رہتا تھا
اب تو صورت سے بھی میری ہے [وہ] بیزار ہوا

خورشید ہو مکھڑے سے ترے کیونکہ مقابل
تو زلف [ابھی] کھولے تو ہو شام زمیں پر

مدت سے آشنا ہوں تم بولو یا نہ بولو
دل تم کو دے چکا ہوں تم بولو یا نہ بولو

بیقرار

تخلص مرزا کاظم حسن المعروف بہ میر قمر و ہمشیرہ زادہ سید[2] رضی خاں بہادر صلابت جنگ است وے جوان خوشخو نیک رو بنہایت با ادب بسیار مہذب است مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند این پنج شعر از وے است ؎

میں وہ دیوانہ ہوں پابوسی کے جسکے شوق میں
مرداں وا حلقہ چشم سلاسل رہ گیا

جس طرف پھرتا رہا یارو وہ رشک آفتاب
جوں گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا

رخ سے گر زلفیں اٹھیں تو چھوڑ دی اسنے نقاب
ایک نہ ایک پردہ ہمارے اسکے حائل رہ گیا

[کیوں] نہ پرکالۂ آتش کہوں تجھ کو اے شوخ
سرخ جوڑے نے ترے آگ لگائی مجکو

اوس کے ہیں دست نگاریں سے ہوا ہوں کشتہ
ہمدمو دیجو کفن کر کے حنائی مجکو

بیباک

تخلص جوانے است از دودمان واجب الاحترام میر نجف علی نام، وے از سادات

---

[1] از وے است ۱۔ ۱۔ ۱ [2] نواب سید ۱۔ ۱

رضوی و از تلامذہ میاں غلام ہمدانی مصحفی است و رطبابت ہم دستے دارد و در نواح قصبہ کول کہ موطن ویست علم شاعری برافراختہ کوس طبابت می نوازد این چار بیت از خوش گفتہا سے اوست ؎

ہمکو لیل و نہار نے مارا گردش روزگار نے مارا
داو خواہوں سے گھر گئے رستے اُس کا [جس] کو [جے] سے گزارہوا

صیاد یہ ہوس ہے دل داغدار میں گلگشت کر قفس کو مرے نوبہار میں
بیباک کوئی کھول کے دیکھے تو اب ملک آتش بھری ہوئی ہے ہمارے مزار میں

بیتاب

تخلص پنج کس از ریختہ گو غیر از خدایردی خاں ظریف کہ پیشتر بہمیں تخلص متخلص بودمی شناسم سہ کس را از ایشان انشاءاللہ تعالے در تکملہ بسلک تحریر خواہم کشید و

ورق ۴۶

بیتاب (۱)

اوّل

اڑاں دو کس کہ دراینجا احوال آنہا بہ تسطیر رسید مردے است درویش نہاد خوش اعتقاد سالک مسلک ملک العلام شاہ محمد اسمعیل نام از شاگردان مصطفٰے خاں یکرنگ اما بنا بر وارستگی بے رنگ و در ہمہ رنگ است این دو بیت او راست ؎

تڑپھ کر مرگئی بلبل قفس میں پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں
خدا کسو کو گرفتار زلف کا نہ کرے نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

بیتاب (۲)

دوم

عزیزے بشیریں کلام محمد علیم الدین نام کہ وطنش الہ آباد و بودیہ شعر گوئیش بسیار

ملہ شعرا ۱۰۱۔

متانت بنیاد است [این] مطلع او[۵۱] راست ؎

جی کیوں کہ بچے جب کہ جلاوے جگر آتش　　سب [بسی] کو ڈر ہے جو لگے ایک گھر آتش

بیکس

تخلص دو کس معلوم این کس است

بیکس اول

اوّل

مرزا محمد [عظیم آبادی کہ نیاکا] نش از ایران زمین بود ند شعر فارسی بسیار[۵۲] میگوئند و در زمین ریختہ ہم گاہے رخش ہمت می پوئند این رباعی در ہجو بزرگے گفتہ واللہ اعلم چرا ازاں رنجیدہ گشتہ رُباعی

ظاہر میں تو ایسے ہیں کہ ماشاء اللہ　　سب کہتے ہیں زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن میں جو دیکھا انہیں اتنے ہیں پوچ　　لا حول و لا قوۃ الا باللہ

بیکس دوم

دوم

میاں امام بخش مر[حو] م وے مردے بود متواضع مسکین نہاد بسیار خلیق نہا[۵۳]یت نیک اعتقاد خدمت مسجدے کہ متصل لال کنوہ بر شاہ راہ واقع است مد و تعلق داشت ہرچہ بر زبانش می آمد میگفت غرضے بصحت قافیہ و ردیف و [موزونی] تحرز نداشت نقل مجلس شعرا بود بعد انقضاے [صحبت] بنا [برتفر] یح طابع تکلیف سخن بوے می کردند بے[۵۴] تحاشا میخواند و مردم میخندیدند و [او] سکوت [ورزیده] نشستہ می بود از چندے برحمت [حق] پیوستہ خداش بیامرزد بہرکیف این دو بیت از آن[۵۵] آں مرحوم مغفور است ؎

ہو چکے دو ہی مولوی نامی　　مولوی روم و مولوی جامی

---

۵۱ اذو راست و ا　۵۲ میگفتد　۵۳ و نہایت و ا　۵۴ بے تحاشی ا ا　۵۵ اراں مرحوم ا ا

این فیض سخن است کہ گاہ گاہ بروے طاری میشد اما اصل روبیہ وے این است ؎

لڈو پیڑے ہوں نہوں یا نان خطائیاں خرید ہوں
جب چھارے دود سویاں ہم کو کھلا دو عید ہو

بیجان

تخلص بود شخص این شخص می شناسد تحریریکے [ازابہا] در تکملہ النسب پنداشنت ویکے را در اینجا بنگاشت وآں شیو سنگھ کھتری است کہ در رمل و قرعہ اندازی اندکے دست داشت مردے بود وارستہ طبیعت مسکین نہاد بہ نہائت غربت و مسکنت ایام بسر می برد [در درسہ شیرینی] سکونت داشت گاہ گاہ کام جاں را بشیرینی سخن شیریں می ساخت دو سال است تخمینا کہ از بام افتادہ مصداق مصدوقہ [تخلص خود گشت از] قبیل این دو بیت شعر می گفت ؎

آسماں گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر جب کبھی آہ ہماری میں اثر ہووے گا

بیجان میں جان تک بھی د[ی] پر میرا نہوا وہ شوخ دلبر

پیام

تخلص شرف الدین علیخاں اکبرآبادی است وے از [ممتازان] زمان خود بود دیوان فارسی در نہائت فصاحت و غائت بلاغت بر صفحۂ روزگار از ویادگار است خان آرزو و علی قلی خاں والہ احوالش در تذکرہ ہاے خود بشرح و بسط رقمزدہ کلک حقائق سلک نمودہ

اند احیاناً تفنناً للطبع اللطیف ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں چار بیت از نتائج طبع عالی ا[وست] ؎

لام نستعلیق کا ہے اُس بتِ خوشخط کی زلف　　ہم تو کافر ہوں اگر بندے [نہوں] اسلام کے

بات منصور کی فضولی ہے　　ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے　　کام عشاق کا تمام کیا

کوئی عاشق نظر نہیں آتا　　ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

ورق ۶۷

مصرع دوم از شعر اول ازان شاعر شان جلی التخلص بہ ولی است شائد کہ توارد شدہ باشد او گوید ؎

غمزۂ شوخ نے بہ نیم [نگاہ]　　کام عشاق کا تمام کیا

حرف الفوقانی

درذیل ایں حرف ذکر بیست شاعر مندرج گشتہ و ازاں جملہ دوکس بہ تجلی و دو شخص بہ تسکین و دو عزیز بہ تمنا و سہ مرد بہ تنہا متخلص شدہ اند و اشعارے کہ دریں حرف [مر] قوم گشتہ بتمامہ [یک صد و چہل و دو] شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ ۔

تاباں

تخلص [جوانے است زیبا نازک] اندام عبدالحی نام وے از شعرائے طبقہ ثالثہ وعاشق پیشہ معشوق مزاج بود گویند [کہ خوبا]ن جہاں طریق دلبری وشیوہ ستمگری و آئین خوبی و رسم محبوبی از وے می آموختند بزرگے کہ از دلش کذب معرا و از آلودگی افترا [مبرا]

ــــــ

؎ "ذیبا" در ہر دو نسخہ

بود میگفت کہ آخر ہاے روز امردان شیریں ادا و سادہ رویان ملاحت [آما] درخانہ ہے
بزرو [زد] پور آراستہ و پیراستہ می شدند وحسب الطلب امراے قزلباش در محافلہا
نشستہ بسنت مہماں می رفتند از شومی اں جمیں کردار ہاے ناہنجار بحضرت دہلی رسید
آنچہ رسید نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا القصہ وے جوانے
بود صبیح و رعنا از جوئبار خوبی آب خوردہ بہ بوستان محبوبی سربر آوردہ افسوس کہ
درعین عنفوان شباب و ریعان [جوانی] نہال زندگانی وے سیراب امانی و آمال دست خوش
صرصر فنا گشت خداش [رحمت] کناد حسن عالم سوزش شہرہ آفاق بود و خوبی چشم و ابرویش
یکتاء و طاق شیخ ظہور الدین حاتم علیہ الرحمہ ویرا در دیباچۂ دیوان خود کہ اسامی تلامذہ خویش
ثبت فرمودہ در رشتہ سلک شاگرداں خود کشیدہ اما در اصل شاگرد محمد علی حشمت است
کہ باوے سرخوش داشت و ممکن کہ از نظر ہر دو صاحباں عروسان اشعار خود گذرانیدہ باشد بالجملہ
اشعار آبدارش بیشتر بر زبان خاص و عام جاری است و خالی از کیفیت رعنائی و عاری از چاشنی
دلربائی نیست سی بیت از طبع زاد آں سرو آزاد دریں گلزار جاوید بہار ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

جفا سے اپنے پشیماں نہو ہوا سو ہوا تری بلا سے مرے [سے سرپہ] جو ہوا سو ہوا

زبس تیر مژ[گاں سے ہے] دل کو الفت جہاں دیکھنا خار وہاں لوٹ جانا

دنیا کے [نیک و بد سے کچھ تاباں] نہیں ہے غم مجھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

رہتا ہے خاک و خوں میں سدا لوٹتا ہوا میرے غریب دل کو الٰہی یہ کیا ہوا

تاباں کے دیکھنے سے برا مانتے تھے تم کھو دی بہار حسن کی خط نے بھلا ہوا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجکو یوں لگا کہنے کہ کچھ حاصل نہیں ہونے کا ساری عمر رو بیٹھا

ایسا ہی میرے اشک کا گر جوش رہے گا تو شمع صفت جسم بھی [پانی ہو بہے گا]

غنچے [نہو] میں سب نظر آتے ہیں سر بگریبیر اس رشک گل کو دیکھ گلستاں کو کیا ہوا

ادس جامہ زیب غنچہ دہن کو چمن میں دیکھ حیراں ہوں میں کہ گل کے گریباں کو کیا ہوا

؎۱ عزیز و . و . ؎۲ ترینر و . و

ورق ۶۸

صبح آغوش میں تھا مہر درخشاں مرا — اس سبب خانۂ دل آج ہے [تاباں] میرا
سرو تعظیم کریں پھول کریں جھک کے سلام — جاے گلشن میں اگر سرو خراماں میرا
[غیر] کے ساتھ جو دیکھا ہے اوسے بال کھلے — اس سبب دل ہے بہت آج پریشاں میرا
گرم [ہے] عشق کا بازار اسی سے ابتو — حق نعالے لئے جیتا رہے تاباں میرا

بچتا نہیں ہووے جسے آزار محبت — یارب نہ کوئی ہووے گرفتار محبت
کہتے ہیں مری نبض پہ رکھ ہاتھ طبیباں — جینے کا نہیں ہاے یہ بیمار محبت
آگے تو بہت دھوم تھی مجنوں کے جنوں کی — اب گرم مرے دم سے ہے بازار محبت

ہاتھ میں اوسکے ہاتھ [تھا] ہیہات — دل مرا گم ہوا ہے ہاتوں ہاتھ

تاباں بتا کہ یار کو کیونکر منائیے — اب کے ہوا ہے مجھ سے وہ بیزار بیطرح

پاس تو ہوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں — منتیں کرتے ہی ساری را[ت ہو] جاتی ہے صبح

[لے د] لکی خبر چشم مرے یار کی کیونکر — بیمار [عیادۃ کرے بیمار کی] کیونکر

کہتے ہیں اثر ہے میاں گریے میں [یہ ہیں] باتیں — ایکدن بھی نہ یار آیا روتے ہی [کٹیں راتیں]

سینہ شق غم سے ترے کون بشر ہے کہ نہیں — ٹکڑے ہاتھوں سے ترے [کسکا] جگر ہے کہ نہیں
کبھو تو کستا ہے کمر قتل پہ میرے ظالم — بیکسی پر بھی مری تجھکو نظر ہے کہ نہیں

سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن

ہوتا تمہارے عشق میں کیوں دردسر مجھے — یہ رنگ [صندلی نہ] خوش آتا اگر مجھے

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے — آہ اس بات میں تو اپنی ہی رسوائی ہے

قیامت مجھ پہ کل کی رات اوسکے ہجر میں لائی — نہ آیا یار میرے آج بھی وہ رات پھر آئی
ہمارے آس [بسنتی] پوش کے آنیسے مجلس میں — پڑی ہے دھوم تاباں اسطرح گویا بسنت آئی

رباعی

مدت میں حقیقت [اس جہا]ں کی جانی — یہاں دل [کا] لگانا ہے بہت نادانی
دانا ہے اگرچہ تو سمجھ اے تاباں — باقی باللہ اور سب کچھ فانی

ـــــــ

لہ این شعر در دیوان شاہ محمدی بیدار دیدہ شد وزبان رد عالمست کہ ازآں عبدالحی تاباں است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (منہ)

تائب

تخلص عزیزے است نیک فرجام عبداللہ نام وے مرد نیک ذات حمیدہ صفات حافظ قرآن شاگرد حافظ عبدالرحمٰن احسان است این شعر وے گفتہ ؎

تشنہ دیدار ہے آ دیکھ لے وہ بے زباں ہے زباں اپنی نکالی مام سے خیر لب (کذا) نے

تجلی

تخلص دو ریختہ گو میدانم

اوّل

میر محمد محسن مرحوم فرزند دلبند میر محمد حسین کلیم و ہمشیرہ زادۂ سخن سنج بینظیر محمد تقی میر کہ بہ میاں حاجی وہم بہ تخلص خود اعنی میر تجلی اشتہار داشت وے سید زادہ بود خوش تقریر و در [بار تاشے بے] نظیر بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخرہا بعرب [سراے] سکونت [ورزر] یدہ بہر طور زندگانی می کرد تقدیر حق بدیار شرقیہ رہ نمونی نمودہ ہمانجا لبیک گویاں داعی حق را اجابت فرمودہ ہر گونہ سخن یادگار گذاشت مثنوی لیلیٰ مجنوں بطور خود خوش گفتہ این سی و ہفت بیت از شیریں کلامہاے اوست ؎

شب خیال اوس چشم کا دل سے زبس ہمخانہ تھا
اشک کو میرے خرام لغزش مستانہ تھا

زخمی ہوا ہوں جب سے میں تیری نگاہ کا اک تار بندہ گیا ہے مرے دل سے آہ کا
نشے ہیں ہم آنکھوں سے اوس بت نے جب سلام لیا گرا ہی ہوتا میں زاہد خدا نے تھام لیا

لہ مردے است ۱۰۱ ؎ لہ مکار ۱۱۰

ورق ۶۹

ہمیں سرمۂ چشم نے اوسکے مارا　　کفن سرمہ گوں کیجیو یار و ہمارا

کاہیکو درد دل اول تو میاں ہوتا ہے　　اور جو ہوتا ہے تو ایک دشمن جاں ہوتا ہے
وار اک خالی گیا جانے دو پھر تیغ لگاؤ　　میں تو حاضر ہوں کنڈو کیوں ہو میاں ہوتا ہے

طرب کا رنگ رخ گل پہ آشکار آیا　　کلی سی کھل گئی جو ہی وہ گلعذار آیا
یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی [تجلی] لئے[1]　　کفن میں کھول دیں آنکھیں سُنا جو یار آیا
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی　　ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
عشق میں کرتے ہیں بدنام تجلی کو عبث　　وہ[2] بچارا کبھو اس کوچے میں آیا نہ گیا

بو ریا کی بوریائے فقر سے میرے گئی　　آب مے سے پیر در اک عمر جب دھویا کیا
کاش جوں منقار طوطی لال ہوتی یہ زباں　　بند اس پنجرے میں مجکو جان کر گویا کیا
ہائے عشق اچھا [بنا] یا تو نے اوسکا قصر وصل　　کوہکن پتھر ہی مرتے مرتے تک ڈھویا کیا
کیا کہوں اوس [تن] کی خوشبو داغ چھانے کا مری　　ٹک گلے لگ کر تجلی گل نمط بو یا کیا

ہائے اوس طفل نے مٹی کے کھلونے کیطرح　　لاکھ باری مرے دل کے تئیں پھوڑا جوڑا

آنکھ دکھتی [بہنے[3]] تو عاشق کے لگا گال سے خوب

زرد سو وجہ ہے ظالم ترے رومال سے خوب

گل کھلے کیا کیا کہ جنکو سر چڑھایا خلق نے　　ہو گئے پامال، مرجھائے، گرے گلشن کے بیچ
جب چلا میں اشک لکھڑے یہ بہا کہنے لگے　　چاند ہے برسات کا ظالم نہ جا ساون کے بیچ
ہیں سمیٹے ٹکڑے اپنے دل کے کوچے سے ترے　　لعل میں یہاں سے نہیں بھر لیجلا دامن کے بیچ
صبح آسوز و گداز عشق کی خلوۃ میں دیکھ　　شمع ہو فانوس میں یوں میں ہوں پیراہن کے بیچ

روئیے اتنا فلک تک پہنچے اوج موج اشک　　ماہ بھی تڑپتا[4] پھرے پانی میں ماہی کی طرح

[1] ہی ۱۰۱　[2] دے ۱۰۱　[3] میں ۱۰۱　[4] رہا

دل خفا مجھ سے ہے میں جان سے اپنی ہوں خفا
ایک تیری خفگی میں ہے خفا ایک سے ایک

دل جگر دونوں وہ گھر بستے جو تھے پاس ہی پاس
آگ اس ڈھب سے لگی آہ جلا ایک [سے] ایک

افسوس مژہ ہاں پر بدن نہیں ورنہ
خوں مرغ [illegible] سے آنکھیں

وہ گل مری آنکھوں میں ہے جس آنکھوں میں گل ہو
مسرور ہوں وے کیا گل گلزار سے آنکھیں

سوجھی ہمیں کیفیت اسرار دو عالم
دو جام لئے خانۂ خمار سے آنکھیں

[یہ موج] سم سرا ہے نہ سترا کہ رکھوں گرم
اس تیری گل آتش رخسار سے آنکھیں

[بے مہر] ین ہر مژہ میں لگ رہی ہے آگ
سینکا کروں تا چند خس و خار سے آنکھیں

اہتمام عبارہ کی جگہ کرتے ہیں جوں بیض
عاشق کے [ترے لگ جلیں] طومار سے آنکھیں

وادی میں لگی آگ جلا طور تجلی
بہ سر نہ ہوئیں جلوۂ دیدار سے آنکھیں

تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں
کہنے لگے بٹھا دو اسے آفتاب میں

بڑے افسوس میں ہو کھو کے تم ہاتھوں کی نوگریاں
نہ حیف آیا جب ان ہاتھوں نے کھوئی دل سے سوگریاں

چمکتے ہیں در دنداں مرے رونے پہ ہنستا ہے
ادھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے

جنوں میں میں نے کس کی [توڑی] خاطر جو مری خاطر
الٰہی [چوب گل اور] بید مجنوں کی چھڑی ٹوٹی

یہ تلوار اور قتل خلق خجلت کھینچو گے میاں تم
بڑی بے آب، زنگ آلود، بل کھائی، جھڑی ٹوٹی

۱؎ سینکا ا۔ا۔ ۲؎ کھو کے ا۔ا۔

مے پیوہی گئے تجلّی ورنہ بارہی ہوچکی دل شرابی کو دیا پرہیزگاری ہوچکی
ہم طرز جنوں جب کبھی ایجاد کرینگے پھر قیس کی محنت کو بھی برباد کرینگے

تجلی (۲)

دوم

شاہ تجلی علی وے مردے بود درویش نہاد درحیدرآباد [بسیار نیک خصلت] خوش [منش نہایت] پاک طینت پاکیزہ روش ایں دو شعر از وے است ؎

دامن کا کس کے عکس پڑا ہے کہ آجتک پھیلا رہے ہیں سرو لب جوئبار ہاتھ
غنچے کی طرح خون جگر پیویں غم میں ہم پونہچا [وٹے] یوں حنا ترے پاتک نگار [ہاتھ]

تجمل

تخلص عزیزے است شیریں کلام محمد عظیم نام مقیم بلدہ لکھنؤ از مدت شاگرد میاں قلندر بخش جرأت گوئندہ مرد ظریف الطبع نیک نہاد خوش طبع [خوبی] نژاد است ؎

ایں سہ بیت از راست ؎

مزے کہاں سے اٹھیں عیش زندگانی کے وہ ولولے نہ رہے عہد نوجوانی کے
کتاب قصۂ فرہاد و قصۂ مجنوں یہ دو ورق ہیں مرے عشق کی [کہانی] کے
سمجھنا سخت مشکل ہے مری شیریں مقالی کا کوئی خسرو سے پوچھے لطف اس مضمون عالی کا

تحیر

تخلص میاں غلام مصطفےٰ سلمہ اللہ تعالےٰ خلف الصدق مولوی رفیع الدین ابقاہ اللہ رب العالمین است وے بزرگ زادہ ایست کہ احوال خیریت مآل پدر والا قدر وے کہ عالمے

۱ے نادری ۱ ا، ۲ے "دیں" اصل نسخہ میں، ۳ے می گویند ۱ ا ۴ے اٹھے ۱ ا

است متبحر اظہر من شمس الضحیٰ ست و حکایات توغل جد بزرگوارش در علوم عقلیہ ونقلیہ خاصہ حدیث و تاریخ و اسماء الرجال روشن تر از آفتاب نصف النہار و عم والاتبارش کہ خداش سلامت با کرامت دارد [حیرے] است محقق و محلے است مدقق کریم ابن الکریم بر جادہ شریعت مستقیم طرار چار بالس افادۃ و ارشاد مربع نشین مسند رسند و رشاد عالمے از انفاس شریفہ اش مستفید خلقے از اخلاق کریمۂ وے سعادۃ مآب وسعید مختصر کلام در توصیف ایں ارکان دین متین فضولی است لہذا ازاں وادی عناں شدیز خامہ واقع نگار را انعطاف میدہم و خلاصہ احوال میاں علام مصطفےٰ [می] نویسیم بزرگی ایشاں اضافی است اگرچہ خود ہم خالی از اخلاق وگرم جوشی نہ اند اما از میراث آباء و اجداد محروم اند گاہ گاہ ریختہ می گوئند و باصلاح محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسانند بہرکیف ایں سہ بیت ازگفتہاے ایشان است ؎

دری ۱۷

عید کے دن مجھے کہیے یہ ہر اک یار لگا ہو مبارک [تری] چھاتی سے وہ دلدار لگا

جدا مجھ سے جب وہ دلارام ہوگا اجل کا اسی وقت [پیغا]م ہوگا

فکر اطفال کو ہے سنگ اٹھا لانے کی آمد [آ]مد ہوئی شائد ترے دیوانے کی

ترقی

تخلص بزرگے است در فیض آباد خوش باش صاحب تمکین و عمدہ معاش با جاہ و ثروت تمام مرزا محمد تقی نام سخنش دردآلود و رنگین فکرش لغائت خوب و دلنشین گوئند کہ در فیض آباد طرح مراختہ بخانہ می انداخت و بہرکس بزرگانہ می ساخت ایں [شانزدہ] بیت از نزادہ ہاے طبع رساے اوست ؎

اس عشق کے داغوں سے بہت پھولے پھلے ہم اک ٹٹی بنفشے کی تھی جس وقت [چلے] ہم

لہ حدالیش ۱۷ ۱۸

تو نے عاشق کی بھی کچھ اپنے خبر پائی ہے ‏ جان دیتا ہے وہ اور خلق تماشائی ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوۂ دوست ‏ آئینہ خانہ میرا گوشۂ تنہائی ہے
ہے ترقی بات جی کی جی میں رکھ ‏ منہ سے نکلی اور پرائی ہو سکی

کون سا گل اس باغ میں آیا رنگ اور روپ جو لوٹ گیا
کس نے آنکھ لڑائی تھی جو دیدۂ نرگس پھوٹ گیا

کیا شعاع حسن اس خورشید رو کے تن [پہ ہے] ‏ پرتوا سا نور کا جو ساری پیراہن پہ ہے
قتل کی لذت کا کس منہ سے ادا شکر ہو ‏ حشر تک احسان قاتل کا مری گردن پہ ہے
جھاڑ کر چلتا ہے اٹھ کر بیٹھنی ہے پھر وہیں ‏ خاک کس حسرت بھرے کی یہ ترے دامن پہ ہے
یاد آتے ہیں نکیلے وہ مژہ ٹانکے کے وقت ‏ اسلیئے میری نظر جراح کی سوزن پہ ہے
جرم کچھ ٹھہرا لے قاتل پھر مجھے تو قتل کر ‏ بیگنا ہی میری ثابت دوست اور دشمن پہ ہے
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار ‏ وہ صنم نام خدا کیا ان دنوں جوبن پہ ہے
جھانکتے ہیں چشم بیمار اس کی جب دکھلائی دی ‏ ہیں لے جانا پھول نرگس کا دھرا روزن پہ ہے
دیکھیئے اب [کس] مسلماں کو کریگا قتل تو ‏ آج غصہ بے طرح کا فر تری چتون پہ ہے
دست گلچیں عندلیبو کیجیئے کیونکر قلم ‏ آفت نو جسکے ہاتھوں سے [سدا] گلشن پہ ہے
تو نے ایک دن بھی نہ دیکھا [چڑھ] کر اپنے بام پر ‏ روز اس کوچے میں ہنگامہ میرے شیون پہ ہے
ہے ترقی میرے اس سینے میں وہ آتش نہاں ‏ طعنہ زن جسکا شرر ہر شعلۂ گلخن پہ ہے

تسکین

تخلص دو کس میدانم

اول

جوانے است باحیا و مروت شاگرد میر قمرالدین منت کہ بمیدان مشق سخن سازی می

شناخت و [سعادۃ] علی نام داشت ایں دو بیت از وست ؎

حال اگر کہیئے [تو ہم سے] وہ صنم رکتا ہے | اور جو چپ رہیئے تو مشکل ہے کہ دم رکتا ہے

کس کا کوچہ ہے یہ یارب نہیں معلوم ہمیں | خود بخود یہاں کے پہنچتے ہی قدم رکتا ہے

ورق ۲۷ مسکین دوم

دوم

گنگا داس پنڈت وے جوانے است نیک عقیدہ کشادہ رو مہذب خوشخو گاہ گاہ رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی می پوید ایں سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

ناصح یہ نصیحت اب تم کرتے ہو کیا بیٹھے | جو ہووے سو ہو [بہتر] دل اوس سے لگا بیٹھے

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی | جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

کیا غم ہے ہمیں مسکین آفات زمانے سے | اب ہم شہ مرداں کے داماں تلے آ بیٹھے

تسلی

تخلص شخصے است خوش کلام ٹیکا رام نام اصلش از قصبہ اٹاوہ و مولدش بلدۂ لکھنؤ پدرش کہ گوپال رائے نام دارد بہ بخشی گری فوج نواب وزیر عز امتیاز داشت گویند کہ ایں ٹیکا رام بسیار خوش اختلاط و گرم ارتباط است بہر دو زبان سخن میگوید در فارسی از خدمت مرزا محمد فاخر مکین استفادہ نمودہ و در ریختہ از میاں غلام ہمدانی مصحفی فیض [سخن] ربودہ مرد خوش فکر صاحب شعور معلوم میشود ایں شش بیت از وے است ؎

دیکھے سما جو اس مژہ اشکبار کا | ہو جائے شق جگر رگ ابر بہار کا

آنکھیں سحر تلک مری در سے لگی رہیں | کیا پوچھتے ہو حال مرے انتظار کا

جب ہمیں دیکھتے ہو دیتے ہو گالی کیا خوب | بارے اب آپ نے یہ وضع نکالی کیا خوب

میرا ہی جگر ہے یہ کہ میں سینہ سپر ہوں　　رستم تو جڑھے اوس مست بے بیر کے موںہہ پر

اب بھی [اس نیم جان میں] کچھ ہے　　فا[ئدہ] امتحان میں کچھ ہے

میاں جو کچھ تری [سج] دھج میں مرزائی [نکلتی] ہے
کہاں مرزا [مزاجوں میں یہ رعنائی نکلتی] ہے

تصور

تخلص عزیزے است از خاندان واجب الاحترام سید حیدر علی نام از اولاد کرام حضرت زید شہید علیہ السلام وے شاگرد میاں قلندر بخش جرأت و باشندہ قصبہ نکھنؤ است خوش فکر معلوم میشود این شش بیت او راست ؎

صدمۂ غم متصل جب تیرے مائل بر رہے　　ہاتھ اوس مضطر کا ہردم کیوں نہ پھر دل پر رہے

رونا کوئی موقوف کریں ہیں مری آنکھیں　　جب تک نہ تسلی کو دل آوے جگر آوے
لگ جاے تصور کے گلے آکے وہ بت آج　　اللہ کرے اسکی یہ امید بر آوے

تصور گرم جوشی یار کی مجھ کو رلا دے گی　　بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

لے گئے یوں ترے کوچے سے تصور کو لوگ　　جوں اٹھاویں کسی بدمست کو [میخا] نے سے

یہ کہتے ہیں طبیب اکثر ہمیار پر تیرے　　ہمیں آ[ما ہے] رونا ابتو [حال] زار پر [تیرے]

تعشق

تخلص نونہالے است کہ از جوئبار شرافت آبخوردہ در [بوستان] نجابت سر برآوردہ
اعنی برخوردار کامگار سعادة نشاں اقبال تواماں مظہر لطف اللہ الصمد میر سید محمد مدعمرہ وزاد
قدرہ وے نوجوانے است نیکو محضر بلکہ جانے است پاکیزہ سیر از اولاد امجاد حضرت ذولسانین
امام الفریقین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحا[نی] سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ
تعالے اسرار [ہم کہ ولہ] اسنکساب علوم عقلیہ [و] شغف استحصال فنون نقلیہ در سر دارد
تب و روز دامن بر زدہ لبعی ہرچہ تمامتر در تحصیل ہمین نہاد خود از خدمت سراپا برکت برخوردار
ستودہ کردار مہر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزاد قدرہ کہ نسبت خویشتی بوے دارد میگذارد او
سبحانہ جل شانہ ویرا بمراد دل و عمر طبعی رسانا د بحق النبی و آلہ الامجاد بیت

دعا از من آمین ز کروبیاں اجابت ز خلاق کون و مکاں

بالجملہ بیست و یک شعر از زادہائے طبع آں خوش نہاد در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ
ربہ و مدعمرہ ؎

یہاں کام ہی آخر تھا تاخیر اگر ہوتی صد [آفریں] اے قاصد کیا زود [شتا] ب آیا

خواب راحت ہیں [رہے حیف] نوائے لیلے اوش خاک اڑاتا پھرے جنگل میں یہ [مجنوں] تیرا
سا [منے] دکھبوآتا ہے تعشق وہ کون یار بے کہہ ا[ٹھو] ہوا خوش د[ل محزوں] تیرا

[کہیے] تو مری جان یہی شرط وفا ہے بیکل رہوں میں آپ کریں [غیر کے جا] خواب
اس درد جدائی نے رو[لایا] مجھے یا [رو] تھا وصل نہیں [ہمسنا] مجھے با چین سے تھا خواب

بعد مدت لائے ہیں تشریف ابکی [با] ر آپ جانے دیتا ہوں کوئی میں [کیجے سو] تکرار آپ

واہ جی کیا ہی [نشے] ہیں آج ہیں سرشار آپ
بے نقط لاکھوں سناتے ہیں جو [سوسو] بار آپ
حضرت دل اوسکے کوچے میں نہ جایا کیجیے
کہہ چکے [ا] پنی طرف سے آ گئے ہیں مختار آپ
[مت] ستا اور رشک گل جا بیٹھ اپنے کام لگ
ہو رہا ہوں نرگس [بیمار کا سما] ر آب

ہمارے دیدۂ و دل دونو اوس کے خاص مسکن ہیں
ایدھر آوے تو آنے دو اودھر جاوے تو جانے دو

حیف صد حیف کہ دل چاہ ذقن میں ڈوبا
[خیر] مٹتا نہیں [قسمت کا] لکھا کیا کیجے
مجھکو لے جایئے وہاں یا اوسے [لے] آئیے یاں
ہیں تو حیراں ہوں دلا تو ہی بتا کیا کیجے

تیری کچھ چال ڈھا[ل سر]و رواں
جی کو بے اختیار بھاتی ہے
خواب میں تجھکو دیکھئے کیونکر
تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
آتش ہجر کا ہو منہ کالا
مجھ کو آٹھوں پہر جلاتی ہے
جان پر کھیلے آپ بیٹھے ہیں
مارے فرقت تو کیا ڈراتی ہے
عشق سے دو بدو ہو میرے سوا
کس کا جگرا ہے کس کی چھاتی ہے

روز و شب آہ و نالہ زاری ہے
تیر[ے بن] سخت بیقراری ہے
ناصحو جاؤ مغز مت کھا[ؤ]
عشق کیا امر [اختیاری] ہے
چشم [بد دور] میرے اشکوں میں
موتیوں کی سی [آبداری] ہے

ہجر کا دن [جو یاد آتا ہے
عقل اڑتی ہے ہوش جاتا ہے]

تقی

تخلص میاں محمد تقی است وے [مرد طالب علم درویش] نہاد از مستفیدان[1] برگزیدہ جناب رب الکریم حضرت میر محمد [عظیم] سلمہ ربہ و مد ظلہ است بدر [جہ] اعلے ماسند [نام نا] می خود تقی و بمرتبہ قصوی معنی اسم [سامی] خویش متقی واقع شدہ اوقات گذاری باجرۂ کتابت و معلم گری میکند خیال [شعر] گوئی چہ فارسی و چہ ریختہ در سر دارد ایں چار بیت[2] از وے است ؎

[عا]شق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے — تب سے جہاں [ہیں] مو[ت] کا بازار گرم ہے
کا[م و] زبان و لب] پہ پھپھولے [ہی] پڑ گئے — کیا اے تقی فغان دل زار گرم ہے

ورق ۴۷

ہماری طرف بھی ہووے اشارہ جان من گا ہے
یہی ہم چشم رکھتے ہیں تمہاری چشم و ابرو سے
جفائیں سی جفائیں اوس کی میں دن رات سہتا ہوں
جفا سے کچھ بھی حاصل ہے کوئی پوچھے جفا جو سے

تمنا

تخلص سہ کس از ریختہ گو[3] میدانم یکے را از انہا انشاء اللہ تعالے در ملہ می نگارم و دو کس را درا ینجا بحیطہ تحریر می آرم

[1] مردان ا ا — [2] شعر ا ا — [3] گوہی ا ا

ممنا اوّل

اول

عباس علیخا [ن] وے جوانے است مغل زا از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد کہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد و از راہ خوش اختلاطی و گرم جوشی میبود این مطلع از ویست

کیا بات کہوں ہمدم اوس رند شرابی کی ۵
اک چشم کی گردش نے جس کی یہ خرابی کی

ممنا دوم

دوم

محمد [ا] سحق خاں مرحوم وے جوانے بود کشمیری الاصل [شاہجہاں] آبادی [المولد] پسر ہمزلف ا [حسن اللہ] خان [بیان] در سرکار [گردوں اقتدار] شاہزادہ نامدار [کامگار مرزا جہا] ں دارشاہ [انار اللہ برہانہ ثروتے بہم رسا] نیدہ بود بعد شنفار شدن آں شاہ [بلند] بلند [پرواز اوج] حشمت و جاہ بہاوری بخت بلند و مدد طالع ا [ر] حمند مختار [کار سرکار دولت مدار] خلف الصدق آں عالی نسب والاحسب [اعنی] مرزا شگفتہ [بخت] بہادر المعروف بہ مرزا [حاجی صا] حب شد اما افسوس ہزار [افسوس] کہ در عین شباب چنداں [از عمر] بہرہ ور ناگشتہ برحمت حق پیوست گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ می کرد ابں سرزدہ [بیت] او [راست] ۵

کل بلبلیں چمن میں غزلخواں [جو] آشیاں ہیں بھی [انکو ایک] کی سوسو سا [ئیاں]

گرم نظارہ تھا اوس چہرۂ گلگوں پہ رقیب [ایسے کم بخت کی د] کھنے [بھی] نہ آ [ئیں] آنکھیں
دست قدرۃ [کو بھی] تھا عالم حیرۃ پیدا تیری تصویر سی جب مونہہ پہ ہیں سائیں آنکھیں
سچ کہہ تو کہہ تجکو بھی آرام کچھہ آیا کہ نہیں جب کف پا سے ترے ہیں نے لگائیں آنکھیں

شب فراق کی سختی تمام کٹ جاوے جو صبح کو تو مرے آ گلے لپٹ جاوے

[قضا] و عشق و قدر روتے کل بہم نکلے ترے شہید کے جب لے کے ہم علم نکلے

ؔ۵ صبح تو مرے آ کر گلے ۱۰۔ ۱۰

تڑ[مہہ رہا] ہے [کوئی] خستہ جاں زمیں کے تلے   اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر زماں زمیں کے تلے
رہیں [کرایہ کی جاگہ ہیں] کب تلک اے دل   ہمیشہ رہنے کو لیں اب مکاں زمیں کے تلے

تم [اگر] اوٹھ کر اب یہاں سے گئے   یونہی سننا کہ ہم جہاں سے گئے
آہ کے نالے یوں بلند [ہوسے]   کہ گزر ہفتم آسماں سے گئے
ہوسے کروبیوں کے بہرے کان   چرخ بہ نالے اس [فغاں] سے گئے
جس سے [اب] پوچھتا ہوں کہتا ہے   وہ جہاں رہتے تھے وہاں سے گئے

اب اپنی یہ [صورت] ہے کہ [جوں] بلبل تصویر   طاقت نہیں [پرواز کی اور پاس] چمن ہے
[این شعر در مرض] موت دو [سہ روز] قبل از انتقال گفتہ رحمہ اللہ تعالے

تمکین

[تخلص دوکس می شناسم]

او[ل]

مردے است از طالبان ذات ملک العلام محمد صلا[ح] الد[ین نام گویند] کہ ہمیشہ با [صلاح] وین [مسرور] واز علایق دنیا نفور بود [گاہ] گاہ بطور خود شعر ریختہ موزوں میکر[د] این مطلع ازو [بیست] خداش بیامرزد ؎

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا   مجھکو[1] دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

---

[1] رہے ۱۱

تمکین دوم

دوم

بحت مل [پنڈت] خلف الصدق لچھے رام پنڈت [المتخلص بہ ندا] کہ جوان مؤدب و مہذب بدریا [فت] رسیدہ مسقط الراس وے [خا] ک پاک شاہجہان آبا [د] صانہا اللہ عن الشر و الفساد است و ا [شعا] ر خود [از نظر پدر والا قدر] خود گذ [رانید] ہ این سہ بیت او راست ؎

ورق ۷۵

مشتاق قدمبوس ہے ہر خار بیاباں　　لائی ہے دلا تیری یہ ستور یدہ سری رنگ

جب سے کا فر وہ کٹیلی نظر آئیں آنکھیں　　ہم نے ہرگز نہ کسی بت سے ملائیں آنکھیں

نہو [لخت] جگر گر سد راہ اشک آنکھوں میں　　تو ڈوبیں طائران سدرہ تا منقار پانی [ہیں]

[تنہا]

تخلص سہ [تن] بمن رسیدہ

اول

محمد عیسلے وسے مردے است کہ نیا کانش از [خاک پاک] حضرت دہلی بودند و خودش در بلدۂ لکھنؤ تولد یافتہ مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی میکند این پنج شعر از وسے است ؎

میں بھی کیا برگشتہ طالع ہوں [کہ تنہا] رات کو　　[پھر گئی] در تک مرے اُن کی سواری آن کر

تھم کے بیوجہ تڑپتے نہیں [بسمل] میرے　　آ [ب خنجر] کا یہ رہ رہ [کے] مزا لیتے ہیں

خاک میں دل کو ملا کہتے ہو [قیمت] کیا دوں　　جنس اگر [لیتے ہیں] تو [پہلے] چکا لیتے ہیں

غیر[سے شکوہ مرا] بس [دیکھی دانائی تری]   میں [ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوا] ئی تری

آئے تو [سہی] آن کے [اک آن نہ ٹھہرے]   کتنا ہی کہا وہ[۱] کسی عنوان نہ ٹھہرے

دوم

سہنا(۲)

شیخ [عوض] علی وے شخصے [است سپاہی منش وا] لا نزاو خوش نویس ظریف نہاد

ایں سہ بیت او [راست] ؎

کیا ملا پھونکے[۲] ہے سوز عشق سینے [میں مرے]   آہ کا شعلہ جو نکلے ہے سو آتش بار ہے

ان بتوں کو کیا ادا تو [نے عنایت] کی خدا   جو نگہ ترچھی پڑی برچھی سی دل کے پار ہے

تھا ہی پیغام وقت نزع تنہا [یار سے]   اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

سیوم

تنہا(۳)

افغان [پسرے بود] نو رسیدہ و سبز[ہ] گل عذارش تازہ دمیدہ ہمسایۂ ایں مسکین صاحب گفتار د[لنشین سماعت حلیم] وبغایت [سلیم] سعادۃ[ا] لتیام سعد اللہ خاں نام بنا بر تاثیر صحبت شوق سخن گوئی بہم رسانیدہ و شعر خود گاہے از نظر ایں بے بضاعت گزرانیدہ و گاہے بسمع دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق رسانیدہ افسوس ہزار افسوس کہ در بدو [عنفو] ان جوانی میوہ از باغ زندگانی برنچیدہ بساط ہستی بر چید انا للہ وانا [الیہ راجعون] او سبحانہ [جل شانہ] بروے رحمت کناد

ایں چار[۳] شعر از وے است ؎

گدھا [سا بن رہا] ہے شیخ [فکر] آدمیت کر   ارے جا کر مرید حضرت خواجہ کہمار[۴] ہی ہو

دم بدم پیارے ترے عاشق کا عالم اور ہے   دیکھ لے دیکھے تو اسکو وہ[۵] کوئی دم اور [ہے]

---

[۱] رہ [ا د] [۲] پہونکے [د۔ و] [۳] سہ شعر [ا د] اصل نسخہ میں چار شعر میں سے آخری شعر حاشیہ پر اسی قلم میں درج ہے جو اندرما آص کے نسخہ میں مرقوم ہیں۔ اصل میں پہلے سہ ہی لکھا گیا تھا۔ اسکو کاٹ کر چار بنا دیا گیا [۴] کہماری [ا د] [۵] اصل نسخہ میں کٹ گیا ہے [ا و ص] اسکے رقم ہوا ہے لیکن سیاق عبارت اسکو چاہتا ہے۔

مت کوئی ہوئے گریباں گیر قاتل کا مرے
قتل کا اپنے نہیں [ہے غم] [مجھے غم] [اور ہے]

دل کی تنہائی کا تنہا کچھ نہیں ہے مجھ کو غم
بار جاتا ہے سفر کو یہ مجھے غم اور ہے

حرف المثلثہ

[در انتہائے] ذکر ایں حرف اسامی [ہفت] کس کہ [خیال شاعری در] سر دار [ند اندراج] یافتہ منجملہ آنہا سہ شخص ثابت تخلص میکنند و دو ثاقب مجموع اشعار سی و سہ شعر است

ثابت [ ]

تخلص سہ کس بمن [رسیدہ]

اول

ثابت را،

مرشد [زادۂ زمان و زمانیاں] اعنی عمان شاہی راہے [بہادر] مرزا معز الدین بہادر [دوم] فرزند ارجمند زینت بخش تاج وتخت مرزا احسن بخت بہادر کہ بصفات حمیدہ موصوف و باخلا [ق] پسندیدہ معروف آمد و ریختہ با مزہ میگویند ایں بست و یک بیت

ورق ۲۶

از ریختہائے طبع عالی جناب ایشان است ؎

[ہاتھ] میں [پہنچی] عجب بازو پہ بھج بند غضب
سر پہ تعویذ [پری] پا [ٹو] میں تصویر کڑا

دل کو تو لے کے مرے مفت [ہوا ہے بدنام
اب ہیں] کس طرح مروں تجھ پہ بھرم جائیگا

کیا چال میں [چھل بل ہے] غضب آہ مرا دل
تلووں تلے ملتا ہی دل آزار کو دیکھا

دھڑکا یہ شب وصل میں دل صبح کے ہوتے
ٹھنڈا جو ترے موتیوں کے ہار کو دیکھا

قاتل تر[ی نگا]ہیں ہمنے بھی ناڑ باں ہیں　　پھر قتل پہ ہمارے تونے کٹار [باندھا]
[اس رشک]سے یہ میرا [د]ل خوں میں لوٹتا ہے　　فتراک سے جو ظالم تونے [شکا]ر [باندھا]
رنگ حنا [نہیں ہے بے] شک ہے خون ناحق　　بہتاں کیا [یہ تجھ پر میں اے نگار باندھا]

[د]ست جنوں [کے ہاتھ] سے جاؤں کدھر نکل　　[دامن] سیا تو [چاک] گریبان ہو گیا

جگر میں درد ہے آنکھو[ں] سے [ا]شک آتے ہیں　　[ترطپھ سے] پھوٹ گیا شائد آبلہ دل کا

شب وعدے پر[۱] اپنے جو وہ [خود] کام نہ آیا　　[بے تابی دل] سے مجھے آرام نہ آیا
کسطرح گھٹا غم کی مرے [دل پہ] نہ چھاوے　　اس ابر میں وہ ساقی گلفام نہ آیا
جاں آئی لبوں پر مری [اس] غم سے برافسوس　　وہ ماہ دل افروز لب بام [نہ آیا]

[خوبر]و تیری نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب　　[رخ پر[۲] ہی کاکل] دھوا یا [لا] بلارس [رفتار خو]ب
[بوسہ] جب چپکے سے میں مانگا تو یوں ہٹ کر کہا　　واجبی ہم کیوں نہ دینگے واچھڑے بسیار خوب

چھٹا ہاتھوں سے اپنے جب سے دامن وصل کا تب سے　　قسم قدموں کی تیرے ہم کف افسوس ملتے [ہیں]
نہ پہنچا[۳] [ہاتھ گر] داماں تک اوسکے تو پھر ہم بھی　　گریباں پھاڑ کر گھر سے کو[ئی دم میں نکلتے ہیں]

دست گل خوردہ مرا کل دیکھہ یوں کہنے لگے　　خوب [پھلکاری کی ہے] جامے کے اندر آستیں
واہ رے دست جنوں، اللہ رے تیری دستبرد　　نے گریباں ہے نہ دامن ہے نہ یکسر آستیں
اب تلک [تیرا] لڑکپن [اشک] جاتا ہی نہیں　　مت [بھگو] پانی سے [میر]ی طفل ابتر [آ]ستیں

---

[۱] یہ ۱ ۱ ھ [۲] نسخۂ اصل میں اس موقعہ پر یہ عبارت ہیں گنجلک ہے اور "رخ پر" کے بجائے "لے سخت کے" مرقوم ہے [۳] ھ ۱۰۱

قیامت قد وہوا آنکھیں پری [ر] خ [بچپانا تجھ سے دل مشکل ہوا ہے]

سمٹ کر سینکڑوں آنسو [مری آنکھوں] سے [نکلے] ہیں
[کدھر] کو دیکھیے یہ قافلہ اشکوں کا چلتا ہے

ثابت (۲)

دوم

[ا] صالت [خا] ن افغان [وے از] شاگردان مرزا بھچو بیگ عظیم آبادی [فد] وی تخلص است کہ در عہد خود دراں ضلع علم استادی [می ا] فر [اشت] شعرا [یں] ہر دو یک کیفیت دارد ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

وقت [مرنیکے] مرے پاس وہ موجود [ہوا] [اپنے] جینے کا یہی میرے تئیں سود ہوا
مجمر سینہ میں دن رات پڑا جلتا ہے آہ ثابت یہ ترا دل نہ ہوا [عود] ہوا

[مصرع] کبھو جو آنکھ کا موزوں [کر] دل ہوں میں
سکاں نہ سپہر کا دل [خون] کروں [ہوں میں]

ثابت (۳)

سیوم

[مرد] ے [سعادت نشان المسمی بہ] شجاعت اللہ [خان وے] از سکنۂ [بلدۂ لکھنئو و از تلامذۂ] میاں [جعفر] علی [حسرۃ بود گوئند کہ مرد خوشخو نیک دل [کشادہ روبجدا] بوشتغل بود ایں مطلع اوراست ؎

آتے ہو تم تو دن میں کئی بار اس طرف پر [دیکھتے نہیں کبھو اے یار اس طرف]

ورق ۷۷

ثاقب

تخلص دو کس می شناسم

اول

(۱)

درویشے بود خجستہ فرجام سید شمس الدین نام بسیار نیک طینت و پاکیزہ خو از شاگردان شاہ مبارک آبرو این [دو] شعر از ان آں مرحوم است ؎

ترے [عتاب] سے کس دن یہ رنگ رو نہ اوڑا
کہ مرغ روح مرا اوس کے دو بدو [نہ اوڑا

مرے] ادب نے رکھا مجھکو یاں تلک محروم
کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو [نہ اوڑا]

دوم

(۲)

بزرگے بود مشہور بہ صاحب دلی از معاصران محمد ولی شیریں کلام میر [شہاب الدین] نام این سہ شعر از ان آں مغفور است ؎

تا قبر کی نعش اوپر قاتل [نے آ کے] پوچھا
یہ کو[ن مر] گیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ

مجھ سے بیدل کی اگر [تصویر] کھینچا چاہیے
اے [مصور] اوسکے [تئیں] دلگیر کھینچا چاہیے

اک نگہ ترچھی سی تی (سیتی) ہوتا ہے بس عالم دو نیم
تجکو کا [ہیکو میاں] شمشیر کھینچا چاہیے

ثروة

تخلص مرزا محمد [صادق است] کہ [بہ آغا] ثروۃ اشتہار داشت و بہ اتالیقی پسر راجہ ٹکیت [رائے] در لکھنؤ متعلق بود کلا [مش] دردآلود می نمائد این دو شعر از وست ؎

اب نہ وہ وصل نہ وہ عیش نہ وہ عشرت ہے
ہجر ہے [درد ہے اور ہم ہیں عجب صحبت] ہے

نہ وہ آرام نہ وہ چین [نہ وہ راحت] ہے
بستر درد پہ ترپھے [ہیں] عجب حالت ہے

ثنا

تخلص سید زادہ ایست کہ اصلش از خطۂ کشمیر [جنت نظیر] و مولدش مبارک بنیاد

سلہ اصل نسخہ میں ’ہے‘

عظیم آباد است گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد [اصلاح] سخن از شاہ مشتاق طلب کہ دراں دیار مشہور و [معروف] است [می گر] فت خوش فکر و صاحب [طبیعت معلو[م] مبشود ایں شعر از [و] است ؎

چمن ہے خندۂ گل ہے مَی و مینا ہے اور تو ہے
فغاں ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور میں ہوں

حرف الجیم

درضمن ایں حرف ذکر بیست و سہ شاعر مندرج گشتہ کہ من جملۂ آنہا دو شخص جرأۃ تخلص میکنند و] دو کس جعفر و سہ مرد جنوں تخلص ورزیدہ اند و دو عزیز جولاں و مجموع [اشعار]

کہ من جملۂ آنہا . . . رباعی واقع شدہ

[جان]

[تخلص جان عالم[1]] خان است[2] وے خلف الصدق نواب متورخاں مغفور برادر کوچک نواب روشن الدولہ ظفرخاں مبرور است در فرخ آباد شعر خود باصلاح شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز [مرحوم] میرسانید نثر خوب می نویسد و خط نستعلیق و شکستہ درست می نگارد فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز است [بہر] کیف ایں [چہار] شعر از [زادہا] ے طبع اوست ؎

---

[1] نسخۂ اصل میں عبارت کٹ گئی ہے و ا میں ' جان عالم ' ہے لیکن مجمانۂ جاوید میں (ص۲۳ جلد دوم) جان عالم ہے '

چھوڑ عارض د[ل نے گھیرا] زلف مشکیں [فام کو] [صبح کا] بھولا غنیمت ہے جو تجھے شام کو

لگا خوبان نو [خط سے یہ ملنے گھسیٹا] پھر مجھے [کانٹوں میں] د[ل] نے

[اس سنگدل کے دل میں ذرا بھی نہ [۱اہ] کی دور از اثر سدا رہی [ہٹ۲] تیری آہ کی]

بیٹھا ہوں یار آنکھوں [میں آنسو بھرے ہوئے] جوں تاپداں میں شیشۂ رنگیں دھرے ہوئے

جذب

تخلص سید زادہ [ایست] صاحب شان جلی ساکن قصبہ بریلی طالب علم شیریں زبان با حلم و عذب البیان خیلے ذی ہوش و بسیار [عیب] پوش نہائت [مہذب و] نہائت مودب گاہ گاہ فکر ریختہ می کند و بطور خود پاکیزہ [میگوئد] ایں پنج بیت از و است ؎

وہاں صفائی ہے خود نمائی ہے یہاں مری جان [کی صفائی] ہے

اے فلک مجھ سے اتنی بے مہری یہ ترے دل میں کیا سمائی ہے

چشم تر تو نے [ہی] ڈبویا ہے آہ یہ کیسی آشنائی ہے

یہاں ہوے ہم تو جاں بحق تسلیم وہاں ابھی عشق آزمائی ہے

جذبؔ چل دیکھ آستانۂ یار ہم ہیں اور اوسکی جبہ سائی ہے

جراح

تخلص غلام [نا] صر پسر حافظ ر[مضا] نی جراح است کہ با وصف حفظ کلام الٰہی

لہ از خمخانۂ جاوید جلد دوم ص۲۲ ۱ ۱ میں 'آہ' لہ از خمخانۂ جاوید اور ۱۰۱ میں 'نپ'

تعالیٰ [شانہ بہ تلمذ مر] جمع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ بہرہ از علوم [متعارفہ داردو] درکار خود بسیار پختہ کار و چابک دست و دلیر است و از فن شریف طبابت ہم نصیبے اندو [ختہ] واین غلام ناصر ہم گونہ از علم فائدہ یاب گشتہ بطور خود گاہے ریختہ می گوئد این شعر وے گفتہ ؎

اکدم نہیں ہے اوس مہِ خورشید [رو] کو چین پھرنے ہیں [جیسے] کوکب سیارہ گرم ہے

جرأت

تخلص دوکس می شنا [سم]

اول

عزیزے است [شیریں کلام] قلندر بخش نام لطف طبعش از اشعار آبدارش پیدا است و مہارت وے دریں فن [از کثرۃ] مشقش [ہویدا در] نجوم و موسیقی اندکے وست وارد و ستار خوب می [نو] از دنیا کانش بدربانی دربار دربار سرافتخار [بآسماں] می سوزند اصلش از حضرت دہلی است اگرچہ از چندے بہ لکھنؤ رخت [اقامت] افگندہ افسوس کہ در من عنفوان شباب [چشم] جہاں بینش از نور بینائی بے آب گشتہ مشق سخن [در] ابتدا از میاں جعفر علی حسرت نمودہ و بنابر کثرت توغل و مناسبت طبع رفتہ رفتہ [گو] ے سبقت از شعرائے دیار مشرق ربودہ و بسبب سیر مشقی حسب رواج آں دیار آنچناں اشعار آبدار از طبع گوہر بارش تراوش میکند کہ مقدور فصحائے آنجا نیست و جمے غفیر از سکنہ لکھنؤ نسبت تلمذ بوے دارند و گروہے کثیر ویرا در ایں فن شریف بے مثل و عدیل بپندارند

حکائت

گوئند کہ روزے در مجلس شعرا کہ بخانہ مرزا محمد تقی خاں ترقی انعقاد می یافت یا بسیا [ر] ے از تلامذہ خود رسیدہ غزلہا بر خواند و بحدے مورد تحسین و آفرین [خاص و عام

ے رسید غزلہا خواند' ا ا

گشت کہ شنیدن] شعر مشکل سد تا بفہمیدن خود چہ رسد اتفاقاً سخن سنج بے نظیر [محمد تقی میر ہم] دراں مجلس حاضر بود قلندر بخش جرأت نمودہ خود را بہ پہلوے میر رسانیدہ داد خواہ اشعار خود سند میر بعد ازاں کہ دو سہ بار مواساکرد چوں ابرامش درایں امر از حد در گذشت گفت کہ ہرگاہ ایشاں [بدیں] جد و کد می پرسند ناچار می گویم و ایں الفاظ ہندی بر زبان [نخو] ۃ تواماں وے گذشت "کیفیت اسکی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹا کہہ لیا کرو"! بہرکیف ایں یک صد و پنجاہ شعر از اشعار آبدار آں سرآمد شعر [اے] بلدۂ لکھنؤ رقمزدہ کلک واقعہ سلک میگردد ؎

محمد ہے نبی ممدوح ذات [کبر] یائی کا کرے بندہ گر اسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

رتبہ گل بازی کا دلاکا ستں تو پاتا ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا

ناتوانی سے گرے ایسے کہ پھر اٹھ نہ سکے ہو گیا جزو بدن ضعف سے بستر اپنا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یہاں سے بندہ جائیگا کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا
گرم صحبت جب تلک ہوگا نہ ہم سے ہاے وہ ہمدموں کیونکر یہ ٹھنڈے سانس بھرنا جائیگا
مجھسے وقت جنگ کہتا ہے یہی وہ جنگجو جب کہیں تو مر مٹے کاتب یہ جھگڑا جائیگا
مت بلاؤ بزم میں جرأۃ کو ہے آتش زباں آگ سی سینے میں سب کے آکے بھڑکا جائیگا

دل پر لگا الٹ کے وہیں تیر آہ کا جب [با] د آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا

تماشے کو نکل آیا ہے وہ رشک پری گھر سے مزا دکھلا رہا ہے ان دنوں دیوان پن اپنا

ابر دریا بار کے رونے پہ مت بھولو کہ یہ کمتریں شاگرد ہے اس دیدۂ نمناک کا

بعد مرنیکے بھی ہم مستوں کی ہے یہ آرزو　　قبر پر سایہ جو ہو تو ہو نہال تاک کا
[از رہ] طعن یہ کہتا ہے وہ ناداں ہم کو　　دل کسو شخص کو دیتے نہیں دانا اپنا
کیا اوس گھر میں چرچا جنے میری آہ و زاری کا　　الٰہی صبر اوس کی جان پر اس بیقراری کا
یاد آتا ہے [تو] کیا پھرتا ہوں گھبرایا ہوا　　چنپئی رنگ اور بدن اوسکا وہ گدرا[یا] ہوا
غنچۂ دل کو تو یوں نالۂ شبگیر کھلا　　کہ خزاں میں بھی رہے جوں گل تصویر کھلا
کچھہ مونہہ سے دینے کہہ وہ بہانے سے اُٹھ گیا　　حرف سخاوۃ آہ زمانے سے اُٹھ گیا
داغ بر دل جو ترا چاہنے والا نکلا　　شب چراغان دوالی کا دوالا نکلا

روتے جو تصور مژۂ یار کا گزرا　　کیا تیر سا اک دیدۂ غمناک نے کھایا
یاران گزشتہ کی کہانی رہی جرأت　　ساتھ اپنے جو کھلتے تھے اونہیں خاک نے کھایا

تھی کل [اوس] بن یہ مری شکل گلستان کے بیچ　　جیسے بیٹھے حفقانی کوئی زندان کے بیچ
غم کے کھونے کو چلے تھے کسی غمخوار کے پاس　　بیقراری یہی کہتی ہے کہ چل یار کے پاس

ورق ۸

جب چہرے پہ میرے نہ رہی نام کو سرخی　　تب ہنس کے کہا اون نے کہ لو اب تو کھلا رنگ
دن ہجر کا جب دو پہر آتا ہے تو جرأت　　کیا کیا دل نالاں کی سنا کرتے ہیں سارنگ

عید قرباں کو بھی دے گھر سے ہمیں یار نکال　　جی میں آتا ہے گلا کاٹیے تلوار نکال
لوں بلائیں اگر اوس کی تو یہ جھنجھلا کے کہے　　وار وں ہاتھوں کو ترے آج ہی سب پیار نکال

وہ سوختۂ عشق ہوں جرأت کہ جگر پر　　ہر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم

حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے　　ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم

دل کی تپش کے صدمے حواس برق جان بر ہیں   گاہے زمین بر ہیں گہ آسمان پر ہیں
گو بوسہ وہ نہ دیوے لیکن اسی آرزو میں   کس کس مزے کی باتیں اپنی زبان پر ہیں

قدم میں ناتواں جب اسکے کوچے سے اُٹھاتا ہوں   تو مثل نقش پا ہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہوں

جو تم ہمسائے کیلئے اب قہر چنچل ہو   تو پھر رونے رلانیکو سا جی میں بھی طوفاں ہوں

تپش سے دل کی اب اعضا تمام جلتے ہیں   جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہیں
ترے مریض کے ملتے تھے جو کہ تلوے آہ   وہ بیٹھے اب کف افسوس اپنے ملتے ہیں
یہ دل میں کس کی سمائی ہے احسلاہٹ آہ   کہ وقت مرگ بھی اعضا تمام ہلتے ہیں
زبسکہ مرتے ہیں اک سبز رنگ پر جرأت   یہ شعر کہتے نہیں زہر ہم اگلتے ہیں

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کے دل [قفس میں] ہیں   جنہوں کے بس میں ہوں ہیں [وہ پرا]ئے بس میں ہیں
لخت دل سمجھو نہ میرے آنسوؤں کے تار میں   پٹڑیاں یاقوت کی ہیں موتیوں کے ہار میں
لختِ دل کی بھی [ہے] آمد دیدۂ خونبار میں   دیکھیے کیا پھولتا ہے گل گھڑی دو چار میں

ورق ۱۸

زبس وہ آپکو بے مثل سمجھا ہے زمانے میں   ہوا سو شکل سے حیران کل آئینہ خانے میں
جو دیکھا تو سوائے اشک جوشاں شکل فوارہ   نظر آتی نہیں ہے خاک بھی دل کے خزانے میں

کیوں ہجر کی رات آئی بستر پہ لٹانے کو   پہلوے تہی کم تھا کچھ یاد دلانے کو

اب نشاں [ر]ہنے کا دیتے نہیں جانی ہمکو   ہاے وہ دن کہ جو آتی تھی نشانی ہم کو

وہ ہی سمجھے گا قلق سے مرے گھبرانے کو | جسکا دل لے کے کوئی منع کرے آنے کو
یاد آتے ہیں جسے ہجر میں ایام وصال | بہتر از زیست سمجھتا ہے وہ مر جانے کو
سنیو ٹک اوبتِ بیداد گر اللہ نے آہ | کیا کیا تھا تجھے پیدا مرے ترسانے کو
ہے لگا لینے کو وہ فتنۂ دوراں تو بلا | پر طبیعت بھی غضب ہے مری لگ جانے کو

وصل میں جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس | وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجکو

بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد و بالا ہے | غضب چتون، ستم مکھڑا بدن سانچے میں [ڈھالا] ہے

[وہ رنگ] جو کندن سا ہے اوس کا ہوں دوانا | پہناؤ مرے پاؤں میں زنجیر طلا کی
پہنے ہوئے آئے ہیں وہ جوڑا جو [سنہرا] | گویا کہ ہے منہ بولتی تصویر طلا کی
بجلی ہے تلے ابر کے یا جھلکے ہے جرأت | اوس سوسنی کرتی میں سے زنجیر طلا کی

بسکہ گلچیں تھے سدا عشق کے ہم بستاں کے | ہوئے نوکر بھی تو نواب محبت خاں کے

دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل والے | ہنس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے
ایتو بازار محبت میں یہ ہے ہم پہ پکار | بیچتا ہے تو ادھر آ ارے او دل والے

بیکلی ایسی گیا ہے سونپ وہ گلرو مجھے | کل نہیں پڑتی کسو کروٹ، کسو پہلو مجھے

نہیں ہلتے ہیں پہروں دست و پا یہ ناتوانی ہے | سنا جو مرگ کا عالم سو اپنی زندگانی ہے
اٹھا ابر سیہ جوں قصد آنے کا کیا اونے | کروں کیا فکر اس کا یہ بلائے آسمانی ہے

خموسی کی ہماری جابجا اب قصہ خوانی ہے — برابر سو زبانوں کے اک اپنی بے زبانی ہے
نہیں اٹھے گلی سے اوسکی گو ٹھکرائے جاتے ہیں — غرض بہتر توانائی سے اپنی ناتوانی ہے

دل جو اب مجھ سے دور بھاگے ہے — اوس سے مل کر اسے بھی بھاگ لگے

جگر پہ تیغ وسناں کا لگے تو گھاؤ لگے — نہ دل کا ہر کسی بیدرد سے لگاؤ لگے
گر آئے رونے پہ ٹک اپنی چشم دریا بار — تو کیا عجب ہے کہ کوچہ بکوچہ ناؤ لگے

ورق ۸۲

کل جو بیٹھا پاس میں یکجا ترے ہمنام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی دل اپنا تھام کے
وائے قسمت اوس کا وعدہ شب کے آنیکا ہے اور — ڈھل چلا یاں زیست کا دن آتے آتے شام کے

کہنہ مشتاق ہے اور تازہ گرفتاری ہے — اس لیئے سوجھے ہے جرأت کے تئیں بات نئی

دیکھ مجھکو اپنے در پر یوں کہا منہ پھیر کے — یہ دوانا کس لیئے بیٹھا ہے رستہ گھیر کے

یہ حالت ہے مری جب تک نہ در سے تو نکل آئے — ادھر اک آہ کھینچی اور ادھر آنسو نکل آئے
بہانہ کر کے دل کے ڈھونڈھنے کا سامنے در کے — میں بیٹھا ہوں کہ شاید وہ مہ دلجو نکل آئے

دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف
کیوں اجل کیا پاؤں میں تیرے پھپھولے پڑ گئے

[جو] جنس دل تھی اپنی گرہ میں سو کھول دی — ان مول چیز تھی تجھے بن مول تول دی
مونہہ دیکھو چاند کا کہ وہ نقشہ] ترا سا لائے — صورت خدا نے اوسکو [بھی] اک گول گول دی

قلق سے اوس بت کافر کی ہے جدائی سے　　کہ آ[ہ بیٹھے] ہیں بیزار ہم جدائی سے

یوں وہ آنکھو نہیں [کہے] ہے جبکہ روتا ہے کوئی　　پھوٹ پھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی
گرد ہالہ اختروں کو دیکھ روتا ہوں کہ یوں　　مونہا کے پھول بالی میں پروتا ہے کوئی
جاں بلب کوے بتاں میں کیوں پڑا ہے تو دلا　　مفت یوں بندے خدا کے جان کھوتا ہے کوئی
جرأؔہ گریہ کناں کا ان دنوں یہ رنگ ہے　　پونچھے ہے آنسو کوئی دامن کو دھوتا ہے کوئی

پامال صد جفا ہوں اوسی شہسوار کا　　وہ جو سمند ناز کو چمکاے جاے ہے
جرأؔۃ بجز فنا نہیں اسے نجات آہ　　جوں شمع سوز عشق مجھے کھاے جاے ہے

دو لنے اوس پہ ناداں اور دانشمند ہوتے ہیں　　یہ عالم اوس کا دیکھا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں

قاتل نہ مجھسے موڑیو مونہہ وقت قتل تو　　ٹک شرم کیجیو مری گردن جھکائی کی

جو گئے تھے ترے بیمار کے لانے کیلئے　　سو وہ سب بیٹھے ہیں اب اوس کے اٹھانے کیلئے
ہاے کہتا ہے وہ اب جسکے لئے ہوں بدحال　　حال یہ اسنے بنایا ہے دکھانے کے لئے

سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے [مجھے]　　گہہ اٹھاتا ہے تو پھر گاہ بٹھاتا ہے [مجھے]
یہ تو میں کیونکہ کہوں کچھ نہیں بھاتا مجھکو　　کچھ تو بھایا ہے کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہے مجھے
صحبت اب یار میں اور مجھ میں [ہے جوں] شعلہ و خس　　جوں جوں میں اوسکو بڑھاتا ہوں گھٹاتا ہے مجھے
آہ میں کیا کہوں [کیا] جنس ہوں [جوں] ہیزم خشک　　جو خریدار [غم] ہدے سو جلاتا ہے مجھے
بارے کچھ جذبۂ الفت نے کیا اوسکو اثر　　اب جو آتا ہے سو یہ مژدہ سناتا ہے مجھے
مونہہ مرے گھر کی طرف کرکے یہ کہتا ہے [وہ] شوخ　　کوئی اس طرف کو کھینچے لئے جاتا ہے مجھے

ورق ۸۴

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن اے جرأتؔ — ٹک ہنساتا ہے تو پھر خوب رلاتا ہے مجھے

ہوس پردہ نشیں سے کوئی کس شکل بر آوے — جو خواب میں بھی آئے تو مونہہ ڈھانپ کر آوے
جو مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ کیوں مفت د[یا دل] — ہو جائیں ابھی مجھ سے جو وہ مفت بر آوے

دل جگر دونوں مرے خانۂ زنبور ہوئے — داغ سے زخم ہوئے زخم سے ناسور ہوئے
منہ چڑھیں کیوں نہ مرے دار مژہ پر چڑھ کر — اب تو لو حضرتِ دل وقت کے منصور ہوئے
درد دل اوٹھتے ہی دنیا سے اوٹھے ہم یکبار — شکر یارب کہ طبیبوں کے نہ مشکور ہوئے
اس[ے] خدمت[ ] سے جو معذو[ر] رکھا اے جرأتؔ — یاں تلک روئے کہ ہم آنکھوں سے معذور ہوئے

[حیرا]وسکو نہیں کرتا کوئی — کہ میاں مفت ہے مرتا کوئی
آہیں مست بھرے اوسے [ہم] لاتے ہیں — اتنی حامی نہیں بھرتا کوئی
اسلیئے ہے مجھے سونے سے خیا[ل] — خواب میں آوے نظر تا کوئی

رکھیو یارب تو [بھسا] دل [کی] گرفتاری میں — موت بھی آوے تو آوے اسی بیماری میں

اے طبیب اسکو غذا فرما کباب نرگسی — ہے یہ دل بیمارِ چشم نیم خواب نرگسی
یاد ہیں ان نرگسی آنکھوں کے گر[تا] سور[چشم] — بہہ چلے مرا تو پھر جاری ہو آب نرگسی

نہ افلاک کیا آہ دھواں کیجے یہ خطرہ ہے — نہ آندھی رہیں کہیں اوڑ جائیں یہ خیمے برابر سے
نکالا کرتے ہیں آپ ہی آپ ہم بھی کچھ دوانے سے — یکایک آگئی ایسی خرابی کسکے جانے سے
محبت ہی نہیں جو رہ گئے ہم یہاں کے [لیے] سے — وگرنہ[۱] دل ملے پر ملتے ہیں سو سو بہانے سے

۱؎ دونوں نسخوں میں "واگرنہ" ہے۔

جو دیکھے ہے گردن کا ڈھلک جاے ہے منکا
گردن کی عضب ہے بنے سے باک کی ڈوری

[جو ر] اہ ملاقات کی تھی جان گئے ہم   اے حضر تصور ترے قربان گئے ہم

قطعہ

کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے [وہ] یہ بات   جراۃ کے جو [گھر] رات کو مہمان گئے ہم
کیا جا[نیے] کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر   جو با[ت] نہ تھی ماں نی وہ مان گئے ہم

ناطاقت اب ہو[اہے] یہ [نیر] امرض عشق   بسر سے تک ہلے ہے تو لگتا ہے کاشنے

جبکہ [ہمسا] یہ میں سنتے ہیں تمہیں آے ہوے   کیا در و بام یہ ہم پھرتے ہیں گھبراے ہوے
پیرہن چاک ترے [در] پہ جو کل کرتا تھا   آ[ج لو]گ اسکو لیئے جاتے ہیں کھنلاے ہوے

جوں انار آتشیں آتش [زد] ہ ہوں ہیں وہ نخل   اٹھتے ہیں شعلے یہ شعلے جسکے برگ و بار [سے]

مہ رخسار [یہ] کا وسکے جہاں [ہو] کر تو جیسے   لگے ہے چاندنی چوک اسطرح بازار لگ جاوے
[کرے خون جگر] سے [چشم گوہربار] گر سازش   تو موتی باغ سے بہتر کوئی گلزار لگ جاوے

جوش سودا جبکہ [تیرے و] حشیوں کے سر چڑھا   شہر اجڑے ہو گئے آباد ویرانے کئی
رو گئے دن حالی کیا بس تھنے جوں مینا ے مے   بھر کے غیر[و]ں کو دیے جب تمنے پیمانے کئی

بوقت ذبح اوسکا پاؤں لغزش کھاے تو عاشق   کٹے [حلقو]م سے سو بار بسم اللہ [او]ل اٹھے

ورق ۸۴

[گرچہ وصل] یار ہے پر شب ہجر کو اپنے کل کہاں ہے یہی دھڑکا [کہ جو کچھ ہے آج ہے سو کل کہاں]

[کبھو] زمردی مرے مرقد کے سنگ کو میں مرگیا ہوں دیکھ [کے اوس سبزہ رنگ کو]

دن رات ہرزہ گرد نہ ہو طو[رکیا] ہے یہ سودا اگر نہیں تو دلا اور کیا ہے یہ

بیمار کی چنوں [مر]ی آنکھ اوسکی [سہرا]ئی ہوئی کھل گئی محفل میں سب پر سخت [ر]سوائی ہوئی

شب نہ آئی [نیند اس بن دل جو] دکھ دیتا رہا [شکلی سے صبح تک میں] کروٹیں لیتا رہا

ہوئے ہم بت کے بندے [برہمن سے راہ کرتے ہیں حرم کے رہنے] والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

ق

ہے عشق خدا ہی [سے ظاہر] نہ جاہ نہ سمجھو نہ سمائی

دیکھو تو ظہو[ر] بچشم تخفیق [کیا مد نظر ہے باسمائی

تھا سایۂ مصطفےٰ جو معدوم دشوار تھی اسکی رمز یابی

گزرا جو خیال یہ نبی کو تو آئی صدا یہی کہ جانی

ما سایہ نوازیم بسندم

عشق است و ہزار بدگمانی]

دیگر

آ[ئی نظر] جو ایک مرقع میں نا [تو] ا ل [مجنو] ل سے [بھی] فزوں کسی ہیا [رکی سمہ

تو ہیں سکے مجھے کہے لگے چتونوں] میں وہ لو [تم] بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی [شبیہ]

سلہ دل ۱۰۔۱۰

[اسے بیدردوں کے محکو دام ہیں] لایا ہے جرخ
کو[ئی تو کہنا ہے] اسکے توڑکر پر چھوڑ دو
[اور کوئی بیدردیوں کہتا ہے بیدردی سے آہ]
جو تماشا دیکھنا ہے ذبح کر کر چھوڑ دو

دیگر

ورق ۸۵

کہا جو میں نے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج — کہ مول آپ نے خنجر کئی دو دھارے لئے
تو کیا کہوں کہ وہ مونہہ سے تو [کچھ نہ بولا] لے پر — نگاہیں [بولیں] کہ کہئے ہو کیا تمہارے لئے

رباعی

محاری پہ آپ [اتنا] کیجے نہ گھمنڈ — کہنے ہیں جسے نوکری سو ہے بنج ارنڈ
سرمائی دلائی ہے سو دستیجے ورنہ — [تم کھاؤگے گالیاں] جو ہم [کھا] و بنگے ٹھنڈ

دیگر

بیوجہ نہ سمجھیو یہ پڑنے اولے — [انگریز بڑا بول جو نا حق بولے]
بو فوج ملائک نے فلک سے جرأتہ — مارے گوروں کو گورے گورے گولے

دوم

جرأت دوم

مرزا [معال] وزند ارجمند عبد الباقی خان اس حمید الدین خان نبیرہ دے مردے بود بسیار قابل و نیک کردار نہایت خوشدل و شیریں گفتار از حضور پر نور بخطاب [مستطاب] والد ماجد خود مخاطب گشتہ در بلدہ بریلی بجوار رحمت [حق پیوی] ستہ نسبت تلمذ بہ سر آمد شعر [اے فصاحت آما] میرزا محمد رفیع [سودا دارد ایں] شش بیت از گفتہاے [اوست] سہ
بھلا تو مجھے [تو کہہ کیا ہوا تجھے اے دل] جو اسطرح سے تو رہتا ہے [میرے لال] پڑا

نپٹ ہی آ[ج] پہ [لیتاں ہے] حال سنبل کا　　جس نہ آہ پہ کس زلف [کا و مال پڑا]

[کیوں نہو وہ حا] ن و د[ل سے ہم نثار] آئینہ　　عکس ہے مکھڑے کا تیرے [ہمکنار آئینہ
رو بہ] دہوتے ہی مفتوں کرلیا او[س سو خ] کو　　دیکھیو ٹک غور سے جرأت [نو کار آئینہ]

جوں [برگ گل] جھڑیں ہیں [گلشن میں زیر گلبن　　لخت جگر] پڑے [ہیں یوں آس پاس] میرے
عیبر[ان کا گر] ہیں شکوہ یارو [کروں عبث ہے　　سو ہمسوں کا دشمن دل ہے یہ پاس میرے]

جعفر

[تخلص دو کس مید[الم]

[اول]

[میر جعفر] مرحوم المعرو[ف بہ جعفر] زٹلی وے مردے بود از سادا[ت ماربول طبع رسا داشت] اما بغیر از زٹل گو[ئی] اصلا میل نمی کرد و میگفت کہ ہر چند سعی خواہم کرد سعدی شیرازی و فر[دو]سی طوسی نخواہم شد زٹل میگویم تا ممتاز عالم باشم [تک چند] در سرکار دولت مدار [شا]ہزادہ معظم محمد [اعظم] شاہ بہادر بحرگہ خواصان خاص عز امتیاز داشت زٹلیا [تش تا الیوم] بر صفحہ[ٔ] روزگار یادگار بر زبان خاص و عام جاری است این [دو بیت کہ پسند خاطر] فاتر افتاد ثبت یافت ؎

کھٹر[۱] لگا دیوار کو [کہہ جعفر اب کیا کیجیے　　خطرا پڑا] آثار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے
گھوڑا تو تیرا لنگ [ہے کوئی نہ میرے سنگ ہے]　　حلما بڑے[۲] مار ار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے

دوم

حعفر دوم

جعفر علیخاں مغفور وے مردے بود عمدہ معاش [سر بسر اسعاس در] عہد آسودہ

---

۱ کھٹر [ ]. ۲ بڑے [ ]

مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ اس مطلع وے [منہور راست] ؎

[چمکے دانت دیکھے] مار کے مسی لگانے میں جڑ[یں ہیں] قطبیاں الماس کی سیلم کے خانے [میں

جعفری[۱]

تخلص وو ریختہ گو ماس احقر رسدہ [تحریر] نیکے [از] ان ہر دو بہ نکملہ مناسب دیدہ] ودیگرے را [ادبیجا بہ سطر رساندہ] وے میر [باقر] علی [پسر دو] م [میر قمر] اللہ [بن منت برادر کوچک میر لطا] م الدین ممنون [جوالے] بحلیہ [حلم] و ادب آراستہ و بہ [بور] حلق و صلاح پیراستہ است] منش سخن از برادر بزرگ خود مسکند اس بانزدہ [بیت او بہ تحریر میرسد ؎

جو ہمراہ دل غم سرانجام ہوگا | تو مرکر بھی] کاہے کو آرام [ہوگا]
کہیں جمع گر ہوگیا [درد دل کا] | تو اک روز چرخ [سیہ فام ہوگا]
[جو] وہ بروے تاباں [بہ کھولیگا ز] لفیں | [تو خورشید بہاں] نہ شام ہوگا

ورق ۸۴

[سینے میں] زخم جوں جوں بہو [نے] ہیں روز افزوں | ڈورے سے تیغ کے کم تار رفو نہ آیا
اس مالہ رسا کی دیکھو دراز دستی | کب دامن مسیحا بہ جا کے چھو نہ آیا
بہ آہ برق افشاں گر نکلے دل سے اپنے | تو آتش سقر کا گویا نمو نہ آیا
ہاے [جو بادہ ہم کو با] ران مادہ پیما | اک جرعہ مے کا لے بیں [تاگلو نہ] آیا

[جب نگہ] سے وہ نگہ کر [کے] مقابل رہ گیا | کچھ نہ میں آیا مگر میں تھام کر دل رہ گیا
اس گلے تک [جا، پہنچنے کی ہوس پر داغ دل] | پھول بن کر سہرے لے گل کی حمائل رہ گیا

---

[۱] جعفر ۱۰۱

ست مٹے [نقش خیالاتِ جہاں بعد فنا] داغ الفت ایک زیب[1] صفحۂ دل رہ گیا
دیکھ جذبِ اشتیاقِ قیس صحرا گرد کو سول کر ناقہ کیدھر لیلی کی محمل رہ گیا
کوہکن کہتا تھا وقت [نزع][2] لے خسرو کا نام میرے چھاتی کیلئے ہے [ایک یہ سل رہ گیا]
یہ حجاب آنکھوں سے گر اوٹھے [توہم] وہ [ایک] ہی جعفری تک [سر] دہ ہستی ہی حائل رہ گیا

تیغ یوں دل میں خیال [نگہ یار نہ کھینچ] نا خدا ترس تو کہتے ہیں تو تلوار نہ [کھینچ]
تو ہے گر سر سے بہ بالا [بھی نہیں] تجھسے [کم] آپکو دور ہیں اے آہ شرر [بار نہ کھینچ]

جلال

تخلص دو کس می شناسم یکے را ازاں انشاء اللہ تعالیٰ بہ [تکملہ] می نگارم ودیگر [ے] جما[ل] الدین حسین است برادر خورد [کمال الدین حسین کمال این][3] مطلع از واست ؎
جی میں آتا ہے گریباں پھاڑ کر دشت کو اوٹھ چلیئے [دامن جھاڑ] کر

جنون

تخلص سہ کس می [شناسم]

اول

جنوں او

محمد [قمر الاسلام کہ از بزرگ زادہ ہائے مشا] ہیجہاں آباد صانہا [اللہ عن الشر والفساد] و از شاگردا [ن میر] نظام ا [لدین ممنون است شوقی] تازہ [بدیں] فن سنربف بہم رسا [سیدہ]

---

[1] زیب، اصل نسخہ میں [2] مرگ ا۔ و [3] شاہ کمال الدین ا۔ ا۔

اما] کم کم مسگوئند اس مطلع ار [واست ے]

اوٹھی جو سنرم تو دونو ہی دل سے ملے نکلے ۔ سحر حجاب [میا] ں کچھہ نہ فاصلے نکلے

جنوں دوم

دوم

ساہ علام مرتضٰے الہ آبادی گوئند کہ وے در ویشے است فرخندہ خصال و [بسیار صاحب] کمال مردمان آں دیار از صحبت اس بزرگوار فیض اندوز و وے بنا بر میل طبیعت گاہ گاہ بر سختہ گوئی فروز [است دو] شعر کہ من رسیدہ بر سنہ تحریر کنید [۰] ے

مرا یار میرے ہی [دل میں] تھا وے مجکو سے خبری رہی

پھرا کوہ و دشت میں ڈھونڈھتا مرے سینے [ہی] میں سری رہی

تری [جسم مست] سے ساقیا جوں السامست تو ہو گیا

کہ مے دو آسہ طا [ق پر] جو دھر [ی تھی وہیں دھری] رہی

جنوں سیوم

سیوم

حوالے است حضرت دہلی مقام میر [فضل علی نام کہ در ابتدا مست تخلص می کرد]

در کتاب جوانی ایام محرم الحرام سلیقہ وارد بہ سپاہگری [ایام بسر می برد] حالا [بیابہ اس] بسیار شکستہ خداش صلا [ح] و [فلا ح] بخشد مشق سخن از میرا مانی اسدی کرد بعد رحلت آں مرحوم بہ شیخ ولی اللہ محب کہ خداش رحمت کناد [توسل جست اس چار شعر از ان است] ے

[اوں خط کے ہے خیال] میں آنسو کا رنگ سرخ ۔ [ہے ضابطہ جو کرتی ہے آنکھوں کو تنگ سرخ]

باندھ کر تلوار جب آیا نظر میرے تئیں ۔ ہو گئی معلوم [قاتل کی] کمر میرے [تئیں]

ہوں میں وہ [شہباز] جسکی [سیر] گہ تھا لامکاں ۔ عشق نے تیرے [کیا لے مال] و پر میرے تئیں

مار سے کہو بیٹھ قاصد کہ [جو] آتا ہے تو آ   ہم نہ جائیں [چلے] دساسے نہ اساں رہے

[چندا]

تخلص [رقاصہ ٔ زنے است روشن] اندام مہ لقا نام [گو] یند کہ وے در حیدر آباد نہ نہایت [سرفہ و] تنعم ایام [بسر می آرد قریب] ہیچ صد کس از [سپاہی وسنا] گرد [بسہ دہرہ] ملازم دارد [بعشوہ و ناز دلہای ربا] ئد [اما بسرنسن] بیہرکس [فرودنمی] آید سعرا سے دوں [مزاج حریص ا] لطبع کہ در مدحتس حبرے میگو [یند بجائزا] ت نمایاں بہرہ [اندوز می سو] ند بطور مردان ورزش می کند و اسپ می [تازد] واز ناوک بازی وسنان کاری مژگاں در گدسہ بہ تیر اندازی و نیزہ بازی میداں می پردازد غرض کہ نہایت ہوشمند است و نعائث تختہ کارو نادرہ عصر است و محبوبہ [روزگارد] [بوا] نے مرد [ف] مسمل طبیرے ار انواع سحن دارد [و] عروسان فکر خود از نظر [لشمر] محمد خاں [انماس میگذارد] این دو [بیت ار وے] کہ بمن رسیدہ بر سبیل تحریر کشیدہ ہ

اخلاص سے تو [اپنے واقف جہان ہیگا   پر آپ کو] غلط کچھ اب تک[۲] گمان ہیگا
تک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کو   [پر کیا کروں کہ ہمراز و درمیاں] ہیگا

جولان

تخلص دو کس میدانم

اول

شخصے از دودمان واجب الاحترام میر حسن علی خاں نام وے در ممالک جنوبیہ بعمد گی

ورق ۸۷

جولان اول

---

۵ یہ ، دونوں نسخوں میں متروک ہے اس لئے صحائف جاویدسے (ص۲۳۱ جلد دوم) نقل ہوا   ۱۵ اب تک ، در نسخۂ اصل

ایام لسری [نمائد] و ما [ہر] کس بآدمیت وحسن سلوک پیش می آمد این چار [دہ] بیت از وے است ؎

مری پلکوں سے [اشک سرخ کی بوندیں] ٹپکتی [ہیں — رکھا کیا چشم] ہیں مردم نے آب ارغوانی بھر
لبوں کے وصف میں تیرے کہے جو [مطلع رنگیں — دہن میں] اوسکے تو لعل خوش آب ارغوانی بھر
ترے بسمل کی اے ظالم نگہ اک گرسنہ کامی کو — [نہ آوے کیو] نکہ اب چشم سحاب ارغوانی بھر

اب [ا] لبی جام میں [ساقی شراب ارغوانی بھر] — کہ جسکو دیکھ کر زاہد کے آوے منہ میں پا [نی بھر]
[تم] ے مکھڑے [سوا صورت کسی محبوب کی پیارے — بھی ٹھا] نی ہے [اپ] دلمیں نہ دیکھوں زندگانی بھر
مری صورت ہے [کیا کھینچے] جو تو اوس [شوخ] کی صورت — ہمارے [روبرو] ہر [گز] نو [البادم نہ ما] نی بھر
سبام مخملی درکار کیا ہے [اے میاں] تجھ کو — مرے لو [ہو سے تیغ آبدا] ر اصفہانی بھر
ہوا ہے ابر سے [ہر سو] گل و [گلز] ار خنداں ہے — صرا [حی میں تو اب ساقی] شراب ارغوانی بھر

جلوہ گر داغ جگر دیکھ برنگ پر طاؤس — [آ] تش غم [سے جلا] نقش فرنگ پر طاؤس
گل ہی کھا کھا کے بنا سینہ مرا رشک چمن زار — روبرو اسکے ہو کیا جلوہ رنگ پر طاؤس

در تمہید قصیدہ گفتہ

صبحدم گزرا مری خاطر میں ناگہ یہ خیا [ل] — سیر گلشن کیجیے تا دور ہو دل سے ملال
جا کے میں صحن چمن میں تک سبک دیکھوں تو کیا — [تھا] رض گل [پہ ہیں بکھرے زلف سے] سنبل کے بال
نرگس شہلا تھی پی چشم مخمور [ہی بہ] مست — [لالۂ حمرا دکھاتا تھا] اوسے اپنا جمال
اور لباس زعفرانی بر میں تھا [صد برگ کے — اوسکے جوڑے پر تھا] نافرماں کے حسن کمال

دوم

بہادر[۵۳] علی شاہ شاہ [جہان آ] بادی کہ در علم تیر [اندا] زی در ایام خود علم بود این مطلع

---

[۵۱] بطریق ۱۰۱، [۵۲] مس ۱۰۱، [۵۳] بہادر علی شاہ ۱۰۱ وجمخانۂ جاوید صفحہ ۲۱۵ جلد دوم

از واست ؎

کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے ‌‌‌‌‌‌ اے ہم صفیرو چھوڑ گئے ہو[۱] [کدھر] مجھے

جوش

تخلص رحمو است وے شخصے بود عامی از شاگر[دان] مرزا فدوی بعد رحلتش میگفت کہ] از میان [علام ہمدا] فی مصحفی توسل جستہ ام و در شعر خواندن و ریختہ [گفتن وگپ زدن سرچہ تمام] متراز[حسب] ونسب خود خبر میداد و در ایام ہولی مقلدانہ آزا[دہ] شدہ بکو[چہ] و بازار غزل خوان میگشت [مدتے است] کہ بہ نظر نمی آید خدا داند زمانہ اش [بہ کجا] انداخت بہر کیف ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

در[یا مری آنکھوں سے] نت جاری لہو[کا] ہے ‌‌‌‌‌‌ بے درد تو کیا جانے کہ ا[نگ کسو کا] ہے

ظرف پہ [اپنے نظر کر تو] ابھی لڑکا ہے ‌‌‌‌‌‌ مونہہ صراحی سے نہ او دلبر میخوا[ر لگا]

میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا [نہ ا]لم گزرا ‌‌‌‌‌‌ بولا کہ اب بے ترا [رونے ہی] ختم [گریہ ا]

جوہری

ورق ۸۸

تخلص [جوہری] بچہ ایست از جوہریان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ تاز[ہ] شوق شعر گوئی بہم رسانیدہ جوان خلیق و با ادب حسن الخلق والخلق است ایں سہ

[۱] تم ۱۰۱۰

سب اور راست ہ

ہوا ئل کاکل دل نادان سمجھ کر | کافر کو ذرا دیجیو ایمان سمجھ کر !
اے دیدۂ تر جوں سرِ دامن ہو گل افشاں | تا دیکھے ادھر یار گلستان سمجھ کر !
اے جوہری اس چشم سے گرتا ہے جو آنسو | دامن میں رکھوں لعل و غلطان سمجھ کر

جوان

تخلص دو کس [مبتنا سم

اول

جوان اول

مرزا نعیم بیگ شاہجہان آبادی کہ از چندے رحلت اقامت بہ لکھنؤ کندہ در سرکار دولت مدار مرشد زادہ شوکت مرزا سلیمان شکوہ بہادر در جرگہ خواصان عز امتیاز یافت و ہمت مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی [گماشت] این شعر بیت از اوست ہ

سیہ خال اس طرح سے دیکھے اوسکی نا[ف کے] اوپر
[ر]سن[دانے دیے [ہوں] جیسے نقطے قاف کے او'

ساتھ ہر یک کے اوسے سوئی ہے اب کسنی کا | اے جواں تو بھی تو اوس [ف]تنۂ دوراں سے لپٹ

یہ اندیوں جو [ہمسے اسی] رکھا ئیاں ہیں | سنا ئد کسی نے باتیں کچھ کچھ سجھا ئیاں ہیں !

[نقا]ب الٹ کے جو سنت کو وہ مہ لقا نکلے | تو [حیا] ندشرم سے بدلی میں مونہہ چھپا نکلے
جو دیکھہ کر دُرِ گوش اُن کا جان دے ہمدم | بجا ہے خاک سے اوسکی جو موتیا نکلے

چین نہیں ہے جی کو ٹک آہ جگر حراش سے ہوک اٹھے ہے دمبدم دل میں غم فماس سے

حوان دوم

دوم

جوانے است نیک نہاد خدا باد سنسرس کلام شیخ محب اللہ نام آزاد منش بلا مال و فضل از اولاد امجاد حضرت اسرائیل بقدر ضرور از شدو بود اندکے بہرہ ور و از مسائل دینیہ لا بدیہ گونہ ما خبر جمال طماب ہم در سردار دوگاہ گاہ استفادہ ایں فن شریف از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ می سازد و سعر ہم گاہے کہ موزوں می نماید از طرش میگزراند موطن وے حضرت دہلی است و بستہ اش معلم گری ابن جاربست از طبع راد ہائے اوست سلمہ ربہ و مدعمرہ

وہ بت کہتا ہے [گر] ہونے لگا ہاتھ جھاتی بر

[بر] ب کعبہ بھرو ہیں حڑوں گا لات جھاتی پر

تو بہت ہوگا پشیماں ہاتھ او سکے گر لگا [فکر] میں تیری دلا بھرتا ہے بازی گر لگا

حامی ہیں بدعتوں کے امیر و فقیر [سب یا] رو نہ رہ گئے [ہیں] مسلماں آج کل

چشم و ابرو کا گرفتار نہ رکھا صد سکر عشق نے اپنی طرف راہ سائی [مجکو]

جہاندار

ورق ۱

تخلص مہین بور خلافت ساہزا [د] ہ ولی عہد مرزا جہاندار شاہ مرحوم المعروف مرزا جواں بخت[۱] است از انجا کہ تعریف اخلاق حمیدہ آں برگزیدہ الفس و آفاق و توصیف اوصاف پسندیدہ آں منظور نظر خلاق علی الاطلاق بحیطۂ تقریر و احاطۂ تحریر نمی گنجد عنان کمیت قلم حقائق [رقم] را ازاں جولانگاہ معطف ساختہ بمیدان تحریر نبذے از اشعار آبدار

۱ جواں بخت بہادر (؟)

کہ از طبع وقاد آں خلاصہ دودمان گورگانی و زبدۂ خاندان صاحبقرانی سرزدہ جولاں مید ہم از شبدیز گفتاری ہائے جناب الشان این نہ شعر کہ بس رسیدہ بسلک ترقیم کشیدہ لحنا بہ اداد اللہ برھانہ

دیت کا نام اس عاشق ستم کے آگے کیا لیجے — غرض چپ رہئے اور آنکھوں سے [اپنے] خوں بہا لیجے

نرگس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا — آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

چھوڑا ملاپ یار کا اغیار کے لیئے — ترک شمیم گل ہیں کیا خار کے لئے

ترے عشق کے جیتے پالے پڑے ہیں — ہمیں اپنے جینے کے لالے پڑے ہیں

کون سی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی — ہر جفا جو یہ تری نت کی لڑائی نہ گئی
قصد ہر چند کیا سیکھنے کا بلبل نے — وضع نالے کی مرے اوسے اڑائی [نہ] گئی
دل سوزاں کی جہاندار رہے تا بہ فلک — کون سی آہ تھی جو مشتعل ہوائی نہ گئی

کل جہاندار ہم اور یار تھے ٹک مل بیٹھے — بخت ناساز نے پھر آج بٹھایا تنہا

ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا — تیرے کوچے میں جو اے شوخ قدم رکھتے ہیں

جھمن لال

کائستھ وے از قدیم الایام الساکنہ حضرت دہلی است نیاکانش ہمیشہ عمدہ معاش

ماندہ برادر بزرگ وے بہ منشی گری نواب معلےٰ القا[ب] امیر الامر[ا] حافظہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ سرف امتیاز داشت طبعش خیلے بدیں فن شریف موافق افتادہ در اسعار فارسی و ریختہ صنعتہاے بکار می بر[د] بہ بنتر غزلیات و مقطعات و در مدح امرا دو سحر بن گفتہ و قدح بعضے بملا[حظہ] کردہ کہ حسب ظاہر مدح می نما[ید] و در مدح برخے حناں سعی نمودہ کہ از گرفتن حرف سر ہر مصرع نام ممدوح بر آئد و ہر مصرع تاریخ سال باشد و شطرے از غزلیات بے نقطہ و نبذے نقطہ دار سر انجام دادہ و صنائع دیگر مانند قلب و ترصیع و امثال اینہا در شعرش بسیار است و کتاب مستطاب بہار دانش را بہ کیفیتے در رشتہ [نظم] کشیدہ کہ بدیدن تعلق دارد با ایں ہمہ از کینہ توزی دور دوار ناہنجار نا اہل پرور اہل آزار بہ نان شبینہ محتاج است راحہ بھر پو[ر را] جہ احست سنگھ بہادر

ورق ۹۰

ہر چند از تہ دل میخواستند کہ افلاسش بعلاج مبدل گردد میسر نہ سد ماساء اللہ کان مالم بیشاء لم یکن بسیار وارستہ مزاج وسادہ لوح واقع شدہ و نہائت مسکین نہاد و غربت آما افتادہ گاہ گاہ شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید بہر کیف ایں نہ بیت از گفتہاے اوست ؎

دل جوں سپند عشق کی آتش سے جل [گیا] اک آہ کھینچتے ہی مرا جی نکل گیا

اشک ہوتے ہی [تو لد اسقدر رسو] ا ہوا یہ تو [لڑ] کا حضرت مجنوں کا کھی با یا ہوا

ق

یہاں مختار جو باجاہ آیا برائے قتل خلق اللہ آیا
نہ تھے کچھ شاہ جی نے شاہ حاجی وہ نادر شاہ تھے یہ شاہ آیا

ہے مفتخر بہ مسند والا گلاب راے یہ گاؤ تکیہ رکھے ہے لالا گلاب راے
سب چیز بست دے جو جوڑیں لوگ اوسکے گھر بھر وادے کف میں لوٹی لالا گلاب راے

---

۵۱ ترجیع ا.ا ۵۲ بھر دیوے ا.ا

ملبل لڑیں ہیں محل سرا[او] سکے ہیں مدام کیا لال بیٹا ما نے یہ پالا گلا[ب] راے
مانگے جو اک مونی کا دانہ تو اوسکو بھر دیتے ہیں اپنے سوہیکی ما[لا] گلاب راے
شاباش اوسکی ما کو جو ایسا[جنا ہے پوت]
جیوے وہ[ا]وسکا کھلنے والا گلاب راے

جھبنا

تخلص شخصے است از پیش خدمتان نواب حسام الدولہ مرحوم کہ نامش از صفحہ خاطر حک شدہ بطور میاں امام بخش بیکس عفی اللہ عنہ شعر میگفت اما ازان جا کہ فیض سخن است گاہے شعر موزون وخوب از و سر میزد این دو شعر از وے است ؎

پھلے کام سے جس کی گردن موڑی تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی
بننگ اپنا تو جلد جھبنا چڑھا وہ دیکھہ اوسکی تکلی اوڑی ہے اوڑی

جینا بیگم صاحبہ

ایشاں دختر بیک اختر مرزا بابر مغفور محل خاص شاہزادہ والاتبار مرزا جہاندار شاہ بہادر اند گاہ گاہ بنا بر موزونی طبع فکر شعر میکنند این سہ بیت از ایشان است ؎

روٹھنے کا عبث بہانا تھا مدعا تم کو یہاں نہ آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے کاسۂ نرگس میں جوں[شبنم] رہے

نہ دل کو چین نہ جی کو قرار رہتا ہے تمہارے[ملنے کا نت انتظار] رہا ہے

ا؎ کوئی ۱۰۱۰

حرف الحاء المهمله

در ذیل این حرف ذکر بست و هشت سخن سنج که دو کس ازان حمله حزین تخلص میکند و سه حسن و دو مرد به حسرة متخلص اند و دو[1] به حشمت و دو عزیز را حکیم تخلص اختیار افتاده و دو را حیران و تخلص دو بزرگ حیدر است اندراج ما [فته] و مجموع اشعار که بالذات و بالاستقلال مندرج گشته [ ] شعر است که من حمله آن [ ] رباعی واقع شده و یک [شعر سخن] سنج فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بالعرض و تقریباً مرقوم گشته

حاتم

تخلص بزرگے است به شیخ ظهور الدین موسوم و بزرگیش بهر کس معلوم [بر] شاعری مشهور عالم المعروف به شاه حاتم وے از سکنهٔ شاهجهان آباد صانها الله عن الشر والفساد بود در اوایل حال به سپاهگری ایام بسر می برد و در آخرها بهدایت سعادهٔ ازلی و ره نموی منت لم یزلی تعلقات دنیوی را خیرباد گفته [منت] خاک خود بدامان اهل دل بربست و به اوضاعات درویشانه در پیوست در ایامے که بسرکار دولت مدار نواب معلے القاب عمدة الملک امیرخان بهادر عفی الله عنه ملازم بود و ارتکاب منهیات بدرجه اعلیٰ می نمود گاه گاه به تکیهٔ میر بادل علی مرحوم بجوار فایض الانوار نقش قدم رسول علیه الصلواة مبداء النصوص والعقول میرفت و میر مغفور که فقیر آزاد متشرع و درویش خدا یاد متورع و از مریدان خاص حضرت شاه محمد امین سهروردی که عقب دیوار پائین پا [ضی حمید] الدین ناگوری قدس الله تعالی اسرارهما مجردانه خفته است بود درمیخورد تا رفته [رفته] اراده ارادهٔ بدلش جا گرفت و بعد اظهار ما فی الضمیر عز قبول پذیرفت اما حسب ظاهر بامور معروفات و ممنوع از منهیات نگشت در عرض پنج شش ماه به عطاے

[1] "و دو عزیز را حشمت تخلص اختیار افتاده و دو را حکیم و تخلص دو بزرگ حیران است اندراج یافته" ا ا حلا

ورق ۹۱

تسبیح و مصلے و کلام اللہ و خرقہ و (ما سبہا) بے آنکہ مکلف لعمل شرائع گردد بہرور و تدریج سرفراز
گشت در آخر عہد ورفے کہ [بر] ان استعدادے کہ از اوراد خاصہ حضرات سہروردیہ بود [و] ح
اللہ تعالےٰ ارواحہم باو رسید و بخواندن آں مامور گردد [بد] بمجرد خواندن حالتے بو[ے دست]
داد کہ در [حین میل مباشرۃ زنا] حرکتے از قوئ شہوانی در خود نمی یافت و ہنگام ارادہ شرب
مدام بمجرد رسیدن بوے ام الخبائث [بمشا]م بہوع وقے دست میداد تا بالمرہ حرف عمل
منہیات از صفحہ خاطر عاطرش حک گردید و بہ صلاح و فلاح دنیوی و اخروی وارسید بہرحال بسیار
آزادانہ زندگی می نمود و حیلے خوش مزاج و خلیق بود در آخرہاے روز مدام بہ تکیہ شاہ تسلیم کہ بر
شاہ راہ راج گھاٹ زیر دیوار قلعہ مبارک واقع است تشریف ارزانی میداشت و برخلاف
و[ضع] آزا[د] ان نیمہ می پوشید و بسیار با [نظافت] و طہارۃ [می] زیست و گرد مسکرات نمی
گشت و بصوم و صلو[ۃ و سا]ئر شرعیات سخت مقید بود اما دستارچہ آزادانہ بر کلاہ می بست و
وجو[بک] مارنگ و رومال کہ شعار آزاداں است [با خویش] میداشت بالجملہ درویشے بود
نیک دین صاحب نفس و شاعرے بود با تمکیں از طبقہ دوئمین دیوانے ضخیم بگفتار قدیم
مشتمل انواع سخن دارد و دیوانکے خورد کہ دیوان زادہ اش نام کردہ و آں ہم پنج ہزار بیت
تخمیناً خواہد بود [بطر]ز طبقہ سیوئمیں ازو یادگار است و شعر فارسی ہم میگفت تلامذہ بسیار داشت
در دیباچہ دیوان نام [جہل] و پنج کس از [شاگردا]ن خود برشتہ تحریر کشیدہ سرآمد شعراے فصاحت
آما مرزا محمد رفیع سودا ہم دراں [سـ]لک منسلک است از انصاف گستریش چہ برطرازم
[اسناد] سراپا درایت ہدایت اللہ خاں ہدا[یت] عفی اللہ عنہ می فرمودند کہ بارہا از زبان
نصفت بیان آں اسناد دوراں شنیدہ ام کہ این مصرعہ میخواند ع

رتبہ شاگردی من نیست استاد مرا

و میگفت حقا کہ ایں در حق استادی من و شاگردی مرزا است مختصر کلام یک صد و نود و چار
شعر[۱] از زادہاے طبع آں والا نژاد رقمزدہ کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی اللہ عنہ ؎

کعبہ و دیر ہیں حاکم بخدا غیر خدا کوئی کافر نہ کوئی ہم نے مسلماں دیکھا

۱؎ اصلی ۱ ۱ ۲؎ بیت ۱ ۱

ہجر کی زندگی سے مرگ[1] بھلی کہ [یہ] کہوے جہاں وصال [ہوا]

نہ مے نہ ابر نہ ساقی نہ ہم نہ دل [نہ] دماغ کسے حوش آ وے یہاں سیر گلستاں تنہا

حاتم اب اوسکے سبھی مو بہ کبطرف دیکھیں ہیں شیشہ مجلس میں یہاں پیر مغاں ہے گویا

فقیروں سے سنا ہے ہم نے حاتم مزاجی نے کا [مر] جانے ہیں دیکھا

[سنے] حسرت گلگشت نہ پرواز کی طاقت صدقے میں ترے کیا مجھے آزاد کرے گا

خبر آنے کی قاصد کے سنے سے جی دھڑکتا ہے خدا جانے کہ اوس ظالم کا اب پیغام کیا ہوگا

دورا ہے جب سے بزم میں تیری شراب کا بازار گرم ہے مرے دل کے کباب کا

بڑا احساں کیا جو دل کو میرے کھینچ کر کاڑھا کہ مدت سے مرے سینے میں جوں کانٹا کھٹکتا تھا

مستوں میں [جو شیخ آ پھنسا] تھا میخانہ میں طرفہ ماجرا تھا

وہی ہوتا ہے نامی[2] سب [میں] حاتم بعد مرنیکے جو [جیتے جی] اوڑا وے آپسے نام و نشاں [اپنا]

جسکو دیکھا [سو یہاں دشمن] جاں ہے اپنا د[ل] کو جانے [تھے] ہم اپنا سو کہاں [ہے اپنا]

---

[1] موت ۱۰۱ ۔ [2] حاتم سب میں نامی ۱ ۱

[پوچھا] بھی نہ حاتم کو کبھو [و] یکھ کر اوس[1] نے ہے کون کہاں کا ہے کہاں [تھا] کدھر آیا

حاتم بیکس کا کچھ بن کون ہے کوں ہووے جو ہووے تو مرا

نہ جانا کس طرف گم ہوگیا ایسے رہے غافل کہ آواز جرس سنتے ہی سنتے کارواں گزرا

قاصد کی زباں سے اوس کے آگے پیغام و سلام کچھ نہ نکلا

عصیاں کے سوا کام نہیں اوس کو کسو سے حاتم سا گنہ گار نہ دیکھا تھا سو دیکھا

کنارِ آب ہے اور میکشاں شب مہتاب چلے تو کشتی مے پھر کہاں شب مہتاب

دیکھے اگر تو باغ میں سوے گل گلاب ہو جاے سرخ پھول کے رو سے گل گلاب

یہی ہوتی ہے عا[شق] پروری کی شرط ہے ظالم کہ ہم مرتے ہیں تم جاتے ہو موہنہ پھیرے میاں صاحب

شوق اوسکا آن کر یکبارگی سب لے گیا جان سے آرام سر سے ہوش اور چشموں سے خواب

ہم سیہ بختوں سے اتنا کیا ہے [نا] حق پیچ و تاب نام لیں ہم زلف کا سن سنکے بل کھاتے [ہیں] آپ

آ [گئی مرگ وہ نہ] آیا حیف رہ گئی دل میں یار کی حسرت

---

[1] کے اوسے ؤ ؤ

ہو گئے اس کا[قد] و رخسار دیکھ سرو قمری بلبل و گلزار[۱] مست

کئی دیوان کہہ چکا حاتم اب تلک بر زباں نہیں ہے درست

صاحبان قصر کو ملتی نہیں ہے بعد مرگ گور میں سر کے تلے تکیے کی[جا] گر ایک خشت

مو سے باریک تر ہوا ہوں ضعیف تیری زلفوں کی دیکھ کر لٹ [لٹ]

دل کہا[ں] ہے کہ ہو[وے د] یوانہ کیوں ادھر آئی ہے بہار ع[بث]

حاتم ا[وس کے قد سے کر] دعوی کرے[گلشن میں سرو] بھیڑ ڈالے [نا] حتہ ازہ بنا سنہرا [سے آج]
[خال دا] نہ زلف دام ابر[وکما]ں مژگاں ہے تیر دل [ہمارا] سہم ابھ[کھا]تا ہے ان جا[بر]وں سے] آج

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے حق رکھے ایماں سلامت ایسے کفرستاں کے بیچ
رات دن جاری ہے عالم میں مرا فیض سخن گو کہ ہوں محتاج یہ حاتم ہوں ہندوستاں [کے بیچ]

غنچے کہیں ہیں[سر] کو نوا کر چمن کے بیچ یعنی نہیں ہے جائے سخن اوس دہن کے بیچ

ورق ۹۳

توڑ[۲] کر کعبہ [دل] تو نے بنائی مسجد کیا کہوں شیخ تیرے[۳] خاک اس اوقات کے بیچ
دام سے منصب و جاگیر کے باز آ حاتم یہ دم لقمہ نہ کھو[فکر] محالات کے بیچ

ہاتھ مت کھینچ جنوں تجکو مرے سر کی قسم ایک جیب تک بھی رہے تار گریباں کے بیچ

---

[۱] دونوں نسخوں میں ' دال ' سے [۲] پھوڑ کر ا ا [۳] پڑے ا ا

لب ترے کان ملاحت ہیں سخن آب حیوۃ — یہ تعجب ہے کہ مصری ہے نمکدان کے بیچ

میں نے مایا ہے خیالِ زلف کی ست میں وصال — حشر تک ہونے نہ دونگا اپنے تا مقدور صبح

بار نکلا ہے آفتاب کی طرح — کون سی اب رہی ہے خواب کی طرح
چشمِ مست سیہ کی یاد مدام — شیشۂ دل میں ہے شر[اب کی طرح]

سالار قافلہ ہوں میں اہلِ جنوں کا آج — جاتے [ہیں اشک چشم مرے] کاروان کی [طر]ح

تمنا ہیں تری یوں دیدہ وا ہوں — کبھو دیکھے تو ہو نگے چشم مذبوح

مستوں سے پوچھیے تری دشنام کا مزا — دونا نشہ کرے ہے جو ہو وے شراب تلخ

مارا ہے سنگدل [نے] دکھا مجکو رنگ سرخ — تعویذ میری گور کا لازم ہے سنگ سرخ

کوئی دیتا نہیں ہے داد [بیداد] اد — کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

اے فلک اسقدر [تغافل] کیا — ہو گئی چشم انتظار سفید

حلقہ حلقہ یہ نہیں زلفیں [پڑیں] رخسار پہ — [حسن] کی آتش سے اب یہ پیچ کھا [نکلا ہے دود]

چاہوں کہ درد دل میں کہوں اوس کے روبرو — ہو جاے ہے زباں مری [بے] اختیار بند

لہ ہوتے ا ا، لیکن دیوان زادہ میں بھی "ہوتے" مرقوم ہے۔

سب طر[ف] ہے سور کچھ طوفاں سالاتی ہے بہار   [جیت] جاؤ آج دیوانو کہ آتی ہے بہار

آج نرگس کو قلم کر کے صنم لکھنا ہوں   وصف چشموں کا تری کاغذ بادامی پر

بس ہے اوس سنگدل کا نقش قدم   میمری [لو]ح مزار کی خاطر

سب طرح حکم کے ہم تابع ہیں   جو [تم] ارشاد کرو بندہ نواز

کثرت آہ و فغاں سے تو گلا بیٹھ گیا   تو بھی ہونا ہے مرا نالہ گلو گیر ہنوز

حاتم جہاں کو جان کے [فا]نی خدا کو چاہ   اللہ بس ہے اور نہ باقی ہے سب ہوس

میکدے کے درپہ حاتم گر پڑا   ہے [کسو] کو بھی اٹھا لانے کا ہوش

دور میں چشم گلابی کے تری لے بادہ نوش   بزم میں کرتا ہے مستوں کی طرح سیانہ رقص

یہی ہوتی ہے دوستی کی شرط   وہ جو خوش واہ وا بھلا اخلاص

حاتم تمام عمر تو رونے سے مونہہ نہ موڑ   ماتم ہے دوستوں کو سر کربلا کا فرض

ابھی آغاز ہے اے دلربا خط   خدا کے واسطے نومت منڈا خط

جن چمن نکالے ہے کوئی البا بھی درد مند   مد[ت] سے ہو رہے ہیں [کھبھولوں میں خا]ر جمع

ــــــــ
لہ اردو دیوان زادہ

چلو اب سیر کو اے گل رخساں باغ　　کہ پھر ہم تم کہاں اور پھر کہاں باغ

حاتم اوس ظالم کی ابرو کو نہ چھیڑ　　ہاتھ کٹ جاوے گا اے ناداں ہے تیغ

دا[غوں] سے ہو رہا ہے مرا سینہ آج با[غ]　　کس کو رہا ہے سیر چمن کا دل و دماغ

مت [لگا] دل کو عبث [بیہودہ] عالم کیطرف　　[عمر] غفلت میں [نہ کھو] ٹک جھانک لے دم کیطرف

بل[بلو] تمہیں مبارک ہوں　　وہ گل [آیا ہے][۱] گلستاں کیطرف

کسو کو آپ سے گر آشنا [کرے] معشوق　　تو [پہلے] اوسکو سبھوں سے جدا کرے معشوق
قسم [ہے] اوس کی مجھے اوس گھڑی کوئی نہ جیے　　جو پردہ مونہہ سے او[ٹھا کر] ادا کرے معشوق

قیامت پر قیامت ہوے گی روز جزا ظالم　　اوٹھیں گے داد تجھ سے مانگتے جب [صف بصف عاشق][۲]

چاند سے تارے کا ہوتا ہے کبھو جو اتفاق　　اس طرح مونہہ پر ترے پھاپے چمکتا ہے بلاق

پہنچا زمیں سے نالہ مرا آسماں تلک　　یہ کیا جو کچھ خبر نہیں اوس تلک تلک

[تھا پاس ا] بھی کدھر گیا دل　　یہ خانہ خراب گھر گیا دل

اس درجہ ہوے خراب [الفت]　　جی سے اپنے اتر گئے ہم

۱؎ آتا ہے (دیوان زادہ) ۲؎ اصل نسخہ اور دیوان زادہ میں کٹ گیا ہے۔ ا۔ ۶۔ عاشق

کس کنے لیجائیں تیرے ظلم کی فر[یاد ہم]　　تجھسے شی ۔۔ نہ [کی جاتے ہیں داد] ہم

نہیں ہے گل سو اگر غیر سے تجکو نظر بازی　　تو کیوں حور سید کے دیکھے سے تو منساب ہے شبنم

کیا باد خزاں نے گل چراغ و ودماں گل　　چمن کی ان دنوں بھی کچھ بو رکھنی ہے خبر شبنم

ہماری چشم کے طالب کو جام سے [کیا کام　　نگہ] کے مست کو ہے شرب مدام سے کیا کام

ہیں کفر و دین سے گزرا ہوا [ہوں لا] مذہب　　خدا [برست] سے مطلب نہ [بت] پرستے کام

کنج قفس میں پھینک کے صیاد ہے ستم　　[کر نیکو] ذبح بھی نہ کیا یاد ہے ستم

ہیں نے پوچھا کوئی حاتم بھی ترا بندہ ہے　　[کہا] ہووے گا کوئی اتو ہمیں یاد نہیں

ہے کبھو دل میں کبھو جی میں کبھو آنکھوں کے بیچ　　کون کہتا ہے اوسے یار و کہ ہرجائی نہیں

ہزار زندگی بخشے ہے آب چشمہ خضر　　ترے لبوں تک تو آگے وہ خوشگوار نہیں

تو صبحدم نہ نہا بے حجاب دریا میں　　پڑے گا سو ۔۔ بے آفتاب در [با میں]

عکس سے ہے خون عاشق کے فلک اور شفق　　[یہ تمنا] ۔۔ ہے کہ رنگیں دامن قاتل نہیں

لہ تجھی سے (دیوان زادہ)　　ﮯ دیواں زادہ

خیال چشم [ترا ایسا] ہے آنکھوں میں ۔ شراب کا [سا] ہماری نشا ہے آنکھوں میں

نہ دلمیں چین ہے میرے نہ [خواب آ] نکھوں میں ۔ پھرے [ہے] جب سے وہ خانہ خراب آنکھوں میں

تکلف برطرف [سو] سدرہ و طوبیٰ سے بہتر ہے ۔ مرے سر پہ یہ تیرا سایۂ دیوار دنیا میں

نہ آرہی نہ دلاسا نہ دلدہی نہ نگاہ ۔ غرض ہوں میں ہی جو تجھسے نباہ کرتا ہوں

میکدے میں صاحبِ جام و شراب و شیشہ ہوں ۔ محتسب دونو جہاں کے غم سے [بے] اندیشہ ہوں

افسوس کہ آپ کو میں اب تک ۔ معلوم نہیں کیا کہ کیا ہوں ،

، [کو] خندہ کو تبسم و کو فرصت سخن ۔ اس انجمن میں اب لبِ حسرت گزیدہ ہوں

قیامت تک جدا [ہووے] نہ یارب ۔ جنوں کے ہاتھ سے میرا گریباں

دل تو تیر نگہ [نے چھان] دیا ۔ اب نشانہ جگر کہے تو کروں

دامن تلک بھی اوسکے نہ پہنچا میرا غبار ۔ مشہور ہے زمین کہاں آسماں کہاں
جوشِ مستی پھر کہاں مستو جوانی [پھر] کہاں ۔ میکدے میں حلکے یہ دھومیں [مچانی] پھر کہاں
کیا کہوں تجکو نواب جینے سے اوکتا [یا] ہے [کیوں] ۔ و[م] غنیمت جان جاناں [زندگانی پھر] کہاں

ہم بھی اس بیری میں اک راحت جاں رکھتے ہیں ۔ متصل اوس کے [سے] دل اپنے کو جو[اں] رکھتے ہیں

رفیق اس دورمیں ہم ایک دلِ ناشاد رکھتے ہیں — سواوس کے ہاتھ سے بھی راتدن فریاد رکھتے ہیں
چڑھا یا آسماں پر ہم کو آخر خاکساری نے — بگولے کی طرح گو جا[نما]ں برباد رکھتے ہیں
بجز نک مشت پر کچھ بھی ہاتھ آنے [کا] نہیں ان کے — عبث مجھ صید لاغر پر نظر صیاد رکھتے ہیں

یہاں تک شوق نے میرے اثر پایا کہ آخر [کو] — ہوا معشوق عاشق [عشقبازی] اسکو کہتے ہیں
د[ے] کے د[ل] ہاتھ ترے اپنے ہاتھ — ہاتھ [پر] ہاتھ دئیے بیٹھے ہیں

ہم وہ جب ہم شراب ہوتے ہیں — کئی مرغے کباب ہوتے ہیں

بحر غم سے نکا[ل] اے ساقی — ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

میں ہمبالیش کیا [مجنو]ں صفت یکسر بیاباں [کو] — نہ بیچا دامنِ صحرا مرے چاک گریباں کو
ہیں غم سے لٹ گیا مانند مو سودا سے حل حل کر — نہ چھوڑا تو بھی زلفوں نے تری مجھسے پریشاں کو
غلامِ عشق سے دیر و حرم کی راہ مت پوچھو — جو ہو دیوانہ کیا جانے طریق کفر و ایماں کو

حاتم کو کیا کہوں کہ سکندر گیا ہے بھول — [تیر]ے لبوں کی چاہ میں آبِ حیات کو

ورق ۹۵

جہاں میں عشق کی برعکس دیکھا رسم و آئیں کو — کرے ہے [صدا و سکے] دشت کی کنجشک شاہیں کو
شگفتن وار بھی فرصت نہ دی غنچے کو ہے ظالم — کبھو احوال بلبل [پر] نہ آیا رحم گلچیں کو
تم تو بیٹھے ہوے پہ آفت ہو — اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
[نزع کے وقت] بھی نگاہ نہ کی — کیا سمجھ جیتنم بے مروت ہو
دل تو چاہ ذقن میں ڈوب گیا — آشنا تھا غریق رحمت ہو

---

۵۱ ایک ہم دل ناشاد ا ا   ۵۲ پہ ا ا   ۵۳ مرغ ا ا   ۵۴ پیر ا ا

ایسا کروں گا اب کے گریباں کو تار تار   جو پھر کسو طرح سے [کسو سے رفو] نہ ہو
تری گلی میں جو گڑ رہنے کو مجھے جا ہو   جہنمی ہوں جو جنت کی [پھر تمنا ہو]
ہم کو کب انتظار ہے فصل بہار ہو نہ ہو   داغِ جگر شگفتہ باد [گل] بکنار [ہو] نہ ہو
تیر نگہ لگا کے تم کہتے ہو پھر لگا نہ خوب   میرا تو کام ہو گیا سینے کے پار ہو نہ ہو

باعث تیرہ بختی عالم   اوس کی زلف سیاہ سے پوچھو
اوسکے مکھڑے کی روشنی کی صفت   مجھسے کیا مہر و ماہ سے پوچھو
گریہ و نالہ و فغاں کیوں ہے   یہ مرے دل کی چاہ سے پوچھو

ہاں جی جا مارئے [سپا] ہی ہو   ابتو [شمشیر] کو غلاف کرو
چلو بیٹھے رہو بس دھی مٹھی   سینہ حاتم [کامت] شگاف کرو
الکدم آسائش نہ کی اور اوڑ گیا رنگ بہار   حیف گل، افسوس بلبل، ہائے [قمری] وا [ا] سے سرو
جو رقیبوں سے مصلحت کی ہے   ہم کو [سب ہے خبر] کہو نہ کہو
شائد اپنے حسن پر آپ ہی ہوا ہے مبتلا   اندنوں کچھ دیکھتا ہے یار اکثر آئینہ

تو جو کہتا ہے بغل بیچ یہاں [ہے شیشہ]   محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ
جتنا کہتا ہے نہیں اتنا تو کہتا ہے کہ ہے   لو جی کیا چومونگے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ

لعل [نکلے] ہے کبھو اشک کبھو دُر دانہ   ہے [نہاں[1]] چشم کے پردے میں جواہر خانہ
ہاتھ تیرے سے نہ عاشق کو [نہ] معشوق کو چین   دو تو جلتے ہیں ادھر شمع اودھر پروانہ

گر زاہدوں کو وعدۂ جنت ہوا تو ہو   مستوں کو کوے [میکدہ] ہی یہاں بہشت ہے

[1] اصل نسخہ میں 'یہاں' ۔ ۱۰ ۔ میں 'کہاں' لیکن دیوان زادہ میں 'نہاں' مرقوم ہے ۔

نہیں جز قرص مہر و ماہ کچھ یہ گردوں کے مطبخ میں	سو وہ بھی ایک نا[ن] سوختہ اور ایک آبی ہے

گو کہ شمیم گل سے آج عطر فروش [باغ ہے	دل ہی نہ ہو تو اے] نسیم کس کو یہاں دماغ ہے

کسو کے زلف کے سو[دے] میں آج آنکھوں سے	[جگر سر]سک [کے] خونِ سیاہ نکلے ہے

کھیل سب چھوڑ کھیل اپنا کھیل	آپ قدرۃ کا تو کھلونا ہے
رو تو حاتم حسین کے غم میں	اور رونا تو رانڈ رونا ہے

ہجوم انتظار اس درجہ ہے یار	کہ ہر یک داغ چشم دوربیں ہے
[illegible] دل	کہ تیرے [illegible] کے قابل نگس ہے

جان اس وقت روبرو تو ہے	تنبیتے کو یہاں [کہاں رو ہے]

تھا ابھی ہم پاس ابھی جاتا رہا یاروں کے پاس	آشنائی میں وہ لڑکا [گنجفے کا میر ہے]
ہر صبح اوٹھ بتوں سے مجھے رام رام ہے	زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے
ہم اور تری شکایتیں ظالم خدا سے ڈر	بہتان [ہے] غلط ہے یہ محض [اتہام ہے]
سازِ درویشی و سامانِ فقیری حاتم	میری [فہمید] میں تنہائی و خاموشی ہے
پیری میں آج یار مرے ہمکنار ہے	[ساقی] پیا پیا کہ خزاں میں بہار ہے
اے فصل گل کہے ہو نہیں اب ہمیں دماغ	آنکھوں میں آج ہر رگ گل نوک [خار ہے]
مدت سے خواب میں بھی نہیں نیند کا خیال	حیرت [میں ہوں یہ] کس کا مجھے [انتظار] ہے
تیری تو جان میرے مذہب میں	دل پرستی خدا پرستی ہے
[illegible] میں [ہیں سب] حاتم	ان دنوں کیا شراب سستی ہے

ورق ۹۶

ارے لے مہر مجھ کو رونا چھوڑ   کہاں جاناہے مینہ برستا ہے
جس کو تیرا خیال ہوتا ہے   اوس کو جینا محال ہوتا ہے
جوں مہرا شراب [جانے] ہے   لخت دل کو کباب جانے ہے
وہ ستم پیشہ اپنے مذہب میں   ذبح [کرنا] ثواب جانے ہے
دعا دیتا ہوں اور سنتا ہوں دشنام   کوئی [انصاف] کیجو کیا غضب ہے
توبہ زاھد کی توبہ ملی[1] ہے   جلے [بیٹھے] تو شیخ چلی ہے
پگڑی اپنی سنبھالے چلنا شیخ   اور بستی نہو یہ دلی ہے
[سگ[2] شہر جدا] ہے نو حاتم   [خارجی نیزے[3]] آ گئے [بلی[4]] ہے

کریں ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم تیرے قد کی   جو تو آوے چمن میں تو ہمارا بول بالا ہے
نظر میں اوس کی جو چڑھتا ہے شوخ[5] جیتا نہیں رہتا   ہمارا سانورا اس شہر کے [گوروں میں] کالا ہے

طرف ہیں اگر زاہد مجھے گمراہ جانے ہے   مرے [دل] کی حقیقت [کو مرا] اللہ جانے ہے
اوسے جو دیکھتا ہے دکو سو خورشید کہتا ہے   [جو گھر سے] [راتکو] نکلے تو عالم ماہ جانے ہے

جلتا ہے مرا زخم دل اب شمع کی مانند   ستائر [پر پروا] نہ پر تیر ہوا ہے

خاک کر دیوے جلا کر پہلے پھر ٹسوے بہاے   شمع مجلس بھی بڑی دلسوز پروانے کی ہے
شیخ اوسکی چشم کے گوشے سے گوشے ہو کہیں   کس طرف جاتا ہے احمق [راہ میخانے کی ہے]
جی [میں] آتا ہے کہ حاتم آج اوس کو چھیڑیئے   مدتوں سے جی میں حسرت [گالیاں] کھانیکی ہے

کدھر جاتا ہے میرے ہاتھ تیری اب تو چوٹی ہے   بتا تو [زلف] تیری [کس نے] یہ نوچی کھسوٹی ہے
ترے رخسار و قد نے دھوم ڈالی ہے گلستاں میں   [ادھر بلبل سسکتی ہے ادھر] قمری بلکتی ہے

---

[1] ملے ا ا   [2] ازدیوان زادہ   [3] ا ا   [4] ازدیوان زادہ   [5] ا ا

دل سے بوئے کباب آوے ہے — کون مست شراب آوے ہے
[خود بخود] دل خوشی [سے ہے] شائد آج — مرے خط کا جواب آوے ہے
حتّے ویراں کیا ہے [کعبۂ] دل — [کجیرہ] خانہ خراب آوے ہے

دل [میرا] لے کے پھر بکھر جاؤ — تم تو ایسے نہیں خدا نہ کرے
جھانکتے تھے ہم تمہیں، تم ہم کو کس کس گھات سے — ہاتھ سے طرفین کے صدر [خنے] دیواروں میں تھے

طالع کی گردش ہو تو جا ابنی بود و باس — خوباں [کے زیر] سایۂ دیوار بیٹھتے

اس جھمکے سے تو آیا رات کو اے رشک ماہ — روشنائی شمع کی [جلوے] نے تیرے مات کی
وعدہ کر ہم سے نہ آیا جھوٹے — ایسے پیمان کے تیرے صدقے
[صبح] اوس کی [جبین] کے صدقے — شام کاکل کی چین کے صدقے
اے خردمندو [مبارک] ہو تمہیں فرزانگی — ہم ہوں اور صحرا ہو اور سر ہو اور دیوانگی

کل تو اوٹھا دیا تھا جھڑک کر ولیکن آج — بیٹھا امیدوار ہوں دشنام کے لئے
رات میری فغان و نالے سے — ساری بستی نہ نیند بھر سوئی
نرگس آنکھوں کو تری دیکھے [تھی] چوری چوری — [لاسکے یکدست] قلم کر اوسکے دستے دے
اے مرے لعل تو کیا جانے دلوں کی قیمت — لگ گئے ہاتھ ترے مفت میں سستے سستے
بڑا غضب ہے کہ حاتم کو تم نہ پہچانو — وہی قد[یم] تمہارا غلام بھول گئے
ہمیں مضمون و معنی سے نہیں کچھ ربط اے حاتم — نشے کی لہریں جو دل میں آیا ہم بھی بک بیٹھے

[سب صبا ہے] مجھے دولت صیاد سے آج — بے پر و بالی و کنج قفس و تنہائی

تیرے تئیں تو [لازم تھا] توبہ کا سبب پوچھے — میکشی سے اے ساقی گو کہ میں قسم کھائی

کلیجا موں [نہہ کو] آیا اور [نفس کرنے] لگا تنگی — ہوا کیا جان کو میری ابھی تو تھی بھلی چنگی

[تیرے کوچے میں سر شہیدوں] کے — ہیں پڑے جیسے باٹ کے روڑے

قتل کرتا ہے تو جو حاتم [کو] — کون او [ٹھا] وے گا تیرے نکھو [ڑ] ے

ہوا ہوں اس قدر کاہیدہ تیرے عشق میں جانی — کہیں نے آپ [صو] رت دیکھ کر اپنی نہ پہچانی

کہا حاتم نے تیرے دیکھ مونہہ پر خال ہندو کو — چو کفر از کعبہ بر خیزد [کجا] ماند مسلمانی

ہشیار کروں حاتم مستوں کو نگاہوں میں — قطرہ مئے وحدۃ سے جو ساقی [کوثر دے]

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں ہے شیشہ — محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ

جتنا کہتا ہوں نہیں اوتنا تو کہتا ہے کہ ہے — لوچی کیا چوموں گے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ[ا]

اس جہاں کے قمار خانے میں — جب سے ہم آکے یار بیٹھے ہیں

عمر ہفتاد و ہفت سال کو مفت — کیا دم نقد ہار بیٹھے ہیں

[زندگی ہو چکی مسیاں] حاتم — وقت کے انتظار بیٹھے ہیں

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سونا معلوم — قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم

حاتم افسوس دے و امروز گذشت — فردا کی رہی امید سونا معلوم

حالی

[تخلص میر محب علی است] وے در سلک ملازمان مرزا محمد تقی خاں کہ یکے از امیرزادہ ہائے مرشد آباد بود انسلاک داشت گویند کہ سودائے خام شاعری در دماغ خود چنداں می پخت [کہ سر آمد شعرا] ے فصاحت آما مرزا [محمد ر] فیع سو [د] ا و سخن سنج بے نظیر

ورق ۹۷

[ا] ۔ دونوں شعر پہلے بھی آچکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۹۰ ہشت ۱ ۱

محمد تقی میر را موزون الطبع می گفت و شاعر نمی دانست تا بہ دیگراں خود چہ رسد ع

ہر کس بخیال خویش خبطے [دارد]

[بہر کیف مطلعے] کہ از و بدست افتادہ رقم پذیر گشت ؎

عوض [میں بوسے کے دی ہے گالی سوا] ل دیگر جواب دیگر

یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

پوشیدہ نیست از قطع نظر از لغویۃ لفظ 'میں' متبادر از مصرعہ اول اعطاء [بوسہ] بمعشوق و یافتن عاشق عوض آں دشنام از وے است اگرچہ بدلالت [لفظ] سوال المعنی الذی فی بطن الشاعر بتکلف ظاہر می شوند ولا [یخفی ما فیہ] 'رہے شعور دشمنی کہ شاعری ایں و دعوی آں گویا مرزائے مرحوم در حق [ا]یں چنیں ہا قبل از وقوع واقعہ گفتہ ؎

اتنی کچھ شاعری پہ کرتے ہیں	میخ در کون آسما[ن و زمین]

بگمان قاسم ہیچمدان سراپا نقصان اگر ایں چنیں میگفت بہر حال خوب می شد ؎

میں چاہوں بوسہ وہ دیں ہیں گالی سوال دیگر جواب دیگر

[یہ طرز انہوں نے نئی نکالی] سوال دیگر جواب دیگر

حب

تخلص محب خفی و جلی برخوردار میر احمد علی است مد عمرہ وے نوچولے است سعادت بنیاد از سادات قصبہ فریدآ[باد] کہ منصب قضاء آنجا ابا عن جد بوے تعلق دارد بحسب قضاء و قدر جد و پدرش در عرض شش ماہ و یرا یتیم سیزدہ سالہ گذاشتہ بجوار رحمت حق رحل اقامت افگندند راجہ نامدار کامگار فیض بخش کرم گستر راجہ بہادر سنگھ بہادر دام اقبالہ متکفل پرورش و متعہد تربیت وے گشتہ [با]نواع تفقدات پیش می آئند و حق جدش کہ نسبت تلمذ بوے دارند بواجبی [ادا] مے فرمائند مختصر کلام ایں میر احمد علی حب [بہ تحصیل علوم متداولہ] فارسی و عربی

؎ نظر ۱ ۱.

از برخوردار سعادت شعار میر عزت [اللہ] عشق طال عمرہ و [زادہ] قدرہ کہ [شعر خود] ہم از نظرش میگذراند استدعاں وارد خد [اس] بمراد دل و عمر طبعی رساند در [مقطع] غزل مشتر نام شود ہم بہ طریق لطیف می آرد این [بیست و یک بیت از گفتہا] سے اوست افادہ منہ مد عمرہ سے

تو اولٹ دے جو اُٹھی رو [سے] حسن کا پردہ
[اوٹھ] گیا خلق کہے خلد بریں کا پردہ

بیٹھا رہا ہس راہ میں کل منتظر پہ آہ
کہتے ہیں میرے [گھروہ] ستمگار ہوگیا

کیوں خفا ہوئے ہو اتنا [خیر] صاحب خوش رہو
لو خدا حافظ [چلا یہ بندہ] درگاہ اب

ٹالے [مالے] کس لئے [کیوں] ہمکو [بہلاتے ہیں] آپ
بالے [لٹکا کان میں] بارے کدہر جاتے ہیں آپ

یا تو پڑتی ہی نہ تھی کل آپ کو میرے سوا
ایک دم یاں بیٹھتے یا آج [گھبراتے ہیں آپ]

حب احمد مختار کی دے مجکو الٰہی
زاہد کو مبارک ہو یہ سب کشف و کرا[ما]ت

سینۂ دل کو اوچھالو دم بدم مت ہاتھ ہیں
کیوں بڑے ہو اسکے پیچھے یہ کہیں جاوگیا ٹوٹ

رات جاگے ہو کہیں کہتی ہیں آنکھیں آپ کی
کس لیئے کس واسطے کیوں بولتے ہو مجسے جھوٹ

کشتۂ ناز و ادا ہم تو ہیں اک [مدت] سے
ہم سے [بل] کھاتی ہے کیوں کاکل بلد اذیت

یار و ہماری عقل بجا کچھہ نہیں ہے آج
ہوش اب کہیں، حواس کہیں، دل کہیں ہے آج

دیکھا ہے کون ساہت سر [جائی] ان نے آہ
کہنے میں دل نہیں ہے کہیں کا کہیں ہے [آج]

ورق ۹۸

ا۔ کرتی ہے د۔ ا

آنکھوں سے [اشک گرتے ہیں یاقو]ت وار سرخ — دیکھے ہیں جب سے میں نے لب لعل یار سرخ

اغیار سے لڑاؤ نہ بیٹھے تم آنکھ اچھا — جاتا ہوں خیر دیکھوں ہیں یہ عذاب کیونکر
[عا]شق [کی] دیکھ تربت [اک درد سے وہ] بولا — [حیرت] ہے یہاں یہ مجھ بن کرتا ہے خواب کیونکر

[دل ہوا تن] سے جدا جان ہوئی بدن سے [ہوا] — یار جس وقت ہوئی تجھ سے جدائی مجھکو
چھا گیا رات [اندھیرا سا نظر کے] آگے — [یاد وہ] زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
جی نے جی ہارا [خدا یار ہے بیمار ی عشق — تا] دم مرگ نہ ہوا اس سے رہائی مجھکو
اشک گلگوں سے ہوا تختہ [دامن رنگیں — یاد آئی] جو تری سرخ ردائی مجھکو
اک خرابہ سا نظر آئے ہے واللہ یہاں — [حب احمد] کے سوا ساری خدائی مجھکو

لہو رونے لگے دل کے لگاتے ہی ابھی کیا ہے — [مزہ تو] آگے آگے دیدۂ خونبار دیکھیں گے

حشر سے پیش کیوں ڈروں [۱] دی ہے مجھے اپنی حب — احمد مختار نے حیدر کرار نے

حجام

تخلص عنایت اللہ مرحوم عرف کلو است وے حجام پسرے بود از قصبہ سہارنپور [اما در ولیش] نہاد و صاحب شعور بیشتر اوقات مشغول بحق می ماند و مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ میخواند [و مولہ] سماع بود و وجد می فرمود بہ برکت انفاس متبرکہ حضرت زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ دست بیعت بدست حق پرست جناب کرامت مآب حضرت ایشان [داده] بود خیلے با وصاف صوفیان صافی انصاف و در سر تراشی آں سرآمد اولیاء عہد

۱؎ کیوں میں د ۱

اختصاص داشت از انجا کہ بسیار [عقیدہ] تمش [و] نہائت خوش گپ بود درحین خدمت
آں گل گلزار[1] توحید عندلیب آسا [غزل خواں] می شد و بحکایات شیرین دلفریب دل حقیقت
منزل آں فخر الاولیا خوش میکرد و فیضہا [می] اندوخت شعرش لب یار باکیفیت است در مقطع
ہر [غزل] ید ورین تخلص می کند شاگرد رشید [سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا] محمد رفیع سودا
است بنا برآنکہ سنگ [تک] بپہلو بود غیر از مرزا [را] شاعر [سے نمی] دانست تا بخوشگوے خود
چہ رسد از چندے ازیں جہان را خیرباد [گفتہ] خداش [بیامرزد] ایں سخ و یک بیت از گفتہاے
آں شیریں زبان [است] ؎

روز [رخسار] کے لینا ہے مزے خوباں کے
بہر اسکے کوئی حجام ہنر کیا ہوگا

[قید میں لینے] سلیماں نے کیے[2] سب جن و دیو
ہاے واعظ کو لگا اک بھوت بڑکا رہ گیا

[اسقدر بھلگے] جو ہے[3] حمام کے تو[4] نام سے
کیا بلا ابتک بھی اے ظالم نو لڑکا رہ گیا

[جبینا نظر] اپنا تو ستمگر [نہیں آتا]
ن وصل ترے سو یہ میسر نہیں آتا

کہتا نہ تھا میں تجسے [جسدن نقاب] الٹا
چہرے کی تاب تیرے کب آفتاب لایا

[حجام تیرے دل کی تو آرزو بر آئے
چہرے پہ اوس کے خالق گرخط شتاب لایا]

اوسکو عالم سے ربط و پیار رہا
ایک مجسے ہی ننگ و عار رہا

بھول اوس کی گلی میں جا رہا [تھا]
کل مرنے میں میرے کیا رہا [تھا]

اب کیا ہی وہ مکان لگے ہے اوداس سا
تھی جس جگہ کبھو[5] [ترے بیمار] کی نشست

[دوکاندار ہوگئی حجام ساری خلق
پکڑی ہے اونے جب سے کہ بازار کی نشست]

شیخ کی ریش شوخ تھا حجام
کرگیا ہاتھ مار پست و بلند

بال دھونے کے مصالح کی ہو بیڑیا اوسکی
یونہی حجام کہیں پوچھے مرا وہاں کا غذ

یہ چرخ چڑھلے ہوے کیا جانیے حجام
مریخ کو [کنے] دیے [ہتیار] فلک پر

[1] گلزار دربہر دو نسخہ [2] کرگیا ا ا [3] ہے جو ا ا [4] اب ا ا [5] کبھی ا ا

ورق ۹۹

قسمت کہ نہو وعدہ اغیار فراموش ملنے کا مرے ہو تجھے اقرار فراموش

آج کل کے خوبرو دیکھا تو ہیں یہ سکھ سنگے ان تلک [حجام] ہی بہیجے نہ یہ حجام [تک]

دیکھ عاشق کی ترے رسوائیاں عشق کی ماروں نے قسمیں کھائیاں

[ادہم نے چھوڑا یارو] یہہ تخت دل کے ہاتوں میں بھی ہوا ہوں عاجز کم بخت دل کے [ہاتوں]

دل [پہ] ہے [نقش] اپنے اے حجام یاد کب اوس کا خط و خال نہیں

[رقیبوں پر میاں] پڑتا ہے [تب] سو سو گھڑے پانی بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو

[ہے ہم کو یہی سوچ کہ] اوس بزم میں آ کر جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ

مثال [نافۂ لیلی کے] یک دو گام غلط خدا کرے کہ ادہر کو نہ اسمند کرے

[زخمہائے کنشتہ] نیرنگ سے خون بھی ٹپکے ہے کتنے رنگ سے

سر میاں حجام [بہتوں] کا بھریں تہیں مونڈتے آج اوس کوچے میں اوکی [بھی حجامت ہو] گئی

حجام ترے اس رونے سے وہ شوخ کوئی رو دیتا ہے

ہو آئینے سے بیزار [ابھی] جو اوسکی آنکھیں تم سمجھے

ہر دم نظر آتے ہیں نئے یار تمہارے ہم جی چکے گر ہیں یہی اطوار تمہارے

[ہے جی میں تمنا] کہ اون آنکھوں سے یہ پوچھوں بچتے نہیں کس واسطے بیمار تمہارے

اک روز [نصیبوں] سے کہیں واں تئیں پہنچوں پھر سر ہے مرا اور در و دیوار تمہارے

اوس کاوش مژگاں [کا گلہ] ہم سے عبث ہے اے آنکھو! یہ بوئے ہوئے ہیں خار تمہارے

اوس شوخ کے کوچے میں نہ جایا کرو حجام چھن جائینگے اک دن کہیں ہتیار تمہارے

حجام بڑا سخت حیا ناک سے پالا [کچھہ] اور تو کیا بات [جو] وہ مونہہ سے نکالے

تک چلیے جو اوس شوخ سے رستے میں تو اے وائے جھنجھلا کے یہ کہتا ہے [کہ] چل دور رزالے

حزین

مخلص دو کس می نماید

اول

حزین اول

صاحب عالم و عالمیان مرشد زادہ [جہان و جہانیاں] زیبندہ تاج و تخت مرزا خستہ بخت بہادر دام اقبالہ گو مدام جناب السنان بسیار نرم [دل] و شیرین گفتار و سماعت پاکیزہ دہن و ستودہ اطوار واقع شدہ [اند] گاہ گاہ میل بریختہ گوئی می فرمائند [اشعار] متفرقہ دارند این چند ست از ریختہاے طبع درما [رجناب ایشان] است ؎

کروں کیا وصف میں اوس شعلہ رو کے قد [و قامت] کا
یہ ٹکا ہے وصوا ہے اور [وہ] ٹکڑا ہے قیامت کا
[چھپا] مکھڑے [کو میرے شوق کی] آتش کو بھڑکایا
کروں میں کیا بیاں اوس شوخ کی اپنی شرارت کا
ہر اک بال [اوسکی زلفوں کا] نرا دشمن ہوا ہے اب
سزا ہے اے دل محزوں مزہ [ہے یہ محبت کا]
[کسی کی چشم کی گردش سے ہوں گردش میں میں ہر دم]
یہ باعث ہے سنو بادہ کشاں میری کلالت کا
[حزیں کو] ذبح [کر تو شوق سے قاتل] یہ راضی ہے
نہ لے پر اپنے موہہ سے ہر گھڑی تو نام رخصت کا

[دوم

حزین دوم

میر محمد باقر [مرحوم [وے جوانے بود] از دودمان شرافت متصف بمہربانی و رالت کہ در کسب [کفائت دکنف حمائت سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ فرزندانہ] زندگی میکرد و شعر خود از نظر [فیض اثر آں مظہر فیوضات] الٰہی [می گزرانید صاحب دیوان [د

شیریں زبان] است در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ ہمیں یک حزین بود و بس اشعارے کہ خان رفعت نشان اعظم الدولہ محمد [میر خاں] بہادر در تذکرہ خود بنام محمد علی حزین تخلص نوشتہ اند از آن میر باقر حزیں است متخلص کلام ایں بست و یک بیت از آن آں سید مرحوم است ؎

وفق ۱۰

اے حزیں شکر کہ ہے مصحف ارباب [جنوں] | میں سے حضرت مظہر کے یہ دیوان میرا

اس کی جدا خبر لے ، اوسکی جدا خبر لے | یہ ایک دل و دو انا کس کس کی جا خبر لے

وہ کہ ہے ملک مسلم او سے یکتائی کا | خوب لٹتا ہے مزہ عالم تنہائی کا
میں تو بندہ ہوں [ترے] جور و جفا کا لیکن | سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل سودائی کا
دلبروں میں سے لیا ڈھونڈھ [میاں] تجھ سے کو | میں ہوا ناہوں ان آنکھوں کی سماسائی کا

اوس کو کچھ لذت شراب نہیں | جس کا دل عشق سے کباب نہیں
ان بتوں کے دیکھنے کا جو کوئی مائل نہیں | زندگانی کا اوسے [واللہ کچھ] حاصل نہیں

نہیں آتا ہے ہرگز مجھ پہ رحم اوس بے مروۃ کو | مٹاؤں کس طرح میں ہائے اپنی دل کی حسرۃ کو
یہ کہہ کر جی دیا [فرہاد نے اپنا] کہ یا قسمت | لکھا تھا یوں کہ سر پیں سے [ملنگے ہم قیامت] کو

کریں کیونکر نہ ہم مجنوں کا ماتم | [کہاں ملتے ہیں ایسے] فن کے استاد

سنہری تنے وی تھی دل میں [کچھ اک کو] کہن کو جا | اونے بھی جی کو دے کے حق اوس کا ادا کیا
[نالاں نہیں ہے جور و] جفا سے ترے حزیں | جو تو نے اوس کے حق میں کیا سو بجا کیا

کچھ کٹی ہجر میں کچھ وصل میں گریاں گزری   کیا مری عمر کی اوقات پریشاں گزری

وفا میری اگر جور و جفا تجھ کو نہ سکھلاتی   تو کیا آرام سے یہ زندگانی ہائے کٹ جاتی

اوس ہوا کے عشق سے کچھ یہ ہمکو حس نہیں   پاؤں تلک بھی اوسکے ہمیں دسترس نہیں
ویراں ہوا خزاں سے چمن یاں تلک کہ ہم   چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں
اس فصل گل میں کیوں نہ گریباں کیجے چاک   جاتی ہے یوں بہار حزیں آہ بس نہیں

رباعی

کہتی تھی چمن میں ہو کے بلبل بیتاب   کس طرح نہ ہوئی زندگانی یہ عذاب
جسے تھے جنہوں کو دیکھ گلشن میں ہم   سو یو[ل وی] ہ [ہو]ے خزاں سے ویران و خراب

دیگر

کن کن طرحوں سے جان ہم سے لے دل   کرتا ہے اب اسطرح تو ہمکو بیدل
جلنے کی قدر ہمارے اس دل کی تجھے   ظاہر جب ہو کہ تب کسو کو دے دل

[حسن]

تخلص سہ کس من رسیدہ

اول

میر غلام حسن خلف الصدق [میر غلام حسین ضاحک اصلش] از ایران و مولدش ہندوستان جنت نشان [است در سید واڑہ] دہلی کہنہ تولدش واقع شدہ گروش دور دوار ویرا بدیار [مشرق انداختہ] در فیض آباد ملازم سرکار سردار جنگ خلف رشید نواب [سالار جنگ]

گشتہ شاگرد رشید میر ضیاء الدین ضیاؔ است واز خدمت سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سوداؔ ہم استفادہ نمودہ طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوزؔ مرحوم ماناست مختصر کلام شاعر فصیح زبان عذب البیان است دیوانے تمام اقسام سخن دارد مثنوی بے نظیر و بدر منیر بے نظیر گفتہ و داد سخنوری کہ مروج ایں وقت است دادہ و بیرون ازیں مثنوی د[ر] ہجو بلدۂ لکھنؤ و مدح شہر فیض بہر فیض آباد بنگالہ و سرگذشت راہ کہ ہمراہ نیزہ ہائے شاہ مدار قدس سرہ راہی آں دیار شدہ بسیار خوب و پاکیزہ گفتہ بالجملہ سخن سنج عالی طبع بود ارچندے برحمت حق پیوستہ حالش بیامرزد ایں بیت وہیچ بیت از طبع زادہائے آں مرحوم است ؎

کسے آرزو تھی جو اس طرح لیے ساتھ غیروں کو آ گئے[1]
بھلے جھنگے دل کو جلا گئے نئے سر سے آگ لگا گئے

چھوٹا نہ وہاں تغافل اوس اپنے مہرباں کا   اور کام کر چکا ہے یہاں اضطراب جا[ں] کا

تجھ بی چمن میں دیکھ نسیم بہار کی   کس طرح سے [ہے آ]ئے ہا[ں] وصل دلبر یار کی

کہا میں نے کہ [گھر میرا] سے کبھی د[و] چار دن رہیے   لگا کہنے ہے جلدی کیا ابھی دو چار دن رہیے

عشق کیتک آگ سینے میں مرے بھڑکائے گا   راکھ تو میں ہو چکا کیا خاک اب سلگا[ئیگا]

چمپا کلی کو دیکھ گئے ہاتھ پاؤں پھول   بالے کی جھونک سب مرے اوسان لے گئی

ترے بن باغ میں جو وقت غنچے گل کے کھلتے ہیں   خراش ناخن غم سے جگر [کے] زخم چھلتے ہیں
جان و دل ہیں اداس سے میرے   اوٹھ گیا کون پاس سے میرے

---

[1] اصل نسخہ اور ا۔ ا میں "لئے غیروں کو ساتھ آ گئے" ہے۔ لیکن وزن کے خیال سے تقدیم۔ اخیر کر دی گئی۔

مجھ پہ ہے [نہ صباں] ستم و جور کچھ نہیں — لیکن ہر ایک سے یہ ترا طور کچھ نہیں

کیا ہے اب کوئی اور کیا رو سکے — دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

سب وصل صنم ہے آج اے ہمدم کسی ڈھب سے — گریباں سحر کو ٹانک دینا دامن شب سے!

کہا میں نے بھرا ہوں دم آپ کا — لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

ہوئے ہیں عشق کے بیمار دیکھیے کیا ہو — بہت برا ہے یہ آزار دیکھیے کیا ہو

شمع ساں اپنی ہی [ہستی] سے ستم ہم نے سہے — اپنی آہوں سے جلے اپنے ہی اشکوں سے [بہے]

جوش ہے وہ مست کہ نا ہونے کے آگے جسکے — آب [پاشی] کے عوض مے کو چھڑکتے جاویں

[دفن] اب [وہ ہے] کہ ایک ایک حسن ہو کے بلنگ — صبر و تاب و خرد و ہوس کھسکے جاویں

دلکو اوس شوخ کے کوچے میں دھرے آتے ہیں — سینہ خالی کیئے اور اشک بھرے آتے ہیں

ورق ۱۰۲

تجھے حس گھڑی اے صنم دیکھتے ہیں — کرشمہ خدائی کا ہم دیکھتے ہیں

وصل بھی ہوگا [حسن] تو ٹک تو استقلال کر — حال ایسا ہم سے کہہ کہہ ہمکو مت بے حال کر

مارا جو جوش غصے میں دربارے حسن نے — جلوے نزاکتوں کے پسینے یہ آ رہے

بے چیز تو نہیں یہ [حسن] اوس گلی میں روز — جا جا کے مات کرنی ہر ایک سے پکار کر

میں حشر کو کیا روؤں کہ اوٹھ جاتے ہی تیرے — برپا ہوئی اک مجھ پہ قیامت تو نہیں اور

دامن صحرا سے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں　　　پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھ کر

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی　　　اجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہ ہووے

اشکوں[1] سے نہو کیونکہ حسن راز دل افشا　　　پانی کے چھڑکنے ہی سے بو ہوتی ہے خس میں

حسن دوم

دوم

خواجہ حسن خلف الصدق خواجہ [ابر] اہیم صاحب نبیرہ حضرت خواجہ کہماری علیہ الرحمۃ والغفران [ایشا] ں از پیرزادہائے مودودیہ و بہ حلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور فضل و کمال پیراستہ صوفی مشرب حقیر نہاد پاکیزہ مذہب خدا یاد درویش باطن توانگر ظاہر در علم موسیقی بسیار ماہر اند چندگا[ہ] است کہ از حضرت دہلی با[ر] برسہ تشریف بہ [بلد]ۂ لکھنؤ ارزانی داشتہ رخت اقامت درانجا افگندہ وضیع و شریف آں دیار را دلالت راہ خدامی کند و مردم آں نواح مفسدا و پیشوائے خود انگاشتہ سعادۂ دنیوی و اخروی پنداشتہ نذور و افیہ مرسانند از حسن خلق جناب الشان چہ برطرازم کہ با ایں ہمہ شکوہ و[ثرو]ۂ کہ دارند نہائت متواضع و بغائت خوش اختلاط و افتادہ افتادہ اند شعر ایشاں بسیار بامزہ و بہ کیفیت است منجملہ طبع زاد آں والا نتراد [یازدہ] بیت دریں محاشیت افتادہ منہ مدظلہ و سلمہ ربہ ؎

کب یہ کہتا ہوں کہ میری جان جانے سے رہے　　　پر کچھ ایسا ہو کہ ٹک جی تلملانے سے رہے

کونسا نقصان اس میں آپ کا ہو جائے گا　　　اسطرف ٹک مڑکے دیکھوگے تو کیا ہو جائیگا

کہتے ہیں جسے ہجر کی شب سخت بلا ہے　　　یارب نہ دکھانا مجھے اوس رات کی صورت

ہر روز یں رات دن جوں شیشہ ہے کس طرح ساقی　　　[کہ] تیرے [ہا] تھ سے ہم غمزدوں کے دلمیں چھالا ہے

[1] قول شاعر "اشکوں سے" تا آخرہ مشتمل علی شاعر ماہر (منہ)

جھٹک کے ہاتھ سے دامن خفا جو یار ہوا — تو وہیں پیرہن صبر تار تار ہوا

ورق ۱۰۳

تھا ارادہ وہ ادہر دیکھیں تو ہم بھی دیکھیں — دیکھنا بھول گئے ایسی دکھائیں آنکھیں
جان بخشی کو نہ آیا وہ دم نزع حسن — اوس نے اوس وقت میں بھی مجھسے چرائیں آنکھیں

بھولے سے بھی کیا نہ کبھو یاد اونے آہ — یکبار ہم کو یاد سے ایسا بھلا دیا
محفل میں رات غیر کو احوال پر مرے — اتنا ہنسایا تونے کہ مجکو [ر] ولا دیا
وقت وداع یار دل بیقرار نے — یہ آہ کی کہ عرش معلی ہلا دیا
جوں نقش پا گلی میں ہوں اب اوسکے پائمال — میری ہوانے خاک میں مجھ کو ملا دیا

سیوم

حسن سوم

میرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر وے جوانے است حسن الخلق خوش قماش زیبا منظر یار باش گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود دو بیت ازاں این ہیچمداں درایں جا [می نگارد] ع

ہے بھبوکا یاد ھوا یا ہے وہ آفت کیا کہوں — شعلہ رو کش گرمیاں شوخی شرارت کیا کہوں
دل کو دے اوس زلف کے پھندے میں پھنسا اے حسن — جسقدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہوں

حسینی

تخلص حکیم میر حسین مرحوم است وے در عالم جوانی بہ ترفہ تام بکام دل ایام زندگانی بسر می برد برقاصہ زنے خوش اندام بہجو نام کہ دراں اوان درہم پیشگان خود بسیار ممتاز و بس سرفراز بود بمیر موسوم سرخوش داشت بسبے زیاد از مایحتاج او بہزاراں ہزار منت وسماجت بوسے مہر سانید و نازحاے معشوقانہ اش از ہرچہ تمامتر بر سر خود می کشید اذاں جاکہ بہ جناب

کرامت انتساب زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ ارادۃ درست داشت حضرت
ایشاں عنایت بے غائت درحقش مبذول میداشتند باوجود اطباء جلیل القدر اصلاً دوائے
تجویز کسے میل نمی فرمودند و یاراں را نیز دلالت بر استعلاج از وے می فرمودند ملخص کلام
میر حسین مغفور خیلے خلیق و یار باش بود وخط نسخ و نستعلیق و شفیعائی و شکستہ بسیار
درست وشیریں می نوشت در موسیقی ہم تلمذ میاں نور رنگ کلاوۃ [جہار تے] داشت و گونہ
از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز بود در آخر ہائے عمر بسیار مشغول بحق گشتہ و از دین پروری واستغنائے
وے چہ بر طرازم کہ با وصف احتیاج بلیغ کہ در ایام پیری بوے رو دادہ بود رفاقت یہبلر
فرنگی کہ صد روپیہ در ماہہ بیروں از سواری و خوراک میکرد بپاس آبروے سیادۃ واسلام
قبول نہ کرد و عسرہ کشاں از فانی جہان بجوار رحمان در پیوست عفی اللہ عنہ وعن سائر
المسلمین شعر فارسی خوب میگفت گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نفیس ریختہ ایں چار مصرعہ رباعی
ازاں مرحوم است ؎

بدنامی عشق جان تلک پہنچ گئی چوں کارد کہ استخواں تلک پہنچ گئی
یہ بات تو کچھ بات نہیں ہے ایسی پر کہیئے کیا کہاں تلک پہنچ گئی

حسرۃ

تخلص دو کس میدانم

اول

میاں جعفر علی نیاکانش بحضرت دہلی بعطاری اوقات بسر می کردند وے در ممالک نرتیبہ
علم استادی درین فن برافراشتہ تلامذۂ بسیار بہم رسانیدہ بود ملفوظ بخش جرأت رشید
ترین شاگردان وے است نسبت تلمذ بہ سرب سنگھ دیوانہ دارد[۳] دیوانے مروف از و

ورق ۱۰۴

---

[۱] ارادہ داشت ا و [۲] می افراشت ا و [۳] داشت ا و

یادگار مانده در سرکار دولت مدار شاہزادہ نامدار کامگار جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ در سلک ملازمان خاص عز اختصاص داشت در آخرہا بہدایت سعادۃ ازل و رہ نمونی فیض لم یزل از تعلقات دنیوی وارستہ سالک مسالک خدا جوئی گشت اللہم ارزقنا ایضاً بہرکیف ایں [سی وسہ] بیت از گفتہائے اوست ؎[1]

نظر آیا مجھے مکھڑا ترا کیسا ماہ تاباں سا
جو تو آئینہ رکھ زانو پہ یوں بیٹھا ہے حیراں سا

ساں کیا کیجے ایں سرو رواں کے قد و قامت کا
بلا ہے آفت جاں ہے نمونہ ہے قیامت کا

کس کی نگہ کا تیر لگا آہ کیا ہوا
تڑپھے ہے دل مرا اسے اللہ کیا ہوا

نبض نہ دیکھ اے طبیب ہاتھ لگا [اور] موا
مبسری تو یہ شکل ہے آہ چھوا اور موا

زخم ہر نگہ و خنجر مژگاں اوٹھا
پر دل زار تو مرہم کا نہ احسان اوٹھا
آشیاں چھوڑ چلے اے حسن آرا ہم تو
تو ہی لیجا بوسر پہ یہ گلستاں اوٹھا

جگر کو چاک قاتل دیکھتا تھا
جو میں پوچھا کہا دل دیکھتا تھا

بلا سے گروہ ہرجائی بت قابل نہیں ملتا
کہ جو اس وضع کا ہو اوسے اپنا دل نہیں ملتا

رقیبوں کے حوالے کر کے خط کو نامہ بر آیا
عزیزو کیا کہوں قاصد تو میرا کام کر آیا

آئینہ دیکھ اوس کو مانند اشک شبنم
حیرت سے ہو گیا ہے یک چشم نم سراپا

---

[1] شعراء

کسی دشمن کے بھی نصیب نہ ہو　　جیسی تجھ بن کٹے ہماری رات

کل جو پہچی ری آواز مرے کان کے بیچ　　آ گئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

ماہ کرے جو لاف حسن چہرہ دکھا کہ اس طرح　　مہر کرے اگر طلوع بام پہ آ کہ اس طرح
سرو کرے جو سرکشی قد کشیدہ کو دکھا　　گل جو دکھاوے پیرہن کھول قبا کہ اس طرح

اس دل کو نہ ہرگز تری بیداد سے لگے تلخ　　اور اوسکی سماں مجکو یہ فریاد لگے تلخ

کل کب تھے ہم سے خوش کہ نہیں ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

تری فرقت میں ہے شام و سحر مجکو عجب مشکل
[جو شب] کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل

زار و حسرۃ کش و دلریش ستم یعنی ہم　　بیوفا سنگدل و سخت زماں یعنی تم

دوستوں کا دیکھنا اس دور میں ہر دم کہاں　　دم غنیمت ہے عزیزو تم کہاں اور ہم کہاں

ہوا سے مال اون زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں
دل بیمار ٹک اوٹھ بیٹھ دونو [وقت] ملتے ہیں

کسے منظور تھا یوں تلخ کیجے زندگانی کو　　ولے کیا کیجئے حسرۃ بلاء ناگہانی کو

ورق ۱۰۵

حگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے — الٰہی دن ہے میری موت کا یا شام ہجراں ہے

برنگ آبلہ اے وائے یہ کیسا زندگانی ہے — کہ جسکے پاؤں پڑتا ہوں اوسی کو سرگرانی ہے

چھنے تیر نگہ سے دل اگر یوں ہو تو بہتر ہے — بنے غربال کی صورت حگر یوں ہو تو بہتر ہے

کس کا [ہے وہ] جی جس پہ یہ بیداد کروگے — لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کروگے
سیلابی و حیرانی و طغیانی گریہ — سب آنکھوں پہ ہم لس گین [کذا] جو امداد کروگے
تاراج[1] کیا جان و دل و صبر پھر آگے — کیا خاک ہے مجھہ میں جسے برباد کروگے

ترے سامنے ہو [یہ] دل جان کیا ہے — غضب ہے بلا ہے تری آن کیا ہے
کہا کرتے ہیں پھر نہ ملنے کا اوسے — پر اوسے نہ ملنے کا امکان کیا ہے

ق

کل روتے ہوے جو اتفاقاً — حسرت کے مزار پر گئے ہم
پڑھتا تھا یہ شعر وہ نہ خاک — بس سنتے ہی جسکے مرگئے ہم
واماندوں پہ دیکھئے کہ کیا ہو — اپنا تو نباہ کر گئے ہم

دیگر

تم جو کہتے تھے کہو حسرت کو — آہ و فریاد یہاں کیا نہ کرے
[آپ] کا اس میں کیا بگڑتا ہے — دردِ دل کی کوئی دوا نہ کرے

دوم

لالہ ذوقی رام وے [از] مہاجنان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بود شعر فارسی بسیار

[1] دیوان ص ۱۰۰ ۔ ۲ تاراج کیا صبر و دل و جان پھر اب آگے (خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۱۲)

بمتانت میگفت دیوانے مملو اخاء سخن دارد اژاں جا کہ فیض الٰہی نامتناہی است بنا بر استعداد جبلی و مناسبت طبعی در محاورۂ[1] ایرانیاں بسیار کم غلط می کرد و بمسکنت تام و غربت تمام ایام بسر می برد خیلے خلیق و متواضع بود از چندے آنجہانی شدہ گاہ گاہ بنا بر تفنن طبع ریختہ[2] ہم موزوں می کرد ایں نہ شعر من جملہ ابیاست ؎

غرق ہوتی نظر آتی ہے مجھے کشتی نوح
چشم گریاں نے مری گریہ[3] طوفاں کیا

ہوست یاری ہیں جو آرام نہ پایا ہم نے
جان بوجھ آپ کو دیوانہ بنایا ہم نے

کھال کھنچے کوئی یا دیوے چڑھا سولی پر
جیتے جی عشق سے کب ہاتھ اٹھایا ہم نے

دیکھ تلوار کھنچی ہاتھ میں اوس کے حشرت
ہو کے راضی برضا سر کو جھکایا ہم نے

آنکھ تو رو کے چھوٹ جاتی ہے
دل بچارے پہ آفت آتی ہے

شمع کے طور آتش الفت
سر سے لے پائو تک جلاتی ہے

درد دل کسے میں کروں اظہار
سن سکے کوں کہ کس کی چھاتی ہے

دن تو گزرا پہاڑ ساجوں توں
دیکھیئے رات کبھی آتی ہے

غیر کے پاس روز جاتے ہو
اپنے حسرۃ سے عار آتی ہے

حشمت

تخلص دو ریختہ گو من رسیدہ

اول

محمد علیخاں مرحوم وے از دیرینہ مشفقان[4] ومربن زمان واستاد عبدالحی تاباں است

---

[1] محاورہ در ہر دو نسخہ [2] شعر ریختہ [3] گریہ ،، ،، [4] مشتاں ،، ،،

گویند کہ مرد خوش معاش صاحب قماش بود برا [در] انش کہ عابد یار خاں و مراد علیخاں نام داشتند در سلک بندہاے جواہر خانہ حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ منسلک بودند بہرحال ایں دو شعر از گفتہاے آں مغفور است ؎

خط نے ترا حسن سب گنوایا　　یہ [سبزہ] قدم کہاں سے آیا

نکہت گل سے سنا یا کسے زندان کے بیچ　　سہر زنجیر کی جھمکا [ر پڑی] کان کے بیچ

دوم

حشمت دوم

محتشم علیخاں برادر کوچک میر ولایت اللہ خاں ولایت و [سے] بدخشی الاصل [و] از سکنہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است بسیار عمدہ معاش بود با جاہ و ثروت ایام بسر می نمود دیوان فارسی بمتانت تام و فصاحت تمام دارد گاہ گاہ شعر ریختہ ہم بر روے کار می آورد[1] ایں چار بیت از وے است ؎

بہار آئی دوانے کی خبر لو　　اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

ہمنے نجف میں جاکے کیا خوش مقام ہے　　کعبے کو دور سے ہی ہمارا سلام ہے

برقع کو اٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے　　اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

اے ناقۂ لیلی دو قدم راہ غلط کر　　مجنون ز خود رفتہ کبھو راہ پر آوے

حضور

ورق ۱۶۱

تخلص لالہ بالمکند برادر کوچک لالہ جٹھمل لعل است کہ حسب ظاہر زنار دار گجراتی و در باطن

---

[1] می آرد ا ، ر
[2] ا ، ا ، میں یہ اور اس کے بعد کا شعر درج نہیں ،

درویش قادری بود بازوہم حضرت ذوالسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ بہ بہائیت تکلف می کرد و در آخرہاے عمر کہ بنا بر تنگدستی یکبار سرانجام نیافت بہاے ہاے مسگریست و میگفت کہ حالا من زندہ نخواہم ماند در آخرہمان ماہ رخت اقامت بدار القرار کشید واین بالمکند از علم فارسی بہرہ وافی داشت و از عربی ہم گونہ چاشنی یاب بود و کتب ہم در پیش نظر داشت گرد مضامین انہا میگشت و بطور خود در ریختہ می نشاند شعر خود از نظر فیض اثر میدان سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید این سہ بیت از وے است ؎

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں　　　ایک خانہ خراب ہیں دونوں

وہاں رشتۂ محبت معشوق توڑتے ہیں　　　یہاں ٹکڑے ٹکڑے دل کے ہم بیٹھے جوڑتے ہیں

گالی تمنے دی غصے سے ہم چاہت کا [یہ] دم سمجھے
بس اب چپکے ہی رہیے گا کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے

حفیظ

تخلص حافظ محمد حفیظ است سلمہ ربہ وے جوانے است یار باش وارستہ مزاج خوش طبیعت طبیعت امتزاج ظریف الطبع نیک نہاد شریف الوضع والا نژاد محبت پرور اخلاص شعار مودۃ گستر الفاق دثار شیریں گفتار نیکو کردار بمرثیہ خوانی وحید دہر بہ انشاد مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ فرید عصر پاس دوستی ہا بدرجۂ دارد کہ بنا بر نفع دوست ضرر خود گزیند بلحاظ آشنائی ہا بمرتبۂ پیش نظر وے است کہ نا کارہ آشنا سرانجام دہد حتی المقدور از بارہ شنید مختصر کلام اوصاف جمیلش چندانکہ بہ تحریر در آئند اند کے از بسیار دانند و اخلاق جز ملس بہ قدر کہ مرقوم قلم واقعہ رقم گردند یکے از ہزار شمارند اصلش از خطۂ دلپذیر کشمیر است و مولدش خاک پاک جہان آباد خیر بنیاد در شعر گفتن طرز خاص بہ سنن افتادہ طبع زاد نمود گاہے از نظر دوستدار

سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق گزرانیدہ وگاہے بہ سمع قاسم ہیچمداں سراپا نقصان رسانیدہ ودراین ایام ہمیشہ از برخوردار کامگار مہر عزت اللہ عشق استنسارہ می نماید وبیروں از ہمہ بنا بر ضربے از استیلائے خلط اسود بر کاخ دماغ آنچہ در خاطرش قرار گیرد اگرچہ یکسر خار بود گل پندارد وآنچہ طبعش بوئے اقبال نکند بو کہ ہمہ گل بود خار انگارد ازیں جا است کہ در بعضے اشعا[رش] حیرت ہست بہرکیف ایں سی ویک بیت از شیریں گفتار بہائے وے است منہ سلمہ ربہ؎

جوہیں آیا مجھ پہ وہ خنجر دودھارا کھینچ کر
آہ کا نیزہ اُسے میں نے بھی مارا کھینچ کر

پاس میرے جس دل وہ مفت برغمت کہاں
پھر نہ آتا کیونکہ میں بار وخسارا کھینچ کر

صورت اوس کی دیکھ حیرت سے یہ مانی نے کہا
اوس کے صدقے جسنے یہ نقشا اتارا کھینچ کر

آ [فرا]ق اس تجھ کو دلا اے مرحبا صد مرحبا
کس پری کو تو نے شیشے میں اتارا کھینچ کر

خاک اوڑاتے مت پھرو بس آؤ جانے دو حفظ
کوچہ دنیا سے بیٹھو اب کنارہ کھینچ کر

روز وشب رہتی ہے ہم کو یادگاری آپ کی
آپ کو پروا نہیں یہ ہمنے خواری آپ کی

تا کجا ہاں مانیں تمہاری کیا ارادہ ہے کہو
آج تو نکلی ہی پڑتی ہے کٹاری آپ کی

روبرو غیروں کے شکوہ کیا کریں ہم آپ کا
ہو رہیں گی پھر کبھو باتیں ہماری آپ کی

حسرت دل میرے حق میں دیکھئے کرتی ہے کیا
بیقراری آپ کی بے اختیاری آپ کی

سینۂ صد چاک میں سوراخ ہوئے ہی [گئے]
اپنے ہاتھوں ہمنے جوں جوں بخیہ کاری آپ کی

ہمکو جتنا چاہنا تھا چاہ ہے چاہا نہیں
ہو چکی باری ہماری اب ہے [با]ری آپ کی

دفعتاً اُس بت کافر کو دلا رام کیا
بس غضب تو نے کیا سحر کیا کام کیا

میں تو بدنام ہوا عشق میں اللہ کرے
وہ بھی بدنام ہو جن[1] نے مجھے بدنام کیا

حشر کے روز مرے یوسف ثانی لے آ
نام پر پہلے مرے ختم الف لام کیا

---

[1] جس سے ۔ ۱ ۔ ۱

بھر لگا قبر مری چھاتی سے رو رو یہ کہا — کہ اے مرے عاشق غمخوار یہ کیا کام کیا
مجھ سوا یا تو تجھے کل ہی نہ تھی [یا] تنہا — آج یوں زیر رہیں آن کر آرام کیا

کیا ہوا تمہیں آنکھو کیوں نہیں پلک لگتی — کس کی راہ تکتی ہو کس کی اسطار ہی ہے

حفیظ اسے گلرو کا پیچھا کرے گا — تو آنگ ستے کہ یہ زادہ بدنام ہو گا

دھیان میں کسکے یہاں بیٹھے ہو ناچار ہوے — کیا مری جان کہیں تم بھی گرفتار ہوے

خاکپا ہوں بندہ ہوں عاشق ہوں یا میں یار ہوں — کچھ تو آخر میں بھی تیرا اے مرے دلدار ہوں
تجھسے ہو تو کر علاج اب اے طبیب دردمند — ناتواں ہوں خستہ جاں ہوں عشق کا بیمار ہوں
دیکھ ہنستا[1] ہے مرا مونھ ہر گاہ رو دیتا ہے وہ — جس گھڑی میں اپنے غم کا کھولتا طومار ہوں
وہ نہ آسکتا ہے یاں اور میں نہ جاسکتا ہوں واں — وہ ادھر ناچار ہے اور میں ادھر ناچار ہوں

ایک ہمدرد نہیں ایک بھی غمخوار نہیں — درد میں کیا کوئی کم بخت گرفتار نہیں

عجب آہ کیا کیا ایک عاشق کو دکھاتی ہے — اگر آگ دم ہسائی ہے تو پھر پہروں رولاتی ہے

کیا ہوا میں نے ہنسی کی مجھ میں اوس میں جھوٹ ہے — وہ حفا مجسے نہ ہوگا جھوٹ ہے سب جھوٹ ہے
میں نہ [دوں دل] اور وہ لیجائے آپہی آپ کیوں — شہر نارساں ہے ایسا کیا کچھ ایسی لوٹ ہے

آنکھوں میں وہم ہے جسم سراپا یہ ناف ہے — یہ دیکھنے کا تیرے مجھے اشتیاق ہے

---

[1] دیکھ ہنستا ہے ؟ ؟

پیغام وصل یار ہمیں بار بار ہے — لو میاں حفیظ چلتے ہیں اللہ یار ہے

جو بے وفا ہیں اُن سے وفا ڈھونڈھتا ہے تو — حیراں ہوں میں حفیظ تری عقل کیا ہوئی

کیوں روشن ہو مہر و خانۂ دل — کہ دل میں داغ یہ تیرا دبا ہے

حقیر

تخلص میر امام الدین عرف میر کلو والد ماجد میر محمدی قربان است وے سیدزادہ نیکو خصا[ئل] پاکیزہ شمائل نہایت خلیق و بغایت شفیق بسیار بغربت و مسکنت محلی و مذہب است بمعلمی ایام بسر می برد رباعیات فارسی بسیار در مناقب اہلبیت طہارۃ گفتہ فکر ریختہ ہم میکند ابن جہل[1] و نہ بیت از زادہ ہائے طبع اوست منہ سلمہ ربہ[2]

ورق ۱۰۸

گویا قندیل ہیں اک شمع ہے خاموش کھڑی — شیخ مندیل ہیں یوں رکھے ہیں مسواک چڑھا

حقیر افتادہ تنکا سا رہا ہیں دشتِ دنیا ہیں — گیا ملک عدم کو آہ سارا کارواں اپنا

ہوں ہست و نیست عالم تصویر کی طرح — گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح

دیکھنے [ہیں] مزار اون کی آہ قبروں پر حقیر — سیج پر جن گلرخوں کے دیکھتے ہر آن پھول

حقیر بے نوا کی گور پر گلرو تو کب روویں — ترا ہم چشم تھا تو ہی تک اسپر گریہ کر شبنم

---

[1] ماسے ر ا   [2] چہل و پنج ر ا

آہ جوں نقشِ قدم ٹھوکروں میں خلق کی اب ہو جدا یار کے پاؤں سے ملے خاک میں ہم

کیا کام تھا کسی سے سب نیک و بد کی باتیں اے یار تیرے مونہہ نے ہمکو سنائیاں ہیں

اس زلفِ عنبریں کی ہم تک تو بو نہ لائی مر جائینگے اسی کی ہم اے ہوا ہوس ہیں

ہو موم دل جو [آہ] کے مرا گل سے ملے حقیر شمعیں چڑھاؤں روضۂ روشن چراغ ہیں

سب پھپھوکے کو مرے [رخنہ] فانوس سے چھپا تک سرکو دھنتی ہے کھڑی شمع کی لو پردے میں

مردم [اوس یار کے مکھڑے پہ جو کھولو آنکھیں] اول آلایش کو نین سے دھو لو آنکھیں
یار کے کوچے میں تو جاؤں گا تم غصے سے مجھ کو دکھلاؤ نہ یا نوون کے پھپھولو آنکھیں
اس سرا سے گئے ساتھی جو تمہیں چھوڑ حقیر تم بھی کچھ فکر کرو کوچ کا کھولو آنکھیں

ہو باغ میں چراغاں گل کا ہزار روشن آنکھوں میں اپنی گل ہے تجھ بن بہار روشن

سحر گلشن میں میرا سرو قد وہ اس روش آیا بلائیں پیار سے [لینے] کو شاخیں ہر طرف ہلیاں
چرا دل سیدہ مژگاں دکھاتی ہے مجھے خالی دکھاؤں مردمانِ شوخ کی میں کسکو چھلیاں
توقع ہے کہ تیغ یار کھل دے مقصد جاں کا شجر میں تن کے پیکاں جسم سے لگ جو کلیں کلیاں
حقیر از بسکہ دشت خار میں میں خوار پھرتا ہوں یہ چھالی دیکھ آنکھیں فس کی پاؤں مرے برچھیاں

خاکپردہ دلبر جو ترے پاس صبا ہو آنکھوں میں مری آ نہیں چل دور ہوا ہو

۱؎ 'ہو سکے' اصل نسخہ

بعد مدت کے میں سونا ہوں ابھی راحت جان
پاؤ ا بنے کا مرے سر سے نہ سرکا نکبہ

پہنچا نہ کوئی منزل مقصود کو عاشق
ہیہات [یوہین] مرگئے سب آنکھ رگڑ کے
عشاق کی ذلت ہی میں عزت ہے سراسر
دانا نہو سرسبز مگر خاک میں گڑ کے
پامال [ہوئے ہم تو حقیر] آہ جہاں میں
جوں نقش قدم یار کے پاؤں سے بچھڑ کے

سب سے گلے لگی تری شمشیر کس لئے
رہم سے وہ کچھی رہی بے بیر کس لئے
یہ استخواں ہے چشم سفید انتظار سے
آتا نہیں ہے جان نرا تیر کس لئے

حقیر شوخ سے کس رنگ [آہ] ملنا ہو
کہ اوس کے [مہندی] لگی اپنے آبلے نکلے

اوس زلف و رخ کی یاد میں سب کام سے گئے
باللہ کفر سے گئے اسلام سے گئے

لگے ہے دور چھاتی سے مجھے وہ دوسے [دیکھے]
محبت سے نہیں بیار بے ترا سنگ ستم حالی

رہنہا جان [تیری جاہ میں ہم دل ڈبو بیٹھے]
رولا یا تو نے یوں بے دید جو آنکھونکو رو بیٹھے
آگیا گر وہی ہے شمع انجمن تو تیری دل
تمہیں آپس میں مل باتیں کر وائے دل جلو بیٹھے

دوری نے تو خطوں کے مجھے یوں کیا حقیر
جو بوجھ رو نگٹے کا بھی ان نرو بال ہے

دل کو لیت کے گیسوئے دلدار لے چلے
[قرآن چھین کر یہ سیہ کار لے چلے]
پاؤں سر ٹوں صبا جو تو جیتم حقیر کو
[جوں خس اوڑ] کے تا قدم یار لے چلے

له پاؤں ا ا   ۔ سله حسم ۱۰ ۵ عسه کہا ۱ دا ۱۰

آہ کے مصرعے کے میرے گر معانی دیکھیے ۔ [پھر] کبھی پیارے نہ دیوان فغانی دیکھیے

بررنگ نفس قدم تم ہمیں جو چھوڑ گئے کسی نے لی نہ خبر بیکسی ہماری کی

ورق ۱۰۹

نہ دل پھر پھر کے اپنے در بے ایذا دخواری ہو نشخ میں یار کی جا بیٹھ رہ سلطان غاری ہو

بے ادب جا وہیں گل رعنا کے آگے آئے سرو سر پڑے ہے قمریوں سے کیوں نہ دھولیں کھائے سرو
قمری یوں قرباں ہوا اور وہ نار ہے پولے نہ آہ بر نہ لاوے مقصد عاشق تو کیا پھل پائے سرو

مرا لخت جگر گھر سے نکل ٹھہرا ہے مژگاں میں مسافر ناز پرور ہے نہ کیوں سایہ میں تھک بیٹھے
حقیر ایسا ہے دل خوش جا کے اوس چشم خماری میں کہ میخانے میں گویا حضرت شاہ کر ٹک بیٹھے

آنکھوں سے کوے یار میں جاتا ہوں میں حقیر چھالے نہ آہ پاؤں میں دیکھو پڑے ہوے

میں وہ حقیر ہوں آیا حسال خواب میں گر کہ ہاتھ میں میرے دامان دلربا بہچا
جھٹک کے مجھسے چھڑایا جو ناز سے اونے کھلی جو آنکھ تو دیکھا اوکھڑ گیا بہچا

دیگر

یہ جو ہیں پاؤ ہم ہمہاٹ دیکھیں ستم اس کفش کے ہاتھوں عیاں ہے
اٹھی کلے تو اسکے چیر ڈالیں میاں ہر پاؤ تبرا ورمیاں ہے

حقیقت

تخلص میر شاہ حسین نامی سید زادہ بلخی الاصل بریلی المولد است وے در بلدۂ لکھنؤ معلی

ایام بسرمی آرد و نسبت تلمذ [بہ] قلندر بخش جرأت دارد خوش فکر معلوم می شود این نہ بیت از گفتہائے اوست ؎

ہجر میں کیوں نہ کروں یاد ملاقات اوس کی — کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

نہ خفا ہو جو تک رہوں پیار سے — کہ نہیں اختیار رہیں آنکھیں

دلا اب دونوں کاٹیں گے اوقات آہ و زاری میں — ہوے بیمار سے ہم بھی ری تیمار داری میں

دوبارہ گر نہ ہو تو قطع کیجو ہاتھ اب بخشو — بلائیں میں نے لیں ہیں آپکی بے اختیاری میں

برنگ موج دریا اضطراب دل کے مارے اب — چلے جاتے ہیں کیا جانے کدھر ہم بیقراری میں

قطعہ

خدا شاہد ہے دل میں اور کچھ حسرت ہو گو میرے — مگر ارمان ہے تو بس یہی ہے دم شماری میں

کہ اسدم آے وہ اور دے زباں باری تو یوں کہئیے — کہ لو دیکھو نتیجہ یہ ملا صاحب کی یاری میں

رباعی

ایک طور پر اپنے یہ زمانا نہ رہا — آنا اوس کا ہمارا جانا نہ رہا

جا بیٹھتے تھے جہاں ہم اور وہ کوئی دم — [افسوس] کہ اب وہ بھی ٹھکانا نہ رہا

حکیم

تخلص دو کس می شناسم

اول

مسیح الزمان حکیم محمد اشرف خان سلمہ الرحمن وے مہبن پور سراسر سرور حضرت استاد والا نژاد

رئیس الحکما شریف الاطبا قدوہ متفلسفین پیشوائے متطببین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت محقق ندقیق نشان مدقق تحقیق توامان سرگروہ فضلائے جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہ العالی است از علوم متعارفہ خیلے بہرہ ور و از غوامض فنون شریفہ بسیار باخبر در تشخیص امراض و تعیین اعراض ید طولی دارد و بر تجویز دوا و تنقیہ مداواے مرض علیا از انجاکہ در تدبیر مرضی مشرف الہلاکت کہ ورثہ شان در صدد سرانجام جہاز و تقسیم میراث باشند مسیحائیہا بکار می [برد] از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب مسیح الزمانی عز امتیاز یافتہ از خلق و خلقش چہ برطرازم کہ بوئے حسن خلق و خلق یوسف علی نبینا و علیہ السلام می دہد ؎

مسیح خلق ترا در زمان ماضی بود بجیب دلبر کنعاں دکان عطاری

بالجملہ نہایت خوش طبیعت و بارباش ظریف الطبع پاکیزہ معاش شیریں زبان عذب ا[لبیا]ن کشادہ پیشانی نیک زندگانی واقع شدہ اشفاقے کہ در بارہ این اسم ہیچمدان سراپا نقصان مبذول می دارد اگر بحور سبعہ مداد گردند و اشجار عالم قلم از تحریر عشر عشیرش سر نہ آیند با استعجاب چہ وجہ رسد لہذا ازاں وادی عنان سمند خامہ اخلاص شمامہ را منعطف ساختہ [بہ] تسطیر [ہفدہ] بیت از اشعار آبدار کہ از طبع دربارش سرزدہ جولان میدہم منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۱۱۰

مسی کی او دو اوٹ کہوں یا پان کی لالی اوس شوخ کی مرے ہے ہر ایک بات نرالی
یہ سینۂ عشاق ہے ناوک سے مشبک یا مشہد دل کی یہ مجھر کی ہے جالی

کہے ہے لخت جگر اشک سے کہ اے ہمدم [ذرا] ٹھہر تو کہیں لیوں بیٹھ کر ہم دم
دروغ [و] علاقہ فر[وکب] کرے ہے آتش عشق کہ اوسوں پیاس پیارے کہیں ہوئی ہے کم

ہر طرف ڈھلتا پھرے ہے یہ جو بہر دوستی دل ہے پہلو میں مرے یا ہے کھلونا [یوسنی]

وہی تو ہے وہی ہیں ہم وہی دن اور رات ہے کیوں خفا ہے کیا سبب کس واسطے کیا بات ہے
نبض پر رکھ ہاتھ میری اس طرح بولا حکیم کام آخر اس جواں کا ہو چکا ہیہات ہے

نہ تاگے سے سیا جائے نہ ریشم کا لگے ٹانکا　　کہاں سے لائیں سینے کو دل صد چاک کے ڈورے

دیکھ لے دیکھ لے اے چشم ذرا سوے حباب　　بحر دنیا میں جو آتا ہے سو [مٹ جانے کو]
خندۂ باغ جہاں لائے ہے افسردہ د[لی]　　پھول جو کھلتے ہیں گلشن میں سو مرجھا[نے کو]

ایک دن رونا ہو گر تو روئیے　　اس ازل کے غم کو کیوں کر کھوئیے
ہاے تیری [بے حوا]ئی اے حکیم　　داغ [دل] کو تر کیے بن کر دھوئیے

مرے [رونے نے اوسکو] مجھسے کھویا　　مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

قطعہ

سنکے گھڑیال کو نالاں یہ کیا اوس سے سوال　　سینہ کوباں ہے تو کیوں کس لئے ہے شور انگیز
چشم پر آب ہو بولی کہوں کیا خاک حکیم　　کاسۂ عمر ہوا جائے ہے میرا لبریز

دیگر

حکیم یک بیک آیا جو زندگی کا خیال　　تو اپنی نظروں میں سارا جہاں ہوا تاریک
کہ مثل شیشۂ ساعت گھٹے ہے ہر دم عمر　　ہر اک نفس نفس واپسیں سے ہے نزدیک

دوم

حکیم دوم

محمد پناہ خان وے جوانے است خوش اختلاط گرم ارتباط بر کتب سیر فارسی نظرے دارد و از علم موسیقی حبرے شعر خود از نظر فیض اثر معرکہ سخن نوازی رانکہ بازمرد خواجہ میر درد علیہ الرحمہ مسگذراسد در اوائل نثار تخلص می نمود در آخرہا کہ کسب طبابت اختیار کرد حکیم تخلص فرمود بہر کیف این ہشت بیت از طبع رسا اوست ؎

یوچھتے کیا ہو حکیم حسگر آنگار کا گھر　　ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حکیم اوسکے کوچے میں پوشیدہ جانا　　مبادا کوئی تجکو پہچان جاوے

واشد سے جو گویائی پہ وہ غنچہ دہن تھا ، گل جھڑتے تھے ہر بات میں یہ لطف سخن تھا

میرے لئے خلق در بدر [ہے] اے خانہ خراب تو کدھر ہے

کہتے ہیں حکیم آیا میخانے سے مسجد میں [ہم کو] تو تعجب ہے وہ گبر مسلماں ہو
جمعیت عالم ہے رہنے میں [گندھا او سکے] آفت ہے اگر یار وہ زلف پریشاں ہو

جی ہی جانے کی یہ علامت ہے دل کا لگنا نہیں قیامت ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو گر عنایت کرو کرامت ہے

حمزہ

تخلص شیخ حمزہ علی است وے شخصے [است] از قصبہ اٹاوہ کہ بعلمی [آیا] م بسر مکند ورق ۱۱۱
وخوش خلق و بار باش شنیدہ می شود این چار شعر از وے است ؎

نہ ہوتا ہیں کبھو پابند نبرے کا کل کا جو جانتا کہ تو گل ہے ہزار بلبل کا
ہے نہ نرگس [ہی] ترے عشق میں قان کے بیچ گل بھی دیکھا تو وہ ہے چاک گریبان کے بیچ

سو طپنچوں کی کڑی جھکتی [ہے] دل پر جبو قت جبشم کی ہبالی میں سبری سے ملائے رنجک
پان کھاوے ہے تو جھلکے ہے گلے سے لوں رنگ مے سے جوں سرخی کی شیشے میں نمایاں ہو جھلک

حیران

تخلص دو ریختہ گو می شناسم

اول

میر حیدر علی شاہ جہاں آبادی کہ عمرے بمبالک تیتر [تیو] بسر نمودہ و در رسالہ راجہ

ٹلکب رائے بہ ملدۂ لکھنؤ در جرگہ سپاہیان نوکر بود شاگرد سرب سنگھ دیوانہ است [خوش] میگویند اما دعوی شاعری خیلے در دماغش جاگیر [گرد] یدہ این ہست بیت از ریختہہائے طبع او برقیم رسیدہ ؎

اپنے جانے کا وہاں د[ن] کو ہے نے رانکو ڈھب ۔۔۔ دیکھئے کیسے بنے آن پڑی بات کو ڈھب

دل ستم زدہ کا آج پوچھے ہے احوال ۔۔۔ غم فراق سے [کب کا] ہوا بہشت نصیب

تجھ بن اس تو غم سے فرصت اک ذرا ہیہات نہیں ۔۔۔ دامن سے [مونہہ] ڈ[ھا]نپے رہا رونا [پہر]اں بات نہیں

کیا اک حلق کو اُن ابرو[وں] نے قتل اے خضر [ا]ں ۔۔۔ کہاں [جا] تا ہے واں تلوار پر تلوار پڑتی ہے

دیکھ[زخمی مجھے اوس] کو حۂ قاتل والے ۔۔۔ ہس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوالے

قطعہ

میں نے خضر[ا]ں کو جو دیکھا روتے ۔۔۔ سن کئے دو کہہ [کذا] نے کی بات میٹھی

اُن کی خدمت میں ادب سے میں نے ۔۔۔ عرض کی دیکھی کرامات مری

میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں ۔۔۔ بندگی فیلۂ حاجات مری

دوم

حافظ بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ ابراہیم ابن ہر دو پدر و پسر خط نسخ[۱] و نستعلیق خوب می پسند و بسیار اہل و نیک ذات اند و درسلک اساتذہ مرشدزادہا ے آفاق انسلاک و انتظام دارند این ہفت بیت از گفتہہاے حافظ بقاء اللہ حیران القاہ اللہ المنان است ؎

یوں دوانا ہیں اثر کے نالۂ شب گیر کا ۔۔۔ پھر کیا قیدی مجھے اوس زلف کی زنجیر کا

ہاں طبیبو میں جی چلا جاتا ہے غش طاری ہے آہ ۔۔۔ جلد آؤ ظالم نہیں ہے وقت یہ تاخیر کا

---

[۱] دونوں صنفوں میں اسی طرح ہے [illegible]

حیران دوم

تا فلک بھی و لے کچھ دل ہلیں اوس کے حسا نکی	آہ یہ دیکھا اثر اس آہ بے تا تیر کا

ق

بعد مرنیکے یہ خواہش ہے مری اے دوستو	کچھ نہ خواہشمند ہوں عزت کا نے [تو] قبر کا
گر د تربیت کے ہو آئینہ اور [اک طوطی ہو آ] ہ	تا کہ جانے ڈھیر ہے حیراں خوش تقریر کا

کہیدو مرے مزار پہ کوئی نہ [لاے] گل	چھاتی پہ میری داغ [ہیں] کا [فی] بجاے گل
حیراں کو بعد مرگ تکلف [نہیں] ضرور	اک مشت استخواں ہیں کہیں لیکے داب دو

حیدر

تخلص [سہ کس] ایں کس میداند نوشتن یکے ازاں ہر سہ [سہ] تکملہ مناسب می پندارد
و آں دو دیگر را درایں جا می نگارد

اول

حیدر اول

آں ہر دو عزیزے است از دودمان حری الاحترام میر [حیدر] علی نام کہ [مسقط الراس]
خاک پاک شاہجہاں [آباد] است صانہا اللہ عن الشر والفساد بود و [باش وے بالفعل] بہ فرخ آباد
اتفاق افتادہ مردے سپاہی پیشہ نیک ذات خوش اندیشہ ستودہ صفات واقع شدہ اشعار متفرقہ دارد
دو شعر ازاں کہ بایں بے بضاعت رسیدہ درایں جا می نگارد منہ سلمہ ربہ ع

تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا	کیا طوق [محبت] ہے ترے کان کا بالا

ورق ۱۱۲

ستمگر کی جفا سے دل مرا جاتا ہے اب ہلا	الٰہی شرم تو رکھیو کہ میرا عشق ہے پہلا

دوم

حیدر دوم

میر حیدر علی خان وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشواے انس و جان محبوب سبحانی
غوث صمدانی است قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کہ بتزفہ و توسع ایام بکام دل بسر می برد مولدش
دار السلطنت لاہور و اکثر اوان فرخندہ توامان زندگانش بنواح حضرت دہلی و دیار شرقیہ بایحام رسیدہ

دگرم و سرد زمانہ بسیار دیدہ مدتے بہ بلدۂ محمد آباد و بنارس بمصاحبت شاہزادہ نامدار کامگار مرزا شگفتہ بخت بہادر دام اجلالہ مختار [و] سرفراز بود از چندے حرکت دور و دراز دیدہ با اہل و عیال بہ پیشاور کہ مردمان آنجا بیشتر عقیدہ و [ارادت دار] ند افگندہ شعرش مربوط و [ریختہ] است این شعر از زادہائے طبع آن صاحب یقین پاکیزہ دین است سلمہ ربہ ؎

بیو جیہ نہیں حسن [دل] افر [و] ز بتاں کا　　دیکھا تو یہ مظہر ہے خداوند جہاں کا

یہ رتبہ رفتہ رفتہ عشق سے پہنچا دیا ابتا　　کہ رونے پر اب خاک ہنستا ہے گریباں کا

ارادہ ہے بے ڈھب کچھ اس چشم تر کا　　خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

کس کو یہ غم سناؤں تحریر کے ہے قا[بل]　　[احوال اپنا] کیا ہے دیوا[ن] سے حزیں کا

لے سنگ وحشت مجھپر [ہر خاص و عام نکلا]　　بارے جنوں کی دولت اپنا بھی نام نکلا

کیونکر بڑھے نہ حیدر لیل و نہار سودا　　اپنی تو وہ مثل ہے یک سر ہزار سودا

ملیں اوسے تو وہ ناخوش نہ ملیے تو ہے جی جاتا　　یہ کیسی بن گئی حیدر کہ اب کچھ بن نہیں آتا

کچھ فکر اور ہی کرو اس دردمند کا　　اب وقت جا چکا ہے نصیحت کا پند کا
بے وجہ تو نہیں یہ تڑپنا سپند کا　　شاہد کہ دل ہے یہ بھی کسو دردمند کا
یہاں تک تو رشک ہے کہ گوارا نہیں مجھے　　محرم میں بند ہے جو ترے سینہ بند کا

دیکھکر حالت مری کیا یار کیا اغیار سب　　سر لگے اپنا ہلانے جا بجا دیوار سب
آہ لب پر ہاتھ دل پر ڈبڈبائی آنکھ ہائے　　عشق اب چھپتا ہے کب ظاہر ہوئے آثار سب

وصل کی شب ہر طرف بانگ نماز صبح تھی — آج وہ شاید موذن مر گئے یک بار سب
زلف مشکیں کھول کر آیا جو وہ بازار بیں — بند کر اپنی دوکانیں اوٹھ گئے عطار سب

دل سلامت ہے تو پھر ہم کو ہیں دلدار بہت — جب ہوئی جنس بکاؤ تو خریدار بہت
آنکھ پڑتی ہی نہیں آہ کہیں اوس کے سوا — اور بھی گرچہ جہاں بیں ہیں طرحدار بہت
حیدر اپنا ہی بڑا [بول] کچھ آگے آیا — تھا جو خوباں کی ملاقات سے انکار بہت

آ[ہ] کی دھونی لگائے [در] پہ بیٹھا ہوں ترے — ٹک در تجھے سے کچھو تو اوبت ہے ناک جھانک
گھر میں خوباں کے تو جانا ترک [مد]ت سے کیا — لیک حیدر اب تلک جاتی نہیں یہ [تانکا]، [تک]

خواب شب تو ... ... مہر کہاں — ہیں انجم کی طرح دیدۂ بیدار ہیں ہم
جادۂ عشق تو بہتیرے ہی بیٹھے حیدر — دل سے [صبر] کے ہاتھوں سے یہ [ناچار] ہیں ہم

مشرب ہم اپنا [کیا] کہیں مست الست ہیں — بندے تو [ہیں خدا کے پہ صور]ت پرست ہیں

عشق کی دوکاں میں حیدر عقل و دانائی کہاں — جنس بے صبری ہے ظالم یاں شکیبائی کہاں
اوکھلی میں سر دیا دھمکوں سے پھر ڈر ناہی کیا — دل دیا عاشق ہوئے اب پاس رسوائی کہاں
ذوق سے نوشی کسے جب سے ہوں [سرشار] جنوں — دشت پیمائی ہے اپنو بادہ پیمائی کہاں
جھولیاں خالی کرو پتھروں سے [اے] اطفال شہر — باؤ گے تم اور [کوئی] مجھسا سودائی کہاں
کس طرح حیدر نکالوں جی کے ہیں ارمان آہ — اوسے صحبت ہے [میسر لیک تنہائی] کہاں

حیا

ورق ۱۴۳

تخلص حافظ محمد حیات مرحوم است کہ از طرف والد ماجد مغل چغتائی و از جانب والدہ ماجدہ

ملہ خریدار و ملہ کیا، ناک جھانک

سید رضوی صحیح النسب است ہر یلے از نیاکانش بہ بزوۂ تمام ومکنت تام بکام دل معیشت می
مود حدش بدیدار [ہژدہ] پسر کہ ہر یک شیر بیشہ وغا و مرد میدان ہیجا بود چشم خود روشن می فرمود
بعضے از احدا دمن کہ با فراسیاب خاں موسوم و ملقب بود در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ
طاب اللہ ثراہ بمنصب والائے شش ہزاری سرراز بود کامرانیہا می نمود مختصر کلام حافظ محمد حیات
مرد درویش نہاد تارک علائق ایں جہان [سب] منہاد و [سیار] خلیق وجیلے شفیق بحلیہ [صلاح] وتقوی
آراستہ بزیور حسن صورت و سیرت پیراستہ و اثاث مودت و نہائت مہذب بود و در مشرب عالیہ
قا[دریہ] بحدے [غلو] واشت کہ بنا بر تعصب صاحب [دو زبا] ن پیشوائے انس وجان محبوب
سبحانی حضرت غوث صمدانی قدس سرہ [مذ] ہب حنبلی اختیار نمودہ وحب حبیب خدا علیہ عس
الصلواۃ افضلہا ومن السلمات اکمل [ہا] بمثابہ در سہاد [نیکش] جا گرفتہ بود کہ من بعد [آ] نکہ
[بزیارہ حرمین] شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیما مکرر فائز شدہ بود بذوق مجا[ورۃ رو] ضہ رضیہ
طیبہ مقیم مدینہ سکینہ گشتہ چندسال یکتا ہیت و تسوید دراں مقام فیض التیام سکونت ورزیدہ
جان بجان بخش سپردہ در بقیع عز قدر حسب تمنائے دل ندفن یافت رحمہ اللہ تعالے وازانجا کہ
یارباش شاید تلاشش بود گاہے فکر ریختہ بطور [دورہ د] و بیین کرو اشعار متفرقہ دارد ایں دو
بیت از زادہائے طبع صافی آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

کفنی زر دوزی حنائی پاؤں کی آوے جو ہات
سرپہ جیغہ کر رکھوں یکبار ہونی ہو سو ہو
حبا کی تلخ کامی کا یہ قصہ مفصل جا کہو شیریں سخن سے

حیرۃ

تخلص دو کس سید اتم سیکے [از] اراں ہر دو انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و دیگرے
غلام محی الدین خاں نبیسۂ نواب معین الملک عرف میر منو خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر
الممالک اعتماد الدولہ قمرالدین خاں شہید است عفی اللہ عنہم سنگ تفرقہ منجنیق چرخ نابکار ناہنجار
ویرا از حضرۃ د[ہلی] برآوردہ بہ قلعہ کالپی انداخت بہر دو زبان سخن طراز است خوش میگوید ایں چار

ؔ محی الدین ۱۰۱ و ؔ ریختہ خوش می گوید ۱۱

شعر کہ اول آں در جدائی مسقط الراس خود گفتہ او راست ؎

ہم اوس بزم [سے یوں بر ارماں] سے نکلے — حرانی ہیں جس طرح سے جان نکلے

ہیں ڈھونڈتا جو سینے میں دل اوس کے بدلے — گئی اوس کے نبروں کے پیکان نکلے

اول عشق ہے اور تارہ بہار آئی [ہے] — اب [مرا ہاتھ] ہے اور دامن رسوائی ہے

[ہے] ستم دیکھوں ہیں کن آنکھوں سے لے عبرت عشق — اک عالم [ا] وہی کوچے کا تماشائی ہے

حیف

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر جراغ علی نام از باشندگان بلدۂ لکھنؤ

وسنا گر [دان] میر شبر علی افسوس است [ابن نیج] سے از گفتہائے اوست ؎

یہ دل [فراق کے] صدموں سے آہ مر نہ گیا — ترے مریض کا اے جان در دسہر نہ گیا

ملنے بھی نہ پائے اوس جواں سے — حسرت زدہ ہم چلے جہاں سے

ہے دور شراب لیک ساقی — ڈرتا ہوں میں دور آسماں سے

وہ مہر جہاں تاب اگر بام پر آوے — تابندگی نیر اعظم [نظر] آوے

کہتا ہے اوسے بال کوئی کوئی رگ گل — کچھ ہیں بھی کہوں تیری کمر جو نظر آوے

ورق ۱۱۴

حرف الخاء المعجمہ

در طے این حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ اثنا دو کس خستہ تخلص میکنند اندراج یافتہ و

مجموع اشعار ہفتاد و چار شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

---

[۱] ںک و و — [۲] اس و و — [۳] شست پس و و

خاکسار

تخلص میر محمد یار مرحوم عرف میر کلو است وے در وبستے بود از محاوران درگاہ عرش اشتباہ قدم سرلیب حضرت خیر الانام علیہ و آلہ التحیۃ والسلام و در حار سو بازار [کہ در] جوار آں بقعہ فائض الانوار واقع است مکتبہ داشت و خیلے وارستہ مزاج و تمری امتزاج خوش طبع آزاد وضع نیز بر گفتار سبکو کردار [از] مساعی سعی وتبا ارسدہ و بدل ورد رسیدہ بود [د] منش [و] سخن [بروم] دورہ دوبیمیں می نمود اس نیح بیت [او] گفتہ منہ عفی عنہ ؎

تیغ قاتل سے رہے محروم بے نقصیر ہم   روز محشر کے[1] اٹھیں گے گور سے [دلگیر ہم]

ترے باغباں کا بھی [دیکھا] سلیقہ   [کہ تر] گس کو بو یا نہ بوئیں بہ آنکھیں

[ستانہ آہستہ کیجیو حجام]   تار اوس زلف کا رگ جاں ہے ۔

قیامت بھی ہو گی تو میری بلا سے   مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

کوئی کافر کہو کوئی مومن   ہ را خاکسار ہے سو ہے

خاکی

تخلص غلام حیدر سنگ است وے بدخشی الاصل [ہند] ی [المولد است در دربار] دکہن بسپاہ گری ایام لبسر می برد و ہمیشہ از سناسہ راہ مست و [مودۃ] می رود ایں مطلع اوراست ؎

ہم عشق بھی سیکھیں اگر استاد ہو کوئی   دل تو ہی بہا دے جو تجھے یاد ہو کوئی

[1] کو د

خان

تخلص محمد [خان] افغان شاگرد سعادت یارخان رنگین است وے بسیار خوش اختلاط و پاکیزہ ارتباط نیک طینت پاک طو[بیت] واقع شدہ [ا]ین دو شعر از گفتہ اوست

یاد جس وقت تیری آتی ہے مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

دنیا میں ہم جو آئے تو کیا کام کر چلے ناحق ہم اپنے نام کو بدنام کر چلے

خادم

تخلص شیخ خادم علی کنبوہلی است وے در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد تربیت یافتہ تا بحال نشو ہمیشہ بعمدگی ایام بسر می برد عمش در سرکار دولت مدار نواب احمد خان بنگش عفی اللہ عنہ مبلغ پنجصد روپیہ مواجب می یافت و خودش نیز تا الیوم در سلک ملازمان مظفر جنگ پسر خواندہ نواب موسوم مرحوم بماہیانہ مبلغ دو صد روپیہ منسلک است بسیار مرد قابل حلیق و مہربان و شفیق و [متواضع] و نیک [اختلا]ط و موزون و کر[م ارسا]ط واقع شدہ در انشاپردازی ید طولی دارد خط نسخ و نستعلیق و شفیعا و تعلیق و شکستہ در[ست] می نگارد [دیوان فار]سی و ریختہ ہر دو مرتب دارد شعر خود از نظر [سخن] سنج بے نظیر محمد تقی میر میگذرا[ند] از اشعارش کہ بمن [ر]سیدہ است دو بیت ثبت افتادہ منہ [سلمہ ربہ]

ہمیں کار دنیا سے کیا کام آیا مگر ایک لینا ترا نام آیا

ہو عشق رحمت پروردگار آج ساقی کا پیالا ہو[گیا]

ہائے بے غفلت تمنا خانہ خراب قافلہ جاتا رہا میں سو گیا

آگے تو تھی ہی بسر پیچش [کمند زلف] پیچھے پڑی ہے کاہیکو کاکل بلا کی طرح

عاشق ہوا ہوں ایک بتِ بالا بلند پر ‏ [صد آفریں] ہے میری بھی عالی پسند پر
ہے عزم اوس مکاں کا دل ناتواں کو آہ ‏ جس جا نہیں مجال کہ مارے پرند پر
چھاتی پہ اوسکی یاد میں پھرتا ہے سانپ سا ‏ ہے گوکھرو کی لہر جو اُس سینہ بند پر

جو ہو خاک قناعت کی تجھے معلوم خاصیت ‏ مہوس ڈال دے تو نسخۂ اکسیر بانی میں

ورق ۵

ایک نقصان ہیں تو کاہل ہیں ‏ اور ہم میں کوئی کمال نہیں

فصل خزاں میں عندلیب مر گئی گل کے ہجر میں ‏ غسل اب اسکو باغباں دیجیو تو گلاب سے
بند ہوا نہ صبح تک دیدۂ ماہ بھر ذرا ‏ رات کہیں جو کھل گیا یار کا مونہہ نقاب سے

سی پارۂ دل میرا کرتی ہے وہ زلف ابتر ‏ سمجھ ہندو کے آگے کیا تعظیم ہو مصحف کی

سوزش کے ہاتھ سے جگر خوں ہے ‏ حال دل کیا کہوں دگرگوں ہے
شور محشر ہے اسکے باعث آہ ‏ کیا قیامت وہ قد موزوں ہے
جائیں قربان گو کہ ہم سو بار ‏ آپ کی وہ ہی جاؤں جاؤں ہے

شیخ [جی] کعبے [چلیں] یا دیر کو ‏ کیا ہمارے حق میں اب ارشاد ہے

[آ گئے] در پردہ مرا کام چلا جاتا تھا ‏ ہہ [کے] اے چشم مرا کام [بہایا تو نے]
ہے کہیں یہ بھی رہ و رسم [وفاداری کی] ‏ مرا دل چھین کے یوں راہ بتائی تو نے
کچھ تجھے جان کا اندیشہ نہ آیا ظالم ‏ ایسے سفاک سے جو [آنکھ] لڑائی تو نے
[مدت] سے تری ہی تلاش میں تھا ‏ دیکھا تو آپ ہی میں تو ہے

سلہ ہیں یورے ا ا

تیرے قامت کا اگر شور نہ ہووے لا ریب — اہل عالم سے قیامت کا لقب اوٹھ جاوے

اس کے ہاتھوں اک جہاں ویران ہے — چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خسرو

تخلص و بہم اسم سامی و نام نامی امیر نیر منور مملکت ہنر پروری و سخن سا[زی د]ر صاحب

تدبیر قلم و سخن [آرائی و نکتہ] پردازی طوطی شکر مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان چمنستان طاوس

خوش خرام بوستان تقدس نوامان شبستان وحدۃ و عرفان صورۃ نفوس و عقول معنی فنا فی الشیخ و الرسول

نہ سپہر سینۂ وحید ہمگی دریاے نظر[گاہ] روشن دل خدا آگاہ المخاطب بہ ترک اللّٰہ مظہر[نام عکس] حضرت

اویس الملقب بہ محمد کاسہ لیس است قدس سرہ و روح روحہ و سے علیہ الرحمۃ و الغفران ترک لاچین و

مرید صحبت آئین جناب ولایت انتساب محبوب الٰہ العالمین سلطان مشائخ زمان و از مقبولے

مقربان درگاہ کبریا حضرت نظام الدین اولیا است قدس اللّٰہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم کمالات

آں والا منزلت عالی مرتبت قطع نظر از عشق شیخ اجل و قرب بارگاہ لایزال و لم یزل بہ آں درجہ است کہ

باحاطۂ تحریر درآید و خامہ دو زبان از عہدۂ تسطیر آں بسر آید تصنیفاتش از ہر در نظم ناسد یا نثر کہ زیادہ از

چار صد ہزار [بیت] و کمتر از پنج صد ہزار بر صفحۂ روزگار ہست افتادہ مال فصاحت و ملاحت و مال

بلاغت و [متانت است کہ با حدے] تا الیوم دست بہم ندادہ و [صنایع و بدائع دراں] صرف نمودہ

کہ ازاں رو [گو] ئی سبقت از پیشینیاں [ربودہ] سعرش عزت بخش ہندوستان [و سحر ہند] و سامان

سخنش از معان ایران و متمسک ایرانیاں از قوۂ ایجادش چہ بر طرازم کہ وجود نفوش قول و سرود نوائے

دہلی زناں بہ بانگ بلند ازاں خبر میدہند و از جودۃ طبع خداداد ش چہ مرقوم سازم کہ [مجموع] شائع ز[ادہ‌ہاے]

[طبع] بلندش از جنس لغز و چیستان و مکرنی و پہیلی و مانند آں غلغلہ کناں بہرکس و ناکس میرسد و تفصیل بعضے

از خصائص آں مخصوص ذات کبریا و برگزیدۂ حضرت سلطان الاولیا مانند آنکہ ملاحت در کلامش از فیض لعاب

[دہا]ن مبارک حضرت شیخ افزودہ و چند جا بطریق ظرافت در رکاب سعادۃ نصاب حضرت[1] پیادہ نمودہ

و نیز آنحضرت در حقش گفتند امیدوارم کہ مرا بسوز سینۂ ایں ترک اللّٰہ بہ بخشند و اگر روا ے شامت مرا برسد

ورق ۶

---

۱ اصل نسخہ میں "پیادہ" ہے

۲ قوالی و ...

کہ مارا چہ تحفہ کرامت آوردی گوئم کہ سورہ سینۂ ایں نزک اللہ و ما بناسہا در کتب مبسوطہ بہ شرح و بسط اندراج یافتہ فلیرجع قاسم فرشتہ وغیرہ بعضے از ارباب سیر نوشتہ اند کہ حضرت الشاں بملاقات شاہسوار عرص سروار عالم سخن سازی اعنی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس اللہ تعالےٰ اسرار [ہم] فائز گردیدہ و نقص کلام اعجاز انتظام سحاب التنان رسیدہ چنانچہ در بعضے از اسعار خویش اشعارے بداں فرمودہ اند ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت سیرہ از [خمخانہ] مستی کہ [در شیراز] بود

[مصرع - جلد سخنم] دارد شیرازہ شیرازی و اللہ اعلم بحقیقتہ الحال مختصر کلام کلام در توصیف [آموزون] خصوصا [ت نامسا] ہی فضولی است و [سخن] [در] رخصوص [صبا] ت آں محب محبوب الٰہی حبولی بہر کیف اس غزل ہیچ بینی کہ بداں حضرت منسوب است و بزمان [آں او] ان فیض بسیار بسیار مطبوع و مرغوب تیمناً و تبرکاً زیب سلک آراستہ کلک خود مسکنم لہ [قد] س سرہ ؎

زحال مسکیں [مکن] تغافل دو راہ نیناں ملائے بتیاں
چو تاب ہجراں ندارم ایجاں نہ لیوگا ہے لگائے چھتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے کہ جا ساوے سارے پی سے ہماری بتیاں
شبان ہجراں دراز چوں زلف زماں وصلت چو عمر کوتہ
سکھی پیا کو جو ہیں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
چو شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ
نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آوے نہ بھیجے بتیاں
بحق آں مہ کہ روز محشر بداد مارا فریب خسرو
سپت من کی دو راہے راکھوں جو جاے پاؤں پیا کی کھتیاں

۱؎ قاسم در ہر دو نسخہ ۲؎ دیہ در ہر دو نسخہ ۳؎ سوں را و

۴؎ دونوں نسخوں میں " زہجر آمد گستم آمد ہے " لیکن نسخہ اصل میں اسکو کاٹ کر ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ بنایا گیا ہے

خستہ

تخلص دو کس می دانم

اول

عبد اللہ خاں عرف میاں جیون وے کشمیری الاصل و جہان آبادی المولد است و الدش از رفقاے قدیم نواب مجد الدولہ عبد الاحد خاں بہرام جنگ بود بعد رحلت آں مرحوم وے نیز مورد الطاف و عواطف نواب مغفور گشت حاصل کہ ایں مرد بسیار متواضع و [خوش[1] اختلاط] و خلیق و کریم ارتباط واقع شدہ شاگرد محب سراپا وفاں حکیم ثناء اللہ خاں فراق است ایں چار بیت از گفتہاے اوست

[دست] قاتل نہ مرے خوں کی جو ہے رنگینی، ایسی رنگت کا [کبھو] رنگ حنا نے نہ دیا

جو کوئی لاوے پیام اوس کے آج آنے کا ۔ میاں میں صد[قے] ہوں اوسکے زباں ہلانے کا

جب خاک غریباں پہ تم [اس چال سے آؤ] انصاف کرو [کیوں کہ] نہ برباد ہو کوئی
[یہاں تک] تو ہووے [محو] تمہارے کہ جہاں میں تو ہم سے قسم ہمکو اگر یاد ہو کوئی

خستہ دوم

[خستہ] دوم

میاں غلام[2] قطب بخش وے نوجوانے است رعنا سکو سیر زیبا[3] منظر از اولاد امجاد سالک مسالک [لکپ ربا] بی سید محمد کرمانی روح اللہ روحہ و از مجاوران [لقعہ] باصفا حضرت نظام الدین اولیا نورا [اللہ] مرقدہ بسیار خوش خلق و مہذب نہایت نیک خلق و مؤدب سعادۃ منش پاکیزہ روش از چندے سوی ایں فن شریف سہم رسانیدہ سخن خود از نظر مجبورے خاں آشفتہ گزرانیدہ

---

[1] ششناسم ا ا [2] اصل نسخہ میں نہیں ہے [3] ا ا میں پیر خانہ جاوید میں (ص۱۶۱، جلد سوم) صرف "قطب بخش" محرر ہے۔ [4] دہما در نسخۂ اصل

این چار شعر از گفتهاے او است ؎

جلوہ اوس مہ نے جو ناگہ بلب بام کیا | روز خورشید درخشاں کو وہیں شام کیا
جسکو پروا ہی نہیں کوئی مرے یا جیوے | دل دیا ہاے میں اوس شوخ کو کیا کام کیا

ورق ۱۶۷

جور و جفا [مت] کرو دل کو نہ آزار دو | چاہ کے پیاسوں کو ٹک شربت دیدار دو
اے رشک اصفہی جلوت و خلوت کے بیچ | سب کو بلاؤ صنم اک ہمیں دھتکار دو

خلق

تخلص میر احسن میہیں پور میر غلام حسن حسن صاحب مثنوی بے نظیر و بدر منیر است وے اسد تخلص خود سرا ماحاق واقع شدہ حسا و علم بدرجۂ اعلیٰ دارد طبعش رنگیں و فکرش معانی آفرین است مشق سخن از والد ماجد خود نمودہ و ازاں رو کیفیتے در شعر خود حاصل فرمودہ ایں چار شعر از رادہاے طبع رساے اوست ؎

دل لگاتے ہو لگاؤ یہ نہیں کچھ معلوم | جی پہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا
اک بار اوس کے کوچے میں جانا ضرور ہے | یہ حال اپنا اوس کو دکھانا ضرور ہے

[رباعی]

آئے ہیں عدم سے جب کے روتے ہیں پڑے | دو دن کی یہ [زیست] ہے سو کھوتے ہیں [پڑے]
اے خلق [خوش] احوال انھوں کا جو وے | آرام سے زیر خاک سوتے ہیں پڑے

خلیق

تخلص میر مستحسن برادر خورد میر احسن خلق پسر دوم میر غلام حسن حسن است وے نیز [سری]

گفتار] باکثرہ کردار حسن الخلق والخلق واقع شدہ است [شاگردی] نہ بدرد والاتبار و برادر نامدار [خود] دارد این چند بیت ازوست ؎

نزع میں گرمی بالیں پہ تو آیا ہوتا
اسطرح اشک میں آنکھوں میں نہ لایا ہوتا

میرے خورشید نہ ہوتا یہ مرا روز سیاہ
تونے گر زلف میں مکھڑا نہ چھپایا ہوتا

کمر باندھی ہے [ہر] فندق نے تیری دلربائی پر
تصدق جان میری اس ترے دست حنائی پر

افعی زلف کے کاٹے کی دوا ہو نہ سکی
آکے سر مار گئے سیکڑوں منتر والے

مے کی خواہش ہوئی او سو[قت] بیٹھے ہائے جلتی
اوٹھ گئے بزم سے حب شیشۂ و ساغر والے

خوش رس

تخلص حافظ غلام محمد است دے باوصفے کہ از صغر سن از حلیہ بینائی عاری و عاطل گشتہ حفظ قرآن شریف نمودہ و خوش میخواند و در علم موسیقی مہارتے دارد و سارنگی خوب می نوازد و خیال وٹپہ [ٹپہ] می گوید و گاہے ریختہ ہم از طبعش سر میزند پدرش کہ حافظ ابراہیم نام دارد در سلک ملازمان حضور پرنور منسلک بود از جبر زمانہا مزاج اقدس را ازجا بردہ کچہری عدالت کہ در حقیقت دیوان ظلم و تعدی بود برخلاف روشہ سلاطین تیموریہ انار اللہ برہانہم بہ نیرنگ نصاری فرنگ درجہان آباد و صانہا اللہ عن الشر والفساد برپا کردہ جہاستم کہ بر ہیچ ارگان نگرد حفظ کلام اللہ تعالی [را] ما وصفے کہ خود ہم حافظ بود در مقام تحصیل زر ساواخی ما بام [ستمگر] صمام با[فتاب] جورا در عین نصف النہار [استادہ] ساخت آ[خرکار] بہزا [را] ان نکا[ل و بدنا] می آوارہ دشت [نا] کامی شدہ بہ دام بور رخت [ادبار] انداخت حالا بہیں خدمتی یکے از افاعمہ آنجا اوقات بسر می کنند کہ کرد[کہ] نیافت بالجملہ این دو بیت از گفتہ ہائے حافظ غلام محمد خوش رس است ؎

وصل کی مانیں صنم ہمکو جو باور آتا
آنکھیں ۰۰ ہیں سو خود اشک کو بھرلاتا

[ہے آپ کس لئے] مانوں کہا اس کی برا　　عشق ہیں الیسی ہی کچھ ہوتی ہیں رسوائیاں

خیال

تخلص غلام حسن خاں سلمہ الرحمن است وے برادر زادہ برکت اللہ خاں برکت واز [ایا رسیا] اسد یار خاں عرف میاں جگنو است بسیار جوان خلیق وکشادہ پیشانی وصا[لح و] نیک زندگانی خوش فکر یار باش بہ اندس پاکیزہ معاش بہائت مودب وبغا[ئت] مہذب واقع شدہ مشق سخن از عمر بزر[گوار] خود میکند و خوش میگوید این ہفدہ بیت از شیرین گفتار بہائے وے است ؎

لوسے جو کہا سجا بھی تھا　　اسا ہی [تو] مدعا یہی تھا
ہے دل کی سکسگی یہ افسوس　　اپنا تو جہاں نما یہی تھا
دنیا کو حیال چھوڑ بیٹھا　　دانائی کا مقتضا یہی تھا
مجھ کو گر منظور ہے چڑھنا تو سیڑھ جلدی خیال　　لگ رہا ہے عرش کے پایہ سے زینہ عشق کا

کہاں بہار کہاں وہ چمن کہاں وہ سبزہ　　سگفتگی کا وہ اک اور ہی زمانہ تھا

چمن میں لوسے گل پر شور سن بل سے اٹھائیں ہیں　　بہار آئی ہے دیوانے نے پھر دھومیں مچائیں ہیں

بلبل سے گل کرے [ہے] عبث انپی کاوشیں　　کس کا سدا جہاں میں رہا اعتبار حسن
صدمے سے میرے دل کے کہیں عرش ہل نہ جائے　　کچھ بیطرح [سے] تڑپھے ہے [یہ بیقرار] حسن
اوسکی مژگاں کو دہی مشق سناں بازی ہے　　یہاں [ان طرا وة] دل پر خون کی ابھی تازی ہے
آیا سلوک پر نہ جو وہ اشک و آہ سے　　لاویں گے ہم اب اوسکے تئیں اور راہ سے
وہ صید ہوں کہ جوش سے پایوں کو دوں ہلا　　تڑپھوں اگر میں [تیر] سے خدنگ نگاہ سے

رہنے میں ہمیشہ مرے دل میں یہی کھٹکے   ایسا نہ کہیں ہووے کہ تو اور سے اٹکے

جرعہ احساں ہو ہماری خاک سر غافل کبھی   ہم بھی اے ساقی تری مجلس کے میخوار و ہمنشیں تھے
لگے ہے آگ کو کو سے نئی سرو و صنوبر کو   تو کس کے گرم جا کسر قمری آج لوٹ آئی

[کس کو] معلوم تھا اوں تجھسے جدائی ہوگی   یہاں تلک بات بڑھیگی کہ لڑائی ہوگی
ہاتھ پہنچا نہ ترے بند قبا پر تو کبھی   اسی کس طرح سے پھر عقدہ کشائی ہوگی
پڑ گیا ہے تری صورت کے سبب دل میں غبار   مجھہ میں آئینے میں ہرگز نہ صفائی ہوگی

حرف الدال المہملہ

در ذیل ایں حرف ذکر مازوہ شاعر کہ من جملہ آنہا دو بزرگ درد تخلص میکنند و دو عزیز دل اندراج یافتہ و مجموع اشعار کہ بالذات و بالاستقلال در تحت ایں حرف مندرج گشتہ [دو صد و شانزدہ شعر است] کہ من جملہ آنہا بار دہ رباعی واقع شدہ و دو [شعر] نواب آصف الدولہ مرحوم کہ در اسم سامی وے بالذات و بالاستقلال ست افتادہ در اینجا نقرساً و بالعرض تحریر یافتہ

دا[نا]

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میر] فضل علی نام وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد و از [شاگرد] ان شیخ شرف الدین مضمون و مرد سیر مشق و صاحب دیوان بود اما بنا بر طول زمان و درازی اوان شہرہ دیوانش رو گمنامی و اندراس نمود اس دو شعر از طبع زاد ہائے او کہ مدتے افتادہ بزبان قلم در آوردہ ا [ست اورد] است عفی اللہ عنہ

بہر صورت خدا کو دیکھتا عنوان ہے میرا   یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا   یوسفِ مصر مگر تو ہی ہے اے یارِ عزیز

درد

تخلص دو بزرگ می شناسم

[درد] اول

سخن سنج [روشن] ضمیر حضرت خواجہ میر نسب والا بن سار ظہور ظاہر مفتقر تحریرِ مت
وحسب اعلیٰ امن لطر بر سموع سایع محتاج تسطیر نے لہذا عنان شدیز قلم واقعہ رقم را از ال
جولانگاہ منعطف ساختہ مضمار ترقیم ندیی از خصائص نفس نفیس مسرحی می سازم ذات ملکی
صفات آں برگزیدہ انفس و آفاق و نفس نفیس آں نظر کردہ خلاق علی الاطلاق مخلے از ادناس
علائق دنیا محلی بحلی جواہر زواہر محبت مولیٰ حریق نیران عشق الٰہی غریق بحار حب رسالت پناہی
منزوی زاویۂ تجرید گوشہ نشین خلوت کدہ تفرید شہر بستۂ زہد و توکل نہنگ دریائے فہم و تعقل
صاحب علم وہبی جامع کمالات کسبی بود باوصفی کہ نسبت تلمذ کسے [از] دانشمندان کمتر داشت و بیش
ازیں نیست کہ ما ہے چند از خدمت افادہ مرتبت مفتی دولت مرحوم مغفور بر اکتساب فنون
رسمیہ ہمت گماشتہ تصنیفات بسیار [حاوی] غوامض علوم حکمیہ متضمن دقایق فنون شرعیہ
وارد رسائل چند در علم سلوک و تصوف کہ ہر یکے دستور العمل سالکان مسلک حقیقت و رہ روان
شاہراہ طریقت است یادگار ایں والا تبار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ در علم موسیقی بدرجہ مہارۃ
بود کہ سرآمد سرود سرایاں میاں فیروز خاں از جناب کرامت مآب ایشاں نقش درست می کرد
ہما [تاکہ] ایں از عالم وہب است دیوان فارسی و کتاب رباعیات کہ بواردات موسوم است
و دیوانے مختصر بمثابۂ چشمۂ آبحیات در ریختہ از طبع وقاد ایشاں ریختہ استاد صاحب درایت
ہدایت اللہ خاں ہدایت و شاعر طبع ملائم قیام الدین علی قائم و محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں
فراق از رسندلے ساگردان جناب ایشاں اند خاصہ در بحر حقیقی بدرجۂ اعلیٰ فصاحت و مرتبۂ اقصیٰ
بلاغت است و با ایں ہمہ شاعری کہیں مرتبہ آں مہیں پور مادر گیتی است از آں جا کہ تحریر عشر عشیر
اوصاف حمیدہ آں پسندیدہ خصائل معدود قلم حقائق رقم نیست ازاں درگذشتہ بہ تسطیر یک صد و

صفحہ ۱۰۹
مسودہ اول

ہفتاد و ہفت شعر از اشعار آبدار کہ [از] طبع گوہر بار آں مرصبہ السجایا محمودۃ الخصایل سرزدہ سادرہ سجوئند لحایہ روح اللہ روحہ

ماند حباب آنکھ تو اے دردؔ [کھلی تھی] کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

ماہتوں کو روشن کرتا ہے نور تیرا [احساں] ہے بظاہر ظاہر ظہور تیرا

ہو گیا مہماں سرائے کثرت موہوم [آہ] وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوت خانہ تھا

بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر دردؔ یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

کبھو خوش بھی کیا ہے جی کسی رند شرابی کا
بھڑا دے موتہہ سے موتہہ ساقی ہمارا اور گلابی کا

ورق ۱۳۰

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا دردؔ بس جی ہی رہ جائے نہ آہ بھی گرد کیا

ہم جاتے نہیں ہیں اے دردؔ کیا ہے کعبہ جدھر ملے وہ ابرو ادھر نماز کرنا

مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا ہم رو سیاہ جانے رہے نام رہ گیا
سو بار سوز عشق نے دی آگ پر ہنوز دل وہ کباب ہے کہ جگر خام رہ گیا

زور عاشق مزاج ہے کوئی دردؔ کو قصہ مختصر دیکھا
شیخ کعبے ہو کے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو دردؔ منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

ہم نہ کہتے تھے موتہہ نہ چڑھاؤ اسکے دردؔ کچھ عشق کا مزہ پایا

اگر یونہی یہ دل ستاتا رہے گا تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہے گا
ٹک بھی گردوں نے اگر فرصت دی عشق کو کشمکش غم کیجے گا
کون سا دل ہے وہ کہ جس میں آہ خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن　　ہم نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

دیکھے ہم سے اس کے جی میرا　　نہ بچے گا نہ بچے گا گیا ہوگا

تک بیک نام لے اوٹھا میرا　　جی میں [کیا اوسکے] آ گیا ہوگا

جوں شمع رونے روتے ہی گزری تمام عمر　　تو بھی تو درد داغ جگر میں نہ دھو سکا

زاہد کو ہم نے دیکھ لیا جوں نگیں بعکس　　روشن ہوا ہے نام تو اس روسیاہ کا

مٹھا تھا خضر آکے مرے پاس ایک دم　　گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

میرے سبب وہ اور بھی مجھ پر غضب ہوا　　اے نالے وا[ہ] خوب ہی تو نے اثر کیا

ادھر کو جو مسکرا کے دیکھا　　کچھ تو جی سے حجاب نکلا

جوں چاہیے اوس طرح بیاں ہم سے نہ ہوگا　　گر اپنے دہن سے ہی تو وصف اپنی کمر کا

لے نہ جاوے حرص اہل فقر کو　　ہو سکے کب موج نقش بوریا

نہیں مذکور سنا ہاں درد ہرگز اپنی مجلس میں　　کبھو کچھ ذکر آتا ہے تو ابراہیم ادھم کا

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا　　بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

برہم کہیں نہ ہو گل و بلبل کی آشتی　　ڈرتا ہوں آج باغ میں وہ تندخو گیا

واعظ کسے ڈراتے ہے یوم الحساب سے　　گریہ مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

حجاب رخ یار تھے آپ ہم ہی　　کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

ستہ کیا جاوے وہ کہے کو مے آشام ہے سینہ　　جہاں میں دختر رز سے عجب بدنام ہے سینہ

تو ہی کہے گھر سے کل گیا تھا　　اپنا تو جی نکل گیا تھا

اس دل کو سنبھالنا ہے مشکل　　اگلے دنوں کچھ سنبھل گیا تھا

ہم سامنے سے جو مسکرایا　　ہونٹ اوسکا بھی درد ہل گیا تھا

بھرا مے سے نہیں یہ نور سے معمور ہے شیشہ — تجلی پر نظر کر اسکی کوہ طور ہے [سینہ]

یوں ہیں ٹھہری کہ ابھی جائیگا — پھر شتابی تو بھلا آئیگا
کیونکہ گذرے گی بھلا دیکھو تو — گر اسی [طرح سے مر جائیگا]
درد ہم اوسکو تو سمجھائیں [گے] پر — اپنے [نہیں] آپ بھی سمجھ جائیگا

تمنا مرحمت ہوئی نا امیدی — یہ کیا ہو گیا اور مرے دل میں کیا تھا
[ہے] عدو سے مہر یہ میرے حسن کا شہرہ — میں کچھ نہیں یہ گرمی بازار ہوں میرا
میری بھی طرف [کو] آ ذرا آنکھ مرے لوٹ — سرشتہ کی طرح میں بھی خریدار ہوں میرا

ورق ۱۰۰

مری بے صبریوں کی بات سن سب سے وہ کہتا ہے — تحمل مجھسے بھی تو حال سن کر ہو نہیں سکتا
کہا میں یوں کہ جانے ہو آ کر بعد مدت کے — اگر چاہو تو یہ کہنا ہم سے اگر ہو نہیں سکتا
لگا کہنے سمجھ اس بات کو ٹک تو کہ جلد اتنا — ترے گھر آنے جانے میں مرا گھر ہو نہیں سکتا
درد ہم کو یہ رات دن تیرا — نالہ زار خوش نہیں آتا
گذرا تھا بعد مدت وہ سامنے سے ہو کر — اے کوتہی نالہ [یہ وقت] تھا کیے کا
اپنی آنکھوں اوسے ہیں دیکھوں — ایسا بھی کبھو خدا کرے گا
گر یہی ڈھنگ تیرے ظالم — دیکھیں گے کوئی دوا کرے گا
جنکا عشق نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ — اے نوبہار تجھے بار یا نہ تھا

اے شب ہجر نہیں ہے یہ سیاہی تیری — خون گردن [پہ] ہے تیری کسی سودائی کا

نظر جب دل پہ کی دیکھا تو مسجود خلائق ہے — کوئی کعبہ سمجھتا ہے کوئی سمجھے ہے بتخانہ
ظالم یہ صید دل سر فتراک سے ترے — اسوقت سے بندھا ہے کہ تو [نے سوار تھا]
مدت کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق — تیری طرف سے جس کے دل میں غبار تھا

۱ نسخۂ ۱ د میں یہ شعر مرقوم نہیں ۔

وے دن [گذر] گئے کہ ہمیں بھی فراغ تھا　　یعنی کبھو تو اپنے بھی دل تھا دماغ تھا

مرنا ہی لکھا ہے مری قسمت میں عزیزو　　گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہ ہوتا

ایک تو ہوں شکستہ دل اس پہ جور نہ بیٹھا　　سچی عشق واہ واہی نہ ہوا ستم ہوا

جوں غنچہ [بجز یک] دل صد چاک نہ پایا　　مونہہ ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا

زاہد کیا کرے ہے وضو گو کہ روز و شب　　چاہیے کہ دل سے دھووے کدورۃ سو دھو چکا

مذکور جانے بھی دو ہم دل طپیدگاں کا　　احوال کچھ نہ پوچھو آفت رسیدگاں کا

محبت نے ہم کو منتشر جو دیا　　سو یہ ہے کہ سب کام سے کھو دیا

فلک کو کوں کہتا ہے گزر آہ سحر کرنا　　جہاں [جی چاہیے] وہاں جا کر کسی دل میں اثر کرنا

عل مری زنجیر سے رفتار میں ایسا کیا　　حشر کو بھی شور جو ہونا نہ تھا برپا کیا

خط کے آنے سے ہوا معلوم جاتا حسن کا　　تو خطوں نے اب نکالا بسن خانا حسن کا

بارے مجھے بیمار تو سہی کیا سبب ہوا　　پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

رسوائیاں اوٹھائیں جور و عتاب دیکھا　　عاشق تو ہم ہوے پر کیا کیا عذاب دیکھا

آشیانے میں درد بلبل کے　　آتش گل سے آج پھول پڑا

مجھکو نہیں ہے دیدۂ بینا وگرنہ یہاں　　یوسف چھپا ہے آں کے ہر پیرہن کے بیچ

چاہیے کہ بات جی کی مونہہ پر نہ آے میرے　　اپنے دہن کو لا کر رکھدے مرے دہاں پر

ورق ۱۲۲

ساقی ہے چڑھا آج تو یہ رنگ ہوا پر　　شیشہ ہو گر سے بھیگئے گر سنگ ہوا پر

ہس قبر پہ مری کھل کھلا کر　　یہ پھول چڑھا کبھو تو آ کر

لازم ہے گو نہ سکن زلف میں ہرے　　ظالم کوئی پڑا رہے سمجھا شکستہ دل

ساقی کیدھر ہے کتنی مے　　اس کی کھووے میں مار ہیں ہم
اپنے ملنے سے منع مت کر　　اسمیں سے اختیار ہیں ہم

حزائل عما ہستا تو جوں عکس　　اے آئینہ کس کے گھر گئے ہم

ہستی نے تو ٹک جگا دیا تھا　　پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم

چمن میں صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشم تر شبنم　　بہار باغ گو یوں ہیں رہے لیکن کدھر شبنم

اگرچہ دختر رز کے ہے محتسب درپے　　جو ہو سو ہو پر اسے اپنو بار رکھتے ہیں

کھنچے ہے دور آب کو میری فروتنی　　افتادہ ہوں پہ سائہ قد کشیدہ ہوں

نقید گاہ امکاں میں ہے وہ کچھہ بخشش مطلق　　کہ ہر واحد کو لاکھوں دام یہاں تنخواہ دیتے ہیں

کچھہ اور مرتبہ ہے وہ فہمید سے پرے　　سمجھے ہیں جسکو یار وہ اللہ ہی بہس
اوس کو سکھلائی یہ جفا تو نے　　کیا کیا اسے مری وفا تو نے

ہستی ہے جب تلک ہیں اسی اضطراب میں — جوں موج آ بسے ہیں عجب پیچ و تاب میں

ہر جز کو کل کے ساتھ بمعنی ہے اتصال — دریا سے وہ جدا ہے نہ ہے غرق آب میں

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی — داماں نچوڑ دے تو فرشتے وضو کریں

کسو پہ بلا بھری سو ری چڑھائیے — تری تیغ ابرو کا انگار میں ہوں

نوع انساں کی بزرگی سے تک آگاہ — حضرت جبرئیل محرم آپ ہیں

دو تو عالم سے کچھ بڑے ہیں نظر — آہ کس کا دل و دماغ ہوں میں

مرتا نہیں ہوں کچھ میں اس سخت دل کے ہاتھوں — مرتا ہوں آہ اپنے کم بخت دل کے [ہاتھوں]

عالم آب میں جوں آئینہ ڈوبا ہی رہا — تو بھی دامن نہ کیا درد نے تر پانی میں

دل مرا پھر دکھا دیا کن نے — سو گیا تھا جگا دیا کن نے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو — ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

مجھے در سے اپنے تو ٹالے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں

کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں

نزع میں تو ہوں ولے تیرا گلہ کرتا نہیں — دل میں ہے وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں

یہ مانگ پہ اوسکی دل مت جا — ابھی مانگ ھمرا ہونی ہے

سلہ دلا کر د

ورق ۱۲۳

دیکھ میرے ضعف کو کہنے لگا رو رو طبیب　　کوئی دم کو یہ بھی اسکی ناتوانی پھر کہاں

ہے مجھ پہ رشک بے گناہی ہوں　　مورد رحمت الٰہی ہوں

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں بو نہ ہو　　کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

ڈال[1] دینا اوس کو نت ہر طرح جوں فتلہ نما　　پھر مجھے بھر بھر کے آ رہنا اوسی کے روبرو

ہیں دل کے ساتھ کب تئیں کسی لڑا کروں　　اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہے آتجو

ایسے سدرے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو　　یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

جاوے در قفس سے یہ بے بال و پر کہاں　　صیاد ذبح کیجو اسے پر نہ چھوڑیو

کبھو ہم نے نہ پایا مہرباں اے تند خو تجکو　　نہ دیکھا آنکھ بھر کر ایکدم خورشید رو تجکو

ہم گلشن دوراں میں اے خستگی طالع　　سرسبز تو ہیں لیکن [جوں] سبزۂ خوابیدہ

کسو بکر یہ کار عشق گرہ در گرہ نہ ہو　　یہاں دل گرہ کی شکل ہے اور وہاں دہن گرہ

گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر　　جی ہی جاتا ہے جلا تیری ہر ایک تان کے ساتھ

بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ　　بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ

دور رہیں ہوا ہمیں رنج شعور ساقیا　　یک دو سہ جام اور بھی باقی ابھی تو ہوش ہے

[1] 'ڈل' اصل نسخہ میں +

اہل وفا کو یاس سے ہستی کے ننگ ہے — لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اس [ہستی] خراب سے کیا کام تھا ہمیں — اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

وحدت سے بہ جانب سرے جلوے دکھا دیئے — پردے تعینات کے جو تھے اوٹھا دیئے
سیلاب اشک گرم نے پیتے اعضا مرے تمام — اے درد کچھ بہا دئیے اور کچھ جلا دئیے

قاصد سے کہو پھر خبر اودھر ہی کو لیجاوے — یہاں بیخبری آ گئی جب تک خبر آوے
مطلق بھی نہیں درد اضافت سے مبرا — عہدے سے نقد کے کوئی کیونکر برآوے

اوس کوئی غمزے غم کی میرے جی سے خالی ہے — کبھو ٹک دل کیا خالی تو پھر چھاتی بھر آئی ہے
بر نکھا سا یہی رہنا ہے مجھکو درد کیا کہیے — کہ ایسی زندگی سی جیتے جی ہی مفت جانی ہے

دبنے عبث ہو سینہ گراں سنگ کو گداز — پگھلائیے جوم سے کوئی دل نگل سکے

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے — میرا ہی دل ہے یہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے — اوس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

طرف اپنے یہ اک دور جام چلتا ہے — وگرنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی

دل ٹکڑے کیا ہے یہ مرا کس کے لبوں نے — جو لخت ہے سو رشک عقیق یمنی ہے

دل بھی میرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے — آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

اوٹھی نہیں ہے خانہ زنجیر سے صدا — دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار سو گئے

تا ابد جوں قطرہ مجسا منفعل — جس جگہ سجدہ کرے وہ نم رہے

ورق ۱۲۴

نہ ہاتھ اوٹھا سکے فلک گو ہمارے کینے سے — کسے دماغ کہ ہو دو بدو کمینے سے
نہ ملیں گے اگر کہے گا تو — تری خاطر ہمیں مقدم ہے
جوں توں وہ کٹے ہے تو یہی آئے ہے جی میں — پھر چھیڑئیے اور باتیں سنا کیجئے اوس سے

کاہے کو ہوتی گردش تمکو بسبب و طالع — گر پاؤں اپنا باہر رکھتے نہ ہم عدم سے
نظر میرے دل پہ پڑی درد کس کی — جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے
اے گل تو رخت باندھ اوٹھاؤں میں آشیاں — گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغباں مجھے
کعبے بھی ترے ساتھ بھلا تئیں چلیں گیں — ایدھر کو پھر آئینگے ہم اگر یار کے گھر سے

کبھو بھی جی میں نہ گزرا جہاں سر تابی — برنگ سبزہ بنایا ہے خاکسار مجھے

سنتے ہیں یوں کہ آہ تو ہم ہیں ہے چھپ رہا کہیں — اپنی تلاش سے غرض ہم کو ترا سراغ ہے
دولت فقر کے حضور گرد ہے جاہ سلطنت — کہتے ہیں یہاں جسے ہما اپنی نظر میں زاغ ہے
پہلو میں دل طپاں نہیں ہے — ہر چند کہ یہاں ہے یہاں نہیں ہے

یہ کیا درد تجھ پر مصیبت پڑی — کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

صدقے ترے میں کب تئیں ٹھہرا کروں عبث — ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے
یہاں غیب کے جلوے کے تئیں جلوہ گری ہے — جو شخص کہ گذرا ہے نظر سے نظری ہے
آ پھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں — درد یہ بھی خدا کی قدرت ہے
شخص و عکس اس آئینے میں جلوہ فرما ہوگئے — اونے دکھانے تئیں ہم اس میں پیدا ہوگئے
ساقیا یہاں لگ رہا ہے چل چلاو — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دیکھئے اتنا نہیں ہے کوئی جسکی چھاتو یہاں　　لے چلی ہے آج ہم کو وہ بری سا با گئے
با، وہ رائیں نہیں با یہ دلوں کا کھیر ہے　　ہاتھ اُس لگنے نہیں سب باؤ دیوا با گئے

اُس نے تمہارے دل میں بھی اتنا تو سر کھینچا　　قسم کھانے لگے تب ہاتھ میرے سر پہ دھر بیٹھے

واہ وا قسمت کی مجبوری کو دیکھا چاہیئے　　وہ ہوا بے پردہ ہم تب اوس کو ہم کہنے لگے
زلف کی کج ادائیاں دیکھو　　ہر گھڑی مونہہ سے جا لپٹتی ہے
وہ وحشت رز کہ چھلنی پھرے ہے جہان کو　　کہتے ہیں درد پاس بھی اک رات رہ گئی
دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر　　ایک تو یار ہے اور تسپہ طرحدار بھی ہے
ہم جانتے ہیں درد اندھیرے میں رات کو　　تو لگ رہا ہے کوچے میں جس گھات کے لئے

دم لینے کی فرصت یاں ٹک دی نہ زمانے نے　　ہم تجھ کو دکھا دینے کچھ آہ بھی ہوتی ہے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے　　جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
دل تڑپتا ہے درد پہلو ہے　　مرگ آ پہنچیو کہ قابو ہے
نہ وہ نالوں کی سورش ہے نہ آہوں کی ہے وہ دھونی
ہوا کیا درد کو پیارے گلی کیوں آج ہے سونی
آباد رہیو خانۂ دنیا کہ اے سپہر　　یک چند ہم بھی آن کے یہاں میہماں رہے

ن ۱۲۵

علاج درد سر صندل ہے لیکن　　ہمیں گھسنا ہی اوس کا درد سر ہے
کیا کم ہے مرغ قبلہ نما سے یہ مرغ دل　　سجدہ اودھر ہی کیجے جدھر کو یہ رو کرے

غافل تو کدھر بہکے ہے ٹک دل کی خبر لے　　شیشہ جو بغل میں ہے اوسی میں تو پری ہے

نہ ملئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے　　وگر ملئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

تری آنکھیں دکھا دیجے تو نرگس مست ہو جاوے　　اگر دیکھے یہ قامت سرو گلشن پست ہو جاوے

رباعی

اے دردؔ یہ کون صبر کو لوٹ گیا　　یوں تجھ سے جو سب ایک بیک چھوٹ گیا
کیا تجھ پہ مصیبت پڑی ایسی ظالم　　کہہ تو سہی جی ڈھا کہ دل ٹوٹ گیا

دیگر

پیدا کرے ہر چند تقدس بندا　　مشکل ہے کہ حرص سے ہو دل برکندا
جنت میں بھی اکل و شرب سے نہیں ہے نجات　　دوزخ کا بہشت میں بھی ہوگا دھندا

دیگر

موند آنکھ سدا کہیں دن ٹالیے گا　　غفلت کے تئیں بغل میں یوں پالیے گا
اے دردؔ مراقبہ تو کرتے ہو ولے　　ٹک اپنے گریباں میں بھی منہ ڈالیے گا

دیگر

اے دردؔ اگرچہ جی میں ہے جوش و خروش　　رہتے ہیں ولے اہل تامل خاموش
سو جوں کو شراب کی وہ پی جاتے ہیں　　گرداب کی مانند جو ہیں دریا نوش

دیگر

اے دردؔ یہ دردِ جی سے کھونا معلوم　　جوں لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم
گلزارِ جہاں ہزار پھولے لیکن　　میرے دل کا شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہوں — ہر حرف میں کتنے ہی ورق پڑھتا ہوں
اس علم کی انتہا سمجھا آگے — اے درد ابھی تو نام حق پڑھتا ہوں

دیگر

اے درد سبھوں سے برملا کہتا ہوں — توحید نہ میں چھپا چھپا کہتا ہوں
ملا کو بھی اس میں نہیں جائے انکار — بندہ بندہ خدا خدا کہتا ہوں

دیگر

بالوسے ہی رسم تغافل کم کی — ناطر پڑی ہے یاکہ اپنے غم کی
رونے کو مرے تولے ہے وہ نظروں میں — اس گوہر اشک کی بھی رفی چمکی

دیگر

تیرے [لیئے] درد کی کسی سے نہ بنی — بہتیروں نے چاہا پہ سبھی سے نہ بنی
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر — ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی

دیگر

عاشق ہوئے جسکے اوسکے محبوب بنے — دلخواہ سب اوسکے ساتھ اسلوب بنے
تسپر بھی جو کچھ بنی سو دیکھی تم نے — بس درد خدا سے اب تمہیں خوب بنے

[درد] دوم

سید کرم اللہ خاں دوسے بزرگے بود از دودمان شرافت وخاندان نجابت بہ نواب معلی القاب عمدۃ الملک سید [امیر] خان بہادر قرابت قریبہ داشت در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام و ثروۃ مالاکلام ایام زندگانی بکام دل بسر میبرد شعرش خالی از درد نیست این یک غزل یخ بستی از زادہائے طبع آں والا نژاد کہ در سفینہائے دیرین یافتہ شدہ بتحریر در آمد منہ عفی عنہ ہ

تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

سوم

صفحہ ۱۲۶

دوا ہا بیہدہ رسوائے عالم ہم کو کہتے ہیں ہمارے عشق کی انشا کے کوئی القاب کیا جانے
کنارے سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو پلک لگنے کی لذت دیدۂ پر آب کیا جانے
سمندر کو نہ دے نسبت مری آنکھوں سے تو ہرگز ابلنے کی طرح چشموں سے یہ تالاب کیا جانے
تڑپنا دیکھ بسمل کو کہا یوں درد سے دل نے ادب کے حق ادا کرنے کے یہ آداب کیا جانے

دردمند

تخلص میاں محمد فقیہ است وے شاگرد سخن سنج فیض گستر میرزا جان جان مظہر بود علیہما الرحمۃ والغفران مرزائے مرحوم و مغفور بدرجہ اعلےٰ با وے خوش بودند و مثنوی موسوم بہ ساقی [نامہ] را کہ از نتائج طبع وے است بسیار می ستودند و فی الواقع کہ حسب رواج آں وقت بسیار خوب گفتہ و اشعار دیگر ہم دارد اما ایں ساقی نامہ خیلے مشہور و برزبان خلق جاری است

ایں ہفت بیت [از] ان وے است ؎

نظر تو کرو ٹک چمن کی طرف شگوفے کو آئے ہیں مستی سے کف
چمن میں بھرا ہے نشہ یہاں تلک کہ نرگس کی جاتی ہے گردن ڈھلک

در مدح استاد والا گہر اعنی مرزا جان جاں مظہر گوید ؎

خدیو سخن میرزا جان جاں کہ حکم اوس کا ہے ناطقہ پر رواں
لقب اوس کا ہے ذوالجلال سخن کہ بندے ہیں اوسکے سب ارباب فن
کوئی آج اوس کے برابر نہیں وہ سب کچھ ہے الا پیمبر نہیں

در تعریف محمد علیخاں کہ ممدوح وے بود و با او سر خوش داشت گفتہ ؎

بڑی اوسکی قدرت کی از بسکہ دھوم لسا ہاتھ قدرت کا صانع نے حوم

در باب داخل شدن بادشاہ جم جاہ اعنی حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بہ محل سرا و مرخص فرمودن نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیرخاں بہادر را ازاں جا می گوید ؎

سدھارے سرا پردۂ خاص کو مرخص کیا بردۂ خاص کو

درویش

تخلص حوالے است سعادۃ التیام شاہ علی نام وے از فقیرزادہا ے حضرت دہلی وشاگرد ن نومشق شاعر فطانۃ مشحون میر نظام الدین ممنوں است آنکہ یکے از نباکانش کہ شاہ بھا نام داشت در منڈوی گلہا شہرۂ تمام دارد شوق حفظ قرآن و دریافت معانی و قصص آں در نہادش خیلے جاگرفتہ حق تعالے نصیبش کناد گاہ [گاہ] فکر ریختہ می کند ایں بیت از گفتہا ے اوست ۵

بوسہ جب مانگا تو اوس نے مونہہ لیا ادھر سے پھیر دل میں کچھہ شرمندہ سا ہو کر ۂ سائل رہ گیا

ابھی تو گم ہوا ہے یک بیک پہلو سے دل اپنا یہیں ہوگا کہیں ڈھونڈھوا ادھر دیکھوا ودھر دیکھو

ضرور اتنی بھی کیا ہے تیز گامی ناتوانوں سے رہا جاتا ہوں پیچھے آہ یاران سفر دیکھو

ورق ۱۲۷

بٹ طرح طپش رات رہی سینے میں دل کو تب زخم کا ٹانکا کہ کوئی ٹوٹ گیا ہو

رنجش کی وہ کیا بات ہوئی بزم میں اوس کی ہم سے تو قسم لو جو اگر لب بھی ہلا ہو

دل

تخلص دو کس میدانم

اول

دل اول

بزرگے واجب الاحترام مولوی شمس الدین نام وے از سکنہ حضرت دہلی است اوقات بسر مستنر بیاد مولی بسیر می شود بہ نہایت توکل و رضا ایام بسر می برد جیلے صاحب تقوی و پارسا واقع شدہ گاہے سا بر لطف طبع ریختہ از طبع والا انس سر می [زند] ایں مطلع از افق فکر وسس

ل اسطرح ۱، ۱،

طالع شدہ ع

ہوئی آئی ہے سحر رات چلی جاتی ہے ۔ نیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل دوم

دوم

ہتی پرشاد کائت وے از سخن گویان عظیم آباد پٹنہ [است مردخوش زندگانی کشادہ پیشانی شگفتہ رو نیک خو [شنیدہ شدہ سخنش] مزہ دارد چار بیت از وے ابن احقر می نگارد ع

پردہ اوٹھا کے تو نے ادہر کو گذر کیا ۔ عالم کے دل میں تیری محبت نے گھر کیا

او روٹھ کے ہم سے جانے والے ۔ مت روٹھ ہمیں گلے لگا لے

جی چاہتا ہے بوسے ہرگز نہ بار سے ۔ پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

نالہ و آہ و فغاں بے طاقتی ہمراہ ہیں ۔ ہم تو کوچے سے ترے نکلے بڑا ساماں لے

دلبر

تخلص شاہ دلبر است وے طالب علمے بود درویش بہادر در بلدۂ عظیم آباد [گویند بذکر خدا] و رسول و صحبت اصحاب قبول حیلے راغب و دل بہادر بود این مطلع از وست ع

پھر بھی یار وہ کبھو دنرات ہو ۔ یار ہو ہم ہوں گلے میں ہات ہو

دلسوز

تخلص خیراتی خاں افغان است وے جوانے بود خوش طبع یار باش لطیفہ گو ناگہ نزد معاش

کشادہ پیشانی نمک زندگانی دور از دل تنگی رفیق ظفریاب خاں فرنگی متخلص بہ صاحب مدتے مذاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق نمکرد مدتے است از حال دل آگاہی اطلاعے نیست این دو از دو بیت از گفتہائے اوست

کل کس کے نہ ہم کا چمن میں یہ فسوں تھا | تھا گل کا جگر چاک دل غنچہ بھی خوں تھا
کہتے تھے کرینگے نہ کبھو چاہ کسو کی | سو ہم بھی تکا کرتے ہیں اب راہ کسو کی
گم ہوا نامہ تو ہو قاصد تو کیوں دلگیر ہے | تھا لکھا قسمت کا یوں تیری کیا تقصیر ہے

وہ مونہہ زلفوں سے ڈھانپے ہے تو ہم آنسو بہاتے ہیں
وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں

جیکہ ہیں آتے ہالۂ مہ آسمان پر | کوتک دلٹ کے جب رکھلے وہ کان پر

شب خیال زلف تھا یہاں تک دل بیتاب میں | سانپ سے پھرتے رہے آنکھوں کے آگے خواب میں

دلوں کو کرتے جو تم پائمال چلتے ہو | بتو خدا سے ڈرو کیا یہ چال چلتے ہو

لکھ دیجیو تربت پہ مری کاک علی سے | مر مر گئے عشاق تری سنگدلی سے

ترے عشق میں جی سے گزرا میں جانی | ولیکن مری قدر تو نے نہ جانی
مجھے رحم آتا ہے دلسوز تجھپر | یہ آزار عشق اور تیری جوانی

قطعہ

میاں جی نے نماز ظہر کو کل | جو پوچھا دوپہر اب کیا بجی ہے
سنی لڑکوں نے جو ہیں یہ صدا بس | بجا کر تالیاں بولے ڈھلی ہے

ورق ۱۲۸

دلہن بیگم

المشہور بہ نواب بہو صاحبہ رضیہ نواب غفران مآب انتظام الدولہ خانخاناں مغفور خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید مبرور زوجہ خاصہ نواب مغفرت اماب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر است وے مستورہ [ا] بست عصمت قباب عفت احتجاب نہایت پارسا و لعائث بالتقوی عصیدہ سنیہ سنیہ از دست ندادہ برجادۂ اجداد امجاد باستقامت تمام بانہادہ باوصفے کہ مسند نشین ایوان عز و اعتلا است سجادہ نشینی صومعہ عبادت مولی را کار بسہ باوجودے کہ مربع نشین چار بالش مزوۃ و جاہ است بہ پرستاری معبود مطلق بہ خلوۃ کدہ عبودیہ بر خاک پاک بندگی نشستہ بیشتر اوقات [بہ تلاوۃ قر]ان [و] خواندن اوراد میگذارد و اکثر احسان بہ رضا جوئی حضرت [منا]ن و خوشنودی خالق العباد مصروف میدارد و ازاں جاکہ طبع سلیم وفہم مستقیم بوے ارزانی داشتہ اند باراست طبعان [سرے دا] رد و شعر ریختہ گاہ گاہ برروے کار می آرد اس [سشلش] بیت از ریختہ ہاے طبع آں معصو[مہ] عصمت قباب است کہ مس حمامہ آں ایں دو درجواب شوہر خود گفتہ

اتنے کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاویں ۔۔۔ مثل گل جاویں جدھر جاویں مہکتے جاویں

مت کرو فکر عمارۃ کی کوئی زیر فلک ۔۔۔ خانۂ دل جو [گر] اہوا دسے تعمیر کرو

نواب آصف الدولہ گوید

ساقیا مے سے چھلکا دے کہ بہکتے جاویں ۔۔۔ برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے ۔۔۔ عمارہ بنا تے [چلے] جا [ئیے]

ایں ہر دو بیت در حرف الف در ذکر نواب [معز الیہ ہم ثبت] افتادہ

سلہ (ا) میں صرف پہلے دو شعر درج ہیں ۔

ایک تو رسوا کیا عالم میں تیری ______ . . . برے لوگوں طعنے
جا بھسا دل زلف میں اب سوئیے ______ شام کے مردے کو کب تک روئیے

دل لگانے کا مزا کچھ بھی نہ پایا ہمنے ______ شمع ساں داغ دل اپنے کو دکھایا ہمنے
بید مجنوں کی طرح آہ نہ بھولے نہ پھلے ______ باغ دنیا سے ثمر کچھ بھی نہ پایا ہمنے

دیوانہ

تخلص ہندو سزادے است محبت التیام سریب سنگھ نام وے از شعرائے دیار مشرق است در بلدہ لکھنؤ تکحند علم [اسناد] می می اقراست و کمتر کسے بود کہ نسبت تلمذ وے نداشت جعفر علی حسرت کہ استاد فلند بخش جرأت است نسبت تلمذ بوے دارد و کمتر کسے [از] سکنۂ [آں دیار وے را] استاد [نہ مدا] رد دہر [کیف] ایں رباعی کہ از وے من رسیدہ بہ رشتۂ تحریر درکشیدہ ع

رباعی

وہ لوگ کہاں کہ یار ماسنی کیجے ______ وہ [وقت کہاں کہ] خوش معاشی کیجے
ایک گوشے میں [اپنے بیٹھ] ہو کر تنہا ______ اب ماس غم سے دل خراشی کیجے

حرف الذال المعجمہ

درطے ایں حرف ذکر [شش] شاعر کہ من جملہ آں دوکس ذرہ [تخلص میکند و دو ذکی اندراج] یافتہ و مجموع اشعار چہل شعر است

ذرہ

تخلص دوکس [عبدالحکم]

ذرہ اول

اول

دربی ۱۱۹۰

مرزا راجہ رام ناتھ وے بہ قرب بیشگاہ سلطنت و بیشکاری نظارۂ عز امتیاز داشت ہندو نژادے بود و مطیع الاسلام کہ در ایام مصیبت آغاز عزا انجام محرم الحرام تعزیہ مگرفت و سبز پوش می گشت و شربت لطیف بخش می نمود و خیراتہا می فرمود و یازدہم ربیع الثانی حسب الارشاد واجب الانقیاد شاہ عالم پناہ گردوں کلاہ از دولت سرائے خود جہدی حضرت ذولسایین امام الطرفین غوث صمدانی محبوب سبحانی [قدس] اللہ اسرارہم بہ تجمل تمام و شوکت مالا کلام بقلعہ مبارک بعقیدہ ہر چہ تمامتر می برد مختصر کلام مردے بود صاحب ثروۃ عمدہ معاش نیک [فطر]ۃ بزرگی تلاش سما بر موزونی طبع گاہ گاہ فکر ریختہ می نمود و از انجا کہ [تخلص حضر]ۃ بندر قدرہ آفتاب است ذرہ تخلص خود قرار دادہ بود [ایں دو بیت از] زادہائے طبع است ؎

تیرے کوچے میں روز و شب [پڑا پھرتا] ہے یہ ذرہ   سجا ہے اسے دیوانے کے مطلب کو ادا کرنا

[غصب ہے آگے] عاشق کو لٹا دیتی ہیں لال آنکھیں   چھنالپنی ہیں مہری [جا]ن یہ کافر چھنال آنکھیں

ذرۂ دوم

دوم

لالہ چھی داس جہاں آبادی [وے مردے] است قابل نیک خصائل کہ اگر خریدارے جوہر قابل بود عدلیش بسیار کم بہم رسد بنا بر کساد بازاری معطلی ایام بسر می برد ایں مطلع او راست ؎

کام عاجز [ول] کے کر دو نیکی کے تخم بو لو   آب رواں جہاں ہے کچھ ہاتھ اپنے دھو لو

ذکا

تخلص لالہ خو[ب چندا] ست وے سکندر آبادی الاصل و جہاں آبادی المولد خلف لالہ ...۔ چند نبیرہ رائے سلامت رائے کا بہ ماتہر است کہ بعمدگی ایام بسر می بردمد و ۔ افراط

لے ۱، ۱ و ۱ میں یہ نام حذف کر دیا ہے ۔ اور اصل میں اس مقام پر سوراخ ہے +

نفر لطفے کہ بہنگامہ افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رود داو اکثرے از نیاکانش بہ [پاس ناموس عیا]ل[خود] را جوہر نمودہ خود بمعرض ہلاک درآمدند و بعضے از نسواں بلحاظ عصمت بچاہ افتادہ جان بجان بخش دادند و برخے از اناث و ذکور بہ یامروی خود جان از مہلکہ جاں ستاں بسلامت بردہ افتاں خیزاں از چور عام (کذا) کہ مسکن ایشاں بود شہر[توافتا] دند از[ان پس کہ] ایں فتنۂ عام فرونشست و آتش بلا کہ سر بہ بالا کشیدہ بود پست گشت گروہے ازاں رخت سفر بر بستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندند و [سرذمۂ] بہ سنا جہاں آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد سکونت ورزیدند [ندبہر کیف] ایں لالہ خوب چند بہرہ از سخن ساری و انشاپردازی و[سیاق وغیرہ از فنون] منصدی گری دارد شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میرسا[ند] ودیوانے مشتمل اکثر انواع سخن جمع نمودہ و تذکرہ ہم تا[لیف فرمودہ از سناگر دان] وے گوے سبقت ربودہ ایں بست و پنج بیت از گفتہائش اس بے بضاعت تحریر نمودہ سے

کہیں مدہوش ہووے گا بہت مست بی ذکا[اوسکو]   مے گلگوں] نہیں یہ دیوے ہے نادان شیشے کا

خوف مژگاں سے ترے [دل تو] دھڑکتا ہی رہا   ہائے [چینک] جیسے یہ خار کھٹکتا ہی رہا

ورق ۱۳

اگر[خواہش] ہے تجکو دیدۂ بیدار ہو پیدا   تو آئینہ بنا دل کو کہ شکل یار ہو پیدا

جلوہ گر ہے جو لب بام پیارا اپنا   ہے بلندی پہ ذکا آج ستارا اپنا

حال یکساں ہے سدا اپنے دل دلگیر کا   یاالٰہی دل ہے یہ غنچہ ہے یا تصویر[کا]

جرس فریاد کرتا ہے ذکا اسواسطے ہردم   کہ غافل قافلہ چلنا رہا اور تو رہا سوتا

لسنا سے ہے تو کہ[تا] ہے وہ دماغ بڑا   کہے ہے مجسے کہ گرمی ہے کر چراغ بڑا

[نہیں ساقی خیال اپنا] شراب پرتگالی پر   ہمارا دل تو غش رہتا ہے اون ہونٹوں کی لالی پر

مسی لبوں پہ ترے رنگ پان سے سرخ نہیں   ہوئی ہے جوں شہدوں سے کربلا رنگیں

کیا ہوا زلف کا خیال نہیں   زندگی ہو گئی [وبال ہمیں]

نہیں ہے غم کسی کا عیش اور عشرت کی باتیں ہیں   [بغل میں یار ہے] برسے [ہے] مینہ ساون کی راتیں ہیں

نرگسی چشم تجھے [کس نے دکھائیں آنکھیں]   دیکھتے ہی جو تجھے تو نے چھپائیں آنکھیں

[ہماری بزم] میں ساقی ترا آنا مبارک ہو   بہم جوں شیشہ و پیمانہ ملجانا مبارک ہو

[صبا کرنا] ہوا خواہی ہے ٹک آگاہ بلبل کو   کہ آئے ہے خزاں رکھ کوئی دم آغوش میں [گل کو]

ہلے ہے ابروے دلدار دیکھئے کیا ہو   کہاں کہاں چلے تلوار دیکھئے کیا ہو

[نقش] پا جانا گیتی نے بنایا ہم کو   جس کے قدموں سے لگے اوس نے مٹایا ہم کو

شرم سے ہو گئے پانی مرے [دولت سے جنوں]   موج دریا ہے مرے پاؤں کی زنجیر کو دیکھ

کس رشک چمن کے قد موزوں کا بیاں ہے   سبزہ بھی جو اگتا ہے تو وہ شکل زباں سے

رخ پہ قطرے ترے گرمی کے عرق سے چھوٹے   روز روشن میں یہ لے وجہ سارے ٹوٹے

ہماری خاک سے گزرا جو ماندہ کر دامن　　کچھہ اپنے جی میں وہ سائد [غبار] رکھتا ہے

ہوا اب آئنہ رو صاف بار وہم سے روگرداں　　نہ سوچا جی میں اتنا وہ کہ پھر بھی مونہہ دکھانا ہے

سیہ بختی نصیب اپنے زیادہ اس سے کیا ہوگی　　کہ دست غیر میں جا لگے ہر ے زلفو[ں] کا شانہ ہے

ملے ہرگز نہ جتنے جی کبھو پھر دلربا [تجھسے]　　عجب کم بخت ساعت [ہے] ہوے تھے ہم جدا تجھسے

کیوں نہ پامال کرے ہر کوئی چالاک مجھے　　رفتہ رفتہ تری الفت نے کیا خاک مجھے

کیا ہی اوس [ہم چشم آہو نے] کیا شیدا مجھے　　وحشت دل ہو گئی خضر رہ صحرا مجھے

ذکی

[تخلص دو] کس میبدانم

اول

ذکی (۱)

جعفر علی خاں مرحوم وے امیرے بود [پنج ہزاری از امیران] عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ از [رفقاے نواب عمدۃ] الملک امیر خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ بسیار بہ شوکت وعظمت و تر [وۃ و حشمت زندگانی] میکرد و خیلے خلیق و خوش وضع رفیق دوست و باکرہ طبع سنو [دہ کردار حمیدہ] اطوار واقع شدہ بود شعرش برویہ آں وقت بسیار با خوبی و [متانت است] ایں چار شعر یادگار آں مرحوم رحمت پروردگار تحت افتادہ ہ

[سن کے] احوال مرا ماحع مشفق سے نے [د] کی　　ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینا کوٹا

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہونا رفو　　سوزن تدبیر ساری [عمر اگر] سیتی رہے

خاکساری پر نہ کر موذی کی ہرگز اعتماد — جونک ما[ٹی] میں ملے تو [بھی لہو پیتی] رہے
عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کے ساتھ — وصل میں وہ جاں دے یہ ہجر میں جیتی رہے

دوم

ذکی (۲)

میاں محمد ذکی خلف الصدق قاری محمد [بھی] وے تو [جوانے است] سعادۃ نشان ذکاءہ نوا مان طالب علم سراپا حلم مشق ریختہ در سر دارد و سخن خود باصلاح حافظ عبدالرحمن احسان میرساند این بیخ بیت از گفتہاے اوست ؎

میرا دل سودا زدہ اس میں سے نہ گر جائے — کر زلف کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

ذوق (۳)

چڑھائے تیوری رہنے ہو اس اخلاص پر ایکی — بھیں لی کسنے حنکی کیوں اثر بیٹھے ہو زانو سے
عضب ہے قہر ہے آفت ہے ایسا وقت آیا ہے — رہوں محروم میں اے یار ساغر تیرے لب چوسے
جزاک اللہ کیا دام بلا تم نے بچھایا ہے — ہزاروں دل [لٹکنے] ہیں تمہارے تار گیسو سے
سرک جا پاس سے میرے نہ مجھسے بحث اے ناصح — مجھے ہرگز نہیں ہے شوق میں میں اور تو تو سے

ذوق

تخلص درویشے است محبت النام شاہ ذوقی نام گویند کہ وے نہایت [وارستہ مزاج دنیا] بیزار واقع شدہ بہ بلدۂ لکھنو در شہر و بازار غزلخوانی میکرد و این شعر او بتحریر میرسد ؎

اپنی یہ چاہ اوس کی وہ صورۃ — اے عزیزو نگاہ کیسے گا

ہے بات کہاں اسکے اب تیر ہے اور نہیں ہے — تدبیر ہے لا حاصل تقدیر ہے اور نہیں ہے

جلد آ مل جو تجھکو آنا ہے — ورنہ کوئی دم کو [دم روانہ] ہے

حرف الراء المہملہ

در تحت ایں حرف و کرست و چار شاعر اندراج یافتہ و من جملہ آنہا دو کس راقم تخلص می کندو پنج رضا و سہ شخص را رنگین تخلص مختار گشتہ و مجموع اشعار [۱ یک صد شعر] است و ازاں جملہ یک رباعی [واقع شدہ

[راقم]

تخلص دو کس میدانم

اول

راقم (۱)

خلیفہ غلام محمد وے جوانے است [خوش خلق] نیکو خصائل شیریں گفتار پاکیزہ شمائل برکیب سر فارسی نظرے دارد و در [کوچہ] التا برداری گزرے فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ ور است اما از اصول کتابت بسیار باخبر خط نستعلیق و [نسخ] و شفیعا و ثلث و شکستہ وغیرہا می نویسد گاہ گاہ فکر ریختہ ہم می کند قبل ازیں بدوار دہ سیزدہ سال کہ بہ بلدۂ لکھنؤ نرفتہ بود ازیں خاکپا سے علیا و خوشہ چین خرمن شعرا شرح شمسیہ و حاشیہ میر میخواند و شعر خود نیز از نظرم میگذرانید حالا کہ بحکم العود احمد بوطن مالوف معاودت نمودہ از مرزا محمد عشق اکتساب فن شریف طبابت میکند و ایام مستعار حیات بمعلمی بسر می برد بہر کیف ایں نہ شعر از زادہائے طبع اوست ؎

جو کوئی تجھ سے دل لگاوے گا   آپ اپنے کیے کو پاوے گا

روٹھنا بات بات پر تیرا   ہمکو کیا جانے کیا دکھاوے گا

[فرقت] ہیں تری جو مر گئے ہم   عشاق ہیں نام کر گئے ہم

سن کر [چلے عاشقی مری جاں   غصے سے] ترے جو ڈر گئے ہم

لے یہاں نسخہ اصل میں حاشیہ پر اور عبارت تھی جو کٹ گئی ہے ۔

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی   تب اونے سنی بھی نہ مری بات اوڑا دی

آج دل بیقرار ہے کیا ہے   [مرگ] ہے ہجر یار ہے کیا ہے
ہاتھ میں اوسکے کچھہ تو چمکے ہے   تیغ ہے یا کٹار ہے کیا ہے

رباعی

نے دیر میں کچھہ ہے نہ حرم میں کچھہ ہے   ہستی میں کچھہ ہے [نہ] عدم میں کچھہ ہے
دنیا ہے طلسمات عجائب راقم   دم میں کچھہ ہے اور ایکدم میں کچھہ ہے

راقم (۲)

دوم

ہندو نژادے از اہل سخن مسمی بہ برنداں بن وے از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و شاگردان سرا [مد] شعر [اے فصاحت آما مرزا محمد رفیع] سودا است این ہفت بیت از گفتہاے اوست ؎

نامے [کا میرے لیکر اوس سے جواب پھرنا]   ٹک واسطے خدا کے قاصد شتاب [پھرنا]
اک وہ بھی دن تھے یارب جو [تھا ہمیں میسر]   گلشن میں ساتھ اوسکے پیتے شراب پھرنا

یہاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو   ناسب کہیں [کہ راقم] رحمت تری وفا کو

(ق)

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھہ غرض   مجکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا میں چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب   آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

ورق ۲

دیگر

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو   یہ کہکے میں نے اوسے جب اپنی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسدم کہ ہووے خالی   تلوار گر نہ کھینچے پھر کیا کرے سپاہی

رافت

تخلص میاں رؤف احمد است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے مجددیہ [است] در قصبۂ رامپو[ر] رسد رزق از سرکار سرآن آنجا بطریق نیاز بزرگان خود یافتہ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر می کند ایں پنج بیت از وراست ؎

[اداؤ] انداز و ناز و عشوہ جو کچھہ ہمارے ہے فتنہ گر ہیں
نہ وہ پری میں نہ حور میں ہے [نہ] ہے وہ غلماں میں نے بشر میں
غضب تو یہ ہے سنو تو یارو ٹک آنکھ اوٹھا کر جو [د]یکھیں اوس کو
تو ہاے چتون میں یوں کہے ہے بھلا ہماری ہے تو نظر میں
جو کچھہ ہے اوس میں اداؤ شوخی سو کب ہے حور و پری میں ایسی
[خدا ہی] جانے ہوا ہے مخفی یہ کون آفتاب بشر میں

گرمی رخساروں [کی دیکھے جو] وہ یار آئینے میں
جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینے میں
رافت اچپل وہ [بھلا کب میرے] گھر ٹھہرے کہ آہ
عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینے میں

راغب

تخلص جوانے [ ] است تہور التیام مرزا سبحان قلی بیگ وے مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ رسا می برد و بہر دو زبان سخن موزوں می کند در فارسی نسبت شاگردی دارد و ریختہ خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذراند اگرچہ [ہ]ندوستان است اما موطن آبا و اجدادش سرزمین ایران بہرحال

ہے ؎

[بچ]پن سے ... اپنے یہاں ہر رنگ گل اڑ گئے کچھہ حواس سے

مونہہ دوپٹے میں چھپایا اوس نے　　دل کو پردے ہیں [لبھا] یا اوس نے

راز

تخلص مغل زادئے است نیک فرجام مرزا یعقوب بیگ نام وے از جوانان نومشق و شائقان تازہ شوق است وطن نیاکانش خطۂ توران و [مسقط الراسش ہندوستان] جنت نشان این دو بیت از وست ؎

شب ہجر سے دل تمہارے عاشق کا ستق ہوا　　لے تیرا نام صبح کے ہوتے وہ حق ہوا

آہ میرا دامن تر اس لئے گلریز ہے　　اشک گلگوں ہیں مرے لخت جگر آمیز ہے

راجہ

تخلص راجہ بہادر خلف الصدق راجہ تتاب رائے دیوان صوبہ [بنگالہ] است این مطلع از و است ؎

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے　　دم ہم تلک نہ پہنچا ہم دم تلک نہ پہنچے

رجب

تخلص مغل [بچہ] ایست ہندوستان زاکہ رجب علی بیگ نام دارد و ہنگامہ ہائے بے سروپا پیوستہ بر روے کار آ[رد] وے دہلوی الاصل [است اما بالفعل] بفرخ آباد سکونت ورزیدہ بسیار شوخ طبع و خانہ جنگ و [لطیفہ گو و بذلہ سنج] آفریدہ گاہش آفریدہ گوئند در مجلسے از

له نیک ۱.۱.　　سه حوس ۱۱

مجالس رقص چیزے رندانہ [بہ رقاصہ زنے] گفت وے بے محابا بسرعت ہرچہ تمامتر برجستہ شمشیرے [آہنی] حوالہ اش کرد [د] کہ زخم آں شہادۃ بے باکی آں جوان وسفاکی مہ رویان برصفحہ رخسارہ روزگارش تا دم واپسیں ماند بہرکیف ایں دوبیت ویراست ؎

ورق ۱۳۳

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ　　جو دم خوشی سے گزرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل بھی بسر کی ہے زندگی　　ساقی جو دے شراب یہی دم ہے واہ واہ

رسوا

تخلص دو شاعر بمن رسیدہ نوشتن یکے ازاں[۱] دو بہ تکملہ انسب دیدہ و دیگرے را در ایں جا بہ رشتہ تحریر کشیدہ وے آفتاب [راے است کہ] بعضے آں را از کائتان حضرت دہلی دانند و بعضے جوہری بسر ہپندارند بہرکیف وے مردے بود دایم الخمر مقید بادیان و مذاہب ناگشتہ ازقید ایں وآں [وارستہ] پیوستہ لنگ بستہ با چشم نیم بستہ در بازار و رستہ صراحی در دست غزلخوان میگشت گوئند کہ بعد رحلتش حسب الوصیتہ ویرا بام الخبائث [غسل] دادند ازکفن وجسدش صلا بوے شراب نمی آمد الغیب عند اللہ تعالے شانہ مختصر کلام برخے از اہل اسلام ویرا جدیدا لہدائت [وصا] حب و [لا] ئت از اہل ملامت می پندارند از افاضۂ ساقی ازل کہ ہمیشہ از [خمخا] نۂ عنائت [بے] غائت خود سبو سبو رحیق محبت می ریزد بعید چیست بالجملہ ایں شش [ب] یت از گفتہاے اوست ؎

رسوا ہوا [خراب] ہوا در بدر ہوا　　اس عاشقی کے پنتہ میں جسکا گذر ہوا

مست ہوکر گر پڑے ہیں ہر طرف دیوار و در　　ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

کوئی جا نہیں زمین پہ جو آنسو سے نم نہیں　　رسوا بھی اپنے وقت میں مجنوں سے کم نہیں

---

[۱] میں د د　　[۲] یکے را از اں ہر دو

قفس سے دوں گئے ہم اور چمن میں جا ئے نہیں   اڑیں تو پر نہیں رکھتے چلیں تو پا ئے نہیں

گو زخم دل کو میرے نہ سیوے مرا میاں   میں مرگیا تو کیا ہوا جو سے مرا میاں

گویند کہ ایں شعر بشتر استاد می نمود و در ترنگ نسنہ اکثر بداں زمزمہ می فرمود و ردیف [و قافیہ] مصرع اخیر بتکرار مکرر بہ زبانش میرفت و بہ تلذذ ہر چہ تمامتر بار بار از دہن بیر[وں] وادہ [بکو] چہ و بر [زبان] میگذشت ؎

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں [بیتاب ہو   اس] دوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

رضی

تخلص نواب سیف الدولہ [سید] رضی الدین خان بہادر صلابت جنگ است و ے مرد ے است عالی نسب و [عزیز] ے است والا حسب نیا کانش ہمیشہ با مارۃ و عظمت و شوکت و حشمت تعین نمودہ و خویشش نیز بہ تقرب درگاہ عرش اشتباہ شاہ عالم پناہ ع

بہر عزت باسماں سودہ

بہر دو زبان سخن گویند و در ہر [دو میدان رخش ہمت [می] توند بہر کیف ایں یاز [دہ] شعر از زادہائے طبع اوست سلمہ ربہ ؎

مرے قتل کرنے میں دو فائدے ہیں   ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا

ا [للہ] کے ہیں [صدقے] تمکو مرے گھر لا یا   قادر اسے کہتے ہیں قدرۃ کے [یہ] معنی ہیں

یوسف پہ [زلیخا] بھی کہتے ہیں کہ مرتی تھی   مرجائے جہاں عالم صورۃ کے یہ معنی ہیں

تصویر [پری جسپر] کہنا بھی تماشا ہے   جو دیکھے [سو] ہی کہوے زینت کے یہ معنی ہیں

جی کا نہ کیا خطرہ جھٹ لے ہی لیا بوسہ   شاباش رضی تجھکو جرأۃ کے یہ معنی ہیں

ورق ۱۳۴

پھسی ہے اس طرح سے یہ یہ زنجیر سونیکی ۔ کہ جیسے آرسی کے گرد ہو تحریر سونے کی
ہے رہی ہے رات تھوڑی کچھ کریں تدبیر سونے کی

رضیؔ سے صنم کیوں بُرا مانتا ہے ۔ یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے

ناصح سے کیا کہے کوئی کچھ بات واقعی ۔ غیر از ہمیں کہ قبلۂ حاجات واقعی

نہ تو زاہدوں میں جگہ ملی نہ تو عاشقوں سے یگانگی ۔ وہ مثل ہماری ہوئی رضیؔ نہ [الی الذی نہ] او اللذی

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانیوالے ۔ کس طرح جلتے ہیں اوروں کے جلانے والے

رضا

تخلص شش کس بمن رسیدہ یکے ازاں شش بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و پنج کس را بالفعل مرقوم میسازم

اول

رضا (۱)

مرزا محمد رضا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سوداؔ وے از سکنۂ بلدۂ لکھنو و مرد خوشخو نیک طینت [محبت] نہاد پاک طویت مودۃ بنیاد مستمع گردیدہ و ایں دو بیت از گفتہائے او درایں جا بہ تحریر رسیدہ

یارب یہ [آرزو کہیں] مٹی میں مل نہ جائے ۔ جبتک کہ یار آئے کہیں دم نکل نہ جائے

ہجر کی رات کیونکے گزرے گی ۔ یہ تو ساتھ اپنے آفتیں لائی

ف پہلا مصرع دونوں نسخوں میں یہی ہے [illegible]

رضا دوم

دوم

میرزا جیون خلف الصدق محمد مرزا خاں قورا بیگی کہ بخوش نیتی و نیک خصلتی مشہور عالم بود
و سے جوانے است متواضع شیریں زبان پاکیزہ خلق عذب البیان یار باش خوش معاش شعرش
سامعہ را باہتزاز آرد کہ بیشتر شعر عاشقانہ می نگارد فیض سخن در ابتدا از محمد نصیر الدین نصیر بودہ
و در آخر ہا بہ میر نظام الدین ممنون توسل نمودہ ایں سیزدہ بیت از گفتہائے آں حسن الخلق است

ھ تری فرقت [میں] اے مہ کیوں نہ انگاروں پہ لوٹوں میں
کہ جگنو بھی نظر آتے ہیں مجکو وقت شب اخگر

برق ساں ہے یہ تری تابش رخسار آتش
خرمن دل کو مرے لگ گئی یکبار آتش

سوزش داغ جگر گریہ سے کیا کم ہو رضا
بجھتی پانی سے نہیں [عشق] کی اے یار آتش

عیسی زماں دور سے دیکھے جو ادہر نو
گر نزع کی حالت ہو تو او ٹھ بیٹھیں [وہیں ہم]

تمہارے وصف دنداں میں یہ ہیسے شعر ہوتے ہیں
کہ گویا رشتۂ مضموں [میں] موتی پرونے ہیں

اے شمع بس پتنگ کو اتنا جلا نہیں
ن اوسکے تیرے رستہ میں [کوئی] رہا نہیں

کب سپاہی ڈھونڈھتے پھرتے ہیں دیواروں کی چھانو
ہے ہر اک موج ہوا سے سر پہ تلواروں کی چھانو

آغاز خط کا کیا ترے رخ پر ہجوم ہے
گھیر اسپاہ شام نے کیا ملک روم ہے

لگا رہے گا جو مونہہ سے ساغر ادہر ہمارے اودھر تمہارے
تو ہوں گے حاسد کباب جل کر ادہر ہمارے اودھر تمہارے

پیچ سے کاکل کے تیرے شب کو دل بارے چھٹے
شکر للہ اس بلا سے یہ جو بیچارے چھٹے

ھ کر لو ۱۰۰۱۰

تیری ابرو میں کہاں خال سیہ اے یار [ہے] نون میں نقطہ ہے یہ اسمیں نہیں تکرار ہے
جسکو دیکھے ہے سدا کہتا ہے ابتک یہ جرس اے عدم کے جانے والو قافلہ تیار ہے
کو نسے وحشی کی اسکو اسقدر ہے یاد آہ سنگ سے ابتک بھرا جو دامن کہسار ہے

رضا (۳)

سیوم

میر رضا علی [ظفرا] نویں لکھنوی گوئند کہ وے بسیار شوریدہ مزاج وارستہ طبع شوخی امتزاج آزاد وضع [افتادہ] اما شعرش ہمیشہ کیفیتے بستمع دارد ایں شش شعراز وے است ؎

ورق ۱۳۵

ہدف یار جو [کل] سینے کا صندوق ہوا تیر جو دل میں لگا سو لب معشوق ہوا

بدام سبزہ رنگ اس مرغ دل کو آہ پھسوایا سیہ بختی نے کیسا مجکو باغ سبز دکھلایا

جو یکبار بھی دیکھنے تجھکو پاؤں بلائیں بھی لوں اور تصدق بھی جاؤں

وہ اندنوں جو ایسا بے ربط ہو گیا ہے شاید رضا کو یارو کچھ خبط ہو گیا ہے

رباعی

جس دل کو قلق نے آہ گھیرا ہوگا آنکھوں میں پھر اوس کے اک اندھیرا ہوگا
کیوں گرد سے اپنے تیں بچاتا ہے رضا اس خاک میں عاقبت بسیرا ہوگا

رضا (۴)

چہارم

مرزا [علی رضا] ی مانک پو[ری] کہ در فن شریف طبابت ہم دستے دارد وگاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار می آرد ایں شعراز وے است ؎

خود نمائی کا اگر شوق ہے تجکو پیارے لیس رضا اپنے کو دکھلاوے بہار دامن

رضا ۵

پنجم

جوانے [است] از دودمان واجب الاحترام[۱] میر محمد علی نام کہ بہ میر مٹنوی اشتہار دارد وے طالب علمے است از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ محبت آما از شاگرداں میر ضیاء الدین ضیا کہ در [صنعت] کشتی و شمشیر بازی دستے دارد در علم ناگہ بہید و عروض و قافیہ مہارتے دارد این سہ شعر از گفتہ‌ہائے اوست ؎

تم وعدہ کر کے شام کا پیارے چلے گئے
جب تک کہ دن ڈھلے مرے آنسو [ڈھلے] گئے

سینہ مرا برنگ گل افگار رہ گیا
تم تو صبا کی طرح سے آئے چلے گئے

نفس شریر کا مٹے پتھر سے بر اوس کا خیال
یہ ہے ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے

رغبت

تخلص عزیزے است از خاندان نبوی علیہ السلام میر ابو المعالی[۲] نام در بلدۂ لکھنؤ اقامت دارد و در شعر شوخ طبعی خود بر روے کار آرد شاگرد میر نظام الدین ممنون نبیسۂ میر سرف متراف مشحون این مطلع او راست[۳] ؎

یاد ہے راتوں کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا
چٹکیاں مرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

رفاقت

تخلص مرزا لکھن[۴] بیگ مرحوم است وے جوانے بود بسیار حسن تقریر و ما تمکنے از شاگردان میاں قلندر بخش جرأت عہد عبن عنفوان جوانی رخت زندگانی بربست آنجہانی شد این چار شعر از دوست

[۱] الاحترام ۱ ، ۲ [۲] المعالی ۱ ، ۲ [۳] اوست ۱ ، ۲ [۴] لکھی ۱ ، ۲ ۔ لکیں ۔ حماسہ جاوید ۳ : ۲۷۴

عفی اللہ عنہ ؎

حق سے مرے نہیں بولتے اغیار سے ہم ‏ ورنہ مر جانے کو سار ہیں دو چار سے ہم

کہتے ہو تم [نہ گھر] مرے آیا کرے کوئی ‏ پر دل نہ رہ سکے تو بھلا کیا کرے کوئی

لے فرش گل نہ عمر کو بیٹھے وہ اپنے پاس ‏ منظور ہے کہ خاک پہ لوٹا کرے کوئی

بتوں کی انکہ دم میں رفاقت کرے جو ترک ‏ کیا ایسی زندگی نہ بھروسا کرے کوئی

رفیق

تخلص مرزا [سد] بیگ است سلمہ اللہ تعالے وے جوانے است مغل نژاد بہ غایت با حلم و پر حیا سپاہی [پیشہ] صاحب ہنر نہ اندلیشہ نیکو سیر در سلک خواصان صاحب عالم مرزا ابوالظفر بہادر منتظم شاگرد محب سرا و وافق حکیم ثناء اللہ خاں فراق تک چند مجلس مراختہ در خانہ خود منعقد می ساخت و با ہر کس نرد محبت می باخت این دوازدہ شعر ہیں حملہ طبع زاد ہیں در انتخاب افتادمنہ سلمہ ربہ ؎

آج کی رات دل زار نہیں جینے کا ‏ لوگ کہتے ہیں یہ بیمار نہیں جینے کا

دل دھڑکے ہے [ا] بیا تو سمر شام [م] سے یارو ‏ کس طرح سے اب دیکھئے ہوتی ہے بسر رات

دل بڑا [ہے] مرا کب ستمگار [ا] کے ہاتھ ‏ صاف کرتا ہے سدا مجھ پہ وہ تلوار کے ہاتھ

یار سب منزل گئے اور تھک گئے ہیں اپنے پاؤں ‏ اب پہنچنا دیکھئے ہوگا ہمارا کس طرح

مجلس میں شب ہوا جو وہ خورشید رو نمود ‏ سن شمع دو ہیں ہوگئی ہو سر مسار گل

روشن رہیگا داغ دل عاشقاں مدام — ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

غفلت [میں] رفیق اپنی سہی عمر گذاری — صد حیف پئے کم بخت نہ ہشیار ہوا [دل]

کیا ظلم و ستم آہ ہوا اسکے ترس میں — دیکھا نہ جس ہنس گئے صیاد کے بس میں

اب عشق میں تمہارے ہم دل تو کھو چکے ہیں — ہر جان سے بھی پیارے ہم ہاتھ دھو چکے ہیں

کوئی دیوانہ کہے ہے اور سودائی کوئی — عاشقی میں سری ہمنے پائے ہیں یہ نام دو

ہیہات گر کے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے — مانند نقش پا ترے کوچے میں مر سے

حضرت دل زکریا کے طور پر بارے چلے — تو تہہ سے دم مارا نہ سر پر سنکڑوں آرے چلے

رقت

تخلص مرزا قاسم علی مشہدی الاصل است بعضے از بیاکاس در خطہ کشمیر حرت پذیر رخت اقامت افگندہ خودش در شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد تولد یافتہ از رسیدے یہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ و شعرش باصلاح میاں قلندر بخش جرأت رسیدہ بہرکیف این [چار] بیت از گفتہہائے اوست ؎

ہمارے سامنے مت ار بار بار ہرس — جو ہم سے ہو سکے تجھسے نہ ہو ہزار برس

اگر در مصرعہ اول قافیہ تو بہار می نمود خوب می بود ؎

نہ کر گھمنڈ رقیب اوسے گر ہوا اخلاص — کسی زمانے میں ہم سے بھی اوسکو تھا اخلاص

این شعر شیخ شعر نظیری است وے علیہ الرحمۃ میگوید ؎

جو می بینم کسے از کوے تو دل شاد می آید　　غریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد می آید*

چھٹ جاسے کسو سے نہ ملاقات کسو کی　　اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسو کی

دیوار گلرخاں کا سایہ نگر پڑا ہے　　زاہد بنا تو مجکو عدنی میں ساف کب ہے

رند

تخلص مہربان خان مرحوم است وے از چیلہاے عمدہ نواب غفران مآب احمد خان بنگش بود عفی اللہ عنہ در ایام دولت نواب معز الیہ در فرخ آباد بشوکت تام و شکوہ تمام نعیش می بود اکثرے از شعراے نامی مانند سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز وغیرہما ملازم سرکار وے بودند بعد رحلت آں مرحوم نسبت بہ صہبارتے کہ با شرف الدولہ افراسیاب خان چیلہ نواب معلی القاب امیر الامرا ذو الفقار الدولہ بہادر غفر اللہ لہ بہم رسانیدہ بود در حضرت دہلی ہم بخوبی ایام بسری فرمود شوق شعر [و] شاعری بدرجہ اعلیٰ داشت و در علم موسیقی دستگاہ بالا ایں پنج شعر کہ نسبت باں مرحوم کنند رقم زدہ کلک وقائع سلک می شد ؎

بے وطن بے رفیق بے اسباب　　کو[ئی ہم سا] غریب ہووے گا

یارب کہیں سے گرمی بازار بھیجدے　　دل بیچتے ہیں کوئی خریدار بھیجدے

دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروس جان　　آتا نہیں تو آپ تو تلوار بھیجدے

ایں غزل در کلیات سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا ایں عاصی پر معاصی دیدہ و بسیار ناپسندیدہ ؎

کس لیئے تلوار خریدی میاں　　باندھنے کو بھی (تو) کمر چاہیئے

مری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو　　نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

ملہ دیست ا [ا] * اس صفحہ کے حاشیے پر کچھ عبارت لکھی ہے۔ مگر اتنی مسخ ہو گئی ہے۔ کہ پڑھنی مشکل ہے۔

رنج

تخلص میر محمد نصیر سلمہ الرحمٰن مسہ سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر اسد علیہ الرحمۃ والغفران جوانیست رعنا نیکو خصائل [رسا] مطر پاکیزہ شمائل خندہ رو کشادہ پیشانی خوش خو نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش فہم درست دارد و شعر بر از طبع روانش می براید با ہر کس عموماً شیریں زبان و بر قاسم ہیچمدان سرا[پا] نقصان خصوصاً بسیار مہربان چار شعر کہ ہر یک ازان گوہر آبدار بود در شاہوار است درین سلک [جوا]ہر مسلک ساخت مسہ سلمہ ربہ ؎

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا — قاصد ادھر بدیدۂ پرنم اولٹ گیا

ورق ۱۳۷

زندگی تلخ و ناگوار ہوئی — آنکھ سے آنکھ جب دوچار ہوئی

کان کا موتی نہیں عاشق کا اشک — سرد مہری سے ہے تیری جم رہا

یاد میں اوس گلبدن کی صبح تک — اشک سے تکیہ مرا سب نم رہا

رنگین

تخلص سہ کس مبداء اسم

رنگین (۱)

اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دوئمین صاحب اشعار رنگین دیوان مردف ازو بر صفحۂ روزگار یادگار بود بیشتر اشعار وے بر کسے از گویندگاں می سرود اما سا کر مرور زماں و مضی اوان دوم حسن امداد بد بر فقہ مرد خوش مزاج و خوشخو و خوش خلق و خوش گو بود نامش اگرچہ بسمع قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ اما [ز] لوح حافظہ ایں حک گردیدہ ایں سہ شعر از طبع زادہ ہائے آنمرحوم کہ بخاطر ماندہ بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ ؎

پھر کبھو کہ رنگین کو نہیں قتل کیا میں — رنگین کے لہو سے تری تلوار بھری ہے

دیکھ وحشت لبستی ساقی سرشار گئی[1] — کھل گئیں انکھیاں جس میں نرگس بیمار کی

بات رہ جاوئگی قاصد وقت ہنسنے کا نہیں — دل تڑپھتا ہے ستایی [لاجبر] دلدار کی

سطر ۱۵ و کھل گئیں ہیں آج انکھیاں نرگس بیمار کی

رنگین (۲)

دوم - لبن لعل کائت ساکن جہان آبادی کہ بنا بر دلبستگی مزاج ایام بسری بیدار گاہ گاہ فکر
ریختہ می کرد این دو مصراع از وست

نبض دم صبا سے ہے عالی دماغ گل | روشن ہوا ہے آپ سے یعنی چراغ گل
رنگیں نہیں ہے قطرۂ شبنم یہ باغ میں | باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین (۳)

سیوم - سعادت یار خان وے رومی الاصل است اگرچہ مسقط الراس ش خاک پاک
ہندوستان جنت نشان واقع شده پدرش محکم الدولہ طہماس بیگ خان بہادر اعتماد جنگ
بنا بر افراط ربط دور و در دوار مامنحاز مسقت بسیار و نصب بے شمار کہ تحریرش باطناب
محل میکشد بدار السلطنت لاہور افتاده در سلک خاصان نواب معلی القاب معین الملک
بہادر المعروف بہ میر منو علیہ الصمد نواب غفران مآب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید
عفی اللہ عنہ منسلک گشت و بعد چندے از رحلت آں مغفور بسرکردگی چند صد
سوار ہزار بذر سرکار دولتمدار نواب مغفرت مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر و ضابطہ خان
و ذو الفقار الدولہ عفی اللہ تعالیٰ عنہم نوبہ نوبت رفاقت ورزیدہ بہ ترفہ تام و آسودگی تمام
زندگی میکرد و خودش بہ زیب و امتیاز ملازم شاہزادہ ہائے والا قدر و معزز دنیا سے فروۃ بہم
سرفراز مانده اما از یک چند ترک این سودا کرده گوشہ نشین زاویہ عزلت است مختصر کلام شے
جوانے است رعنا ... نجیب صاحب مروت پاکیزه مذہب نہایت خلیق و یار باش بعاشرت
خوش اختلاط و بیک معاش نسبت تلمذ بہ شیخ ظہور الدین حاتم دارد و بعد رحلت آں مرحوم
بہ میاں محمد امان نثار کہ شاگرد رشید شاه حاتم مغفور است توسل جستہ و بمیر انشاء اللہ خان انشا

ورق ۱۲۸

ہم صحبت داشتہ چار دیوان مرتب دارد کہ منجملہ آنہا یکے تمام غزل در غزل و یکے ہمگی ہزل و یکے
بتمامہ بزبان زناں گفتہ و در دیوان ہزلیات قصیدہ در مدح شیطان لعین انشاد نموده وجای
تسمیہ نحوے دران جانب نموده و بیرون ازیں مثنویات چند از وے بر صفحۂ روزگار ثبت
افتاده و رسالہ نثر کہ بمجالس رنگین موسوم ساختہ و بر اکثرے از اہل سخن تا بشیخ شیراز علیہ الرحمۃ
والغفران بزعم خود دران دخل بیجا کرده تصنیف نموده با ایں ہمہ غیر ازیں کہ مناسبتے بریختہ دارد

لہ سکندر ۱۱ - ۵۳ - ۱۲ ۵۳ چند سوار ۱ - ۱ ۵۳ در ۱۱

بسیار کم یا بہ وسیا ہا ـ خواندہ است مہر کیف این شصت و یک بیت از براہ ہا سے طبع رنگین اوست

جو دکھایا مجھ خالی راہ میں رنگیں نے قاصد کو | بھری اک آہ سرد اور سر دیوار سے پٹکا
جی ہم سے کے یہ عشق کا جنجال خریدا | اوس جنس کو کھو بیٹھے عجب مال خریدا
نا صبور ہے یہ داغ دل کا | یارب نہ بجھے چراغ دل کا
کھلائے پان ہم نے غیر کو کل اپنے ہاتھوں سے | جو غیرت کھا کے ہم کچھ کھا کے مر رہتے تو کیا ہوتا
جسم گریاں سینہ بریاں آہ سرد و رنگ زرد | عشق میں کیا اس سوا کچھ اور حاصل ہووے گا
مگر اس امر کے قابل نہ تھا کوئی کہ خالق نے | ہماری خلق کا غم اس دل دلگیر کو سونپا
کیا ہوئی تقصیر ایسی مجھ سے اے رنگیں بتا | صبح سے آج پھرا ہے وہ نہ سایہ ڈھونڈتا
خواب میں بھی خیال ہے ترا | ہجر میں بھی وصال ہے ترا

ایک سے ایک وہ اوبار ہے کس کس کو کہوں | چشم سے خال ستم چشم بڑی حال سے خوب
جس کا ہو مستی منظور ہے دے رنگیں کو | ہونٹ سے گال بڑے ہونٹ بڑے گال سے خوب

رقیب سلام کرو وہ سر پہ رکھے گا ہاتھ | یوں دیکھ دیکھنی جو ہے منظور پشت دست
حال ابرو کو ترے دیکھ یہ کہتی ہے خلق | ہے سہ مست بڑا گوشہ محراب پیچ
ہمیں وہ دیکھ ہر دم ہاتھ میں شمشیر [کہہ] کہہ کر | کسی کی اب اجل آئی ہے یہ کہتا ہے رہ رہ کر
جب مانگتا ہوں بوسہ کہتا ہے اف ڈھٹائی | سب لوگ دیکھتے ہیں اے بے حیا حیا کر

کشتے کا تمہارے یہ مدفن ہے مرا اے کذا صاحب | پڑھ لیجے ذرا اس پر تکبیر کھڑے ہو کر
اب سیر میں گلشن کی تا سرو کو میں کاٹوں | کھچوا دو مجھے اپنی تصویر کھڑے ہو کر
دیوانوں سے کہتی ہے وحشت کہ بہار آئی | پاؤں میں پہن لیجے زنجیر کھڑے ہو کر
اٹھنے سے تمہارے جی جی بیٹھا ہی جاتا ہے | کر جائیے ٹک اسکی تدبیر کھڑے ہو کر

لہ ہفت ۱۰۱

سنگدل میں نے کہا جب اوسکو تب اوس شوخ نے — مارا چھاتی میں مری اک سنگ خارا کھینچ کر
میں سکھا جب دُر نہ اوسکے گوش کا بہزاد سے — رکھا تب [پاس مدکے ایک مارا] کھینچ کر
کہا کشش دل کی غضب ہے حضرت یوسف کو جو — بر سر بازار لائی آشکارا کھینچ کر
مجکو اک نسخہ کا ایسا ہی منتر یاد ہے — اوس [پری] کو جب سے سینہ میں اتارا کھینچ کر

طاقت مجھے ہجر کی نہیں ہے — اب وصل ہوس، بس اے خدا بس

مدام ابھی رہے محفل میں تو ہی جام کی گردش — الٰہی مت دکھانا گردش ایام کی گردش

مرہم کے لگانے سے ہو کیا فائدہ رنگیں — اس زخم جگر کو تو نمکداں سے ہے اخلاص

ستمہ دل میں مرے معمور ہے خاتم کا فص — کیوں سخن میرا نہ چمکے نور ہے خاتم کا فص

جسپہ ہوتی ہے برہم اوس نے بل کھائی ہے وہ — اسقدر ہے اوسکی زلف اور کاکل برہم میں ربط

سے طرح سیل اشک اُمڈ آئے — دل کی تعمیر کا خدا حافظ

ہمسایہ ترے رہنا رنگیں کو تو راحت ہے — پر بیچ میں پردہ کی دیوار ہے بے موقع

دیوانہ ترا دونو عالم سے نہیں واقف — شادی سے نہیں محرم ماتم سے نہیں واقف

کس کے دل پر ہر یاراں ہو یہ دیکھا چاہئے — فوج مژگاں کی رہی ہے اب جو تل چاروں طرف

بڑے جھوٹے ہو تم ہر روز کہتے ہو کہ آؤں گا — کبھو ہو جائیے سچے ادھر بھی آئیے مشفق
نہ مانا دل نے رنگیں کا کہا گھر سے نکل بھاگا — جو دیوانا ہوا اوسکو کب تلک سمجھائیے مشفق

پوچھتا کوئی اگر آکر زبان کی اوس کے بات — تو یہ رنگیں توڑ کر اوسکو دکھاتا برگ گل

آپ بھی دیکھ کے تا دیر وہ حیران رہا — اوسکی جب صانع قدرت نے بنائیں آنکھیں

دق ۱۳۹

مت [چوک ا] یدھر دیکھ یہ ہے مفت کا سودا اک بوسہ پہ دین و دل و ایمان بکے ہیں

یک بیک چونک کے وہ بولے کہ اب رات نہیں روک مت جانے دے گھر ہمکو یہ کچھ بات نہیں

نرگس کو وہ چمن میں کیا بھر نگاہ دیکھے وہ انکھڑیاں نشیلی جسکو خوشی آئیاں ہوں

عالم مستی میں آ، سوجھ پڑی اور بھی ہے تو پلا ساقیا اس سے کڑی اور بھی
زلف میں تھا دل پھنسا آنکھ لڑی اور بھی ہائے مصیبت نئی آن پڑی اور بھی

تجھے جس روز کہ خالی یہ مکاں رہتا ہے مجکو [تنہائی] میں پھر [دل] خفقاں رہتا ہے

دیکھیو یہ قامت ہے یا بلا ہے آفت ہے، قد نہیں قیامت ہے قہر آسمانی ہے

تم کب تک اپنے دیدۂ پُر نم کو دیکھئے اب اس ستم کو دیکھئے او [ر] ہمکو دیکھئے

جو کوچہ میں اوس نازنیں کے نہ ٹھہرے تو پھر یہ کہو ہم کہیں کے نہ ٹھہرے

آ تجھ بغیر مملکت دل اوجاڑ ہے چھاتی یہ رات ہجر کی کالا پہاڑ ہے

ایسے ظالم کو دل دیا میں نے آہ اللہ کیا کیا میں نے

صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو ابھی جاؤ گے یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

قطعہ

میں نے چٹکی جو لی تو ہو کے خفا بولے آئے ہو [کیا] ستانے آ [ج]
روز تم چپکے بیٹھے رہتے تھے کیا ہوا ہے تمہیں نجانے آج

دیگر

جو مرد عس کی آتی ہے مجکو یاد کبھی — تو جی ہی جی میں یہ باتیں بڑا بناتا ہوں
اگرچہ عس نے نہ رہنگ کر دیا میرا — بلا سے سہر میں رنگین تو میں کہاتا ہوں

دیگر

رات کا ذکر ہے میاں رنگین — میں نے لی اونکی ران میں چٹکی
ہاتھ ماتھے پہ مار کر بولے — پڑیو اس اختلاط پہ پھٹکی

دیگر بزبان زناں

کیا بری طرح سے ملتا ہے تو اے رنگین جاں — ہر ملاقات میں کہہ کب تئیں میں تجھسے لڑوں
رحم آتا نہیں کچھ تجکو مدن کھلنا ہے — سخت مت ہاتھ لگا مجکو ترے پاؤں پڑوں

تو نے ڈھکا کے جو رنگین مجھے کل — لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
میں نے اس سہر کی قسم ہے [اپنا] — کیا رو رو کے لہو پانی ایک

کہا رنگین نے جب آؤگے تم کب — نہ اوسنے دیکھ چھپ اور اپنی تختی
کہا چل دور ہو اپنی خبر لے — ہم اس لائق ہوے تو نیک بختی

رباعی

اوس راہ سے دیکھتے جو اوسکو آتے — یہ کہنے ہم اونکی گالیاں بھی کھانے
رنگین کی طرف بھی ہونے جانا کبھی — اس راہ سے مہربان آ[تے جاتے]

مستزاد

زاہد کہتا ہے بت پرستی کو چھوڑ — اے بندۂ حق
راہب کہتا ہے دل سے مستی کو چھوڑ — لے مجھسے سبق
رنگین کہتا ہے تو نہ دونو کی سن — گر عاقل ہے
تجھسے جو ہو سکے تو ہستی کو چھوڑ — اولٹا دے ورق

ورق ۱۴۰

رونق

تخلص عزیزے است از خاندان لائق الاحترام میر غلام حیدر نام وے از سکنۂ عظیم آباد بینخش رونق نہاد است گویند کہ مرد نیک ذات حمیدۂ صفات ستودہ اطوار پاکیزہ [کردار واقع شدہ] ایں دو بیت از گفتہائے او ایں احقر نوشتہ ؎

رحم کرائے دوست گل ہے خاکساری پر مری — نقش پا کی طرح تری راہ میں افتادہ ہوں [اں]

کس شراب آشام نے یارب کیا مجکو خراب — مدتیں گذریں کہ میں سیدا [ے نقل ویا] دہ ہوں

[حرف الزاء المعجمہ]

در ذیل ایں [حرف ذ] کہ ہیچ سخنگو کہ سہ از اں زار تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار بیست و دو شعر است

زار

تخلص سہ کس مہد [اتم]

اول ۔ برہان الدین خان سلمہ الرحمن [؎] مردے است نستعلیق و شیخ شکستہ نویس خوش طبع نیک [جلیس نظرے بر کتب] فارسی و فی الجملہ [چنبرا] سے از رسائل عربی دارد بسیار خلیق و [کشادہ پیشانی] و تہائت خوش اختلاط و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ در خواصان حضور پر نور بمدعا نویسی با امتیاز است و در سخن گوئی ممتاز [بہرا] دو زبان سخن میگوید یعنے بسیدان فارسی و ہندی رخش [ہمت] می پوئند گویند کہ شعر کسے بنظر سن [ہمی] سنجد با ایں [ہمہ شا] گرد محمد نصیر الدین نصیر است بہر حال ایں ۃ بیت از گفتہائے او ست سلمہ ربہ ؎ رہا ۔ دیبوی سے سیکدوش اس روش

جیسے گذر ہو آب رواں پر حباب کا

جو ساتھ غیر کے شب کبھی [اوسکی] میخواری — تو کیا [ہی] آتش حسرۃ سے دل کباب ہوا

ل ۵ ۔ ۱۰۱ ۔ بمدعا نویسی امتیاز داشت ، ۵ ۲ و ۔ ست دیکھیں

ہوں شہید چشم قاتل میں زبس روز جزا باغ رضواں سے ملیں گنش [گذا] مجکو وو نرگس کے پھول

گردش چشم سے اوسکی ہے جہاں کو گردش ایسی گردش کو میں کیوں گردش ایام لکھوں

کون صورت ہے کہ حرف آرزو ہو لب سے وا اوس دہان بے زباں سے گردہ تصویر ہوں

چرخ کیا تیرے [انقلا] ب ہیے پر کبھو ہم نہ کامیاب ہو[ے]
تیرے رخسار کے پسینے سے ماہ من جیسے [آفتا] ب ہوے

غرور حسن دلا خشم ان [بتا] ں پر ہے قدم زمیں پہ نہیں ان کا آسماں پر ہے

چ[شم] طوفاں حسز [پھر] اب گریہ پر تیار ہے [جسکے آگے اے سیہ روا] بر تو بیکار ہے

دوم

زار (۲) دو[م - جوانے است از] خاندان لائق الاحترام میر مظہر علی نام نیک خو از بلدۂ لکھنو خوش اختلاط با رباب نیک ارتباط پاکیزہ معاش بشورش بے کیفیت نیست این ہشت بیت از وے است ؎

ہمیں تو فرش [سے] اور بالش مخمل سے بہتر ہے گلی میں اوسکی پڑے رہنا سرہانے ہاتھ کو دھر کر

ایک دن آگے ہی دنیا سے [اوٹھا] نا ہمکو [یا الہی شب فرقت نہ دکھا] نا ہم کو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو کافر ہو اگر اس میں کچھ بات بناتا ہو
اسیر رہائی نے کیا اور پریشاں [مجکو] خوب تھا اسے وہی گوشہ زنداں [مجکو]

۱؎ ۱۰۱ د میں گے ۲؎ و ۰ ا ۰ جو ۳؎ از سکوئے عمدہ بلدہ

لا سکھو اوسکو تو اسے اور کیا بہتر ہے واہ   بات یہ بھی [پوچھنے کی ہے] بھلا [تکرار] سے

یہ وہ ہے عشق لامذہب کہ جسکے [دین ایماں] ہے   ہمیں بوجھے ہے اتنا بھی تو کافر یا مسلماں [ہے]

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہاں مجھے   آرام جو یہاں ہے نہوگا وہاں مجھے

وہ وعدہ [وہ] تپاک وہ اقرار ہو چکے   بس دو ہی دن کے دیکھ لیا[1] یار ہو چکے

سیوم - سید زادہ صاحب سخن مسمی بہ میر جیوں - سابکالسن از خطہ کشمیر جنت نظر و [مسقط الراس] خاک پاک ہندوستان بہشت مذیان - دست معت استفادہ سخن بمیاں محمد امان نثار دارد و اشعار متفرقہ از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ اس سہ شعر اوراست ؎

شب جھڑے آنسو میں یوں لخت جگر بھیگے ہوے   گل جھڑیں شبنم سے جوں وقت سحر بھیگے ہوے

موسم برسات ہے [ساقی شتابی دے] شراب   مینہ میں آنکلے ہیں ہم بھی تر بتر بھیگے ہوے

کس سے ہولی کھیل کر آ[تا ہے] اے[2] رشک بہار   رنگ میں کپڑے ہیں سارے تر [بسر بھیگے ہوے]

زمان

تخلص [دو] کس می شناسم - نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب] پنداشتم و دیگر را در [ینجا] بنگاشتم - وے عزیزے بود [سر مشق در قصبہ امروہہ [ار دو ماں عالی نشان مسمے بہ سید] محمد زمان از چند [سے جہان فانی را خیر باد گفتہ برحمت حا و دانی] حق پیوستہ اس مطلع آنمرحوم کہ بمن رسیدہ برستہ تحریر کشید [ہ] ؎

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہیں   نرگس کو چشم ہے پہ نکیلی پلک [نہیں]

---

[1] یار ا.ا. [2] او ا ا

زور

تخلص داؤد بیگ است [وے نوجوانے است تازہ زور شاگرد] و برادر بزرگ
خود محمود بیگ [illegible]

ہوئے ہیں دہاں سیاہ خانۂ خلق	سرمہ آنکھوں میں مت لگایا کر

حرف السین المہملہ

در تحت اس حرف] ذکر سی شاعرا [ند] راج یافتہ منجملہ انہا تخلص دو کس سپاہی
و سہ مرد سید است و مجموع اشعار [پنج صد] و سی شعر است کہ بالذات و بالاستقلال اندراج
یافتہ و منجملہ انہا دوازدہ رباعی و دو مستزاد واقع شدہ و یک قطعہ دو بیتی ازاں سخن طراز
معانی پیرامیر غالب علیخان آشنا [بالعرض] و تقریباً مندرج گشتہ

سامی

تخلص مرزا جان بیگ مرحوم است اصلش از دشت قیماق بود والدش چندے
در کشمیر جنت نظیر سکونت نمود بعد ہیچند با فرزند ارجمند نحضرت [دہلی افتاد و ابں] پسر نیک
اختر دست بیعت بدست حق پرست سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر رحمۃ اللہ داد
شاعرے فارسی گو بود در تاریخ گوئی سحر ہا می نمود ۔ قصیدۂ کہ در مدح [خورم خان حاکم کشمیر]
انشاد می نمائد از بہر [مصرعہ اش] د [و] "تاریخ سالم بر می آید الحق کہ جیلے کو [ہ کنی نمودہ]
و بسے طبع فرسائی فرمودہ در مدح پیر و [مرشد] خود ترجیع [بند و ترکیب] بند [و رما] عیات
وغیرہ بسیار [گفتہ و بسے صنایع] بدایع [در انجا یکار بردہ بحکم ارفع اقدس] واقعات ایام
خجستہ فرجا [م خد] یو جہان [ساہ حضرت شاہ عالم بادشاہ بطور شاہنامہ فردو] سی طوسی علیہ الر

[حمتہ دررشتۂ نظم کشید] ن بنیاد نہادہ ۔ درو باشے جید بخوبی موزوں فرمودہ بود کہ [جام
نا ثت ۔] ...... الامال گشت [اماللہ] واما العدد [۱ حسن] مختصر کلام فکر عالی
وا ..... النانا ہندی از زبانش درست بر [نمی] آمد ۔ ..... [است کذا زمحا ورات)
اردوی شے ہم چنداں] مطلع نبود محض بزور استعداد درست بہ تکلیف و [تحریکات دوستاں
گاہ گاہ بریختہ گوئی اقدام] می نمود چنانچہ قطعہ در معذرۃ ایں باب موزوں فرمود [جان رفعت
نشان اعظم الدولہ] محمد میر خان بہادر سلمہ اللہ [تعالے از] خدمت وے استفادہ فرمودہ
بہرحا[ل ایں شش بیت ا] ز زادہاے طبع وقادش ثبت افتادہ

افسوس کہ اغیار ہو[ے یا] ر تمہارے
[غمازہ بنے محرم اسرار تمہارے

مرغان قفس ان کو تڑپتے ہیں ولیکن
دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے

ہم گھر ہیں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں
دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے

جب گرم غضب ہوتے ہو تم لیتے ہیں بوسہ
ڈرتے نہیں آتش سے گنہگار تمہارے

قطعہ

ہندی میں زبان نہیں اولٹی
گو لاکھ کہوں مغل بسر ہوں

گر سہو بھی ہو تو کیا اچنبھا
[بے] عیب خدا ہے میں بشر ہوں

سائل

تخلص] مرزا محمد یار بیگ مرحوم است اصلش از ترکستان و مولدش ہندوستان
جنت نشان وے مردے بود [خوش فکر سلیم] الطبع بسیار سنجیدہ و نہایت پسندیدہ خلق
ومتواضع نسبت تلمذ [با] ستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین [المعرو]ف
بہ [شا] ہ حاتم [داشت] عفی [اللہ عنہ] و [شعرش خا] لی ا [ز نحتگی] و سخنش عا [ری]
از [خوبی نیست بہ] سپاہ گری ایام [حیات] مستعار بسر می برد [چند سال است کہ بر حمت

سلہ د . سائل، سلہ صرف د.ا. میں یہ جملہ ہے،

حق پیوستہ خدائش بیامرزد] ایں شش بیت از گفتہہا[ے اوست] ؎

وہ[ہمائی ہوگیا] دست شکستہ کی طرح آہ ہیں نے جس کو اپنا قوۃ بازو کیا

[نہ دیکھا زندگی] میں اوس کو[سائل بھروسا کیا نگاہ واپسیں کا

فرق پر گرچہ ستاں طرۂ زر رکھتے] ہیں ہم[بھی مشعل کی نمط شعلہ بسر] رکھتے ہیں

[اوٹھ گیا جبکہ تعین تو جہاں اپنا ہے جس جگہ بیٹھ گئے وہی مکا] ں اپنا ہے

[شاخ کو کوئی ہلاوے تو ثمر جھڑتا ہے] اپنی ہر جنبش مژگاں سے گہر جھڑتا ہے

[آشنائی کا نری مجکو گماں] وہیں ہے اس میں کچھ جھوٹ نہیں سچ ہے میاں [یوہیں] ہے

سبقت

تخلص مرزا مغل خلف ا[لصدق] مرزا اکبر علی اخوند است اصلش ایران زمین و مسقط الراس[1] جد و پدرش گلزہن فرحت قرین حضرت دہلی است از چندے بہ بلدہ لکھنو رحل اقامت افگندہ از علوم عربیہ بہرہ بر داشتہ[بسیا] ر خلیق و متواضع و نہائت بہ تہذیب اخلاق و با ادب افتادہ با ایں ہمہ نسبت تلمذ بہ میاں قلندر بخش جرأت دارد شعرش بہ شعر استادش می ماند ایں دوازدہ بیت المطبع نما[دو ہا] ے] اوست ؎

عشق میں ہم کو خدا ہی نے گرفتار کیا ورنہ کس واسطے اوس بت کو طرحدار کیا

---

[1] مسقط الراسش ۱۔ ۱۔

تا کجا یہ اضطراب دل نہوا ستم ہوا　　حال لبوں پہ آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا

[تیرا]ے کوچہ [سے] تو گھر اپنے چلا ہے سبقت　　[پر یہ] معلوم نہیں ہے کہ کیدھر جاوے گا

خیال ا[ز بس رہا شب] خواب میں دامانِ جاناں کا　　[ند کھا] صبح کو اک تار بھی اپنے گریباں کا
یہ دل پر [لے چلے ہیں ہم جو اپنے داغ] ہجراں کا　　[نہیں بہتر چراغ اس سے کوئی گورِ غریباں کا]

[ناقۂ لیلیٰ جو ٹھہری وادی مجنوں میں آہ　　بولی] کیا میرا [بھی] یہاں آسا یاں [دل لگ] گیا
جیب سے [ترے] فراق میں ہوں [گرم گریہ میں　　ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار [کا
ہم [بھی غلام اپنے بتوں کے ہیں [از ابتدا　　بندا [اگر ہے اپنے تو پروردگار] کا
کچھ فا[ئدہ کی بات ولا اختیار کر]　　کیا فائدہ ہے [گریئے] ا[ختیار] کا
[نام لے سکتا نہیں اوس غمزۂ سفاک] کا　　ڈر سے کہتا ہوں کہ ہوں مارا ہوا [افلاک کا
مٹھنی ہے اب] یہی دل پر کہ کم کسی سے ملیں　　نہ کوئی ہم سے ملے [اور نہ ہم کسی سے ملیں]
جدا ہونے تھے گرا کدم تو پھر ہم د[و] تو　　[مر]تے تھے　　یہی کہتے تھے اور مرتے تھے و[ہ] دن کیا گذرتے تھے　　ورق ۱۴۳

سپاہی

تخلص سہ کس سپاہی انم یکے را بہ تکملہ نوشتن النسب می بیند اکنوں دو کس را دریں جا می نگارم
اول ۔ امام بخش نامی جوانے بود معلمی پیشہ بار باش و خلیق حسن [معاش] و بر ہر کس شفیق　　سپاہی (۱)
نستعلیق می نوشت و شعر میگفت [و] از چندے ایں جہاں را خیر باد گفتہ برحمتہ حق پیوستہ خدائش
مغفرۃ کناد [ایں] دو شعر از وست ؎

[رہی ہے] شمع پروانہ کی دامنگیر آتش میں　　نہیں ہے موج دود [شعلہ ہے] نو زنجیر آتش میں
سپاہی یہ تن سوزاں ہے [میرا اس طرح اتنو　　گلے] ہے جس طرح [سے] آہن شمشیر آتش میں

سپاہی (۲)

دوم ۔ شخصے بو[د] در بلد[ہ] لکھنو اشفتہ مزاج سشور بد[ہ] سرگرا[مش نرسیدہ] باب ا[قربا] سقا پسرے [سرے] داشت [وپیو] سنہ برضا جوئی وے ہمت [می گماشت گویند] کہ بطیب خاطر از دستش گشتہ افتاد و جان شیریں بخوشی جاناں] بجاں [بخش داد و د] رچیں قصا[ص طلبی بہ] دمہ در خواب نمود و بمبالغہ ہرچہ تمامتر ارشاد فرمود کہ عاشق کشی قاعد] ہ الیست مستمرہ بہا کہ ۔ ب از جان جانان من بدارند نا چار ال پسرک عاشق [کش] را سر داند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہر حال ا ین [مطلع از گفتہائے ال سپاہی بیجان است ؎

مسحر ہفت [گرد و]ں تن میں ہوں ملک دل ستاہی کر سر[یہ] اپنا بنا پھر دو جگ کی پادشاہی کر

سجاد

تخلص میر سجاد اکبر آبادی است وے مردے بود با حلم از طلبہ علم استعداد خوب داشت بکسب علوم رسمیہ ہمت می گماشت [گویند] کہ وارد حضرت دہلی شدہ بود و مجلس مراختہ بخانہ خود منعقد می نمود ایں ہشت بیت از گفتہائے اوست ؎

اب جلا لے ٹک آن کر ساقی عمر کا [بھر] چوکا ہے پیمانہ

مر گئے پر اگر نہیں آسیب کیوں یہ ر[کھتے ہیں قبر پر تعو]یذ

ایک دل رکھتا ہوں [جو] چاہے سو لیجائے اسے [خواہ] زلفیں [خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

جب ہم آغوش [یار ہوتے] ہیں سب مزے وس[کنا] رہوتے [ہیں]

کس طرح [کوہکن] پہ گذریں گیں ہجر کی یہ پہاڑ [سی را] تیں

ہرگز آنے نہ [دینگے] غیروں کو جان ہر چند [ہم] گئے ہونگے

[لا] سر سادہ (رو) مخطط ہونے کی دھن لگی ہے لیکن کوئی نکالے تیرا سا خط تو دیکھیں

بتوں کے تئیں [کس قدر] [مانتا] ہے یہ کا [فر] [مرا دل] [خدا] جانتا ہے

سلہ ہیں ۱ ۱

سحر

[تخلص محمد] خلیل خا[ں و] کنی است وے از جمدہ نادہاے اندیار و مردشہرن گفار محبت اساس قدرشناس صاحب ہوش حق نیوش است و این دو شعر وے مارا در گوش ے

یارب وے اوس کا یوں مجھے بوس و کنار دست　　بوسے سے لب بلب ہوں [گلے] کا [ہو] ہار دست

ورق ۱۴۴

گر سامنے میرے وہ مرا حور لقا ہو　　پھر دیکھئے اسلوب مرا اوس گھڑی کیا ہو

سخن

تخلص دو کس می شناسم یکے را از انہا انشاالله تعالے بہ تکملہ خواہم نگاشت و دیگرے حکیم مرزا محمد حسین است سلمہ ربہ اصلش از خطہ کسمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا الله عن الشر والفساد واقع شدہ مروخو[ش] خلق سخن گو متواضع یکرو است در فن طبابت دستے دارد بہر دو زبان سخن از طبع و قادش می تراود ایں مطلع از وے است ے

جو ہیں جان نکلی وہیں آن [نکلا]　　بھلا مرنے مرتے تو ارمان نکلا

[سخنور]

تخلص لالہ دیوالی سنگھ فرزند ارجمند راے جے سنگھ راے منشی حضور پر نور است وے جوا[نے است] مودب و خلیق [قابل] دوست تشفیق اوقات بخوشی میگذراند و شعر خود بسمع] شاعر [صایع الامیر غالب] علیخاں سدا [لمخاطب] بہ سید الشعرا می رساند ایں دو شعر از وے است ے

اوس زلف و رخ [کی یاد] میں دل بیقرار ہے　　[رونے ہی روتے گذرے] ہے دو دو پہر مجھے

[ہوتی] عیاں ہے صورت ہستی و نیستی　　جوں نقش پا ہمیشہ سر رہ گذر مجھے

سرسبز

تخلص مرزا زین العابدین خان عرف مرزا مبڈھو خلف الصدق نواب سالار جنگ مرحوم است وے جوانے است از عمدہ زادہاے عالی مقدار نہایت با حلم و وقار عقل سلیم و فہم مستقیم از مدو شعور خیال ریختہ گوئی در کاخ دماغش جا گرفتہ تا رفتہ رفتہ صاحب دیوان شد کلامش مزہ دارد سیزدہ بیت از اشعارش این احقر می نگارد سہ

کیا حال گریہ پوچھے ہے ہمدم ہر کہیں ۔ اب تو نچوڑھے مژۂ اشکبار پر

صبح جب چہرۂ پر نور دکھائی ہے مجھے ۔ یاد عارض میں ترے اور [جلاتی ہے] مجھے

خندۂ گل میں نکلتا ہے کہاں یہ عالم ۔ ہاے [کیا] وضع ترے ہنسنے کی بھاتی ہے مجھے

اوسکے کوچہ کی طرف میں تو [نجا] وُں [سرسبز] ۔ کشش دل [ہے کہ] کھینچے لئے جاتی [ہے] مجھے

سب انتظار گذری ہمیں انتظار کرتے ۔ کبھی دوست دوست کرتے کبھی یار یار کرتے

مونہہ موڑ لیا تم نے اگر مہر و وفا سے ۔ [ہم ہاتھ او] ٹھانے کے نہیں [دست] دعا سے

خبر لائی باد بہاری کسی کی ۔ [وہ] چیدا ں ہوئی بیقراری کسی کی

ترے ہاتھ سے بوی مشک آئی شانہ ۔ مگر تو نے کاکل سواری کسی کی

میں روتا ہوں سرسبز آتی ہے جب یاد ۔ وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی

کب خوش آتی ہے مجھے سیر گلستاں تجھ بن ۔ نظر آتا ہے چمن خانۂ زنداں تجھ بن

اپنے عاشق کے تو بالیں پہ نہ آیا صد حیف ۔ جان دی اوسنے بصد حسرت و حرماں تجھ بن

چل تو سرسبز گلستاں میں غزل خوانی کو ۔ بولتے وہاں نہیں اے مرغ خوش الحان تجھ بن[1]

کرتے ہیں جو خاک قدم یار یہ جادو ۔ اولٹے وہ الہی کہیں اغیار یہ جادو

ورق ۱۲۵

---

[1] یہ تینوں اشعار ا و ا میں ردیف یا سے قبل درج ہوئے ہیں +

سراج

تخلص شاعرے است از شعرائے بلدۂ فرخندہ بنیاد اورنگ آباد سیر منش شہر استاد اگرچہ از نامش اطلاعے ندارم اما از سخنش بوی عشق و محبت استشمام می نمائم ـ غالب کہ مرد درویش نہاد والا نژاد خواہد بود بہر کیف این یازدہ بیت از گفتار لطیف اوست ؎

رات دن [رونے] سے آنکھوں میں تری ہی رہتی ہے ساحل نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے
کون راوت ترے گدکے کی یہاں روکے چوٹ پنجۂ مہر میں ہیبت سے [پھری] رہتی ہے

خبر تحیر عشق [سُن] نہ جنوں رہا نہ پری رہی نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بے خبری [سی] رہی
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی دیا درس عالم [عشق] نے کہ کتاب عقل کی طاق میں جو دھری تھی وہ دھری رہی
گلہ تغافل یار کا گلہ کس زباں سے بیاں کروں کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تھی سو بھری رہی
کیا راکھ آتش عشق نے دل بیبوا ہی سراج کو نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خبری رہی

این غزل را بعضے بہ سراج الدولہ (والی) بنگالہ نسبت کنند و واللہ الاعلم بحقیقۃ الحال

رفوگر کو کہاں طاقت جو زخم عشق کو سیوے اگر سینا مرا دیکھے رفو چکر میں آجاوے
اٹھیں کیونکر نہ اس دل سے بھبوکے کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس طرح جلتے ہیں ہمیں دیکھ گویا رشتے ہیں ہیں اوس شمع رو کے
شکر للہ اند نوں تیرا کرم ہونے لگا شیوۂ جور و جفا فی الجملہ کم ہونے لگا

سرشار

تخلص لالہ تلوک چند کھتری است وے حوالے است عوض ہجو تازہ گوار سکنہ شاہجہان [آباد]

صانہا اللہ عن الشرو الفساد این دو بیت از وست ؎

اس سحر سے وہ دلبر چلے ننو بوں میں اکڑ کے ۔ جوں ماہ ستاروں میں سچلے رات کو اڑ کے

مارا ہوا اس ابروے خمدار کا ستمگار ۔ مانی بھی نہ مانگے کبھو وہیں پڑا پھڑک کے

سرور

بمعنی خوشی تخلص حمایت اللہ خاں فرزند ارجمند عالم خاں داروغہ خاصہ حضور پرنور است وے نوجوانے است تازہ گو خوش گفتار متواضع نیک کردار رشو [ق] سنخن گوئی در [ضمیر] وارد و نسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین نصیر اس مطلع او موزوں نمودہ اگرچہ فیض سخن از شعر العام اللہ خاں یقین علیہ الرحمۃ رب العالمین باعانت استاد خود ربودہ ؎

زنجیر کی جو کاں ہیں آتی صدا نہیں ۔ مجنوں کے سلسلے ہیں کوئی کیا رہا نہیں

سرور

بمعنی سردار تخلص اعظم الدولہ میر محمد خان بہادر سلمہ اللہ الاکبر خلف الصدق نواب غفران مآب اعظم الدولہ ابو القاسم بہادر [مظفر جنگ] است از انجا کہ حسب و نسب آن والا حسب عالی نسب روشن تر از صبح راستین و واضح تر از آفتاب درجہ نورین است عنان سمند قلم حقائق رقم ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان ترقیم تیزی از خصائص طبیعت استقامت طوینتش مسترخی میسازد وے جوانے است خوش طبع کشادہ پیشانی نیک اختلاط پاکیزہ زندگانی شیریں گفتار عذوبت بیاں نیکی کردار رافت نشان محبت وتار مروۃ منش مودت شعار فتوہ روش صاحب نفس سلیم مالک طبع مستقیم معانی فہم نکتہ یاب عالی طبع خوش خطاب استفادہ کتب متداولہ فارسی از مرزا جان بیگ سامی نمودہ و مشق سخن در ابتدا از میر فرزند علی موزوں فرمودہ

سلہ ۵ ماعاست ۱۱

دیوانش چوں دیوان صاحب دولتاں بانہایت آرائش و زیب شعرش مانند شعر مو کمراں بغایت دل حسپب و خاطر فریب است تذکرۃ الشعراء بسیار خوب نوشتہ و تخم گلہائے رنگین باکین بہین دراں گل زمین کشتہ مختصر کلام کلام در توصیف آں جوان پاک مذہب نیک دین پاکیزہ مشرب حوش آئین فضولی است یکے از سعادتہائے [وی] سے آنست کہ دست بیعت بدست حق پرست مقبول رب الکریم حضرت شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ ربہ کہ امروز گل سرسبد مشائخ گلزار جاوید بہار شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد [اند] دادہ و روئے نیاز و ارادۃ بر آستان فلک نشان آں شاہ پا ز عرش پیرا [نہ] نہادہ بہر کیف پنجاہ یک شعر از گفتہائے آں سعادت قرین محبت آگین درایں حاشیت افتاد منہ سلمہ ربہ ؎

بسکہ شب گرم طپیدن یہ دل بیتاب تھا
دل نہ تھا میری بغل میں پارۂ سیماب تھا

اوس در یکتا کے غم میں چشم دریا بار سے
اشک جو آنکھوں سے ٹپکا گوہر نایاب تھا

تھا شب یلدائے ہجراں میں فروزاں شعلہ ساں
داغ دل کا ہیکو تھا خورشید عالمتاب تھا

جان دی سہرورد نے کس کے لعل لب کو یاد کر
کھل رہا تربت پہ اوس کی لالۂ سیراب تھا

پوچھو نہ مجھ تک رخنۂ دیوار سے خبر
میرے ہمیں ہیں جینے کے آثار جی چوکا

لینا اگر ہے تمکو تو لے لیجے مفت ہی
اک بوسے پر ہے گوہر دل یار جی چوکا

مرگ بہتر ہے گر نہ ہو تو پاس
ہے مزا کسکے زندگانی کا

کفر سے واقف نہ میں اسلام سے محرم ہوں آہ
عشق میں اوس بت کے کیا مجھکو الہی ہوگیا

سبزۂ خط گرد لب شائد ہوا اوس کے نمود
خود بخود ہمدم جو میرا رنگ کاہی ہوگیا

نہ کر تو منع گریہ سے مجھے [اے] شعلہ خو ہر دم
مثال شمع سر کے ساتھ ہے آزار رونے کا

پھر گئی شام جدائی مری آنکھوں میں آہ
وصل کی شب میں [سحر] کا جو اوجالا دیکھا

تا سحر آنکھوں میں نیند آئی نہ اے بے دید آہ
شب خیال از بسکہ تیری چشم پر فن میں رہا

نہیں ہے ہجر سے سرورؔ خطر کہ رکھتے ہیں — خیال یار کو چھاتی سے ہم لگا ھر شب

ورق ۱۴۷

سرسبز ہوا ایسے کبھو پنجۂ مژگاں — کہنے لگے وہ اپنے حنا بستہ [د] کھا ہاتھ
حظ لکھنے سے کیوں ہو خفا ایں نے بجز عجز — کچھ اور لکھا ہو تو قلم کیجے مرا ہاتھ

مول کیا پوچھنے ہو آپ دل محزوں کا — قیمت جنس ہے اسے جان خریدار کے پاس
نامۂ اعمال سرورؔ ہے گناہوں سے سیاہ — کیجو تم ابر کرم سے اے شہ مرداں سفید
ہووے فلک یہ عقد ثریا نہ جلوہ گر — دیکھے جو تیرے طرۂ دستار کی بہار

جوں قیس لات ماریں گے ناموس و ننگ پر — آجائینگے جو یار بھی ابی ترنگ پر
نا مطلع ہوں خون شدہ دل کے رنگ پر — بھیجا حنا سے میں نے کبوتر کو رنگ پر[۱]

کہی تھی وقت نزع بصد عجز عندلیب — گلشن سے میرے پھینکیو مت باغباں پر

شب فرقت یار میں آہ سوزاں — عزیزو ہے شمع شبستان عاشق
گریباں ہے مثل کتاں ٹکڑے ٹکڑے — ادہر دیکھ او ماہ تابان عاشق

عشق میں تنہا نہ آنکھوں کو ہی رو بیٹھے ہیں ہم — زندگی سے اے طبیبو ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ہم
ترے کھولیں گے جب بند قبا ہم — گرہ دل کی کریں گے اپنے وا ہم
چلی شب آہ ہم اس غم سے پیچ و تاب کھاتے ہیں — سیہ روزی یہ دیکھو وہ ابھی زلفیں بناتے ہیں
باغ میں ہم نے جو دیکھے گل و نرگس تجھ بن — زخم دل پارہ ہوا دکھنے کو آئیں آنکھیں
میں نے سرورؔ [کی خبر] جاکے جو پوچھی دم نزع — اوسنے کچھ بات نہ کی لیک بھر آئیں آنکھیں

---

[۱] یہ شعر ا میں درج نہیں ۔

مجھسے تو سرور پریشانی کا باعث کچھ نہ پوچھ　　دل پھسا زلفوں میں جا طالع کی شامت کچھ نہ پوچھ
سرور اتنا بھی نہیں خوب یہ رونا ہر دم　　بس نہ رو بن تو گیا منبع طوفاں دامن
کر دیا جوں گل فنا پیراہن تدبیر کو　　عشق کیا کہئے ترے دست گریباں گیر کو
روز ہجراں نے ستایا ہے نہایت مجھکو　　اے شب وصل مری آن کے دے داد کبھو

رقیبوں سے سلجھواتے سدا تم زلف پرخم ہو　　ملا سے آپ کی درہم ہو کوئی یا کہ برہم ہو
الم ہو رنج ہو بے طاقتی ہو درد ہو غم ہو　　یہ سب کچھ ہمکو ہو یارب ولیکن وہ بھی محرم ہو

ہم تو ترسیں اور رخ و کاکل کا اپنے غیر کو　　ایک بوسہ صبح دو اور ایک بوسہ شام دو
جس دل میں غم عشق بتاں کا نہ اثر ہو　　اوس دل کو الٰہی تو کبھو شاد نہ کیجو
سرور اس شوخ کو کیوں نیند سے بیدار کیا　　کس لئے فتنۂ خوابیدہ جگا یا تو نے
معلوم ہووے ناصح تیری یہ راست گوئی　　تلوار لے جو گھر سے وہ کج کلاہ نکلے
اس خاکداں میں سرور یہ آر[زو] ہے میری　　مرنے کے وقت مونہہ سے یا بوتراب نکلے
کیا پوچھتا ہے تو شب فرقت کا ماجرا　　میں ہوں ترا خیال ہے اور آہ آہ ہے
یار یہ ایجاد تیرے چاہنے والے سے ہے　　تن مشبک چرخ کا سب آہ کے بھالے سے ہے
اے گل گلزار خوبی خار سر یک دشت کا　　بر سر پرخاش میرے پاؤں کے چھالے سے ہے
چرخ تک ہوتی رسائی تو ستاروں کو اتار　　مہ جبیں اس ترے مونہہ پہ سے اوتارا کرنے

گر یہی صید انگنی کا ذوق ہے صاحب تمہیں　　ایک دن بندے کا سر اور آپ کا فتراک ہے
اپنے افعالوں سے سرور ہے اگرچہ ناامید　　آسرا پر اوس کو نیرا یا ستہ لولاک ہے

ناوک ناز کا زخمی ہوں مژہ کا گھائل　　کیا عجب ہے جو ہر اک زخم سے پیکاں نکلے
لیلے وشوں کو چاہوں کیونکر نہ میں خدا نے　　مجنوں کو اور مجھ کو دل ایک سا دیا ہے

ورق ۱۴۸

بے خطر رکھا تھا دشت عشق میں ہم نے قدم — اے عزیزو گرچہ وحشت خیز یہ ویرانہ تھا
فکر زاد راہ بھی مطلق نہ تھی دل میں ہمیں — آبلہ پائی سے اپنے پاس آب و دانہ تھا

رباعی

ہونی تھی اگر اوسے جدائی ہوتی — پر میری اجل بھی ساتھ آئی ہوتی
ڈوبا رہتا ہوں بحر غم میں سرور — اے کاش نہ اوسے آشنائی ہوتی

سعدی

تخلص شاعرے است از دورہ اولے کہ در دیار دکن قبل از وجود سراپا بہبود شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی علم سخن سنجی می افراخت و بزبان آنملک بہ سخن پردازی می پرداخت اشعار متفرقہ دارد و حسب رواج آں وقت سخن وری برروے کار می آرد مطلع بیشترے از سخن پیرا خصوص سر آمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نظر بر اتحاد تخلص آنکہ ایں سعدی ہموں سعدی شیرازی است قدس سرہ کہ وارد دیار دکن شدہ و شعر ریختہ از طبع وفا و آں قدوہ متغزلاں ریختہ چنانچہ در تذکرۂ خود اشعار ایں سعدی دکنی را عفی اللہ عنہ بہ شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نسبت نمودہ بہرکیف ایں سہ شعر از واست ؎

سعدی چو دیدم بر رخش گفتم کہ یہ کیا دیت ہے — گفتا کہ ڈر ہے باورے اس شہر کی یہ ریت ہے
ہمنا تمھن کو دل دیا تم دل لیا اور دکھ دیا — ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ بیت ہے
[سعدی بگفتا ریختہ در ریختہ در ریختہ] — شیر و شکر ہم ریختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

سعادۃ

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر سعادۃ علی نام وے سیدے بود

۱؎ ادا طرز بیتے

از سادات قصبۂ امروہہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعرش حسب رواج آنوقت است اما بے کیفیت نیست این پنج بیت از طبع زادہاے وے است ؎

باللہ جو سر لوح مرا نام نہ ہوتا — ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اوس کی آنکھیں مے پرست — بسکہ ہوں کم ظرف ہو جاتا ہوں دو پیالوں میں مست

یار سے جو رقیب لڑتے ہیں — یہ ہمارے نصب لڑتے ہیں

کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات — ایک جو شانہ ہے سو تو تیل میں ڈالے ہے ہاتھ

بے محابا زلف کے کوچے میں جائیگا چلا — سر چڑھایا ہے بہوت تم نے میاں شانے کے تئیں

سکندر

تخلص خلیفہ محمد علی مرحوم است وے پنجابی الاصل بود اما نشو و نما در حضرت دہلی یافتہ در قصہ خوانی و مرثیہ گوئی ملکہ قوی داشت از محمد مسکین درین فن گوے سبقت ربودہ مرثیہ ہاے گفتہ وے در خاک پاک ہندوستان بلکہ در تمام جہان اشتہار تمام دارند در آخرہا باستدعاے حاکم حیدر بنیاد حیدرآباد عازم آن صوب صواب شد ہمانجا برحمت حق پیوست گویند کہ خاکش الیوم زیارت گاہ مردم آن دیار است و بعضے بر آنند کہ جسد ش را سکنۂ آن مملکت بکربلاء معلی رسانیدند لغیب عند اللہ تعالے شانہ قصہ مختصر وے مردے بود خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب مزاح دوست فاوری مشرب اگرچہ بشرب مدام مدام اقدام می نمود اما بحرمت ام الخبائث و سیہ کاری خود قائل و معترف بود و ہمیشہ بر این عمل زشت ندامت می کشید اغلب کہ حضرت ارحم الراحمین نظر بر رحمت خود و ندامت وے از سر جریمہ اش در گذشت کہ حاکش باقدام سید الشہدا علیہ السلام رسید بیشتر بمرثیہ و سلام گفتن مصروف و مشعوف بود گاہ گاہ انواع دیگر شعر ہم از طبع روشنش تراوش نمودہ نسبت تلمذ بہ مبتلا کہ تاجی داشت اگرچہ در ریختہ گوئی برتبہ اس ہمت نمی گماشت بہرکیف این یازدہ بیت و یک بند مسدس از گفتہاے پرکیف اوست ؎

سحر گزرا چمن میں کون سا خورشید رو مارب — کہ شبنم گل کے موہہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

ورق ۱۴۹

نہ سر بسر ہو سکھی بدلی برس کر کھل گئی آخر   سکندر تیرے رونے سے پھٹی برسات کی چھاتی
بات واعظ کی نہ سن مد نظر سن کے ہے دور   دختر رز سے لگا تاک نہ رکھ خواہش حور
نہ پوچھ اے ماہرو کیونکر گزاری رات ساون کی   کٹی رو رو بہ رنگ شمع ساری رات ساون کی
عزیز و عیش و عشرت عاشق بیتاب کیا جانے   لگی ہوں جبکی آنکھیں یار سے وہ خواب کیا جانے
صورت یار تصور میں جو کوئی لا دیکھے   ہجر میں وصل کو ہر آن مہیا دیکھے
قیس جنگل میں رہا کوہ میں فرہاد رہا   میں بگولے کی طرح مفت میں برباد رہا
مبادا آگ میرے دل کی لگ جاوے ترے دل کو   گلے لگنے سے اس دلسوز کی چھاتی دھڑکتی ہے
دیکھتے ہی مرے قالب سے گئی روح نکل   تیغ سر پر لیئے حیرت زدہ جلاد رہا

بند مسدس

جاں کنی میں جب نہ مجکو بات کی طاقت رہی   تب کہا ناصح نے تو نے ہجر میں کیا کیا سہی
رہ گیا موںہہ دیکھتا میں اور نہ کچھ اپنی کہی   اپنے ہاتوں سے اور آنکھوں سے اشارہ تھی یہی
بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

رباعی

اے زاہدو تم سے کیا جھگڑا کر لوں میں   ناحق کو دل اپنا یہ کروں کیوں خوں میں
میخوارہ و بت پرست کہتے ہو مجھے   ہوں میں ہوں میں جو کچھ کہ ہوں میں ہوں میں

سلیمان

تخلص مرشد زادہ نامدار والاتبار درۃ التاج خلافت دری جرشان آسمان سلطنت طراز چار بالش حشمت و جلال نقش نگین شوکت و اقبال فص خاتم شاہی گل سرسبد گلزار ظل الٰہی مربع نشین مسند بختیاری شاش نشان جیش کامگاری عالی فطرت فتوت پژوہ صاحب عالم و عالمیان مرزا سلیمان شکوہ بہادر است ادام اللہ اقبالہ و اسفر اجلالہ [illegible] است کہ جناب ایشان بعزم

کشورستانی وارد ممالک شرقیہ گشتہ سران آں دیار طوق بندگی بگردن اطاعت افگندہ و نطاق پرستندگی برمیان فرماں برداری بستہ بملاطفت الحیل ازاں عزم بالجزم باز داشتہ ضروریات سرکار دولت مدار آں کامگار میرسانند، حضرت ایشاں بہ رفہ و تعیش دراں نواح اوقات شریف بسر می فرمایند ازاں جاکہ خاطر عاطر آں عالی منش میل بشعر و شاعری بیشتر دارد اکثرے از سخن سنجان فصاحت نشان مانند شیخ ولی اللہ محب رحمۃ اللہ المنان و میر انشاء اللہ خان انشا و میاں غلام ہمدانی مصحفی و میاں قلندر بخش جرأت سلمہ الرحمن و خان رفعت نشان سعادت یار خان رنگین سلمہ رب العالمین در سلک ملازمان السلاک یافتہ عز امتیاز میداشتند و در ایام تشریف داشتن بہ قلعہ مبارک اشعار ایشاں باصلاح استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم میرسیدند و در دولت خانہ والا بہ بلدہ لکھنؤ یک چند مجلس مشاعرہ انعقاد می یافت ملخص کلام طبع وقاد آں عالی نژاد خیلے ارجمند و فکر رساء آں شوکت پیرا بسیار بلند واقع شدہ منجملہ اشعار آبدار آں ستودہ اطوار نیکو کردار سی و یک بیت بر رشتہ تحریر کشیدہ شد لیجنا بہ دام ظاہر ؎

جبیہ سائی کا نشاں جائے جبیں سے کیونکر	کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

گھر سے بے پردہ جو شب وہ مہ تاباں نکلا	چونک اوٹھی خلق کہ ہے مہر درخشاں نکلا
رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب	یوں ترے کوچے سے میں بے سر و ساماں نکلا

سیر گلشن کے عوض زخم ہمارے دیکھو	کھل رہے ہیں یہ میاں آپکی تلوار کے پھول
زرگستاں میں تو کیا سیر کناں پھرتا ہے	ہو گئے آج ترے کشتۂ دیدار کے پھول
کون کہتا ہے یہ ہے عقد ثریا مہ نے	نقرئی پھینکے ہیں تجھ پہ سے کئی وار کے پھول
گالیاں سینکڑوں ہر باتمیں اب دینے لگا	دیکھو جھڑتے ہیں [یہ] کیا مونہہ سے مرے یار کے پھول
گر لگاوٹ نہیں منظور تو کیوں پھینکتے ہو	متصل بیٹھ کے تم رخنۂ دیوار کے پھول
کس طرح لوں میں بلائیں کروں کیونکر تعظیم	دست و پا اپنے گئے کو بکنے ہی یار کے پھول

مجھ پہ غصے ہو وہ شب موتیوں کے ہار کو توڑ ۔۔۔ بولے لے اپنو کہیں آنسوؤں کے تار کو توڑ

کل لگے کہنے وہ اک ہار پہن نرگس کا ۔۔۔ مجھکو بھاتا ہے یہ بے ساختہ پن نرگس کا

ہمیں جو اوس نے سونپی رات کو زنجیر سونے کی ۔۔۔ تو اوسکے تھے یہ معنی یعنی کر تدبیر سونے کی

جان دی راہ محبت میں الٰہی صد شکر ۔۔۔ بات جو ہمنے کہی تھی سو ہوا ہی صد شکر

لبوں پہ آ کے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا ۔۔۔ تو آسمان و زمیں سب اولٹ گیا ہوتا

لے جلد خبر آن کے اے صاحب محمل ۔۔۔ صحرا میں ترے بادیہ پیما کو غش آیا

کل بام پہ ایسے ہی جھمکڑے سے وہ آئے ۔۔۔ دیکھا جو اونھیں اہل تماشا کو غش آیا

یہ کونسی وادی ہے خدا جانے کہ یہاں کی ۔۔۔ محمل میں ہوا لگتے ہی لیلا کو غش آیا

باقی ہے رات تھوڑی ہے صحن باغ ٹھنڈا ۔۔۔ آگھات کی جگہ ہے کر دے چراغ ٹھنڈا

چنارہ بنرے دیوانے کا اس توقیر سے اوٹھا ۔۔۔ کہ شور نالہ ہر یک خانہ زنجیر سے اوٹھا

سمجھ کہیو مری جان کہ یہاں کون تھا بیٹھا ۔۔۔ محسوس جو پہلو کی ترے ہوتی ہے جا گرم

یوں کھوں ہم سے آپ تان پھرے ۔۔۔ جیسے زہ سے کڑی کمان پھرے

ادا تیری تو ہر یک قہر ہے فتنہ ہے آفت ہے ۔۔۔ و لے ٹھکرا کے چلنا دور داماں کا قیامت ہے

مت لگ چلو ہم سے جاؤ بیٹھو ۔۔۔ بس دیکھی تمہاری آشنائی

رقم گر ایک شمہ اسکو اپنا درد و غم کیجے ۔۔۔ تو پھر یہ چاہیئے سارے نیستاں کو قلم کیجے

تیری ہی دست درازی ہے وگرنہ اے عشق — ہاتھ پیراہن یوسف میں زلیخا مارے

کیا توڑے ہے اب ہم سے ضعیفوں کو تو اے عشق — جا توڑ نہ بھائی کسی شہ زور کی گردن

قتل ہے منظور کس کا میرزا صاحب کہ یوں — نکلی ہی پڑتی ہے صاحب اصفہانی آپ کی
خون عشاق سر چڑھا یہاں تک — اوڑھنی بھی گل انار ہوئی
اے سلیماں میں کروں کیونکہ زباں خلق کی بند — مفت بدنام کیا مجکو وہ آئے نہ گئے

قطعہ

ہاتھ جب چھاتی پہ رکھکر اوسکی میں نے یوں کہا — بوجھ میرے ہاتھ میں یہ جفت ہے یا طاق ہے
تب کہا ہنسکر یہ اونے راہ شوخی سے مجھے — ایک ہی واللہ اپنے کام کا تو طاق ہے

سلطان

تخلص دو کس می شناسم

اول ۔ صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ زمین و زماں دوحہ گلستان بادشاہی نہال سر سبز بوستان ظل اللہی در آبدار دریاے ثروت و حشمت لعل گران سنگ کان فنوہ و مروت سلطان گروہ رخش مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے صاحب صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ جناب البشان بنابر ظہور نام و شیوع تمام محتاج تحریر و مفتقر تسطیر نیست ازاں کہ طبع دربار آں والا تبار گاہ گاہ سمند ہمت بمضمار انتظام شعر ریختہ می تازد مطلع از نتائج فکر رسائے آں والا قدر کہ بدست افتادہ می نگارد لہ دام ظلہ ؎

دور رکھو وہاں سے سر سے گوشہ ویراں سے مجھے — مت رکھے اے دیدہ خراب آباد سرگرداں سے مجھے

سلطان دوم

دوم ۔ نصر اللہ خان بن عبد اللہ خان ولد محمد علی خاں روہیلہ برادر زادہ محمد یار خاں اسیر حلقہ دعقد ممالک متعلقہ رام پور الیوم بوے تعلق دارد جلیے عیاس و عشرت دوست افتادہ

گاہ گاہ فکر ریختہ می کند صاحب طبع قویم و ذہن مستقیم معلوم می شود ایں مطلع ریختہ طبعش کہ بمن دست داد ثبت افتاد ؎

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر   دیکھا تو نہیں اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلام

تخلص نجم الدین علی خان خلف الصدق شرف الدین علی خان پیام اکبرآبادی است ایں مطلع او راست ؎

ورق ۱۵۲

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ   درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سودا

تخلص صاحب طبع ملیح مرزا محمد رفیع مرحوم است وے کابلی الاصل و شاہجہان آبادی المولد بود نسبت تلمذ بہ روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علی خان آرزو دارد و برخے از اشعار آبدار خود بسمع استاد اکثرے ار سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم رسانیدہ بہرحال وے شاعرے بود فصاحت بیان شیریں مقال بلاغت نشان عدیم المثال معنی یاب فصاحت آئین نکتہ پیرا بلاغت آگین فارس میدان سخنو[ر] ی شہسوار مضمار ہنر گستری عندلیب خوش نواے گلستان سخن طرازی بلبل [ہ] بستان سراے بوستان نکتہ پردازی قادر ہر گونہ سخن ماہر ہشتے از اصول فن جم غفیرے از زبان دانان اہل سخن استفادہ سخن از خدمتش نمودہ گروہ انبوہے از مستفیدان ایں فن ولالت آئین سخنوری فرمودہ اند از گفتار شعر خوبی شمارش کیفیتے دارد کہ سامعہ نکتہ پرواز صاحب فراست واند طرز کلام صحت انتظامش حلاوتے دارد کہ ذائقہ طبع سخن سنج صاحب گفتار شناسد سخنش نظر برانکہ کلام اللہ تعالے شانہ نیست در امکنہ متعددہ جاے سخن است و محمد بقا اکبرآبادی و فدوی پنجابی و ضاحک دہلوی بہجوہاے رکیکہ وے استعمال ورزیدہ سزاے کردار ناہنجارش کہ بے ہیچ بوجہے کسے می پرداخت درکنارش نہادہ اند اما بایں ہمہ

راے نصفت آراے قاسم بہمدان سراپا نقصان علی الرغم دیگر سخن پردازان بران قرار گرفتہ کہ خلاف علی الاطلاق حل متانہ و عظم مرہانہ عدملس درہندی زبان تا الیوم درکارگاہ ہستی کمتر آفریدہ واحدے از ارباب سخن در نوعے از انواع سخن سخن نوے نرسانیدہ ار ردوشعور تا دم والپسین ہمیشہ بمصاحب وزراے عالی مقدار و امراے نامدار ایام بکام دل بسر بردہ در آخرہا بہ بلدۂ لکھنو رسیدہ اقامت ورزیدہ از ہمانجا بروضہ رضوان خرامیدہ مختصر کلام کلام در توصیف آن وحید دہر و فرید عصر ہر چند کہ بطول کشد مختصر میداند ناچار اختصار ورزیدہ از رادہاے طبع وقادش دوصد و شش بیت می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا　　موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا

نہ بہجا میرے اشک گرم سے آتش مژگاں کو　　بہا خاشاک لے ساحل سے نکلے سیلاب آتش کا

ہوا جاتی رہی وعدوں ہی میں تو سناٹ نہالی کی　　حواب بھی سو رہو ملکر تو ہے جاڑا دولائی کا

کیا کروں گا لے کے واعظ ہاتھ سے حوروں کے جام　　ہوں ہیں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا　　کہ لے لے ہچکیاں جھوڑا نکل جاتا ہے سینے کا
مغاں اوس مغبچے کی ہیں رکھ جانے کا بندہ ہوں　　روپے کو مے کے لئے قیمت میں بتلاتا ہے سینے کا

ورق ۱۵۳

رہا کرنے کو بس ہم منت صیاد ہے ظالم　　بس اتنا ہی نہ مر رہے گا زیر دام کیا ہوگا

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یاں سودا کا دل اٹکا　　اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

وہ ساغر تھا ابھی یا ہے ابھی چشم پر آب　　دیکھ سودا گردش افلاک سے کیا کیا ہوا

صیاد ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر — مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

صبا سے ہر سحر مجکو لہو کی باس آتی ہے — چمن میں آہ گلچیں نے یہ کس بلبل کا دل توڑا

نگہ قیمت کبھی دل کی تو اس پر بھی گراں سمجھا — جو نقد جاں پہ بکتا ہو کہیں تو مجھ کو دلوا لا

میں دشمن جاں ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا — سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالے
اے غنچہ سبب کیا ہے جو آتے ہی چمن میں — گل جھاڑے ہے دامن تو نے تجھ کو سنبھالا
سودا تجھے کہتا ہوں نہ خوباں سے دل اٹکا — تو اپنے غریب عاجز دل بیچنے والا

برہم کرے جمعیت کونین جو پل میں — لٹکا وہ تری زلف پریشاں میں دیکھا
سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ — کیا جانئے تو نے اوسے کس آن میں دیکھا

کہے ہیں زلف کو سب دیکھ اوس رخ کے خط پر — یہ لام افزود کیوں قرآن کی تفسیر پر لکھا

دیکھا ہے تجھ کو در پہ ترے جن نے ایک بار — پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا

لطف اے اشک کہ جوں شمع گھلا جاتا ہوں — رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤں گا
بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا — کان کے موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا
موج آتش ہے سیل آنکھوں کے — شاید اس دل کا آبلہ پھوٹا
کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا — ان دنوں ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا
آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا — کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
اپنا ہنر دکھاویں گے ہم تجھ کو شیشہ گر — ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

ہر نقش پا پہ تڑپھے ہے یارو ہر اک دل　　ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

کروں [ل] سو کیا آہ ناامیدی وہ ہووے کس طرح یار اپنا
نہ گھر میں رہنا ہے شیوہ اوس کا نہ ساتھ پھرنا شعار اپنا

قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے ہرگز　　کہا نہ ہم نے میاں ہم کو اعتبار آیا

دیکھیے [واما] ندگی اب کیا دکھاے　　قافلہ یاروں کا سفر کر گیا

انتہا عیش جہاں کی جو تو دیکھا چاہے　　بزم مستاں پہ نگہ غور سے کر آخر شب

کیا کیا لڑائیاں تھیں سر کے سونے پر ہم　　جاگیں گیں بخت پھر بھی کہ ہو وئیگا جنگ [خواب]

ورق ۱۵۴

[سن] رکھ کہ تیرے بازوے ہمت سے اے فلک　　ہے فقر کا مرے کہیں پر زور پشت دست

ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں　　قہقہا مار لگا کہنے وہ طناز درست

کیونکر نہ کرا ہے وہ بھلا ناصح بیدرد　　جس دل میں کھٹکتا ہو پڑا خار محبت

سینے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز　　عاشق کا وہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گالی ہے پیام　　کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے سمجھانے کی طرح

آویزہ گہر ہے بنا گوش یار میں　　یا سرنگوں ہے اسکے مقابل غرور صبح

اہل الفت کے اسیراں [کی] جدی ہے بر [ں] انہ اوڑنے پھرتے ہیں کہیں بال کہیں میرے پر
اوسکے کوچے میں نہ چل ساتھ مرے اے سودا آفت آجائے نہ اے یار کہیں مرے پر

غرب اے آہ تجھے کچھ بھی ہے رہ سینے میں نے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر
ہوں وہ آوارہ کہ طفلی ہی میں [چوں] اشک مجھے کردیا مادر ایام نے گھر سے باہر

داغ مت کھائیو تو عشق کا ہم کہتے تھے کیوں دلا کی ہی نہ اُس گل نے بہار آخر [کار]

ہو حلوہ گر نتاب تو اے نور بزم عشق آنسو گلوے شمع کے ہیں ہار تجھ بغیر

سو ر سنکر ہم نوایوں کا ابلتا ہے یہ دل رخصت یک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہار
رنجش کا مرے نہ پوچھ باعث آجانے دے یار در گزر کر
باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کے واسطے گل [کو] مت اپنے گلے [کا] کیجیو زنہار ہار

خطرہ ہے تجھے سند شاہی کو اے فلک حاضر ہے بوسن سحت میر الپشم تو اکھاڑ

سیر چمن کی تو قسم اے دل شکن نہ کھا غنچہ [ہے ہیں] باغ میں ظالم بکسں ہنوز
صدقے تیرے نہ کیجیو گلشن میں پھر گذر اور میں دل سے چاک کرتے ہیں گل پیرہن ہنوز
جاتی گئی بہار رہی دل میں یہ [illegible] تو مہتوں سے جام دے اور میں کہوں کہ بس

[illegible] انک اہرامی کروں کیا [illegible] کی لے سودا بیاں شمع ساں جسکے بدن پر ہو پسینے کا خراش

دل عشق کے شعلے سے جو [illegible] کا تو [illegible] گیا اے جان نکل جاکہ لگی متصل آتش

ناداں تلاش طرۂ زر سے تو باز آ ۔ ہوں شمع یہ یہ ہو کہ نہ اسر کٹا ے حرص

میں کہا شب آج یہاں رہیئے تو یوں بولا وہ شوخ
رات کے رہنے سے میرے مدعا مطلب غرض

کھاتے جو ہو قسم کہ تجھے چاہتا [ہوں میں] ۔ منفق غلط ملاذ غلط مہرباں غلط

رہ برو سوے عدم کو جنبش ما کیا ہے شرط ۔ خانۂ فانوس میں ہر شب سفر رکھی ہے شمع

گو اب نہ مجھ غریب کی بالیں پہ آئے شمع ۔ دل ہے کسی کا مجھ پہ جلے ہے بجائے شمع

اے لالہ گو فلک نے دیئے سبکو چار داغ ۔ چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ ۔ ورق ۱۵۵

واے اس پہ بنے پہ اے [بلبل کہ جا] کی ہے یہ قدر ۔ خوار ہیں کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا [باغ] باغ

پتھر کی لیک تھا سخن اس کا ہزار حیف ۔ بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کی [طر]ف

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے سبکو نہ دوں ۔ آئینہ گھر میں ترے رہنے نہ دوں مقدور [تک]

لا رنگ گل کچھ بے طرح دہکے ہے اے ابر بہار ۔ آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن میں آگ

کوزہ پشت اتنے ہوئے شیخ ہمارے کہ عصا ۔ بیچیں اپنا تو وہ ستائز کے مسواک کے [مو]ل

ہے مشروط درد یوں کہ بجز حکم عندلیب ۔ کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

قاتل کے [دل] سے آہ نہ نکلی ہوس تمام   ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے [کہ] بس تمام

کب سے اے سودا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یار
تونے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

زاہدا کہہ تو صلاح نمک ہے ان دو میں کیا   جام کا بوسہ لیں یا چومیں لب جانا نہ ہم

ذبح تو کرتا ہے ٹک فرصت گلے لگنے کی دے   عید قرباں ہے تجھے دے لیں مبارکباد ہم

ہو[ا] آئینہ حیراں دیکھکر خال اوسکے عارض پر   کہ یارب کس طرح ٹھہرا ہے یہ اسپند آتش میں

دل چاہے ہے ہاں اوسے کہو جو تم سے یہ کہا ہیں   مت مانگ وہ دینے کے نہیں شوم بہت ہیں

باز آزردہ ہوا ہم سے جو مے نوشی میں   کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی میں

پوچھ کر چشم کریں ہم جو فشار دامن   باج خواہاں ہو رگ ابر سے تار دامن

ناصحا اوٹھ مری بالیں سے کہ دم رکتا ہے   نالے دل کھول کے دو چار کروں یا نہ کروں

[سر] چاک گریباں چاک آشفتہ بجنوں دامن   کیا گھر سے ترے عاشق باسنان [نکلتے] ہیں
ہے کس ساقی سے یکتا اس طرح میخانۂ دل   ہو جہاں ذرہ نہ اس کا کوئی میخانہ نہیں

مہر ہر ذرے میں مجکو ہی نظر آتا ہے   تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں ہے کہ نہیں

ناتواں مرغ ہوں میں اسے رہائے پرواز اتنا آگے نہ بڑھو ہم کہ رہا جاتا ہوں

کیسے کروں ہیں دعوے وں جاکے لے خدا دل دادہ زلف رخ دلبر نہ دیدہ ہوں

نہ غنچے گل کے کھلنے ہیں نہ نرگس کی کھلیں کلیاں]
کسی لے [لے] کے خمیازہ چمن میں انگڑائیاں ملیاں
بلبل چمن میں کس کی ہیں یہ بد نظر ایسا [ں] ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں

گہے بولیں عشق اور گہ گمیں لعل ٹھہرا[ا] وے نہ ناساعر سرے ہونٹوں کو کیا کیا نام رکھتے ہیں

اندام گل یہ ہو نہ ملا اس مزے سے جاک حوں حوس ودوں کے تن پہ مسکی ہیں چولیاں

جگر اون کا ہے جو تجکو صنم کہہ یاد کرتے ہیں میاں ہم نو مسلماں [ہیں] خدا بھی کہتے ڈرتے ہیں

تم جن کی ثنا کرتے ہو کیا بات ہے اون کی لیکن ٹک ادھر دیکھو اے جان کہلائیں
کمبخت چشم اوس کی مجھے یاد ہے سودا ساغر کو مرے ہاتھ سے لیو کہ چلا میں

ورق ۱۵۶

امید وصل جز طمع خام کچھ نہیں ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں
عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا قسم خدا کی ترے دل میں اب وہ پیار نہیں

لبریز با[دہ] سمجھو[ں] بزم کو میں حلقہ دام تصور قالب سجاں کروں میناے خالی کو
لہو اس چشم کا پوچھے سے ناصح بند کیونکر ہو جو دل ٹوٹے کسی کے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو

[سن کے یوں بولا وہ میرے نالۂ جانکاہ کو کیوں مجھے ایسا بنایا کیا کہوں اللہ کو]

قامت نے [تر]ے باغ میں جا خط بندگی
لکھوا لیا ہے سرو سے پیارے کھڑے کھڑے

ہمارے کفر کے پہلو سے دیں کی راہ یاد [آ]وے
وہ بت رکھتے ہیں جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے

لو [خو]ش رہو [گھر] اپنے میں جس شکل سے ہو تم
دو چار نالے ہم بس و لوار کر چلے

گھڑی گھڑیال کی سن سن کے میرا جی دہلتا ہے
چلی آتی ہے وہی رات جوں جوں دن پڑھلتا ہے
اثر نے آہ میں ہر چند نے تاثیر نالے میں
پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے

سکہ سو جاں سے نگاہ شوق نے پیدا کی راہ
دیدہ مشتاقوں کا تیرے پردۂ بادام ہے

شہید رسم ملک عشق ہوں سودا کہ لیتے ہیں
جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہ گاری
گل ہے عاشق ترا قسم مت کھا
یوں گریباں کسی کا پھٹتا ہے
سودا کسو کو وہ تو ستاوے [نہ] بے سبب
کیا جانیے کہ تجھسے ہی کیا بات ہو گئی

مت پوچھ کچھ کہ رات کٹی کیوں کہ تجھ بغیر
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو
اس [پیر] کے جلو[ے] کا بھلا کوئی جواں ہے

ممکن نہیں شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے
کہ جب کھولے ہے تو اوسکو وہ لپٹا ہی جاتا ہے

خواہ کعبے میں تجھے خواہ میں [بتخانے] میں
اتنا سمجھوں ہوں مرے یار کہیں دیکھا ہے

لہ از کلیات سودا ص ۲۸۹ ، مطبع مصطفائی - دہلی ۱۲۷۲ھ

گر لے چلا وہ دل کو بیگانہ وار سودا آ تو ہی در گزر کر جانے دے آشنا ہے

تو مست اندھیری رات اور اغیار ساتھ ہے جو دل میں آوے کہہ نہ گنہ گار ساتھ ہے

خط کے آتے ہی چلے اکثر غلامی سے نکل بندہ پرور [دیکھئے آگے ہنوز آغاز ہے]

پردہ عبث ہے ہم سے یہ خاطر نشاں رہے جس دم اٹھا یہ بیچ سے [پھر ہم] کہاں رہے

سودا کی جو بالیں پہ گیا شور [قیامت] خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

نہ پوچھو مجھ سے میرا حال ٹک دنیا میں جینے دو [خدا جانے] میں کیا بولوں کوئی غماز کیا سمجھے

ناتوانی بھی عجب کچھ ہے کہ گلشن میں نسیم نت لیے پھرتی ہے دوش اوپر برنگ بو مجھے
ہے قسم تجکو فلک دے تو جہاں تک چاہیے جلوۂ حسن اسے حسرت دیدار مجھے
[حس ر] و نہ کسی اور پہ بیداد کروگے یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے

اوس صاحب حیا کا اگر پیش آفتاب موتہہ سے اوٹھے نقاب تو پھر دن نہ ڈھل سکے
عجب وا شد ہے غنچوں کو صبا سے دیکھ تو ظالم
نہ کھلوایا کبھو نیں اس طرح بند قبا ہم سے

ورق ۵۸

چھکا ہوں اس قدر دیکھ اوس کی آنکھوں کو کہ اب ساقی
شروع بزم بہلانا ہے مجکو جام خالی سے

لہ ا ر کلیات سودا صـ۲۹۲، مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۶۲ھ،

سرگشتگی تعصب کی مر مٹے تو نہ جاہے — اوٹھتا ہے گرد باد ہمارے غبار سے

نہ بھول اے آرسی گر یار کو تجھسے محبت ہے — بھروسا [کچھ] نہیں اسکا یہ موہنہ دیکھے کی الفت ہے

مجھے بھی خواہش ایسی زندگانی کی نہیں ظالم — ہے ایسا ہی جو قتل نگنہ منظور بہتر ہے

کون محشر میں ہمارے خوں کی دیوے گا داد — جب تو بولے گا کہ ہم قاتل ہیں نہ مقتول ہے

قاتل سے کیوں جھگڑتے ہو کیا تجھسے بیر ہے — جائے خطر نہیں یہ مرا زخم جبر ہے

گل پھینکے ہے عالم کی طرف بلکہ ثمر بھی — اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

افعی کی یہ طاقت ہے کہ اوسے پھر آوے — وہ زلف سیہ لہر پہ اپنی اگر آوے
ٹک دا[ا]غ سے چھاتی کے سرک جائے جو پھاہا — آنس کے تئیں قدرت خالق نظر آوے

دماغ جلوہ آئینہ ہو تو یہ حیا ہے — کہ اپنا عکس بھی اس گھر میں سے نکل جاوے

مدارے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے — تو بھی کسی کا شیفتہ ہووے خدا کرے

کھینچیے کیا ہو میاں تیغ کہ یاں رشتہ عمر — صرف سینے نہ ہوا ٹانکے ہی بھرتے بھرتے

عجائب شغل میں کٹے رات تمہارے شیخ رحمت ہے — میں اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے

انہ سے ہیں تہی نالے بصرف ستم ہے دل ہم حالی ‏ — ‏ نمساں ہو گئے سروں سے مارب یک قلم حالی

کدورت سے زمانے کی بہ رنگ شیشۂ ساعت ‏ — ‏ ملے ہمدرد اگر کوئی تو کیجے دل بہم خالی [۱]

بیش از ظہور مرغ چمن خانہ دام عشق ‏ — ‏ ٹوٹے تھے [رشتۂ] رگ گل دام کے لئے

یار رہتے ہے قدر جب ہو آسنا وس بیس کا ‏ — ‏ مثل ماہ عید کے ہوا جو ہووے مس کا

ہے سخت بے مروت وہ بیت وفا کرے کیا ‏ — ‏ پر اب تو لگ گیا دل دیکھیں خدا کرے کیا

سودا کے لئے برسر بازار ہوئے ہم ‏ — ‏ ہاتھ اوس کے لگے جس کے خریدار ہوئے ہم

نہ توڑ سنگ شکل اے شیخ اس صدا کو ہاں ‏ — ‏ مرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

آگے یا قسمت جلاوے یار یا مارے ہمیں ‏ — ‏ اب تو آنکھوں سے لگا ہے دیکھیے بارے ہمیں

اس دل کو ہر طرح سے دلاسا دیا کروں ‏ — ‏ آنکھیں تو مانتی نہیں میں اس کو کیا کروں

تبسم دیکھ تیرا کیوں نہ دل بیتاب ہو جاوے ‏ — ‏ اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

چمن میں بلبلوں نے جب بنائے عشق کے چرچے ‏ — ‏ لگی سارے چمن کو آگ جتنے تھے کنول دہکے

کل جو بیٹھا پاس جا میں اک ترے ہمنام کے ‏ — ‏ رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام [۲] کے

---

[۱] ہم ۱۰۱۔ [۲] این شعر را بعضے بہ جرأت نسبت کنند اما این احقر در کلیات مرزا سودا بچشم خود دیدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ (از حاشیہ اصل)

ورق ۱۵۹

قطعہ

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو ۔۔۔ مضمون یہی ہے جرس دل کی فغاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کا ہے راہ ۔۔۔ دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہاں کا

دیگر

سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اوسے مصاحب ۔۔۔ کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اوروں کی نسبت اندنوں کچھ تنگ چلا تھا وہ ۔۔۔ دو چار جھڑکیوں میں بدستور ہو گیا

دیگر

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن ۔۔۔ بازی اگرچہ پا نہ سکا جی تو کھو سکا
کس موتہہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشقباز ۔۔۔ اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہ ہو سکا

دیگر

یک غمزہ نے اوس ترک پسر سے یہ کہا ۔۔۔ ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو ۔۔۔ باندھتا خون پہ کمر اپنی نیا مضموں ہے

دیگر

کل یار سے کہا میں سنتا ہے آج سودا ۔۔۔ بکتا ہے اک نگہ پر اوسکے تئیں کو جو لے
کہنے لگا کہ ناداں یہ حیف ہے کہ کوئی ۔۔۔ اسپند کر لے کو بھی ایسے سیاہ کو لے

دیگر

سودا جنہیں خدا نے دیا ہے کچھ عقل و فہم ۔۔۔ ان کا خیال عیش پہ دل کیوں کہ چل سکے
عرصہ تو زندگی کا نہیں اسقدر بھی یاں ۔۔۔ افسوس میں کسی کے کوئی ہاتھ مل سکے

دیگر

عجب احوال کو سودا ستم تیرے سے پہنچا ہے ۔۔۔ کوئی معشوق بھی عاشق پہ یہ بیداد کرتا ہے
بسان نے ترے باتوں سے نالاں اوسکو دیکھا ہے ۔۔۔ کوئی ٹک موتہہ لگاتا ہے تو وہ فریاد کرتا ہے

ف اوپسے پہے ۱۰۱

دیگر

اشباہ کرکے بحث اک بات اب کہوں ہوں — لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طوطیا ہے
آتا ہے یاد کوئی تزئیں کے وقت تجھکو — اکثر تو دے کے سرمہ دکھا مسّی دیا ہے

دیگر

سیتم سے بھر کر ہیں ساغر گل — گردوں تو خراب و خوار ہووے
باقی نہیں دیتے اوسکو ظالم — جو زخمی بے شمار ہووے

دیگر در ہجو اسپ گوید

مٹھا تو اسقدر ہے اگر اوسکے نعل کا — لوہا منگا کے تیغ بناوے کبھو لُہار
ہے دلمیں یہ یقیں کہ وہ شمشیر روز جنگ — رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار

رباعی

ایواں عدالت میں تمہارے یا شاہ — کیا ظلم کو ہے دخل عیاذا باللہ
شیشے کا جو وہاں طاق سے ربٹے ہے یا تو — پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

دیگر

تجھ پاس کوئی گدا نہ آکر بولا — جس کو نہ جواہر میں تو لیکر تولا
یہانتک تو ترے ہاتھ نے بخشے یاقوت — جب طشت نے وقت فصد دامن کھولا

دیگر

جب سے چمن حسن میں تو در آیا — عصمت نے بڑی خلق میں شہرہ پایا
مخفی ہس کیا داغ کو اور لالے نے — چھاتی کو کہ و مہ کے تئیں دکھلایا

سودا دہن یار کے ہوتے رکھ گوش — تعریف نہ کر غنچۂ گل کی خاموش
وہ مدہوں اتنا ہے دوانے جس کا — ہنستے میں دہن پھیل کے ہو جاے ہے گوش

دیگر

سودا لے دنیا تو بہر سو کب تک — آوارہ ازیں کوچہ باں کو کب تک
حاصل یہی اسے نہ کہ یا دنیا ہو — بالفرض ہوا یوں بھی تو پھر تو کب تک

دیگر

دنیا مجھے کہی ہے کہ منہ مجھسے موڑ — مت واسطہ بہ اپنا لوحی جامہ توڑ
سوّدا بری سماہی نہ سفیدی آئی — بس رات گئی صبح ہوئی اب تو چھوڑ

دیگر

کوتاہ نہ عمر سے برسی کیجے — زلفوں [سے تری] ہی درازدستی کیجے
ساقی جو بہو سراب ہے آج وہ ابر — پانی ہی کے واسطے مستی کیجے

دیگر

عنقا یہ ترا وہم کا اک رشتہ ہے — اور فکر مصنف کی ترا ملبند سے ہے
مرنا نہ لوکھا جانے تو کیا کرنا — اے خانہ [خراب] اسپہ اندیشہ ہے

دیگر مستزاد

بولی سے میں دنیا کے کہا یوں جاکر — سن اسے بے درد
اب ایک کی ہو رہ نہ پھرا کر گھر گھر — ہیں صورت زرد
بولی کہ جو کوئی مرد ہے سو تو مجھکو — رکھتا ہی نہیں
باندھی ہے جنہوں [نے] میرے رکھنے پہ کمر — سو ہیں نامرد

سوز

تخلص عزیزے است از دودمان سیادت و نظیر المسمی بہ محمد میر وے مردے بود عالی طبیعت درویش نہاد نیک طوبیت والا نژاد ظریف الطبع خوش گفتار شریف الوضع خوبی کردار ہمیشہ با میران نامدار صحبت میداشت و پیوستہ بمصاحبت سران کامگار ہمت می گماشت در ریختہ گوئی طرز خاص دارد روبہ شعر خوابش از کس نمی آید بہ تتبع طرز گفتارش اگرچہ اکثرے از مشتاقان این فن گرائیدہ اما کمتر کسے سخن بہ انداز وے رسانیدہ مختصر کلام وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است آخرہا مدتے در بلاد شرقیہ ایام زندگانی بسر بردہ

۵ل "ب" کلیات سودا ص۳۰۵ ـ مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۷۲ھ

بہ بلدۂ لکھنؤ برحمت حق پیوست انا للہ وانا الیہ راجعون بالجملہ از زادہاے طبعش نود و یک شعر مرقوم کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی عنہ ۵

دل کے ہاتھوں بہوت خراب ہوا — جل گیا بھن گیا کباب ہوا
سوز کچھ مونہہ بناے آتا ہے — آج مجرے کا پھر جواب ہوا

دل تھا بساط میں سو کوئی اوسکو لے گیا — اب کیا کرونگا لے مرے اللہ کیا ہوا
یار اگر صاحب وفا ہوتا — کیوں میاں جان کیا مزا ہوتا

یہاں رات کسو طرح سے کٹ جاے — مذکور کرو کچھ اوس جواں کا
محبت کا ثمر ہوتا ہے غم سنتے ہو بے برگو — خدا کے واسطے یہ تخم صحن دل میں مت بونا

مجھے کہتا ہے تجکو کچھ نہیں کہتا ہوں میں ہرگز
ہزاروں گالیاں دیتا ہے اچھا کچھ نہیں کہتا

سوز کو تو نے کیوں دیا بوسہ — ہم کو بھی دے ترا بھلا ہوگا

یہ ترا عشق کب کا آشنا تھا — کہاں کا جان کو میری دھرا تھا

کدھر پھرتا ہے او غافل ادھر دیکھ — کہ جلوہ یار کا ہے آشکارا

بس غم تو نے بہت ستایا — سمجھ کہہ کیا تیرے ہاتھ آیا

سوز ہے جو پڑا سسکتا ہے — کیوں مرے نوجوان دیکھ لیا

تمنا پیش کش امید صدقے آرزو قرباں   میں اپنے دل کی حسرۃ اپنے دلمیں لیکے جاؤنگا
اک بار تو مونہہ سے کہہ سبھوں میں   ہے سوز بدل غلام میرا

کوئی دم تو بیٹھے رہو پاس مرے   سنو ہم بھی چلتے ہیں ٹک رہ کے جانا

قسم مت کھا تو اپنے سر کی ہر ساعت خدا سے ڈر
تو میرے گھر نہیں آنے کا اپنے سر کی سوں جھوٹا

کہتا ہے مجکو سنو عاشق ہے کیا تو میرا   کچھ جانتا نہیں ہے [بھولا] بہت بچارا

جاتا ہے سوز جبدن کہتا ہے ہمنشیں سے   [آنے نہ] دیجو اس کو لگتا ہے بد نظر سا

رات آنکھیں تھیں مندیں پر بخت ٹک بیدار تھا   تا سحر دل محو دیدار جمال یار تھا
سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو   وہاں تجھے تھی کیا کمی یہاں تجکو کیا درکار تھا

شہرہ حسن سے از بسکہ وہ محجوب ہوا   اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

بہت ہنستے تو ہو تم میرے رونے پر میاں صاحب   کبھو آئینہ دیکھوگے تو تب سمجھوگے ہاں صاحب

کہا ہے اتنا بھی ایدھر مونہہ تو پھراؤ صاحب   لوجی ہم تم سے نہیں بولتے جاؤ صاحب

گزک کا شوق ہے تو ہونٹ کیوں ناحق چباتے ہو   کباب دل تو ہے تیار اس کو کھائیے صاحب
جب کہا ایک بوسہ دو صاحب   مونہہ پھرا کر کہا کہ لو صاحب

رق ۱۶۱

جس طرح دل کو لگی ہے میرے   اسکے بھی دل کو لگا دے یا رب

سوز نے داماں جو ہیں پکڑا تو بس وہیں جھٹک   کہنے لاگا اندنوں کچھ زور چل نکلا ہے بہت

خبر لے اپنے دیوانے کی جلدی آج زنداں میں   نہیں آتی صدائے نالہ و زنجیر کیا باعث

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند   جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج

حیدر کرار کا دل گھر ہے غم کو دخل کب   کون رہ سکتا ہے شیروں کے بھلا مسکن کے بیچ

دیکھکر عاشق کو بیدل جھٹ سے لگ جانا گلے   اے تری رندی [که] کیا آتی ہے بہلانے کیطرح

چاک مت کر جگر کو ہاتھ اوٹھا   اسمیں کھینچی ہے بیٹھ تری تصویر

لو خزاں بھی آ گئی غفلت سے ہم بھولے رہے   لے چلے دنیا سے ہم آخر کو ارمان بہار

عرق نہیں ہے سموم ہوا سے چہرے پر   نگاہ آب ہوئی ہے حیا سے چہرے پر

میاں دل بھائی دل او مہرباں دل   مجھے تو چھوڑ جاتا ہے کہاں دل

خدا جانے بنے کیا شوخ سے آج   اے میرے لال میرے بے زباں دل

لو جی اب آرام سے بیٹھے رہو جاتے ہیں ہم   پھر نہ آویگے کبھی کاہیکو جھنجھلاتے ہو تم

کٹ گئیں انتظار کی راتیں   ایک دو تین چار آنکھوں میں

ہے دھوپ کہاں کدھر گیا دن   کیوں شام فراق مر گیا دن

تھا جی میں آج اچھی طرح شکوہ کرونگا روبرو   مونہہ دیکھتے ہی دور سے وہ ہنس پڑا میں کیا کہوں

بوسہ لیا ہے تو بھی وہی اضطراب ہے   اے سوز حق کو مان خدا سے بھی ڈر کہیں

آج میں سوز کو دیکھا تو اچنبھے میں رہا   سر کہیں پانو کہیں ہوش کہیں گوش کہیں

سلہ یہ ۱۰۰۱

غبار خاک راہ دلبر چالاک آنکھو نہیں اگر سرمے سے [ہیں بہتر نہ جا] تو خاک آنکھوں ہیں
بھلا بھی عشق تیری شوکت وشان بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان

قطعہ

بس غم یار ایک دن دو دن اس سے زیادہ نہ ہوجیے مہمان
نہ کہ بیٹھے ہیں پاؤ پھیلا کر اپنے گھر جا نہ خانہ آبادان

مجکو دل کہتا ہے دلبر سے ملا کیوں جی سچ اوس کو ملا دوں کیا کروں
اوسکے جیڑ، یہ آہ بن رہتا نہیں سوز کا میں مونہہ جلا دوں کیا کروں

دل چرا کر تو نکالے ہے اب الٹی آنکھیں ہاں جی ہم سے تو چھپی ہیں یہ دغا کی آنکھیں

جسے دیکھا جہاں میں سو اسیر دام الفت ہے مگر یہ گھر بسا ناصح رہا آزاد دنیا میں

کوئی ایسی بھی گھڑی ہوگی خداوند کریم وہ کرے چونچلے اور میں اوسے بیٹھا دیکھوں

پیری میں غیر گریہ بھلا اور کیا ہے سوز دریا کی سیر ہے تو شب ماہتاب ہیں
کیا ہی عشرت سے کٹ گئی کل رات آ پھر وہ شب وصال کہاں
تری بو کے لیے جوں گل تمام آغوش ہوجاؤں کلیجے سے لگا کر غنچہ سا خاموش ہوجاؤں

نصیحتوں یہ بہت ہے گھمنڈ ناصح کو جو اوس کے روبرو بولے تو میں سلام کروں
گرا ہے نہ ہے پڑا رہنے دے مت چھیڑ ارے کیوں بھیج تا ہے ناتواں کو

میں ترے قربان جاؤں یہ نئی تقریر ہے ذبح بھی کرتا ہے پھر کہتا ہے ہاں قرباں نہ ہو

ستا مت جھوٹے وعدوں سے تو اے راحت ربا مجکو
نہیں وہی ہے رخصت روٹھنے کی بھی وفا مجکو

حیف ہوتے نہیں ہو شرمندہ واہ کیا انکھڑیاں ملاتے ہو

بس مرگیا ہوں دیکھو لب لعل یار کو یاقوت چاہیئے مری لوح مزار کو

آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ دامن بدست چیدہ ابرو بہم کشیدہ
نہ شہر میں [اوسے] آرام ہے نہ صحرا میں دل رمیدہ کے ہاتھوں بھلا کہاں رہیئے

ورق ۱۶۲

بے کلی بے اختیاری بیقراری بے بسی آہ کیا کیا سوز میرے دلنشیں ہے عشق سے
ان بتوں کی یہی جو الفت ہے قہر ہے ظلم ہے قیامت ہے
کعبہ و دیر پوچھنا کیا ہے آپ کو بوجھ بے خبر تو ہے
دل کو کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے
کشور دل میں نہیں کوئی [کہ] آباد رہے یوں اجاڑا ہے اسے ہم نے بھلا باد رہے
ادہر دیکھو تو کس ناز و ادا سے آج آتا ہے مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے
بتاں گرتم بہار چشم کو ہر بار دیکھو گے تو ہر قطرے میں اپنا جلوۂ دیدار دیکھو گے
مونہہ دیکھو آئینے کا تری تاب لا سکے خورشید تجھسے آنکہ تو پہلے ملا سکے
ہیچ کافر کو خدا عاشق خوباں نہ کرے جب تلک [اون کو] جفاؤں سے پشیماں نہ کرے
بھلی کیا پارسائی نے مٹے و[حد]ت بلائی ہے ہر اک بندے کو اپنے جی میں دعوائے خدائی ہے
آنکھیں ترس گئیں ہیں آنسو کے دیکھنے کو مژگاں پہ لخت دل ہے یا پارۂ جگر ہے
جھلکتا ہے ہر اک ذرے میں خورشید شناسائی کسی کو پر کہاں ہے
ہمت ہاتھ لگا سینے کو یوں اسمیں [بھی کچھ ہے] پھر کا ہیکو کس واسطے کیوں اسمیں بھی کچھ ہے

عرق آلودہ رخساروں پہ کہا یہ زلف چھائی ہے	سحر گلشن بن ناگن چاٹنے کو اوس آئی ہے

قطعہ

گالیاں تو لیوں سے خوب سی دیں	کبھو بوسے کی بھی اجازت ہو
کچھ بری بات تو نہیں واللہ	چوم کر لیں اگر عنائت ہو

دیگر

اے مار سیاہ زلف پیچھے کچھ	سلا دے کہ دل جہاں چھپا ہو
کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہووے	کاٹا ہے نا اف ترا برا ہو

دیگر

سچ کہو قاصد آتا ہے وہ ماہ	الحمد للہ الحمد للہ
چھوٹے کے مونہہ میں آگے کہوں کیا	استغفر اللہ استغفر اللہ

دیگر

مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ہی آنکھوں سے روز	یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ [فرزند] [ہیں]
تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار	سو جھتا اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں

رباعی

جب میں نے کہا میری طرف تو دیکھو	دیتا ہوں واگر نہ جی میں دیکھو دیکھو
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ لو کیا معقول	خوبی غلطے کی واہ منہ تو دیکھو

دیگر

[جو] میرے عدو ہیں اون سے تو یار ہوا	مجھسے لڑنے کو یوں تو تیار ہوا
رہ رہ کے مرے جی میں یہی آتا ہے	اللہ تو مجھسے ایسا بیزار ہوا

دیگر مستزاد

سن سوز عبث دیکھ کے حیران ہوگا	خوباں کا جمال
دل زلف میں الجھے گا پریشان ہوگا	مت لے یہ وبال
یہ چال بری [ہے تجھے] نبھنے کی نہیں	آمان کہا

ورق ۱۶۲

ہستا ہے کیسا بہت پشیماں ہوگا　　مست دانت نکال

سوزاں

تخلص دو کس میدانم

سوزاں (۱)

اول ۔ شیخ شمس الدین وے دہلوی الاصل فرخ آبادی المسکن و از تلامذۂ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز است بہ سپاہگری ایام بسر می برد و سوز طبعیہا می کرد مذاق سخنش از مزاج او خبر میدہد بہرکیف سہ بیت از گفتہائش دریں جا ثبت میشود او راست ؎

اسکے کوچے میں نہیں ہمکو کسی کا خطرا　　پر خفا وہ نہ ہوا آتا ہے اسی کا خطرا

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے　　میاں جاؤ کہیں گھر سے تو آئے نہیں لڑ کے
دو چار رقیبوں [اس پہ] نہ دھمکاؤ ہمیں کو　　ٹل جائینگے وہ ہاتھ جو مارے کہیں کڑکے

سوزاں (۲)

دوم ۔ مردے نیک آہنگ المسمی بہ مرزا احمد علیخاں المخاطب بہ شوکت جنگ خوش تقریر فصاحت بیان خلف رشید مرزا علیخان [گویند] کہ وے عمدہ زادہ ایست صاحب امتیاز یار باش خوش اختلاط نیک معاش رنگین گفتار مالک اشعار ابدار شعرش کیفیتے دارد چار شعر ازاں این خاکسار می نگارد او راست ؎

لیجا نہ شب فراق جاں کو　　کیا زندگی مجھے ناتواں کو
مجنوں شکستہ پا ہے پیچھے　　کہہ بھیجو پیام ساراں کو

مت دل لگا بتوں سے کہنے پہ جا کسی کے　　ہرگز ہوے نہ ہونگے یہ آشنا کسی کے
فرقت میں اوسکی سوزاں حق کو جان دی ہائے　　اوس لاابالی کو غم مرنے سے کیا کسی کے

---

۱ بیت ۱۰۱ ۔　۲ کسی ۱۰۱ ۔

سید

سید(۱)

تخلص سہ کس می شناسم

اوّل - محب مجب نشان میر غالب علیخان سلمہ الرحمن میر منشی حضور والا المخاطب از [پیشگاہ] خلافت بسید الشعرا کہ دراوان سالف غریب تخلص می نمود پس ازاں چندے آں آشنای بحر معانی آسنا تخلص کرد در تعریض مثنوی معترضے گوئد ے

آسنا ہیں خوش زبان گلشن تطہیر ہوں — رجیس کی آلودگی کوئی مجھہ پہ کیا ثابت کرے
ہوں ازل کے روز سے میں پاک طینت ہی بہا — ہے خطا اوسکی ہی جو مجھہ پر خطا ثابت کرے

بہر حال وے سیدے است بزرگ نہاد والا نژاد و نیک ذات ستودہ صفات متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ محب شعار مودۃ دثار کشادہ رو پاکیزہ گو کوہ حلم و تمکین البرز وقار و تسکین مقرب سریر خاقانی واقف سرائر سلطانی خلیلے خوش تقریر وشیرین مقال یکتاب خوانی ایام تعزیۃ التیام محرم الحرام یکتا و بے مثال در انشا پردازی ید طولے وارد بسخن [طر]ازی صرف صنائع بدرجۂ اعلی رساند بہرہ و زبان سخن گوئد و در بہرہ و میداں رخش ہمت می پوئد شعرش پر مضمون صنائع آماست سخنش معانی مشحون بدائع پیرا بسیار سہر مشق و خیلے بسیار گو نہائت خوش خلق و بغائت نیک خو واقع شدہ ملخص کلام کلامش لاکلام پختہ و ما[لا] مال انواع صنائع و سخنش بے سخن برجستہ و مشحون اقسام بدائع است مالجملہ ہشتاد و یک ست کہ نمونہ الیست از خروار اشعار آبدارش و انموذجے است از انبار گراں بار سخنہائے طبع آرائش می نگارد منہ سلمہ ربہ ے

حمد اوس کی ادا ہو سکے مجھسے نہ سر مو — ہر بال بدن پر کرے گر کام زباں کا
ناکام زبان کھینچ تو ا[س کام] سے سید — وصف [اوس] کا نہیں کام ترے کام و زباں کا

تا قطرہ جدا بحر سے ہے ہے متصور — جز کا نہ تحقق رہے ہے حب جلوہ ہو کل کا
جم اوس کے حضور آوے ہے لے جام گدائی — سید جو گدا ہے در سلطان ر[سل کا]

ساقی ہے صبح دے مجھے ساغر شراب کا　　جلوہ تو نارے دیکھوں میں اوس آ[فتاب] کا
یارب] نصیب کیجیو سید کی خاک کو　　گہہ آستانہ نجف بو تراب کا

جوں نقش قدم جو سر[ر]ہ یار کے بیٹھا　　وہ [خانہ] خراب اوٹھ کے نہ پھر اپنے گھر آیا

چڑھ آئی میکشی کی وہیں میرے جی پہ لہر　　دیکھا جو دست موج پہ ساغر حباب کا

روکش اندوہ ہجراں شب دل بے تاب تھا　　تاب کا پانی جگر طاقت کا زہرہ آب تھا
اوس کا ہر ٹکڑا تھا حال دوستاں کا اک ورق　　یہ دل صدپارہ گویا روضۃ الاحباب تھا

ورق ۱۶۴

سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا　　کسو کو کچھ غرض ہے مجکو ہے آزار رونے کا

جب ناز سے وہ خانہ برانداز گھر چلا　　بس گھر گیا اوس آن جہاں سے گزر چلا

سماوے گا پھولا بدن میں نہ سید　　ہم آغوش جب وہ گل اندام ہوگا

کان کا موتی ترے ہلتا جو اے مہ پارہ تھا　　مشتری اوس کا فلک یا سبحہ سیارہ تھا

کرب ہیں سرمہ مری خاک کو او لوالابصار　　غبار کس کے نہ جانو ہوں آستانے کا
جز آہ و نالہ ہو سید سے اور کیا موزوں　　دل و دماغ کہاں اوسکو شعر خوا[نی] کا
میں انہیں کون سی صورت سے نہ چاہا پر آہ　　مجکو چاہیں نہ بتاں یوہیں خدا سے چاہا
زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و گیسو　　اس دل زار کو کس کس نہ ملانے چاہا

خندہ ہوں گل تجھے اور گریہ مجھے شبنم وار — گلشن دہر میں مقسوم یہ تقدیر سے تھا

بھاتا ہے مجکو یار کا دزدیدہ دیکھنا — اغیار کی نگاہ سے پوشیدہ دیکھنا

کرتے ہیں طوف نرگس و گل تک مزار کا — یارب میں کشتہ کس کے ہوں چشم و عذار کا

آزاد اوسکی خاک ہے عجز و نیاز سے — اوس سرو ناز کے ہے جو کشتہ غرور کا

اتنا تو اپنے حسن پہ اوسکو نہ تھا غرور — کچھ دیکھتے ہی آئینہ مغرور ہو گیا

سبوے بادہ کروں وقف میکشاں سید — جو جا مدار ہوں ٹک میں شرابخانے کا

آرام زندگی ترے جانے سے اوٹھ گیا — جی دلبروں کے پاس بٹھانے سے اوٹھ گیا

بیٹھا وہ اس مرے دل سودازدہ میں رات — جو پیچ و تاب زلف کے شانے سے اوٹھ گیا

آہ کیا آتش تھی جسے گھر جلا آگن جلا — شمع محفل کا گریباں برق کا دامن جلا

اس نے بھڑکائی رنگ گل کی آگ — لگے اس باد صبح کو لوکا

پھاڑی ہر گل نے جیب مرغ چمن — کچھ اس آہنگ سے سحر کو کا

کب پسیجے ہے دل اہل دول مفلس پر — آب ایک قطرہ ہو سائل نہ گہر سے نکلا

کون سی گالی نہ سید کو دی اوس گلرو نے — تو بھی خنداں ہی رہا اوسکے نہ گھر سے نکلا

یہ اوسکے [تیر] خوردۂ مژگاں کا حال تھا — تن پر جو اوسکے بال تھا ناوک کی بھال تھا

ہوتی نہ بند بھی کسی صورت سے اوسکی آنکھ — آئینہ کس کا محو رخ بے مثال تھا

شب وصل لاحق جان و دل غم و درد فرقت یار تھا — کبھو اشک تھے کبھو آہ تھی کبھو نا[لہ] دل نزار تھا

سر شام سے و دم صبح تک مجھے اضطر[ار] تھا ایک سا — نہ سکوں نہ صبر و شکیب تھا نہ قیام تھا نہ قرار تھا

نہ ہوائے لالہ و گل مجھے نہ ہوس تھی باغ و بہار کی — کہ برنگ لالہ و گل مرا دل داغدار فگار تھا

[تو ہمکنار] ہو نے ہم سے کبھو نہ آیا — ہم گور کے کنارے پہنچے پہ تو نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر اے بت — پڑھنے جنازہ اوس کا سب آئے تو نہ آیا

دکھ مداوا کا مرض سے بیشتر پیدا ہوا — مجکو صندل گھستے گھستے درد سر پیدا [ہوا]
کیا [خبر پرواز] کی مجکو کہ میں جس روز سے — دام میں پیدا ہوا بے بال و پر پیدا ہوا
نرگس [و گل] تک نہ ایک اندوہگیں نے غم شنو — جسکو اس گلشن میں دیکھا کور و کر پیدا ہوا
نالہ خوں آغشتہ نخل ارغواں کا رشک ہے — کچھ عجب ہی رنگ کا ہے یہ شجر پیدا ہوا
داد جو کی داد دیوے گا نہ داور بھی اگر — عرصہ محشر میں وہ بیداد گر پیدا ہوا
گرم بازاری مری جوں شمع تھی یک شب کہ صبح — باؤ بابا یہاں نہ میرا پھر نہ ہمسر پیدا ہوا

غش بہت آتا ہے مر رہیے تو کیا جانینگے لوگ
ان دنوں میں مجکو سید ہے یہ ڈر پیدا [ہوا]

مکھڑا وہ تاب مہر سے جب پر عر[ق] ہوا — تب شبنم آب رشک سے مونہہ گل کا فق ہوا

۱۶۵ب

شبنم ہے جسکے رشک سے گل کے بدن پہ آب — اوس گلبدن کی واہ رے پوشاک کی نمود

چمن میں گل نے گریباں کو رشک سے چیرا — گیا جو سج کے تو دستار ارغوانی رنگ
اپنے حیرت کشتگاں کی گور پر نرگس کے پھول — تو نہ اے آئینہ رو رکھتا تو رکھتا کس کے پھول
تازہ تر دیکھے گل احمر سی رنگینی میں صبح — اوس کے بستر کے جو شب مرجھا رہے تھے بچے پھول
کل پڑا جس سرزمیں پر اوسکا تھا نقش قدم — آج سب گلرو وہاں رکھتے ہیں ماتھا گھس کے پھول

کم ملا آئینے سے آنکھ ارے او بے دید — اور بھی حیرتی جلوہ و دیدار سے مل
ہو ترے نالے میں تب کچھ اثر اے مرغ چمن — بیٹھے جب تو بھی کسی مرغ گرفتار سے مل
رکھتے ہی سینے پہ سینا مرے بولا پھر آہ — دل مرا جل گیا اس آگ کے [ا]سمار سے مل

جنوں نے کچھ نہیں چھوڑا مرے گریباں میں — نفس میں سینے کا باقی یہ تار رکھتا ہوں

ہستی کا درد سر ہی رکھا درمیاں نہیں — کیا کیجے سنکر خنجر قاتل زباں نہیں
کہہ جانتی کہیں نہیں اس کی زباں نہیں — ہاں باد اوس کو میرے ہی مطلب یہ ہاں نہیں
دریا کا ایک تختہ ہے جس یہ ہیں دو حباب — سینے پہ تیرے محرم آب رواں نہیں
ہر موج بحر اشک ہے کیوان مسیر پر — جز آہ اور طائر عرش آ[ستا]ں نہیں

کر گئنہ روتا ہوں رکھ ہیہات مو[نہہ] بر آ[ستیں] — ہوں جو تر دامن رہے ہے بس مری تر آستیں
اوسے لخت دل تراوش کرتے ہیں اور اسے اشک — ہے دو کان لعل دامان کان گوہر آستیں
جنبش طوفاں خیز ہے ٹک جو سرک جاے تو ہے — [ترکن] عہد شورش داماں محشر آستیں
میرے آنسوں کی جو دھونی سے نہیں ہے گریہ ناک — کہکشاں کی لی ہے کیوں گردوں نے موہہ پہ آستیں
پنجہ مژگاں سے ٹکڑے دل کے لے آئے ہے چھین — کہیے کس رو سے نہ مردم ہے دلاور آستیں

خون دل نے مے گلرنگ پلائی مجکو — سیر باراں مژہ ترنے دکھائی مجکو
تھی جو بار یک رگ جاں سے بھی وہ موے میاں — دل کے داغوں ہی کے عینک نے سجھائی مجکو
چشم [بد] تجھسے فلک تھی نہ کہ جوں نرگس دے — سیم و زر کے لئے تو جام گدائی مجکو
ڈنڈ[با] آئی مثال آئینہ کے اشک سے آنکھ — آگئی باد یہ کس رخ کی صفائی مجکو
دیکھ کس رنگ سے لبتا ہوں میں لے شوخ اوٹھا — گر لگے ہاتھ ترے پاے حنائی مجکو
ہیں ہم آغوش نہو[ں] اور وہ بغل میں کھینچے — تنگ لائی یہ تری تنگ قبائی مجکو
ہیں ملوں آنکھیں تو تجھکو لے سراپے سے سر — ہے یہ حسرت ترے قدموں کی دہائی مجکو
کارصد چشم تراس دشت مغیلاں[1] میں دیا — تونے ان آنکھوں دکھا آبلہ پائی مجکو
ہے ازل سے مری روزی جو خطا ہر روزی — [ترچی] روٹی بھی جز نان خطائی مجکو

[1] اس خار مغیلاں نے دیا ...

قطعہ

انتہا کے گل گلزار کی دی ازد نے — للہ الحمد کہ ہے مدح سرائی مجکو
بلبل گلشن تطہیر ہوں میں اے سید — اس حدیقے میں سمجھتے ہیں [ثنا] ئی مجکو

بسکہ ہوں بیمار چشم ہم خواب نرگسی — ہے غذا اب نان بادام وکباب نرگسی
میں وہ درویش ہوں جوں نے جو کوئی ہمدم آہ — مجسے کچھ پوچھے تو فریاد ہیں لاتا ہے مجھے

ہم سے یہ بے مہریاں اے ماہ یوہیں چاہیئے — غیر سے دل گرمیاں وہ واہ یو ہیں چاہیے
سجدہ کرنا تجکو اے بت ہے پہر صورہ ضرور — چاہیئے یوں ہمیں واللہ یوہیں چاہیے
چاہیئے جرموں کی سید کے شفاعت یا حسین — تم کو اے سبط رسول اللہ یوہیں چاہیے

لے کے دل منت پھر کرتے ہو — تم بھی اچھے ہو واہ کیا کہیے

ایک بوسے پر نہیں مصروف ہمت آپ کی — تنگ لائی خوش دہانوں ہم کو حسرت آپ کی
کر چکا ہوں صاحب اپنے زندگی کو میں سلام — جان لے چھوڑے گی یہ صاحب سلامت آپکی
آب اشک وپارۂ دل ما حضر بس ہے مجھے — ہے اس اکل وشرب پہ یار و قناعت آپ کی
پاؤں چو[مو]ں اوس کے جو تم سے جدا ہو کر جیے — ہے وصال مرگ کی آ[ماہ و فرقت] آپ کی

مانگے سید جو ترے لب سے پہ یہ بوسہ — نہ برا مانیو تو بات کا د[یوانے کی]

دوم ۔ عزیزے از دودمان معظم ومکرم المسمیٰ بہ میر قطب الدین المعروف بہ قطب عالم وے از قصبہ سکندرہ آباد مضاف صوبہ دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد ومرد خوش حال و نیک اعتقاد و لست گاہ گاہ ریختہ گوئی بدروے کار می آرد و اشعار متفرقہ دارد این بیت از وے است ۔

جادو گری ہے شہر میں سید کا ریختہ — دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید دو

سید (۳)

سیوم ۔ سیدے از اہل قبول مسمی بہ میر غلام رسول وے از بزرگ زادہ ہائے مستقر الخلافہ اکبرآباد و مرد تقوے نہاد است خیال شاعری در نہادش خیلے جا دارد و خود را از اساتذۂ آں دیار می شمارد ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

ورق ۱۶۶

خوبرویوں کے تو ملنے سے نہ باز آئے گا دل ۔ یہ تو بدخو ہیں جانیگی مگر جان کے ساتھ

بالا نو بلا چاند سا مکھڑا ہے بھبوکا ۔ اک بقعے کا عالم ہے سراپا ہے بھبوکا

یاد آئے ہے وہ شوخ تو کیا دل کی طپش سے ۔ سینے میں سے اک آگ کا اوٹھتا ہے بھبوکا

سیادة

تخلص سید زادۂ ایست سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون مولدش مشرق زمین نامش میر نجم الدین ایں مطلع از واست ؎

مثل نسیم ہیں تو پھرا صبح ہر کہیں ۔ پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں

سیف

تخلص مرزا [سیف] علی[1] مرحوم است وے مردے بود خوش لقا از رفقائے طالب قلیخاں [خو] اچہ سرا ایں مطلع او راست ؎

شتاب آ کہ ترا عاشق اب سسکتا ہے ۔ جگر سے آہ اور آنکھوں سے خوں ٹپکتا ہے

حرف الشین المعجمہ

در ذیل ایں حرف ذکر چہل و یک شاعر کہ منجملہ آنہا دو شاکر و دو شاداں و سہ شائق و دو شرف و دو شریف و دو شرر و سہ شگفتہ و [شمس] شوق و دو شہید تخلص میکنند اندراج یافتہ و اشعار ایں ہمہ دو صد و ہشت شعر است و از آں جملہ شمس رباعی واقع شدہ

---

[1] علی خاں ل ۱۔

شاعر

تخلص میرزا ناصر بیست مرحوم المعروف بہ میر کلو والد ماجدش میر نصیر الدین تنج است وے مردے بود نیک ذات حمیدہ صفات درویش دل بخدا مشتغل فقر نہاد والا [نژاد] دلق پوشش مسلک دوش مذاق گفتارش بسیار شیریں طرز اشعارش نہائت دلنشیں باشیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر عفی اللہ عنہ بیروں از نسبت تلمذ و خویشی و ارادۂ و درویشی قرابت قریبہ داشت دیوانے مختصر در نہائت فصاحت بر صفحۂ روزگار یادگار گذاشت ہست بیت از اززادہائے طبع آں والا گہر زینت افزا دمنہ عفی اللہ عنہ ؎

ٹک بھی گر چین بجبیں کیجے گا — پھر نہیں ہم یہ یقیں کیجے گا
اپنے مطلب کی کہے جائیں گے ہم — گرچہ سو بار نہیں کیجے گا

تھا ایک دل بساط میں سو وہ بھی کھو دیا — خانہ خراب آنکھوں نے مجکو ڈبو دیا
رخصت کے وقت اور تو کچھ ہو سکی نہ بات — اودھر وہ ہنس دیا اور ایدھر میں رو دیا

آہ اپنا دل ہی جب جاتا رہا — زندگانی کا مزہ پھر کیا رہا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہیں — حال شاعر ہجر میں جیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی — غم الم وحشت جنوں سودا رہا

عشق کے سودائیوں کی کیسے یہاں تدبیر ہو — وہ مگر زلف چلیپا آن کر زنجیر ہو
جسکے دل میں کچھ نہ ہو مطلق سوا درد و الم — کیوں نہ پھر اوس اہل دل کی بات میں تاثیر ہو
جان لے شاعر یہ دنیا ہے وہ قحبہ فاحشہ — جو ملے اسے اسے جھٹ منصب و جاگیر ہو

تری آنکھوں سے جس کا ملک دل لٹے دلستاں اوجڑے — نظر آتے ہیں اوس بیکس کو پھر ہر دو جہاں اوجڑے
گیا صبر و قرار و طاقت و آرام و جان و دل — ترے ہم عشق میں یہاں تک تو لٹے ناتواں اوجڑے

رباعی

اپنے کانوں سنا ہے لاکھوں بہری　　کہتی ہے خلق دیکھ صورت میری
تو کس بیدرد سے ہوا ہے عاشق　　ہے ہے شاکر یہ نوجوانی تیری

دیگر

ہر چند تلاش جا بجا کر دیکھا　　پایا نہ اوسے کہیں جو جا کر دیکھا
مدت کے بعد آج پیارے ہم نے　　اوس بت کے تئیں خدا خدا کر دیکھا

دیگر

عمروں سے خود نمائیاں خو[ب نہیں]　　اتنی بھی کج ادائیاں خوب نہیں
ہم اوڑنے جانور کو پہچانتے ہیں　　ہم سے یہ اڑان گھائیاں خوب نہیں

دیگر

غمگین ہے تیری ناخوشی کے باعث　　بے چین ہے دل کی دشمنی کے باعث
پیارے ہم کو یہ آہ نت کا مرنا　　ہے اس کم بخت زندگی کے باعث

شاکر

تخلص دو کس میدانم

اول - شخصے از شعرائے قدیم الایام محمد شاکر نام وے از تلامذہ محمد علی حشمت بود و کم کم مشق سخن می نمود این دو بیت اوراست ؎

کیا پوچھے [ہے حال] بلبلوں کا　　جو ان پہ گذرنی ہو [گذر] لے
گلچیں تجھے کیا پڑی بلا سے　　گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

دوم - یکے از بزرگ زادہائے خوش التیام میر شاکر علی نام وے جوانیست خلیق درویش وضع متواضع صاحب طبع استفادہ مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران و دیگر کتب صوفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان از جناب صفوۃ مآب مقبول درگاہ حضرت رب کریم شاہ محمد عظیم مد ظلہ سلمہ می کند گاہ گاہ ریختہ از طبعش ریختہ میشود موطن اکثرے از آبائے کرام مسقط الراس آں نیک نام

شاکر (۱)

شاکر (۲)

خاک پاک حضرت دہلی است این سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

اوس شعلہ خو کے روبرو جو شخص آوے گا — لے اپنے جان و دل نہ سلامت وہ جاوے گا

اوس کی آنکھوں ہی نے خلق کو بیمار کیا — زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

ہم تمہارے ہیں تمہیں ہم سے یہ ترسانا [کیا] — دور سے شکل دکھا کہ ہمیں ترسانا کیا

شاہ

تخلص شاہ سعد اللہ مرحوم است وے مردے بود درویش نہاد در عظیم آباد ہمت خود [بر] ریختہ گوئی بیشتر می گماشت و فکر خوب و شعر دلچسپ داشت این جاریت از نتائج طبع اوست ؎

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہاں زیست — جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست

نہ باغ مجکو سہاوے نہ بھاوے گشت مجھے — جہاں ہو یار مرا ہے وہی بہشت مجھے

کبھی ہے اسقدر آنکھوں میں خوب صورت یار — کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

کسو کے تکیہ مخمل سے کام کیا ہے شاہ — بہت ہے سر تلے رکھنے کو ایک خشت مجھے

شاد

ورق ۱۶۸

تخلص مرزا [الہ] یار بیگ کیانی شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است گویند کہ مرد اہل ستودہ اطوار قابل دوست حمیدہ کردار واقع شدہ است این دو بیت او گفتہ ؎

اگر چاک سینے کا ہم وا کریں گے — تو ہنگامۂ حشر برپا کریں گے

گلعذاروں کی بیوفائی کے — داغ دل پر مرے نشانی ہیں

شادان

تخلص دو کس می شناسم

شادان (۱)

اول ۔ سید زادۂ شیریں کلام میر رجب علی نام وے مرد [یست] متوکل درویش طبیعت

غدا یاد صوفی طویت شاگرد بھورے خاں آشفتہ اسباب دنیوی را خیر باد گفتہ ایں دوبیت از وے است ؎

ملبلہ پانی کا دیکھا چشم جس دم کھل گئی
ہم نفس آگاہ اپنی ہم ہوے بنیا [دسے]

دل بہ دستیے آہ ستاداں طفل ابتر کو کبھی
یاد ہے نکتہ یہ مجکو حضرت استادے

اول (۲) دوم ۔ لالہ لساون لعل کائت وے جوانے است متواضع با ادب کشادہ رو مہذب ایں مطلع از وست ؎

یوں داغ دل ہیں یہ مرے سینے کے آس پاس
چھینٹے جڑیں ہوں جیسے نگینے کے آس پاس

شائق

تخلص سہ کس بمن رسیدہ

ق (۱) اول ۔ جوانے از خاندان عالی مقام میر محمد نام گویند کہ وے بحلیہ نیک کرداری آراستہ و بزیور خوش گفتاری پیراستہ است نسبتہ تلمذ بہ قلندر بخش جراٗۃ دارد و شعر خوب و تر بر روے کار می آرد اس سہ شعر او گفتہ ؎

کمر شیخ و برہمن دیرا اور کعبے کو کستے ہیں
رہ دل سے ہیں غافل ورنہ اسمیں دونوں رستے ہیں

ظلم کا شیوہ کچھ اوس ظالم کو ایسا یاد ہے
ہر گھڑی ہر لحظہ اک تازہ ستم ایجاد ہے

جائیے کعبے کو یا کیجے صنم خانے کا طوف
حضرت دل آپ کا اب کیا ہمیں ارشاد ہے

ق (۲) دوم ۔ سید زادہ مسمی بہ میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی وے جوانے است خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ طبیعت نیکو کردار بیشتر شعر فارسی میگوید گاہ گاہ سمند طبیعت بمیدان ریختہ گوئی ہم می پوید ایں دوبیت از واست ؎

بیلہ

[illegible] شعروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔ اصل نسخے میں حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے " ہرد بیت ایں سائق ار

شائق (۳)

سیوم ۔ نوجوانے پاکیزہ اندام محمد ہاشم نام وے بمرتبہ خوانی مہارتے دارد و ایام خود بجبیات مسگذارد نہائت سعادۃ دثار نہایت بختی شعار نیکو سیر پاکیزہ پیکر واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار مہر عزت اللہ عشق مد عمرہ وراد قدرہ میکند اں بست و یک بیت از نتائج طبع اوست ؎

کس واسطے اوس کاکل پیچان سے الجھا | کیوں ایسی بلا میں تو گرفتار ہوا دل
رات ساری مجھے بس روتے ہی روتے گذری | شمع روتو ہی سہی صبح تیرے جانے کی

حال بھی پوچھا کبھی آہ نہ خونخوار نے | واہ یہ تاثیر کی آہ شرربار نے
رات کہاں دن کدھر کچھ نہیں مجکو خبر | کھو دیئے اوسان سب زلف و رخ یار نے
شائق دل خستہ تو آج ہراساں ہے کیوں | چھین لیا دل کہیں کیا کسی عیار نے
کوئی اوس شوخ سے جاکر نہیں کہتا اتنا | بے طرح بگڑی ہے حالت تیرے دیوانے کی

ورق ۱۶۹

حیرت برنگ آئینہ غالب ہے دوستاں | ہم حال زار کیا کہوں تاب بیاں نہیں
شائق مرے مزار پہ بھیجے وہ شمع و گل | اوس بدگماں سے مجکو [یہ] ہرگز گماں نہیں
ہر گھڑی گیسوئے پیچاں سے الجھنا تو ہے | شامت آجائیگی اکبر ور کہیں شانے کی

دل کو قلق ہے گاہ گہے اضطراب ہے | سہتے ہیں ہیں تیرے ہجر میں کیا کیا عذاب ہم
شائق یہ فیض عشق اگر اپنے ساتھ ہے | کرلیں گے جمع [دیکھیو] دیوان انتخاب ہم
اب دیکھیئے کیا ہمکو دکھاتی ہیں یہ آنکھیں | کھر ہونے لگی اوسے اشارات کی گرمی

دل مرا تم نے چرایا نہیں سچ کہتے ہو | ایک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
شائق ہمیں دیتا ہے وہ ہر بات پہ دشنام | پھر اوسے ہوئی بارے ملاقات کی گرمی [1]

سراپا اوس پریرو میں لطافت ہے صفائی ہے | تصدق ہیں [ہم] اوسکے حسن نے صورت بنائی ہے
دعا یاری تو دیکھو اوسکی یا [رو دین] و دل لیکر | دبا ہے ایک بو [سہ دو سہ] رے پر یہ رکھائی ہے
موسم گل کی خبر [سنتے] ہی بس آنے کی | ہوگئی اور ہی حالت دل دیوانے کی
ہاتھ سے جس سنگدل کے [را]ت دن فریاد ہے | یہ ستم دیکھو کہ دل کو پھر اوسی کی یاد ہے
یارب اوسکو تا قیامت رکھیو تو شاداب و سبز | رشک فردوس بریں شاہجہاں آباد ہے
ان دنوں کیو [نکر نہ] شائق شعر اپنا گرم ہو | ہے [جو] [ل] ہمدوش اپنا اور عشق استاد ہے

[1] ان اشعار میں سے پانچ کاتب کی غلطی سے درج نہ ہو سکے تھے، یہاں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ترتیب میں فرق آگیا ہے ۔

کیا کہیے تجھسے ہمدم فرقت میں حضرت دل　　ہمکو بھی ساتھ اپنے برباد کر رہے ہیں

شرف

تخلص دو کس میدانم

شرف (۱) اول - میر محمدی مرحوم پدر والاقدرش سید جعفر علیخاں در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس [آ]رامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام ایام بسر می برد وے نیز بآسودگی خوش زندگی نمودہ در آخرہا بعلۃ مالیخولیا مبتلا گشتہ خود را ولی کامل بل مکمل می پنداشت و میخواست کہ علم محمدی برافراشتہ باجتماع اہل اسلام یرداختہ بر کفار پنجاب خروج کند بعزم ایں رزم بہ بزم علما و مشائخ شہر می شتافت و فوج فوج سلاح از جنس مالیخولیا میر تخت شعر صوفیانہ میگفت و خود را دریں فن شیخ اکبر قدس سرہ میدانست چنانچہ میگوید ؎

ہیں شعر مرے مغز فتو[حا]ت و فصوص اب　　شاعر نہیں ہیں [معتقد] میر جہاں ہوں

ایں در شروع علۃ گفتہ بعد استحکام لفظ معتقد را بہ لفظ ہم نفس مبدل ساخت ملخص کلامش پختہ و باکیفیت است خیال بندی بخیالش خیلے جا داشت در ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانہ خود می انداخت قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی ایں فن بود بمجلس وے حاضر میشد بہر کیف بہمہ وجوہ پانزدہ بیت از ریختہائے طبع وے دریں جا می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۱۷۰

کبھو ادھر جو قدم ریختہ خوش خرام کرے　　کرے جو کام ہمارا تمام کام کرے

شرف ہے کام کا بندہ سن اے مرے صاحب　　اسے برنگ نگیں موتہہ لگا کہ نام کرے

خاکساری میں تردد سخت بے تاثیر ہے　　پاؤں میں ریگ رواں کے موج بھی زنجیر ہے

تو تیائے چشم مردم خاکساراں کیوں [نہو]ں　　[فی] الحقیقۃ خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

مے وحدۃ سے ہوئے پیری میں کچھ اور سے اور　　صبحدم میکشو البتہ ہوا پھرتی [له] ہے

له سہر ہے ۱ ۱

گہ وہ یگ میں ہے ہوش گیے جوش بہ سرپوش　　عارف کبھو خاموش کبھو [نعرہ کنا] ں ہے

عکس ہے کس مہ جبیں کا دلنشیں آئینہ　　ہم نگ کبک دری ہے سرزمین آئینہ
صاف دل کا مرتبہ ہے عرش وکرسی سے بلند　　جلوہ گر ہے آسماں زیر زمین آئینہ
اک صفاء قلب بس ہے بہر تسخیر جہاں　　خاتم دست سلیماں سے نگین آئینہ
ظاہراً اہل صفا کو ہے سفر اندر وطن　　بے سبب نہیں گرد آلودہ جبین آئینہ
اہل دل صاحب ہنر ہیں پر نہیں کرتے نمود　　ہے شرف جوہر نہاں در آستین آئینہ

[رخسار] یار سبھی مشابہ ہے کوئی کم　　ورنہ گلاب تھا سو کیا وہ بھی ہم قلم

رباعی

قزاق نہیں کہ لوٹ لاتے ہیں ہم　　نوکر بھی نہیں کہ روز پاتے ہیں ہم
کیا پوچھتے ہو [یار] روحقیقت اپنی　　اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہیں ہم

دوم ۔ شیخ شرف الدین حسن وے جوانے است خلیق وخوشگو محبت منش نیک خو گونہ از علم بہرہ ور و قدرے از چاشنی سخن باخبر اکثر سلام و مرثیہ گوید گاہے بہ تکلیف احباب رخش ہمت در میدان غزل گفتن پوید در جوار نقش قدم حضرت سید الابرار علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا جا دارد و بیشتر اوقات [بدار وغگی] گزرہاے سائرہ میگذارد بہ ہر حال ایں دو بیت اوراست ۔ شرف (۲)

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیاں ہوا　　وہ مہ جبیں جو رات کو پھر مہرباں ہوا
ہمیں اس خاکساری پر بھی تو نا [شادمت] کیجو　　ہوائے ہجر سے ہم کو کبھی برباد مت کیجو

شرر

تخلص دو کس می شناسم

اول ۔ مر [زا] ابراہیم بیگ مرحوم اصلش از درباے اٹک است و مولدش بلدۂ لکھنؤ است مرد فصیح زبان وخوش بیان بود و بیشتر شعر فارسی میگفت گاہے ریختہ ہم موزوں می کرد ایں دو شعر شرر (۱)

[اور] است ؂
سامعوں کا نہ فقط سُننے سے دم [رکتا] ہے   سرگذشت اپنی جو لکھے تو قلم رکتا ہے
اسیروں کی زبانی اے شہر بہ اشتے کہہ دینا   مگر گردن [کا] ڈورا کم ہے جو زنجیر پہنی ہے

سرور (۲)، ورق ۱۸۱

دوم - مرزا جعفر مرحوم برادر کوچک مرزا محمد عشق وے جوانے بود سپاہی منش نہایت حلیس نو اضع روشن لطائف شفیق دور دوارش بہ ممالک جنوبیہ [ندا] خست [و جا] م حیاتش در ہماں نواح بہ شربت ممات مالا مال ساخت انا للہ وانا الیہ راجعون [ایں] دو بیت از آں [ا]ن مرحوم است ؂

اس رند خرا [باتی] سے گر آپ خفا ہیں   [پھر] بزم میں مئخواروں کے کیوں جلوہ نما ہیں
اے عشق جگر [سوز] شہر کی تجھے سوگند   [ا]یک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہیں

شرافت

تخلص مرزا اشرف علی [لکھنواست] گویند وے مرد شگفتہ رو خوشخو ہوشیار ستودہ اطوار محبت اساس [آدم] شناس واقع شدہ ایں دو بیت [او] گفتہ ؂
قبضے بہ تو نے ہاتھ جب اے فتنہ گر [رکھا   عیسٰے نے دونوں ہاتھ] سے دل تھام کر رکھا

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات   نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

[شریف]

تخلص دو کس [مید انم]
اول] مرزا محمد شریف فرزند ارجمند مرزا فیض مرحوم کہ خود [را] در علم تصوف [عدیل شیخ]

؎ حاشیہ پر یہ درج ہے - شاگرد میر نظام الدین ممنوں۔

اکبر قدس سرہ می بنداشت در شرح فصوص الحکم آنچہ بخاطرش رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدہ و این مرزا
محمد شریف جوانے [است ظریف] الطبع شریف المزاج مزاح دوست پر ابتہاج کم کم ریختہ میگفت
و اصلاح سخن از شیخ ولی [اللہ محب] میگرفت مدتے است کہ دور و وارش از طرفے بطرفے می
انداز و خدایش سلامت بماوائے اصلی رساند این دو بیت ازو است ؎

نازک تر آبگینے سے [دل] تھا مرا جسے — ان سنگدل بتوں نے ملا پاؤں کے تلے
ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے — تو نے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

(۲) شریف

دوم - جوانے است خوشخو پاکیزہ رو جدید الاسلام مرزا محمد شریف نام کہ خیال مرثیہ خوانی
در سر دارد و [گاہ] گاہ فکر ریختہ ہم بر روے کار [آرد] این [دو بیت او راست] ؎

یہ شہر دل تو نہ تھا قابل ستم ہیہات — خراب ہو گئی ہنسا دایسی [بسی کی]
[شریف رونے پہ آجائے گر] یہ دیدۂ تر — تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برسنی کی

شعور

تخلص میاں شعور احمد والد ماجد میاں رؤف احمد رأفت است [وے] نیز در قصبۂ رامپور
با حسن شعور بطور خلف الصدق خود اوقات گزاری [می نماید] احیاناً شعر ریختہ موزوں می فرماید
این مطلع او راست ؎

عشق نے کیا [کیا دیئے آزار او ٹھتے] بیٹھتے — دم ہوا اپنا ہمیں [دشوار] او ٹھتے [بیٹھتے]

شعاع

بنا بر [مناسبت] تخلص آفتاب عالمتاب شاہنشہی کہ آفتاب است تخلص دوحہ حدیقہ
جاہ و جلال نخلبند بوستان شوکت و [اقبال گل سر سبد] گلستان شہنشہی ثمرہ وافی بہرہ نخلستان
ظل اللہی قصص [خاتم گورگانی] نگین و سہیم صاحب [قرانی] مربع نشین چار بالش [عز و جاہ] شاہزادہ

ولی عہد محمد اکبر شاہ است ادام اللہ جلالہ و افاض علی العالمین نوالہ آں والاجاہ [محبوب ترین] اولاد امجاد [حضرت شاہ عالم] شاہ و بحلیہ علم و حیا آراستہ و بزیور مہر و [وفا پیراستہ] کوہ تمکین [و وقار] البحر استقامت و قرار خوش عقیدہ نیک دین پاکترہ مذہب صاحب [یقین] واقع شدہ[1] در ایام حیات صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ جہان و [جہانیاں] سراپا مہر و رافت مہین پور خلافت و [لی عہد شاہ] جم جاہ مرزا جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ بمنصب وزارت عظمیٰ سلطنت کبر[ی] ممتاز و سرفراز بودند و بعد ستقار شدن آں والاتبار برگزیدہ رحمت [کردگار] مرتبہ تولیت سلطنت [باین عالی] منزلت کہ بزرگترین لآلی [لالا] دریائے شہریاری [و روشن ترین درار] ی با نور و ضیا[یا] ست آسمان سایۂ حضرت باری اند منتقل گشت مختصر کلام طبع قویم آں سلطنت نظام بنابر موزوں بودن گاہ گاہ مائل بشعر و سخن میشدہ و ازاں رو [اشعار] متفرقہ آں سلطنت شعار صفحہ روزگار ذیب رخسار خود دارد [و این احقر دو در ثمین ازاں در بار مہین زینت] سلک آراستہ خود می سازد [لجنابہ دام ظلہ ؎

تجھ زلف کے عہد سے] سے بہ دل کیونکہ بر آوے ناحشر [نہ چھوٹے یہ بلا جس کے سر آوے
واں بار شعاع] ذرہ نمط ہم کو [کہاں ہے دن رات جہاں مجرے کو شمس و قمر آوے]

ورق ۱۷۲

شفیع

تخلص عزیزے است سعادۃ [التیام محمد شفیع نام نیک روش نیکی کردار پاکیزہ منش خوبی] اطوار شعرش [تمکین] و گفتارش دلنشین [است این بیت او گفتہ ؎]

رات کیا ہو گیا [تھا تجھ کو شفیع] جب [کھلی] آنکھ روتے ہی دیکھا

شفیق

تخلص دوست مہربان [المخاطب بمظہر] علیخان [صاحب سخن] بے سخن المعروف بہ

---

[1] شدہ اند د ا

مرزا [بڈھن] است سلمہ اللہ تعالے [وے مردے است] ظریف الطبع [لطیفہ] گو مزاح دوست [خوشخو] بذلہ سنج یار باش و نکتہ رس نیک معاش در سلک خواصان حضور پر نور ابا عن جد انسلاک وارد و بامزاج ہر کس و ناکس می سازد مشق سخن از دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق [نمودہ] واز فاسم ہیچمدان سراپا نقصان و برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ ہم مائدہ ربودہ بہر حال ایں چاردہ بیت باایشاں منسوب است ؎

[چشم پر آب] نہیں جام ہی [کچھ] یار بغیر — دم بدم دیکھ بہا [تا ہے یہ آنسو شیشا]

آگے آنکھوں کے [مری ہو گیا] عالم تاریک — زلف سر کا دے ذرا مکھڑے [سے اے یار] شتاب

سبزۂ خط یہ ہوا تھا نہ نمودار ہنوز — ہم ہیں اس دام میں اوس [دم] سے گرفتار ہنوز

بے روے یار کھٹکے ہے مانند خار گل — گو [کھل رہے ہیں] باغ میں بلبل ہزار گل

آرام [زندگی میں تو معلوم اے شفیق — کرنے نہ پاے] جا کے عدم میں بھی خواب ہم

[شفیق بحر جہاں میں یہ زندگی ابھی — ہے] اکدم میں ہوا جوں حباب پانی [ہیں]

[ہم ننگ و نام اپنا برباد کر رہیں گے] — وحشت جنوں کو یعنی آباد کر رہیں [گے]

[گر ہاتھ میں ہے تیرے سر رشتۂ] محبت — جوں تار [سبحہ دل میں ہر اک کے راہ کیجو]

[اشک] دیکھ اس خور شید رو [کو سوکھے جاتے ہیں یہ — اگے سورج کے کہاں] رہتی ہے شبنم کی گرد

شفیق آئینۂ دل کو صفا کیا خاک ہو سپہر — کہ خاطر اس [غبار فکر دنیا سے مکدر ہے]

گھونگٹ کو تمہارے اب مونہہ پر سے اوٹھا لیجے [آتا] ہے ہی جی [میں سینے سے لگا] لیجے

عشق کے سودے نے آکر بہر یہ [گھبرایا مجھے] ہوگیا دشوار [یارو ایک دم جینا] مجھے

ایک دن چھاتی پہ اوسکے ٹک لگایا میں نے ہاتھ [کیا کہوں ہوکر خفا کہنے لگا کیا کیا] مجھے

چل اچکے بھاگ جا اب [چھیڑ مت] میرے تئیں کچھ بھلا لگتا نہیں تیرا یہ ہٹ [پھیر] مجھے

شکوه

تخلص مرزا محمد رضا است وے از سکنۂ لکھنؤ [واز تلامذہ] مرزا محسن فتیل است شعر فارسی میگوید گاہے ریختہ ہم از طبع صافش تراوش می کند این [سہ شعر از و] است ؎

ورق ۱۷۳

تجکو دلدار میں [سمجھتا ہوں] [کیا غلط یار میں سمجھتا ہوں]

نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو عجب طرح کا الٰہی عذاب [ہے] دل کو

تھوڑی بھی نیک و بد کی کوئی تمیز رکھے کافر ہو پھر جو اوسے دل کو عزیز رکھے

[شکیبا]

تخلص شیخ غلام حسین است سلمہ ربہ وے فقیرزادہ ایست شائستہ مزاج [و بسیار مودب سلیم الطبع و نہایت مہذب] اگرچہ بعمدہ معاشی می برد اما بنا بر [کساد بازاری بعطلی ایام بسر میکند] نسبت تلمذ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد [بیست و دو بیت از زادہ ہاے طبع] روانش این احقر می نگارد [منہ] سلمہ ربہ ؎

[جذب وحشت ہے بایں آبلہ پائی مجنوں یہ بھرے ہم کہ] نہ اک خار بیاباں میں [رہا]

[سوز دل ور دجگر کاوش] غم داغ [الم ہم پہ کیا کیا] یہ ستم دوری جاناں میں [رہا]

ل ہم نے ٹک پھیرا جو ہت ا ا ع کذا

[زلف میں] اولجھے ہے گر کاکل کا سلجھا یا ہے پیچ — دام میں الفت کے ہم نے [یہ پر کھا یا ہے] پیچ
چنگا ہوں میں طبیب یہ امکاں ہی نہیں — تو [بعض دیکھنا ہے یہاں حال] ہی نہیں
نقطہ جب سے تمہارے ہو رہے ہیں — [مخالف] سب ہمارے [ہو رہے ہیں] ہیں
ری چین جبیں سے ہے موج طوفاں — اسی سے [ہم کنارے ہو رہے] ہیں
جھلک دیکھی کہیں اوس نورتن کی — حجاب آلودہ نارے [ہو رہے] میں

یاد اوس ساق بلوریں کی دلائی مجھکو — شمع نے آگ سے سر سے [لگائی] مجھکو
جستجو اوسکی جو کی تجھکو ہے پایا میں نے — کی دل گم شدہ نے راہ بتائی [مجھکو]
خواب میں زلف تمہاری نظر آئی تھی مجھے — سو [قضا] دام میں [اب آ کے لائی مجھکو]
مجھ میں طاقت نہیں اے عشق ستامت [اتر دم] — [دم] بھی [لینے دے] کوئی آن تو [بھائی مجھکو]
تجھ بن اے یار شکیبا کی بری حالت ہے — زندگی اوس کی نہیں دیتی دکھائی مجھکو

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے — نہ تاباں تھی سر پر مہر سے خورشید قیامت ہے
دن نہ تجھ بن جبن جی کو سب نہ دل کو [تاب] ہے — [تا سن مہر قیامت جلوہ مہتاب ہے]

جو نرگس کو دیکھا تو آنکھیں بھر آئیں — کہ [اوسمیں تھی تیری ہی سی اک ادا تھی]
کسی کی طرف [آنکھ] اوٹھا کر نہ دیکھا — کہ [مد نظر ہم کو رسم وفا تھی]

[ہو][1] کیوں نہ کبک آتش غیرت سے جل [کباب] — تو جو خرام ہے نری رفتار گرم ہے]
لیتا ہے جام صبح کو [تسبیح رکھ گرو — پیر فلک قدم سے میخوار گرم ہے]
[وہ خانہ جنگ] شہر میں ہے مایۂ فساد — [ہنگامہ روز] یہاں سر بازار گرم [ہے
اوس چشم سرمہ سا کی] نظر کیوں نہ گرم ہو — اوبری اٹھی ہے ساں پہ تلوار گرم [ہے

[1] ہو کبک کیوں نہ آتش عسرت سے جل کباب ر د

وست طبیب ہاسے [پھپھولوں سے پھل گیا] | کیا قہر نبض عاشق بیمار گرم [ہے]
چھلنی ہوا جگر تو شکیبا پر] اب ملک | سرافگنی پہ سوخ سستمگار گرم ہے

شگفتہ

تخلص سہ [کس می ساسم]

اول مرزا سگفتہ بخت بہادر عرف مرزا حاجی [صاحب خلف الصدق] صاحب علم و عالمیان مرشد زادۂ جہان و جہانیان مرزا جوان بخت جہاں [دار شاہ بہادر] انار اللہ برہانہ کہ ما بدر والا قدر بمالک شرقیہ تشریف شریف ارزانی فرمودہ [بہ محمد آباد] بنارس طرح اقامۃ افگندہ بہ ترفہ و تعیش [ایام] خجستہ[1] فرجام بسر مفرما [بندسران آنجا سعادۃ] خود انگاشتہ حوائج [ضروریہ] سرکار [دولت مدار آں کامگاری] رسانند از طبع وقاد جناب ایشاں گاہ گاہ شعر ریختہ بسیار [پاکیزہ و پرمزہ] میریزد و [بہاسے] خوش عقیدہ و پاک دین و بغایت خلیق و صاحب یقین [شنیدہ] می شوند ایں سشیزدہ بیت از بہا ہاسے [طبع عالی] ایشان است سہ

گھر بہ وہ آرام جاں [سہر] عیادۃ آئیگا | اے شگفتہ درد دل کھو کر مرا [بکھر جائے گا]
وہ چلا مجھ پاس سے تو بولے یوں] مرغان باغ | دل جو اسکا ہے شگفتہ ہاسے اب [مرجھائیگا]

[کبھو تو گھر] سے نکل لے خبر شگفتہ کی | تری گلی میں کراہا کرے ہے ساری رات

[نہ دن کو چین ہے اور ہے نہ شب کو] خواب ہمیں | [فراق نے ترے] کیا کیا کیا خراب ہمیں
[دکھا عبیر کو واں تو نے آتشیں رخسار | کیا اس آتش غیرت نے یہاں] کباب ہمیں
یہ آرزو ہے شگفتہ کہ اوس کی راہ میں چرخ] | بٹھا دے [نقش قدم کی طرح] شتاب ہمیں
جو چھوٹے وعدے سے بھی ہووے تو تسلی بخش | تو کچھ بھی جلنے کا اب مجکو آسرا ہووے
سگفتہ [بخت] ہوں جب اپنے غنچۂ دل کے | جو مہری اوس گل خنداں کو کچھ ہوا ہووے

[1] خجستہ آغاز فرخندہ فرجام و و [2] مارہ و و

ساقی ہے [مے] ہے داغ [ہے ابر بہار] ہے — مزا ہی رشک گل دعظ اب انتظار ہے
ہد ہد پہ حسم [فہر سلیماں] کی قہر ہے — [صاحب] یہ تخت کا ہے تو وہ تاجدار ہے
حاجت ہماری [خاک پہ کچھ شمع] کی نہیں — روشن دلوں کا دل نہ لوح مزار ہے
جاگا ہے رات بھر کہیں تو بزم غیر میں — آنکھوں میں [نیند کا] تری ابھی خمار ہے
مشکل ہے میری اوس کی ہو صحبت برار آہ — میں جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ (۲)

دوم ۔ مرزا سیف علیخاں فرزند [ارجمند] نواب غفراں ماب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر وے جوانے است ذ [کی] الطبع ذہین خوش فکر [خجستہ آئین باہر کس بمدارا] سن می آمد واکثر انواع سخن[۱] بامزہ موزوں [می نمائد] این پنج [بیت] از نتائج طبع آں [والا گہر است] ۵

خرام ناز ترا بس مری نظر میں رہا — تمام عمر ہی سٹھا میں رہ گزر میں رہا
آنکھیں حرا کے سب کو یہاں سے وہ اوٹھ گیا — حرف مروہ آہ زمانے سے اوٹھ گیا
بوسہ لینے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں — گالیاں [دیے] ہیں تو آپ غصب کر [تے ہیں]
[دل و جگر نہیں سسے کے] داغ کے بیچے — [جلیے] پڑے ہیں پتنگے چراغ کے بیچے
[غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی] تاریک ہے — یاس[۲] [رح اوسکا] ہے یعنی صبح [بھی نزدیک ہے]

شگفتہ (۳)

[**سیوم** مردے] منسبہ وراعنی رسنگھ [آہنگر وے شاگرد کھور نجاں آشفتہ وجوان دل برشتہ خوشخو باکیزہ] روا است این سہ شعر[۳] از وے ۵

[ہجر کی آتش نے جب سے] دل میں آ [بستر کیا] — شعلہ ہم بستر کیا] بستر کو خاکستر کیا
ساغر پڑے ہیں ٹوٹے ٹکڑے گلابیاں ہیں — کس کی جس میں ساقی یہ مدہوشیاں ہیں
پروانہ وار حلکر گو [راکھ ہوگئے ہم] — برشمع رو [نہ چوکا] ابھی شرارتوں سے

شمس

تخلص جوانے است سعادۃ النشام [میر] شمس الدین نام [خوش] سخن المعروف بہ مرزا جمن

---

[۱] شعر ۱۰ [۲] پاس ہے رح اوس کا یعنی الخ ۱۱ [۳] اور اسب ۱۱

وے سبرۂ سید رضی خاں و [محلم] وحا نواماں [مخلوق شدہ] ازاں جاکہ طبع موزوں دارد گاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار [می آرد این دو] بیت از وے است ؎

سخ[1] دل بھرا جو بہا وہ [ہے] خونخوار ہے — قل [ربہ] آج کس کے بھر سجی تلوار ہے

س کے رونے کے مری آواز کہاں ہے وہ سوخ — [ہ] وہی کم بخت شاید یہاں بس دیوار ہے

شوکت

ورق ۱۷۷

تخلص مرزا علی [برادر] کوچک [مرزا معل] سقف است اس دو بیت [از وے] ؎

[غمزہ ہے بلا عشوہ ستم] ناز غضب ہے — آ[ہ ہے] کچھ اس حسن کا انداز غضب ہے

[کوئی نہیں کہ یار] کی لادے خبر مجھے — [اے سیل] اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے

شوق

تخلص ہفت کس [می] دانم اما یکے از انہا انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و ازاں شش باقی

سوق (۱)

اول - حسن علیخاں مرحوم است وے از تلامذہ سخن سنج [بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو] و مرد سپاہی پیشہ بہ اندستہ عمدہ معاش خوش قماش بود [دیوانے مردف] حاوی [پیش تر (انواع)] شعر [دارد] ایں ہیچمداں سراپا نقصان مجملہ [آں] نہ شعر کہ براں [دست یافتہ درینجا می نگارد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

دکھا دیدار [اے پیارے کہ میں] فرقت سے مر گذرا — [مری فرداے محشر آج ہے ہیں کل سے در] گذرا

کسی کو یا [رغ دنیا سے نہ دیکھا] ہم نے خوش جاتے — [برنگ شبنم اک عالم یہاں سے چشم] تر گذرا

[آج آملو] تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا] — [جوں] طفل [اشک ہیں تو مہماں ہیں] کوئی پل کا

[1] سخ دل تہا جو بھرتا وہ الخ ۱ ۱ [2] اسمای ۱ ۱

میں اپنی کم زبانی سے عزیزو گرچہ مررہا ہوں — لب زخموں سے نالہ کا ادا [شکر کرتا] ہوں
عبور اس بحر دنیا میں سبکساری سے کرتا ہوں — [حیات آسا] شمار دم سے بیکسی [گزرتا ہوں]

آنکھا خط بھی یہ امرا نیا اک ناز سے — [ہوچکی آخر بہار] اور اب ملک [آغاز] ہے
سنتے ہی نہیں بہت گمراہ کسو کی — ان ساتھ کئے کس طرح [اللہ کسو] کی

رباعی

اس دور میں بد قماش اکثر دیکھے — تھے وہ جو خدام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز حرج میرے ہاں — اوراق جہاں تمام [ابتر دیکھے]

سوق (۲) **دوم** ۔ مولوی قدرت اللہ رامپوری وے ما آنکہ بہرۂ از علوم [رسمیہ] دارد وجود را از جرگہ علما می شمارد مرد خوش فکر عاشق مزاج ظریف الطبع با [ابہام است] مطلعے کہ ازوے [بمن رسیدہ بہ] رشتہ تحریر [کشیدہ] ے

اے خدا یوں بھی کبھو میری خدائی [ہوگی] — کہ مجھے اوسکی [جدائی] سے جدائی [ہوگی]

شوق (۳) **سیوم** ۔ [نہیں جنگ بہادر وے از امرائے] دکن [ومرد] صاحب[۱] سخن است با ہمہ با اہلست و آدمیت پیش می آید و دل ہر کس و ناکس بحسن خلق می ربائد قطعہ کہ در مبارکباد عید ماہ منبر کہ صمام برائے سیف الملک گفتہ و بمن رسیدہ رشتہ تحریر کشیدہ **قطعہ** ے

عید نوروز [کی مبارک ہووے] حضرت کو مدام — نام آور ہووے سیف الملک کا وسا میں بھی
حق تعالے ما حوسنی حم جم رکھے با [سو] ق و ذوق — دولت و عشرت [ظفر دوں تجھے بادہ ا مام]

سنوق (۴) [**چہارم**] ہندو نژادے است محبت النبام روشن لال نام وے [در سرود سرائی] و ستار [نوازی دستے دارد] گاہ گاہ ریختہ ہم ارو سرانجام می یابد ایں دوست اوراست ے

[گردش چشم دکھاتا] نہ گل اندام کہیں — [یعنی] ٹوٹے گی [صراحی کہیں] اور جام [کہیں
عقدۂ دل] نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ — [آخرش کام] بڑا بنجۂ [لقدیر کے ساتھ]

شوق (۵) [**پنجم** محمد بخش] وے جوانے است [سپاہی پیشہ بہ اندیشہ] کہ مدتے در سلک ملازمان [نواب

---

[۱] گو کہ ا و [۲] صاحب سخن ا و

اس الملک المعروف بہ] مرزا مبدّو والمتخلص بہ امیر السلاک داشت [و در] ایام انعقاد مجلس مشاعرہ
در [دولتخانۂ] ایشاں سابر اصلاح برکت اللہ خاں برکت گفتن غزل [طرحی] ہمت [می گماشت
این دو] شعر ازو است ؎

مرجھا تا تصور میں ہم آغوشی [سے وہ] تو   اوس گل [کی اب] اس طور سے نازک بدنی ہے
اے شوق ہمارے ہے وہ تنہے کو نہیں   [منظور کسی] کی تو اوسے دل شکنی ہے

ستوں (۱۷۵)

ششم - عزیزے حافظ کلام رب الانام میاں غلام رسول نام وے مرد سپاہی منش و[۱]
عزیز خوش روش است از باشندگان این شہر دلپذیر و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر این چار بیت
ازو است ؎

ورق ۱۷۶

آپ کو رکھنا تھا جیسے کر کے سو تدبیر کھینچ   لے گئی کوچے میں اوسکے مجکو پھر تقدیر کھینچ
اے مصور دیکھ ہم نے اب تسلی کے لئے   صفحۂ دل پر [رکھی ہے یار] کی تصویر کھینچ
کروں تعریف کس مونہہ سے اب [اے] سرو قد ہر ہر   حلاوت مات میں پاتا ہوں ہر دم قند و مصری سی
بتاؤں سر بسر میں کیا تری اس مانگ کا نقشہ   میاں [شب ہے روشن مہ جس پہ زور ہنی سی]

شور

تخلص مرزا محمود [بیگ عرف ملھو] بیگ [مرحوم است وے] حوالے لوو ہندوستان زا
سپاہی وضع [ہنگامہ زا شوخ طبع] طبعے داشت موزوں و وضعے داشت [تہور مشحوں] بیشتر غزل
[ور] غزل تا چار [تیج] غزل رطب و یابس مںگفت اصلاح سخن از [سعادت] یار خاں رنگین و میر
انشاء اللہ خاں انشا و محمد نصیر الدین [نصیر] میگرفت اما باستادی [احدے] ازیں ہا قائل نبود
بہر حال تیز طبیعت بود افسوس کہ در عین جوانی رخت زندگانی بر بستہ در [معرکہ] از معارک آنجہانی
شد خدا این بیامرزد این پنج [بیت] ازوست ؎

میں نے صورت بھی نہیں رشک پری کی دیکھی   [اوسکے] سایہ کی جھلک دیکھ کے دیوانہ ہوا
شور ہیں جیب کو کر چاک جو نکلا تو کبھو   ہاتھ میرے [سے] سے جدا دامن صحرا نہ ہوا

---

۱ جہد و ۱ و ا ۱۲ از سکنۂ حضرت دہلی است و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر و عزیز خوش روش ایک بی است از باشندگان این شہر دلپذیر ۔ اصل متن میں اس عبارت کو قلم رد کر دیا گیا ہے اور اس کی بجائے وہ عبارت ہے جو متن میں اوپر درج ہے۔

وے قتل کو [ہمارے ارشاد] کر رہے ہیں　　یہاں کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہیں

[جہاں میں] بیٹھا غرور سے جو اوسی نے جور و ستم اوٹھائے

مسافران [سرائے فانی سے چلے] چلو تم قدم اوٹھائے

غضب آنکھیں بلا بالا ستم [مونہہ] کی صفائی ہے　　خدا نے اپنے ہاتوں سے تری صورۃ بنائی [ہے]

[شورش]

تخلص برخوردار ناصر حسین است سلمہ ربہ و مد عمرہ وے نوجوانے است سعادۃ نہاد از خواجہ زادہائے والا [نژاد] حافظ قران شاگرد دوست مہربان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمٰن این ہفت بیت از گفتہائے وے است ؎

[باد صبا چمن میں ہو کر گزار] تیرا　　اوس گلبدن سے کہیو ہے انتظار [تیرا]

[شورش بتاں کے عشق میں] ہم آہ تم سے کیا کہیں

رسوا [ہوئے ہیں جا بجا دیکھیں] خدا کر [تا ہے] کیا

تجھ میں [ناز] و ادا و [دلربائی] قہر ہے　　ساری باتیں [خوب] پر شب کی لڑائی قہر ہے

سر سے لے پاؤں تلک وہ عالم تصویر ہے　　بانکپن اوس میں قیامت میرزائی قہر ہے

ناز و انداز و ادا [سب] خوب ہیں پر جان من　　دل کو لے کرتے ہو تم پھر بیوفائی قہر ہے

ہاتھ ملتا ہی رہے شورش حنا اور تجھ کو آہ　　ہو وے اُس پائے نگارین تک رسائی قہر ہے

اسطرف دیکھا اودر او [دھر دیا] رکھا آن میں　　دل اوڑا لے کا پر بر و تجھکو بھی دھب [قہر ہے]

شہرۃ

تخلص سہ کس می شناسم یکی را از [اں ہا تکملہ] نوشتن قرار دادہ ام و بہ ترقیم یکے ابجا [دل نہادہ] و وے نوجوان سعادۃ نشان امیر بخش خان است سلمہ ربہ و مد عمرہ اعلسن [از خطہ　　درق ۱۷۸

ـــــــــــــــــــ

لہ خوب ر ۱۰

جنت نظیر کشمیر] و مسقط الراس خاک پاک شاہ جہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ بسیار شوخ طبع [اما] بشاشت سعادتمند و چھیلے ظریف مزاج لیکن بغاثت دلپسند است [مشق سخن از دو سہ دار] سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق [میکرد] از [چندے با والد ماجد و فرزند ارجمند ہمشیرہ پدر والا قدر خود میر فرید الدین آفاق سلمہ اللہ الخلاق بنواح ممالک جنوبیہ [نشتا] فتہ آنجا [مشق سخن] از میر موسوم میکند طبیعت جویاے دیدار [فرحت آثار] را او بسیار است او بسحانہ جل شانہ بطریق شائستہ و آئین بائستہ میسر کناد شوق [شعر گوئی] بسیار در سر دارد بشرط سیر مشقی خو [ب] خواہد گفت انشاء اللہ تعالےٰ و از شوخ طبعیہاے وے است کہ باوصف امتناع شدید کہ [از] قبل این عاصی بانواع المعاصی وخان فراق واقع می شد بہ محمد نصیر الدین [نصیر] در عین مجمع شعرا بآئین ہمیں طرف شدہ ملزم ساخت بہر کیف ایں چار بیت از گفتہاے اوست ؂

کھڑے سے کب اوٹھاتے ہیں تیرے نقاب ہم [اے پر] حجاب اتنے نہیں بے حجاب ہم

ہماری نظروں میں تاریک ہو گیا [عالم بوقت] شام جو تم گھر سے سر کھلے نکلے

ہر گل سے کس طرح اوسے پھر بیکلی نہو جسکی کمر لچکتی ہو پھولوں کے ہار سے

حیرت پڑی ٹپکتی ہے سنگ مزار سے [آ] ئینہ کو [جلا] دو ہمارے غبار سے

[شہوۃ]

تخلص لپسر [بد سیر شاہ معصوم] مہوس است وے مردکے بود فحاش و ہزل گو قرمساق نکوہیدہ خو خود [را] از دودمان اشرافت می پنداشت و ہمگی ہمت بر قر[مساقی] و ہرزہ [در] آئی می گماشت خود را بہ میر بکری اشتہار دادہ و از پیشگاہ سلطنت بارز وے تمام مسخرۃ [الدولہ قر] مساق خان بہادر پھکڑ جنگ خطاب گرفتہ درہم پیشگان خویش علم امتیاز برافراشتہ بہر کیف قطع دو بیتی وے بحکم مشتے نمونہ از خروارے تفریحا للطبع می نگارم ؂

ط[1]

---

[1] یہاں سے دو شعر خارج کر دے گئے ہیں۔

شیدا

شیدا (۱)

تخلص دو کس میدانم

اول - خوا] جہ ہیگاے مرحوم اصلش کشمیر جنت نظیر [است] و مولدش خاک پاک [شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد] شاگرد رشید شاہ محمدی شیدا و جوان خوش گفتار بود اوقات خود بعلاقہ بندی بسر می برد و ازاں کہ پیوستہ با [جوانان] مغل زا صحبت داشت و منعش بہ بارایان [مغل نداے خاہ] حنگ معلوم می شد اما بسیار مودب و بغائت مہذب بود و از [اکفا] و اقران خود [گو] ے سبقت ربودہ آسودہ زندگی می کرد حیف کہ در عین شباب [از محنت آباد] تنگناے دنیا رحت ہستی بر بستہ بہ فسحت آباد الجنان [اقامت ورزید] خدایش رحمت کناد این نہ بیت از رادہاے طبع آں مرحوم است ؎

ماصحوبت کو میرے تم واللہ | دنگ رہ جاؤ بس اگر دیکھو
اپنے [شیدا کی] حالت جانکاہ | کیا ہو گر تم بھی آن کر دیکھو

چھوڑتا ہو و یکھیو صید افگن اس نخچیر کو | ورنہ ہم ابرو کماں رکھینگے ہر تیر کو
شعلہ خو [میرے کو] اور آتش کا پرکالا کیا | آگ لگ جاوے مری اس آہ بے تاثیر کو

لے کے دل اے دلربا کیوں قسم کھاتے ہو تم | ہم نظر بازوں کے [آگے] سے کہاں جاتے ہو تم
آگے کیا تم سے توقع ہوگی شیدا [کو میاں] | ایک بوسے پر چھری تلوار ستلاتے ہو تم

شیدا سنبھل [کے جانا کوچے] میں آج اوسکے | پتھر لئے [کھڑے ہیں] بالوں کے بیچ لڑکے

و۔ص ۴۸

تیری ابرو کے ہو سکے سمکھ | کب یہ [طا] قت ہلال رکھتا ہے
تجھے شیدا طلب کرے بوسہ | جھوٹ ہے کیا [محال رکھتا ہے]

سدا(۲)

دوم ۔ سدزادہ متخلص بخلق جلی المسمیٰ بہ میر فتح علی وے جوانے است سعادۃ آما از تلامذۂ سرآمد شعرائے [فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا مولدش قصبۂ مؤو [مسکنش بالفعل] بلدۂ لکھنؤ [شہر] سرکار دولت مدار نواب معلی القاب وربر [الممالک آصف الدولہ بہادر درجرگہ] سپاہیان خاص ومصاحبان ذوی الاختصاص بمواحب مبلغ پنج صد روپیہ عز امتیاز داست گویند کہ [بسیار متواضع و] خوشخو و بہایت خلیق و خوشگو واقع شدہ [شعرش] بغایت پختہ و باکیفت است دیوانش تا الیوم سہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ با فدوی پنجابی در اعانت استاد خود طرف شدہ غزلہائے خوب در جواب آں مرد پنجاب گفتہ بہر کیف ایں ہشت بیت از وے است ؎

کیا دل پہ اپنے سختی ایام کی کہوں [میں] سمجھا تھا جس کو شیشہ وہ سنگ ہو کے نکلا

راہ طلب میں ماندا چل دو قدم ہوا یہ گویا کہ ہیں ہزاروں فرسنگ ہو کے نکلا

[رکھ] دل کو مرے لے مرے صیاد قفس ہیں ٹھہرے ہے کوئی مرغ ہوا گیر سردست

ہیں تو ملوں گا ناصحا مانیں یہ تینوں جان کے گو کہ [عدو] ہیں خوب دو دل کے جگر کے جان کے

منہ سے الٹتے ہی نقاب حلقہ بگوش ہو گئے خال کے خط کے زلف کے بالے کے در کے کان کے

بندے ہوئے ہیں شش [جہت] ہم دل و جاں سے مطربا تال کے سر کے ساز کے لے کے صدا کے تان کے

ق

خلق ہمام جانے ہے ہم بھی سخنوروں میں ہیں رتبے کے دہن کے نام کے جاہ کے ذہن کے شان کے

اس [پہ] ہمیں یہ سمجھے آپ کہ نہ سکیں [گے] یہ غزل [آ] فریں ایسے وہم پہ [صدقے ہیں اس گمان کے

ایں غزل در کلیات سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا دیدہ اغلب کہ بعضے بغلطی نسبت نمودہ باشند یا بود کہ از مرزائے مغفور است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

شیفتہ

تخلص جوانے است پنجابی الا [صل] دہلوی المولد حافظ کلام رب الانام [عبد] الصمد نام

۱۲۹۷

بدرسنس طالب علم بود وے بہ سپاہگری روزگار بسر میبرد شاگرد [بھورے خان] آشفتہ است ایں مطلع

اوست ؎

بے سبب کاکل مشکیں کو نہ شانہ کیا تھا [مونہہ] چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا

حرف الصاد المہملہ

درطے ایں حرف ذکر دوازدہ شاعر کہ تخلص پنج کس صادق و دو عزیز صبا است اندراج یافتہ و مجموع اشعار سہ و ہفتاد [شعر است]

صانع

تخلص بنّی میاں مرحوم است وے از سادات مالگرام و [واسطی الاصل] بود بیشتر شعر فارسی میگفت دیوان فارسی مرتب داردو سرآمد شعرائے فصاحت آثار مرزا محمد رفیع سودا [در] ایامے کہ [شوق] فارسی گوئی بہم رسانیدہ بود از زبان اصلاح سخن میگرفت گاہ گاہ بنابر تفنن طبع ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں دو شعر از ریختہ [ہائے فکر اوست] ؎

کیا وے کر سگ لیلی کو رخصت استخواں اپنا نہ چھوڑا ہائے کچھ مجنوں نے صحرا میں نشاں ایسا

صنم کی اوس محبت پر دبا تھا دین و دل صانع نہ تھا معلوم ہو جاوے گا یوں نامہرباں اپنا

صادق

تخلص پنج کس میدانم]

صادق (۱)

اول۔ عزیزے از دودمان حری الاحترام میر جعفر خاں نام [وے ارادارا] لخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در آخر ہا رحل اقامت بدارالسرور کشید و از ہماں نواح سفر آخرہ گرید غدلش رحمت کناد ایں دو شعر از رادہائے طبعش در اینجا ثبت افتاد ؎

دل ہے نہ یا [کیا] سب ہے کوئی عاشقی یا عذاب ہے کوئی

شرم سے نام وہ نہیں لیتا رہ ہمارا خطاب ہے کوئی

(۱) **دوم** ۔ میر صادق علی پسر میکو میر فوجدار خاں فیلبان فیل خاصہ حضور پرنور وے بہ فیل بانی فیل سواری مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عز امتیاز دارد و شعر خود با صلاح سناعر فصاحت اما میر انشا اللہ خان می رساند این ہیچ بیت از گفتہا[ے] اوست ؎

صادق اب اور[سروکار نہیں] اون سے مگر ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس

نہ آفتاب سے ہر ذرہ بہ چمکتا ہے وہ ایک نور ہے جو سب میں آ جھمکتا ہے

جلد آ جلد دم باز پسیں ہیں میرے نظر آتا ہے چراغ سحری [کا نقشہ]

ہو نام خدا [تجھ] سی کیونکر نہ خود آرائی انداز[ز] سخن یہ [کچھ] چہرے کی وہ زیبائی

تھی ایک تو کرتی ہی لا ہے کی [غصے سی کو] [ہے] آفت جان کا فرانگیا کی بہ سگھڑائی

(۲) **سیوم** ۔ صادق علی شاہ عرف حیدری وے پنجابی الاصل است بالفعل در فرخ آباد فقیرانہ ایام بسر می برد مرد [خوش] اعتقاد درویش نہاد[واقع شدہ] گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ [میکند و شعر قلندر] رانہ میگوید این دو بیت از وے است ؎

غرض کے آشنا ہیں سب زن و مرد نہ ہو تو جفت اون سے آپ رہ فرد

کسو سے نفع ملنے[۱] ہیں نہ پایا بہوت دل ہو گیا ہے اب مرا سرد

ورق ۱۸۰ (۳) **چہارم** ۔ میر صادق علیخان سلمہ الرحمٰن وے جوانے است از دودمان شرافت کہ بعظیم [آباد] تولد یافتہ نیاکانش دراں دیار بعمدگی ایام بسر می بردند خودش بحسن خلق و خُلق آراستہ و بخوبی صورت و سیرۃ پیراستہ خوش طبع شیریں گفتار کشادہ رو پسندیدہ اطوار واقع شدہ بر تحریک طبیعت کم کم شعر میگوید و گاہے بمیدان فکر غزل طرحی رخش ہمت می پوید بدوائی خانہ حضور پرنور علاقہ دارد این ہیچمدان سراپا نقصان بیت و یک شعر از اشعارے کہ بوے منسوب است [می نگارد ولہ سلمہ ربہ] ؎

تصور جب [کیا ہیں نے] سو کا گلابی کی طرح سے خون (رکھو) کا

گریباں چاک پھر ہووے گا ناصح بھلا کیا فائدہ ایسے رفو کا

عبث چھوڑا کل اوس پیماں شکن کو میاں [سچ کہتے] ہو تم میں ہی چوکا

آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

---

[۱] ل میں ہے ' ا د

اس جسم نے تو نور کو جاں کے مٹا دیا ۔۔۔ فانوس نے چراغ (ہمارا بجھا دیا)[1]
اس باغ روزگار میں جز داغ لالہ [سا] ل ۔۔۔ اے چرخ کینہ توز ہمیں [تو نے] کیا دیا
پیری میں بھی مٹا نہ مرے دل سے داغ عشق ۔۔۔ اس گھر میں صبح کو بھی نہ ہرگز بجھا دیا

مرے رونے سے رونا ابر کا افزوں نہ ہووےگا ۔۔۔ کہ جاری آب ہوگا اوس سے ہرگز خوں نہ ہووےگا
[ہمیں] زیر زمیں بھی چین اے گردوں نہ ہووےگا ۔۔۔ دل بیتاب گر ہم سے جدا مدفوں نہ ہووے گا

قطعہ

جو [میں] کہتا ہوں اے ظالم کبھو تو ایک بوسہ دے ۔۔۔ خراب اسمیں ترا کچھ [یہ] لب میگوں نہ ہووےگا
تو کہتا ہے زبردستی کا تو پیشہ[2] نرالا ہے ۔۔۔ وہ لے میں جو خوشی سے تجکو بوسہ دوں نہ ہووےگا

شورش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی ۔۔۔ دہر سر کھولے ہوے مارے جلن کے نکلا

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن میں آب ۔۔۔ دیکھے تو خضر کے بھی بھر آوے دہن میں آب
آتش کسی کے دل کی بجھا ہو سکے اگر ۔۔۔ دیتا ہے کیا تو ابر صدف کے دہن میں آب
خسرو کو کیوں ڈبا نہ دیا جوے شیر [نے] ۔۔۔ تیشے کی بہچی جب کہ سر کوہکن میں آب
گریاں ہوے ہیں دفن ہم اے تشنگان حشر ۔۔۔ جا ہو تو ڈھونڈھ لیجو ہمارے کفن میں آب[3]

داغ دل چمکے ہے یوں صادق کے سینے میں پڑا ۔۔۔ جیسے جلتا ہو کسی گور غریباں کا چراغ
کیا ہوا اس فصل گل میں گر مرے [پر وا] نہیں ۔۔۔ دل پڑا اوڑتا ہے کچھ پرواز کی پروا نہیں
کیا دخل ہم وفا سے [پھریں اور جفا سے یار] ۔۔۔ سو مرتبہ زمانے میں گر انقلاب ہو
بن روے بار عیش ہو منظور گر ہمیں ۔۔۔ جام شراب بزم میں چشم پر آب ہو
سدا ملک عدم کو قافلہ [یاروں کا جاتا ہے] ۔۔۔ کسی دن اوٹھ چلو صادق اگر عزم سفر ہووے

---

[1] اصل میں کٹا ہوا ہے، اور نسخہ ا ا میں یہ شعر ہی درج نہیں ہے۔ [2] پنڈا تو، ا ا [3] ا ا میں یہ شعر درج نہیں۔

صادق (۵)

پنجم ۔ سلطان زادہ سلطنت [ارتسام] مرزا محمد نام کہ نسبت خویشی بجناب خلافت مآب حضرت خدیو [جہاں بادشاہ] زمین وزمان شاہ عالم پناہ دام ملکہ دارد و جوان حوش کردار ستوہ [وہ اطوار] نیک دہن پاکیزہ یقین سعادتمند ارجمند گونہ از علم و عمل بہرہ اندوز و پارۂ از فضل وہنر سعادۃ افروز واقع شدہ اند تا شرح [ہدایۃ] حکمت (میبذی) تحصیل نمودہ و بعضے رسائل عربی از بر فرمودہ اند شعر خوب می [فہمند] گاہ گاہ بمیدان ریختہ گوئی فرس طبع [را] جولاں میدہند این چند بیت از طبع [زاد] البنان است ؎

ورق ۱۸۱

کیوں فلک کہہ سرکشی کس من نے کی تھی تجھسے آہ | عرش سے پٹکا جو تونے خاک پر میرے [تئیں]
کسطرح ملیئے بہم فرصت ہے کب میرے تئیں | دوست دشمن دیکھے ہیں سکے سب ٹھہرے تئیں
نہ رہے ہی سرکی قسم میں اپنے سرکو کاٹ دوں | گر کو[ئی دوے] ترے سرکی قسم میرے تئیں
تو نہ آیا راہ تیری دیکھتے ہی دیکھتے | پیش آئی جان من راہ عدم میرے تئیں
ہے دعا صادق کی یہ بار و براے اہلبیت | جز غم شبیر کچھ دیجو نہ غم میرے تئیں

صاحب

تخلص پسر شمرو فرنگی است کہ از حضور والاخطاب مستطاب مظہر الدولہ مختار الملک ظفریاب [خان] بہادر نصرۃ جنگ سرافراز بود و نظم و نسق سردھنہ وغیرہ چند پرگنہ آنروے دریاے جمن و بادشاہ پور بوے تعلق داشت اما چوں عیش دوست [افتادہ بود] حل و عقد پرگنات بزوجہ مدرش کہ عورتے است بس ہوشیار و بسیار ریختہ کار تا الیوم والسنہ است چندے طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ بود [ورموسیقی و] مصوری دستے داشت نستعلیق ہم [می نگاشت] و شعر نیز میگفت گویند بسیار [صاحب سلیقہ] بود اما خیلے ستمگار مردم آزار از چندے بدار القرار قرار گرفتہ بہرکیفیت ایں سہ شعر از وے است ؎

ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس | ما اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

لہ ا ا ا میں یہاں خالی جگہ چھوڑ دی ہے اور اصل میں 'میبودی' مرقوم ہے ۔

شمع کے چہرے سے یوں پہچاں رہے ہے موج دود — جس طرح [مونہہ پر] لٹوں کو کوئی جوگن چھوڑ دے
ہے امام پاک کی [تجھکو قسم] مت چھیڑ جان — [ٹوٹ] ہی جاویگا ڈورا دیکھ سمرن چھوڑ دے

صاحبقراں

تخلص شخصے است فحاش ہزل گو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ دیوانے مملو از اسمائے فحش و اسام[1] ہزل دارد موزون الطبع واقع شدہ در ردیف و قافیہ غلطی نمی کند اما غیر از ہزل و فحش بر زبانش نمی رود ازیں باب ہمیشہ کاغذ سیاہ می کند ایں پنج بیت از وے است ؎

صبا

تخلص سہ کس ایں کس می شناسد تحریر یکے از ابیاتہ تکملہ النسب می بندارد[2] دو کس را در اینجا می نگارد[3]

اول ۔ [مرزا راجہ شنکر ناتھ] مہین پور مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ وے جوانے بود حوس خلق عمدہ معاش [پاکیزہ وضع ماناش] جدے طرح مراحتہ بخانہ خود [می انداخت و اشعار] خود از فیض نظر [سخن سنج بے نظیر محمد نقی] میر درست میساخت ایں سہ بیت از وے است ؎

صبا (۱)

نظر آتا نہیں [کوئی جہاں میں] مہرباں اپنا
کہوں میں کس سے جا کر ہائے یہ راز نہاں اپنا

یہاں تک آئے نہیں جو دیکھ کے تم کالی رات — اس بہانے سے غرض آپ نے یوں ٹالی رات
ہوں میں صدقے ترے بہانے کے — زور ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے

---

[1] یہاں سے پانچ ست ترک کر دیے گئے ہیں ۔ [2] بیدانست ا ا [3] نگاشت د ا

حسار(۲) [دوم - لالہ کان] جیو ل کائت خیال شاعر[ی دیر] کاخ دماغش خیلے می پیچید وشعر خود باصلا[ح میاں غلام] ہمدانی [مصحفی میرساند] از چندے بدیار سرفیہ آنجہانی شدہ این ہفت بیت او گفتہ ۔

اس خاکدان سے [جھاڑکے] دامن کو جوں صبا   ایسا گیا کہ پھر نہ سراغ صبا ملا

ورق ۱۸۲ تغیر[رنگ] میں تاب وتواں نے یہ ہی چھوڑی   رعیت جس طرح پھر جائے ہے معزول عامل سے

بھٹکا پھرے ہے مجنوں لیلی کے [قافلے] میں
یہ پوچھتا کہ یارو محمل کدھر گیا ہے

کیا تو نے کچھ صبا سے لے تند خو کہا تھا   روتا ہوا ادھر سے با چشم تر گیا ہے
نہ آیا وہ مسیحا دم دم آخر بھی بالیں پہ   موا تو میں ولے ارماں یہ دل میں رہا میرے
عاشق مضطر کا سوز دل نہاں کیونکر رہے   شمع کے شعلے کی لے یارو زباں کیونکر رہے
ہاتوں میں تیرے پیارے یہ طائر حنا ہے   یا مرغ دل ہے میرا بسمل اسے کیا ہے

صفدر

تخلص میر صفدر علی است وے سیدے است از سکنۂ نواح جیپور بعلاقۂ امر سامی بعضے امور سرکار دولتمدار نواب اسد الدولہ محابت علی خاں بہادر ہزبر جنگ متعلق است گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید این دو بیت از وے است ۔

دل کو تو مرے [چھیڑ] لو اے جان سمجھکر   اخگر کو نہ چھو لعل بدخشان سمجھ کر
اے ساکن اقلیم عدم دم نہ ہے قرباں   کیا لاؤں ضیافت تری مہمان سمجھ کر

۱؎ ح و ا، ا   ۲؎ محابت و د

صفدری

تخلص دو کس میدانم یکے ازاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ می نگارم [و دیگرے میر] صادق علی است برادر خورد میر نظام الدین ممنون وے نوجوانے است تازہ مشق کہ شعر خود از نظر برادر بزرگ خود میگذراند و بسیار سعادۃ ستحار نیکو کردار است ابں ہفت شعراز وے است سہ

قتل سے منکر جو تو ہوتا ہے میرے راست ہے — کس کے خوں کا رنگ دامن [بر یہ قاتل] رہ گیا
صفدری دو چار آہیں بھر کہ یہ بھی ہو چکے — سر یہ اپنے ایک یہ چرخ سب یہ دل رہ گیا

آنکھ اپنی یہ کس کے دروندان یہ پڑی ہے — جو تار ہے آنسو کا سو موتی کی لڑی ہے
چیچک کا ستمگر سر ابرو ہے ترے داغ — یا قبضۂ شمشیر یہ چھنتی یہ جڑی ہے
حب رخ سے اوٹھا اوسکے دوپٹہ میں کہوں ہوں — جاگو کہ رہی صبح میں بھی کوئی گھڑی ہے[1]
لے موںہہ یہ وہ بیت زلف سیہ فام کہے ہے — مت چھیڑ جگا مت کہ ابھی رات بڑی ہے
مژگاں کے تصور میں غضب رات کھٹک تھی — اے صفدری اس دلمیں عجب پھانس گڑی ہے

حرف الضاد المعجمہ

در سطے ایں حرف [ض] کہ پنج شاعر کہ دو کس ازاں ضمیر تخلص میکند و دو عزیز ضیا اندراج یافتہ و مجموع اشعار [ہیژدہ[2]] شعر است

ضبط

تخلص عزیزے است از دودمان طہارۃ پناہ مسمی بہ میر حسن شاہ وے از خوش فکران

---

[1] جاگو کہ صبح میں بھی رہی کوئی الخ   [2] نسخۂ اصل میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ✣

بلدۂ لکھنؤ و صاحب طرزان آنجا [و] مرد صاف طبیعت و باحیاست این مطلع از واست ؎

نقد دل [وحشت] میں کھو کر اک جنوں پیدا کیا ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا

ضمیر

تخلص دو کس میدانم

ضمیر (۱) **اول** ۔ مردے نیک نہاد از سکنۂ مستقر الخلافہ اکبرآباد شیریں کلام شیخ مداری نام خوش تقریر شاگرد محمد ولی نظیر وے اگرچہ بیشتر مشق سخن از شاعر موسوم [نمودہ] اما از [شا]ہ محمدی بیدار علیہ الرحمہ اللہ الغفار ہم استفادہ فرمودہ بہر کیف [این دو شعر] طبعزاد اوست ؎

[چشم] مدور جدھر آپ گذر کیجے گا ایک عالم کے [تئیں] زیر و زبر کیجے [گا]

وہ [ابھی تو] نوگل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے نہ کچھ اپنے سے ہی اسے خبر [نہ خلا سے کچھ سروکار] ہے

ضمیر (۲) **دوم** ۔ لالہ گنگا داس وے کائت زادہ ایست باادب مہذب کہ در [قرعہ اندازی] دستے دارد و بہرہ و زبان ہمت بہ شعر گوئی می گمارد شعر فارسی بسمع مرزا محمد عشق سلمہ اللہ تعالے میرساند و در ریختہ نسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین [نصیر دارد] این پنج بیت از ریختہ ہائے [طبع اوست] ؎

سینہ اوس ناوک مژگاں سے مشبک [ہے ضمیر] [شو]ق سے ہاتھ لگا خانہ [زنبور] نہیں

رو کش ابر بہاری کیا یہ چشم [زار ہے] خندہ زن گل پر بھی زخم سینہ افگار ہے

اس بہار داغ دل سے ہے فراغ سیر باغ سبزہ گل بے رشک گل آنکھوں میں اپنی خار ہے

میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال چشم خواب آلودہ اوس کی فتنۂ بیدار ہے

سبزہ ماندہ کے نکلا ہے آفتابی آج ضمیر اوس کے حضور آفتاب کانپے ہے

ضیا

تخلص دو کس [می شناسم]

ضیا (۱) **اول** ۔ در [دربارے سلطنت را درخشندہ دہر مر] زا ضیا بخت بہا [در] خلف الصد[ق]

مرسند زاد [ہ میمنت لزوم مرزا] فرخندہ سحب مرحوم [ازآنجا کہ جناب ایشاں از بدو شعور سبصہ شعر گوئی و فریفتۂ شاعری است کلام صحت نظام شاں بہ پختگی [و خوبی گرائیدہ گوئند کہ زبن ہائے سنگلاخ را نقش طبعیت ایشاں بسہولت طے می کند بہر کیف ایں سہ بیت از زادہائے طبع وقاد ایشان ا] ست ؎

نہ سب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے — مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے

مناع صبر گیا کون لوٹ کے کہ یہاں — اب اصطرار سا کچھ اضطرار رہتا ہے

چھڑا کے کون گیا ہاتھ [سے ضیا دامن] — سندھا ہوا سک کا تا حب تار [رہتا ہے]

ضیا(۲) [دوم - گو] ہر درباے حب رب العالمین [مسمی بہ مرضیاء الدین مولدش خاک پاک شاہ جہاں [آباد صا] نہا اللہ عن الشر و الفساد است اگرچہ از یک چند بدیار شرقیہ رخت سفر بستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ از ہمانجا مرحلہ پیماے ملک بقا گشتہ خدااش رحمت کناد ملخص کلام

ورق ۱۸۳

وشئے شاعر خوش گو شیریں گفتار صاحب اشعار آبدار ستودہ اطوار پسندیدہ کردار بود بہ بشنرے از سخن سنجان آں دیار نسبت تلمذ بوے دارند و استاد زمانہ خود می نگارند ایں ہفت بیت از نتائج طبع نقاد اوست ؎

بلادے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جانے ہیں — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق میں پانی چواتے ہیں

باد بھی کھائی نہ تھی دل نے کہ مرجھانے لگا — آہ یہ غنچہ [تو] کچھ کھلتے ہی کملانے لگا

مصرع اولا بھی علی ذوی الالباب [اگر] مصرع ثانی بایں طور می گفت کہ [ع]

پہلے ہی کھلنے سے یہ غنچہ تو کملانے لگا — خوب می شد

صاف تھا جتنک جواب صاف تھا قاصد کے تئیں — ابتو خط آنے لگا ستائد کہ خط آنے لگا

کل کی رسوائی تجھے کیا بس نہ تھی اے ننگ خلق — اوسکے کوچے میں ضیا پھر آج تو جانے لگا

چشم گریاں سینہ بریاں دل کو جلتا لے چلے — شمع رو مجلس سے تیری [ہم بھی کیا کیا] لے چلے

تیرے کوچے سے ضیا ہے کو یہ فلک یوں لے چلا — نیم بسمل کو کوئی جیسے تڑپتا لے چلے

ضیا مضطر ہے دل اپنا وہاں کیا دیکھ آیا ہے — جو ہر اک بات کہنے پر یہ قاصد روے دیتا ہے

ۓ کلام کہ شاعر خوش ر ر ۂ وقاد ا ا

حرف الطاء المهمله

درین حرف ذکر پنج شاعر که سه ازان طالب تخلص می کنند اندراج یافته و مجموع اشعار چهل و پنج شعر است و منجمله آن یک رباعی مستزاد واقع شده

طالب

تخلص سه کس میدانم

طالب (۱)

اول ۔ میر طالب علی فرزند ارجمند سید الشعرا میر غالب علی خاں سلمہما الرحمٰن وے جوانے است بسیار مہذب بغایت مودب خوش اختلاط نیک ارتباط با حلم بہرچہا صاحب فہم بے ریا گاہے فکر ریختہ می کند و اصلاح سخن از والد ماجد خود می گیرد این سہ بیت از گفتہ ہاے وے است ؎

مضطر سو کب میں اوٹھ شب لے[1] ماہرو نہ آیا | گھر سے ترے گلی میں تا بام تو نہ آیا
جز اشک مردم اوسکی آنکھوں کے سامنے سے | میری نظر میں کوئی بے آبرو نہ آیا
طالب رہا میں اوس کے دیدار کا یہ طالب | مطلوب تھا جو میرا آئینہ رو نہ آیا

دوم ۔ عاشور بیگ خان سلمہ الرحمٰن خلف الصدق [دولت بیگ خان] مرحوم کہ در ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خاں بہادر بہ سرکردگی چند صد سوار جرار روزگار بسر می برد اصلش از توران و مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان است مرد کشادہ پیشانی خوش زندگانی [نمک طبع سنبر] گفتار صاحب وضع ستودہ کردار واقع شدہ اشعار خود بیشتر بسمع محب سراپا وفاق حکیم [ثناء اللہ] خان فراق رسانیدہ و برخے از نظر سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ہم گذرانیدہ بہر کیف این چار بیت از ریختہ ہاے طبع اوست ؎

مق ۱۴۴

رہا تجکو وہاں نت کام اپنا | ہوا یاں کام اے خود کام اپنا
کہاں ملنا ہے طالب ہم سے وہ شوخ | یوہیں بدنام ہے اب نام اپنا

---

[1] اور ا۔

رقص بسمل ہے طپیدنہاے دل — تو بھی آ دیکھ تماشاے دل
ایک دم چین نہیں دیتا ہے — کاش سینے سے نکل جاے دل

طالب (۳)

سیوم - عزیزے است سخن کلام طالب حسین نام اصلش از خطۂ بے نظیر کشمیر است و مولدش خاک پاک حضرت دہلی پرورش در عہد خوش مہد نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم اعتبارے داشت و خودش بالفعل در بلدہ لکھنؤ بداروغگی خاصہ شاہزادہ سلوک بزوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزامتیار دارد گاہے بنا بر تحریک دوستان ریختہ می گوید این ہیچمدان سراپا نقصان از تحریر دو بیتش راہ استیعاب می پوید اوراست ؎

اشک یوں جم گئے ہیں اپنے بھی مژگاں سے لپٹ — اوس جیسے کہ رہے خار مغیلاں سے لپٹ
دشت میں آہ مرے یار جو طالب نے بھری — ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ

طپش

اگرچہ تحریر این لفظ در طے حرف فوقانی ماہو التحقیق می بایست فرمود اما بنا بر مشہور تسطیرش [درینجا] مناسب نمود بہرحال این لفظ تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان خلف الصدق مرزا یوسف بیگ خاں است وے بخارائی الاصل وجہان آبادی المولد و از اولاد امجاد خدا دوست صاحب اجلال حضرت سید جلال قدس سرہ و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ نیکو شمائل پسندیدہ خصائل بار باش لطیفہ گو بذلہ سنج خوشخو است خط نستعلیق و شکستہ آمیز و صرافی خوب می نویسد و بقدر از عروض وقافیہ ہم آگہی دارد با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مربوط شدہ بود حالا در نواح بنگالہ ایام بسر می برد خدا خوش دارد شاگرد اوستاد صاحب وراثت ہدایت اللہ خاں ہدایت است عفی اللہ عنہ وگاہے شعر خود از نظر فیض اثر معمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمہ ہم گذرانیدہ اگرچہ بیشتر گرد مضامین اساتذہ می گردد اما شعرش کیفیتے دارد بہر کیف این عاصی بانواع المعاصی بیست و پنج شعر از نتائج طبعش درینجا می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

سلہ جیٹھ ؁ ۱۰۱

[سا]قی ہے دور مے ہے شب ماہتاب ہے — لیکن یہی غضب ہے کہ تو مست خواب ہے

نہ شہر بھاوے نہ صحرا بھلا لگے ہے آہ — الٰہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجکو

خاک سے جام کیا جام سے پھر خاک کیا — تو نے کیا کیا نہ کچھ اے گردش افلاک کیا

کس کی طرف سے آج طپش تجکو باس ہے — سچ کہہ کہ ہمارے سر کی قسم کیوں اوداس ہے

کہے ہے بیٹھوں ہوں محفل میں اوسکی جبسے دور — اکل کھرا ہے کہ بیٹھا کرے ہے سب سے دور

کیوں [وصل کی دل] سے جائے امید — آخر دنیا ہے جائے امید

ہاتھ پر لاتا ہوں رکھکر دل کو ارزاں چیز ہے — لے لو وارے سے ملیگی دست گرداں چیز ہے

رقم کرتا ہے فوراً نام رنگیں شاہد گل کا — ٹپکتا ہے جہاں قطرہ چمن میں خون بلبل کا

ورق ۱۸۰

اسی امید پر اپنے ہمیں آرام آتا ہے — کہ رہ رہ کر یہی کہتا ہوں اب پیغام آتا ہے

نہ جانا تھا یہ کچھ سوزش ہے جام عشق پینے میں — اوترتے ہی گلے سے لگ گئی اک آگ سینے میں

سدا وصل کا دن ہی کم ہوتے دیکھا — ولے ہجر کی شب نہ کوتاہ دیکھی

بیٹھے بیٹھے یونہی کچھ جی میں جو آجاتا ہے — خون دو دو پہر آنکھوں سے بہا جاتا ہے

زندگانی کے بھلا اس کون سے آثار ہیں — زندگی جن سے عبارۃ ہے وہی بیزار ہیں

خلش آہ سے دکھ ہے سحر و شام مجھے — پھانس نکلے یہ جگر سے تو ہو آرام مجھے

اوس شعلہ رو سے دل کو یہ لاگ لگ رہی ہے — سینے سے لے جگر تک ایک آگ لگ رہی ہے

خدنگ ناز دل و سینے میں رہا تو ہے — لہو لگا کے شہیدوں میں اب ملا تو ہے

آہ سے فریاد سے نالے سے کچھ ہوتا نہیں — کچھ کرو اپنی طرف سے ونکو [کچھ پروا نہیں]

قطعہ

جب طپش کو نہ ملی بوسے کی اوس لب سے خیر — تب فقیروں کی طرح شعر یہ پڑھتا وہ چلا

بے نوا ہیں کسی پر زور نہیں یا محبوب — دیوے اوس کا بھی بھلا جو نہ دے اوس کا بھی بھلا

دیگر

کہا ہیں دل سے چل تجکو تماشا ایک دکھلاؤں[1] — نہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھمکتی ہے

[1] اک دکھلاؤں

لگا کہنے طپش کیونکر بھلا اب گھر سے میں نکلوں　　اندھیری رات ہے برسات [ہے] بجلی چمکتی ہے

دیگر

ٹکٹکی ہے نہ جھپکوں اوسے ملک　　اسکی بھی گو کہ اس میں ٹوٹ جاوے
آرزو ہے کہ حال آنکھوں سے　　دیکھنے دیکھنے نکل جاوے

رباعی مستزاد

اوکہہ نہ سکھنا تھا مجھے ٹک دل تنگ　　وہ غمزۂ ماہ
یا قتل کا اب کرنے لگا ہے آہنگ　　بجرم و گناہ
گہہ مہر و وفاداری و غمخواری ہے　　گہ سنگدلی
القصہ طپش یار کے ہیں کیا کیا رنگ　　اللہ اللہ

طفل

تخلص مرزا عبد المقتدر فرزند ارجمند مرزا بابر مرحوم عم زادہ خداوند جہان سلطان الزمان شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی است دیوانی و خانسامانی سرکار دولتمدار حضرت صاحب عالم و عالمیان مرشد زادہ زمین و زمان ولی عہد شاہ گردوں جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر بایشاں تعلق دارد بسیار نیک عقیدہ و پاک دین و باحیا و با تمکین و باکثرے از صفات حمیدہ آراستہ و بہ بیشترے از اوصاف پسندیدہ پیراستہ شدہ می شوند خیال شاعری از قدیم الایام در کاخ دماغ آنشان جا گرفتہ دیوانے مشحون اکثر انواع سخن دارند این دو بیت و یک ست از نتائج طبع او شان است

میل خاطر پھر ذرا وہ دل میں کچھ لایا جیسا　　نام کو سنتے ہی میرے ہس کے شرماتا چلا
بیطرح سینے میں دل کچھ سہک سہک کر رہ گیا　　مثل مرغ نیم بسمل یہ پھڑک کر رہ گیا
آزادہ دلوں کو مت ستانا　　یہ بات مری نہ بھول جانا
ہر گھڑی کی یہ کج ادائی کیا　　دم بدم ترک آشنائی کیا

دل جلا کر مرا کباب کیا   واہ وا ہم نے کیا ثواب کیا

ہائے اس عشوہ نے مجھے مارو   در بدر گھر بہ گھر خراب کیا

بتاں کی چاہ یہ ہرگز [نہ ہو] جیو گمراہ   گماں نہ کیجیو ان سے کوئی مروت کا

اوس میں مطلق نہیں وفا اے دل   تو نہ ہو اوسے آشنا اے دل

تری جدائی میں جاں آئی ساری تن سے نکل   امید وصل پہ دم تھم رہا ہے آنکھوں میں

بوسہ دینے سے عار کرتے ہو   دل مرا بیقرار کرتے ہو

جو [بعد] مرگ پیچھے تو کیا حصول ہوگا   دیدار آخری ہے اے قدردان پہنچو

کسو کی کچھ نہیں تقصیر یارو   برا ہو دیدۂ تر کا برا ہو

واہ کیا خوب لگاوٹ سیکھی   زور ہے تو نے بناوٹ سیکھی

رات دن مونس جاں وحشت تنہائی ہے   دل ہے مرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

کون سے مذہب میں ہے عاشق کو حیراں کیجیے   پیار سے زلفیں دکھا اوس کو پریشاں کیجیے

ہم پہ اتنی بھی نہ کیجے مہربانی سجنے   دیکھ لی ہم نے تمہاری قدردانی بخشیے

ہر طرح مجکو یہ ستاتا ہے   دل ہی میرا مجھے جلاتا ہے

کہنے میں یار آتا ہے ٹک راہ دیکھ لے   اے دل ابھی نہ جا اثر آہ دیکھ [لے]

عشق کا کام جی جلانا ہے   عاشقوں کو سدا ستانا ہے

جسقدر ہم نے جفائیں عشق میں تیری سہیں   ایک بھی گر تو سہے تو تجکو جانے مرد ہے

ہجر میں تیرے تڑپتا ہوں اکیلا دشت میں   ایک میں ہوں دل ہے میرا اور آہ سرد ہے

کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا میں طفل دل کا حال   بیطرح کچھ آج تو سینے میں میرے درد ہے

حرف الظاء المعجمہ

در سلکِ ایں حرف ذکرسہ شاعر اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد سہ است

ظاہر

ورق ۱۸۶

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام میر محمدی نام اصلش اگرچہ از حضرت دہلی است اما از یکچند بمستقر الخلافہ اکبر آباد توطن گزیدہ و بہرہ از فنِ شریف طبابت بوے رسیدہ ایں دو شعر از وے کہ بدست افتاد بریان قلم در داد او راست ؎

گلے لگ جاؤ میاں دل کو مرے شاد کرو | خانۂ دل ہے جو ویراں اوسے آباد کرو
یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو | چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظریف

تخلص خدا بردی خاں[1] برادر خورد سعادت یار خاں رنگین است کہ بیشتر میناب تخلص می کرد وے نوجوانے است مہذب نہایت با ادب سپاہی نہاد خوش اعتقاد صاحب طبع نیک خو وضع دار کم گو گاہ گاہ فکر شعر می کند و شعرش باصلاح برادر بزرگش مرسد اس ہفدہ بیت از گفتہ ہائے اوست ؎

اس غم سے مر گئے ہم غمخوار تو نہ آیا | دل جب سے لے گیا تو دلبر کبھو نہ آیا
تیرے دہن سے از بس کھینچی بہت خجالت | غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

قطعہ

کچھ اے پتنگ اپنے تو دل میں منفعل ہو | ہمقدر میرے دل کا سوزش میں تو نہ آیا
تو خاک تب ہوا جب محفل میں شمع آئی | اوس دم جلا یہ جس دم وہ شمع رو نہ آیا
آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا | فائدہ کیا ہے ابھی ہم سے قسم کھانے کا

[1] "محمد اور دیوان" ۔ مجالس رنگین ص ۔ مطبع محمدی ۱۲۶۳ھ

اہ وزاری ہے آج کچھ بدڈھب　　ہفزاری ہے آج کچھ بے ڈھب

جانکنی میں بھی اوسے تونے نہ دیکھا ظالم　　جان نکلی ترسے اوس طالب دیدار کی رات

ہوا وہ اور بھی بیزار میرے شور و افغاں سے　　کری نالے نے اپنے واہ کیا تاثیر یا قسمت

میرے قدم کو ہر اک خار ہر رہ رکھتا ہے　　یہ فخر رکھنی ہے ابھی برہنہ پائی آج

کسی ہی کل سے مجھے آج کل نہیں پڑتی　　کٹے گی کیونکہ خدایا شب جدائی آج

اوٹھا دیا مجھے اوسنے ظریف محفل سے　　ہوا جو رات کو میں اوسے ایک ذرا گستاخ

وہ گلبدن ہے مرا خواب میں چونک اوٹھے　　گذر نہ اوسکی گلی سے تو اے صبا گستاخ

مجسے وہ ہر دم کہے ہے آپ خنجر دیکھ کر　　قتل کیجے تجکو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر

ابھی آہ نے اثر نے کچھ اثر شائد کیا　　وہ بھی مضطر ہوگیا کل مجکو مضطر دیکھ کر

کوئی عاشق کوئی دیوانہ مجھے کہتا ہے　　ہائے ہرگز نہیں ہوتی مری بیماری ٹھیک[1]

ہائے رے چھوڑ گیا غم میں جو تنہا مجکو　　دل بھی عیار رہوا اوس بت عیار سے مل

سیر گل کرنے کہاں جائے بھلا صیاد ہم　　موسم گل میں ہوے زنداں سے کب آزاد ہم

ظفر

تخلص در ثمین دریاے سلطنت و شہریاری کوکب دری آسمان رفعت و بختیاری صورۃ انتظام خلافت و فرمانروائی معنی نظام مملکت و ملک آرائی لایق سراپا لیاقت دیہیم خسروی و ظل الٰہی محق بالاستحقاق تخت ہمایونی و اکبرشاہی وارث سریر گورگانی صاحب مسند صاحبقرانی شاہزادہ والا قدر مرزا ابوالمظفر بہادر خلف الصدق مرشد زادہ ولی عہد والا جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر است ادام اللہ تعالےٰ اقبالہما واستمر اجلالہما ذات ملکی صفات آں گل سرسبد چمنستان حشمت و اقبال اکبر شاہی نہال سرسبز و شاداب بوستان جاہ و جلال قرۃ العین ظل الٰہی بہ تہذیب اخلاق حمیدہ خیلے

[1] ہائے ہوتی نہیں ہرگز مری بیماری ٹھیک ۱

مہذب و بہ تادیب آداب پسندیدہ بغایت مودب بلند فطرۃ عالی ہمت ارجمند فطنت والا ہمت خوش طبع صاحب وضع سر بسر مہربانی و رافت یکسر قدر دانی و عنایت آدم شناس صاحب قیاس ہوشیار ستودہ کردار اعلی منش والا روش واقع شدہ شعرے کہ از طبع در بار جناب ایشاں می تراود لولوئے ناسفتہ لالائے سخنے کہ از فکر صائب حضرت شاں سر بر آرد درے ناسفتہ یکسر صفا و سر بسر بہا ستوف این فن شریف بسیار در سر دارند و اکثرے از اوقات ہمایوں بہ سخن سازی و نکتہ پردازی ہمت می گمارند اگرچہ در ہائے ریختہ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہر یان جوہر شناس می نمائند اما از برخوردار کامگار مہر عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ کہ از نا سررشتہ استادی این دودمان عالی شان دارد اکثر استشارہ می فرمائند [بہر کیف] شعر از نتائج طبع گوہر بار آں مہین اختر فلک خلافت و بہین دری آسمان سلطنت در سلک آراستہ تحریر جود می کشم لجنابہ دام ظلہ ؎

ہاتھ پھیلائے جنوں نے مرے یانتک ہیں ظفر کھو ناتت مرے ہاتھوں سے گریباں نہ رہا

نہ کیوں ہو بوسۂ لب سے ترے میرا دہن ٹھنڈا کہ پانی چشمۂ حیواں کا ہے اے جان من ٹھنڈا
نوا سدم آ کہ ہے وقت سحر اے گلبدن ٹھنڈا زمیں ٹھنڈی ہوا ٹھنڈی مکاں ٹھنڈا چمن ٹھنڈا
برنگ شمع ہس ہس کر وہ شعلہ رو جلاتا ہے شتاب اے دیدۂ پر آب کر میرا بدن ٹھنڈا
ظفر کس شعلہ خو نے تیرے نامے کے کئے پرزے جلا آتا ہے دم بھر یا ہوا جو نامہ بر ٹھنڈا
فسانہ گر کروں اظہار اپنی شام غربت کا گریباں تا بہ داماں چاک ہو صبح قیامت کا

کہے تھی شب یہ گلگیر سے شمع رو رو کر وہاں سر پہ مرا تاج زر بنایا تھا
مجھے [تو بوسہ نہ] دے ناہو تلخ کامی دور اسی لیئے تو تجھے لب شکر بنایا تھا
نثار شب کو ثریا تھی تیرے جھمکو پر فلک نے الکا اوسے جو ستہ چیں بنایا تھا
بہار دیکھی نہ تو نے کہ ہمنے اشکوں سے مژہ کو شاخ گل یاسمیں بنایا تھا
کس روش کس رنگ سے کیا کہتی آئی ہے بسنت اک شگوفہ سا نیا گلشن سے لائی ہے بسنت

لہ کچھ ۔ سہو

مجھے تو بوسۂ عارض دے اپنی چھوڑ کے زلف ۔ کرے ہے صاحب عصیاں کی پردہ داری رات
کرے بھی ناز عبث ناج زر پر اپنے شمع ۔ وہاں سحر ہوئی آخر کو ناحلداری رات
نظر پڑا شفق آلودہ پنجۂ خورشید ۔ انہوں نے ہاتھ سے مہدی جو ہیں اوتاری رات

زرد جوڑا پہن کر کس نے دکھائی ہے بہار ۔ پیرہن میں جو نہیں کھولے سمائی ہے بہار
دیکھ ٹک غور سے آئینۂ دل کو میرے ۔ اس میں آتا ہے نظر عالم تصویر نہ نور

آبلہ نکلا نہیں داغ دل مضطر کے پاس ۔ ہم نے یہ رکھا ہے ساقی شیشہ لا ساغر کے پاس
ابر کی کیفیتیں خالی ہمیں بھاتی نہیں ۔ بادۂ گلگوں سے شیشہ رکھدے ساقی بھر کے پاس
ہیں تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہوں الحذر ۔ جو ہو دیوانہ سو جاوے اوس پری پیکر کے پاس
دیکھے ہے سدا جلوۂ قدرۃ کا تماشا ۔ چوں آئینہ وا کیوں نہو چشم پر طاؤس
روکش ہے خط سبز سے اوسکے دل پر داغ ۔ ہے طوطی خوش رنگ سے جنگ پر طاؤس
کیفیت داغ پر طاؤس نہ پوچھو ۔ جو داغ ہے سو ساغر سنگ پر طاؤس
حالت عشق سے دل کیوں نہو بیتاب ظفر ۔ جانے دیتا نہیں مجکو کوئی دلدار کے پاس
اون کی شکلیں خاک و خوں میں آہ رلیاں دیکھیاں ۔ رنگ محلوں میں جنہوں نے رنگ رلیاں دیکھیاں
لشکر طفلاں کو لیکر ساتھ کس شوکت سے آہ ۔ تیرے ہاتھوں سے جنوں کیا کیا نہ گلیاں دیکھیاں

نہیں شکوہ کچھ اون سے ہے یہ اپنے بھاگ کی خوبی ۔ ہمیں جب دیکھتے ہیں وہ تو گھر میں بھاگ جاتے ہیں
سزا رہ کیا کہوں اونکی کہ میرے خرمن دل میں ۔ سدا برق تبسم سے لگا کر آگ جاتے ہیں

رکھے ہے مجکو یوں زیر فلک تقدیر چکر میں ۔ کہ فانوس خیالی میں ہو جوں تصویر چکر میں
بگولا یہ نہیں صحرائے وحشت خیز میں یارو ۔ رکھے ہے خاک میری عشق دامنگیر چکر میں

ورق ۱۸۸

قاتل سے ہمیں اپنے شہادۃ طلبی ہے — واں آب دم تیغ سے ہاں تشنہ لبی ہے
آرام مجھے دنکو نہ دیتے ہو نہ شب کو — کیا کہیے تمہیں حضرت دل بے ادبی ہے
اس دور میں کیا خاک کوئی عیش کرے آہ — نے جام نہ ساقی نہ شراب عنبی ہے

تیغ کو نکلتے ہیں اوس دم اوسکے جانبازان عشق — جب چڑھاتا کہہ کے ہے اللہ اکبر آستیں
مجھکو یہ ڈر ہے مبادا کوئی دامنگیر ہو — خوں سے آلودہ ہے یہ ہی اے ستمگر آستیں
ابر نیساں کیوں نہ خجلت سے ہو پانی اے ظفر — طرفہ تیرے کلک سے جھاڑے ہے گوہر آستیں

آج تشریف گلستاں میں وہ میکش[۵۱] لایا — کف نرگس پہ دھرا کیوں کہ صبا جام نہ ہو
اے ظفر چرخ پہ خورشید جو یوں کانپے ہے — جلوہ گر آج کہیں اوس [illegible][۵۲] بام نہ ہو

یہ کہدے اے صبا اوسنے یہاں آؤ ہوا کھاؤ — چمن میں صبحدم [illegible] ہوا کھاؤ
نہیں کم آہ سرد اپنی نسیم صبح سے پیارے — چمن میں اس دل پرداغ کے آؤ ہوا کھاؤ
یہ ہے ہنگام گرمی بے حجابانہ ذرا بیٹھو — قبا کے کھولدو بند اب نہ شرماؤ ہوا کھاؤ
جو اوسکے گال کو چھیڑا تو گالی دے کے یوں بولا — چلو دیں اب ظفر مت گالیاں کھاؤ ہوا کھاؤ

فرقت کی رات کاٹی جن نے تڑپ تڑپ کر — یارب وصال اوس کا [روز] وصال میں ہو
اوٹھو [کہیں] ظفر اب بیٹھے عبث ہو در پر — وہ خواب ناز میں ہے تم کس خیال میں ہو

ہر اک موج سرشک اپنی جو طوفاں خیز ہے مردم — ہوا ہے چاک شاید چشم دریا بار کا پردہ
چمن میں شور سے آواز نالہ مت سنا ہرگز — بہت نازک ہے بلبل دیکھ یہ گوش یار کا پردہ
مرا موںہہ سامنے لوگوں کے کہتا ہوں نہ کھلواؤ — ابھی کھل جائیگا جو کچھ کہ ہے سرکار کا پردہ

تو نے گو کوچے میں کرنے گریہ و زاری نہ دی — ہر سر مژگاں سے ہے یاں خون کی جاری ندی

دل پہ کیا زلف بلاخیز سے آفت آئی — یاد قامت بھی مرے سر پہ قیامت لائی
موج [دریا] بھی ہوئی شرم سے پانی پانی — صبحدم زلف مسلسل جو تری لہرائی
ہم نہ کہتے تھے تجھے ہے یہ بلا آتش عشق — تو نے اے دیدۂ تر اور بھی اب بھڑکائی
قاصد اشک چلا دل کا جو سن کر پیغام — کیا ظفر اوسنے ملاقات کی پھر ٹھہرائی

---

۵۱ ، دلنشا ۱۰۱ — ۵۲ ، سے شاد ۱ ، — ۵۳ ، نب ہام ۱ ۱

حرف العین المهمله

درطے این حرف ذکر سی و دو شاعر که من جمله آنها چار کس عاشق تخلص می کنند و دو عاجز و سه عزیز به عزیز متخلص اند و سه عشق و سه بزرگ را عظیم تخلص اختیار افتاده و دو را علی و تخلص دو مرد عباس است اندراج یافته و مجموع اشعار چار صد و چهل و دو[۱] شعر است که بالذات و بالاستقلال مندرج گشته و من جمله آنها هفت رباعی و دو رباعی مستزاد واقع شده و سه بند مخمس هم بالذات مرقوم گردیده و یک شعر میدان سخن سازی را [یکه تاز مرد خوا] جه میر درد و یک [شعر] شاعر شان جلی المتخلص به ولی و دو شعر فارسی سخن ساز واقف امور مخفی و منجلی شاه ناصر علی علیهم الرحمه و الغفران بالعرض و تقریباً به تحریر در آمده

عاصم

تخلص نواب معلی القاب امیر الامرا [صمصام[۲] الدوله خان دوران خان بهادر منصور جنگ شهید جنگ است ایشان از خواجه زاده های مستقر الخلافه اکبرآباد از اولاد امجاد مقبول درگاه کردگار حضرت خواجه علاء الدین عطار اند قدس سره شوکت امارة و شکوه سپه دستان رائی جناب السنان بسایر وصوح واضح و شیوع شایع محتاج بیان و مفتقر تبیان نیست از حسن خلق و عدوست بیان شان چه بر طراز دکه خامه با وصف دوزبانی رقم عجز بر صفحهٔ تحریر کم می نگارد از شجاعت و پر دلی ایشان چه بر نویسد که قلم حقایق رقم باوجود سر بریده شدن سینه شق میکند با آنکه امرای بادشاهی هر یکے در نفاق و کینه توزی گوے سبقت از هم ربوده از میدان نبرد آزمائی پهلو تهی میکردند با معدودے چند که هر یکے از انها صد رستم و هزار افراسیاب در جلو داشت به طهماسپ قلی نادر که با سه صد (کذا) هزار ایرانی غول بیابانی باستماع نفاق و نمک حرامی[۳]، سران هندوستان جنت نشان یورش نموده بود طرف شده کارزارے بر روے کار آورده ع

---

[۱] ۱۰ ، ، [۲] نسخهٔ اصل میں یہاں سے لے کر تا اختتام اشعار عاصمی بقدر چالیس سطر عبارت درج ہیں ہے۔ جو یہاں صرف ، ، سے منقول ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ایک پورا ورق ضایع ہوگیا ہے [۳] نحرامی ، ، ۔

فلک گفت تحسین ملک گفت زہ
و روح بہمن و سام از نظارہ اش جشم خیرہ شد آخر کار با رفقاے صاحب اقتدار خود زخمہاے کاری
برداشتہ گلگونہ شہادت بر رخ مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ خنداں وکشادہ پیشانی بروضہ رضواں
خرامید و ہیچ یکے از منوسلانش از معرکہ دلیری رو بہ گرداند مجروح نیم جان اگر بہ بقیہ آبخورش
باقی ماند لقمہ عمر نرگ للخلفات گزیدہ سروی را دیہ عزلت گشت عفی اللہ عنہ وعن سایر المسلمین
انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام کلام با فضلا و علما مقصد اعلیٰ و مطلوب قصویٰ آں ستیر
سینہ ہیجا و ہژبر مضمار وغا بود بہرچہ مماسر در تعظیم و توقیر ایں گروہ والاشکوہ می کوشید از اوصاف
حمیدہ آں ستودہ صفات است کہ تو کردا ہرگز برطرف (رہ) مسکرد و از دامے گرفتہ ماصد ہزار
ننگہ در سرخ رسوہ نمی گرفت شعر فارسی بسیار با متانت میگفت گاہے بنابر تفنن شعر ریختہ ہم
از طبع نقادش رسیدہ در آخرہا شعرے کہ بیا بر وو سنہاے نفس نفیسش لطر کردارنا ہنجار سپہ
سالاران نفاق پیشہ بد اندیشہ در حین رمزمہ نمودن عندلیب خوش الحان کہ در حضورش برحکس
نشستہ بود بدیہہ بر زبان حقیقت ترجمانش رفتہ و بقاسمہ ہیچمداں سرا با نقصان رسیدہ می نگارد
منہ عفی عنہ ؎
نزدیک ہے خزاں کا ہووے گذر چمن میں ۔۔۔ تو شور کرلے بلبل آوے جو تیرے من میں

عاصمی

تخلص خواجہ برہان الدین خاں جہاں آبادی است عفی اللہ عنہ وے از خواجہ زادہاے
عالی نژاد و مرد نیک نہاد خوش اعتقاد و از شعراے طبقہ ثانیہ بود یک بیت و یک قطعہ
از وے کہ بر زبان خاص و عام جاری است و عامہ نسبت بہ سرآمد شعراے فصاحت آما
مرزا محمد رفیع السودا میکند تبت اقتاد او راست رحمۃ اللہ تعالیٰ ؎
رات کو مں شمع کے مانند رو کر رہ گیا ۔۔۔ صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہ گیا

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا ہزاروں ملبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں بتاتا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا یہاں گل تھا

عارف

ورق ۱۸۹

تخلص [محمد] عارف مرحوم است وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد و از شاگردان شیخ نجم الدین آبرو و مرد سبک خو بار باش با کبرہ معاش بود از رفوگری ایام بسر می برد بر کتب نانگہ بہید نظرے داشت بسیار بارہاے مضامین دوہرہ وغیرہ اقسام اشعار ہندی زبان کشیدہ در دو شالہ ریختہ مید وخت ازاں رو شعرش بنظر اکثرے از مردم کہ نظر بر کتب بھاکھا ندارند تازہ مضمون می نمود بہر کیف ایں ہست شعر از گفتہاے وے است ؎

کب اوترتی سر سے تیرے زلف سی کالی بلا خط نہ دھونے دے اگر اس طرح سے اے دلربا[۵۲]
جن نے پن چکی نہ دیکھی ہو سو دیکھے آن کر پتلیاں پھرتی ہیں میرے دیدۂ گریاں کے بیچ
ہے زندگی و مرگ فقیروں کی برابر [حنگل] کفنی ہے وہی منگل کفنی ہے
قمری ہے جھکائے ہوئے سر سرو کے آگے یا شیو کی پوجا میں کوئی برہمنی ہے
نہ ہووے درد اعضا تجکو بلبل اگر ملتی رہے تو روغن گل
ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف اگر زلف سیہ کا پیچ مونہہ پر اوسکے کھل جاوے
دختر رز سے کہہ کہ آن ملے ورنہ عارف قسم کھاتا ہے
طفل ہولی باز کے ہاتھوں سے بچنا ہے محال مونہہ سے چلتی ہے جو چلتی ہے یہاں مشت گلال

عاشق

تخلص ہیچ کس بمن رسیدہ نہ رشتہ تحریر کسبدن یکے را از انہا بہ تکملہ انسب دیدہ و ازاں چار کس کہ در ینجا مرقوم گردید ؎

[۵۲] کذا ۱ ۱ میں صرف ۱، ۲، اور ۸ واں شعر درج ہے۔

عاشق (۱)

اول - مہدی علی خاں مرحوم است وے مردے بود از خاندان عالی شان نواب غفران
مآب علی مردان خان بغایت نیکذات و بنہایت ستودہ صفات خوش خلق شیریں گفتار کشادہ
رو نیکو کردار متواضع یار باش مہذب پاکیزہ معاش متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ
بہر کس بمواسا پیش می آمد و بہر یک از در مدارامی در آمد ظن غالب ملکہ بیقین واثق کہ از وے غبر کمینہ
بے حیا و سفیہے بے سروپا بد نخواہد بود خیال شعر گوئی خیلے در کاخ دماغش جا داشت سہ دیوان ریختہ
و دو دیوان فارسی از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ و بیرون ازیں حملۂ حیدری و یوسف زلیخا
و لیلی و مجنوں و خسرو شیریں بزبان ریختہ در رشتۂ نظم کشیدہ و عزم بالجزم نظم شاہنامہ پیش نہاد
خاطر عاطر داشت اما [عمر وفا نہ] کرد ملخص کلام نوعے از انواع شعر نیست کہ وے موزوں نہ کردہ
قریب دوازدہ سال بلا ناغہ روز جمعہ بانعقاد مجلس مشاعرہ بخانہ خود پرداخت و ہیچ مانع قوی بل اقوی
موقوف نہ ساخت حتی کہ صبح فاتحہ سیوم فرزند ارجمند خود نمودہ و بعد ظہر مجلس مراختہ منعقد فرمود
قلم حقائق رقم از تحریر خصوصیاتش بسر نمی آید زبان فصاحت بیان در تقریر اوصاف مختصہ وے
بقصور اعتراف می نماید عرصہ چار سال است کہ داغ جدائی بر دل کلفت منزل دوستان جانی گذاشتہ
و تنگدار جاودان بہار فردوس جناں خرامیدہ خدایش رحمت کناد و دہ بیت از زادہائے طبعش در
ایں جا اتفاق تسطیر افتاد منہ عفی عنہ ؎

ورق ۱۹۰

دن تو جوں توں کے کٹا رات پھر آئی سر پر — آفت تازہ جدائی مرے لائی سر پر
یہ برگ گل نہیں ہیں زمیں پر بکھرے ہوئے — بلبل کے لخت دل ہیں زمیں پر پڑے ہوئے
یقیں ہے کب بہار آئیگی ماتم آپ رووینگے — مثال شمع اپنی خاک پر ہم آپ رو دیں گے
کشتۂ عشق کی کچھ سب سے ہے تصویر جدا — سر جدا ہاتھ جدا پائوں کی زنجیر جدا
چمن میں کل جو وہ رعنا جواں دوچار ہوا — کہا جو گل او سے ہیں نے گلے کا ہار ہوا
پوچھ مت کیا تری دوری سے مرا حال ہوا — مختصر قصہ کہ جینا مجھے جنجال ہوا
ابر آتا ہے آفتاب چھپا — ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ میں اپنی نہیں تاثیر سر دست — پر ہے یہ بساط اپنی میں اک تیر سر دست
ہوا ہے رو بہاری جب اہل نظر کے بیچ — چوں مردمک وہ یار ہے چشم تر کے بیچ

کاکل ہے دام زلف بلا تک نشد دو شد　　پھندے میں جب پھنسے تو ولا تک نشد دو شد

شق (۲) **دوم** ۔ بھولا ناتھ پنڈت پدرش گوپی ناتھ پنڈت بدیوانی نواب غفران مآب مجد الدولہ عبد الاحد خاں بہادر سہرام جنگ عز امتیاز داشت و وے از بدو شعور بہ تربیت نواب مبرور بہ پیشکاری رسالجات خاصہ رسالہ خاص مرشد زادہ والاجاہ محمد اکبر شاہ بہادر معزز و محترم ماندہ مرد با حلم و حیا یک رنگ و با وفا است بہر دو زبان سخن می گوید در ہر دو میدان رخش ہمت می پوید این سیزدہ بیت از گفتہہائے اوست ؎

تیرے چہرے کی صفا سے لے مہ بے مہر رات　　خوب محفل میں نمایاں جلوۂ مہتاب تھا

یہ خاک وفا بیبیوں کی برباد نہ کیجو　　بندے کو غلامی سے تم آزاد نہ کیجو

اللہ تو جس دل میں نہ ہو عشق بتاں کا　　اوس دل کو تو نور اپنے سے آباد نہ کیجو

اگر کسی کے کہے سے ملال آیا ہو　　خدا کیواسطے جلدی سے پھر صفائی ہو

آ دیکھ کبھو تو بھی مری جان تماشا　　آنکھوں سے کرے ہیں در غلطان تماشا

جس شخص نے تیرے گل [و] رخسار کو دیکھا　　پھر عمر نہ اوسنے [گل] و گلزار کو دیکھا

اوٹھائیں عشق میں ہر کے مشقتیں کیا کیا　　جفا و جور و ستم اور محنتیں کیا کیا

غیروں کی بغل میں تو مری جاں رہا گرم　　اس رشک سے آنکھوں سے مری اشک بہا گرم

ان بتوں کے عشق سے عاشق تنک اک دم تھام رکھ　　یاد حق سے بھی ذرا اے یار میرے کام رکھ

تمام ہر روز ترا ورد زباں رہتا ہے　　دیدہ ہر شب ترے در پر نگراں رہتا ہے

ہجر میں پیارے ترا عاشق نپٹ غمناک ہے　　غم سے تیرے گریباں تا بدامن چاک ہے

عاشق کو درد ہجر میں رکھتے ہو کس لیئے　　اسبات کا جواب تو اے مہرباں کہو

مت نکالو دل سے میرے ناوک اوس بیدرد کے　　جی نکل جاویگا میرا ہمرہ پیکاں کیساتھ

شق (۳) **سیوم** ۔ مولوی جلال الدین مرحوم وے بزرگے بود صاحب علم و حلم استفادہ کتب متداولہ علوم عقلیہ از جناب افادہ انتساب کہ محقق محل مدقق سر مسند فضلائے مدارس و معارک قاضی مبارک علیہ الرحمہ والغفران فرمودہ و کسب فنون نقلیہ از خدمت بابرکت زبدۂ علمائے عالی جناب مولوی عبدالوہاب مغفور والد ماجد مولوی نور احمد مبرور صاحب مرخوبہ ارکاہ کار میر

ورق ۱۶۱

عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد ودرہ نمودہ گاہے بہ امر تفریح و تفنن شعر ریختہ از طبع وقادش میریخت ایں مطلع از ریختہ ہاے طبع دربار آں والا تبار است ؎

[یہ] کس کے نوک مژگاں سے بڑا ناسور سینے میں — کہ بندھتے ہی نہ پایا زخم پر انگور سینے میں

عاشق (۴) چہارم۔ رام سنگھ کھتری وے جوانے بود خوش خو نیک گو استفادۂ سخن ور ابتدا از میر محسن تجلی نمودہ در اخر با محمد نصیر الدین نصیر توسل فرمودہ از حندے آں جہانی شدہ بہرکیف ایں چار سبت بوے منسوب است ؎

وابستہ ہے نہ تار نفس جسم زار میں — آواز دوست آتی ہے کیا اس ستار میں

نہ بو دانا ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے — خوب صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے

کہاں طاقت ہے اوس گل کو مری فریاد سننے کی — نہ اتنا شور کر بلبل دماغ بار نازک ہے

نہیں معلوم اسمیں کیونکہ گنجائش ہے شانے کی — رگ جاں سے بھی جسکی زلف کا ہر تار [تار] ک ہے

عاقل

تخلص عاقل شاہ مرحوم است وے درویشے بود بغایت سیاح و نہایت با صلح و صلاح ایں دو بیت قطعہ طور از وے است ؎

دیکھتا ہے جو کوئی شہر جہاں آباد کو — وہ تو کیا کہتا ہے ویراں رسم نو ایجاد کو

قید بھی یاں تو نہیں اور چھوٹ سکتے بھی نہیں — واہ وا اس دام کو اور آفریں صیاد کو

عاجز

تخلص دو کس میدانم

عاجز (۱) اول۔ عزیزے از خاندان عالی شان مسمی بہ میر غلام حیدر خان وے در اصل از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا [اللہ] عن الشر والفساد است از یک چند فلک تا بنجار رفتہ بتہا و دیرا لعظیم آباد [افگندہ] نسبت تلمذ بشاہ قدرت اللہ قدرۃ دارد و کم کم شعری نگارد ایں دو بیت از گفتہاے وے

است ؎

سوزش داغ کی سینہ سے جو جنبش گرم ہوئی — مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

پھر یہ عاجز نہ گیا دل میں جوں نکہت گل — ایسا گلزار سے یہ اپنے وطن کے نکلا

عاجز (۲)

دوم - زور آور سنگھ کھتری بیرہ راے اندر رام مخلص شاگرد شیخ نصیر الدین غریب

شعرش کیفیتے وارد این احقر چار بیت از وے می نگارد ؎

ایسے کافر سے لگا دل کہ ہوا کام تمام — لے گیا صبر و دل و طاقت و آرام تمام

عاشقوں کو ترے ملتا نہیں آرام کہیں — دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

ایسے بیدرد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے — عشق میں چین کبھو جس نہ پایا ہم نے

سب مہتاب کس کمعت کو ہجراں میں بھاتی ہے — کہ اس سے گرمی [روز] قیامت یاد آتی ہے

عزیز

تخلص سہ عزیز می شناسم

برق ۱۹۲ — عزیز (۱)

اول - شیخ محمد علی فرزند ارجمند شیخ عاشور علی وے جوانے است متعلمی پیشہ نیک اندیشہ مہذب با اخلاق مردان بہشتی از اولاد امجاد حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ گاہ گاہ فکر شعر بطور خود می سازد اشعار رطب و یابس دارد این بیچ سہ اوراست ؎

کل ہم تمہارے پاس سے تو اوٹھ گئے بھلا — فرماؤ یہ کہ مارے سدھارے کہاں کہاں

داغوں کا میرے سینے کے مت پوچھ تو شمار — گنواؤں تجھکو عزیز کے نالے کہاں کہاں

وہ دل ہو کہ مجھسے جدا ہو مرا صنم — اللہ مت مجھے وہ زمانہ دکھائیو

گردش نے جام جم کی بدست کر دیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

صبح کو وعدہ تھا مجھسے شب کے آنے کا نہیں — اب یہ فرماؤ کرم فرما چلے ہو کس کنے

دوم - نکہاری لعل کائت کہ پدرش بدلوانی رحمان یار خاں مرحوم سرفرازی داشت خوش می گوید این شش بیت از وست ؎

آہ مجھ سا عزیز دولت خواہ — ڈھونڈھیے گا تو پھر نہ پائیے گا

ملہ اورا ق ۱۰۰

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ — یاقوت جس کے آگے لگے ایک سنگ سرخ

ہماری تری پردے میں گفتگو ہے — جو اوٹھ جاوے پردہ تو پھر تو ہی تو ہے

یار اب[۱] امتحاں پر آئے — قصہ کوتاہ جان پر آئے

قطعہ

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہمیں — تو ہیں ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے

اب ہجر ہے تو حسرت دیدار ہے ہمیں — جب وصل تھا تو کشتہ تیغ نگاہ تھے

عزیز (۳) **سیوم** ۔ لالہ شمبھوناتھ وے از مہاجنان حضرت دہلی است کہ بعمدگی ایام بسر می برد و بہر شناسا[۲] بقدر مروت میکند شعرش بے کیفیت نیست این سہ شعر اوراست ؎

لیا دل اک نگہ میں دلربائی اسکو کہتے ہیں — کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہیں

طواف کعبۂ دل کو چلے تھے چلتے چلتے ہم — ترے قدموں تلک پہنچے رسائی اسکو کہتے ہیں

عزیز اوس یار کو ڈھونڈیں ہیں ہر رہرو مرشد سے — بتائی منزل دل رہنمائی اسکو کہتے ہیں

عزلت

تخلص میر عبد الولی مرحوم فرزند ارجمند سید سعد اللہ سورتی ہمشیرہ زادۂ حضرت شاہ بہرسنگھوں[۳] قدس سرہ است حضرت خلد مکان را انار اللہ برہانہ با سید سعد اللہ کہ درویش کامل و فاضل متبحر بودند عقیدۂ تام و اخلاص تمام بود رقعہ چند بدستخط خاص بنام نامی جناب ایشان قلمی فرمودہ اند و این میر عبد الولی عزلت را با وصف کہ باوصاف صوفیان صافی و باخلاق درویشان روشن طبیعت متصف و متخلق بودند برکتب متداولۂ علوم عقلیہ و بر صحف متعارفہ فنون نقلیہ عبور تمام و تبحر مالا کلام بود بحدے کہ بر حواشی سید زاہد علیہ الرحمۃ تعلیقات ایشان یادگار است ملخص کلام [ر] ریختہ گوئی خاصہ طرزے کہ پسند خاطر عاطر حضرت ایشان افتادہ اگرچہ فرود آمدن از مرتبہ اعلی علم و فضل است اما گاہے تفنناً از طبع شریف و طبیعت ظریف شان شعر ریختہ ریختہ بہرکیف این سہ شعر کہ بہ قاسم ہیچمداں سراپا نقصان رسیدہ ثبت افتاد ؎

ورق ۱۹۳

---

[۱] یارب اب ر و [۲] آستنا و ا۔ [۳] محمد قدس الحرا ۱۰

دیکھ ڈھاڑی سے کو ناکارہ   چڑھ کے گانے لگی کلاونتنی

تم پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے   کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے

جاتا ہے موہنہ چھپائے کیوں دیکھ تک ادھر بھی   او الفی شال والے عودی رومال والے

عسکری

تخلص مغل زادے است خوبی التئام مرزا محمد عسکری نام شعرش باکیفیت و ہدرۃ شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرۃ گویند کہ مرد خوش طبع و نیک خو و عزلت [طریف نہاد و کشادہ] روا است نہر کیفیت این مطلع از و است ؎

کہنے کو ادھر اودھر گئے ہم   تجھے تیری طرف جدھر گئے ہم

عشق

تخلص سہ عاشق مزاج سمن رسید

اول - شاہ گھسیٹا[1] مغفور بلبسۂ شاہ فرہاد مسرور کہ در مغل پورہ حضرت دہلی بر مسند ارشاد تمکن گزیدہ عالمے را از انفاس منبر کہ خود بہرہ اندوز می فرمودند و سلسلۂ علیہ حضرت ابیسان سید میر ابوالعلیٰ اکبرآبادی روح اللہ روحہ میرسدوے مردے بود الاشراد درویش نہاد عطیل القدر روشن ضمیر صاحب توجہ قوی بالتاثیر مرسد سالکان ہا [دی] رہ روان از یک جند بعظیم آباد توجہ سودہ خلق کثیر را ہدایت راہ مولیٰ فرمودہ بشترے را بمنزل مقصود رسانید آخر کار ہمان دبار بروضۂ رضوان خرامید در حین حیات خود بسبا [ر] بعزت و شہاب بحرمت دراں نواح ایام بسر بردہ رخش ہمت بمیدان تجرید ذوق [کل] می تاخت در علم استنادی دراں سرزمین می افراخت شعرش بالکیفیت و تصوف آلودہ و پر مزہ و درد آمودہ است این یار شہ بیت از زادہائے طبع منیع آں بحر وسیع این قطرہ بے بہرہ می نگارد منہ

عق (۱)

[1] سنہ ۱۲۰۰ اخیر کے دو ماہ (؟) [illegible]

عفی اللہ عنہ ؎

کبھو سر کو پٹکتے ہیں کبھو ہم داد کرتے ہیں — کوئی سنتا نہیں اتنا کہ کیا فریاد کرتے ہیں

ہوئے صحرا نشیں تشریف لاوے جس کا جی چاہے — در و دیوار نہیں رکھتے ہیں آوے جسکا جی چاہے

جب تلک اشک تھمیں بیٹھ اگر آتا ہے — تیری صورت نہیں آتی ہے نظر روتے ہیں

عالم عشق میں مجنوں کبھی بڑا اگاڑ ہا تھا — یار مجنوں سے بھی ہم گاڑتے ہیں پر پڑتے ہیں

بات کہنے کی نہیں طاقت شکائت کیا کروں — عشق رخصت دے تو سو حسرت اسرار کروں

دل سا جگر چور رکھے سوا اسکے دو بدو ہو — مونہہ دیکھو آئینے کا جو اسکے روبرو ہو

حسرت نہ رکھ یہ دل میں تروار مار پیارے — ہم مر گئے بلا سے دنیا ہو اور لوہو

اوروں کا جگر یار جو تیروں سے چھنتے ہے — یہ عاشق حال سوختہ کس دن کیلئے ہے

سے درد دل ہے باقی نے آہ نے فغاں ہے — اے شور عشق سمجھہ کہو تو ان دنوں کہاں ہے

کیا فقری میں عشق ہے جسکو ہے[1]

دیا عشق لطارا ہے — کشتی جسم بر اوتارا ہے

۱۹۱۲ء

عشق دوم

دوم ۔ عزیزے از دودمان واجب الاحترام میر محمد علی نام وے مردے است صاحب استعداد از سکنہ حسن بیاد حیدر آباد [کہ از علوم] متعارفہ بہرہ [دارد] و دستکار علم و ہنر منتہمت می گمارد و شعرا روے کہ بمن رسیدہ رستہ تحریر کشیدہ مے عفی عنہ ؎

بسان مردمک جیتم جو ہیں اہل نظر — قدم کو رکھتے ہیں کب اپنے گھر سے وہ باہر

جو صاف طبع ہے وہ ہرزہ گرد کب ہو کہیں — کہیں جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

سیوم ۔ برخوردار کامگار فرزند سعادت نشان دلبند راحت رسان محب اہل اللہ میر عزیز اللہ دعمرہ و زاد قدرہ وے جوانے است صالح خدا یاد سبک طبیعت درویش نہاد عفیف دوست دیانت منش پاکیزہ جان عاشق تن فتوت منش محب الناس مروت روش شیریں کلام سلیم الطبع مستقیم مزاج سراسر سرور سر بسر ابتہاج حافظ قران شریف صاحب طبع طریف در فن طبابت ید طولی دارد بمعالجہ مرضی مسیحائیہا بر روے کار آرد از علوم ضروریہ بقدر کفائت فائدہ یاب و بہرہ اندوز است در تجوید و حوق

[1] ا.ا. میں یہ دونوں بیت درج نہیں ۔

قرأة کلام الٰہی تعالےٰ ساتہ مصور و غیرہ و بصحبت اہل اللہ و صاحب دل بسیار متوجہ و مائل است
واز ہمسبی متمولان و اہل دول حیلے متنفر و بے دل حداشناہ است و کہی باللہ سنہید اکہ قلم حقائق رقم
ہر جیہ از مارسائس برنگارد در دیدۂ اہل انصاف بسیار کم نمائد و رباں حقیقت ترجمان ہر قدرکہ از لفوی
شعائرش سباں نمائد نگوینش لصف نبوش مستمعان سکے از ہزار و اندکے از بسیار درآئد رحا از
ارحم الراحمین جل جلالہ و عفور المذنبین عم نوالہ کہ عصیان این عاصی نامہ سیاہ را بوے بخشند و از حرم
این محرم موسفید روسیاہ بفاتحہ خوانش در گزرد ؎

شدیم پیر بعصیاں امید (کذا) آں دارم کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند

زور شاعری وے از اشعار آبدارش پیداست و قوت سخنوری وے از کلام صحت نظامش
ہویدا یک صد و ہشتاد و سہ شعر کہ سطرے است از اشعار آبدارش و مشتے است از انبار لآلی
سناہوار نتائج طبع گوہر بارسش برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ و مد عمرہ وزاد قدرہ ؎

اس خاتم دل کا تو مری جان نگیں ہے ہو تیرے سوا کون مکیں ایسے مکان کا

کسے دماغ اوٹھاوے جو ناز مو کمراں مجھے تو بال ہے سر کا وبال گردن کا

و. ق ۱۹۵ؔ

نپوچھو ضعف سے تار نگہ ہیں اے مردم ہر ایک اشک کا منکہ ہمیں ہے سومن کا

[ظرلف] عشق میں دست سبو سے بیعت ہے مرید شیخ نہ ہیں معتقد برہمن کا

بھڑکائی اور آتش گل اس چمن کے بیچ چل جا ہوا ہو دور ہو پنکھا نہ کر صبا
جنوں ضرور ہے اب مجسے دست برداری کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا
ترے گلے سے تو پیارا لگا ہوا گل رو مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا کیوں یہ ہار ہوا
دل ہی رہا نے دین رہا نے صبر رہا نے طاقت ہاے یار وہ غارت گر نہ ہوا یہ غارت سارا مال ہوا
یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہاے اسک [یہ یار آیا] ادہر یہ ساقی شراب لایا ادھر وہ ابر بہار آیا
خط نے دونی کی ترے چہرۂ گلگوں پہ بہار واہ کیا نکھرے ہے یہ بہار ہے خط گلزار کھلا

ملہ ہے ہم کو سو ... ۔

ٹپکے ہے چشم سے دل ہو ہو گداز اپنا ‏ احوال ہے یہ تجھ بن سنده نوار ا بہا

کچھ وصف حیراں نہ تاک بوستاں تک رہ گیا ‏ دیکھ میکس کو مرے پیر مغاں تک رہ گیا
دیکھے نالہ مرا کیا فہر لاتا دوستاں ‏ رعدائے خبر کی آکر زباں تک رہ گیا
رفتہ رفتہ بہ ترقی کی دل عاشق نے شش ‏ اسطرف اے عشق کوں ولا مکاں تک رہ گیا

تازہ تر ہو ویگے اپنے پھر گل زخم جگر ‏ شوخ ان مہندی بھرے پاؤں سے مت ٹھوکر لگا
دل ترے جگنو کا موتی ہے چمکتا دامن ‏ چاند کے جیسے کہ ہووے متصل اختر لگا
مار آتا ہے چمن میں بہر نذر بشکست ‏ تو بھی نرگس جوانجے مس لیکے سیم و زر لگا

ماس حلقے کی جو کس میچے تو ہنس کر بولے ‏ تو لو آہستہ کوئی ایسا [مرا ما] ہو گیا

قطعہ

اپنے مقتول کی تربت پہ جب آ رشک چمن ‏ توٹ دونا کوئی پھولوں کا چڑھاتا ہوگا
نا قیامت تجدا اپنے کفن میں ہرگز ‏ پھر تو بھولا وہ خوشی سے نہ سماتا ہوگا
عشق رہتے ہو تصور میں جو دلبر کے سدا ‏ آپ کو شغل کسی نے یہ سکھاتا ہوگا

جوں بنے ووں رحم دل اب ہمکو سیکھا عشق کا ‏ جا بجا گل حسن سے ہم نے سیکھا [عشق کا]
دیکھ زلفوں کی کجی یاں آ گیا اس دل میں آہ ‏ ہو گیا اے سنگ دل سودا میرا [illegible]
بوسہ ہائے چند بعد از ماہ دہا سے وہ مہر ‏ ہو رہا ہے بس مقرر یہ مہینا عشق کا
یہ عشق رفتہ رفتہ آخر یہ رنگ لایا ‏ کم بخت دل کو میرے جی سے تنگ لایا

کیئے سناداب جنگل سینکڑوں ابر مژہ تو نے ‏ کبھی [illegible] [illegible]
کبھی سر مارتا ہوں کوہ میں گہہ سر بصحرا ہوں ‏ بھی عشق سماں میں ہے ادھر جا یا اودھر [illegible]

چمن میں جب وہ گل خوش ہو سر کاکل نکالے گا — پریشانی کا طومار اپنے پھر سنبل نکالے گا
یمن میں پھول ہونگے مثل مسکن کے اے شبنم — یہ گلشن یہاں سے گر سیارہ ہائے گل نکالے گا
لگا کر سینۂ دل جام لعل یار کے لب سے — خوشی ہو ہو صدائے خندہ قلقل نکالے گا
غریق بحر صد رنج و تعب ہوں عاقبت لیکن — مجھے اس ورطۂ غم سے نہ دلدل نکالے گا
ہمارا سینۂ دل جام جم زیر تغل ہے پر — کھڑا اوس چشم مسکوں سے تو جام مل نکالے گا
خیال گلرخاں جب دل میں ہوگا دلنشیں ہمدم — بجائے اشک چشم خونفشاں سے گل نکالے گا
دل صد چاک کی میرے اگر تصویر لکھے گا — گل صد برگ کا بہر [او] نقشہ کل نکالے گا
قفس سے تجکو اور زلف بتاں کے دام سے مجکو — [خدا] کس رنگ سے اب دیکھئے مثل نکالے گا
مرے کا بعد عشق حاتم اوس کی تربت پر — نوائے آخر واں بلبل آمل نکالے گا

دل میں آہو نگہاں پھرنے لگے اب یارو — ہائے اس شہر کو یوں دشت غزالاں [دیکھا]
بیچۂ حور سے کیا جیب کو ٹکڑے ٹکڑے — صبح نے جو ہیں مرا چاک گریباں دیکھا
مہ نو دیکھ کے دیکھا ہیں ترا مصحف رو — خلق نے چاند کو جوں دیکھ کے قرآں دیکھا

کوئی اس کو نہ سمجھو کہ سب منوط ہے — لفاظ زہر سے یہ چرخ ہشتمیں کا سانپ
وہ اپنے ہاتھ کے توڑے کا آپ کشتہ ہے — ہوا ہے ربور دست اوس کو آستیں کا سانپ

مرا اشک مسلسل کیوں کیا برباد اے آنکھو — ملا یا خاک میں یہ موتیوں کا [ہار] کیا باعث
نہ لعل لخت دل [لے] چشم میں ہیں اشک کے موتی — یہ سودا کیوں بڑا ہے جوہری بازار کیا باعث

ہر بن مو سے ہے میرے شعلۂ آتش نمود — غم میں جلتا ہوں ترے سرو چراغاں کی طرح

[خا]نہ بردوش جو ہیں تیرے ہوا خواہ انہیں — نالکی ریچھ نے تخت ہوا دار پسند

در شہ ۹۶،

بہ قامت قامت اور تس پہ منڈھا خط کا پائے — جلوہ گر محشر ہے بہ آب تک نہیں قرآں سفید
ہم بہ بھرے نہیں نو نسبہ مبا کو دیکھ — مکسنی سے ہووے ہے روے سہ کاراں سفید

آئینے کا دیکھنا ہنسنا سنانا زلف کا — بل بے یہ تیری ہوس اللہ رے نرا گھمنڈ

ہمیں پروانگی اے شمع رو ہووے نہ بوسے کی — ستم ہے اور سی لوٹے بڑی دولت چھاتی پہ

قطعہ

غم دنیا میں کیوں پڑتا ہے منعم [رات] دن اتنا — یہاں سے کون رکھ کر لے گیا کچھ ساتھ چھاتی پہ
سکندر اور سلیماں بھی گئے جب دہر فانی سے — ماس شوکت گئے خالی ہی لے دو ہات چھاتی پہ

کبھو کی یار کی خاطر کبھو اغیار کی خاطر — اوٹھائے رنج کیا کیا اس دل بیمار کی خاطر
نپٹ ارزاں ہے پیارے بوسۂ لب اوسکی قیمت ہے — دل صد چاک [ک] لے لو طرۂ دستار کی خاطر

ہو گئے پامال عاشق آہ جوں نقش قدم — اوس پری رو پاؤں تیرا رتھ سے باہر دیکھ کر
غش سا ایک آنے لگا اوڑنے لگے میرے حواس — دور سے اوس خانماں آباد کا گھر دیکھ کر

چشم پرخوں میں ہے لخت دل بیتاب ہنوز — اک جا جمع ہیں یوں آتش و سیماب ہنوز

دل عشق میں بیتاب کے سب کام سے گیا تو — ناکام تجھسے رکھو کس کام کی توقع

جنوں آہ [و] الم درد و فغاں رنج و تعب زاری — ہوے ہم عشق میں تیرے انہی دو چار سے واقف

سایۂ زلف سیہ سے ڈر کے یوں بولا وہ شوخ — اس کا کاٹا کب جیا کمبخت کیا کالا ہے اف

چشم آہو کو ملاؤں سے اولے مت کھول | نہ شگوفہ کوئی کہدے گل بادام تلک
کاوش خار جدائی کو مٹادے حجہ سے | مجکو پہچادے الٰہی مرے گلفام تلک

تجکو خبر نہیں بت خود کام اب تلک | آیا کبھی کا دل تو مرا کام اب تلک
رسوائے خلق تونے محبت کیا مجھے | میرا نہ جانتا تھا کوئی نام اب تلک

ورق ۱۹۷

سوزن ندبیر سے کیا ہے امید بخیہ ہائے | تنگ چشموں سے نہ رکھ اے حسن زخم یار چشم

گر جانے سہیں گے یہ رنج و عذاب ہم | رکھنے لعل میں [کہوں] دل خانہ خراب ہم
دل شمار تونے جرائے ہیں زلف یار | لویں گے بال بال کا [تجسے] حساب ہم

درد دل جان من کہوں کتنے | درد میں کوئی مبتلا ہی نہیں
قیس و فرہاد چل بسے کب کے | کوئی ہمدرد اب رہا ہی نہیں
عشق سبے اختیار روتے ہو | کھر کہو گے کہ دل لگا ہی نہیں

سیاہ کاری یہ اپنی دمبدم آیا ہے اے رونا | برنگ خامہ پہلے بات سے آنسو نکلتے ہیں

جی دھڑکتا ہے کہیں اسکی نہ لگ جائے نظر | آپ کیوں ہاتھ میں نرگس کی قلم رکھتے ہیں
انکھڑیاں سحر بھری چاند کا ٹکڑا مکھڑا | حضرت عشق غرض زور صنم رکھتے ہیں

یہاں تکلف سے دکھائی واں بظاہر خلطے واہ | ہم ہیں اپنی گھات میں وہ اپنی عیاری میں ہیں
کردیا اشکوں نے دامن تختۂ گلزار واہ | ہیں تو لڑکے پر بڑے استاد گلکاری میں ہیں

سلہ ۔ ۔ و ۔ [illegible]

اے دیدہ بارہا تجھے میں نے کہا نہیں — خانہ خراب خاک میں موتی رلا نہیں
چھپکے سے آنکھ آپکی جاگے ہو غیر کے — قسمیں ہزار کھائیے میں مانتا نہیں

یہ مہر اوس مہ جبیں کی دیکھ آب و تاب پانی میں — رنگ ماہی بے آب ہے مینا بے پانی میں
نہیں ہے دخت رز پردے میں مینائے بلوریں کے — [یعنی] ہے مسکناں ہوکر یہ آتش آب پانی میں

اوس شعلہ خو کو دیکھے ہی آہ خواب میں — آتش سی بھڑک گئی دل خانہ خراب میں

قطعہ

کل رات جلکے کلبۂ احزاں میں دوستاں — دیکھا جو میں نے حضرت عشق اضطراب میں
میں نے کہا کہ خیر ہے بیچین کیوں ہیں آپ — سنکر یہ لائے درد کا مطلع جواب میں
ہستی سے ہے جبتک ہم ہیں اسی اضطراب میں — جوں موج آ پھنسے ہیں عجب پیچ و تاب میں

سبزۂ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہیں — جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہیں
دیکھ اوسکے چشم و ابرو کو غلط ہے محتسب — متصل مسجد کے میخانہ بنا سکتے نہیں

قطعہ

کہربائے سنگ مقناطیس کو دیکھو ذرا — کاہ و آہن انکے پردے سے بر آ سکتے نہیں
آپ سے آیا نہیں اونکا توجہ ورنہ یاں — حضرت عشق آپکو کیا کھینچ لا سکتے نہیں

کیسے ہے جلوہ عکس بناگوش و سر گیسو — نہ دیکھے ہوں تو دیکھو آب جا دن رات آنکھوں میں
خیال خال لب ڈل پر جو شب کو آ بندھا ہمدم — کٹی تارے ہی گنتے گنتے ساری رات آنکھوں میں

جاگے ہو شب غیر کے گھر سے ہوتا ہے کیا — چھپکے سے آنکھ آپ کی لیتے ہو انگڑائیاں

یہ جذبۂ محبت [مت] سہل جان دم لے | اپنی طرف تجھے کر تسخیر کھینچتے ہیں
لڑنے کو دیکھ جسکے ابی لے آن مانی | دل کے ورق پر اوسکی تصویر کھینچے ہیں

قطعہ

حال دل شکستہ کہتا ہوں جب بتاں سے | یہ سنگدل خفا ہو شمشیر کھینچتے ہیں
میری طرح انہیں بھی ہو درد دل الٰہی | دور آپ کو بہت یہ بے پیر کھینچتے ہیں

تیری خاطر اوس پری رو تک ولا جاتا ہوں میں | ڈھب اگر بنتا ہے میرا تو اوڑا لاتا ہوں میں
یاد میں اوس کا کل پیچاں کی گھبرایا ہوا | یہاں سے واں جاتا ہوں میں اور واں سے یاں آتا ہوں میں
دل کہے ہے صبر کر اتنا نہ ہو بے اختیار | تو مجھے سمجھائے تھا یا تجکو سمجھاتا ہوں میں
واہ رے اے دیدۂ دیدہ آگ لگنی ہے مجھے | تم تماشا دیکھنے ہو اور جلا جاتا ہوں میں

ورق ۱۹۸

کل مرقع میں جو دیکھا غنچۂ تصویر کو | یاد کر رویا بہت اپنے دل دلگیر کو
مو پریشاں چشم گریاں سینہ بریاں دل فگار | دیکھ اکل رویا بہت میں عشق کی تصویر کو

مۓ گلرنگ سے ہے مینا میں بھری دیکھو تو | بند شیشے میں ہے یا[ں] لال پری دیکھو تو
وہ جدا مجسے نہو میں نہ اوسے دیکھوں حیف | عشق مہری بھی ورا بے بصری دیکھو تو

اتنا تو کام میرا اے میری آہ کیجو | اوس سنگدل کے دل میں ہاں کچھ اثر راہ کیجو
ایسا قصور ہم سے اے عشق کیا ہوا آہ | غصے سے آج اونے ہم پر نگاہ کی جو
لے آئی اکدم میں کھینچ اوسے دل بے کس تری | وہی یہ آہ ہے کہتے تھے جسکو بے اثر دیکھو
ملو دل کو نہ ملووں سے خدا کے واسطے ہردم | ذرا چھاتی پر اپنے جان من تم ہاتھ دھر دیکھو
گل صد برگ سے صد رہ دل صد لخت بہتر ہے | اودھر کیا دیکھتے ہو جان میری ٹک ادھر دیکھو

تم رُکتے ہو بستے نہیں پڑے ناک میں دم ہے　　لو حضرت دل اور بھی اوس شوخ کو چاہو

قطعہ

بلبل تو عبث بھولے ہے اوس گل پہ کہ جس کو
گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل سامنے مرے تجکو دکھاؤں وہ طرحدار
آنکھوں سے نہ دیکھا ہو نہ کانوں سے سنا ہو

کاروان اشک سے دل نے کہا تم تو چلو　　پیچھے پیچھے ہم بھی آئے آہ یا نالے کے ساتھ
توڑی غنچے نے صراحی گل نے ٹکا ساغر آہ　　گل جو گلشن میں گیا وہ جام و مینا لے گئے ساتھ
کوہکن محمود وامق قیس رانجھا مہر عشق　　ہیں رفیق اے یار تیرے چاہنے والے کے ساتھ

اوچھالو شیشۂ دل کو نہ بیدردی سے ہاتھوں میں　　ایدھر لاؤ اگر تم سے خبرداری نہیں ہوتی
سدا ہے گرمجوشی غیر سے اور ہم سے یا قسمت　　طلب بر ایک بوسے کے ہے سو ماری نہیں ہوتی
نگاویں عشق دل کس سے کہاں ہمکو دماغ اتنا　　میاں ہم سے کسی کی نازبرداری نہیں ہوتی

حد برا لیکا پڑا مہر بتاں کا اس کو آہ　　بے طرح کرنی پڑی دل کی خبرداری مجھے

داغ دل سے دل جلے سینے میں روشن ہے چراغ　　جان من عاشق کا تیرے دیکھ کیا اجبار ہے

خوش رہو خفا مت ہو ہم چلے یہ اس دل کو　　رہنے دو کہ عاشق کی یہ ہی یادگاری ہے
کیا کیجے بیاں لطف و صفائے لب و دنداں　　گلبرگ ہے یاقوت ہے گوہر ہے لسنب ہے

تصور ہے صنم کا دمبدم اے بیں ہوں آ ہمدم　　مری اس بت پرستی پر ہر اک دیندار ہنستا ہے
تماشا ہے ایدھر تو میں برنگ ابر روتا ہوں　　اودھر جول ساغر و مینا مرا دلدار ہنستا ہے

یہ جوش گریہ ہردم چشم پُر آب کیا ہے — اتنا بھی پھوٹ بہا خانہ خراب کیا ہے
روتے ہو عشق ہر دم کیوں زار زار اتنا — احوال تو بتاؤ عزت مآب کیا ہے

ورق ۱۹۹

دل ساسق تو کافر دم بدم بکھرا ہی جاتا ہے — تو خاطر جمع سے بیٹھا ہوا زلفیں بناتا ہے

جھمک جگنو کی یوں ہے اس ترے اودے دوشالے میں
کہ جوں ابر سیہ میں جان من بجلی جمکتی ہے
کبھو دست تمنا اوس کے دامن تک جو پہنچے ہے
نزاکت کیا بیاں کیجے وہیں چولی مسکتی ہے

نہ آتے ہیں وہی یاں تک نہ واں ہمکو رسائی ہے — کہیں کس سے خداوندا عجب تیری خدائی ہے
ملو رس آئینے پر جسے ہو تحریر سونے کی — نمو اس طرح اوس سینے پہ زنجیر طلائی ہے
ایدھر طالع ہوا مہر اوسطرف عالم ہوا روشن — ہتیلی پر یہ دیکھو اتنے کیا سرسوں جمائی ہے

نہ دست پیر فلک مرتعش نہیں ہے اگر — تو کیوں یہ [آئینہ] آفتاب کانپے ہے

ہااس فروغ دلکش دیکھ اوسکی مانگ شبکو — تھی عقل چرخ بارو گردوں پہ کہکشاں کی
یہ دل اور ایک گالی انصاف کیجے صاحب — ہو مفت پر بڑی ہے کیا خوب قیمت آپ کی
ایسی ہوا سندھی نظر آئی بسنت کی — بلبل چمن میں نے ہے دوہائی بسنت کی

دیجے تو سمیے صبر و دین و دل ہوش و خرد — لیجے سودا کیا برا ہے ہے کفائت آپ کی
نامۂ اعمال دھو رکھ لی ہماری آبرو — بارش رحمت نے یہ ہم پر عنائت آپ کی
کہاں تک میں رہوں اوس حلقۂ زنجیر کا قیدی — بہار آوے الٰہی پھر کہیں دیوانہ پن چمکے
دل بیتاب کو اشکوں نے میرے اور بھڑکایا — کرے ہے کام آتش کا یہاں سیماب پانی میں

جلا ہی تھا سر رعش سے بدن سارا — بھلے کو لپٹ دل آنکھوں سے آب لے نکلے

کل رونے کی آمد میں گھٹا جائے تھا دم ہائے — ہوتی ہے بلا موسم برسات کی گرمی

جہاں سے ایک سبو ہم خم نشیں مثل فلاطوں ہیں — معاں جس دن سے کی ہے بیعتِ دستِ سبو ہمنے
تصور میں خیال یار ہم آغوش تھا ہم سے — نکالی اسطرح سے رات دل کی آرزو ہم نے

پھر اب نے جاگے نصیب دلبر ہوئے مقابل جو یار دیگر
وہ چشم میگوں یہ دیدۂ تر ادیدھر ہمارے ادھر تمہارے

گلشن میں اس روش سے وہ صبح کھل کھلائے — لالے نے منفعل ہو چھاتی پہ داغ کھائے
اے عشق عاشقی کی منزل بڑی کٹھن ہے — اس راہ پر خطر سے چلیو قدم اوٹھائے

صبحدم باغ میں آئے جو وہ گل بال کھلے — بلبل شوریدہ وحشت کے پر و بال کھلے
سینہ داغوں سے مرا بھی ہے نگار پر گل — دل کے ٹکڑے کبھو دیکھو تو سبھی حال کھلے

ماہرو کہتا اوسے کوئی گلفام ہے — راحت جاں لیکن اوس کا ایک عمدہ نام ہے
ہس مرے رونے پر اچھا تو ہی اپنا ہی ہی — تجکو عاشق کر رکھوں تو عشق میرا نام ہے

یارے بتاں بتاؤ کیا فائدہ جفا سے — جیسا کرو گے ہم سے پاؤ گے تم خدا سے
اللہ رے موکمر وہ بل کھائے جو صبا سے — بل بے تری نزاکت لچکے ہے بس ہوا سے
آسائش جہاں ہے اپنے ہی دم قدم سے — جب آپ مر گئے بس پھر کچھ ہوا بلا سے
وہ شوخ صبر لوٹے آرام دل کا چھوٹے — مناسے دل بھی ٹوٹے ہے کام مدعا سے

ورق ۲۰

خال واں مکھڑے پہ ہر بار بنے بگڑے ہے
یہاں سودا سے دل زار بنے بگڑے ہے

نسخۂ سبسہ پراپنے مژۂ یر خوں سے
یک قلم جھیٹ قلم کار بنے بگڑے ہے

دل کے ٹکڑوں سے کھو پہ ہے کھو خالی چشم
روز یہ آئینہ بازار بنے بگڑے ہے

قطعہ

سرکشی خوب نہیں بزم جہاں میں منعم
جو ہے اسوقت میں زردار بنے بگڑے ہے

تاج زریں پہ نہ مغرور ہوا پنے آ دیکھ
شمع کا طرۂ زرنار بنے بگڑے ہے

آئے ہے آفت نظر ہمکو جدہر جائیے
عشق ترے ہاتھ سے آہ کدھر جائیے

اوسے جو کل منصل میںنے کہا درد دل
بولے کہ بس ہو چکا اب کہیں گھر جائیے

دل نہیں میرا لیا دیکھو ادہر تو ذرا
مفت بری واچھڑے واہ مکر جائیے

کھینچے سے مالا ادھر دھر رہا گوس ادہر
ناک میں آیا ہے جی آہ کدہر جائیے

شش بیت از قطعہ قصیدۂ طوی درتہنیت رجشن) مبارک

آج روز جشن ہے اوس شاہ والا جاہ کا
نام سے کانپے ہیں جسکے چین کے باشندگاں

تخت بخت سلطنت مسند نشین تمکنت
آفتاب معدلت ظل خداوند جہاں

بادشاہ ربع مسکوں والی روے زمیں
شاہ اسکندر طبیعت داور دارا نشاں

خدیور روم و عراق آزا لنشن حبن و [ختن]
زینت ملک عجم زیبا لشش ہندوستاں

اوس کی ہمت کا بیاں اے عشق تجہسے کیا کروں
جود و بخشش کا ہے وہ لاریب بحر بیکراں

کاسۂ چینی کوئی مانگے تو اک پل میں ابھی
چین کی سب سلطنت جاگیر ہوتی ہے یہاں

پنج بیت از تمہید قطعہ قصیدہ طوی درتہنیت تولد [فرزند] ارجمند بشکوے شاہزادہ والا قدر مرزا ابو ظفر بہادر دام اعلالہ

اشجار سبز بام کا ہر ایک برگ برگ
مانند برگ پاں نظر آیا بہر کنار

سکے ہی اوڑ رہے سفر عطر کے نام
کھولے تھے سو تہلانے ذبس عطرداں ہزار

لالہ [نے] اسطرف تھا لیے دکذا ہو گھڑے کو وا	اودھر گلاب باش سنبھالے تھا کو کسار
تھا گل کے ہاتھ دائرہ غنچہ لیے ہوا من	نرگس کھڑی بجاتی تھی نے نے نواز وار
بلبل ترانہ سنج سہانے سی تھی ادیدھر	طاؤس الاپتا تھا کھڑا اوس طرف ملار

رباعی

باعث ہے نجات کا زبس یاد علی	ہے ورد زباں سدا مجھے ناد علی
گو ہے اعمال نیک جزو ایماں	عین ایماں ہے حب اولاد علی

دیگر

یوں تو مدت سے مل ملی ہے دل کو	کل سے رسحت بکلی ہے دل کو
جلدی سے مدد کرو ملا دو ادسے	جسے آرام یا علی سے دل کو

دیگر

ٹھوکر ہر دم لگا نہ دل پہ باز آ	ایذا دینے سے میرے دلبر باز آ
[یہ گھر] ہے خدا کا ڈھانہ اسکو آ دیکھ	باز آ باز آ اس اس سے کافر باز آ

دیگر

کلنک فرقت [بھلا] ستاوے مجکو	آٹھ آٹھ آنسو بڑی رولاوے مجکو
اے حضرت عشق جب میں جانو تم کو	[بیدردہ] آپ سے بلاوے مجکو

رباعی مستزاد

معلوم نہیں شقی ہوں یا آہ سعید	حیراں ہوں مدام
کہنے میں نہیں ذرا بھی یہ نفس پلید	سرکش ہے تمام
ہو عشق سے مجکو اب نشانی سے کہیں	[بہرہ دائمی]
یا حضرت فخر حاصل کیجے تا ابد	از بہر [نظا]م

دیگر

رہتا ہے نت ہی دل مرا آہ حزیں — گذرے مہ و سال
آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں — ہے جی بھی نڈھال
دل کو یا صبر ہو الہی میرے — اس رنج پہ اب
مجھ سے یا آ ملے شتابی سے کہیں — وہ حور مثال

عشرہ

تخلص سیدزادہ ایست نیک فرجام میر غلام علی نام وے از سکنۂ قصبۂ بریلی بخوشدلی ایام [لبسری] برد و بحسن خلق و خوش اختلاطی بدل ہر کس راہ می کند ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

اوس دشت پر بلائیں اب آکے ہم ڈٹے ہیں — مجنوں کے لاکھ باری جس جا قدم ہٹے [ہیں]

بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پر خوں کو — نہ دیکھوں گر صراحی وار اوس مخمور کی گردن
سر دیوار تک بھی تو نہ پہچے رات کو چھپ کر — ملند اپنی اچک کر ہم نے نامقدور کی گردن

عطا

تخلص محمد عطاء اللہ مغفور است کہ خود را در مقال میر جعفر مبرور المعروف بہ زٹلی اٹلی میگفت وے عزیزے بود ہندوستان زا بہ ہنگامہ آرا در زمان سعادۃ نشان حضرت خلد مکان انار اللہ برہانہ کہ در شمشیر بازی ید طولیٰ داشت و نغمہ پردازی ہا می نمود اما خیلے [دلاور] و مشہور بود از والدہ ماجدہ خود کہ در محلسرائے اعظم شاہی بعلاقہ [محلداری] عز امتیاز داشت مبلغ دو روپیہ ہر روز

بلا ناغہ می گرفت و در ازنکاب [منہیا] ت بربا می داد و مبلغ دیگر بیروں ازیں لومسہ مقرریہ ہم اخذ میکرد و باایں ہمہ احذو [جرمفلسانہ] زندگی لبسر می برد در آخرہا ہدائت ازلی وسعادۃ لم یزلی دستش گرفتہ ترک ایں [سودا نمودہ] تارک لباس گشتہ [بحوار] سراپا انوار نقش قدم رسول علیہ صلوٰۃ خالق النفوس [والعقول] تکمیہ لبستہ آزادانہ تعیش می نمود اکثر اوقات بر در جامع حضرت [دہلی سبحہ بدست برجوکی] نشستہ سیر آئند و روندمی فرمود اما شمشیرے خوردک کہ بہ [ہیجہ اسنہار دارد دراں حالت] ہم از خود جدا نمی کرد کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ

حکائت

سرامد شمشیر بازان ممالک [جنوبیہ] آوازہ شمشیر بازیں شندہ بعزم رزم از وطن مالوف رخت سفر بربستہ وارد حضرت دہلی شد و لعد تفحص و تجسس بر در جامع باوے در خورد و از جہل جبلی کہ در سراں مردم می باشد طلب مبارزۃ کرد وے ہرچند ترک لباس خود را حیلہ [سا] حتہ اباے کلی درمیاں آورد آں نافہم کوتہ اندیش بیش از بیش از در اعتذار و مبالغہ در آمدہ بجد بسیار و کد بے شمار درہماں مقام سعادۃ التیام کہ حکم بیت ا [لحرام] دارد بہ پرخاش جوئی و کینہ [تو] زی برخواست ما چار وے علیہ الرحمۃ گفت کہ چوں خواہی بخواہی ایساں را سر شمشیر بازی است وبے ہیچ بدیں عزم بالجزم از راہ دور و دراز در اینجا رسیدہ اند اول شمارا حملہ باید کرد آں بیباک سفاک بے باکانہ شمشیرے بررویش انداخت کہ زخمے صعب برروے کار آمد لعد یہ [داسں] ایں چنیں زخم نمایاں گفت کہ حالا حاضر باشد کہ ما ہم برسد ہم آں بے حمت گردہ سپر پیش [رو کشیدہ] وایں صاحب حیا نیمچۂ خود در غلاف کردہ تبسم کناں گفت کہ نقاب بر رو کشیدن [عادت] نسواں است و شمشیر انداختن بر زناں نہ کار مرداں ہر کیف مرد مردانہ [گاہ] گاہ شعر رندانہ بطور خود [قدرویہ] ایں چنیں مردم میگفت اس سر [شعر] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۲۰۲

[از] کت پیاسا چھرا یاروں کا جیدم میان سے نکلا — [حدو در ہر قدم] درحوان خود ریٹا [گرا کھیسلا]

[اٹلم] وھو کرم کپٹی پچپا [ٹرم] بانکہ رندم — کہ از دھاک من دھوکڑ گس از [حاے خود کھسلا]

[ایں] ہر دو شعر را بعضے نظر بر لفظ اُٹل تخلص میر عبد الجلیل بلگرامی [کہ] با محمد عطا تفاوت داشت [وبہمیں رو] بہ ہمت می گماشت نسبت می کنند الغیب عند اللہ [تعالے] شانہ در رقعہ بوالدہ ماجدہ خود می نویسد ؎

[عطا در] مفلسی دو ٹوک رہتا[1]
سمجھتی بوجھتی پہچانتی رہ

[1] رہنا ا۔ ا

مجموعۂ نغز

جلد دوم

مجموعۂ نغز

(جلد دوم)

عظیم

تخلص چار کس می دانم اما تحریر یکے ازاں [چار به تکمله النسب] می شناسم و از سه تاے باقی

اوّل

شاعر محبت لزوم مرزا عظیم بیگ مر[حوم است] وے کابلی الاصل و جہاں آبادی المولد و بسیار صاحب غیرۃ و عزت [است] دوست نواز دشمن [گداز] مروۃ نہاد فتوۃ بنیاد محبت پرور مودۃ گستر ظریف مزاج صاحب ابتہاج یکرو کشادہ ابرو [بود] شعرش پختگی تمام دارد در خیال بندی و [نازک] خیالی حیلے ہنر پردازی ہا بر روے کار آرد در ین کار استوار ید طولے داشت و [بیشتر] بمعانی بندی ہمت می گماشت اکثر غزل در غزل بتلاش لفظ و معنی تا سه چار غزل میگفت و [صنائع] بدائع بسیار بکار می برد زور طبعش از قصائد ریختۂ طبع وقادش [روشن می شود قصیده] وے بے اغراق به قصیدۂ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا می ماند مختصر کلام دیوانے مختصر ور بہاست خود و پختگی بر صفحہ روزگار

ازو یادگار است خیال شاعری درکاح دماغش جهان پیچیده بود که خود را صائب هندی زبان می پنداشت وشعر هیچ متنفسے در میزان طبعش از خودسری باوزنے نداست اما ازین ها درگذشتہ و از حق درنگذشتہ واز راستی چشم نابوشیده میگویم شعرش باوصف قلت[بضاعت عالم] دیگر دارد و شاعری [وے باوجود] کم نظری بر کلام اساتذہ قدیمہ از جهان دیگر است مشق سخن در ابتدا از استاد بنسبتے از شعرائے عالم شیخ ظهورالدین حاتم [فرموده و در آخرہا] بہ سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا توسل نمود [ہ] وقبل ازیں چندے از خدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را [یکہ] تا تر مرد خواجہ میر درد [دہم فیض سخن] ربوده مجیبے کہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان داشت در اثنائے ذکر میر السنا [اللہ] خان الشا بہ سمہ [آن استارتے رفتہ] از اعادہ لاطائل آن امتناع گزیده بہ تحریر یک صد وپنجاه ویک شعر از اشعار آبدار آن مغفرت کرده کردگار و نہ بند مخمس کہ در ہجو [میر] موسوم گفتہ می پردازد منہ عفی اللہ عنہ ؎

اتنی نوبے حواسی دیدار [کی ہوس پھر] — بس ہم نے موسی دل دیکھا شعور تیرا

لعل کی دل سے توقع تھی سو اخگر [نکلا] — سینہ سمجھے تھے جسے آہ سو مجمر نکلا
شوق ہیں [سرے] لگا نام کو عالم کے [کلنک] — تو بھی تو مثل نگیں گھر [سے] نہ باہر نکلا

کوزۂ خام مست [تک] ہے [سر] چاک چڑھا — باکہ ہے برسر گردش دل صد چاک چڑھا
ہوں میں وہ ذات مقدس کہ بگولے [کی] طرح — بعد میرے لے صبا سر پہ مری خاک چڑھا

موقوف نہ ساقی ہی پہ رکھ کام ہمارا — تو ہی کہیں اے عمر بھر اب جام [ہمارا]

کیا ملا ہے شیخ تیری ریش پر رنگ خضاب — دیکھ کر جس کے تئیں [حیران] ہے بہروپیا

حلوہ فرا کل جو میخانے ہیں وہ مے نوش تھا — [مثل] جام وشیشہ دل بادید [ہ] ہم آغوش تھا

ب جو] بزم [خوبرویوں میں ہوا ادس] مہ کا ذکر — [جوں] چراغ خانہ [مفلس ہر] ایک خاموش تھا

ہر آں ہم [غنی] ہیں عریاں تنی کی دولت — جامہ رکھے سو جانے دامن دراز کرنا

، شور و فغاں ہے نری دمسازی سے [یار] — ورنہ جوں نے دل ہمارا محض بے آواز تھا
، دل خالی کریں جوں شیشہ ساعت عظیم — پر کدورت ہی رہا اپنا تو جو دم ساز تھا

[کل] چشم [خونفشاں سے] گلنار پیرہن تھا — دامن کا تھا جو تختہ یک تختۂ چمن تھا
کیجو عظیم کو بھی یا رب [غریق] رحمت — [آوارہ] جنوں [ں] سا اک صاحب سخن تھا
اور معنی بند ایسا ہندی زباں کا صائب — ہندوستاں سے لے کر مشہور ما دکن تھا
ایک دن جو گھر سے نکلا خط شعاع [آسا] — [نکھرا] ہوا بدن پر ہر تار پیرہن تھا
دکھا جو [د] فن کرتے جوں شمع پر ہو فانوس — [تربت ہیں دور] تن سے بالشت بھر کفن تھا

با ہے [سایہ کس کی زلف] کا دریا [کے بیچ] — جسکے پیچ و تاب [سے] ہے [سا] پریشاں [موج آب]
ل ازبس ہوا آئینہ [او] سے کھا شکست — جبین پیشانی سے اوسکے [ہے] نمایاں موج [آب]

د فریاد [ی] پھرے ہے تجھ بہ اے خورشید رو — سر پہ [ہنہ کر] لہو ل مو نہہ کو] گھر گھر آئنا سا

ں [وہوس] ایدھر کو دل کھیچیں اودھر وحشت جنوں — دیکھیے ہوتا ہے کس کے بر در یکتا نصیب

بعد میرے ہوئی یہاں عشق کو تاثیر نصیب — مثل سیماب موے پر ہوئی اکسیر نصیب

(۴۰۲ دو

روسن کرے ہے نام نگیں کرکے روساہ   ہے ا [سمس] بھی ہنر جو کرے احسار عیب

[ہم نے] لو مدت سے پٹکا انی [نظروں] سے ہمیں   اشک ساں یہ [ہم ہوے جاتے] ہیں دامنگیر آب

جوں غنچہ اس چمن سے جو باندھا عظیم [رخت]   پھر زیر سر جہ سخنہ و ہم تہ یہ پا جیسم تخت

حال اوس کے زیر زلف ہے یہ پاکہ ہے عظیم   مجسا شب [فراق] [ہیں] کوئی سیاہ بخت

کردے ہے [دلکو] زیادہ صفائی [سنگ] مزا [ج]   روشن ہے دیکھو آئینہ سے عیب خوب وزشت

خاک عبار [خاطر] و باد دم حباب   آب شراب و آ [تش] رنگ گل بہشت

[چاروں] یہی عناصر موہوم کر بہم   دل کی ہمارے صانع قدرت نے کی سرشت

خورشید صفت یہاں سر عریاں میں ہمارے   طرہ کی ہوس کچھ ہے نہ [دستار کی حسرة]

اے زخم جگر سودۂ الماس سے ہو صاف   رکھ دل میں نہ اب مرہم ز [نگار کی حسرة]

دیکھ تیر نگی ہمارے رنگ چہرے کی یہاں   [کھل گئی] خور [شید کے مونہہ پر بھی] گھبرا کر سنت

جوں [شمع کب] چھپے ہے مرے سوز [جاں کی بات]   سر کاٹو تو گلے سے ہو د [وسن] زباں [کی بات]

پھر [عمر نے] سیدھی نہ اے مہرباں کی [بات]   [حب] کی نکی تو کی ہے [سدا ہم سے یاں کی بات]

ہر بات میں نرالی ہے کچھ تیرے ہاں کی بات   نکلی سوا نہیں نہ کبھی مجسے ہاں کی بات

جوں نارسا نہ کب میں کہوں دلستاں کی بات   نکلے ہے اوس کے ہاتھوں یہ میری زباں کی بات

پیدا کرے جو نام کوئی تو مٹے ہے کھوج   عنقا کے جی سے پوچھیئے نا [م و] نشاں کی بات

ول سینہ چاک و [چشم] تر از بسکہ جوں قلم   آتا ہے گر [بہ غیر کے سن کر] بیاں کی بات
بٹھا ہوں [سر لیے تری] تقریر پر عظیم   جوں شمع [سر] کے ساتھ ہے مری زباں کی بات

ٹن چشم فرنگی زادہ دلبر باندہ کوٹ   نت صف مژگان کے سنگیں [چلا کرتی] ہے چوٹ
ر چڑھا جو روسے نے تیرے شانہ کو ہت [چھٹ] کیا   [ہے] بجا جو شیخ لے ہے بہ تری ڈاڑھی کھسوٹ
ں [بھرای آنکھیں [تو مینوشنوں] کی ہوتی ہیں عظیم   چشم عاشق کا جو رس دیکھو تو ہے بانی [کی] پوٹ

(ورز ۲ ۲)

جوہر کے ہوتے دیکھ تہی دست ہے چنار   یعنی ہے یہاں کمال یہ [رکھنی نظر عبث]
کب سوز دل بجھے ہے نہ یہ چشم تر عبث   جوں شمع یا بگل مجھے رو رو [نہ] کر عبث
[چہرہ نے] دی نہ فرصت [نظارہ] اک پل   [جوں آئینہ] میں جسم سراپا ہوں ہم [عبث]
جوں برق آکے پاؤں نہ رکھا کہ پھر گیا   مجھ گرم رو کے [مت ہو مقابل شرر عبث]

رحمت تو [مرتبے] یہ مرے کر نگاہ آج   حرمت ہو [تیری کل جو کروں میں گناہ آج]

سوز] ش عشق نہاں سے دل میں وہ بھڑکے ہے آنچ   [دیکھ] جسکو [کوہکن] پتھر کی بھی [نکلے ہے] کانچ

ہوں میں وہ مست ازل ساکن ظلمات کہ جو   حشر کو بھی نہ سنو کان سے آوازہ صبح

سقدر پتھر نے کب پایا تھا یارو رنگ سرخ   کوہکن کے خون کی دولت ہوا ہے سنگ سرخ
ں تری خاموشی میں لگتے ہیں پیارے لال [سب]   جس طرح آپس میں کتے جاتے ہیں کرتے [جنگ] سرخ

---

۵ سکیکی ا ا +   ۵۲ لعل ا ا +

ہو مکدر [دل زمانے] سے سنا یہ خستک سرد   [سینۂ ساعت نمط] خوں کی جگہ نکلے ہے گرد
خلق کی نظروں سے مل بیٹھا [نہو عینک کبھو]   مردم میداں میں رہ نامرد [کب ہونا] ہے مرد

سنے سحابی کو مت جل دے وہ سو نجری ہے رانڈ   [کردیا] ہے [جنے] تجھے گاؤدی کو دن کو سانڈ
حاک دنیا پہ جو منت خاک بر [تو] لی ہے ڈانڈ   کھا کے سر وھگڑوں کا پھر خصموں موئی ہستی ہے رانڈ
وس کے [خط سبز نے] عالم کو دکھلا باغ سبز   کرکے چار آنکھیں بنایا چار ابرو [مونڈ] مانڈ
علم نو کم ظرف کو لاتا ہے اولٹا جہل پر   عاقبت کنے کو گھی پچنا نہیں دیتا ہے چھانڈ

سوزش عشق لکھا جا ہے تو [کر] پہلے عظیم   صفحۂ [دل] کا زر افشاں شرر سے کاغذ

را [زر] دل [اپنا کہیں رو رو کے سنے] کیطرح   جو تیری مجلس میں ہم [یاد کہیں اک بار بار]

جوں صبح چاک جیب سے ذرہ پھرے نہ آنکھ   یہاں [ہے لشکل مہر] نظر تار تار پر
ابھرے ہے مثل [سینۂ ساعت عبث فلک]   [اتنا] غرور [کیجے نہ مشت] غبار پر
[فوارہ سان] بلند ہے جن کا کہ حوصلہ   دریا دلوں کو تنکے میں ماریں ہیں دھار پر
طور کر دیتا تھا جس کا شعلہ گر کہسار پر   اب شرر ہے خندہ زن اوس آہ آتشبار پر
گھر گیا جوں اشک نظروں سے یہ میر اگر بہ آہ   برق تک مارے ہے چشمک میری چشم زار پر

[پاس] سخن بھی ہے یہاں [اوس کی شان پر   مانند] خامہ دے جو سر اپنا [زبان پر]
[ساقی نہ] ہے گا ایک نہ قصہ جہان پر   [آگئے] جو ہم بھی اپنی کبھو داستان [پر]
غم سے تیرے جو یہیں اوڑ [اتنے] بھرینگے خاک   پہنچے گی کوئی دن میں زمین آسمان پر
چھائی تو رہتی اشک سے مانند آئینہ   افشا کیا نہ چشم نے راز نہان پر
لا [کھول] ہی [مردے] یار نے یہاں تو دبے جلا   عیسیٰ بھی وہاں دھرا [سے ہی] رہے آسمان [پر]

مرحوم شنیدہ کہ در غزل خود می خواند [و] ہم در دیوان دستخطی خود ثبت نمودہ واللہ اعلم بحقیقۃ ا [لحال]

۵

جھگڑا [چکادو میرے جنو] ں کا تم اب کے سال زنجیر کرکے [جو] ہر سمت سر سے [غرض]

روشن دلوں کو کور سوادوں سے ہو نہ ربط کیا آئنے کو دیدۂ تصویر [سے غرض]

بانگ و صلوۃ شیخ پہ ناداں نہ جائیو یہاں کاٹنا گلو کا [ہے تکبیر سے غرض]

دیکھ ہے ریگ [رواں] تک شیشۂ ساعت [میں بند] ہے صفائے دل ہی لعنی کرنے کو [تسخیر شرط]

شب سے گو اشک رواں [تا بسحر] کھتی ہے شمع خونچکاں سر سے کب دیدۂ تر رکھتی ہے شمع

ہے اوس کی گلی میں گذر آہ شب و روز اوس راہ سے جاتے ہوئے آ و بگی صبا تنگ

[یہ خاکساری] مجھے لے فلک تلک پہنچی اوڑوں ہوں اتو ہوا پر برنگ [نکہت] گل

دل جل کے بجھہ گیا ہے [کیسے شوق با] غ و گل جوں [شمع اب] نظریں پر [ابر ہے داغ و گل]

بجھتی ہے آگ صبح کو ہر [شمع کی پر آہ] تم پھر ہوے نہ پر کبھو اے دل کے دا [غو] گل

نہ غبار [باد] ماندہ سلگ سلگ [کہیں] جل بھڑک کے تو [د] اغ دل

[ہمیں] ڈر ہے یہ کہ مبادا اب نہ دھویں میں گل ہو چراغ دل

[ہے حاک] در سے تری آرزو تبسم کی بھرا اگرچہ ہے آب رواں سے خا [نہ دل]

---

۵ لہ دونوں نسخوں میں موجود ہے مگر رل سے رائد ہے +

[خاکساری نہ سہ حسنوں کی] مت جاے دل
سرمہ سا پھرتے ہیں یہ آنکھوں بیں گھر کرنے کو

ق

[ہر کدورت میں نہ] مانے کے یہ ہموار عظیم
مہکدے میں نہ ابھیں کہیے گذر کرنے کو
[خاک] دیں موہنہ میں جوا سیسہ ساعت کی طرح
پانی مانگی جو کوئی حلق کے تر کرنے کو

ہے جنون عشق سے از بسکہ پر جوش آئینہ
خاک مل موہنہ کو پھرے [ہے خانہ] بردوش آئینہ
حیرت سرح وہاں رکھتے نہیں روس ضمیر
واقف [ہر نیک] وبد ہے گو ہے خاموش آئینہ
کیوں نہ ہوے دل ہمارا پردہ [پوش رازعشق]
خانہ حمام کا ہوتا ہے سر پوش آئینہ
سنہ صافوں [کو توسنت عشق] سے ناری نہیں
سنگ میں باہم شرر سے تھا ہم آغوش آئینہ

[تک لگ ترے پاؤں سے جو رہی (رہے) حنا بیٹھ]
تیرے بھی میاں ہاتھ میں مادہ اسکو [لگا] بیٹھ
سر کھینچ نکالا مجھے جوں رشتۂ تسبیح
سو گھر میں حسنوں سے میں [رہا] سر کو چھپا بیٹھ
جوں قبلہ نما آہ میں آسودہ نہیں مر [گ
گر] وش سے تہ سنگ بھی ایکدم نہ رہا بیٹھ

آباد رہو [پیر] مغاں اب یہ میکدہ
ہم بھی لبوں کو یہاں [سے] نزا ایک مار کر چلے
خواہی پیالہ جواہ [سو کھینچو] کلال
ہم تجکو اپنی خاک پہ [مختار کر چلے]

دم لے تنک تو جیسم [ترا انگشت] کے تلے
آتے ہیں لخت دل نظر [انگشت] کے تلے
تار رسن رہن [گئی کترہ] سے اے طبیب
نبض مریض عشق ہے انگشت کے تلے

ہمارے اشک میں [ماہیں] سے لے تا بہ چیں ڈوبی
بہ طوفاں بھی قیامت تھا کہ ہر [یک] سرزمیں [ڈوبی]
نگاہ ناتواں آنکھوں سے نکلی تھی کہ اشک آیا
مولا رہ [گیا] جی میں [کہ ایسی] ناو میں ڈوبی

نکل جاتے ہیں مثل شمعداں [پاؤں سے لے] سرتک　　رکھیں ہیں غیر حسرت کے ہم سرطاں مایوسی
ہمارے اشک نے پائی [نہ سہرے دو] لمبیں [جا] ورنہ　　سرشک شمع تک آخر کو ہو ہے شمع فانوسی

گو شام کے آنے کو [وہ] کہتا ہے عظیم اب　　مں جانو کبھی آئے جو وہ [صبح] تلک بھی

ابھرے ہے [تو اے] سسہ [تہی] اپنے دموں پر　　نکلا ہے نرا ہاتھ [جو] پتھر کے تلے سے
[پھٹتا ہے کوئی شمع] صفت سوز دل ایسا　　سر کا ٹو اگر تو ہو نمودار گلے سے

حلتی [ہے] سرح سوز سے میری زباں کلک　　ہر دم ملے ہے لے جو سیاہی دواب سے

ہیں آہ کیونکہ کہوں حال دل کہ مثل تفنگ　　[صدا نکلنے سے] آگے دہن میں آگ لگے

دیکھے ہے مری چشم تو کہتا ہے یہ ساغر　　پیمانہ ابھی عمر کا یا رب کہیں بھر جائے
ہوں سیشۂ ساعت ہے فلک جانہ پر گرد　　یوں دور سمجھ آب کو کتنا ہی ابھر جائے
سفر بھی مگس سے ہے سلیماں برے بہتر　　جو اپنے لس مرگ [گہے جھانی] پہ دھر جائے

غبار اب دو نو دل کا ہو فرو جوں شیشہ [ساعۃ]　　جو سرگوشی میں مکﷺ ساعۃ تو [ہم سے ہو بہم] بیٹھے

نام کو کالک سے لگے ہے جا بجا کم بیٹھیے　　لاکھ چو تڑ کو لگا لے جوں مگس جم بیٹھیے

قطرۂ نیساں کا موتی فی الحقیقت آب ہے　　اشک جب آنکھوں سے ٹپکا گو [ہر] نایاب ہے

لہ ایک ۱ ۱ ۲

ہے کماں یا ماہ نو ابرو ہے یا محراب عشق | یا [کسی عاشق کے پیا] رے [قتل کو شمشیر ہے
سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارہ [آتشی] | [یا کسی] عاشق کا خوں اون کے گریباں گیر ہے

پریساں [ہیں حواس] اپنے سلیقہ دیکھ شانے کا | کھلایا ہاتھ میں ناگن کو حس پر حسکد سی ہے
مثال آینہ چھاتی بھری ہے نسیہ حسرۃ سے | ہمیشہ چشم رو رو بوند پانی کو [تر]ستی ہے

حس طرح آتا ہے مسم وہے اویر ابر سیاہ | اوس طرح لپٹے ہے تیرے موتہہ پہ زرے ولام فے

رباعی

کی درد کی جو دولت مبارک بہ نظر | [ہے] معنی لولاک کا یہ تو اوس پر
ہووے نہ اگر ورد قسم ہے کہ [عظیم] | [لڑکا نہ] تولد ہو ز بطن مادر

دیگر

نواب کے گھر ہیں گر خدائی ہوگی | [اور عرش] بریں تلک رسا [ئی ہو] گی
جوں آینہ آب و ناں کے دھوکھے ہیں عظیم | غفلت یہ یہی سد [اصفائی ہوگی]

دیگر

پوشاک پہن کے سج بنائی تو کیا | جوں آینہ کی جو خود نمائی تو کیا
موہوم ہے جوں عکس نظر ہیں یہ شکل | آئی تو کیا وا گر نہ آئی تو کیا

نہ بند از مخمس ہجو میر انشاء اللہ خاں انشا

وہ فاضل زمانہ ہوئے تم جامع علوم | تحصیل صرف و نحو سے جنکی مچی ہے دھو[م]
رمل و ریاضی حکمت و ہیئت جفر نجوم | منطق بیاں معانی [کہیں سب نہیں] کو چوم

[تری زباں] کے آگے نہ دہقاں کا ہل چلے

اک دو غزل کے کہنے سے بن بیٹھے ایسے [طاق] دیوان شاعروں کے نظر سے رہے [یہ] طاق
ناصر علی نظیری کی طاقت ہوئی ہے طاق ہرچند ابھی نہ آئی ہے فہمید [جفت و طاق]
ٹھنگڑی تلے سے قدسی و عرفی نکل چلے

نزدیک اپنے آپ کو کتنا ہی سمجھو دور پر خوب [جانتے ہیں] مجھے [جو ہیں] ذی شعور
وہ سحر کونسی ہے نہیں جس پہ یہاں عبور کب میری شاعری [ہیں بڑے] تہمت [قصور]
بن کر قمل نکالنے کو تم خلل چلے

[موزونی] و معانی میں پایا نہ تم نے فرق تبدیل بحر سے ہوئے بحر خوشی میں غرق
روشن ہے مثل مہر یہ از غرب تا بشرق ستہ رورا اپنے رور میں گرتا ہے مثل برق
وہ طفل کیا کریگا جو گھٹنو کے بل چلے

تھا زور فکر میں کہ کہوں معنی و مثال تجنیس و ہم رعائت لفظی و ہم حسال
فرق رجز رمل نہ لیا میں نے گو سنبھال نادانی کا میرے نہ ہو دانا کو احتمال
گو تم بقدر فکر یہی کر عمل چلے

ہے امتحان زور تو یہ ہیں عقلمند میرے سے تم قصیدے کہو یا کہ قطعہ بند
گو [ہجو] اوسمیں [ہو] میری لیکن ہو دلپسند یہ بات ہے نرالی کہ دروازہ کر کے بند
دشنام گھر میں دینے محل بے محل چلے

میرا سا شعر [کب] ہو پڑھے گو کہ نحو و صرف ہووے بیاں معانی سے میرا بیاں نہ حرف
[منطق] سے کیا ہو نطق کا پایا نہو جو ظرف [منقول] کی بھی عمر کی معقول ہے نہ صرف
ہیئت پڑھے سے اور ہی ہیئت بدل چلے

کم ظرفی سے تمہیں تو یہی آئے ہے امنگ کیجے نمود خلق میں اب کر سخن کی جنگ
اپنے تئیں تو [سمجھتے] آتا ہے یار ننگ اتنا بھی رکھے حوصلہ وارہ ساں نہ تنگ
چلو ہی بھر جو پانی میں گر بھرا اچھل چلے

ورق ۲۰۸

* ۱۰۱ / ۱ صرف ۵ا

کیوں جنگ گفتگو کو تم اوٹھ دوڑے اس قماش کرتے جو بھاری پانچہ ہوتا نہ بردہ فاش
[پر سمجھیں] کب یہ بات جو کدے ہوں [نا] تراش تیغ زبان کو میان (ہی) میں رکھنے تم اے کاش
ناحق جو تم ازار سے باھر نکل چلے

دوم

سخن گوے مہک نہاد از بلدۂ عظیم آباد محبت وخوبی التیام مرزا زین الدین نام ازیں مطلع کہ منسوب است بدو معلوم می شود کہ وے شاعرے است خوش گو ؎

زلف نے حس کے تیں دکھائی شام پھر اوسے دوسری نہ آئی شام

سیوم

مردے از دودمان کریم الملقب بہ شاہ محمد عظیم خوش طبع صاحب سخن [المتعارف] بہ شاہ [جھولن دے] عزیزے بود درویش نہاد از خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن السر والفساد کہ بسیار آزاد منشی و وارستہ روشنی ایام عمر گرامی بکام دل بسر می برد و ہرچہ دلش میخواست میکرد و ہر کس کہ توجہ خاطر رو مسداد در میجورد وپسر خود را بہ نشہ نوشش موسوم ساختہ و با ایں [ہمہ] باغربا و مساکین نرد محبت باختہ خوش زندگانی نمودہ و بہ نہایت خوش [د] لی عمر گرامی بسر فرمودہ [بیشتر] اوقات [بعد] اداے فرائض واوراد [مقرریہ] و امور ضروریہ در ارجوحہ میخفت و مگفت کہ ارجوحہ [اش] را پیوستہ [بجنبش] دارند واز اینجاست کہ نام متعارفش مردم بر زبان بیشتر آرند مختصر کلام [سخنے] لود مغتنم و مردے بود با جود و کرم خیال شاعری بطور خود در سر داشت و [ہر] چہ بخاطر [عاطر] ش رطب باشد یا یابس مگذشت بہ بروں دادن آں ہمت می گماشت ازانکہ [میلش بیشتر بہ مثنوی] گفتن بود وہ افسانہ چند موزوں فرمودہ قصہ لیلیٰ مجنوں در بحر بوستاں [شیخ شیراز] قدس [سرہ] برشتہ نظم کشیدہ و دیگر انواع سخن بسیار کم ازوے بہ تحریر رسیدہ شاہزدہ شعرانم [گفتہ] ہاے آں عزیز [وافر] تمیزا ایں حقیر سراپا تقصیر می نگارد منہ عفی اللہ عنہ در آرزوے کہ خدائی پسر

خود بوسے خطاب می گوئند کہ ؎

نہ نوشا ہو بیاہ کر بیٹھا   گورے مکھڑے کی چاہ کر بیٹھا

در لسلیٰ مجنوں گوئد کہ ؎

عرب زادیاں باغ وبستان سے   سیہ [انکھڑیاں نرگستاں] سے

در افسانۂ دیگر گوئد ؎

زمیں ایک مدة تلک چھان کر   کسی جنگلے میں پڑے آن کر

درین جنگل بادشاہ و وزیر بر گنبدے طلسمات مشاہدہ نمودہ اند کہ بر در آں گنبد قفلے لغائت جسیم مضبوط ومدہ دعائے کہ از قلندرے خدا دوست یاد گرفتہ بودند بردم تیر زدن دمیدہ تیر بر قفل زدہ گنبد طلسمات کشودہ اندرون گنبد باغے بمنظر البشاں در آمدہ الی آخر الحکایت در ایں باب گوئد ؎

[دعا پڑھ] ہ کے مارا تیر قفل پر   پرے جھڑ پڑی قفلخانے سے جھڑ

در تعریف باغ طلسمات گفتہ ؎

خیابان سب مشک و عنبر کی کہان   چمن در چمن زعفران [ارغو] ان

مہکتی ہے شبو کے پھولوں کی [بو]   چنبیلی ہے رابیل ہے ناز بو

گلاب اپنی باڑی میں دبتا ہے پاس   ہزارہ ہے لالہ کے گل آس پاس

[زمانی پری] درہمیں افسانہ بہ تعریف حسن و جوانی و ہر ہفت آں بلائے ناگہانی انشاد کردہ ؎

مجھے جنگلے کی جوبن آئی بہار   مری گوری چھاتی پہ [پھولوں] کا ہار

لٹکتی تھی مدھی کمرگاہ پاس   مہکتی بدن میں تھی پھولوں کی باس

میں کھولے تھی مال اپنے بالی تھی میں   سج اپنی [برالی] نکالی تھی میں

سیہ انکھڑیاں ڈورے جھوٹے تھے لال   لتہ چڑھ رہا تھا مجھے ڈھوندو کال

کھلی میری پشواز تھی تاش کی   مجھے اپنے جو [بن] پہ تھی عاشقی

لٹکتا تھا دامن قدم گاہ پر   کمر کھچی کھاپی تھی دلخواہ پر

[رما] لی تھی [سر] پر زری تار کی   تجلی برستی تھی دیدار کی

نہ رہتی تھی کاجل بن آنکھ ایک پل نہ بن آرسی دیکھے پڑتی تھی کل

در آخر اس فسانہ[۱] کہ در مرض موت خود گفتہ و ناتمام ماندہ بہ پسر خود خطاب نمودہ بطریق وصیت میگوید ؎

عظیما نے آدھی کہانی کہی تو شہ نوش کہیو جو باقی رہی

عظمت

تخلص عزیزے است اہل اللہ مسمی بہ شیخ عظمت اللہ کہ در ابتدا بہ سپاہگری ایام بسر می نمود و در آخرہا بہ ہدایت ازلی و رہنمونی سعادۃ لم یزلی بہ [تحصیل] علوم شریفیہ و استحصال فنون رسمیہ اشتغال نمودہ و دامن ہمت برزدہ سعی ہرچہ تمامتر و کوشش [بے] نہایت و جہد بیشتر از بیشتر اوقا[ت] عزیز سنبار و زی عمر گرامی دریں شغل سامی صرف فرمودہ رفتہ [رفتہ] سعی وے بجائے رسید واحدے از دانشمنداں و [فردے] از اہل علم گردید بہرکیف ایں دو بیت از زادہائے طبع آں بلند ہمت است ؎

جواب ہاتھ سے غم کے جینے رہینگے مے عیش بھر عمر پینے [رہیں] گے
میاں گرچہ ہی دھاک ہے اوس کمر کی تو کاہکو جنگل میں چیتے رہیں گے

ایں شعر اگرچہ سرقہ شعر شاعر نشان علی المتخلص بہ ولی است اما [بطور خود] خوب بستہ۔

علی

ورق ۲۱

تخلص دو کس می شناسم

---

[۱] فسانہ ؟ ؟

علی (۱)

اول

شاہ ناصر علی مرحوم وے مردے بود نیک روش آزاد منش بیدار دل بخدا مشتغل تجرد تار تفرد شعار
ں ہمت والا نہمت صاحب ہوش حقیقت کوش سالک راہ خدا رہ نورد طریق ہدا طبعش نہائت
ں و بغائت بلند فکرش خیلے متعالی و بسیار ارجمند خیال بندی وے زبان زد عالم نازک خیالی
ے] ضرب المثل اولاد آدم مولد و مسقط [الرا] سش قصبہ سہرند حضرت دہلی و برا نشو و نما د)
ند سلسلۂ حسب و لپذیرش [باو] لیاء کرام علیہم رضوان اللہ الملک العلام میرسد و سر رشتہ
ب [شریفش] بہ یعسوب الموحدین امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ
لام اللہ علیہ می پیوند و اشعارے در بعض اشعارش بداں رفتہ چنانچہ میگوئد ؎

گر از حسب بپرسی من قنبرم قنبر — ور از نسب بگوئی اولاد مرتضا ایم

از علو ہمتش چہ برطرازم کہ خامہ باوصف دو زبانی از تحریرش بسر در می آئد و بسر نمی آئد

حکائت

روزے حسب اتفاق آزادانہ بسیر دریا میرود در اثناء سیر بخیالش میگذرد کہ رداء شوخگین
راشست وشو [دہد] وارستانہ بگاذرے استدعاے ما فی الضمیر میکند و درحین مطالبہ اجرۃ
ومد بالفعل ہیچ ندارم تا انصرام کار آنچہ من از [غیب] میرسد ستوار زانی است قضا را صاحب دولتے
البیان وے ازاں روے جمن عبور نمودہ باوے درمیخورد و نادانستہ فقیر [را] نسبتہ بہ نسبت فقیر
فقراء کنفس واحدۂ تفحص احوال خیریت مال و بود و باش تجرد تماسش شاہ ناصر علی شاعر می کند
اں تجاہل نمودہ میگوئند کہ ناصر علی مردے آزاد بے سر و پا مثل ماست صاحبان عز و جاہ را از ملاقات
ے کدام بہرہ حاصل آئد حاصل کہ بعد الذی والذیا بردہ آنرو کار بر می افتد و بحالتہ الوقت دو
ست زر سرخ با [بشا] ں فتوح میرسد و بحکم الکریم اذا وعد وفا نصیب گاذر می شود

دیگر

مشہور است کہ قصیدۂ در مدح امیر الامرا نواب ذو الفقار خاں مرحوم انشا کردہ کہ مطلعش

این است ؎

اے شان حیدری بجبین تو آشکار نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

نواب مغفور بر استماع ہمیں مطلع اکتفا ورزیدہ گفت کہ ہمیں قدر کافی است کہ از عہدہ صلہ اش نمی توانم بر آمد تا بتمامی قصیدہ چہ رسد و مبلغ یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل اہرمن پیکر بطریق جائزہ تکلیف کرد شاہ عالی جاہ فیل سوارہ مبلغہا بتدریج بر حوضہ فیل می کشید و دو رویہ نثار کناں زر افشاں در کوچہ و برزن میگذشت تا بدر کلبہ خود رسد ہنگام فرود آمدن فیلیان معروض رائے والاے ایشاں داشت کہ بایں مسکن [ہیچ نہ رسیدہ] فیل بانعام وے رسانیدہ با خزائن علو ہمت نام خدا بر زبان راندہ داخل مسکن مالوف شد قصہ مختصر زبان دانان ایران زمین گو از ممر انصاف دشمنی حسابے از وے نگیرند اما حق این است کہ شعرش رنگے خاص دارد و گفتارش طرز خاص الخاص دیوانے مختصر و مثنوی موجز در نہائت متانت و غائت استواری بزبان فارسی از وے یادگار صفحہ روزگار است گاہے [بتقر] یبے شعر ریختہ ہم از طبع عالیش ریختہ چنانچہ در جواب شاعر شان علی المتخلص بہ ولی کہ بطریق طنز گفتہ بود ؎

۲۱۱

اوچھل کر جا پڑے جوں مصرع برق اگر مصرع لکھوں ناصر علی کو

گفتہ ؎

باعجاز سخن گر اوڑ چلے تو ولی ہرگز نہ پہیچے گا علی کو

دوم

مغل زائے [خو] بی التیام مرزا علی نام وے مردے بود فرزانہ شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ ایں مطلع از وے است ؎

لہ [illegible] لہ [illegible]

کیسا کوئی دنیا میں ستمگار ہمیں سے   بے رحم جفا منہ و خونخوار نہیں ہے

عمدہ

تخلص لالہ سیتا رام برادر راجہ دیا رام پنڈت است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان نیک طینت عذب اللسان نہایت با تمکنت و نہایت متین شاگرد انعام اللہ خاں یقین این دو شعر از گفتہ اوست ؎

مرے تابوت پر حاجت نہیں پھولوں کی چادر کی   کہ میری نعش پر وہ سرو گل رخسار پہنچے گا

نہ اپنے مبتلاؤں پر غضب اے نوجواں رہیئے   انہوں کی دلبری کیجے انہوں پر مہرباں رہیئے

عنائت

تخلص شیخ نظام الدین مرحوم است وے از قاضی زادہائے قصبہ رتول بود بنا بر تحصیل علم بحضرت دہلی وارد شدہ کسب علوم رسمیہ می کرد و بخانقاہ عارف زمان حضرت میرجہاں قدس سرہ اقامت داشت و دست انابت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم دادہ در شعر فارسی کہ بطور خود مشغف مسرور [تخلص] میکرد و از عنائت استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت غفر اللہ عنہ در ریختہ عنائت تخلص یافت در آخرہا بضلع کالپی رخت سفر کشیدہ با ستادی یکے از اولاد امجاد نواب غفراں مآب وزیر الممالک نظام الملک علاؤ الدین خاں بہادر بعز امتیاز یافت و در ہماں نواح رحمت حق پیوست قطعہ دو بیتی کہ بطریق تلفف قطعہ عربی در منقبت حضرت امیر المومنین یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسلام اللہ علیہ گفتہ و سواد اں بے بضاعۃ ماندہ در اینجانب افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

بشارۃ دوسنداروں کو علی حبہ جنۃ | کہ حق کی سنان میں آیا قسیم النار والجنہ
عنایت دل سے کہا ہے وصی مصطفےٰ اعظا | علی ابن ابی طالب امام الانس والجنۃ

ورق ۲۱۲

عیاں

تخلص سید غالب علیخاں مرحوم المشہور بہ میرطہ است الشاں جوانے بودند از سادات گردیز بسیار قابل وسپاہی منش و غبلے خوش طبع و پاکیزہ روس شیریں زبان عذب البیان ہوشیار ستودہ کردار حدید الذہن دائم السرور تیز فکر صاحب شعور در آخرہا بہ تحریک قضا بدیار پنجاب رحل اقامت فگندہ بہاں نواح بروضہ رضواں خرامیدند والد ماجد ایشاں یعنی سید عوض خاں [در] عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بسیار باشوکت و بہائت با سر وت دکدا) ایام بسر می فرمودند بہ بخشی گری سپاہ نصرۃ پناہ نواب غفران مآب مظفر خاں بہادر عز امتیاز داشتند و در ایام سلطنت مرزا احمد مرحوم خلف الصدق فردوس آرامگاہ نیابت صوبہ دار السلطنت لاہور از قبل نواب مغفرۃ ماب معین الملک المعروف بہ میر منو بایشاں تعلق داشت درآواں ریاست حضرت عرش [منزل] با فراط و تفریطے کہ بحضرت دہلی از ترکتاز احمد خاں ابدالی رو داد مردانہ گلگونہ سہادۃ بر رو مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ بسر روضۃ الجنان شتافتند مہین برادر سید غالب علیخاں عیاں سید فتح علیخاں حسنی سلمہم الرحمٰن علایق دنیا را جیسر باد گفتہ بمسند ارشاد پایے تمکین استوار کردہ زہد توکل را کار بستہ بروشے نشستہ اند کہ تحریر عشر عشیرش مقدور قلم حقایق رقم نیست کہ رشتہ تحریر کشد حق تعالےٰ سلامت با [کرا] مت دارا دکہ ع

وجود مردم دانا مثال زر و طلا است

بالجملہ سید غالب علیخاں بہر دو زباں سخن میگفت و در معنی می سفت امیلش بفارسی بیشتر بود و بفکر ریختہ بسیار کم می نمود ایں ششس شعر از یادگار آں مرحوم است ؎

۱؎ وصی المصطفےٰ ، ، ۲؎ عوض ، ، ۳؎ دارد ، ، ،

قتل خسرو کو کوہکن نہ کیا | وقت پر تونے ناکہن نہ کیا
تیری [دولت] سے اس چمن [میں] بہار | ہم نے کیا کیا، وان بن نہ کیا
اس پہ موقوف کیا ہے سان [حسول] | نہ کیا چاک سر بن نہ کیا

کیا صبا لاتی ہے یاں پیغام جانان متصل | پھاڑتے ہیں جو چمن میں گل گریبان متصل

چمن میں جب کبھو میں نالہ و فریاد کرتا تھا | میری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

مصرعہ اول این مطلع احسن اللہ خان بیان را کہ ؎

میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جیسے سنرماتے ہو تم
دیکھ کر مجکو عبث مجلس سے اوٹھ جاتے ہو تم

بطریق طنز و خوش طبعی خوب تضمین نمودہ چنانچہ میگوید ؎

ہے عبث آن جی میں بیان سے کہئیے یوں مجلس کے بیچ
میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جیسے سنرماتے ہو تم

عیش

تخلص مرزا حسین رضا[۱] لکھنوی است وے سیدزادہ بود ارشاگردان شاعر صاحب افرو میرسوز مرحوم این دو شعر از وے است ؎

وہ اگر آوے یہ بات پیام کہیں | میں بھی کرلوں اوسے سلام کہیں

---

۱ ا ا میں درج نہیں،

بہ غزل عشق ہے تصدقِ سوز   مجھسے ہوئی تھی انصرام کہیں

ورق ۲۱۴

عیاش

تخلص دوکس مےدانم

اول

عیاش (۱)

علام حسلانی خان سلمہ الرحمن المعروف بہ میاں بخشو پسر نواب معلّے القاب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر عفی اللہ عنہ وے حوالے است خلق شیریں زبان گرم جوش عذب البیان عالی ہمت والا ہمت باکیزہ خلقۂ ساگرد قلندر بخش جرأت حمیدہ ولہا باخلاق حسن می نمائد بہ شیریں زبانی و [مہربانی] کس وناکس را مسافی لقای فرخ لقاے خود مسرور مائد باقاسم [بہمہ‌دان سراپا] نقصان درام و [رو] دخود بحضرت دہلی باسنیان ہر حہ بما متر ملاقات بسودہ و مشتاقان [کرزماد] ہ ازاں منصور نیست الطاف فرمودہ بالجملہ [این] ہمت بست کہ از ریختہاے طبع دربارہ وے است درانجا ثبت افتادہ [مہ سلمہ] رحمہ

دل میں آتا ہے کہ اب [کھینچئے] برگ اسباب   بے سر و پاؤں کو کیا ہے سرو ساماں سے کام

خاکساری کا مجھے مرتبہ بس ہے عیاش   نہیں اس عاریتی منزل و شان سے کام

اٹھا ہے ابر زور زمیں سبزہ زار ہے   ساقی جو تو بھی آوے تو کیا ہی بہار ہے

گنتا ہوں [و] م فراق میں تیرے میرے لئے   ہر رات ہرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش پاس کیا ہے جو تیرے کرے [سا] نہ   اک نقد دل ہے سو تو وہ کھو ہے نثار ہے

کاٹ جو ابروئے خمدار میں تیرے ہے میاں   خنجر و تیغ کا کب اوسکے تئیں کاٹ لگے

جو ہیں اجلاف سو پہنے ہیں کمخواب و سنجاب
اور اشراف بیہے گزی وٹاٹ لگے

دوم

خیالی رام وے از ہندو بزادان حضرت دہلی تازہ مشقے است کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند این شعر منسوب بوے است ؎

جام ہے ہاتھ میں [اور] شیشۂ مے زیر بغل
نہیں عاشق کو میاں بزم خرابات سے چھوٹ

حرف الغین المعجمہ

درطے این حرف ذکر دہ شاعر اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس غریب تخلص میکنند و مجموع اشعار شان [پنجاہ و چہار] شعر است

غالب

تخلص بہادر بیگ خان مرحوم است پدر والا قدرش مکرم الدولہ [میرزا] بیگ خان بہادر طالب جنگ امیرے بود از امرای توران کہ در [ایام] دولت امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر عفی اللہ عنہ بشوکت تمام و حشمت [تمام] ایام خجستہ آغاز خود را بکام دل بسر می برد بعد رحلت والد ماجد خا[ن مرحوم] ہم از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب والاجناب عز [امتیاز یافتہ] اما بنا بر گردش

دور دوار ناہنجار و عبث دو ستی طبع کامرانی کردار دولت دیرینہ را کہ پدرش بہزار جہد تقبل ونصب صد
دمدمہ تحو وکشیدہ بود در ایام معدودہ رائگان و برباد داد ورا آخرہا تمر بنیؑا [علی] ناداری رسیدہ بود کہ
حضرت قدر قدرہ نظر بر حانزاد . بروری سایہ رفع تکلفش وجہے مقرر فرمودہ بودند اما حیف
صد حیف کہ در ہماں بروگی رخت زندگانی بسرائے جاودانی کشیدہ بروضۂ رضواں خرامید
انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام وے جوانے بود خوش خو پاکیزہ رو لغائت مؤدب نہائت مہذب
یار باس خوش معاش جان مروۃ و فتوۃ عین محبت و مودۃ کریم الطبع نیک نہاد سخی مزاج خیلے
جواد معنی سماء وجود حقیقت نفع و سود یک چند مجلس مراختہ بدولت خانہ خود منعقد می ساخت
وبضیافت مجلسیاں خاصہ شعرائے فصاحت بیان بانواع اطعمہ و اقسام اشربہ و انحای حلاوی
و صد گونہ رقص می پرداخت بہر دو زباں سخن میگفت و بہر دو د[ست] در معنی می سفت شعر
فارسی بسمع مہر فرزند علی موزوں می رسانند و [بر] نحمہ ریختہ طبع دربار خود از نظر استاد صاحب
درائت ہدائت اللہ خان ہدائت عفی اللہ عنہ و دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق
سلمہ[1] اللہ الحلاق می گذرانید ملخص سخن بیست و یک شعر از سخنہائے دلنشین آں جوان حسین نیک
رس در اینجا ثبت [افتاد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

مت ہو خفا لعل میں گر تجکو یار کھینچا　　مجبور تھا نشے میں بے اختیار کھینچا

فرقت میں تیری شب کو بس دل میں درد تھا　　گہ چہر[ہ] سرخ گاہ میرا رنگ زرد تھا

کبھو نور رو ہے چہرہ کبھو ہے لال اپنا　　دکھائی دے ہے عجب دمبدم یہ حال اپنا
اگرچہ دلمیں تو رہتے ہو پر ظاہر بھی　　کبھو کبھو تو دکھایا کرو جمال اپنا

دل میں اپنے نہ کرو سوچ کہ کیا ہووے گا　　وہی ہووے گا جو قسمت کا لکھا ہووے گا

---

[1] اللہ تعالی الحلاق و ۱ ،

دل تو دیتے ہوئے دے بیٹھے ہم اوسکو لیکن — سوچ رہتا ہے یہی دل میں کہ کیا ہووے گا
اپنے غالب کے ہمیں نت کا ستانا کیا ہے — کچھ بھلا بھی کرو پیارے کہ بھلا ہووے گا

رہتے ہیں آبنہ کے ہمیشہ دو چار آپ — تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ

میں مر ہی گیا تھا سیمبر رات — قصہ ہی ہوا تھا مختصر رات

قاصد اوسے آیا ہوں کبھو میں بھی بھلا یاد — اب جس کی مجھے یاد میں یہاں کچھ نہ رہا یاد

[اے آ]ہ ذرا خدا سے ڈر کر — اوس شوخ کے دل میں ٹک اتر کر
[بجلی] کے کڑکنے [کے] ہوں قرباں — تب چھاتی سے آ لگے [وہ] ڈر کر

ہم نے لکھ کر اوسے سال سحر و شام تمام — اپنے ہاتھوں سے خراب اپنا کیا کام تمام

زلفوں کے بال مونہہ پر اوسکے بکھر رہے ہیں — کیا کیا خیال دل میں ہم اپنے کر رہے ہیں

[ا[1] شعر — بے تفاوت حرفی در اشعار حجام مرقوم است]
ہے مجکو یہی سوچ کہ اس بزم میں آکر — جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے [کیا] بیٹھ
یکتا کوئی دو شخص [فلک] دیکھ سکے ہے — پیارے جو تو آتا ہے تو ٹک مجسے جدا بیٹھ
ہوتی ہے کوئی جینے کی بے عشق بھی لذت — چاہے ہے جو مزا اسکا کہیں دل کو لگا بیٹھ
منزل کو جو پہنچے ہیں یہ کہہ دیجیو اون سے — ایک یار کوئی راہ میں سے تھک کے رہا بیٹھ

---

[1] اصل نسخے میں یہ عبارت ہے حالانکہ حجام کے ذکر میں یہ بیت اسکے نام پر بھی درج ہے ملاحظہ ہو حجام کا تذکرہ ، ح ، اول ، ص ۱۹۹

دبتے ترے کوچے میں کوئی غبر ٹھہرنے ۔ بر بار میں جوں نقش قدم اوٹھ نہ سکھا بیٹھ

قصۂ درد جو شب ایسا سنایا ہم نے یہاں تلک ر [و] ئے کہ اوسکو بھی رولایا ہمنے

گرچہ ایسا نہ رہا ہوش مجھے پر ہوا تو نہ فراموش مجھے

غافل

تخلص ہوشیارے است از دودمان شان حلی ہاشمی ، مہر محمد علی گویند کہ وے از سادات ممالک جنوبیہ واز تلامذۂ شاہ قدرت اللہ قدرت و مرد ہیک [ر] وشش متنوع منش صاحب شعور با فرح و سرور ور [د] مند محنت بیود است . بہر کیف شعرش پرکیف وسخنش بران سیف است این دو شعر از گفتہاے او وسفتن این دو درے بہا منسوب بدوست ہ

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بے خوابی رہی ایک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی
جب تلک جیتے رہے جاری رہا آنکھوں سے اشک بعد مرنے کے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غریب

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

شاعرے از شعراے متقدمین از اولاد امجاد حضرت سید الاولین والاخرین علیہ من الصلوات افضلہا و

من التخباب اکملہا کہ میر عبدالولی نام داشت و در سخن گفتن مشتر ہمت باپہام گوئی می گماشت ایں دو بیت از سخنان آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

اگر فرہاد میری جانکنی سنتا تو رو دیتا
یہ سارا کھودنا پتھر کا اپنے دل سے کھو دیتا

میں احساں مند ہوں زنجیر کا اس واسطے اتنا
جو دیوانا ہوے ہر دستگیری سب کی کرتی ہے

غریب (۱)

دوم

سرلے از شرفاے حریم الاحترام میر محمد [تقی] نام گویند کہ وے مردے بود سر بسر اہلیت و سخنے بود سراپا آدمیت شعرش رنگیں است و گفتارش دلنشیں ایں مطلع کہ بر مطلع خورشید انور مثل گل بو بہاری خندہ میزند و ہر راست طبع صاحب درد آنرا بدل و جان می پسند د او راست عفی اللہ عنہ ؎

الٰہی مت کسو کو بس درد انتظار آوے
ہمارا دیکھئے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

غریب (۳)

سیوم

شیخ نصیر الدین احمد سلمہ اللہ الصمد وے مردے است قابل و فاضل دوست با علم و حیا سراپا مغز و پوست صاحب فہم و فراست حاوی عقل و کیاست نیک خو کشادہ رو خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب نیک رویہ صافی مشرب اصلش خطہ کشمیر جنت [نظیر] مولدش شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشرور والفساد مشتر شعر فارسی گویند گاہے رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی ہم بویند ایں غزل نیز ازیں [رواست] ؎

جس جا کہ قدم رکھتے ہی سرتن سے جدا ہو
جاتے ہیں اوسی کوچے میں ہم دیکھیے کیا ہو

مت چھیڑ تو اس زلف سیہ فام کو ناداں — دیکھا نہیں کاٹا کوئی کالے کا دسیا ہو
ہن نرگس شہلا نہیں اس باغ میں اوگتی — یہاں چشم سیہ کا کوئی مارا نہ ... با ہو
زلفوں نے تیری دل ہیں جو برہم کیے اتنے — مشاطہ کا شانے سے خدا[1] ہاتھ جدا ہو
حال دل شوریدہ کہوں کس سے غریب آہ — وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سے دوا ہو

غضنفر

تخلص غضنفر علیخان نبیرهٔ غلام حسین خان کرڑوڑہ است وے از جیندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیده گویند کہ از مال و منال بہرہ وافی دارد و از اسباب این جہان نصیبۂ کافی جوان حلیق خوش وضع مار ماشں صاحب طبع سعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است این سہ بیت از گفتہاے اوست و کشیدن این سہ نالۂ موزوں منسوب بدوست

تصور میں ہوا وسے دو بدو ہم — کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو [ہم][2]
کفن دے ہم کو دو آنسو بہاتا — کہ بعد از مرگ پاویں آبرو ہم
نہ آیا مرتے دم بھی وہ غضنفر — چلے دنیا سے کیا پر آرزو ہم

غلام

تخلص کنور گوپال ناتھ پسر [دوم] راجہ رام ناتھ ذرہ است وے جوانے بود خوش رو نیک خو بلکھنؤ ... نور تقرب تمام داشت و از یمن صحبت سراپا برکت خدیو گیہاں رفعت شوق ریختہ گوئی بہم رسانیده بود و

---

[1] حدا ہاتھ خدا (۱۰۱) [2] حصہ ۱ (۱)

غزل طرح حضور والا را سرانجام داده [باصلا] ح دوستدار سراپا وفائی حکیم ثناءاللہ خاں فراقؔ سلمہ اللہ الخلاق رسانیدہ بہ پایۂ سریر [سلطانی] معروض میدارنت مدے است کہ آنجا [نی سند] ہ اس ہ شعرا ز وے است ؎

جب تو ہو مجکو کیا ہی خوش آتی ہے چاندنی
دونی بہار مجکو دکھاتی ہے چاندنی

ناصح خدا کیواسطے ٹک منصفی سے بول
بے روئے یار کس کو خوش آنی ہے چاندنی

یہ دل میں تھا کہ ملیں گے تو کچھ کہیں گے حال
جواب ملے ہیں تو کرما ہیاں بھول گئے

کیا پوچھتے ہو جور بھلا مجسے یار کا
دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا

جو ہم بستر کبھو ہوں ہم غلام اوس ماہ طلعت سے
نہ لیں واللہ تا روز قیامت دوسری کروٹ

خط دے کہ نہ دے گوش برآواز ہوں قاصد
مژدہ تو مجھے یار کے آنے کا سا دے

تونے تو غلام اوسے غرض خوب نباہی
اللہ اوسے بھی کہیں توفیق وفا دے

قطعہ

ابتدائے محبت جاناں
کیا بیاں تم سے کیجئے احباب

دل تو ویراں ہوا سراپا آہ
کیا کرے گا یہ عشق خانہ خراب

غلامی

متخلص شاہ غلام محمد مرحوم است وے درویشے بود آزادانا خوشش [طینت] نیک نہاد در

خاص بازار در دوکان شمع گرے بیشتر نشستہ می بود و سر آیند و روند میفرمود و گاہے در تکیہ تسلیم شاہ مغفور ہم جہت تفریح طبع و ملاقات درویشان آزاد منشان خاصہ [بدریافت] صحبت با برکت شیخ ظہور الدین حاتم کہ بسبت تلمذ بجناب فیض مآب آں استاد بیشترے از سخن سنجان عالم واست میرفت طرز گفتارش بروبہ شعرائے دورۂ دوئی می ماند بہر حال این بے بضاعت سہ شعر از گفتہہائے آں مہجور نسب می نمائد منہ عفی اللہ عنہ ؎

اگر بیمار یہ جیتا نور بجائے کے کام آتا
نہ منانوں میں تھا اسے گر ترسانے کے کام آتا

کل جسکی نظر تیر سی گزری میرے دل سے
پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

جب تلک تھا گھر میں اپنے بیچ کھاتا تھا فقیر
ابتو کچھ باقی نہیں ہے کہہ تو کیا بیچوں خدا

غمگین

ورق ۲۱۷

تخلص میر سید علی پسر سوم میر سید محمد مرحوم برادر زادہ سلالۂ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی حقائق پژوہ معارف آگاہ صفدر شکوہ آصف جاہ نبیرہ حضرت ودزبان پیشوائے انس وجان محبوب سبحانی قطب ربانی امام الفریقین غوث الثقلین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم نبیرۂ خواجۂ بے رنگ خدا دوست عالی فرہنگ پیش خرام سالکان راہ خدا رہ نمائے طالبان طریق ہدا فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ میر نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ است وے جولانے سبک رو گا [نی] کشادہ پیشانی خوش اختلاط مستحکم ارتباط یار باش محبت تلاش مخلص نواز مخالف گداز با عز و تمکین شاگرد سعادت یار خاں رنگین است علی قدر حال خط نسخ[1] می

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ ؛

نویسد [وکم] کم فکر سخن می گزیند [غو] ش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی بکام دل بسر می برد بہر حال این چاربیت منسوب بدوست سے

میرے صیاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا	بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے	کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے

میرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے	نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سوار غوانی ہے

گو سیہ بخت ہوں پر سرمۂ بینائی ہوں	جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگاتا ہے مجھے

این شعر سرقۂ طالب کلیم است اما زبان خود خوب گفتہ

غمخوار

تخلص سید زادہ ایست فرخندہ آغاز مبارک فرجام میر[2] نام وے نوجوانے است ذیبا منظر پاکیزہ سیر نہائت با ادب و لیاقت مہذب سعادت مند دانا بسند ہوست بار ستودہ اطوار شگفتہ جبیں فرحت آگیں سپاہی پیشہ نیک اندیشہ خوشخو تازہ گو کہ مشق سخن از مساں غلام حسن سکینا میکند و گاہ گاہ غزل طرحی سرانجام میدہد این چاربیت از گفتہائے آں نوجوان سعادۃ نشان است سے

آنسوؤں کے ساتھ آکر چشم میں دل رہ گیا	نبھ چکا یہ قافلا حیف مبر منزل رہ گیا

کام آخر ہو گیا میرا بس ایک تلوار میں	مرتے مرتے دل میں شوق رقص بسمل رہ گیا

لہ میرے ۱۰۱ ، لہ دونوں نسخوں میں میر کے بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

اوڑھ سکھا کوہ غم شیریں نہ جب فرہاد سے | مار تیشہ سر پہ رکھ چھاتی پہ اک سل رہ گیا
ہیں ہنوز حیران جمال یار کچھ تنہا نہیں | محو حیرت آئینہ بھی ہو مقابل رہ گیا

حرف الفاء

در [۱] این حرف ذکر بیست و پنج شاعر اندراج یافتہ ازاں جملہ [۲] جار کس فدا تخلص میکنند پنج تخلص است [۳] فدوی و [۴] و عزیز بفروغ متخلص اند و دو بہ فراق و سہ بشر را فقیر و مجموع اشعار ایشاں [۵] شعر است کہ منجملہ [۶] رباعی واقع شدہ

فارغ

تخلص لالہ مکند سنگھ کھتری است وے ہندو نژادے است اما مطیع الاسلام و خیلے محبت التیام در ایام سالف بہ توشک خانہ حضور سراپا نور بعہدۂ متصدی گری عز امتیاز داشت درایں ایام تفرقہ فرجام از حضرت دہلی رخت سفر بربستہ بہ قصبہ بریلی رحل اقامت افگندہ کام و ناکام ایام زندگی بسر می آرد [۷] مرد قابل و خوش اختلاط است نسبت تلمذ بہ استاد آگرشے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم وارد ایں چاردہ بیت از گفتہہاے اوست ؎

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات | رہا ہے [آنکھوں سے] اشکوں کا ہار ساری رات

---

[۱] کذا در ہر دو نسخہ [۲] مطلق د۰ ا۰ [۳] د۰ ا میں 'است' درج نہیں
[۴] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے [۵] نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے [۶] بدو د۰ ا

تماشاں جو بھیں اسفدر اب آمیں ہیں — کہیں تو جاگے ہوا ہے گلعذار ساری رات
ستاں کے غم پہ ملک سے پلک نہیں لگتی — کیا کریں ہیں سارے شمار ساری رات
بس اس خموش ہو تر ماد مت کر اسے فارغ — کہاں ملک تو کرے گا پکار ساری رات

آئی لپٹ جو زلف کی بسری چیلی چلی — گلس میں ماغ باغ ہوئی ہر کلی کلی
ہم دل جلوں کی بزم میں گر آسے شمع بھی — سن آہ شعلہ بار پکارے جلی جلی
اے ماثر نشاط نرے غم میں خورمی — بزم دل حزیں سے بھرے ہے ٹلی ٹلی
مدت سے جستجو میں ہیسری مثل گرد باد — اوڑتی پھرے ہے خاک ہماری گلی گلی
فارغ بھی اسے محب با مید نجات حشر — ورد زباں ہمیشہ رکھے ہے علی علی

ابروے یار پہ کس پر ہے چڑھائی تیری — قتل کو بس ہے مرے چشم نمائی تیری
دور سے دیکھ مجھے جس تجھیں ہو جانا — تاکہ کچھ کہہ نہ سکھوں بل بے رکھائی تیری
حسرتیں دل کی بڑھا نید سبری تلخ کی آہ — رات کو خواب میں کل شکل جو آئی تیری
دیکھ مکھڑے کو ترے گل سے گریباں پھاڑا — آینہ آب ہوا دیکھ صفائی تیری
بے طرح دام میں زلفوں کے پھنسا تو فارغ — نہیں آتی نظر اب ہم کو رہائی تیری

فدا

تخلص سخ کس میدانم اما نوشتن یکے ازاں [پیچ بہ نکملہ] مناسب می [انگا] رم و ازاں چار یار باقی [است]

سلہ رہے ہے ا ا

اوّل

مرزا اوداحسین خاں المعروف بہ آغا حسین خاں ابن نواب ضیاء الدین حسین خاں عرف آقا مرزا و سبیرہ نواب الہ بردی خاں جہانگیری وے مغل زادے است در بلدۂ لکھنؤ نبا گاشش را در ربل و فرعہ اندازی دستے بود گوئند کہ مرد خوش اختلاط مستحکم ارتباط محبت مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است از گفتہایش یازدہ شعر در اینجا ثبت افتاد او راست ے

غیر کی تم نے کی خوشی اور ہمیں جفا کیا
خوب کیا بھلا کیا خبر بہوت بھلا کیا

چاہت سے بے خبر ہے ہماری تو یار حیف
ہم چاہیں اور ہمیں تو نہ چاہے ہزار حیف

دو گرہ دلکو میرے زلف گرہ گیر کے ساتھ
میں دوانا ہوں مجھے [ربط] ہے زنجیر کے ساتھ

نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی
سچھہ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی

ناکام کیا رہیں گے کچھ کام کر رہیں گے
بدنام ہونگے تو بھی اک نام کر رہیں گے

بیمار غم کا تیرے سب کر [چکے] ہیں چارا
دیدار یار تیرا اب دیکھنا ہے باقی

تیروں کا ان بتوں کے دل آماجگاہ ہے
یہاں آہ آہ کرتے ہیں وہاں واہ واہ ہے
وہاں ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے
یہاں کنج غم میں شکوۂ بخت سیاہ ہے

ہوں اسیر گیسوے پر پیچ میں آشفتہ سر
خواہ دیوانہ کہے تو خواہ سودائی مجھے

اک سانس جوں حباب اس ناتواں میں ہے [اسپر بھی] درد عشق میرے [امتحاں میں] ہے

نہ پوچھو کچھ خبر دل کی گیا تھا ساتھ قاصد کے نہ پھر دل ہم تلک پہنچا نہ ہم ہی دل تلک پہنچے

فدا ۲۲

دوم

صدر الصدور رہاں مولوی محمد اسمعیل المخاطب بہ عاقبت محمود خاں وے جوانے است شائستہ نیک وہیں بسیار مہذب و بعاشت با تمکن جبلے خلیق و خوش اختلاط نہائت نیک خو و پختہ ارتباط تحصیل کتب متداولہ از خدمت سراپا برکت حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خاں غفرہ اللہ المنان فرمودہ از چندے حال ریختہ گوئی در دماغش جا نمودہ اصلش از خطہ کشمیر است و مسقط الراس خاک پاک حضرت دہلی طہور نہا کانش ازاں جنت نظیر است وحصول شخصش دریں قرار گاہ خوشدلی ازاں اشتعار آمدار کہ آں صاحب وقار موروں فرمودہ پنج شعر ایں ہیچمداں سراپا [نقصاں] در اینجا ثبت نمودہ منہ سلمہ ربہ

و ق ۲۱۹

یہ کس کے بال دیکھے تھے کمر تک کہ روتے ہم رہے شب کو سحر تک
ذرا پھر دیکھ لوں صیاد گل کو قفس لے چل مرا گلشن کے در تک

قاصد کہیں شتاب پھرے کوے یار سے آیا ہے جی لبوں پہ میرا انتظار سے
مانند خار خشک ہیں اس چمن میں آہ نے کام کچھ خزاں سے نہ مطلب بہار سے
سیر چمن میں ہے مژۂ سرمہ سا مجھے موج نسیم کم نہیں خنجر کی دھار سے

فدا ۳۱

سیوم

سخن گوے صاحب خرد شیخ عبد الصمد سلمہ ربہ وے بزرگے است نیک نہاد از سکنۂ قصبۂ فرید آباد

بتحلیه علم و حلم آراسته بزیور ورع و تقوی پیراسته خوش طبیعت شیرین کلام نمک طلعت خوبی التیام محبت منش مروة بنیاد مودة روش فتوة نہاد حیا پرور کرم گستر صاحب زہد و توکل بری از ریا و تجمل عزت دوست دوست عزیزان اخلاص طراز لجاجت دشمن دشمن متکبران گردن فراز در کتب متداوله نظم و نثر نظرے دارد و خط نستعلیق و شکسته می نگارد شعر فارسی و ریخته ہر دو می گوید و بمیدان ہند و فارس فرس ہمت می پوید دیوان مردف مملو ہر گونه سخن بطور خود بہرو زبان کردار و بعضو دہر [ثمت] نموده بیرون ازین مرثیه و سلام بسیار گفته و ده مجلس را بزبان ریخته خود نظم فرموده مختصر کلام و اد شہر استادی قصبه [فرید] آباد داده که بر سر ہر متصدی پسر و قانون گو بچه و مانند انہا داغ استادی نہاده در ایام دولت نواب کامگار خاں وغیره [بلوچا]ن فرخ نگر بسیار با کرو فر ایام بسر نموده که به اتالیقی یکے از سردار زادگان انجا متعین بوده درین ایام نافرجام که زمانه سفله نواز و اشراف گداز افتاده به توکل محض اوقات بسر میکند و بر ہیچ کس حاجت خود نمی برد بالجمله مردے مستقیم الوضع قویم الطبع افتاده این ؟ بیت از زادہاے طبع منبعش این احقر بنوک قلم در داده منه سلمه ربه سه

جو درد دل کا لکھوں یار کو میں سے کاغذ	تو اشک یہاں تئیں امڈے کہ بہ چلے کاغذ

زلف جوں ابر نہیں ماہ مبیں کا پردہ	ہے سیہ جامہ رخ کعبہ دیں کا پردہ
توسن یار کے جولاں سے جو سرمہ ہو گرد	چشم نظارہ کرو ں خانۂ زیں کا پردہ
بے غبار آئینۂ دل سے نمودار ہو مہر	سینۂ خلق سے جو دور ہو کیں کا پردہ

جلوہ حسن اوس کا آئنے میں یوں محسوس ہے	شعلۂ شمع فروزاں جوں تہ فانوس ہے
ہو نہ تسخیر پریرویاں کہ ہے آسیب سخت	گو عزیمت بھی حصار فوج یکتا نوس ہے
رشتۂ تسبیح زاہد ہے یہ زنار مغاں	شورش ذکر ریائی نالۂ ناقوس ہے
چشم عبرت سے جو دیکھا ہے فدا خاک آخرش	تخت کیخسرو ہے گویا تاج کیکاؤس ہے

خوان پہ جنکے نہ تھا الوان نعمت کا شمار	بے مزہ یہ اون کے خاصے پر چنے ہونے لگے

فدا (۴)

چہارم

لچھرام پنڈت وے از مدت مدید حضرت دہلی سکونت داشت از چندے بہ بلدہ لکھنؤ شتافتہ بعلاقہ وکالت رسالہ عبدالرحمن خاں قندھاری درسرکار دولت مدار نواب معلے القاب وزیرالممالک آصف الدولہ بہادر نوکر شدہ متعینہ بانس بریلی می ماند وبعہد گی ایام زندگی بسرمی برد مرد ہوشیار ستودہ اطوار شنیدہ می شود گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم بسر فرمودہ ومشق سخن از سرامد شعرائے فصاحت امام مرزا محمد رفیع سودا نمودہ بہرحال پنج شعر از گفتہائش مرقوم کالک سوانح سلک مبگردد وا ورا ست ـــــ

گذشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے — نہوں فریفتہ کیونکر کہ آں باقی ہے

ہوا ہے قصہ مجنوں اگرچہ شہر آشوب — ہمارے عشق کی بھی داستاں باقی ہے

بہار حسن کی جانی رہی اگرچہ یارے — تیری بلا سے کہ یہ عظم دشتان باقی ہے

کہا جو اون سے کہ میں دل تو کرچکا ہوں فدا — یہ بولے ہنس کے ابھی تجھ میں جاں باقی ہے

یک قطعہ بہشت ہے روے زمین پر — کشمیر جسکی سیر کے قابل زمین ہے

فدوی

تخلص پنج شخص می شناسم

فدوی (۱)

اوّل

شاہ محسن مرحوم وے فد [وی] فدوی لاہوری الاصل است درعنفوان شباب حسب سفر برلسبتہ وارد حضرت دہلی گشتہ رحل اقامت انداختہ توطن گزیدہ ساز حوب می نواخت ببشترے از معلی زادہاے نوجوان

درس کار نسبت تلمذ بوے داشتند بسیار خوش طبع وکشادہ پیشانی شیرین زبان ونیک زندگانی بود حسب اشتہار شاگرد شیخ مبارک آبرو است وبر وفق اظہار آں مرحوم کہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان نمودہ تلمید مرزا کرناحق شاید کہ شعرش باصلاح ہر دو استاداں وقت رسیدہ باشد بیست سال کما بیش منقضی می سود کہ جہان فانی را اخیر باد گفتہ بسراے جاودانی اقامت ورزیدہ خدایش رحمت کناد کہ مرد نیک نہاد بود این پنج شعر ازان آں مغفور است ؎

جو چلکر یار گھر آوے تجھے پھر گھر نہ پاوے وہ ۔۔۔ تو گھر آکے گئی دولت خسارہ اسکو کہتے ہیں

کرے سیخی سے جو دعوہ بہو دلخواہ پھر کھاما ۔۔۔ تو ٹھوکو اوسکے سفرے پر عداوۃ اسکو کہتے ہیں

یارہم سے جو سدا بیں بجس رہتا ہے ۔۔۔ نہیں معلوم ملا کون سی پیش آئی ہے

ق ۲۲۱

[در] ایام نو دولتی نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ گفتہ ؎

اور سب گردیاں [پچوڑی] تہیں ۔۔۔ فدوی ایک یہ نجیب گردی ہے

سببے از کسل سگ کرڑوڑہ عرف کسلا رنجیدہ در ہجوش گفتہ ؎

نہیں اوس کو سوا لالچ کچھ اصلا ۔۔۔ تبھی کہتے ہیں اوس بھڑوے کو کسلا

قد سبی لکن حاد فے اشعار الاولس

ی (۲)

[دوم]

مرزا عظیم بیگ [عبیر] ورو بے سوداگرے بود از سوداگران حضرت دہلی در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس [آرام] گاہ طاب اللہ ثراہ کہ بسیار کم وپر بامزہ میگفت ایں مطلع اوست ؎

مار بردوے یں ہے اور عیش سے مانوسی ہے

نقش پا تک بھی مرے در سے بے حاسوسی ہے

بعضے این مطلع را بہ گنا بیگم زوجہ نواب عماد الملک نسبتہ کنند و گویند کہ باصلاح سرآمد شعرائے ساحت آغا مرزا محمد رفیع سودا این مطلع رسیدہ است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ این از عالم نوادر است مرزا سودا بنا بر اندراس نام عظیم بیگ سوداگر غضب نمودہ بنام بیگم مقرر ساخت

فدوی (۳)

سیوم

سید زادۂ خجستہ آغاز فرخندہ فرجام میر فضل علی نام وے جہان آبادی الاصل بود اما گردش در دوار ناہنجار از چندے ویرا بدیار شرقیہ انداختہ بخاک مرشد آباد سپرد این پنج بیت از وے است ؎

جب کف پا کو تیرے یار حنا لگتی ہے آگ تلووں کو میرے لگتی ہے اس رشک سے آہ

دل چھین کے پوچھو ہو کیا کس کے حوالے اچھے ہو میری جان خدا کام نہ ڈالے

یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو یہ بھی کوئی مجلس ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو

دونو باہم کیونکہ ہوں فدوی تیری قسمت ہے یہ گاہ وہ ہو یہ نہ ہو اور گاہ یہ ہو وہ نہ ہو

ابر ہیں روئے یہاں تک جام کو نم نہیں آنکھوں میں باقی نام کو

فدوی (۴)

چہارم

بقال پسرے بود از نواح پنجاب کہ بنا بر سعادۃ ازلی و عنائت لم یزلی بہ تاثیر صحبت اسلامیان

[معنی زا] ربقۂ اطاعت [دین] سمن نگردن حال افگندہ بزمرۂ اہل اسلام درآمدہ خود را بہ مرزا فدوی تامی ساخت و سوق شاعری بہم رسانیدہ شاگرد [صابر علی] شاہ صاحب نہایت پرگو است قطعہ بند ہائے طولانی گفتہ غلطی ہائے فاحش در شعر میکند اما بر کثرۂ مشق خوب ہم در کلامش [یافت می شود] بوۂ شعر گوئی بسیار داشت و مناسبت تام بدین فن مرتب با [دوست] بہم دادہ اما جاہل محض و کندہ ناتراشش بامی مزاج لوطی طبع بیہودہ و بادہ لود با اس ہمہ با سرامد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا طرف شدہ بہ ہجو بابتش پرداختہ ؎

زہرۂ مردی نہ و با شیر مرداں در مصاف   رتبہ کا ہے نرو [رجلوہ] با سرو سہی

مرزا ہم چند ہجو رکیک وے کردہ تشہیرش فرمودہ مشہور عالم ساختہ ؎

با من از جہل معارض شدہ نا منفعلے   کہ گرش ہجو کنم این بود ش مدح عظیم

بہر کیف [آں] کس ناکس یک چند در سرکار دولت مدار نواب امارۃ انتساب امیر الامرا صابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ ورمانہ گراں نوکر شدہ وبتقریب شاعری بقرب نواب مغفور بہم رسانیدہ و باشارہ آں میر ور یوسف زلیخائے استاد نامی مولانا عبد الرحمٰن جامی را قدس سرہ بزبان ریختہ رستہ نظم کشیدہ دہ بیت از زادہائے طبعش در اینجا مرقوم قلم حقائق رقم گردیدہ منہ عفی عنہ ؎

ورق ۲۲۲

مجھ پہ یہ ظلم یہ جفا باعث   کچھ تو میں بھی سنو بھلا باعث
ایک تقصیر بھی تو ثابت ہو   بے جہت رہتے ہو خفا باعث

گر تیغ نگہہ سے تو کرے وار فلک پر   چل جائے فرشتوں میں بھی تلوار فلک پر

آنسو نہیں ہیں دیدۂ تر میں بھرے ہوئے   موتی ہیں آبدار صدف میں دھرے ہوئے
ابرو کی تیرے تیغ سے سورج ڈرے ہوئے   پھرتا ہے اپنے مونہہ پہ سپر کو دھرے ہوئے
خالی کرا نکو دل کے نشانے پر ایک مار   ترکش تیری نگہ کے ہیں دو نو بھرے ہوئے

نہ سرو ہیں باغ میں ہے آہ کسو کی　　　　نرگس ہیں تکتا ہے جس راہ کسو کی

بے ہمیں اب خموشی ہے نہ یارائے سخن　　　　بات بھی کیسے جو کہتے ہیں تو ڈرتے ڈرتے
کسکو جینے کی توقع ہے بھلا اے قدوی　　　　عمر آخر ہوئی پیمانہ ہی بھرتے بھرتے

ٹلتے ہیں کوئی ہاتھ پکڑے یاز ماں چلے　　　　ہم داد خواہ ساتھ ہیں اوسکے جہاں چلے

پنجم

جوانے بود مغل زا سعادہ آما از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد حوبی التمام مرزا بچو بیگ نام در افراط تفرلطے کہ بحضرت دہلی [بہ ہنگامہ] افاغنہ ابدالی رو داد بعظیم آباد افتاد و ہمانجا توطن گزیدہ بجوار رحمت حق پیوست خدایش رحمت کناد مختصر کلام عزیزے بود خوش رو عاشق مزاج سپاہی پیشہ با سرورو [۱] بہتلج در آخر ہا بہدائت سعادۃ سرمدی و رہ نموئی نیک بختی ابدی بدست حق پرستیکے از اہل اللہ صاحبدل خدا شناس کامل دست بیعت در دادہ بحلقہ درویشاں در آمدہ بمشغولی حق در ساخت و در مجالس درویشاں اہل سماع در آمدہ برقص و وجد صوفیان صافی می پرداخت میاکاش بخدمت سوانح نگاری عز امتیاز و استفسد نسبت تلمذ بہ شاہ گھسیٹا ے عشق دارد اغلب کہ دست ارادہ ہم بخدمت سراپا برکت ایشاں دادہ باشد بہر حال ایں مست بیت از گفتہاے آں ہدائت نمودہ موئے است ؎

گلہ آپس [میں] ایسا بھی کبھو تھا　　　　تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا

دل میں کس بات کا ملال گیا　　　　یار سرا کدھر خیال گیا

کیا تسلی کر گیا تھا یار اس دل کو میرے　　　　یہ تو کچھ جاتے ہی اوسکے اور گھبرانے لگا

تجھسے ہوتے ہیں دردمند جدا　　گوکرے کوئی سند سند جدا

کون اوسے یوں کہے کیوں مل عالم کو کیا　　کیا کسو کا ڈر پڑا ہے جی میں آیا سو کیا
گالیاں کیونکر نہ دیوے تو یے فدوی چھیڑ چھیڑ　　ایک تو وہ تھا ہی اوس کو اور بھی بد خو کیا

جوں شمع سر سے گو کہ بلا راست ٹل گئی　　دیوانے ذکر آج کا کر کل کی کل گئی

وہ کافر ہماری شب تار ہے　　جسے دیکھا صبح کا عار ہے

سایہ پھرتے ہیں بہوت مائل لگے　　دیکھتا کیا ہے اپہیں قائل لگے　　ورق ۲۲۳

چل ساتھ کہ حسرۂ دل محروم سے نکلے　　عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

قطعہ

سنب ہجراں کی اور تو فدوی　　ہم کو تقریر کرنہیں آنی
پر یہ وہ رات ہے کہ جبکی ہمیں　　صبح ہوتی نظر نہیں آتی

رباعی

یارو ملے اب کوئی کسی سے کس طور　　مصف ہو ذرا دل میں کرو اپنے غور
جوں آئنہ کس کام یہ خاطر داری　　مونہہ پر کچھ اور پیٹ پیچھے کچھ اور

دیگر

گلشن میں کہاں یار جسے دیکھیں گے　　بن اوس کے تو ہرگز نہ اسے دیکھیں گے
قاصد نے تو ملنے کی توقع کھو دی　　کیوں پھڑکے ہے آنکھ اب کسے دیکھیں گے

دیگر

کل مجکو تو ساری رات سوتے گزری | ہم کو تیرے پاس بیٹھے روتے گزری
القصہ یہ پوچھ جی ہی جانے ہے میرا | جوں شمع جو کچھ کہ دکھ اصبح ہوتے گزری

یک رباعی محمد میر اثر علیہ الرحمۃ [اللہ الاکبر] ہم دریں معنی است اغلب کہ از عالم توارد است کہ سر رشتہ بیکے از ین دو درویش طبع اس خیر اندیش رخصت نمی دہد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

دیگر

کیا ملئے یہ آشنا گھڑی کے ہوگئے | آخر دشمن پھر اپنے جی کے ہوگئے
ان سنگ دلوں سے کیا توقع قدوی | یہ کس کے ہوئے ہیں جو کسی کے ہوگئے

فراغ

تخلص طالب علمے است از طلبائے حضرت دہلی کہ در ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر [استفادہ] کتب فارسی و صحائف عربی از خدمت سراپا برکت جناب فضلت انتساب مولوی محمدی مشتمل غفرہ اللہ تعالے می نمود و بہ تعلیم صبیان ایام زندگانی بسر می فرمود و کم کم فکر شعر ریختہ می گرائید و از نظر فیض اثر آں حضرت میگذرد [اسد] نامش از صفحہ خاطر قاتر فاسم ہیچمیدان سراپا نقصان باوصف کثرۂ ملاقات بنا بر مرور دہور و مضی اوان و شہور حک شدہ حاصل کہ مرد اہل و بصلاح و تقوی آراستہ و پیراستہ بود در ہماں زمان بساط ہستی در نوردیدہ و بروضہ رضوان خرامیدہ خدایش رحمت کناد کہ مرد رحیم و صاحب مکرم علیم بود بہر کیف این چند شعر از ان آں مرحوم است ہ

آتی ہے میرے اشک سے بوئے عرق گل | ہے بسکہ نظر میں گل رخسار کسی کا

کب حسرۂ کوثر سے مرا کام بر آوے
مدت سے ہے کہ ہوں تشنہ دیدار کسی کا

رہا ہے فراغ آج تیرے کوچے میں پا ہے
دل توڑ [دیے] اسطرح نہ زنہار کسی کا

[یہی ہے جی میں کہ گر ہو سکے تو تا دم مرگ]
کبھو نہ اوسکی محبت کو دل [سے کم کیجے]

مبالغہ ہیں [شیخ کو] صرار زیا کچھ کام نہیں
امرو غنچہ دہن وہاں بھی سروں کا پھول ہے

فروغ

تخلص دو کس بمن رسیدہ

اوّل

(۱)

مردے از عالی خاندان مسمی بہ میر شاہ الدین حسین خان تیک نہاد [والا] تژاد از سکنہ خیر بنیاد حیدرآباد این قطعہ دو بیتی وے کہ در مدح منیر الملک گفتہ دبمن رسیدہ درسلک تحریر کشیدہ

قطعہ

قبلۂ فیض ہے منیر الملک
دل ہے جوش جس سے سب خلائق کا

ہے بہار کرم وہ دریا دل
جس سے بارہ ہے روحِ حدائق کا

دوم

(۲)

سید زادہ فصیح زبان مسمی بہ میر روشن علیخان بپاکالش بنابر قرب و قدامت حضور سراسر نور بعہدہ معاشی

امام نکام دل بسر می بردند خود بس ہم موافق [لعرت است] نہایت خلیق و مؤدب و لطائف خوش طبع و مہذب واقع شدہ در مشق سخن بہ شاعر فصاحت مشحون میر نظام الدین ممنون سبقت تلمذ دارد و این سہ شعر منسوب بوے است ؎

بن تیرے ہوس ہم کو بیارے کبھو نہ آیا | ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کاوش ہی دل کی تجکو مژگاں بار آئی | شورش صنعت نہ کرنا کاہے رفو نہ آیا
تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن | گھر میں کبھو ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فرحت

تخلص سید زادہ ایست نوجوان سعادۃ نشان محبت التیام میر امیر علی نام کہ نہایت سعادتمند سلیک روش و لطائف ارجمند و خوبی میں دلبسیار مؤدب و بیحد مہذب واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ میکند و ایام فرحت انجام خود بہ شاگردی بسر می برد این بیت و تک شعر از زادہائے طبع سلیم آں سعادۃ شعار مودت دثار است سہ سلمہ ربہ و مد عمرہ ؎

اشک آنکھوں سے میری گرنے لگے تارے سے | شب زنخداں کا سری یاد جو وہ خال کیا

دیکھیے کب تک حضرت دل اوس دشمن جاں کی فرقت میں
شور و فغاں اور واویلا اور گریہ و زاری کیجے گا
اسو ذرا بھی قدر نہیں بندے کی تم کو صاحب میں
یاد رہے ہر لحظہ ہمارے یاد ہماری کیجے گا

ہجر جانکاہ سے ہو یا تو رہائی یارب | یا سماجاؤں میں پھٹ جائے زمیں کا پردا
تو نے فرحت کو فضا کیوں نہ بنایا شبنم | یا نہ ہوا کسی گلرو کی جبیں کا پردا

دیکھ اوس سرو صنوبر کو چمن میں فرحت
طرح آتی ہے مجھے اپنے طرحدار کی یاد

جی چاہتا ہے اوس لب جاں بخش کو بدل
رکھتا ہوں میں بھی چشمۂ کوثر سے ارتباط

تو ڈکر لیجانا مرقد پہ مری حسن بس کے پھول
وہاں اوگے ہیں انتظاری میں تری نرگس کے پھول
مس کا غم کیجئے یا کو کس کو روئیے
اب کریں جا السواں اوسکا بھلا یا اسکے پھول
تو جو یوں سیپارۂ دل پڑھکی جاتی ہے آہ
بلبل خوشخواں چمن میں سچ سا ہیں کس کے پھول
اس روش رو رو دامن کو آج اوس گلرو نے آہ
غنچے سب کملائے اور مرجھائے سارے بن کے پھول
نقد جاں جسے دیا تھا ایک بوسے پر تمہیں
فاتحہ پڑھنے جلو ہو ہیں اوسی مفلس کے پھول

ستر گل ہے نہ درکار نہ بوستاں ہمیں
آب ہم خاک ہیں کیا چاہیئے ہے خاک [ہمیں]

سوتے ہو کس نیند تم کہتے ہیں کل کوچ ہے
حضرت دل اب تلک بے سر و ساماں ہو

گل مری تربت پہ تم غیروں سے مت کھوائیو
فاتحہ پڑھنے کو میری جان آپ ہی آئیو
ہے میری یہی دعا ہو وصل میں مرا وصال
یا الٰہی ہجر کا پھر داغ مت دکھلائیو

نہ کیجے آشنائی بیوفا سے
اگر کیجے تو تائب آشنا سے
لگا اب تیغ بسم اللہ کہہ کر
اگر میں مرگیا تیری بلا سے

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے
قیامت تیرے قامت سے بپا ہے
نہ دن کو چین ہے نے شب کو آرام
خدا جانے کہ دل کو کیا ہوا ہے

۲۲۵

سوز دل شمع رخاں کو جو سنایا ہم نے — آپ بھی روے اور اونکو بھی رولایا ہم نے

فرقت

تخلص عطاء اللہ خان است وے برادر زادہ محمد یعقوب خان عرف میاں کلو خواص حضور پرنور وجوان سعادت مند ارجمند ہوشیار ستودہ اطوار است سابقاً نسل اکثر بخواصی سلاطین تیموریہ انار اللہ برہانہم عز امتیاز داشتند خودش سر بسر برکاب شہزادگان این دودمان عالیشان سفرہا کردہ ورنجہا کشیدہ و بدیار مغربیہ و جنوبیہ رسیدہ و راحتہا دیدہ ارچندے برفاقت یکے از فرزندان نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر بنواح کالپی ایام حیات مستعار بسرمی برد و گاہ گاہ بطور خود فکر شعر میکند و خیال خود سری در سر دارد و برو بہ این وقت کہ بدیار سر [فیہ رواج] ح بافتہ ہمت می گمارد بہر کیف این دو شعر منسوب بوے است ؎

میرے گھر کے پاس آکر جو وہ بدگمان اولٹا
تو ادیدھر زمین اولٹی اودھر آسمان اولٹا

شعلۂ آہ کا ہے کس کے اثر پتھر میں — کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر میں
چشم بد دور نہ بن ٹھن کے پھرا کیجئے یوں — کام کر جائے ہے انجان نظر پتھر میں
سنگدل کہنے سے کیوں مانو ہو تم اتنا برا — کیا گیا جاتا نہیں لعل مگر پتھر میں
ایک دل ہے یہ اوسی کا کہ نہیں اوسکو خبر — ورنہ آہ اسی کا ہوتا ہے اثر پتھر میں
حیف وہ دل کہ نہو عشق کی گرمی جس میں — اور یوں ہائے نہاں ہوئے شرر پتھر میں
نوسے بھڑکی رہیں روز نکالی فرقت — سینۂ کلک سے دکھلائے ہنر پتھر میں

ل ۵ جو ا ا

شعلہ ہماری آہ کا کس دم علم نہیں　　آتشکدے سے آہ یہ دل اپنا کم نہیں

ہاتھ دل پر رکھے سے کیا ہووے　　دل ہی جب ہاتھ سے گیا ہووے
جی دھڑکتا ہے مانؔ بھی کرتے　　کہ مبادا کہیں خفا ہووے

فراقی

تخلص دو مرد میدانم یکے ازاں انشاء اللہ تعالےٰ بہ تکملہ می نگارم و دیگرے کنور پریم کشور ابن کنور اننتد کشور ولد راجہ جگل کشور سخن فروش است جدش جش طوی پدر دے آئینے مودہ کہ تا الیوم بحضرت دہلی ازاحدے سرانجام نیافتہ تا بہ بلاد دیگر خود چہ رسد قطع نظر از خرج مبلغہائے خطیرہ کہ تحریرش بطول طویل میکشد بدلجوئیہائے خلق بحسن خلق بمرتبہ اعلےٰ ہمت گماشت عامے کہ تا برہمت خداداد ازضیافت وے ابا آورد بجلیہ اش تشریف ارزانی داشتہ گفت کہ بمجلس شادی برادرزادہ خود قدم رنجہ فرمائند کہ محفل سور و سرور بے حضور سراپا نور برادراں نورے ندارد زہے گردش دور دوار ناہنجار بدکردار ہماں کدخدا را دیدیم کہ لباس [فقر] اور برکردہ بمؤمن آباد بر تدابن رحمت اقامت افگندہ بفقرانہ ایام زندگانی بسر می برد اگرچہ اظہار اسلام بہرکس نمی کرد اما بلاشک وشبہ مومن بود بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان خاکپائے مومنان نیک ایمان مافی الضمیر خود بمیان افگندہ آب در دیدہ گردانیدہ طلب مغفرۃ ازجناب حضرت غفار نمودہ ازچندے آنجہانی شدہ خدایش رحمت کناد وایں پریم کشور فراقی جوانے حسین و خلیق و متواضع و با ادب و مہذب شیریں گفتار پسندیدہ کردار ہوشیار مودۃ شعار است شعر فارسی و ریختہ ہردو میگوید از چندے بمرشد آباد کہ جدش وکالت آں صوبہ داشت املاک وے را کہ بداں مکان فراوان است فروختہ اوقات گزاری میکند بہرکیف ایں یک شعر از گفتہائے اوست ؎

ہوئیں آنکھیں گلابی روتے روتے　　گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

۲۲۱

فراق

تخلص دو عزیز می شناسم

فراق (۱)

اوّل

کیقباد جنگ وے از امرائے نظام الملکیہ و رؤسائے ممالک صوبہ [است] گویند بسروۃ[۱] وشوکت ایام بسر می برد و شعر ریختہ اکثر موزوں میکند این شش بیت از وے است ؎

ہیں داغ میرے سینے کے ننگ پر طاؤس	نے ملکہ ہے سب[۲] [باعث] رنگ پر طاؤس
ہم خاک پہ لوٹیں ہوں رقیبوں کو بسر	مخمل کی وہ توشک وہ پلنگ پر طاؤس
ہے چشم ہر ایک داغ کی دیکھے مرے روشن	کیا ہوسے طرف دیدہ [تنگ] پر طاؤس
اوس شوخ رنگیلے کو (کذا) کماں ویس فرح سے	ہو بو قلموں تیر برنگ پر طاؤس
ہر رنگ [حالا] مرغ دل اب آتش غم سے	غیر اوس کا ہوا صید خدنگ پر طاؤس
گر سینہ پہ داغ فراق ایسا دکھاؤں	ہوں شگفتہ اوسکے جو ہیں رنگ پر طاؤس

فراق (۲)

دوم

جوانے فتوۃ دثار مروۃ شعار مودت گزیں محبت آئیں سراسر حیا سر بسر وفا یکسر مہربانی جملہ قدر دانی شیریں زبان ملاحت بیان فصاحت قرین بلاغت آگین معنی ورع و تقوی مضمون پارسائی و اتقا حاد و طراز سحر پرداز صاحب انداز شریف مالک طرز لطیف دوست نکرنگ سراپا دانش و فرہنگ جسم محبت راجان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمٰن وے از افاغنہ لودہی کہ جد کلاں ایشاں از بطن دختر ے از سادات سریف

---

[۱] بسروۃ در ہر دو نسخہ ، [۲] "ہیں" بدلہ

النسب بود و برادر زاده استاد صاحب دراثت ہدائت اللہ خاں ہدائت غفرہ من لالہ البدائت والنہائت و مرید شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر اسد علیہ رحمۃ اللہ القدیر و عفی اللہ عنہ الفلیل والکثیر و سخن خود بیشتر باصلاح شیخ بزرگوار و عم والاتبار خود رسانیدہ و برخے از اشعار آبدار از نظر سرامد سخن سنجان فصاحت آثار مرزا محمد رفیع سودا ہم گزرانیدہ از علوم ضرور بقدر کفائت بہرہ یافتہ و در فن طبابت حذاقت انتساب است اکثرے از تارہ متفاں شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد نسبت تلمذ بوے دارند و بیشترے از سخن سنجان حضرت دہلی بہ تتبع وے موزونی سخن بر روے کار آرند و از انجا کہ محبت و مودہ وے با قاسم ہیچمدان (سر) انقصان نہ باں مرتبہ است کہ بحیطہ تحریر درآید قلم وقائع رقم با وصف دو زبانی از عہدۂ تسطیر آں برآید عناں شدیدہ خامہ الفت شمامہ را اراں جولانگاہ منعطف نمودہ بہ [مضمار] ترقیم نبذے از اشعار عین اشعار ریختہ طبیعت صفوۃ شعارش کہ ہمگی دو صد و ہفتاد و دو گوہر آبدار و لولوے شاہوار است بر رشتہ سلک آراستہ کلک خود میکشم مد سلمہ ربہ[۵]

ورق ۲۲۷

کروں کیا وصف میں صیاد تیری چشم نگاہی کا	ہر اک دام نگہ میں جال ہے [س] یشت ماہی کا
متاع دل فراق ارزاں ہے یوں بازار خوباں میں	کہ جیسے مال بکتا ہو کسو مفلس سپاہی کا

قتل کا انکار گر تو نے کیا تو کیا ہوا	نہ ترا دست نگاریں ہم کو دست آویز تھا

ہمکو بتخانہ تمہیں کعبہ مبارک ہو شیخ	ہم ادھر جائینگے اور آپ ادھر جائیے گا

گلدار کہاں کے یہ چمن زار کدھر کا	دیکھوں ہوں تماشا میں گل زخم جگر کا

[ہر] ذرہ میں [جلوہ ہے تری] جلوہ گری کا	ہر شیشے میں یہاں رنگ جھلکتا ہے پری کا

---

[۵] ساختہ ۱۱۰۱ ھ

توسن ناز پہ یہاں تک بت بے باک چڑھا — گنبد خورشید کی دی بر سر افلاک چڑھا

ق

خرق افلاک پہ مت بحث ادھر دیکھ حکیم — اوج گردوں پہ نہ تو طائر ادراک چڑھا
صاف عینک سے گذر جاتے ہے جوں نورِ نظر — بام افلاک پہ یوں صاحب لولاک چڑھا

فراق اپنا ارادہ قصر دل کے ہے بسانے کا — محل کی فکر ہے ہم کو نہ غم دیوا [نجا] نے کا

دل غرق ہوا لخت جگر بہ گئے سارے — ایک قافلہ اس اشک کے طوفاں میں ڈوبا
اوس لعل کے ہونٹوں پہ پسینہ [جو] بہے ہے — آتا ہے مگر شہر بدخشاں میں ڈوبا
یہ شیشۂ دل تجکو نہ دینا تھا ستمگر — پھوٹے مرے طالع کہ تری شان میں ڈوبا

داغ دل رکھتے ہیں گو ہووے نہ پرہ کا تکیا — بجنی کافی ہے سپاہی کو سپر کا تکیا
زانوے یار پہ سر یونہیں میرا رہنے دے — ہمنشیں بس نہیں گر سر سے پہ سر کا تکیا

دل کے ٹکڑوں کا پہر [یہ] پاش نہیں انبار لگا — تیرے کوچے میں یہ ہے آئنہ بازار لگا
ہاتھ سے عشق کے بس سخت اذیت کش ہوں — دل میں ہے تیر لگا پاؤں میں ہے خار لگا

نہ بیگانہ پھرا واں سے نہ کوئی آشنا آیا — عدم کے جانیوالوں کو دلاور پیش کیا آیا

خونچکاں نخچیر کیا تڑپے ہے اس انداز سے — پاس سے ٹک دیکھ تو ظالم میرا دل ہٹے گا

بارے فرمائیے میں تم سے یہ پوچھوں ہوں فراق — آپ اب آئے کہاں سے ہیں کدھر جائیے گا

نہ لحب دل کو جدا تار اشک سے کر چشم | کہ یہ امام ہے اس موتیوں کی سمرن کا

رات کو میری بغل میں آ چھپا بے اختیار | سایے سے اپنے جو اس رشک پری کو ڈر لگا

گالیاں ہیں کہ پھول جھڑتے ہیں | ذکر یہ مہربان ہے کس کا

رش ۲۲۸

کیف سے آنکھوں کے تیری [چور] رمیخانہ ہوا | جام کیا ٹوٹے کہ شیشہ دیکھ مستانہ ہوا

تجھسے برابری ہے غلط آفتاب کو | میزان حسن میں او سے تولا تھا کم ہوا

تمکھاہے، نکیلا ہے، طرحدار ہمارا | اے سرو چمن دیکھ یہ ہے یار ہمارا

حین دن کو نہ رات کو ہے قرار | اس دل بیقرار نے مارا

اے کاش یہ بلائیں سر اپنے سے ٹالتا | زنجیر زلف کو یہ گلے بیچ ڈالتا
دل تھامتا کہ چشم پہ کرتا نبری نگاہ | ساغر کو دیکھتا کہ میں شیشہ سنبھالتا

داغ ہجراں جو دیا مجکو سپہر بے مہر | اسے تو شمع شبستاں ہی بنایا ہوتا
کشتۂ ناز کا [تا] بوت لیئے جاتے ہیں | تونے بھی اوٹھ کے ذرا ہات لگایا ہوتا
قدر و منزل نہیں یہاں دل کی تجھے خانہ خراب | وہاں جو ہوتا تو ہی عرش کا پایا ہوتا
شعلہ آہ جو آنسو یہ بجھاتے تو فراق | اڈتے تو خیمہ افلاک جلایا ہوتا

ہر چند یہ چاہا جو کبھو اوسے نہ بولو | تب بولے یہ کمبخت میرا دل بہس رہتا

خبر دیتا تھا کس کے وصل سے شوق ہم آغوشی　　　کہ ہر رات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

سایہ یار سر زلف سے اپنے ڈر کر　　　رات کو یار [لعل بیچ مرا یے آں [چھپا]

سرشک چشم پہچا اوس گلی تک رشک ہے مجکو　　　کہ دل افسوس ہے وہاں تک نہ تو پہچا نہ میں پہچا

عشق عشق کیا بہت ہی صنعت گر فضا نے　　　نقشے کو تیرے جسدم رسنک بہار کھیچا

اللہ رے نزاکت چولی مسک گئی سب　　　دست خیال نے جو دامان یار کھیچا

دل میں بسی ہے میرے فندق [پا] اوسکی فراق　　　خوں سے لبریز ہے یا رنگ حنا سے شستا

کون سا معشوق ہے جسکو نہیں عاشق کا غم　　　خیمۂ لیلیٰ سدا مجنوں کے ماتم میں رہا

نظروں ہی میں دل اوڑا گئے تھے　　　برہم سے بہت تساب دیکھا
گردی ہے خدا نے تجکو نعمت　　　اوروں کو بھی نان و آب دے کھا

یہاں تلک مجھسے[۱] وہ بھڑکے ہے غزال وحشی　　　کل جو نکلا میں ادھر سے وہ اودھر سے نکلا

فکر ہیں تعمیر کے منعم نہ مر تو رات دن　　　گھر کسو کے دل میں کر [پا][۲] عاقبت خانہ بنا

---

[۱] بھڑکے ہے مجھسے وہ غزال ا ا ۱ ۷۵ "ما" اصل نسخہ۔

کسی سے ہمکو لگ جلنا کسی سے یار [ہوجانا] ستم ہے یہ کہ ہم جھپٹریں تو پھر بیزار ہوجانا

فراق کرتا ہے اشکباری لبوں پہ اوسکے ہے آہ جاری
نہ ساری جائے ہے بے قراری کوئی یہ کہدے کہ یار آیا

دل اوسے جو میں مانگا آئنہ اوٹھا لایا وہدے کی صفائی سے کیا بات بنا لایا
اسباب سفر میرا تک دوش پہ لے چلنا رہ جا تو نہ کر جلدی اے باد صبا لایا
کس سحر سے کس فن سے کس پیچ سے کس ڈھب سے سچ کہیو فراق اوسکو کیونکر تو [منا لایا]

حشکی اور چھیڑ یہانتک رہی بس کیا کہیئے رات اوس سنوح ستمگار نے سونے نہ دیا

رق ۲۲۹

اللہ رے صفا ترے ساعد کہ جسکو دیکھ مارے خیال وہم بھی یہاں آ پھسل گیا
آنے کو نیم راضی ہوا تھا وہ رشک گل بانو کو جو میں ہات لگا یا مچل گیا
حسرۃ ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف نکلا ادھر وہ گھر سے ادھر جی نکل گیا
[جینے نہ دو کی] وہ نظر سے گرا فراق جو اشک مونہہ چڑھا سو وہ ماٹی میں رل گیا

جذبۂ الفت کا بندہ ہوں کہ مجنوں تھا جہاں آ کر وہاں ناقۂ لیلیٰ کا محمل رہ گیا
دوش بوئے گل پہ آیا ہوں جریدہ رشک گل ف جو میرا اسباب تھا سب رشک محفل رہ گیا
دل رہا طاقت رہی صبر و توانائی رہے کاروانہ جابجا منزل بہ منزل رہ گیا

دیا ہے دل کو چین نہ شب کو قرار آہ کیا جانیے کرے گا دل بے قرار کیا

سری میں اوٹھا پردۂ غفلت کو [تو] دل سے رکھے ہے مسافر کو ضرر وقت سحر خواب

دل کو لے خوب کی وفا صاحب　　آفریں باد مرحبا صاحب

کل اوسکی زلف کو ہم یاد کر بہوت روئے　　عجب مرے سے ہوئی ہمکو شام ہر لب آب

رنگ گل [ہے] باعث نشو و نمائے عندلیب　　واشد ہر غنچہ ہے مشکلکشائے عندلیب

ترسیں ہم اور رہے آئینہ تیری لوٹے بہار　　حیف بخت افسوس طالع ہائے قسمت یا نصیب

[انتفاع] عشق بے تابی ہے اور بے طاقتی　　مزرع الفت کا دیکھا [ہم نے] حاصل اضطراب

دل فراق اوسکو نہ دینا تھا بس آگے کیا [کہیں]　　بات گر کہیئے بھلی اوسے برا مانے ہیں آپ

یارب یہ کس کے ہات سے شیشہ ہوا ہے چور　　ابتک شکست دل کی نہیں کچھ خبر درست

پاؤں کو مرے اشک سے دھویا کرو سدا　　صندل ملا کیا نہ کرو درد سر کے وقت

چراغ و شمع مرے گھر میں گو نہوں تو نہ ہوں　　جلا کرے ہے دل داغدار ساری رات

شوخ گو تیرے گیا رنگ حنا [ہات سے چھوٹ]　　دعوی خون نہ جاوےگا براس بات سے چھوٹ

شب فرقت میں آنسو ہی گرے نے چشم سے تپ ٹٹ　　نہ پہلو سے لگا پہلو نہ کروٹ سے لگی کروٹ
بلائیں اوسکی زلفوں کی نہیں تو پیار سے لیتا　　کہ شانے انگلیاں تیری نہیں اب بولتیں چٹ چٹ
رہیگی پردہ مینا میں کب تک دختر رز تو　　مثل مشہور ہے جب ناچنے نکلی تو کیا گھونگٹ

میرا دل لے چوکے پھر کس لیئے بوسہ نہیں دیتے　　　سبب موجب غرض کچھ وجہ بھی تکرار کیا باعث

کیا ہے نالۂ بلبل نے بے دماغ مجھے　　　میرے مزار پہ کیوں کی یہ گلفشانی آج

سبزۂ خط [نے] کیا دونا ترا اظہار حسن　　　خط ترا [کشاف] ہے تفسیر قراں کی طرح
ہر اداء و ناز میں ہے نوک جوک اوسکے فراق　　　کھب گئی جی میں ہمارے یار کی بانکی طرح

ایدھر زلفیں بناتے ہو اودھر دشنام دیتے [ہو]　　　بھلا صاحب یہی ہے کیا نماز شام کی تسبیح

بوسہ جب مانگوں ہوں پھر پھر کے یہی کہتا ہے　　　دور ہو مجکو نہ آتی نہیں تکرار پسند

ق

گھر سے کل نکلا جو وہ مست خرام ناز حسن　　　دیکھ کر اوس کا سنی جامۂ و دستار زرد
خلق کے چہرے پہ بس اوڑنے لگیں ہوائیاں　　　ہو گیا رستہ مکاں کو جہ در و دیوار زرد

نالہ کیا جو ضبط تو آنسو ٹپک پڑے　　　کس کس کی آہ پیجئے خبر یک نہ شد دو شد

نام دھرتے ہو سبھی خوبان عالم کو بھلا　　　ہے تمہیں بھی متفق میں کس قدر کتنا گھمنڈ　　　رق ۲۳

اتنے بیزار جو بندے سے ہو تم صاحب [میں　　　خط آزادی] مجھے [لکھ] دو منگا کر کاغذ

لہ پہنچی و ا ب

بسینے سے کل نکل ہی چلا تھا نساب سے — پر ہاتھ رکھ لیا ہیں دل بے قرار پر

نہیں چھٹنے کے بعد از مرگ [بھی پابند] الفت کے — سواد زلف لیلی سے یہ لکھد و خاک مجنوں پر
کمیت [فکر کمر] ای ہوگیا یہاں تک لنگا تو کی — نہ آیا زیر نہار اوس کی کمر کا باندھ مضموں پر

میرا سینہ جواب بگدست گل مہدی کا تختہ ہے — یہ کس بابے نگاریں کی لگی ہے لات چھاتی پر
برا کرتے ہوئے تب کو اپنی جھب دکھاتے ہو — نہ نامحرم لگا بیٹھے گا پیارے ہاتھ چھاتی پر
نہ کیونکر سانپ لوٹے اپنی چھاتی پر کہ وہ گل رد — رکھے ہے ہار کو پھولوں کے ساری رات چھاتی پر

مکھڑے کے دیکھنے ہی غرض جی نکل گیا — طاقت کسے رہی جو کرے عرض حال پھر

اے چشم نہ گریہ اس قدر کر — میری بھی طرف تو ٹک نظر کر

ہماری طرح تجکو بھی سدا بے چین رکھے گا — کرے گا کیا مرے دل کو تو اے آرام جاں لیکر

آیا دل شگفتہ مجھے یاد تو رو دیا — [چھاتی سے بہت غنچہ] تصویر لگا کر

صانع نے آپ اٹھنے لیے ہاتھ چوم چوم — [عس عس کیا بہت سزی] تصویر کھینچ کر

جفا کے پردے میں اک گونہ پیار ہے آخر — برا بھلا ہے پھر ایسا وہ یار ہے آخر

یار کا حسن جو میزان خرد میں تولا — ہے کئی درجہ یہ ان شمس و قمر سے بہتر

---

۵۷ آپ ہاتھ لئے اپنے ۔ ا ۔ ا ۔

اشک کا مار سدھا ہے یو مجھے مار نہ چھیڑ ٹوٹ [جاوے] نہ کہیں موتیوں کا ہار نہ چھیڑ

[مہ جبیں باندھ] کے نکلا جو کمر آخر زور مہرے ہاتھ سے وہ ڈال سپر آخر زور

آرام دل حلوں کو محبت کے ہے کہاں ساد [اب پھلجھڑی ہے نہ سنا] خ [امار سر]

[دنیا] ہے مات مات ہیں تو مجکو گالیاں نہ تھی ہے کوئی طور بھلا مد زبان بس

عکس عارض ہیں درہاے بناگوش کے بیچ متصل لگ رہی ہے آپ گھر سے آتش

آرام ہے ست کو نہ مجھے چین ہے دل کو مارے نہ ہو الفت کا گرفتار کوئی شخص

اک دل جس کے طلبگار گئی کیا کیجے زلف وابرو لب و [دندان] و زنخدان عارض

پہونچے ہے کوئی خط ترے خط کی بہار کو دیکھے [ہیں نوخطوں] کے بس چند ہیں ہزار خط

فراق مجھسے تو کیفیت شراب نہ پوچھ کہ ہم نے خوب اوٹھاے ہیں چشم یار سے حظ

کیا عجب ہے لوگ [تیرے] گرد ہوں جاما نہ جمع شمع پر دیکھا نہیں رہتے ہیں ست پروانہ جمع

ہوش میرا حوت کو کبھو ہو حضور شمع مانند رنگ گل وہیں [او]ڑ جاے نور شمع

ٮ ہم سے ا ا +

روشن دلوں کا دونو جہاں سے ہے جی بجھا　　[مانند] جامہ ہے نہ [اسیر کفن] چراغ
مانند لالہ پوچھ نہ ہم دل جلوں کا حال　　آتش سے غم کی [ہے نہ سرا پا] بدن چراغ

گریاں ادھر ہے شمع ساں خنداں ادھر وہ مثل [گل]　　[داغ دل و زخم جگر] اک اسطرف [اک] اوسطرف

ہیں کھو گیا ہوں کہ جاؤں کدھر　　وہیں کی طرف یا کمر کی طرف

کیا کروں جوش جنوں سے ہمنشیں ناچار ہوں　　خود بخود کچھ دل کھچا جاتا ہے ویرانے کی طرف

ورق ۲۳۰

میرا دل لے لیا پھر کیوں مجھے بوسہ نہیں [دیتے]　　ادھر لاؤ وہیں جھوٹی ہیں اس تکرار سے واقف

[چراغ لاؤ نہ گل] چڑھ [اؤ ہماری تربت پہ آتے ہی] آؤ
کہ تم ہی گل ہو تمہیں چمن [ہو] تمہیں ہو شمع مزار عاشق

عشق کی سرکار میں موتی ہی لٹتے ہیں مدام　　مردمان چشم کی [ہوتی] ہے بٹ تنخواہ اشک

زلف کا سو [دا چڑھا] رہتا ہے چھاتی پر مری　　رات کو نت پیچھے ہے اوس کا مجکو کالوس خیال

[کھویا] گیا ہے دل کسی بلبل کا ظاہرا　　ڈھونڈے ہے اپنے ہاتھ میں لیکر چراغ گل

مت مونہہ لگا رقیب سیہ فام کو تو اب　　کچھ بھی بھلا ہے ربط کہ باہم ہوں زاغ و گل

فراق ناتواں کو کوچۂ دلدار تک لے چل　　بٹھا کر دوش پر اسکو صبا گلزار تک لے چل

فراق خستہ جاں اتنی نہیں حامی کوئی بھرتا
کرلے چلتے ہیں ہم تجکو ترے دلدار تک لے چل

دل کو میں ہر چند سمجھا یا سمجھتا ہی نہیں
آپڑا ہے مجکو یار و سخت دیوانے سے کام

خانہ بخانہ در بدر و کو بہ کو پھرے
[ہاتھوں] سے تیرے اے دل خانہ خراب ہم

ہر غنچہ میں بوسے تیری ہر گل میں تیرا رنگ
تسپر بھی تری شکل و شمائل نہیں معلوم
کیا جانے کدھر کشتی لگی لخت جگر کی
دریاے سرشک اپنے کا ساحل نہیں معلوم

ہیں رکھ کے ہاتھ جو سینے [پر اپنے] دیکھتے ہیں
بجاے دل مجھے ہوتا ہے خار سا معلوم

گل منتظر و دیدۂ نرگس نگراں ہے
عاشق ہیں ترے سرو خراماں ہمہ تن چشم

خواب سے چونکا جو اوسکو دیکھ حیراں رہ گیا
گاہ موند رہا تھا گہے کھولوں تھا سو سو بار چشم

اوسکی صورت تو ذرا میں [دیکھ] لوں خانہ خراب
پھوٹ پھوٹ اتنا نہ بہ دم لے ذرا خونبار چشم

جب سے دیکھے ہیں ترے دست حنائی تب سے
خون روتا ہوں پڑا [ا] پنجۂ مرجاں کی قسم
کوچہ یار کو فردوس بریں سمجھے [ہیں]
باغ [جنت کی قسم رو] ضہ رضواں کی قسم

نسیم سحر اوس کا کوچہ نہ جھاڑ اب
ابھی وہاں سے کشتے اوٹھا [نے بہت ہیں]
قسم ہے میرے سر کی اے چشم تر تو
ق
نہ تھبنا کہ [آنسو] بہا [نے] بہت ہیں
تن زار کا بار ہے شمع آسا
ابھی کھوج اوس کے مٹانے بہت ہیں

ایک دن بھی نہ کبھو آں کے پوچھا احوال — آپ عاشق کی بس ایسی ہی خبر رکھتے ہیں

نہ کھانا ہے نہ سونا ہے بڑا راتوں کو رونا ہے — بھلا یہ بھی سہے [شکل زیست مرنا چاہے] جیتے ہیں

اس دل کے لبھانے کے اسلوب سمجھتے ہیں — باتوں کو تیری پیارے ہم خوب سمجھتے ہیں

تیری نظروں سے اے پیارے اگر ہم دور [رہتے] ہیں — ولیکن دل کے آئینے میں تجکو گھور رہتے ہیں

ترا خط لے کے قاصد سے نہیں پھولے سماتے ہیں — کبھو آنکھوں پہ رکھتے ہیں کبھو سر پر چڑھاتے ہیں

گاہ اشک آنکھوں سے گہہ لخت جگر جھڑتے ہیں — واہ کیا نخل محبت [کے ثمر] جھڑتے ہیں

لے کر نقاب موہہ پہ نہ رکھے ہے چوری چوری — عین حجاب میں بھی [کیا بے حجا] سماں ہیں
ہرگز فراق اوس کی تقصیر کچھ نہیں ہے — اس د[ل کے] جا[ہنے کی ساری] خرابیاں ہیں

فراق اوسکی کمر کے سوچ میں وقت سے نیند آئی — زباں سے کیا کہوں [کیا] مطلب سوا رہتا دل میں

یاد کر اوسکی کمر رات یہاں تک رویا — صبح دیکھوں تو میں ہوں تا بہ کمر پانی میں

تیری صورت کو حسد میں مانی ۔ [بہزاد] نے دیکھا — پٹاک دی ہاتھ سے یوسف کی لئے[1] تصویر پانی میں

---

[1] بھی ا ا ۔

مرا اشک مسلسل دیکھ کر کہتے ہیں یوں مردم بہا جاتا ہے [لیجو موتیوں کا ہار پانی میں]
[صفا بنیاد جو ہیں اونکو] کچھ مطلق نہیں لغزش کھڑی ہے [آئنے کی دیکھ] تو دیوار پانی میں
جو کہتا ہوں قدم رکھیو کرو ٹک بدہ نم تک تو کہتا ہے کہ آئی ہے مری پیزار [پانی میں]

اوس طرف برسے ہے ساون اسطرف چشم پر آب یوں بسر کرتے ہیں کچھ ہم برسات میں

پوچھ کیوں یہ شیشہ دل کو کیا ہے چور [موہہ] سے تو پھوٹو کچھ تو کہو موہہ سے ہاں نہیں

ق

صحبت فراق اوسے [میسر ہو کس طرح دن کو تو وہ کہے ہے کہ ملنے کا ڈھب نہیں
اور رات کو جو کہیے تو پھر وہ [بہانہ جو] [زلفیں اوٹھا] کے موںہہ سے یہ کہتا ہے شب نہیں

جب دلکو مانگتا ہوں کہے [ہے] کھڑک کے یوں میں نے کہا نہ دل ترا مجھ پاس جل نہیں

دیکھا جو غور سے تو بشر ہے بھی اور نہیں جوں عکس شخص ہیں نظر ہے بھی اور نہیں

شیشۂ مے سے بھی نازک ہے اسے مت پٹکو دل ہے کم بخت یہ پتھر نہیں فولاد نہیں

[اوسکے] دہن کا وصف میں کیونکر لکھوں براق رکھتا ہوں عذر [قافیۂ تنگ درمیاں]

طپش ہے درد ہے زاری ہے بے تابی ہے اور میں ہوں
[شکست رنگ ہے وحشت] ہے بے خوابی ہے اور میں ہوں
دوا یہ چشم تر کا دیکھ زاہد خشک [ہستا] ہے
اگر تنہا ملا مجھکو نہ سجائی ہے اور میں ہوں

توڑے کیں چہرے پہ زلف آراشیاں — میرے کیا کیا جی میں لہریں آئیاں
جسکا دھڑکا تھا مرے جی میں فراق — ہجر کی [راتیں] وہی پھر آئیاں

ہزاروں گل کھلے اس باغ میں اور سیکڑوں کلیاں — کھلا ایکدم نہ [دل] اپنا گئیں جی سے نہ بیکلیاں

لڑکھڑانے میں بلا کافر کے کچھ [انداز ہے — ٹھوکریں اوس مست کی دیکھیں] غرض متاںیاں

زلفوں سے دل لگا کر ہوش جنوں خرمدا — [پاؤں] میں تجکو ڈالا زنجیر اپنے ہاتھوں

[ہونٹوں] پہ جان آئی ہے یہچو نشاں سے — گر تم نے ور کی تو مری جان ہم کہاں

حال دل سب تمہیں سنا دینگے — ابھی آئے تو وہ بحال ہمیں
چلو گالی نہ دو نہ ٹھکراؤ — نہیں [بھائی یہ] چال ڈھال ہمیں
ق
دل کو لے جوڑے میں چھپا بالے ہے — آگیا [ہے یہ اب خیال] ہمیں
آپ ہیں ایک مال مانند ہے چور — سب وہ [کھا دیجیے] بال بال ہمیں

یاران عدم کو کوئی کہدے کہ سدھاریں — آہستہ چلے آتے ہیں ہم کو نہ پکاریں

خط تو اوس کو لے چلا ہے پر کسی عنوان سے — ڈھب ملے تو ساتھ لے چل نامہ بر مرے تئیں
میں تیرے پاؤں پڑوں زنجیر تو پاؤں نہ پڑ — جانے دے لے جائے یہ وحشت جدھر میرے تئیں

اظہار کر کے الفت اوس غنچہ لب کو کھویا — کم بخت کیوں ہوئی یہ میری زباں دشمن

[کیا ہے] لشکر غم نے گذر اب کشور دل پر
کوئی ساقی سے کہدینا کہ ہاں اب جامداری [ہو]

تکلف [کیوں کرے] ہے چاک جگر یہ ناصح
ہیں ہاتھ کاٹ ڈالوں تجھے اگر رفو ہو

اوس مہ جبیں کے روبرو آبشر تو یہ ہو
ہم صاف مونہہ یہ کہتے ہیں بے آبرو نہ ہو

ش ۲۲۳

رہنے دے کوئی دم تو ہمیں [کوے] یار میں
مت چھیڑ اے صبا مرے مست غبار کو

کہتے ہے شوخ [رخ] کھلاؤں جو یار دل ربائی کو
ابھی آجھی نگہ] ہر مول لوں ساری خدائی کو

[وہ] س ہوا یہ یار نگہ اوس کی جسم کا
کرنا ہے صید طائر رنگ پریدہ کو

[نہ] زنداں سفید اوسکے [مسی و ہاں ہیں] دیکھو
کھلی ہے موتیا[1] لالہ و نافرمان میں دیکھو
غرض [ہر ایک] میں واجب ہے تیرا رنگ [کے بجالیے]
کہاں نیرنگیاں ہیں یہ گل امکان میں دیکھو
یہیں [مژگان] خون افشاں میں تار اشک یہ مردم
لڑی ٹوٹے ہے موتیوں کی بیچ مرجان میں [دیکھو]

[وقت] بوسے کے شکر لب رہے دشنام کی چھیڑ
خالی جاتی نہیں گپ جب کی مٹھائی مجکو

دیر تک کیا دل آہن کو آگے موم کرلی تھی
جدا جانے ہوا کیا ان دنوں آہ سحر تجکو

مرے جس رنگ سے چاہے تو لے اپنی دست نگہیں کے
لگی گر ہاتھ مل ڈالوں گا پاؤں سے حنا تجکو

---

[1] موتیا یہاں لالہ و دریاں و ۱

دل فراق اوسے جو مانگا تو کہا ناز سے یوں　　ہاں جی بس ایک یہی دل اسے تو رہنے دو

ٹکڑے کیا ہے شیشہ دل کیوں مرا بھلا　　موںہہ سے تو پھوٹو چپکے ہو کیا کچھ جواب دو

[ابھی کاٹیں گے سار] سے ہات یہ دندان حسرت سے
ذرا دو انگلیاں مسی کی تم اوس کو [لگا] نے دو

جی نکلے عشق میں دل تو بھی نہ آہ کیجو　　اوس پر نظر نہ [کیجو] مجھ پر نگاہ کیجو
دل اتنی بیکلی پر گلہ و سے ترک الفت　　اس برتے پر کسی سے پھر جاکے چاہ کیجو

نہیں آتی ہے غم سے نیند میں سوتا ہوں جس پہلو　　نہ اس پہلو نہ اوس پہلو نہ اوس پہلو نہ اس پہلو
یہ کنج [فقر] بہتر ہے مساں اکسیر اعظم سے　　زر خالص سے وہاں کے مارتا [ہے یہاں کا مس پہلو]
[جگر میں درد ہے ایدھر] اودھر ہیں آبلے دل میں　　الٰہی سخت حیراں ہوں کہ اب سوؤں میں کس پہلو

مجکو دیکھا جو اونے بھر کے نگاہ　　نکلی بے اختیار [دل سے آہ]

ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے میرا وہ ماہوش　　قطرہ قطرہ میں جھمکتا ہے بڑا [دریا] کو دیکھ

تجھ سوا غیر کو ہم چاہیں گے امکان ہے یہ　　افترا محض غلط [جھوٹ] ہے بہتان ہے یہ

جہانتک صاف طبیعت ہیں اسیر [حیران ہیں]　　نمایاں موج دریا سے بھی ہے زنجیر کا نقشہ

اے چشم تجسے آگے ہی تھا نام نم کے ساتھ — سو بات ہی گئی وہ گیا جام جم کے ساتھ

ق

ہے جود سحر لطف خدا گوھر مراد — ملتا ہے گو ہو مستحق عالی مقام سا [تھا]

ظلمات سے لے آئے سکندر کو تشنہ لب — تھے با وجود خضر علیہ السلام ساتھ

ناز و ادا ز سے جوں اوسے رکھا ناک نہ ہا [تھ] — ہم گئے بیٹھ وہیں رکھ دل [غمنا] ک یہ ہاتھ

لشکر حسن نے کیا تاب و [توان عارت کی] — بلکہ کہتے ہیں بڑا [ستعلہ] اورک یہ ہاتھ

[بخدا برق نمط وہیں تڑپھ] کر بھاگا — جا بڑا رات کو جو اوس ست بیباک یہ ہاتھ

اپنی ہی چھاتی ہے کہ اوس گل کے — داغ پر داغ کھائیے ملیئے

ہر گل و [ہر] غنچہ مرآت جمال دوست ہے — اک کھٹرا جس کی خاطر ہیں یہ آئینے کئی

ب ۲۳۴

دامن فلک کیا تھا ٹک اوسکے یہ دست وہم — اللہ ری نازکی وہیں [چو] لی مسک گئی

سن مرا [حال] یہ کہتا ہے یہ یک سوسے دے] — سید تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دے

[حکیم صا] حب بلا ہے گرمی میری [نہ نمضمو] ل پہ ہات رکھیے
مجھے یہ ڈر ہے نصیب اعدا کہیں نہ تم کو بخار آوے

کہا کسی نے جو پروانگی ہو محرے کی — یہاں فراق بھی اے رشک ماہ ہو جاو [ے]

کہا یہ سن کے کہاں خیر کیا مضائقہ ہے — کبھو او [سے] بھی کہ وہ گاہ گاہ ہو جاوے

سلہ بہہ ا ا +

رات دن یہ رفیق رہتا ہے — [اے من مرے] خیال کے صدقے

آنکھوں نے بھی اوس طرح سے یہاں راہ نکا[لی] — [ساتھ] اپنے ڈبویا مجھے کیا چاہ نکالی

جو مر جاؤں [چراغ و] وشمع کی تکلیف مت کیجو[1] — خراماں ناز سے مرقد پہ آتا تو صنم خالی
تیرے پائے نگاریں کا ہوں اے رشک چمن کشتہ — بجای گل مر[ی] چھاتی پہ رکھدینا قدم حالی

سنتے ہی میرے قصۂ غم[2] کو میاں سے چلے — کیا ایسی سدھ ہے ابھی بیٹھو کہاں چلے
تم گالیاں دو مجکو تو میں چٹکیاں نہ لوں — پیارے کسو کا ہاتھ کسو کی زباں چلے

عشاق کی [صفوں کو پل] میں اولٹ پلٹ دے — مکھڑے سے گرد و پیٹھ وہ رشک ماہ اولٹے

[یہی رہ رہ] کے اسے مجکو فراق افسوس آتا ہے — کہ کس بے رحم پر عاشق ہوا [یہ کیا کیا تو نے]

آمد یہی گر اوں کے رہی پارۂ دل کی — تو شیشہ گروں کی لگی دوکان ٹھکانے

اوس مہ جبیں سے رات کہا میں نے اے فراق — پیارے نشاں آنو کہ جاتی ہے چاندنی
ق
زلفیں اوٹھا وہ مکھڑے [سے] بولا کہ واہ واہ — کچھ آپ کو تو بہوت خوش آتی ہے چاندنی

درد دل ہوتا ہے پیہم دیکھیے کیسی بنے — جی رہے یا جائے ہمدم دیکھیے کیسی [بنے]

---

[1] کیجیو ۱ ۱ ۲   [2] قصہ حالسوز کو چلے ۱ ۱ ۲

[چار یاروں] سے ہی بنیاد جہاں ہے قائم — یعنی ہر جزو میں ہے آگ ہوا گل پانی

آبلے دکھلائے جب اوس دل رنجور نے — دانت میں تنکا لیا جوسے انگور نے

چشم بدمست سے غارت دل و جاں کیجے خیر — کشت امید چراگاہ غزالاں ہے اب

تجھ بن کسے خوش آئے ہے یہاں بادۂ گلگوں — پانی بھی جو اوترے ہے تو دشوار [گلے سے]

ہاتھ سے وست جنوں کے پیرہن صدچاک ہے — کب تلک یارب کروں میں [بخیہ کاری ایک سی]
ٹکڑے ٹکڑے جیب کیا دامن ہے سارا چاک چاک — سوزن خار جنوں تو باری باری [ایک سی]

کہتا اگر ہمارا ایسا برا لگے ہے — کاہیکو کوئی چھیڑے کیوں بولے کوئی ہم سے

ہاتھ جوں پکڑا لگے کہنے کہ بس چلتے رہو — یہ زبردستی نہیں بھاتی حکومت آپ کی

گلبدن لی خبر بھلی دل کی — مارے ڈالے ہے بیکلی دل کی
سوز سے شمع کے ہے روشن بات — کیا کہے یہ زباں جلی دل کی

[جور و جفا] اوٹھاویں کس واسطے بھلا کیوں — پیارے غلام ہیں ہم [اے واہ کیا کسی کے]
[زنجیر] یہ [دو] اسنے آپ ہی سمجھ رہیں گے — [پاؤں پڑے ہے] ناحق تیری بلا کسی [کے]

لہ ہی سے ۱۰۱

ورق ۲۳۵

دل نہ دینا تھا تجھے آفت جاں کیا کہیئے　　　صرف بہ ہم نے غلط فہمی و نادانی کی

ہماری آہ سے پتھر بھی آگے موم ہوتا تھا　　　خدا جانے ہوئی کیا ان دنوں تاثیر آتش کی

نہیں کرتا کوئی بے درد علاج گریہ　　　حضرت درد سے پوچھوں گا دوا رونے کی

فراق خستہ جاں کا حال ٹک [اٹھو جاؤ] دیکھو　　　سناتے کیا ہو [زلف چہرہ] گلفام پر بیٹھے

شیخ صاحب بھلا خدا سے ڈر [و]　　　دخت رز سے غلام رہتا ہے

شعلۂ برق اوس کا سایا ہے　　　دل تڑپنے ہی کو بنایا ہے

قیمت بوسہ میں دل لے چکے پھر جھگڑا کیا　　　ہو چکا یار جو سودا وہ بھلا پھرنا ہے

بوسہ [لیا] ہے کئے جھوٹی قسم نہ کھاؤ　　　بہتان ہے غلط ہے تہمت ہے افترا ہے

[سرشک] چشم سے اپنے بعینہ　　　مژہ جو ہے سو پھولوں کی جھڑی ہے
خیال [زلف] [میں] کیونکر نہ روؤں　　　اندھیری سب ہے ساون کی جھڑی ہے

ہزاروں دلکو اوس زلف [سیہ] نے مار رکھا ہے　　　وہ تسپر بھی پریشاں خاطر و دلگیر رہتی ہے

خاک ہوتے ہیں ہیں دامن تئیں دامن نہ جھٹک　　　کیا بلا اس میں بھی کچھ شان چلی جاتی ہے

چشم تر برس جلدی کچھ بھی تجکو غیرت ہے　　روبرو مرے ہووے ابر نو بہاری ہے

شائد کہ کسی زلف میں ہوگا میں گرفتار　　اے خواب پریشاں تری تعبیر یہی ہے

دل کے پرزے ہی کترا ہے ہر ایک بات میں تو　　[کبھی] قینچی کی طرح تیری زباں چلتی ہے

کیوں خاک سے ہماری کاوش صبا کرے ہے　　[رہنے بھی دے چمن میں] مت جھڑ کیا کرے ہے

ہر رنگ موج کیا کیا جی میں اپنے [ہیچ تاب آیا　　لب دریا] یہ اونے بال جس دم کھول کر باندھے
نہیں حلقوں میں زلفوں کے نزی [یہ] عارض تاباں　　پھرے ہے ساتھ اپنے نور لئے شمس و قمر باندھے
دہن کے وصف میں حیراں ہیں تیرے نکتہ چیں سارے　　کمر کا کیا کوئی مضموں نزی اے سیمبر باندھے
دہن کا فکر اوسے ہو جسے شوق عدم ہووے　　وہ مضمون کمر باندھے جو مرنے پر کمر باندھے

جائے تحسین اوسکی گالی ہے　　چاہ کی بات ہی نرالی ہے

بعینہ اشک کی یوں بوند مژگاں پر جھمکتی ہے　　کہ جیسے تار میں قندیل شبنم کی لٹکتی ہے
کناری سے نہ جوڑا باندھ کر نکلا کرو گھر سے　　[اندھیری] رات ہے سر پر بڑی بجلی چمکتی [ہے]

فصل گل آئی نہیں خانہ زنجیر کے بیچ　　اپنے دیوانے کو کہد و ابھی آرام کرے

رباعی

مت کر تو فراق آہ و زاری ہر دم　　گریہ سے نہ آستین و داماں کر نم
لکھ صفحہ سینے پہ محمد کی ثنا　　پتلی کو بنا دوات مژگاں کو قلم

دیگر

مطلوب نبی ہیں اور علی طالب ہیں
کیو[نکر] ہوں وہ ابن ابی طالب ہیں
جوں نور و نگاہ مرتضی و احمد
دیکھا تو ایک جان و دو قالب ہیں

دیگر

کہتے ہیں لوگ جی سنبھل جاویگا
اسلوب محبت کا بدل جاوے گا
پر ہمکو تو یہ ہجر میں سوجھے ہے فراق
روتے روتے ہی جی نکل جاوے گا

دیگر

کہتا تھا میں [جان سے کہ] اے جان حزیں
محبوب کے غم سے تو بہت ہے غمگیں
اللہ کرے کہ وہ ستابی آ جاسے
دل بول او[ٹھا] وہیں کہ آمیں آمیں

دیگر

بے تابی دل بھی کیا بلا لائی ہے
لوگوں نے جدی جان مری کھائی ہے
گر اوسے نہ ملیے تو ستم ہے جی پر
ملیے تو غم و درد ہے رسوائی ہے

دیگر

پہلے تو وہ ربط و آشنائی کیجے
باتوں باتوں میں دلربائی کیجے
پھر آخر کار اے ستمگر بے رحم
یوں چھین کے دل کو بیوفائی کیجے

دیگر

نت آنکھ [بھری اوسے لڑی رہتی ہے]
پہروں ندھی آنسو کی جھڑی رہتی ہے
گھڑیال کی نہ چشم کٹوری ہے مگر
دن رات جو [پانی میں پڑی رہتی ہے]

مستزاد

شبنم گلے لگنی ہے گلوں کے باہم — با دیدۂ نم
بلبل کہتی ہے ہو کے نالاں ہردم — با درد و الم
شبنم یہ مزے لوٹے اوڑاوے یہ بہار — اپنے یہ نصیب
ہم جور و جفا او[ٹھا]ویں اور کھاویں غم — اے ولے ستم

فغاں

تخلص اشرف علیخان مرحوم است وے کوکلتاش بادشاہ جم جاہ احمد شاہ خلف الصدق حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ وبسیار عمدہ معاش و[نہا]ئت یار باش وخیلے ظریف الطبع لطیف مزاج سراسر سرور سربسر[ابتہا]ج بود شعرش پختگی تام دارد سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا بسیار ستائش و بواسش میکرد بنابر[ا] فراط و تفریطے کہ در ہنگامہ آرائی افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد بدیار شرقیہ [شتافتہ رحل اقامت] انداخت و بحسن سلیقہ کہ داشت بسران فرنگ درساخت و درہماں نواح رشتہ زندگانی وے در[گسست] و بجوار رحمت حق درپیوست ایں چہل وپنج بیت از گفتہاے آں مغفور است منہ عفی اللہ عنہ ۵

ورق ۲۳۶

ساقی میں نہیں آپ سے کچھ چشم تر آیا — دل دیکھتے[ہی] ابر کو ناچار بھر آیا

مت قصد کر صبا تو دل داغدار کا — [ظالم] یہ ہے چراغ کسی کے مزار کا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار — مرتے ہم اگر سایہ دیوار نہ ہوتا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار	مرتے ہم اگر سایۂ دیوار نہ ہوتا

مجسا گرد سے دل بھی کبھو شاد ہوئیگا	یہ خانماں خراب بھی آباد ہوئے گا
اس سال ہم قفس مرے آزاد ہو گئے	مجھپر بھی مہرباں کبھو صیاد ہوئے گا

ایسی نگاہ کی کہ میرا جی نکل گیا	قصہ مٹا عذاب [سے چھوٹے] خلل گیا

تجکو روزی ہو مری جان دعائیں لینا	مجکو ہرشب تیری زلفوں کی بلائیں لینا

اگر عاشق کوئی بندا نہ ہونا	تو معشوقوں کا یہ چرچا نہ ہونا
گریباں چاک کر روتے کہاں ہم	اگر یہ دامن صحرا نہ ہونا

جز اشک و آہ و سوختگی عاشقی کے بیچ	تونے ہمیں بتا تو فلک اور کیا دیا

رات جو غیر تیری بزم میں اے یار رہا	[یہ فغاں] سر کو پٹکتا پس دیوار رہا
نہ اوٹھا پردۂ غفلت نہ تجلی دیکھی	دل مرا منتظر جلوۂ دیدار رہا

مسکرانا ترا کیا کم ہے میاں تیغ نہ کھینچ	کیا مرا جی یہ نکل جائیگا اس آن کے بیچ
یاد کر گوشہ داماں کو اوس ظالم کے	سخت اولجھا ہے مرا ہات گریباں کے بیچ

لکھ دیجو نامہ پر در و دیوار یار پر	گذرا جو کچھ الم دل امیدوار پر
ممکن نہیں کہ غیر نہووے رکاب میں	تجکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پر

عاجز ہوں تیرے [ہاتھ سے] کیا کام کروں میں — کر چاک گریباں تجھے بدنام کروں میں

مبتلائے عشق کو اے ہمدمو شادی کہاں — آ گئے اب تو گرفتاری میں آزادی کہاں

گر روز جزا داغ شب ہجر دکھاؤں — تو صبح قیامت کے تئیں شام کروں میں
تا حشر بھی کم ہوگی نہ ظالم [تپش] دل — کافر ہوں اگر گور میں آرام کروں میں
جاتا ہے فغاں قافلہ [ہم نفساں] کل — کچھ راہ کے چلنے کا سرانجام کروں میں[1]

ہیں منتظر جلوہ دیدار کھڑا ہوں — پردے سے نکل تا پس د [یو] ار کھڑا ہوں

تقویت ہے داغ سے میرے دل بیمار کو — اے فلاطوں کیا مرض کہتے ہیں اس آزار کو

اس مبتلا کی چشم کہاں تک پہ آب ہو — اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
جم جم پلائے دوست [تجھے] جام مے مدام — تو [مست رہ] فغاں تیرا دشمن خراب ہو

فغاں ہم نے سنا ہے یوں کہیں مائل ترا دل ہے — خدا آساں کرے [بندے] محبت سخت مشکل ہے

مفت سودا ہے پھر آیا رکہاں جاتا ہے — اے مرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے
کج کلہ تیغ بکف چین بابرو بے باک — یا الٰہی یہ ستمگار کہاں جاتا ہے

ورق ۲۳۷

بھول کر بائیوں فغاں گل پہ نہ رکھیو زنہار — [ان پھپھولوں] کا مزا خار بیاباں جانے

---

[1] کرا، ۲ و ۷ میں یہ بیت موجود نہیں۔ "ہم نفساں" پروفیسر محمد شفیع کے قلمی نسخہ دیوان فغاں سے لیا گیا ہے ۔

نہ کھولیے ترے بند قبا تو کیا کیجے ۔۔۔ دل گرفتہ کو ظالم کھو تو وا کیجے

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سرخ کا ۔۔۔ تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی
آخر فغاںؔ وہی ہے اسے کیوں بھلا دیا ۔۔۔ وہ کیا ہوئے تپاک وہ الفت کدھر گئی

بھر لیجیو دامن میں فغاںؔ لخت جگر تو ۔۔۔ ہم خانہ مدوشوں کا [سرنجام] یہی ہے

ترے فراق میں کیونکر یہ دردناک [بچیے] ۔۔۔ مرے [تو] مر نہیں سکتا جیے تو خاک جیے

وہ چاہے یا نہ چاہے فغاںؔ اوس کو چاہیئے ۔۔۔ اپنے کیے کو اے مبرؔا صاحب نباہیئے

یہ فن کسے نہیں آتا کہ دل میں راہ کرے ۔۔۔ فغاںؔ میں اوسکے تصدق ہوں جو نباہ کرے

ملا بھی خاک میں تن دل کی آرزو نہ گئی ۔۔۔ عجب یہ گل ہے کہ مرجھا گیا [پہ] بو نہ گئی
یہ خاک وہ ہے تیمم کریں ملک جس سے ۔۔۔ مرے مزار پہ شبنم بھی بے وضو نہ گئی

کون کہتا ہے کہ حلاجوں کا یہ دستور ہے ۔۔۔ کلمہ حق جو کوئی بولا وہی منصور ہے

قطعہ

کیا حال پوچھتے ہو فغاںؔ کا سنا نہیں ۔۔۔ خانہ خراب عشق نے دنیا سے کھو دیا
اوسکی وصال و ہجر میں یوہی گذر گئی ۔۔۔ دیکھا تو ہنس دیا جو نہ دیکھا تو رو دیا

---

[۱] کذا در ہر دو نسخہ ۔ [۲] و ، س میں اس قطعے کے پہلے اور چوتھے مصرعے کو ملا کر بیت کی شکل میں درج کیا گیا ہے۔ دوسرا اور تیسرا مصرعہ غائب ہے۔

دیگر

رنگ کیوں زرد ہے واللہ اعلم — آہ کیوں سرد ہے واللہ اعلم
چشم کیوں نم ہے خدا [ہی] جانے — دل میں کیوں درد ہے واللہ اعلم

دیگر

ہم نے شب فراق میں سننا ہے اے فغاں — کیا کیا مزے سے حسرتیں دل کی نکالیاں
یہ تھا خیال خواب میں دیکھیں گے روز وصل — آنکھیں جو کھل گئیں وہی راتیں ہیں کالیاں

فقیر

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

(نقرہ ۱)

میر شمس الدین مرحوم وے عزیزے بود شیریں مقال بسیار [صاحب کمال] خوش فکر عالی منش نیک سیرۃ پاکیزہ روش فصاحت بیان بلاغت نشان بر غوامض عروض وقافیہ نہایت تیز نظر از نکات صنائع و بدائع خیلے ماہر رسائل [کثیر] ہ دریں فنون شریفہ از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است و دیوانے فارسی مملو انواع سخن در غایت جودۃ وبہایت خوبی در کارگاہ [ہستی] برروے کار بیروں از یں ہمہ کرامات ائمہ اثنا عشر سلام اللہ [علیہم و رضی اللہ عنہم] بفصاحت تمام و بلاغت بالاکلام در رشتۂ نظم کشیدہ و [بنا] بدیں [سک] عمل بخیر و سعادۃ ابد و ازل وارسیدہ بر محاورۂ اہل ایران مرتبۂ اعلی اطلاع داشت و بروبیہ ابنائے درسخن طرازی ہمت می گماشت سخن سنجان ایران زمیں او حسابے بر نمیداشتند وشعر و شاعری ورا سقم و مسلم الثبوت می انگاشتند اگرچہ بسیار وہ خود را لعالم می نمود اما تحقیق آنست کہ شیخ عباسی بود حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بطریق

سلہ کردا

طبیعت بر زبان [کرد] امت تواماں می آورد کہ عباسیاں ہمہ جہیز بجیرو قہر از بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا و رضی اللہ عنہم ربودہ ہمیں یک سیادۃ باقی بود کہ مرزا شمس الدین فقیر بسند فرمود مختصر کلام بعزم بالحرم زیارۃ حرمین شریفین زادہما اللہ تعالے شرفاً و تعظیماً کشتی سوارہ بسفر حجاز شدہ بود کہ در اثنائے راہ در دریا قضاء الٰہی غریق بحر رحمت نامتناہی نمود انا للہ و انا الیہ راجعون ملخص سخن اگرچہ ریختہ گوئی در دل مرتبہ آں شہ سوار عرصۂ سخنوری و شہباز اوج ہنر گستری است شعر ریختہ ہم [از طبع] وقاد ش گاہے رختہ اس دو شعر مستحملہ آنہاست ۔

دم کا آنا حباب ہے گویا   زندگی موج آب ہے گویا
خال اوسکی بیاض گردن کا   نقطۂ انتخاب ہے گویا

ورق ۲۳۸

فقیر (۲)

دوم

مولوی فقیر اللہ مرحوم وے طالب علمے بود از قصبہ گلاوٹی کہ در حضرت دہلی بمعلمی ایام بسر می برد و سودائے غربت خوانی و احضار اجنہ ہم در کاخ دماغش پیچیدہ بود در [ایام] سالف شعرش را میر قمر الدین منت عفی اللہ عنہ اصلاح می نمود [اشعار رطب و] یابس دارد و ازاں جملہ اس سہ شعر کہ ما ہیچمداں سراپا نقصان رسیدہ می نگارد ۔

[آہ تونے] تو کئی بار ہلایا ہے فلک   رہا وہ گستاخ نہ ہو عرش کو پہنچے گی دھمک
طور ہستی سے ترے نالے اٹھیں ہیں اس طور   ہوش موسےٰ کا جسے دیکھ کے جاوے بے شک

روتے روتے جو مرے دیدۂ تر بیٹھ گئے   ایسی برسات ہوئی آہ کہ گھر بیٹھ گئے

فقیر (۳)

سیوم

بزرگے از خاندان حری الاحترام میر فقیر اللہ نام وے عزیزے است بسیار سنجیدہ و بہائت پسندیدہ

نیک خصائل باکیزہ شمائل از شعرائے پایۂ تخت سلطانی و سخن سنجان باریافتگان حضور پر نور خاقانی در بھاکھا مہارتے وارد گاہے بہ تکلیف احبا شعر ریختہ ہم برروے کار می آرد ایں پنج بیت از گفتہائے وے است سلمہ ربہ ؎

میرے سحاب چشم کو نیساں پہ ہے شرف ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشاں نہیں
دونو جہاں کو طالب حق جانتے ہیں ہیچ ہمکو تو بیم دوزخ و میل جناں نہیں

وہ حسن صندلی نظر آوے اگر مجھے دونو جہاں کا پھر نہ رہے دردسر مجھے
صافی دلوں کی دید کو مانع نہ ہو حجاب عینک سے ہو دوچند نظر پر نظر مجھے
بیٹھے ہی بیٹھے ہستی کو اپنی کیا فنا جوں شمع ہے وطن میں ہمیشہ سفر مجھے

فگار

تخلص مرزا قطب علی بیگ مرحوم است وے [ہندوستان زاے] بود بسیار پرگو امانیک خو ہمائت زباں آور ولسّاں لکن بغائت خوش گپ وشیریں زبان پر وضع وارو حیلے ستودہ اطوار اشعار اکثر اساتذہ بکمرۂ باو داست و در محافل و مجالس بموقع خوانی ہمت می گماشت بیشتر اشعار دیگراں بنام خود [میخو] اند و سخن سخن سازاں بے تحاشا مالکانہ بر زباں می راند وگاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد و خود را بہ زمرہ شعرا می شمرد از چندے رشتۂ درگسستہ بر حمت [حق در پیوستہ] بہر کیف ایں دوازدہ شعر کہ منسوب بوے است ایں احقر ثبت فرمود و دو شعر دیگر کہ ازان فرصت الہ آبادی است وے از خود می گفت درانیجا قلم انداز نمود ؎

اے شیخ تو مسجد میں ہے وعظ غلط کہتا گنبد تو لرزتا ہے منبر کا خدا حافظ
دریا میں اٹھیں لہریں طوفان ہوا برپا کشتی تو نیا ہٹی ہے لنگر کا خدا حافظ

ﻪﻠﺳ سائی ۱ ۱ +

آیا ہے گدھے چڑھ کر کعبے کی زیارۃ کو ۔۔۔ دنیا میں یہ نوبت ہے محشر کا خدا حافظ
مت کہہ تو [فگا] ر آگے یہ راز نہاں رکھ جا ۔۔۔ مہتر کی یہ نوبت ہے [کہتر] کا خدا حافظ

ہجراں کی سرگذشت کا کیا دیں حساب ہم ۔۔۔ [کرتے] ہیں اپنے کہے سے آپ ہی حجاب ہم
سو [دے] کو میرے شیخ تو ساقی سے کچھ نہ پو [چھ] ۔۔۔ [دنیا و] دیں کو بیچ کے پی ہیں شراب ہم
کس کے کہاں کے کون ہو کیا ہو بتا ئیو ۔۔۔ کوئی اگر جو پوچھے تو کیا دیں جواب ہم
ایکدم کے ہمکو آنے کی ہرگز نہیں امید ۔۔۔ کب کرسکے ہیں دعوی ہستی حباب ہم
بنتے ہی نقش چشم کے رونے سے مٹ گیا ۔۔۔ تھے ہی ازل سے پوچھو تو خانہ خراب ہم

اوڑتی سی خبر یار کے آنے کی سنی ہے ۔۔۔ ہو جائے اگر راست تو اللہ غنی ہے
کوکب نہیں میاں چرخ پہ سوفار سمجھنا ۔۔۔ یہ [سقف] سبھی آہ کے تیروں کی چھنی ہے
مت پوچھ فگار اب تو مرا مسکن و ماویٰ ۔۔۔ مانند بگولے کے سدا بے وطنی ہے

فیض

تخلص فیض علی فرزند دلبند سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر است وے جوانے است طبع موزوں محبت مشحوں کہ مشق سخن از پدر والا قدر خود میکند و سودائے شاعری خیلے در دماغ خود می پزد بہرکیف ایں ہفت شعر از وے است سلمہ اللہ تعالے ؎

گل کھا موئے جنہوں کے لیے جسم زار پر ۔۔۔ دو پھول بھی نہ لائے کبھو وہ مزار پر

دور میں ساقی ترے آنکلے ہیں مے نوش ہم ۔۔۔ جام خالی دے ہے کیا اتنے نہیں بیہوش ہم
شوق میں تیرے کنارہ و بوس کے اے بحر حسن ۔۔۔ موج کی مانند ہو جاتے ہیں سب آغوش [ہم]

ورق ۲۳۹

نہیں معلوم کس رشک قمر کی راہ تکتے ہیں　　کہ ساری رات آنکھوں میں گنا کرتے ہیں تاروں کو

خدا جانے کہ تجھ سے فیض کیا ہے اوس کو بیزاری　　جہاں دیکھا تجھے اوسنے پکارا اپنے یاروں کو

یہ ترک چشم ترے مست ہیں جواں دو نو　　کہ سو رہے ہیں تلے سر کے رکھ کماں دونوں

نہ مانی تو نے میری اپنی صدا اے بیوفا رکھی　　کہیں ہم کس سے حاکر اب ہماری تو نے کیا رکھی

فیاض

تخلص مردے است درست میثاق مسمی بہ عبد الرزاق از سکنہ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغایت پاکیزہ بنیاد خیلے یارباش وخوش اختلاط [و] نہایت آسودہ معاش و مستحکم ارتباط واقع شدہ است در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ ایں دو بیت ازاں است ؎

بعد آداب و نیاز اے قبلہ گاہ　　عرض یہ فدوی کی ہے اب بیدرنگ
ایک دکن کو کن کہ ہندوستان تک　　ہو قلمرو میں تری روم و فرنگ

حرف القاف

درطے ایں حرف ذکر چہار دہ شاعر کہ ازاں جملہ دو شخص قائم تخلص می کنند و دو عزیز قربان اند [ج] یافتہ و جملگی اشعار اینہا .... شعر است کہ محملہ آں [1] . رباعی واقع شدہ است

---

[1] دونوں نسخوں میں تعداد اشعار کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے ✦

قائم

تخلص دو کس مبدائم

اوّل

قائم (۱)

شیخ قائم علی وے مرد معلمی پیشہ از قصبہ اٹاوہ است کہ در ابتدا امیدوار تخلص میکرد وے بحکم قضا و قدر رب الارباب در ایام دولت نواب غفران مآب احمد خاں بہ رہبری شوق فراو[ان] بنا بر دیدن سر آمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بوساطت مقبول نبی خاں مقبول سلمہ رب العقول خلف الصدق انعام اللہ خاں یقین علیہ رحمۃ رب] العا[لمین] بمبارک بنیاد فرخ آباد خود را رساند و غزلہاے چند در حضورش بر خواند وے عفی اللہ عنہ بمقتضاے [طبعی] وطبیعت جبلی بدیہہ بر زبان راند کہ ؎

ہے فیض سے کسی کے یہ تخل ان کا باردار　　اس واسطے کیا ہے تخلص امیدوار

آں بیچارہ اگرچہ ارادہ تلمذ داشت اما منفعل گشتہ مراجعت نمود و زمزمہ ایں بیت بزبان حال میفرمود ؎

از در دوست ندانم بچہ عنواں رفتم　　ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

و قائم تخلص ساخت و بہ شاگردی ہیچ کس نہ پرداخت بہرکیف ایں شش شعر از گفتہاے اوست ؎

حس زمیں پہ کہ وہ گلپوش نگار آجاوے　　گر خزاں کا بھی ہو موسم تو بہار آجاوے

ورق ۲۴۰

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ　　جو دم خوشی سے گذرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل میں بسر کی ہے زندگی　　جو دم ہے [تن] میں جان سو ہی دم ہے واہ واہ

روز و شب پھرتے ہیں کوچے میں ترے دلدار ہم　　ہو کہیں قسمت کہ پاویں ایک نظر دیدار ہم

رباعی مستزاد

دیکھا جو میں ایک طفل فرنگی [گورا][1] — سنگین نگاہ
پلٹن سے نکہ کی ملک دل کو توڑا — بے جرم و گناہ
میں نے یہ کہا ظالم صاحب سے تو ڈر — اس پہرے میں
شرما کے لگا کہنے ہو تھوڑا تھوڑا — دل کیا پرواہ

ایں رباعی مستزاد را بعضے به [2] نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

دوم

(۲) قائم

قیام الدین علی مرحوم [اصلش] از قصبہ چاند پور است مدتے در حضرت دہلی اقامت گزیدہ در آخرہا قاضی قصبہ امروہہ شدہ[3] بعد نعش بدیں منصب شریف بکدو مرتبہ بشاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد رسیدہ بملاقات اصدقا و اکابر شہر فائز گشتہ مراجعت نمود و از ہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمود در بدو شوق ریختہ گوئی از خدمت استاد صاحب ورائت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمت لالہ الہدائت والنہائت استفادہ سخن میکرد چنانچہ چند شعر بزبان قصباتیاں از طبع زادش بیاد آں اوستاد والا نژاد بود بعد چندے بجناب فیض مآب مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد روح اللہ روحہ توسل جست و از مربی قدیم بحدے انحراف ورزید کہ قطعہ در ہتک شان آں تجرد نشان انشاد کرد کہ یکسر بوے بے سعادتی میدہد و معہذا سرقہ شعر محمد طاہر غنی است قطعہ قیام الدین علی قائم ؎

شاعری کا اسے آیا ہے بہت سا غرا — جو یہ کہتا ہے وہ اوستاد زباں سفتے ہو
امر ہووے تو ہدائت کو کروں میں سیدھا — وہاں سے ارشاد ہوا یوں کہ میاں سنتے ہو
راست ہوتے ہیں کسی سے بھی کہیں کج طینت — تیر ہوتی ہے کہیں شاخ کماں سنتے ہو

---

[1] اصل نسخے میں زادہ ہے۔ [2] دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ [3] شدہ بود [4] بھی ، ،

شعر محمد طاہر غنی ؎

کج را بہ تکلف نتواں راست نمودن — کہ تیر تواں ساختن از شاخ کمانہا

واس اوستاد درویش نہاد ہم بمقتضاے بشری اگرچہ باو طرف شدن مناسب بود این قطعہ در شانش گفتہ ؎

چشم انصاف سے دیکھو تو میاں قایم تم — چاہیئے یوں کہ ہدائت [کواب] استاد کرو

اور جو کچھ شاعری کا دل میں تمہارے ہو گھمنڈ — کہہ چکے ہم تو غزل [بارے] تم ارستاد کرو

بہر حال در آخر حال بخدمت سرآمد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در پیوست و بنا بر خباثت اصلی ارسا گروپس ہم پہلو تہی میکرد مرزا ساقی نامۂ در ہجوش گفتہ کہ بعد انابت و رجوع وے آں ہجو را امام شاعر خیالی وقتی تخلص قرار دادہ قرار داد لخص کلام ازینہا در گذشتہ و چشم از حق ناپوشیدہ میگوئم کہ وے رحمہ اللہ تعالے شاعرے بود فصیح زبان شیریں بیان فصاحت آئین بلاغت آگیں صاحب گفتار استوار مالک اشعار آبدار بلبل خوشنوا عندلیب دستانسرا دیوانے مختصر مشحون اکثرے ازانحا سخن دارد ایں عاصی بانواع المعاصی ہشتاد و سہ شعر از قطعہ ہجو استاد صاحب ریاست ہدایت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمۃ [من لالہ البدائت و النہائت] ازانہا درانجا می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۱۴۱

پڑھکے قاصد خط میرا اوس بدزباں نے کیا کہا — کیا کہا پھر تو کہہ بت نا مہرباں نے کیا کہا

غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے — پر سنا ہوگا کہ ہم کو اک جہاں نے کیا کہا

جلوہ چاہیے ہے اوسے اوس بت ہرجائی کا — یہ پریشاں نظری جرم ہے بینائی کا

صحن صحرا کو سدا اشک سے کرنا چھڑکاؤ — بس دوانا ہوں میں قائم تری مرزائی کا

یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا — پر دیکھیو لیتا ہو جو تو نام کسی کا

جو کوہکن تھے قوۃ ہی آزمانا تھا — عوض پہاڑ کے شیریں سے دل اوٹھانا تھا

فہرست میں عوماں وفادار کی پیارے ـــ دیکھا تو کہیں اوسمیں تیرا [نام] نہ پایا

ہر گلی کوچہ ہے رستے کا براجہ کی دوکان ـــ دھجیاں ہو کے اوڑا بسکہ گریباں میرا

بے دماغی سے نہ اوس تک دل رنجور گیا ـــ مرتبہ عشق کا یہاں حسن سے بھی دور گیا

دریا ہی پھر تو نام ہے ہر ایک حباب کا ـــ اوٹھ جاے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا
کیوں چھوڑتے ہو درد نہ جام مے کشو ـــ ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

دن کو ملیے گا ماستب آئیے گا ـــ بندہ خلنے میں پھر کب آئیے گا

ہو گر ایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت ـــ تم سلامت [رہ] ہو بندے کے خریدار بہت
ہمدگر جب خفگی آئی تو پھر جھگڑا کیا ـــ تم کو خواہندہ بہت ہم کو طرفدار بہت
قائمؔ آتا ہے مجھے رحم جوانی پہ تیری ـــ مر چکے ہیں اسی آزار کے بیمار بہت

آج خالی سی کچھ لگے ہے بغل ـــ دل گرا شائد اضطراب میں رات

اٹھی نہ آنکھ خط میں تری چشم دیکھ کر ـــ سری پہ ہے ہے کون مے ناب کے حضور

کھلا اسے ابر مژگاں اتنو بس کر ـــ ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر
بہار عمر ہے قائمؔ کوئی دن ـــ اسے جوں گل بیارے کاٹ [ہنس] کر

چلی کے سے تم کہاں رہے تب ناش ـــ واہ وا رحمت آفریں شاباش
سینہ کاوی بھی کام ہے کچھ اور ـــ کوہکن بود مرد سنگتراش

آج آپ مرے حال پہ کرتے ہیں تاسف — اشفاق عنایات کرم مہر تلطف
اے گریہ پس قافلہ دل نام ہے ایک یار — بہ خستہ بھی نبھ جاے جو اکدم ہو توقف

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن — بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہیں

جوں شمع دم صبح کو یہاں سے سفری ہوں — ٹک منتظر جنبش باد سحری ہوں

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں — کبھو روئے تھے سو لہو جم رہا ہے آنکھوں میں

مجھے اس اپنی [مصیبت سے] ہے فراغ کہاں — کسی سے چاہوں جو صحبت رکھوں دماغ کہاں

شمع ساں جلنے کو صانع نے بنایا مجکو — جسکے میں ہاتھ لگا اوس نے جلایا مجکو

راہ پینڈے میں جو رکھتا ہوں اوسے گھیر [کبھو] — ہنس کے کہتا ہے کہ اب جانے دے چل پھیر کبھو

دل مرا چھین یہ کہتا ہے وہ دلبر قائم — جی جہاں چاہے تمہارا مری فریاد کرو

خوناب دل سے ہاتھ ملا کر تو چاہیے — پہنچے گئے ہیں آپ نے اکثر حنا کے ساتھ

جی میں جو کچھ تھی خوشی سو نو گئی یار کیساتھ — سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

مں دوانا ہوں سدا کا مجھے مت قید کرو — جی نکل جائیگا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

ورق ۲۴۲

یونہی طوفان طراز ہے جو چشم — تو پھر آفت جہان پر آئی
کھل گیا آپ ہی آپ کچھ قائم — کیا بلا اس جوان پر آئی
قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر — دیکھیں کس کس [سے] اب بگڑتا ہے

توفیق جو بوسے کی نہیں گالی ہی دے لو — کیا خوب ہے رکھ چھوڑنی تنخواہ کسو کی
پھولوں کی چھڑی ہے یہ ترے ہاتھ میں گلرو — یا لخت جگر سے ہے گتھی آہ کسو کی

گہہ پیر شیخ گاہ مرید جواں رہے — اب تک تو آبرو سے [نہیں] ہم جہاں رہے
صبر و قرار و ہوش و دل و دیں تواں رہے — اے ہمنشیں یہ کہہ تو بھلا ہم کہاں رہے
مسجد سے شیخ تونے نکالا ہمیں تو کیا — قائم وہ میفروش کی اپنے دکاں رہے
صیاد شور نوحہ کچھ آنے لگا ہے کم — یاروں کے دور ہم سے مگر آشیاں رہے
تو تو چلی بہار پہ اون کی بھی کچھ خبر — جو سر بجیب غنچہ شگفتہ ساں رہے
قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار — کیا ہے برا کہ مفت میں اک شعر خواں رہے

یوہیں جو یہ چشم تر رہیگی — آخر کو خراب کر رہے گی

دہن کو تیرے پایا بات کہتے — ہماری جو رہی میں کیا سخن ہے
یہ صحرا ہے بھلا دیکھیں تو یارے — جنوں کیسا ترا دیوانہ پن ہے
وہ گویا زخم ہے چہرے کے اوپر — جو بے لطف سخن کوئی دہن ہے

نہ ہم فلک کے کبھو ریو و رنگ سے چھوٹے — پڑے بھنور میں جو کام نہنگ سے چھوٹے
نہ اوسکی زلف سے چھٹنے کا قصد کر قائم — کوئی سنا ہے کہ قید فرنگ سے چھوٹے

سلہ نتا نوسہی ہم ا ا ٭

خوگر درد ہوں ہیں کرتے ہیں درماں میرے
آہ کیوں درپے جاں ہیں یہ عزیزاں میرے

یارب کوئی اوس چشم کا بیمار نہ ہووے
دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے
صورت میں تری گر نظر آوے ملک الموت
پھر مرگ کسی طرح سے دشوار نہ ہووے

وہ بھی کیا دن تھے کہ جی کو لاگ اوسکے ساتھ تھی
مس تھا اور کوچہ تھا اوسکا اور اندھیری رات تھی

شکوہ نے غیر سے نے یار کی بیزاری سے
جو ہوا ہم پہ سو اس دل کی گرفتاری سے

مردن دشوار ہیں [یہ] جان [کی] تقصیر ہے
حسرۃ دل سو طرف سے اوسکی دامنگیر ہے
گرم رفتن ہو کے شعلہ قید میں آتا نہیں
موج آتش گو سراسر صورت [زنجیر ہے]

روز و شب ہے حالت انجام مے نوشی مجھے
کسکی آنکھوں نے دیا پیغام بیہوشی [مجھے]
[گو] بظاہر تو گلے لگتا نہیں میرے تو کیا
ہے تصور سے ترے ہر [دم ہم آ] غوشی مجھے
منحصر ہے شرح سوز دل پہ میری زندگی
[شمع] ساں مرتا ہوں گر یکدم ہو خاموشی مجھے
شب ہی [کی] مدہوشیوں سے ہوں ہیں اب تک منفعل
آج تو کرتا ہے [پھر تکلیف مے نوشی] مجھے

پھرے زمانہ [جہاں] تک ہی [ہم سے یا نہ پھرے]
کسی کے پھرنے نہ پھرنے سے کیا خدا نہ پھرے

[دل مرا دیکھ] دیکھ جلتا ہے
شمع کا کس پہ دل پگلتا ھے
ہمنشیں ذکر یار ہی کچھ کر
اس حکایت سے جی بہلتا ھے

ورق ۲۴۳

شب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے
سوزن گم شدہ جوں آئے نظر رشتے سے

ملہ دل و ۱۰۱ ب

گریہ کو قا[ئم تھنبا] مژگاں ابھی ہونگے [نہ خشک] دیر تک ٹپکے ہیں باراں کے شجر بھیگے ہوئے

دل ڈھونڈنا سینے میں مرے بوالعجبی ہے اک ڈھیر ہے یہاں راکھ کا اور آگ دبی ہے

شب غم سے میری جان اوپر آن بنی تھی جو بال بدن پہ تھا سو برچھی کی انی تھی
شب گریے سے وابستہ مری دل شکنی تھی جو بوند تھی آنسو کی سو ہیرے کی کنی تھی
قائم یہ غزل طرز کیا ریختہ ورنہ ایک بات لچر سی بزبان دکھنی تھی

ف

نواب پالکی میں تری ہے وہ زرق برق چشم ستا[رہ خیرا]ہ ہو جس کے خیال سے
اس لطف سے غلاموں کا کہنا ہے [بانس] پہ طرّے ٹکس ہیں مہر کے گویا ہلال سے

رباعی

نواب جہاں طعام پکنا ہو ترا چاول ہے پچوڑنے کی گردوں صافی
مطبخ ہے یہ اسفدر ترا کم حس کے تحصیل ہو سانبھر کی نمک کو کافی

دیگر

کیا پشم ہیں دنیا کے تو یہ اہل نعیم عزت نہ کریں ایسی جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو بھی نہ کیجے سجدہ محراب نہ ہو خم جو برائے تعظیم

دیگر

کب باغ ارم ہے اس مکاں سے بہتر حس کی ہے ہر ایک[1] جہاں سے بہتر
جو پھانک ہے رنگترے کی یہاں کے قائم ہے وہ لب شیریں بتاں سے بہتر

---

[1] یہاں ایک سہ حرفی لفظ مثلاً "ادا" یا کچھ اور رہ گیا ہے۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے۔

دیگر

شبطاں کبتک یہ نفس بہکیے پھرنا
ہر مرد کے ذائقے کو چکھتے پھرنا
دادا کو تو سجدہ نہ کیا خوف سے
اور پوتوں کے آگے رکھتے پھرنا

دیگر

روٹی کے لئے کہائے تو میر جی میر
کہیے تو بجا ہے آپ کو میر خمیر
بر مر ہوے یہ اوس طرح کے جیسے
ساگوں میں کو تہہ میر راگوں میں حمیر

دیگر

کیا کہئے کہ گرمی کے یہ دن کیسے ہیں
مفلس کی تسلی کو تو ہیں جیسے ہیں
گم [کھول کے] جا پڑے ہے خصیوں بر ہات
دارائی کے درمیاں مس و پیسے ہیں

دیگر

قاضی سجی ہے یہاں تو گاڑھی تیری
تدبیر پرا اور ہم نے کاڑھی تیر[ی]
گو حشر کو دامن کو نہ پہچے گا ہاتھ
واللہ کہ ہم ہیں اور داڑھی تیری

قاضی

تخلص قاضی عبد الفتاح است سلمہ ربہ وے از سادات صلعہ قصبہ سنبھل و قاضی زادہائے آں نواح است مرد طالب علم خوش اختلاط صاحب انصاف نیک ارتباط دیدہ شد لقصور ریختہ گوئی معترف است میگفت کہ ما مردم بہ روحات را بزبان اردوے معلی چہ مناسبت بہ ارعادۃ مستمرہ ما بہ امراقدام می نمائیم منتر شعر فارسی از ہرگونہ میگوئیم گاہ گاہ ریختہ ہم موزوں می کنند شاگرد قیام الدین علی قائم در ہجو ملیح ہمیں قاضی رباعی گفتہ باسد کہ بود باش ہر (دو) بیک ضلع واقع شدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ عفی عنہ ایں دو بیت رباعی بحضور ایں سراپا قصور خواندہ بود تحریر نمود ؎

دنیا میں تو ہمنے کچھ نہ حاصل دیکھا
دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا

جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی | مانند سراب عین ساحل دیکھا

قاصر

تخلص جوانے است مغل زا شجاعت آما سپاہی منش ہوشیار لشکری روش پختہ کار یار باش نیک معاش لطف الکلام مرزا سر علی نام از چندے ترک سودا سپاہگری نمودہ بسوداگری ایام بسر می برد شعرش باصلاح دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسد از چندے بہ ملا دمنزلیہ اقامت گزیدہ کہ بوطن مالوف معاودۃ نمود و بحسب اظہار مردم شعرش را میاں غلام ہمدانی مصحفی اصلاح فرمود اگرچہ وے ابائے کلی ازیں معنی بمیان می آرد و خیال خودسری در سر دارد بہرکیف ایں سی و پنج شعر [او راست] منہ سلمہ ربہ

ورق ۲۴۴

۵ تا کہ کچھ جو کچھو سوز نہاں سے پیدا | شمع ساں [ں چاہیئے] ہو شعلہ زباں سے پیدا
قاصر اس صفحۂ آفاق پر اب ہم نے کیا | صورت نقش نگیں نام نشاں سے پیدا

کل اس بہار سے وہ گلبدن نظر آیا | کہ وقف دیکھے ہمیں رنگ چمن نظر آیا

ولا چھڑائیو تو تیر دلستاں کی گرد | کہ جھاڑے ہیں سبھی اپنے میہماں کی گرد

تب خیال زلف مشکیں مجکو کس کا آگیا | سر بسر جو میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

ہم برابر آگے نہ کسو غیر کا تو دل رکھنا | سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا
سخت جانی ہے گلوگیر ترے بسمل کے | ہاتھ تھا تجکو دم ذبح نہ قاتل رکھنا
سبزی ابر [و سے مہ عید] نے سیکھی ہے یہ طرز | نیم نظارہ بر اک خلق کو مائل رکھنا

کھل گیا کس [عرق] الفت کا مدفن آب پر
تا یہاں چشم صدف نظارۂ عالم کرے

نخل فوارہ ہوا جو سایہ افگن آب پر
کیا ہوا نے موج کی چھوڑی ہے چلمن آب پر

کیوں نہ عاشق کے رہے رو در لڑائی سر پر

توپ کی آپ نے اوڑھی [ہے] رضائی سر پر

دل میں اوس بت کے میرے نالے اثر کیونکر کریں
طالب دیدار کو سیری گل تر سے نہ ہو

یہ بہ رنگ شعلہ اس پتھر میں گھر کیونکر کریں
وقف کام تشنگاں آب گہر کیونکر کریں

کیا سوز جگر اپنے کہو تحریر کروں میں
تو حشر میں ہو دست و گریباں تو دل اپنا
[ہے] جی میں کہ ہو [جس] میں رقم حسن کی قیمت
[پھر جا] جب زنداں کو وہ قاتل مجھے سونپے
عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا
اوس رشک پری کے جو ملے ہاتھ کا توڑا
تقدیر کو خواہش ہو مری خواہش دل کی

جل جائے زباں میری جو تقریر کروں میں
اس شرط پہ آمادہ تقصیر کروں میں
اوس فرد کو سر دفتر تقدیر کروں میں
خواہش کی نظر گر سوے شمشیر کروں میں
یوسف کے مقابل تری تصویر کروں میں
اپنے دل دیوانہ کو زنجیر کروں میں
اب جی میں ہے تا صبر کہ وہ تدبیر کروں میں

کس رنگ سے گلشن میں کروں گل پہ نظر میں

اب غنچہ صفت باندھ چکا رخت [سفر] میں

جوب لگ جھاتی سے ملتا پھر ہمارا ہو نہ ہو
فرش مخمل پر بھی اوس بن مجکو [نیند] آتی نہیں

ہے شب [وصل] آج کیا جانے دوبارا ہو نہ ہو
بستر گل خار ہے جب تک وہ ہم بستر نہ ہو

کہتا بجا ہے خار کو پابوس آبلہ
برگشتگی بخت نے نوبت میری یہ کی

ہوتا ہے ہر قدم پہ یہ پابوس آبلہ
معکوس پا یہ حلق ہوا کوس آبلہ

ملہ ا ا میں یہ بیت درج نہیں +

کیوں نہ رکھوائیں جنازے پر اب اپنے کو ہم — دل میں جاتے ہیں لیئے حسرۃ د[ید]ار چلے
ہیں وہ [میکش] ہوں مغاں چاہیئے چالیس قدم — ساتھ لاشے کے میرے خانہ خمار چلے
ظلمت زلف بتاں میں نہ گذر بیک نگاہ — اوس مسافر کو خطر ہے جو شب تار چلے

اوس گل کی بوے کاکل [گذ]رے اگر چمن سے — بہر شتا نکالیں غنچے زبان دہن سے

کیوں نہ وہ آہ شرر افشاں اثر پیدا کرے — صورت گلریز جو ہر دم شرر پیدا کرے

وہ ہو نسرپا جسدم وا کردہ نقاب آوے — موسیٰ کا تو کیا مونہہ ہے یوسف کو نہ تاب آوے

نگاہ آرزوے ہمکناری سے جو مرجھاوے — جسے کیا ربط کیا جانہ کی وہ گلبدن جانے[1]

خدا جانے تمہیں کیا ننگ ہے اب یہاں کے آنے سے — وا گرنہ مجھ تک آ سکتے ہو بیارے ہر بہانے سے

اپنے داغ دل سے خورشید قیامت زرد ہے — روبرو میرے فغاں کے شور محشر سرد ہے

اے دست تصور تجھے تا شانہ کروں قطع — جو گردن جاناں پہ تو پیچیدہ نہ ہووے

قاسم

ورق ۱۱۴

تخلص ایں [ہیچمدان] سراپا نقصان خاکپاے طلباے جہان خوشہ چین شعراے صاحب زبان عاصی بانواع المعاصی کمتر انہ ہر دانی و قاصی نامہ سیاہ یکسر گناہ سید ابو القاسم عرف میر قدرت اللہ قادری است غفر اللہ [لہ ولو]

[1] یہ مصرع دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے۔

الدبہ و احسن الیہما و الیہ سلسلہ علیہ نسب آبائے کرام واجداد ذوی الاحترام کہ یکے از ایشاں سید اسمعیل
غور سندی است قدس سرہ و دیگرے سد فاصل [گجراتی] روح اللہ روحہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار
ایں بزرگوار در گجرات حضرت شاہ دولہ علیہ الرحمۃ و الغفران بمحلہ آہنگران واقع شدہ وتا الیوم [مر] جع
خاص و عام آں دیار است بزار و متبرک بہ سحاب امامت انتساب حضرت [امام] موسیٰ [رضا] سلام اللہ
علیہ و علی آبائہ الکرام [ام مہر سد] اوقات شریفہ [ہمگی اس بزرگا] ن بہ ترک و تجرید و توکل و تفرید و درس و
تدریس و تعلیم و تعلم بسر می شد و ایں احقر اگرچہ از بدو شعور بخدمت سراپا برکت اہل علم و صاحب دل مانند
زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس [اللہ سرہ] و مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خان نور اللہ مرقدہم
سابقہ کسب علوم عقلیہ واکتساب فنون نقلیہ می کرد اما سا بر عدم مساعدۃ ایام و ناموافقت بخت نافرجام بر
جادۂ اجداد عالی مقام متواسب رفت یک چند از خدمت با رفعت شریف الحکما رئیس الاطبا خلاصہ فضلائے
زمان حکیم محمد شریف خان مدظلہ وسلمہ ربہ استفادہ فن شریف طبابت نمودہ امام پسر ملک دہم از ابتدائے
سن تمیز حال شاعری در سر [زار د دا] استحصال طراز فن جلیل القدر دراں اوان از جناب ہدایت انتساب
اسناد صاحب درایت ہدایت اللہ خان [ہدایت] عفی اللہ عنہ نمودہ تا الیوم بعضے از ہر جنس [از]
انواع سخن رطب و یابس در دیواں فراہم آمدہ و سواں از بس مثنوی در بحر مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ قریب
سہ ہزار و پنجصد بیت در قصہ معراج حضرت خیر الانام علیہ و الہ التحیۃ و السلام و [مثنوی دیگر در] بحر بوستاں
شیخ شیراز بہ بخشند و برا خدائے بے نیاز قریب پنج ہزار و دو صد بیت در کرامات حضرت و ولسا من امام
الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ بر صفحہ روزگار ثبت نمودہ و عزم بالجزم نظم غزوہ مد
پیش نظر دارد بشرط حریت و مساعدۃ زندگی انشاء اللہ تعالیٰ از کمیں غیب منصۂ ظہور جلوہ گر میشود ملخص
کلام از کلام نقص انتظام خود [۵] بحکم بودن ضرورہ خار باگل و خس و خاشاک در گلستاں با اسعانہ
عالی مرتبہ بزرگان درین روضۂ فردوس نوایاں مندرج می سازد و باللہ التوفیق و علیہ التکلان ۵

جہاں میں آن کر یار و زمین و آسماں دیکھا | وہی آیا نظر ہم کو غرض ہم نے جہاں دیکھا
سماتا ہے یہی قاسم کہے یوں خلق بعد اب ہے | جہاں [ں سے کس] مرے سے یہ محمد کو اوٹھا دیکھا

ورق ۲۲۶

قرار و صبر اور تاب و طاقت نہوں مسافر تو کیا کریں پھر | پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

---

[۵] دونوں نسخوں میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

ترے ہاتھوں دل میرا داغ ہے نہ سرخوشی نہ فراغ ہے
نہ وہ دل رہا نہ دماغ ہے غم عشق تونے یہ کیا کیا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیراں ہوئیگا
زلف کو شانہ نہ کر کاکل پریشاں ہوئیگا
سن لیں دیوار سن میری فغاں بولا وہ ہائے
[ہونہ] ہویا [روہی] کم بخت نالاں ہوئیگا

کہا مرے دل کا دوینگے جواب آپ بھلا
جس گھڑی حشر کو دیوان عدالت ہوگا

پاؤوں تلک جو پہیا تصویر لکھتے لکھے
مانی نے ہاتھ اپنا بے اختیار کھینچا
پتھرا گئیں کل آنکھیں رہ راہ تکتے تکتے
اوس سنگدل کا میں نے یہ انتظار کھینچا

چھین کروں جو مرا گو ستھ رکھا کاکل ہی
آپ کے سر کی قسم آپ نے احساں کیا
ہر سر مو ہر مرہ ہے بوند ہو کی رکھ
عشق نے کیا ہے جھوں یہ چراغاں کیا

یاد کرتے ہی تو آیا بزم میں اٹھے شمع رو
کیا بڑی ہے عمر تیرا ہی ابھی مذکور تھا

[ابدو] نہ دو عالم سے چھڑایا مجھے تونے
بندہ ہوں میں اسے وحشت دل تیرے کرم کا

ہزار افسوس اپنی کل یہ تھا تو آپ ہیں درد
کھلے بندوں کھڑا تھا باغ میں گل [پیرہن] تیرا
[گریباں] پھاڑ سر کو پھوڑ نعرے مار یا قاسم
ہیلا دست جنوں کو واہ رے دیوانہ پن میرا

خط پشت لب جاناں کو دکھا تو اے قاسم
سواد چشمہ حیواں میں گیا سبزہ لہکتا تھا
ہے تپ الفت سمائت اوسکو مرمن باغباں
لمس صندل کو [ظالم جلد قرص گل کھلا]
گل کرے گا حسن ہر یک سے ماندا نہ دیگر
طفل غنچوں کو ذرا دن دیکھے لے مل کھلا

ہوا جب خوب رکتی نہ گھٹا البتہ بڑے سے ہے گھٹا ہے بطرح [اس دل پہ] ہے آثار رونے کا

یہ کہئے اب کہ بھول پڑے آج کسطرف اسطرف بارے آپ کا کیونکر گذر ہوا

جب پیغمبر سے مالامال [ہے دل] [و دسو] اہدلوں معمور ہے بارے مدینا عشق کا

جی ہے آنکھیں ہیں کلیجہ ہے لعل ہے دل ہے جونسا بھائے مکاں کیجئے اوس میں ڈیرا

دل سینہ میری کاوش اے جوش گداز عشق ہائے [بچ رہا] جو آنسو اں گلے سے وہ سانہ ہوا ورق ۲۴۷
[دور] گل گذرا کہیں جلدی قدح دے ساقیا یعنی ابھی عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

سقف گردون کہیں مسمار تھی ایک پل میں آہ خیر گذری نالہ کل آکر [دہا] ن تک رہ گیا
کچھ قلم ہی کے نہ تنہا ہونٹ چپکے ہمنشیں وصف لب میں قاسم شیریں زباں تک رہ گیا

بوسۂ حال لب لعل بتاں نے دوستاں کر رکھا ہے دل کو بندہ اپنے کالے تل کا
اے کنار عاشق اس لڑکے سے مت اغماض کر طفل اشک سرخ اس تجھسے گیا ہے پل کھلا

دل [نہیں یہ کہ دل اسکو] ن سے ہو راہی نکلا ساتھ ٹانڈا لیے اپنے [ہے] لکاہی نکلا
یاد میں اوس قد موزوں کے ہر ایک نالہ و آہ دل پر درد سے ہو مصرع آہی نکلا

میری بھی آہ جوانی [تھی] نہ تھا دن کوئی کہ یہ سر اور در خانۂ خمار نہ تھا

ہم تو عشاق میں قاسم کو بھلا سمجھے تھے تم جو کہتے ہو برا خیر [تم] ابھی ہووے گا

[1] رستی ا ا + [2] کذا

خون ہو رشک سے دل عاشق جانکاہ کا [آہ] — یا تو پڑ پڑ یہ ترے رنگ حنا نے جاہا

گردن ڈھلک رہی ہے اور آنکھوں میں دم ہے آہ — بیمار چشم کی ترے حالت عجب ہے اب

اللہ رے جور حسن بتاں جسکے ہاتھ سے — یوں دادخواہ ما سر عریاں ہو آفتاب

وکلی نہ پوچھ کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے — آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

غیر یوں لوٹیں بہار حسن دلبر ہے غضب — [ہم سہیں] ظلم و ستم اے وائے قسمت یا نصیب

باغ حسن یار میں گلچیں نہ ہوں ہم ہے غضب — اور بہار رنگ گلشن یوں اڑائے عندلیب
پھول پھول اب بیٹھتی ہے شاخ گل پر یہ نسیم — بندہ رہی ہے کیا گلستاں میں ہوائے عندلیب
تو سیاہ چشم گل گرد حنا ماں ہے صبا — دیکھ لے کحل البصر ہے خاکپائے عندلیب

ورق ٢٤٨

محرم آب رواں پر ہے یاں آب حباب — مٹ گئے دیکھ صفا جسکی سر آب حباب
مانگ کے گرد پھرا یہ دل پر آبلہ یوں — جمع باہم ہوں بھریں جوں سر گرداب حباب

لو چلے ہم خوش رہو کاکل سوار و بیٹھ کر — ابھی زلفوں کی طرح کیوں اتنے بل کھاتے ہیں آپ
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر — ایسی ایسی باتوں کو مونہہ پر بھلا لاتے ہیں آپ

موسم گل ہے جوں ہے جوش پر جانے دو اب — [بس دو] والے کو نہ چھیڑو ورنہ پھر سیانے ہیں آپ

خیال زلف میں رویا کیا میں ہمدم آہ — برنگ ابر سیہ زار زار ساری [رات]

کریں اب تجسے ہم کچھ اور [ڈھب کی] بات کیا طاقت   تیرے پائوں ملک پہنچے ہمارا ہات کیا طاقت

شکست شیشہ دل کی یہ ہے آواز اسے ساقی   میرے نالوں سے ناداں خندۂ قلقل کو کیا نسبت

بت آذر کو کیا دیتے ہو اوس بیباک سے تشبیہ   مغاں پتھر کو دو مت شعلۂ اوراک سے نسبت

کہاں اے وائے اب وہ دن کدھر وہ وصل کی راتیں   سرک سونے یہ رہتی یار سے کیا کیا ہمیں کھٹ پٹ
نہ گھر تعویذ یہ بے کام ہی خارا شکن بس کر   لگی ہے آنکھ سو سدے کہیں [ظالم نہ کر] کھٹ کھٹ

ہجوم آہ ہے اور موج طفلاں ساتھ ہے قاسم   چلا [تو اوسکے کوچے] سے ہے یا ایں شان کیا باعث

اودھر ہی اب لگی رہتی ہیں آنکھیں رات دن قاسم   تکا کرتا ہے تو کیوں رخنۂ دیوار کیا باعث

ہم کہتے نہ تھے کل لب میگوں کے نہ موتہہ لگ   [کھینچا نہ ولا اوسکا بھلا] تو نے خمار آج

ہائے کیوں جلد کھلیں تم سے گلا ہے آنکھو   [ایک مدت میں ہیں] دیکھا تھا اوسے خواب کے بیچ
قوۃ ضعف سے کوچے میں رہا کل اوس کے   یوں بھی ہوتا ہے کبھو عالم اسباب کے بیچ
سر کھلے مارے [انداز سے] جوڑا باندھے   کل وہ خورشید کھڑا تھا تپ [مہتاب کے بیچ]

بوسہ تو در کنار ٹک ایدھر تو دیکھیے   کچھ یاد ہے کیا تھا بھلا کیا قرار صبح

دیکھئے کیا اب کے ہوا میں جیب و داماں کسطرح   پھر لگی ہم کو خوش آنے کچھ بیاباں کی طرح
چشم نرگس سرو قد گلبرگ لب غنچہ دہن   جلوہ گر ہے یک قلم تجھ میں گلستاں کی طرح

دل میں چبھتی ہے مرے دنرات پیکاں کی طرح — ہے غرض کیا ہی نکیلی تیری مژگاں کیطرح

حال چشم زار و اشک تر نہ پوچھ اے ہمنشیں — برستے ہیں دو دو پہر یہ ابر باراں کی طرح

اس ملاحت سے ہے یہاں شور محبت جلوہ گر — بھر رہا ہے زخم دل سارا نمکداں کی طرح

بھول بیٹھے باغ میں تو رشک آتا ہے مجھے — گل میں کچھ ملتی ہے بلبل میرے جاناں کی [طرح]

[تختۂ گلدار سیا] آب جو سیل سرشک — یہ سئی ڈالی ہے ہم نے باغ و [بستاں کی] طرح

موجب طوفاں سرشک و باعث محشر فغاں — طرز گریہ وہ غضب اور یہ ستم نالے کی طرح

لڑکھڑاتا [جھومتا ساغر] بکف آتا ہے یہ — دیکھیو اے میکشاں اس میرے متوالے کیطرح

قسم[۱] ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم — کہ شب تھی کاکل مشکیں سے مو بمو گستاخ

جب تجھے جانتے ہم ازل کہ ہو دلدار پسند — ہے وہی جنس کرے جسکو خریدار پسند

زلف جہاں مرہ قہر قیامت قامت — کیا کیا تو نے یہ اے دیدۂ خونبار پسند

اوس زرد یونٔ بت کا میں کشتہ ہوں بسکہ آہ — چھاتی پہ میری چاہیئے سنگ مزار زرد

آنسو گرے پر لگا نہ آیا وہ لعل لب — اولٹے گئے گرہ سے گہر یک نشد دو شد

طاؤس اب ہوا ہے یہ تو بردہ آپ کا — داعی غلام تھا ہی قمر [یک نشد دو شد]

حیدر یہ ہنسا پری کو نام رکھتا رات دن — واہ رے تیری سنکوہ اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہم [وقت بوسہ کیوں نہ شکر خند] یار مرہ — باہم ملیں تو ہوتے ہیں شیر و شکر لذیذ

---

[۱] و ۱، میں یہ بیت درج نہیں، [۲] کذا،

[پھٹنے ہے قیس کی] چھاتی مرا حاک جگر دیکھے
حدا جانے کرے گا عشق اب اور امتحاں کیونکر

چلی جاتی ہے تب باقی گھڑی دو چار سے ہے ظالم
بہت ہٹ ہو چکی [اب] مان لے میرا کہا بس کر

تربت سے اوٹھا پھپک دو اوسطرف عزیزو
تعویذ ہے چھاتی پہ مری سل کے برابر

چا[ندنی میں] بیٹھ مت موتہہ سے اوٹھا ظالم نقاب
داغ ہوگا دیکھ یہ ماہ درخشاں سر بسر

بات ہی اور نہیں تم کو سوائے دشنام
آپ کی چلتی ہے کچھ بہت زباں میرے پر

نہ ہونا مبتلا زنہار کوئی چشم سے گوں پر
سواد مردمک سے لکھ رکھو یہ خاک مجنوں پر

سراہر مژہ تم قطرۂ خونناب مت سمجھو
چراغاں ہے یہ اسے روشندلاں دریائے جیحوں پر

عاشق نہ ہوجیو کوئی روئے نگار پر
لکھو یہ دوستاں مری لوح مزار پر

سچ و صبح نہ پوچھ اوس بت بدرس کی ہمنشیں
باللہ کہ آج ہے وہ قیامت [بہا] ر پر

یہ تیرہ بختی اپنی غنیمت سمجھ دلا
خال سیہ کو دیکھ لب لعل یار پر

کس واسطے میں کیوں تجھے دل دوں بتا مجھے
کیا اعتماد ہے ترے قول و قرار پر

بخل نظارہ نہیں دیدۂ تر سے بہتر
اور جو مرضی ہے یہی آپ کی تر سے بہتر

کچھ نہ بیٹھی شکل تعمیر شکست دل درست
[قاسم] اپنے سے کئے ہر چند میں نے توڑ جوڑ

ابر تر اوسکے نہ موتہہ پر چڑھ ابھی دم لے تھم جا
بر سر جوش ہے یہ دیدۂ خوں بار ہنوز

ورق ۲۵

طلعت ماہ وسوں کے ہیں نہ کشتے حسن کی　　　　ترتوں پر ہے کھی چادر مہتاب ہمور

درد دل میں لے بہت آج چھپا یا لیکن　　　　کیا کروں پھوٹ بہے دیدۂ نمزآخر روز
ہاے لے لے کے مزے کھاتے ہیں عاشق مارو　　　　شام غم غصہ سحر خون جگر آخر روز
وعدے اپنے یہ کبھو تو مرے گھر آ ظالم　　　　نصف شب وقت گجر شام سحر آخر روز

ازدحام داغ وگل ہے اور ہجوم یاس آہ　　　　ہاے تس پر بھی لگے ہے دل کی آبادی اوداس
کیوں نہ دل وحشت سرا معلوم ہوں صبر ہاے　　　　ہے مقرر ہمنشیں لگتا ہے گھر خالی اوداس

ہے قمر میں محتبس عکس رخ عالم تمام　　　　یہ شعلے دل بھی اسے مہر وہے تسخیر نفس

شیخ وزاہد وہاں نہ ہوں تو [لطف جنت ہے کہ ہے　　　　سبر گلزار ارم] بے زحمت [اغیار خوش]

[ہے عشق میں اوس شوخ] کے یہاں حشک [تر آتش　　　　دل آتش واشک آتش وخون] جگر آتش
سینے [میں اس اندار سے بھڑکے] ہے دل اپنا　　　　مانگے ہے او [سے دیکھ] کراب [الحذر] آتش

ہے اشک وسوزش سے غم کی یہ دل گہے باب [و] گہے آتش
ہو جیسے انجام مرغ بسمل گہے آب و گہے باتس
طراوۃ و رنگ لعل [نوشیں اس آبداری] سے دیکھتا ہوں
ہو جیسے جوہر [شناس] مائل گہے [باب و گہے آتش]

حب آوے پیار میں تب مسکرا کے گالی دے　　　　نئی طرح کا میں دیکھا یہ کچھ یہاں اخلاص　　ورق ۱۵۱۲

ہوں مست چشم یار لب مے گوں کا ذوق ہے
ہے مجھ ننگ شراب کو رطل گراں کی حرص

اے شاں کیجے قبول اب زلف کے ماروں کی عرض | کافر و مانو کبھو نواں سیہ کاروں کی عرض
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر | اب بھڑا دو لب سے لب ہے یہ گنہگاروں کی عرض

کارسازی میں دما ہیں تجکو تا احساں غرض | ہاے پر نکلی نہ تجسے اے لب جاناں عرض
مسکرانے سے ادا سے ناز سے انداز سے | جوں ہے لینا میاں تجکو دل حیراں غرض

آب ہوں لعل و گہر داغ ہوں خورشید [و] قمر
[کھولے] گھونگٹ سے جو تو مالب خنداں عارض

سر بسر قول تیرے اے بت خود کام غلط | دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

بوسہ لیا ہے ہم نے دما سے نسے میں آج | ہر چند اونے کی لب مسگوں کی احتیاط

ما رنفس کو ربط ہے نوک مژہ سے آہ | شریان جاں کو ربطہ ہے نشتر سے ارتباط

کرشمہ غنوہ تغافل حیا نگہ چشمک | ہیں دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے [حظ]

ہر آن آہ و نالہ ہر دم فغاں و زاری
ہیں عاشقی میں نہ بھی دو تین چار کیا حظ

چوں بلبل اوسکے روبرو شور و فغاں نہ کر　　نازک دماغ گل ہے وہاں اے زباں لحاظ

مہرو سے میرے آنکھ لڑاتی تھی رات کو　　کس شعلہ جو سے اٹکی ہے دیکھو شعور شمع

ہے آنسوؤں میں اس دل مہتاب سے چراغ　　روشن ہے سیل اشک میں کس آب سے چراغ
کیونکہ یہ گل ہو شمع رقیبان تیرہ روز　　جلتا ہے آج کل مرے پیشاب سے چراغ

جلوہ گر ہو جیسے آیینے میں فانوس و چراغ
ہے دل پر داغ یوں سینے میں فانوس و چراغ
وہ بھبھوکا سا بدن وہ سبز جوڑا ہائے رے
جلوہ گر ہے جس طرح مینے میں فانوس و چراغ
وہ دوشالہ پوش مت چمکا تھا نور مے سے [شب]
یا خدایا تھے یہ [پینے] میں فانوس و چراغ

داغوں سے دل جگر کے اور اشکوں سے چشم [کے]
گھر بیٹھے ہم کو یہاں ہے صبا سیر خار باغ
دشت جنوں کو دیکھو قاسم تو آج کل
جوش بہار اشک سے ہوتا ہے مار باغ

کون یہ دل سوختہ گذرا ہے گلشن میں نسیم　　لگ رہی ہے آگ سی [کچھ] یہ گلستاں کیطرف
موجب جمعیت خاطر ہوا ہے ان دنوں　　دیکھنا قاسم مجھے زلف پریشاں کیطرف

ورق ۲۵۲

دیکھیے تیغ ستم سے جانبری ہو کس طرح　　ہو [گیا] دل بھی مرا کم بخت قاتل کی طرف

دیکھے ہے زلف چہرۂ گلفام کی طرف　　یہاں کفر کو بھی میل ہے اسلام کی طرف

کافر خدا سے ڈر ٹک دامن کو مت جھٹک لوں　　برباد دے نہ ناحق مشت غبار عاشق

ہوا تھا جوں توں کے یار چہرہ [ہے] بہ بھی قاسم بھلا کوئی خو
نشے میں دیکھ اوس کو بڑھ چلا وس اب گیا اعتبار عاشق

سینے میں پڑی رہتی ہے جس رنگ سے یارو　　یوں موج تبسم سے گئی دل میں سما برق

اللہ رے فرہاد تری گرمی عشق آہ　　اٹھتا ہے دھوا سا سر کہسار سے اب تک
ہمدم لب جاناں سے ہے دیکھو نے قلقاں　　ہم سکتے ہیں موہنہ بیٹھے گنہ گار سے ابک

سر گشتگی دل سے یہ دیتا ہے نشاں آہ　　چکر ہیں کلال آج جو ہے کوزہ سر چاک

ہے یہی رونا اگر قاسم تو اب شام و سحر　　لے نکلتے ہیں دل بیدل کو بھی ہمراہ اشک

دستار بسنتی سے کرے سر چمن تو　　صد چاک ہو کیوں کر نہ قبائے گل صد برگ

ٹک چشم غور سے گل نرگس کو دیکھا　　یارو وہ سوح چشم ہے چشم و چراغ گل
ہے خط [سبز] و خال سیہ روے لالہ گوں　　بیٹھے بہم ہیں باکہ یہ طوطی و زاغ و گل

گھبرا کے نکل جائے گا جی یوں ہی کسی روز　　رکھ رہنے لگی اب ہمیں اکثر تپش دل
وہ آئے بغل میں کہیں ناجی ہی نکل جائے　　مٹ جائے کسو طرح تو بارے خلش دل

باللہ کہ آج اوس بت کافر کے سوق ہیں — نکلا پڑے ہے سینے سے بے اختیار دل

سعلے سے کوہ طور کے روشن ہے داغ دل — شمع حرم سے کم نہیں اپنا چراغ دل

مرے رونے پر نہ ہنستا کیونکے وہ جوہر شناس — سلک گوہر میں نہ تھا کچھ اس در غلطاں کا مول
ایک [سر] مو بھی کلاہ فقر سے ہرگز نہ دوں — چاہے گر گردون دوں اس افسر خاقاں کا مول

ہیں روسیہ و خستہ جگر مثل نگیں ہم — اے وائے کہ سیر بھی نہیں خانہ نشیں ہم

وائے جوش بختی نصیب دشمناں ہوں گالیاں — دوستاں ہوں اوس لب [شیریں] سے یوں مایوس ہم
دسرس ہاتھوں ملک درد حنا کو ہو پرے — وائے قسمت چوری چوری بھی نہیں مانوس ہم
دل ہی گلدستہ [نہیں] داغوں سے اے محو چمن — کھا کے گل دستوں نہ ہیں رشک پر طاؤس ہم
بیتر ساہی کی ہوں دل میں نہیں قاسم ہمیں — ہیں کسو کے سایۂ دیوار سے مانوس ہم

دیدہ ویراناں رہے ہے وا مید اسے آہ — لے گئی یعنی جہاں سے حسرت دیدار چشم
اوس خور محشر سے چشم دید ہو تا ستم اگر — تا قیامت قبلہ رو بیٹھوں نہ کھولوں بار چشم

ورق ۲۵۳

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ — لوٹے بہار حسن نہ ہوں کامیاب ہم
ہے اب کہ سر[۱] ہو تری گرمی عروس مہر — مکھڑے سے اوس پری کے اوٹھاویں نقاب ہم
کب نیند آئے مالش کمخواب پر ہمیں — کرتے رہے ہیں آپ کے زانو پہ خواب ہم

۱؎ کذا

میں دور سے گل صد برگ اوسے دکھا قاسم — حیا دبا دل بدل کا حال پردے میں

الٰہی محرم آب رواں میں اوسکے لساں ہیں — کہ مستی سے ہیں خوش بیٹھے یہ دو سر حباب پانی میں

ہزار حیف کہ تو آپ ہی نہ تھا قاسم — یہاں رہا تھا وہ گل بے حجاب پانی میں

دشنام دے مجالے ہور وٹھے کو آن میں — کیا جانے کیا فسوں ہے تمہاری زبان میں

دیدہائے ترکو دل کی کیا خبر لے ہمنشیں — یہ بچارے آپ ہی اسی گرفتاری میں ہیں

میں منعمو وہ خاک نشیں ہوں کہ مجکو یہاں — قالی تو یک طرف ہوس بوریا نہیں

شب ہجران زلف یار کی مت پوچھ اے قاسم — یہ طولانی بلا ہے موت کی سی رات آنکھو نہیں

میں متوالا کہاں رکھتا شراب بحوۃ اے منعم
نفس آنکھیں صرف حیرۃ ساقی سرشار تھا دل میں
ذرا تھی میں جو پاتا فرصت اس حیرۃ سے اے منعم
بناتا دل کے ٹکڑوں سے مرصع ہار تھا دل میں

اوس چنچل شوخ کے قد کو اب کیا میں با آب و تاب کہوں
طوبائے جہاں یا شمع حرم یا آہ دل بے تاب کہوں

یہ سب اوسکی نظر سے گر پڑے جن نے تجھے دیکھا — پری ہو حور ہو غلمان ہو نوری ہو ناری ہو

۹ ق ۲۵۴

بھین جب دیکھئے سیمیں بروں کی لے ہوسا کاں ‏ ‏ بس ہو گوکھرو ہو لہر ہو گوٹا کناری ہو

چھپے دو اپنی زلف کے ماروں کو ہائے اب ‏ ‏ جائے دو بس یہ کاکل مشکیں کو تاب دو
آنکھوں میں ہاں لبوں پہ نہیں وقت بوسہ ہائے ‏ ‏ ہے یہاں سوال ایک تو وہاں ہیں جواب دو

سدہ ہوں اس بھیں کا اللہ ری جسامہ دہنی ‏ ‏ جھلکے ہے یہاں جدائی حس ساں تو دیکھو

وہ جوں نوشیں دل عاشق سے گلگوں سے کیا واقف
سراب سرخ کی لذت لب جاناں سے مت پوچھو

مجکو گلہ ہے وبدہ خانہ خراب سے ‏ ‏ مضطر کیا ہے اسے دل آرمیدہ کو

رنت دل گرتے ہیں مژگاں سے نہ اکے ، و نہ چڑھے ‏ ‏ ہاں صدف کہدے ذرا یہ ابر گوہر بار کو

ہم دل سے ہیں خواہاں بلا کوئی بلا ہو ‏ ‏ کاکل ہو سیہ چشم ہو یا زلف دوتا ہو

وقت آخر ہے جہاں گذراں میں فاستم ‏ ‏ کوئی دم دیکھ لو سیر گذری دیکھو لو

ناصحا طرز محبت ترہی بھائی مجکو ‏ ‏ پر نصیحت یہ جوش آتی نہیں بھائی مجکو
نالہ برباد کیا آہ ہے پانی سو کیا ‏ ‏ وہ بھی آنی ہے نظر باد ہوائی مجکو

سلہ سدا

یہ ہنس بولو جس میں تم کسوتے آہ جانے دو
ذرا غنچوں کو کھلنے دو گلوں کو کھلکھلانے دو
نگاہیں ہیں یہ آنکھیں آگ اسکی تر سجھاتا ہے
ہماری خوشی گذرتی ہے لگانے و بجھانے دو

کھا جاتا ہوں سراپا تپش دل کی بجھانے دو
خدا کے واسطے یار و مجھے آنسو بہانے دو
چلے آتے ہیں عشق پر غش نہ پوچھو آہ جانے دو
ذرا دم لو نہ گھبراؤ بحاٹک ہوش آنے دو
ہمارا دل گھر اوسکا ہے وہ جو چاہے کرے اوسکو
بناوے تو بنانے دو اگر ڈھاوے تو ڈھانے دو
بکف شمشیر و [کف برلب] غضب آلودہ آتا ہے
کہاں ہے ہو ہٹو سر کو مرے قاتل کو آنے دو
کہوں میں عمہ درد دل و سوز جگر تم سے
ادھر آؤ سنو بیٹھو یہ ہیں اور فسانے دو
کہونگا میں فلک نے اوس کمر کی کیا کیا مجھسے
میاں صاحب میرے دلکو ذرا آئے ٹھکانے دو
جوانی ہے جنوں ہے جوش گل ہے وحشت دل ہے
خدا کے واسطے ناصح نہ ہو دھومیں مچانے دو

عشق میں کیا فلک ہوا دل کو
راس آئی نہ یہ ہوا دل کو
جس مطلق ہیں اسے قاسم
کیوں میاں [جان] کیا ہوا دلکو

کھلا جس وقت میاں زلف و رخ دلدار کا پردہ
وہیں اوٹھ جائے گا ہر کافر و دیندار کا پردہ
مرے رونے پہ رحم آیا سبب دیدہ کو مارے
خدا نے رکھ لیا اس دیدۂ خونبار کا پردہ

دور ہی بیٹھیے کہیں روئے حسن کا پردہ
یہ نکالا ہے بھلا تم نے کہیں کا پردہ
کام دل پاوے نہ تا عاشق لے دل پیارے
آپ نے خوب نہ رکھا ہے نہیں کا پردہ

چپ ہو تو منہ تھکانے بولے تو دیوے گالی
طرز سکوت وہ کچھ انداز گفتگو یہ

ورق ۲۵۵

لہ گدا

زلف ساہ و عارض کا فور فام ساتھ　　اعجاز حس ہے یہ کہ ہے صبح و شام ساتھ
نے قس ہے نہ وامق وے کوہکن ہے آہ　　ہم رہ گئے عدم کو سدھارا تمام ساتھ

واہ رے سوکت عساق کہ مرنے مرلے　　طرہ سمع ہوا تاج سر پروانہ

صحبت دل گرم ہو کیونکر نہ تبخالے کے ساتھ　　ے اسے پالا پڑا آتس کے پرکالے کے ساتھ
لڑکھڑاتا جھومتا گلشن میں کل پھرتا تھا وہ　　ساہ ساں مرمیں بھی تھا اوس اپنے متوالے کے ساتھ

ہر اک عنچہ تشکل [دل ہو] ہر اک گل داغ دل کی دے بو
چمن میں جب صبا سے عندلیب سو جواں مرنے سے بہار آوے

ہزار خاک ہوں پر خاک پاک ہوں قاسم　　رماں سے جب مری یا بو تراب نکلے ہے

تنگی دہن سے تو سمجھا نہ سحن لیکن　　اسا تو میں دیکھا تھا کچھ ہونٹ ہلاتا ہے

سائل جو میں بوسے کا ہوا اوسے دعا دے　　بولا وہ بت ستوخ کہ پھر مانگ خدا سے

سپر تلوار کے باندھے تو کیا ہونا ہے اے ظالم　　دوانا قتل کر مجسا کوئی تو بانکپن چمکے

ابر اس جسم سے چھینٹے جو لٹے پانی کے　　ہم پھر اوس وقت بھریں کچے گھڑے پانی کے
عرق ہو آتے ہیں عکس نہ کیونکر قاسم　　بیستر ڈوبے ہیں ہیر اک گھڑے پانی کے

شعلہ خودہ [ر] رہاں ہم دیکھے کبھی سے　　آب و آتش یہاں ہیں ناسم رکھے کدی بستے

ایک بوسے پر ٹوکل گئی دل، سہرا آج تک — عاشق صد کام نہیں ہم دیکھیے کیوں ہے

دل خاک جگر ٹکڑے سر خاک پھٹے کپڑے — اے وائے یہ نقشے ہیں مشتاق ہماروں کے

شعلہ نزار جگر صد برگ شمع لالہ — عاشق کے دل کو یارو جو کچھ کہو بجا ہے

ڈھالی ہے خود خدا نے زلبں اپنے ہات سے — فائق ہے چھب تری بت آذر کی گات سے

اس صفائے رو نے کھو دی آبرو سے آئینہ — [صا]ف تو یوں ہے کہ تجھے تاشی آئینہ سے

کوچہ بہر زخم یہاں صد خانہ خوش بنیاد ہے — ان دنوں معمورۂ دل خوب [ہی آبا]د ہے
باندہ کر زلفوں میں دلکو بھول جاتا ہے غضب — کیا ستم کیا قہر ہے کیا ظلم کیا بیداد ہے
کوہکن تو تھا سی کاریگر ولیکن آج کل — قاسم اپنے کام کا یارو بڑا استاد ہے

جائے بادہ خون دل مائے گزک لخت جگر — تیرے عاشق کو بھی یہاں دیکھا بڑا عیاش ہے

سن قصہ ستم کو میرا ہنس ہنس کے آپ بولے — کیا جانے یہ کہانی کہتے ہو تم کہاں کی
ذہب مزا، عاشق یہ شمع و گل سے ہے دیکھو — غیرت کہاں گئی اب اللہ ان بتاں کی

دل میں تو ہو ہی پر آنکھوں میں بھی میرے صاحب — آئیے کیجے کرم بیٹھیے یہ بھی گھر ہے
میں دعا سے [جو] لیا بوسہ تو موتہہ پر اپنے — پھیر کر ہاتھ کہا خوب بھلا بہتر ہے

حرارۃ بحر اشک اپنے کی آتش کے برابر ہے — اور اسمیں لخت دل جو ہے برائے خود سمندر ہے

نہ دل جانو ہمارے سوختہ سینے میں ہمدردو   نہ پرکالا ہے آتش کا نہ خاکستر اخگر ہے

مژہ او[س] ترک کافر کیش کی آفت سراسر ہے   نہ ناوک ہے سناں ہے خنجر براں ہے جمدھر ہے
[نہ تر]ای دوسری گالی جو بااین کیف بھٹی ہے   مے دو آتشہ ہے ما مگر قند مکرر ہے
ہماری نرگس فتاں کو چشم غور سے دیکھا   غزال مست ہے بجز و ہے فتنہ ہے فسونگر ہے
نہ دو بوشین دہن کو شاعرو تسمہ غنچے سے   نہ نسنیم جناں ہے چشمۂ حیواں [ہے] کوثر ہے
نہ دل شیشے سے آئینے سے جام یمت ساغر سے   محاذی ہے مقابل ہے مساوی ہے برابر ہے

تئیں دن بادہ حوری سوق سے پیجے بیٹھے   ہیچ جلی نہیں یہاں کوئی کہ جلے بیٹھے
رحم پر دل کے مدا لون جھڑکتا ہیں ہیں   آسانے جھل لکالی ہے یہ بیٹھے بیٹھے
س کہانی مری کہنے لگے ان نو قاسم   قصہ خوانی ہے یہ کیا خبر بس آ کے بیٹھے

خرید اس حروں ست گڑھے یہ حڑھالے سیج   صلا تو کن سٹے کیوں یہ سرنگ بدلے ہے
لوادیکی یار کی نظروں سے بھول مت قاسم   نگاہ اس وہ مت منو رد سنگ بدلے ہے

غنچے کو سب ہیں کہتے ما ما نرسے دہاں سے   تو بھی تو پھوٹ [کافر] اپنی ذرا زباں سے
گلبرگ تر [ہو] گلرویا عجب تمن ہو   موئنہ دیکھو ہونگے ہمسر ترے لب دہاں سے
کافر تیرا یہ کوچہ یا [دست کربلا] ہے   کتنے پڑے ہیں کشتے کتنے ہیں نیم جاں سے

یہ بت گر سر عرم تسخیر ہو گئے   تو باللہ الاکبر جہاں گیر ہو گئے
نہ ہوگا جنہیں درد دل دردمندو   خدا جانے وہ کوں بے پیر ہو گئے

سلہ یہ شعر ر ا میں درج نہیں +

ورق ۲۵۸

دل ایسی ادا پر کیوں نہ مرے جی جان تصدق کیوں نہ کرے
جھنجھلا کے یہ کہنا دور ہرے با مار جھٹک پھر ولسی [ہے]
پھولوں میں اٹکنے[1] دل نہ لیے اس لہر میں اہرا جی نہ جسے
ہیں بٹ تہہ بیتے[2] ست کٹھڑی یہ دھمک پھر ولسی [ہے]
گھر میرے سب جو وہ سوتے رہا کیا کہئے لوٹا کیا ہی مزہ
وہ عطر کی لپٹیں روح عزا پھولوں کی مہک پھر ویسی ہے

والشمس تو [رخ] رخ ہے ہی مراد اس زلف پہ اے ماہ
واللیل پڑھی شب سنب معراج کی [سوجھی]
صبر و دل و دیں تاب و تواں دیکھتے ہی آہ
اوس ترک سیہ چشم کو تاراج کی سوجھی

گھنگرو جو دم نزع لگا بولنے ہمدم
اس تار نفس پر مجھے طنبور کی سوجھی
جب عرش بریں بینے کہا دل کو تو جبریل
نزدیک سے بولا کہ بہت دور کی سوجھی

مثل آبستہ یہ لبریز [تھا] تھے لیکن
پی گئے ڈر سے ترے دیدۂ حیراں پانی
اشک سے سیر ہے یارب [دل] پر داغ کہ ہے
باعث روشنی سرو چراغاں پانی
حلقۂ نتھ کے تصور میں ہمارے پیارے
اسک آنکھوں سے [ہے] ہو کے سہرا پانی
جا کھڑا عشق سے تیرا ہی جگر تھا قاسم
بار ہوتا ہے یہاں شیر کا زہرا پانی

بیعت پیر مغاں کر محتسب خیرہ نہ ہو
بے حجر کیعت دست نسو کچھ اور [ہے]

---

[1] سشر ۱،۱ [2] اسکے ۱،۱ [3] بیچیں ۱،۱

ادھر دل میں لگی آگ آ ملے نکلے — ادھر یہ لخت دل آنکھوں سے آ کے نکلے
ہجوم آہ و دود فغان و حوس سر تک — طلب میں بھی دل بیدل کے قافلے نکلے

مارس مطرب صدائے چنگ دل برساق ہے — گو تجھے سار ہواں دیدۂ عشاق ہے
آئے آئے ہو رہی ہے ہر طرف سے جستجو — آئیے کیجے کرم یہ رند بھی مشتاق ہے

کوسا دل آج کل اوس کا نہیں مشتاق ہے — [اندنو]ں وہ ماہرو اک [شہرۂ] آفاق ہے
حضر عمر جاوداں لے بادہ و دلدار حیف — یہاں دوروزہ [زند]گی بھی دل پر اپنے شاق ہے
دلکو سینے کی کٹھالی میں ترے ہاتھوں سے آ[ہ] — رات دن اے سیم تن تکلس ہے احتراق ہے

عشقبازی میں یہ دل سردفتر عشاق ہے — ایک ہی لکا ہے تنہا ہے نہایت طاق ہے
صنعت چاک گریباں میں حصول میرا بھی آج — دستکار دہر ہے استاد ہے مشتاق ہے
مجمع اضداد ہے خلوۃ سرائے دل بھی آہ — بند ہی آزادگی ہے قید ہے اطلاق ہے

دل ہے اور ہجوم گل جستم و اشکباری ہے — سیر باغ رضواں ہے لطف [آب] جاری ہے
آہ ہے علم دیکھو نالہ [طبل شوکت] ہے — آج حضرت [دل کی کس] طرف [سو]اری ہے
حال قاسم خستہ کیا کہوں میں اے ہمدم — جوش عشق و وحشت ہے شور آہ و زاری ہے

خوبصورۃ ہے جہاں میں ایک آیت آپ کی — حسن یوسف بھی ہے ادنیٰ سی علامت آپ کی
ایک نگہ پر دین و دل صبر و خرد بکتے ہیں آج — مفت ہے سودا نہ لیلو ہے کفایت آپ کی

ایک گونہ سرو میں ہے گو شباہت آپ کی — پر کہاں یہ چال یہ سج دھج [یہ] قامت آپکی

ورق ۵۸ الف

اس آہ نارسا کو عرش اعظم تک رسائی ہے — پر اوس دل تک پہنچتی ہے تو [پھر باد ہوائی] ہے
شب تار [یک میں] جیسے کوئی تارا چمکتا ہو — سو اس طرح اوس جوڑے میں تعویذ طلائی ہے

[ما کتی ہے پردہ مینا] سے مستوں کو مدام — دخت رز بھی اے معاں رند مشرب قہر ہے

دمبدم آئینہ دلکو صفا ہے اپنے — کس کی آمد ہے الٰہی کہ یہ گھر جھڑتا ہے

مجھے دن بدر کو [یوں] مدا تاں کا کیجے واہ — حاشی کی غیرت اے اللہ یوہیں چاہیئے
جو نہی قاسم نے کیا عزم شہادہ گاہ آہ — دولی قسمت وہیں یسم ا[للہ یوہ]ں چاہیئے

خال مشکیں تیرے چہرے پہ بنا کس نے — چاند سے [مکھڑ]ے کو یہ داغ لگا کس نے

خط و زلف بتاں یا سبزہ و ریحان و سنبل ہے — بہ تعلیقات سمجھ [تے ہے] یا دور و تسلسل ہے
حرا[ہے بانی]سے [دل] حل کے ملے کات آسانی — ہوا نوبہاری ہے بہار سنبل و گل ہے
بندھی ہے کیا ہوا عیش کیفیت سے گلشن میں — [نوا]ے شوق بلبل ہے صدائے [شور] قلقل ہے

ادل گذر گیا تھا کام اپنا کل دوا سے — اب کے تو بچ گئے پر بارے تری دعا سے
ٹوٹا یہ شیشۂ دل میں نے کہا تو بولے — ٹوٹا تو کیا کروں میں ٹوٹو میری بلا سے
کیا خوب آدمی [تھا ان] عاشقوں میں قاسم — [اے خبر] تیری بھائی اچھی بنی خدا سے

ہے خاک دنیا اور اوسکی بروة [سراب] ہے سب یہ جاہ و حشمت
کہاں ہے اوکی وہ شان و شوکت [کدھر ہیں] سلجوقی و کیانی

آگے بوسہ ایک دل دیجے یہ ملنا تھا ہمیں | چھوڑ زلفیں جان بھی لی یار اب رونے لگے
دل جگر میرے تو ہیں معمور داغوں سے پر آہ | یہ مکاں سمجھو یہاں یار کیوں سونے لگے
عشق میں ہم نے بہت چالے سنے لو ہے گئے پر | یار بے لذت کے ساون لے پر پرے بھونے لگے
داغ دل پہ نکلے یوں سویدوں سے ہمیشہ | ماں آئی جوں تنور گرم ہیں چوسنے لگے

قطعہ

بندی قاسم کی کیفیت نہ پوچھو اے میاں | جان دے میخانے میں کہا کیا یہ سماں ہا
[اسکی] طبع میں ازل سے اوسکی تھی سرگشتگی | گاہ خم گاہے صراحی گاہ پیمانہ [سنا]
عاشقاں ہمہ جوش و خروش [سرخوشی][1] | بزم میخواراں عالم میں وہ افسانہ [ہوا]

دیگر

نا مناقی کا مرا تھا ان لبوں سے جلوہ گر | وقت بوسہ غنچہ ساں جبدم وہ گل [گل گل] کھلا
یہ بھی ایک اعجاز ہے قاسم نشان مہد کا | دیتے ہیں ہونٹوں سے اپنے میوہ کامل کھلا

دیگر

دیکھا نہ ہوگا آجتک آتش [کو] دوستاں | فیض صبا سے ہوتے کبھو برگ بہار سبز
لیکن نسیم آہ کی تاثیر دیکھنا | خط سے ہوا ہے کیا ہی یہ رخسار یار سبز

دیگر

کل خفا ہو کے حبیب اوسنے یہ کہا ہیں قاسم | دن گنوا کر جو وہ آیا مرے گھر آخر روز
بچکے گھر صبح سے تے جاؤ سدھار واسکے | کس لئے کام ہے کو کیوں آئے ابد سر آخر روز

ورق ۶۱

---

[1] نسخۂ اصل میں "سرکشی"۔

ہس کے بولا کہ خدا سے تو ذرا ڈر کم سخت — شام کے وعدے [پہ] آؤں ہیں اگر آخر روز
تو بھی خاطر میں نہیں تیری یہ مری [الفت] — صبح سے آؤں گا کل آج نہ مرا آخر روز

دیگر

[تفرقہ ہے] تجکو یادہٗ گلگوں کی تو سے شیخ — کھاما ہے دلمیں پیچ تو دیکھے اماغ و گل
رکھے ہے بھر تو پھول بھی دستار پر گدھے — گیدی ذرا شعور پکڑ یہ دماغ و گل

دیگر

[یاروشہید تیغ] تغافل ہیں اسلیئے — کرتے ہیں اپنی گور میں آسودہ خواب ہم
[کہدو کہ بیٹھیں] اک طرف منکر و نکیر — رکھتے نہیں دماغ سوال و جواب ہم

دیگر

اوسنے جھٹ گیا جو ہیں ست واؤ [گھات] سے — ہر چند قاسم اوسکے رہی زیر لب نہیں
جھنجلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگا کہ تو — پھر کہیو لے حیا مجھے ملنے کا ڈھب نہیں

دیگر

[دو] لو اپنی مٹھیو ںکو بند کر بولا وہ شوخ — کیا چھپا یا ہے یہ کر تدبیر سیدھے ہات میں
تو اگر سمجھ مجھے بتا دے مجکو اے قاسم تو میں — دوں تجھے انعام یا توقیر سیدھے ہات میں
سب کہا میں نے جو دو لو[1] امداد ہوں[1] — وست چپ کی بھی کروں تقریر سیدھے ہات میں
طائر رنگ حیا ہے وست چپ میں جان میں — بند ہے مرغ دل دلگیر سیدھے ہات میں

---

[1] ۱ میں یہ شعر درج نہیں ہے۔ اور اصل نسخہ میں اس مقام پر عبارت کٹ گئی ہے ۔

دیگر

ہے وہ زباں حضرت دہلی کی ان دنوں — دو چار شعر بھیں اگر اصفہاں میں
"قرباں روم باں سخن لغمہ دوستاں" — صائب سا خوش زباں کہے اپنی زبان میں

دیگر

لگ جب اوسکو نہ دیکھے جھمک — جیسے آ ما ہیں دیا دل کو
اجی صاحب ہیں کیا کہوں تم سے — اب نہ لٹکا برا بڑا دل کو

دیگر

کس بات کے تمہاری شرمندہ ہیں بھلا ہم — کیوں گالیاں [ہمیں] تم دو بیحساب بیٹھے
کس وقت تم نے ہم کو بوسہ دیا خوشی سے — کب آکر بغل میں [ہو] بے حجاب بیٹھے

دیگر

ہر شاخ گل زمیں پر جھک جھک گرے ہے دیکھو — ہر لو بہال رعنا کچھ [خم سا] ہو رہا ہے
گذ[را ہے اسطرف] کیا وہ مست ناز و خستہ — گلشن یہ ایک [نئے] کا عالم سا ہو رہا ہے

دیگر

[سہرا] چمنستاں کو گیا صبح جو قاسم — اے بار زر گل پہ تجھے مار کی سوجھی
نرگس کی کٹوری پہ نظر جو ہیں پڑی اس — بے ساختہ پھر ساغر پکھراج کی سوجھی

دیگر

یہ جو نرگس کی کٹوری ہے بصد آب و نمک — بر مزعفر سے ہے تو کہتا ہے قاب نرگسی
میری نظروں میں تو یوں ہے اے لئیم تنگ چشم — ساغر پکھراج ہے با آفتاب نرگسی

دیگر

مدح صدیق [کہو] سنیے کسے | مادح اوس کا ہے واحد قہار
صدق دعوی پہ مہر ہے شاہد | ثانی اثنین اذ ہما فی الغار

دیگر

محبوں کو بشارۃ ہو علی سے جنت | کہتے وہ سرحق قاسم قسیم النار والجنۃ
ہو اولاد افتی ابر رحمی وہی مصطفیٰ حقا | دلیل سالکاں بیشک امام الانس والجنۃ

رباعی

عالم یہ تمام دل لگا کر دیکھا | خورشید سے ذرہ تک سراسر دیکھا
ہے عین نہ کوئی طلعت تم تحقیق | تو ہی تو ہے جدھر نظر بھر دیکھا

دیگر

اس دیر صنم کو اور حرم کو دیکھا | مغ کو اور شیخ محترم کو دیکھا
کافر کہو مجھکو یا مسلماں کوئی | ہیں سب ہیں رسول محتشم کو دیکھا

دیگر

صدیق وہ یار غار باصدق و صفا | فاروق وہ درہ دار شرع غرا
عثماں وہ کہ جسکا ہے لقب ذوالنورین | حیدر وہ کہ ہے زوج بتول زہرا

دیگر

ایوان رسالت و خدائی کی بنا | سکتے کو یوں ہو کوئی ان کا بتا
دیکھا جو بچشم [غور] لیکن قاسم | باللہ کہ پنجتن سے ہے یہ برپا

دیگر

غوث الثقلین و بادشاہ دوسرا — قطب دوجہان و سید ارض و سما
بیشک ہے امام تیرھواں اے قاسم — عبدالقادر حبیب و محبوب خدا

دیگر

بے طرح ورق ہوا ہے برہم دل کا — کوئی نہیں یار دوست محرم دل [کا]
تجھ بن کیا کہئیے [آہ اے] راحت جاں — کچھ اور ہی ان دنوں ہے عالم دل کا

دیگر

احوال کہوں میں آہ کیا آنکھوں کا — گھر ہجر میں تاراج ہوا آنکھوں [کا]
اب دیکھنے کو نہیں در اشک اے وائے — سب جوہری بازار [لٹا آ] نکھوں [کا]

دیگر

جی اٹھ پھرے ہے یوں تو مضطر میرا — پر رات کو تڑپے [ہے] دل اکثر میرا
اے زلف دراز [یا رقصہ کو] تا [ہ] — تجھ بن ہے حال سخت ابتر میرا

دیگر

کیا ہی شوکت سے [اور حشم] سے ہیں آپ — سب کی نظروں میں محترم سے ہیں آپ
معلوم ہے آپ کی شرافت [ہمکو] — باللہ کہ شیخ جو حرم سے ہیں آپ

دیگر

غصے سے ان دنوں بہم سے ہیں آپ — مانوس بہت ہی درد و غم [سے] ہیں آپ
عاشق کہیں آپ بھی ہوئے ہیں شائد — ہم سے ہیں آپ چشم نم سے ہیں آپ

دیگر

دوراں میں پیچ ہے سلسل کا پیچ ‏ ‏ گلشن میں موج ہے سنبل کا پیچ
افعی کی لہر کیا بلا ہے قاسم ‏ ‏ ہے دیکھا ہے اسکے کاکل کا پیچ

دیگر

قاسم یہ بشر بھی عین شر ہے بیدرد ‏ ‏ ہاں شرف آہ جانور ہے ہمدرد
الغرض فرشتہ بھی ہے تو پھر کیا ہے ‏ ‏ جبرل اگر ہے منت بر ہے بیدرد

دیگر

لکھیے جو سوز حال مگا کر کاغذ ‏ ‏ ہوتا ہے راکھ جل سراسر کاغذ
ایسی تحریر کو نہیں ہے قاسم ‏ ‏ دل کے پرزوں سے اور بہتر کاغذ

ورق ۲۶۳

دیگر

گو موت کی رات بد بلا ہے قاسم ‏ ‏ اور حشر کا دن بہت بڑا ہے قاسم
پر یہ سب فرقت و جدائی کا روز ‏ ‏ کیا جانے کیا بلا ہے کیا ہے قاسم

دیگر

واعظ اور مسجد اور رہباں موروں ‏ ‏ عابد اور [خانقا]ہ و چشم پر خوں
قاسم اور عزلت و حبال دلبر ‏ ‏ کل حذب بما لدیہم فر[حو]ن

دیگر

شاعر کو را[مد]ن ہے فکر مضموں ‏ ‏ زاہد کو سعی حور و جنات و عیون
[قا]سم کو عشق سے ہے [الفت] یعنی ‏ ‏ کل حذب بما لدیہم فرحون

مستزاد

وہ قطب مدار عالم و [روشن] دل ‏ ‏ [مرآت] صفا

فانی فی اللہ و عارف حق واصل — باحلم وحیا
قاسم وہ محب نبی و مرشد کل — ہے بےشک و ریب
فخر دنیا و دیں ولی کامل — حقا بخدا

دیگر

جلدی ہوجا کہیں اب اے پیک صبا — سوے دلدار
میرا پیغام دل بصد صدق و صفا — یوں کر اظہار
ہمارے کچھ بس نہیں میں پہنچوں کیونکر — تجھ تک اے وائے
دیکھوں پھر کس طرح ملاتا ہے خدا — تجھے اے یار

قدرت

تخلص سہ کس مبدانم

اول

قدرت اول

شاہ قدرت اللہ مرحوم وے از اولاد امجاد حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار است قدس سرہ کہ مزار فیض آثار قائض الانوار ایشاں متصل کوہنگ [انور] واقع شدہ وے شاعرے بود بسیار خوش فکر فصیح زبان نہایت سیر مشق بلاغت نشان [زور] طبعش از زادہاے طبع بلندش پیداست و قوۃ فکرش از اشعار آبدار [ریختۂ فکر] ارجمندش ہویدا مرد درویش نہاد و الانژاد آزاد منش پاکیزہ روش ذکی الطبع صاحب فکر سلیم قویم الفکر مالک طبع مستقیم بود در شروع شوق شعرگوئی از دیوان سخن سنجی راہ بر میر شمس الدین فقیر کہ [از] بنی اعمام وے بود مشق سخن میکرد و در آخرہا بہ سخن [سنج فیض گستر] مرزا جان جاناں مظہر توسل جستہ ستارا ورا [ط] و تفریطے کہ در شورش افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد رخت سفر بربستہ بمرشد آباد رحل اقامت انداخت و از ہمانجا بجوار

رحمت حق جا ساحت مختصر کلام این بیست و چار شعر از گفتہاے آں مغفور شیریں کلام است ـــ ۵

ہنگامہ پرہیز و [ورع] اب بسر آیا ــــ اے بادہ کشاں مژدہ کہ پھر ابر تر آیا

ہوا ہے عشق سے آگر مقابلہ دل کا ــــ بھڑا پہاڑ سے جا ل بے حوصلہ دل کا

سرشک و آہ ہے سور جنوں ہے وحشت ہے ــــ عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہاں ہے شیشہ مے محتسب خدا سے تو ڈر ــــ میری بغل میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا

سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ ــــ جہاں نظر پڑے پاؤں تلے سے ملے کاغذ

ورق ۲۶۴

کھٹکتا ہے سدا کچھ روز و شب جوں خار پہلو میں

ہوا اوس دل کے ہاتھوں ایک نیا آزار پہلو میں

سینہ اوس کا ہے دل اوس کا ہے جگر اوس کا ہے

تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوس کا ہے

شب تو جو گذرے ہے [سو یہ] کچھ بلا انگیز ہے ــــ روز بھی تجھ بن [ستمگر] روز رستا خیز ہے

آہ اس کم فرصتی میں ہونشے سے کیا [سرور] ــــ شیشہ تا خالی ہو جام زندگی لبریز ہے

جرم پر اپنی سیہ بختی کے روز حشر کو ــــ ہات میں قدرت کے تیری [زلف] دست آویز ہے

حسرت اے صبح چمن ہم سے [حسن] چھوٹے ہے ــــ مژدہ اے شام غریبی [کہ] وطن چھوٹے ہے

نوح کشتی سے خبردار کہ یہاں سینے سے ــــ مرہم تازہ ناسور [کہن چھوٹے] ہے

سرمہ آلودہ نگاہوں نے کیا دل ٹکڑے ــــ اشک خونی سر مژگاں یہ مرے مو سے ہے

کس کی نیرنگی بہ برق خاطر پابوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوا داروں سے کاوش ہے مدام
ہر طپش یہاں شمع کی برق دل فانوس ہے

صبر و طاقت تو کبھی کے [کوچ] یہاں سے کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم دکیا ہی سرزمین طوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہو مے گلگوں کا دور
رات ہو تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرۃ سے کیجیے زندگی
اسطرف آواز طبل اودھر صدائے کوس ہے

سنتے ہی عبرۃ یہ بولی ایک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تو کہ قید آز کا محبوس ہے

لے گئی یکبارگی گور غریباں کیطرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے [یہ کیکاؤس] ہے

پوچھ تو ان سے کہ جاہ و مکنت دنیا سے آج
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرۃ و افسوس ہے

کل تو قدرۃ پائے خم رکھی تھی تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس [ہے]

دوم

مولوی [قدر] ۃ اللہ سلمہ اللہ کہ بالفعل در رام پور سکونت دارد و طرح مراختہ بخانہ خود می انداز د و تذکرہ بعینہ گویاں ہم نوشتہ [مرد] ے است کہ باہلیت مشہور عالم گشتہ ایں دو بیت از زادہائے طبع اوست ؎

قدرت

لاکھوں جلادے مردۂ صد سالہ آن میں
فیض دوم مسیح ہے اوس کی زبان میں

انصاف بھی ضرور ہے [یہ ظلم] تا کجا
[کتنوں] کے گھر تو جاتے رہے امتحاں [میں]

سیوم

عزیزے سخنور شاگرد محمد عارف رفوگر سعادۃ التیام شیخ قدرۃ اللہ نام ابن شعر از وے است ؎

قدرت

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی
حالت بہوت دگرگوں بری ہے دل بیقرار کی

قرار

تخلص سیدزادہ البت سعادۃ التیام میرحسین علی نام وے نوجوانے اسے ذیبا منظر سکو سیر خوش احتلاط با ادب بارہاسں مہذب نیاکانس ہویسنہ زند[گی] تعمدگی[می نمودند] و بہ تنعم و تعیش اوقات گرامی بسری فرمودند گاہے بہ تکلیف شوق ریختہ از طعتش می تراود و ریختہ طبع خود از نظر میر نصیرالدین ترنج مسگذراند این بیت شعراز وے است مہ سلمہ ربہ ع

ورق ۲۶۵

عروجوں ڈھونڈے سناخس ہجوم اشک میں — لگ کے یوں مرگاں سے ہر اک پارۂ دل رہ گیا

حم ہوکی گردن میں اوسکے ہاتھ یوں بولا وہ شوخ — تھا نزا[ہی] ہاتھ ہوئے کو حمائل رہ گیا

کب سے آنکھیں تھیں لگیں ذوق جراحت میں اودھر — ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا

کیا روانہ ہو گئی کشتی رفیقوں کی قرار — پہنچ کر اساب اسا تا بسا [حل رہ گیا]

ٹک بھر[کے] نظر دیکھنے کی آہ سا — دل میں ہی رہی تا بہ لب گور کسو کی

مدہوش سمجھ ہر گھڑی کرتی ہے تغافل — دل لے کے مرا نرگس مخمور کسو کی

کس طرح قرار اوسے کروں درد دل اظہار — [سنتا] ہی نہیں وہ ست مغرور کسو کی

قربان

تخلص دو کس می شناسم

اوّل

بان (۱)

میر[قربا]ن علی عظیم آبادی وے سدزادہ الست شیریں زبان نیکخو عدب البیان پاکیزہ[رو] ایں

دو شعر از گفتہایش کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

نکالوں دل سے کیونکر اوس کماں ابرو کے پیکاں کو | کہ آزردہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے مہماں کو[1]

کب اوس تیر نگہ کے روبرو کوئی بستر ہووے | اگر کچھ سامنے ہووے تو میرا ہی جگر ہووے

قرماں (۲)

دوم

میر محمدی شاہجہاں آبادی خلف الصدق میر کلو حقیر وے جوانے است سعادۃ منش نیک نہاد پاکیزہ روش پاکیزہ نژاد عالی فطرۃ محبت آگیں صاحب مروۃ فتوۃ آئیں سراسر حیا سر بسر وفا شجاعت شعار سخاوۃ دثار جسم رافت جان رفاقت عین اخلاق شاگرد رشید حکیم ثناء اللہ خاں فراق ملخص کلام ان چہل و یک بیت[2] از زادہائے طبع آں جوان محبت نشان است ؎

آگے ایسا تو ترا گرم یہ بازار نہ تھا | دوسرا میرے سوا کوئی خریدار نہ تھا

[کیا نہیں] دیکھا ہے قاتل کو مرے اے یارو | کھڑا تولے ہوئے وہ ہا[تھ میں] تلوار نہ تھا

رونے پہ ہمارے رشک کھا کر | گریاں ہو کر سحاب [نکلا]

قاتلیں [کہیگے] حال جو وہ | گھر سے خانہ خراب نکلا

صورت دیکھی تو آگیا غش | مونہہ سے نہ ذرا جواب [نکلا]

مونہہ سے پردہ اوٹھائیے گا کب | ا[پنی صو]رت دکھائیے گا کب

ابتو جانے [ہو جائیے] پارے | سمجھہ کہو آپ آئیے گا [کب]

---

[1] این شعر بعینہ ترجمہ شعر فارسی مشہور استاد است (مہ) [2] شعر ۱

اختلاط اب تو کرتے ہو پیارے[1] — گالیاں پھر [سنائیے گا] کب
نیند [آتی نہیں ہے] اب ہم کو — ساتھ یار ے سلائیے گا کب
کوئی دم میں [یہ جا]ن جاتی ہے — اب نہ آ[ئے] تو آئیے گا کب

وعدہ کرتے ہی رہے آئے نہ بر رات کی رات — دیکھیے کب ہے [نصیبو]ں میں ملاقات کی رات
شب فرقت میں یہ روتا ہوں نہیں کچھ معلوم — ہجر کی رات ہے یارب کہ ہے برسات کی رات

بیماری دل سے تو مسیحا نہیں واقف — بچنے کا نہیں مجکو ہے آزار ہی کچھ اور
ٹلنے کا نہیں ہوں [مجھے] بوسے پہ نہ ٹالو — مجسے تو کیا تم نے ہے اقرار ہی کچھ اور
قربان تر[ی] بندش [گفتار] کے صدقے — ہوتے ہیں ترے اندنوں اشعار ہی کچھ اور

ڈوروں کے چھوٹنے سے ہیں خونخوار انکھڑیاں — سرمے سے ہوگئیں ہیں دھوا دھار انکھڑیاں

گہہ ناز گہے عشوہ گہہ آن سے گہے شوخی — دل لینے کے بھی تمکو کیا خوب ڈھب آتے ہیں

کوہکن کے جلو قصے کو میاں[2] جانے دو — ہم ہیں اور تم ہو یہاں شیریں و فرہاد نہیں
دلکو ہاتھوں پر، اوچھالو نہ بایں بیدردی — غنچہ دل ہے یہ کچھ بیضہ فولاد نہیں
دیکھ کر مجکو جو مونہہ پھیرے ہے اللہ رے گھمنڈ — [ایسا] اے یار [تو] چند[اں تو] پریز[اد نہیں]
مونہہ سے کہنے کا نہیں یوہیں مرو لگا رک رک — کھینچنے کا کبھو میں منت صیاد نہیں
حال کیا کہیے گرفتا[ری کا] اپنی قرباں — کوئی سنتا نہیں فریاد کہیں داد نہیں

---

[1] یار ے ۱ ۱ [2] یہاں ۱ ۱

۲۶۶

کہوں کتنے اوس کی جفاکاریاں — کرے کون اس دل کی غمخواریاں

گالیاں بس جی مت تکو دیکھو — مونہہ نہ کھلواؤ چپ رہو دیکھو
گالیاں بات بات میں دینی — کیا نکالی ہے [واہ خو] دیکھو
بوسہ مانگا جو میں کہا معقول — آب لیجے گا مونہہ تو دیکھو
کیوں [عشق] جان کھانے [ہو یارو] — [تم] بھی عاشق ہی [رہو] دیکھو
ہاتھ پکڑا جو میں کہا اے واہ — کچھ دوانے ہوئے ہو [لو دیکھو]
چھوڑ دو تم کو میرے سر کی قسم — کوئی سنتا کھڑا نہ ہو دیکھو
ہجر میں خواب [ہے] کہاں قرباں — نیند آوے اگر تو [سو] دیکھو

چار دن کی نہ تو اس گرمی بازار کو دیکھ — اور سے کام نہ رکھ اپنے خریدار کو دیکھ
بال و پر ٹوٹ گئے کنج قفس میں صیاد — جان برلب ہے ذرا صید گرفتار کو دیکھ

رات خلوت میں لگے کہنے سرک سو نیند ے — ارے کم بخت گئی جو لی مسک سو نیدے
غم کے ہاتھوں سے شب و روز یہاں پاؤں لپسار — سو وہں یہنہ! اگر ہم کو فلک سو نیدے
ق
ہاتھ زانو پہ جو مارا ہیں نشے میں اون کے — ہس کے بولے کہ بس اتنا نہ بہک سو نیدے
کیا ہے مرضی تیری اسوقت کہا میں اون سے — آب تو جانے ہیں بولے ہ یک سو نیدے
ق
سینہ میں ہاتھ کہیں جا جو پڑا چھاتی پر — کچھ دوانا ہے کہا ہاتھ جھٹک سو نیدے
مجکو بھاتا نہیں گرمی میں لپٹنا تیرا — جا پرے ہٹ کہیں پہلو سے سرک سو نیدے
سیدتو اوڑ گئی باتوں میں تیری اے قرباں — مت دوانے تو عبث سر کو بہک سو نیدے

بندگی میں اگر مرا (کذا) صاحب — رکھئے تو غلام رہنا ہے
(روز) کہتے ہو پھر نہیں آتے — ایسا کیا تم کو کام رہتا ہے

قسمت

تخلص نواب شمس الدولہ برکلان نواب یادگار قلیخان است عمدگی و سرداری ایشان دردیار مشرق روشن تر از آفتاب است درین فن شریف شاگردی جعفر علی حسرت نمودہ و در مرثیہ وسلام گوئی گوے سبقت از اکثرے ربودہ ایں یازدہ شعراے طبع زادہاے ایشان است ؎

مژگاں تر ہے تیری ابر بہار قسمت
دامان کوہ وصحرا اکبار تر تو کر جا

بکتا تو جنس دل کے خریدار تم نہیں
پھرلے [ہو] بوالہوس سے [خریدار] تم نہیں

رو وہ بت کا فرشتہ بام پر آوے
اک ماہ دو یم ماہ فلک پر نظر آوے
عالی ماہ میسر ہووے تماشا ہماری
قسمت وہ اگر چاند سی صورہ نظر آوے

امیدوار ہو لب پہ کھڑا کوئی
دیتا ہے تجھکو در سے پیار سے دعا کوئی
تو ہے وہ لے صنم کہ تیری چھب کو دیکھکر
کہتا ہے وا [چھوڑے] کوئی [نام] خدا کوئی
قسمت اگر کدہ ہو ترا کوے یار میں
کہو کہ آرزو [میں] تری مرگیا کوئی

پیر ہمکو ساتھ غیر کے گھر جاکے تم رہے
میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
آتی نہیں کسو کی جو اتنک صدا ہے پا
واماندگان قافلہ یارب کدھر رہے

جو دل سے کہے بادا دشمن جاں یار جانی ہے
تو اس سے موت بہتر ہے کہ یہ کیا زندگانی ہے
نہیں کوئی زیست کی صورت بقول مصحفی قسمت
نہ نامہ ہے نہ قاصد ہے نہ پیغام زبانی ہے

قلندر

تخلص درو[یشے] است خوبی السیام شاه قلندر نام وے [فقیرے بود] از شاگردان سخن سنج فسن گستر مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمۃ والغفران [کہ] آزادانہ ایام بسر می نمود و وارستانہ زندگانی می فرمود گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد ایں سہ شعر از و[ے] است عفی اللہ عنہ ؎

اس زمانے میں ہے کہاں اخلاص — مثل عنقا ہے بے نشاں اخلاص

لاؤں کہاں سے ڈھونڈ غزل کی نئی زمیں — باقی نہیں ہے تا بفلک بندہ گئی زمیں

اوس سنبی بوستں کو گر پایئے — آرزو دل کی جو ہے بر لایئے

قیس

تخلص مرزا احمد بیگ عرف مدارا بیگ است وے مشہدی الاصل و لکھنوی المولد و شاگرد جعفر علی حسرت است گویند کہ جدش بہ تولیت روضہ منورہ شاہ خراسان امام اہل ایمان پیشوائے رہروان باصفوۃ و صفا حضرت امام موسیٰ رضا علیہ رضوان اللہ والسلام و علیٰ آبائہ الکرام شرف اختصاص داشت بہر کیف ایں ہشت شعر او را ست ؎

ورق ۶۰

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اولٹا — ہوا اور مضطرب تر سو ذرا نقاب اولٹا

سنے بیٹھے ہو کہانی تو یہ کہہ دو مجھسے — قصہ تیر کہوں یا کہ فسانہ اپنا

رفتہ رفتہ اوسے مغرور کرے گا آخر   دو قدم جاکے یہ [اے] قیس [پھر آ] یا تیرا

خواہش وصل ہیں وصال [ہوا]   اب یہ جھگڑا ہی انفصال ہوا
اوس کے آتے ہی سب لگے کہنے   ابتو چہرہ ترا بحال ہوا

دیکھنے کی بھر نظر ہے کسکو طاقت ہے غضب   رخ ہے اوسکا یہ کہ ہے صبح قیامت ہے غضب
پھول سا کملاے مکھڑا گرمی نظارہ سے   ہاتھ لگتے میلے ہوجانا لطافت ہے غضب
بار گیسو سے لچکتی [ہے] کمر [ہر ہر] قدم   دل تو پتھر اور بدن میں یہ نزاکت ہے غضب

سنگ جفا سے شیشۂ دل توڑ تاڑ کر   ان اوٹھ گئے ناکھیل کو پیار سے بگاڑ کر
بستا ہوا نگر مرے دل کا اجاڑ کر   کیا اوٹھ گیا وہ ناز سے دامن کو جھاڑ کر
اوٹھنا مرا محال ہے دست فنا بغیر   بیٹھا ہوں اوس گلی میں قدم ابتو گاڑ کر

گر تجھے خاطر اغیار ہے اے جان عزیز   پھیردے دلکو مرے مجکو بھی ہے جان عزیز

ہے ہم کو تم سے الفت اب تم سے کیا کہیں ہم   اور تم ہو بے مروۃ اب تم سے کیا کہیں ہم
نادان ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہاری   کیا [چیز] ہے محبت اب تم سے کیا کہیں ہم

جب سے لگی اوس بت کافر سے آنکھ   نیند تو کیا موت بھی آتی نہیں

لے کے دل ہم سے تو کیا جانے چلا جاے کہاں   تجھسے عیار کو دل ہم سے دیا جاے کہاں

آتا ہے وہ نہ آتی ہے مجکو ہی کل کہیں   یارو دعا کرو کہ اب آوے اجل کہیں

کھڑا ہے وہ بت دلبر نظر بچائے ہوئے ... خدا کے واسطے دل عاشقو چھپائے

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے ... آوارہ و خراب پہ مست غبار ہے

میں کہوں کچھ اور تیری گفتگو کچھ اور ہے ... ہو گیا کچھ اور ہی ہا آج تو کچھ اور ہے
شاید اوس گل سے کہا ہے تونے رب بوس و کنار ... آج تو اے قیس تیرا رنگ و بو کچھ اور ہے

وصیت ہے کہ میرا حال جب نوع دگر ہووے ... تو مجکو [دفن] وہاں کیجو جہاں اوسکا گذر ہووے

اک زلف برسناں تھی پھر [نا] تنگ سنواری ہے ... بیمار محبت پر کیا رات یہ بھاری ہے

کچھ دل کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے ... کچھ دیدہ پر آب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل [وہ] شوخ ... [اس] عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القاب یوں چھپتا ... خط کے تیرے جواب نے رسوا کیا مجھے
کل سبحہ آج میں نے مصلیٰ گرو کیا ... کیفیت شراب نے رسوا کیا مجھے
کہتے تھے قیس یا لگ مجنوں پکارے ... اب اس نئے خطاب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

درسطے ایں [حرف] ذکر چار وہ سخن گو اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس گر بآں تخلص میکنند و مجموع اشعار [۱۲۸] شعر است۔

کافر

تخلص مردے است از خاندان خیر البریہ علیہ و آلہ الصلوات والتحیہ خوبی التیام میر علی تقی نام کہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر می نمود بسیار خوش معاش و یار باش سپاہی پیشہ بہ اندیشہ بود خدا داند کہ ارچہ رو ایں تخلص ویرا خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد بہرکیف ایں مطلع از آں مرحوم است ؎

کس کس طرح بتوں کی صورت نے رنگ پکڑے　　　کافران انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھگڑے

ورق ۲۶۸

کاظم

تخلص جوانے است سعادۃ التیام [۱] نام کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند این دو بیت بوے منسوب است ؎

ہے دل میں مرے آہ تمناے شہادت　　　یارب کہیں پھوٹے کف قاتل کا [چھپو] لا
شبنم رخ گل پر ہیں کاظم یہ سحر کو　　　پھوٹا ہے کہیں یار عنادل کا چھپولا

در مصرع آخر شعر ثانی چیزے ہست کہ بر ساعر ما ہر پوشیدہ نیست فافہم ۱۲ منہ عفی عنہ

کبیر

تخلص [حکیم کبیر علی] متخلص است وے از شیخ زادہاے انصاری مشغول [بحضرت] باری مرد نیک

---

[۱] دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

نہاد طالب علم صاحب استعداد شنندہ شد این شعر او راست ؎

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار سے ملے

کرامت

تخلص میر کرامت علی فرزند ارجمند میر امامت علی نبیرہ سید مراد علی بخاری اورنگ آبادی است و این اورنگ آباد قصبہ ایست بہ مسافت سہ مرحلہ از حضرت دہلی و این میر کرامت [علی] در قصبہ [شکار] پور کہ دوازدہ کروہ از قصبۂ موسوم واقع شدہ بروبہ احداد امجاد علم درویشی [برافر] اشتہ کوس حدا[اہد] بستی می نوازد و ظاہر بلباس فقرا آراستہ می دارد گاہ گاہ از [جنس] موزوں چیزے بر زبان می آرد و این دو بیت منجملہ آں جنس است ؎

کوئی لے تو میں حق کا گھر بیچتا ہوں	درخت جگر کا ثمر بیچتا ہوں
ملے گر مجھے عشق کی بے قراری	دو عالم کے سارے ہنر بیچتا ہوں

گرم

تخلص شخصے است دہلوی المولد لکھنوی المسکن کہ اشعار خود از نظر میاں غلام ہمدانی مصحفی گذرانیدہ و در این ولا بہ بلدۂ حیدرآباد حیدرآباد توطن گزیدہ این ہردو شعر او راست ؎

ہر چند گنہ گار ہے کشتے کا برا ہے	لاشہ تو بھلا آں کر اٹھوائیے صاحب
میں گرم گیا ملنے کو اون کے تو اونہوں نے	فی الفور ظرافت سے کہا آئیے صاحب

شب رخصت ہے رہو تم میرے گھر آج کی رات	جاں ملب چھوڑ کے حالے ہو کدھر آج کی رات

آگے آنکھوں کے اندھیرا سا سرِ شام سے ہے
دیکھیے ہوتی ہے کس وقت سحر آج کی رات

تصویر کا عالم ہے ترے روئے حسیں پر
تجھا تو پری چہرہ نہیں روئے زمیں پر
اخلاص اوسے غیر سے ہے واسطے اسکے
کھدواتے ہیں وہ سورہ اخلاص نگیں پر
ہم جسکی محبت میں لہو پیتے [ہیں] اپنا
وہ باندھے ہوئے پھرتے ہیں تلوار ہمیں پر
رہتا تو ہوں گلشن میں پہ پہنچی ہے [نت آفت]
[فریاد] ہے بلبل کی مری جان حزیں پر
نالے نے مرے گرمِ شبِ آتش جو لگائی
ایک شور فرشتوں میں پڑا عرش بریں پر

بلبل کے سر سے جاتی ہے کوئی ہوائے گل
ہوتی ہے وہ قفس میں ہی پھر پھر فدائے گل
جس لب رخ کے آگے مہرِ درخشاں بھی گرد ہو
عارض کو تنگ سکتے ہے کب اوسکے صفائے گل
کل شب کو لا دیئے جو گل اوسکو رقیب [نے]
ہم نے بھی گرم رشک سے [جھا] تی یہ کھائے گل

نالوں کی گرمیوں سے پھکتے دل و جگر ہیں
لب خشک ہو رہے ہیں کانٹیں زبان پر ہیں
[تیغ] نگاہ کس کی دیکھی ہے ہمنے یارب
جو زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہیں
یاران رفتگاں کا مت پوچھ مجھسے قصہ
اے ہمنشین میں بھی حیراں ہوں وہ کدھر ہیں
سینے کے داغ سوزاں آنکھوں کے اشک خونی
اس نخل عاشقی کے یہ گل ہیں وہ ثمر ہیں
کس شعلہ رو کے غم میں رویا ہے اسقدر تو
جو گرم اشک تیرے سوزندہ جوں شرر ہیں

گرم کل آئے جو سنے وہ مرا احوال دل
سوچ کر کچھ جی ہی اپنے مسکرا کر پھر گئے

لے کذا

گریاں

تخلص سہ کس میدانم

گریاں (۱)

اول

عزیزے از خاندان حری الاحترام میر امجد علی نام وے از سکنہ بلدۂ لکھنؤ و مرد کشادہ رو خوشخواست
ایں دو بیت او راست ؎

ورق ۲۶۹

سنئے قصہ اب اکدم جو میرے درد و مصیبت کا | نہ لیوے زندگی بھر نام پھر ہرگز محبت کا
مجھے جب دیکھتا تب ہاتھ سے کھڑا چھپا لینا | نکالا طور اوسنے اور یہ صاحب سلامت کا

گریاں (۲)

دوم

غلام محی الدین خاں خلف الصدق مولوی ساجد مرحوم کہ بحلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور صلح و صلاح پیراستہ است ایں شعر او راست ؎

گریاں کروڑ کوس ہے عنقا سے یار آہ | اوس شوخ کا مکان ہے وہ لامکاں کہیں

گریاں (۳)

سیوم

سید زادۂ نیک خصلت پاکیزہ خو مسمی بہ میر حسام الدین علی عرف میر بھجو وے بیشتر بمرثیہ و سلام گوئی میل دارد ایں سہ شعر وے ایں احقر می نگارد ؎

اے وائے ہم نے آنکھیں تھیں کس گھڑی لڑائیں | جو ایسی اب جفائیں ظالم تری اوٹھائیں
دن وصل کا دکھا کر افسوس کجروی سے | راتیں ہمیں فلک نے پھر ہجر کی دکھائیں

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے
جو بیقرار [دل] ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گرفتار

تخلص سنگی بیگ ابن رحیم یارخاں مرحوم است وے مغل زلئے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ خوش اعتقاد بارشد و رشادا زشاگردان اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ایں سی و ہشت بیت از گفتہائے اوست

ساقی یہ غنیمت ہے جو دم جام سے گذرے　　اس عالم فانی میں بھروسا نہیں دم کا

فائدہ ہے کیا قفس میں نالۂ و فریاد کا　　نرم کب ہوتا ہے بلبل سنگدل صیاد کا
جستجو دنیا کی مت کرلے گرفتار اس قدر　　کیا بھروسا ہے جہاں میں عمر بے بنیاد کا

جور و جفا جو دل نہ سہے آہ کیا کرے　　دیوانہ ہو رہا ہے ستمگر کی آن کا

مکھڑے پہ اوس صنم نے جو پردہ اوٹھا دیا　　واللہ کیا کہوں کہ ایک عالم دکھا دیا
خانہ خراب عشق کا ہو اور کیا کہوں　　خواب عدم سے سوتوں کو ناحق جگا دیا
ہے کشمکش میں آج گرفتار کیا سبب　　دام بلا میں پھر کہیں دل کو پھسا دیا

دوپیٹے کی کناری اس قدر چمکے ہے مکھڑے پہ　　پڑا مہتاب کے ہے گرد گویا ہالہ آتش کا

آج وہ دن ہے کہ دشمن سے بھی مل جاتے ہیں　　عید کو بھی نہ گلے ہم کو لگانا کیا خوب
جانیوالے او میاں جان ادھر تو دیکھو　　پاس سے آنکھ چرا یوں چلے جانا کیا خوب

اوسطرف گذرے کبھو اوس شہسوار حسن کو　　اے صبا کیجو ہماری خاکساری کی خبر

لطف سے تیرے تو کچھ دور نہیں پر ہم کو نا توانی سے ہے ہر ایک قدم کی منزل

خدا کے واسطے کوئی کہو میرے مسیحا کو جو آنا ہے تو آ کوئی رمق ہے جان آنکھوں میں

اے گرفتار اوسکی باتوں پر نہ بھول یہ لگاوٹ کی ہیں دل آویزیاں

شکایت ترے جور کی کیا کریں ہم خدا جو دکھاتا ہے ہم دیکھتے ہیں
جھجک کر ترا مونہہ چھپانا غضب ہے میاں چشم بد دور ہم دیکھتے ہیں
جگر جل گیا آتش غم سے اپنا تعجب ہے آنکھوں کو نم دیکھتے ہیں

جلتا ہے جگر جا کے کہو دیدۂ تر کو اے خانہ خراب آگ لگے ہے ترے گھر کو
ہم جاویں کہاں کہہ تو ترے چھوڑ کے در کو لیکر دل غمگین کو اور دیدۂ تر کو
او قاتل بے رحم لگا اور بھی اک وار بسمل ہی سسکتا تو چلا چھوڑ کدھر کو

کیا گھٹا اوڑھی ہے ساقی چرخ نیلی [فام] سے بادہ نوشوں کو چھکا جلدی لبالب جام سے
وصف میں آنکھوں کے حیراں ہوں کہ نسبت کس سے دوں چشم آہو سے گل نرگس سے یا بادام سے
آتش غم سے شب ہجراں میں با سوز و گداز شمع کے مانند جلتا ہوں سحر تک شام سے

شب ہجراں میں تیری کیا کہوں جو کچھ کہ گذرے ہے کٹے ہے دن تو جوں توں پر قیامت رات بھاری ہے
خبر لے اپنے بسمل کی وہ اے قاتل تڑپتا ہے گرفتار محبت کے جگر میں زخم کاری ہے

ے جھجک کہ ۱۰۱

ورق ۲۷۰

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجے | جی ہی بے چین ہو تو کیا کیجے
رسم عالم ہے اے مرے صاحب | عید کو تو گلے لگا کیجے

گوشہ چشم کے اشاروں سے | دل لبھانا ترا قیامت ہے
ماہرو پردہ نقاب کے بیچ | مونہہ چھپانا ترا قیامت ہے
مست بیخود نشے کے عالم میں | لڑکھڑانا ترا قیامت ہے
آہ ہنگام وصل میں پیارے | روٹھ جانا ترا قیامت ہے
اچپلاہٹ سے آکے چھاتی پر | لوٹ جانا ترا قیامت ہے
کیا کہوں اور تو بغل کے بیچ | کلبلانا ترا قیامت ہے
کام ہے اس گھڑی تو جانے دو | یہ بہانا ترا قیامت ہے

اوس بت کے دل میں آہ نے تاثیر کچھ نہ کی | صد حیف تونے نالۂ شبگیر کچھ نہ کی

موج گل حلقۂ زنجیر ہوئی ہے بلبل | پھنس گئے ہم تو کہیں تو نہ خبردار پھنسے

دل جو ہے بے قرار کیا جانے | کس کا ہے انتظار کیا [جا]نے
دردمندوں میں دیکھیے وہ شوخ | کس کا ہو غمگسار کیا جانے

کلیم

تخلص میر محمد حسین والد ماجد میر محسن تجلی است عفی اللہ عنہما وے از معاصران میر و مرزا و منجملہ استادان آں وقت بود بیشتر غزلہاے ریختہ با[ئین] مرزا عبدالقادر بیدل علیہ الرحمۃ در بحور دراز می گفت و اشعار فارسی ہم متفرقہ از وے یادگار روزگار است قرابت قریبہ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد و سیزدہ شعر از گفتہائش

کہ بایں احقر رسیدہ می نگارد ؎

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست
وے دن گئے کلیمؔ کہ [یہ] شیشہ سنگ تھا

نقاب اپنے رخ سے جو تو باز کرتا
تو گل اپنی خوبی پہ کب ناز کرتا

لغزش مستی سے گر لے بے خبر اور سجدہ کر
یا برنگ شیشہ ہو جا چشم تر اور سجدہ کر

درازی شب ہجران زلف یار کلیمؔ
مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں

نیرنگی جمال سے حیرت نشانہ ہوں
طاؤس جلوہ زار ہوں آئینہ خانہ ہوں
مانند بہلہ گو نہیں گیرائی مجکو لیک
اوس ترک مومیاں کی کمر کا میں شانہ ہوں
جوں شمع عمر رفتہ کا ہوں منتظر میں آہ
رنگ پریدہ کا بخیال آشیانہ ہوں

قافلے کتنے گئے کوئی نہ سمجھا کیا ہے
شور کرتی رہی بانگ درا کیا کیا کچھ

اوسکے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیے
اول اپنے قتل پر شمشیر کھینچا چاہیے

بات اوس کی زبان پر آئی
پھر خرابی جہان پر آئی

عرق نہیں ترے رو سے گلاب ٹپکے ہے
عجب یہ بات ہے شعلے سے آب ٹپکے ہے
رکھوں میں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہے برسات
یہ ایک گھر ہے سو خانہ خراب ٹپکے ہے
مری مژہ کو ہے تاک بریدہ سے نسبت
لہو کہ جینئم سے ہر دم شراب ٹپکے ہے

لہ حسرت ۱۰۱

کمال

تخلص شاہ کمال الدین حسین مانک پوری است کہ نیاگانش منصبدار بادشاہی بودند خودش ترک سوداء دنیا نمودہ بزہد و توکل در بلدہ لکھنؤ اقامت گزیدہ فقیرانہ اوقات بسر میکند از شاگردان رشید میاں قلندر بخش جرأت است این شانزدہ شعر از ویست ؎

کیوں تو پھرتا ہے ولا گرد اوسکے سودائی ہوا
لطف کیا ملنے کا ہے اوسسے جو ہرجائی ہوا

غنچۂ دل کو دم سرد سے جیسے ہے شگفت
یوں صبا سے نہ کبھو غنچۂ تصویر کھلا

تیر سا ایک کلیجے میں مرے آن لگا
اوسکی مژگاں کا تصور جو کیا دھیان لگا

شہرہ لعل لب یار جو ہے شہر بہ شہر
چھپنے اب سنگ میں بس لعل بدخشان لگا

بوسہ لبوں کا مجکو ملیگا کہ گال کا
کچھ تو جواب دیجیے میرے سوال کا

ص ش ۲۷۱

پھر انامہ بر جو وہاں سے بصد اضطراب اولٹا
دیا بتائے اوسنے خط کا مرے [کچھ جواب] اولٹا

دل کے ہر داغ کا ہے رنگ کچھ اے یار نیا
سیر کر تو بھی کہ پھولا ہے یہ گلزار نیا

کسطرح کہیئے نہ پھر پوقلموں جلوہ اوسے
رنگ ہر لحظہ دکھاتا ہے وہ دلدار نیا

اعتماد اوسکے ہو پھر قول پہ کیونکر جس کی
دمبدم بات نئی ہر گھڑی اقرار نیا

اوجھل نظر سے ہووے کیونکر جمال اوسکا
آنکھوں میں اوسکی صورت دلمیں خیال اوسکا

زلف کے کوچے میں جو آیا دل اپنا کھو گیا　　عقل سے جاتا رہا مائل بہ سودا ہو گیا

غم نے آتے ہی مری تاب و تواں کو لوٹا　　کھد گیا مفت میں جو کچھ تھا دفینہ میرا

دل بیچنے نکلا ہوں پہ تب فائدہ ہو جب　　یہ جنس رہے آپ کی سرکار میں صاحب

یہ بھی کوئی بیٹھنے کا بزم میں اسلوب ہے واہ　　جوں جوں ہم آگے بڑھیں آپ سرکتے جاویں

کروں کس طرح باطل آپ کی بات　　جو فرماتے ہیں صاحب وو ہی حق ہے

پاس اپنے کل جو گلشن میں بٹھایا آپ نے　　چٹکیوں میں غنچہ ساں کیا کیا اوڑایا آپ نے

چاہ کا دعویٰ بھی ہے اور گھر بلانا شاق ہے　　ایسی چاہت کا بھلا جی کون یہاں مشتاق ہے

کمترین

تخلص میر خان مرحوم است وے سخن گوئے بود از معاصران شاہ مبارک آبرو و میر شاکر ناجی اما ہنگام ہنگامہ آرائی شعرائے طبقہ ثالثہ مانند سرآمد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و شاعر بے نظیر محمد تقی میر بقید حیات بود چنانچہ بنا بر نوشتن میر در تذکرہ خود شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی را کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر ہجوہائے رکیکہ بوا جبی نمود بیشتر ایہام می گفت و در حق ہر جنس مرحوم چیزے گفتہ نامی و ضع بود دستار کلاں بر سر می بست و کمر بند بلدار بر میان راست می کرد و قلم در دست مید اشت و اشعار خود بر پرچہائے کاغذ نوشتہ در کمر بند گذاشتہ روز میمنت افروز آدینہ گذری چوک غفران مآب سعد اللہ خان می برد اطفال

مکتب نشین و نوجوانان فرحت قرین باشتیاق تمام بہ بہاے تمام خریداری میکردند افغان ترین بود میگفت کہ این تخلص نظر بہ قوم و کم رتبہ خود در شعر گفتن مقرر کردہ ام ملخص کلام این یازدہ شعر از گفتہہاے آں مغفور درا ینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

کل ہم سے اس طرح سے باورچنی قبولی   قلیہ پکا کھلاؤں میں تم کو اپنی خوش کا

اگر بھانڈوں سے متصدی نہیں ملتے ہیں ذاتوں میں   تو پیسے کیوں کماتے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

اگرچہ چرٹوہ بھڑ بھونجے مکرٹ کر شہر کھاتے ہیں   بہریوں کی کمائی سے دکاں پر پل کہاتے ہیں

تداف کا جو لڑکا بیٹھا دکان اوپر   گالوں کو صاف کرکر پنجے ہے خوب روئی

پلا کر مست نفرانی کو تاڑی   اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

فوج مجنوں بھی فنا او سکے یہ پیدل بھی فنا   کمترین تو بھی فنا نام رہے گا باقی

دس چکوروں سے چڑی مارن بھڑی   آج نہیں چڑتی تو چھاپو کل چڑی

لگا پٹ جھڑ مرے اس نیم جاں کو   کبھو کڑوی مری میٹھی نہ بولی

چل تماشا دیکھ موہن دید ہے کیلاس کا   گلرخوں سے کھل رہا ہے باغ جیو تداس کا
بہن جامہ تاش کا مینار پر اکبر کے بیٹھ   جگمگاتا دیکھ تو بھی یہ دیا آکاس کا
کمترین بندوں کی خاطر حق نے یہ برسات کی   پھر بچھایا ہے زمیں پر فرش ڈوبا گھاس کا

گنا بیگم

مرحومہ بعضے گویند کہ تخلص وے منظر است اما ازاں کہ بسرحد تحقیق نہ پیوستہ بود تحریرش در حرف میم مناسب نہ نمود بہر کیف وے دختر روشن اختر مرد بہشتی علی قلی خاں ستش انگشتی و محل خاص ذات الاختصاص نواب غفراں مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر وزنے جمیلہ شوخ مزاج شگفتہ ظرافت امتزاج تیز ذہن زکی الطبع خوش فکر لطیف الوضع حاضر جواب بدیہہ گو حسن الخطاب کشادہ رو بسیار صاحب جمال در امور دنیائی خیلے دانا و صاحب کمال بود طبع شعر آشنا مزاج نکتہ پیرا فکر درست تلاش رنگین وحسب واشت عروسان بکر فکر خود گاہے از نظر سخن سنج فصاحت افروز محمد میر سوز میگذرانید و گاہے دیباچہ اطلاع طبع رنگین خویش بہ اصرف سرآمد سخن آرایان بلاغت آما مرزا محمد رفیع سودا میرسانید بہر حال ایں بیت و یک در ناسفتہ و آمدار ازآں آں نادرۃ العصر [و] عجوبۂ روزگار است ؎

[نیم] بسمل نہ چھوڑ جانا تھا   زخم ایک اور بھی لگانا تھا

ہماری خاک پہ جب یار نے گذار کیا   دم مسیح نئے سر سے آشکار کیا

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا   دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہے نسبت   کیونکہ ہے یہ رخ خنداں وہ ہے روتی صورت

شکوہ میاں طلب میں تری ہم بھٹک بھٹک   جوں حلقہ در پہ رہ گئے سر کو ٹک ٹک پٹک

میری بھی مشت خاک کا کانٹا پاس ہے ضرور   اے جامہ زیب چلیو نہ دامن جھٹک جھٹک

آیا نہ کبھو خواب میں بھی وصل میسر   کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

عشق میں خواب کا خیال کہاں　　نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی

ابر چھایا ہے مینہ برستا ہے　　جلد آ جا کہ جی ترستا ہے

جسطرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی　　اس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی
اس زلف دراز اپنی کو ظالم نہ گرہ دے　　کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کسو کی
نے نامہ نہ پیغام زبانی نہ نشانی　　حالت سے کوئی کیونکہ ہو آگاہ کسو کی

عندلیبوں کو وہ گلزار مبارک ہووے　　ہم کو یہ سایۂ دیوار مبارک ہووے
رات دن جس لئے رونی ہو سو اللہ کرے　　انکھڑیو تم کو وہ دیدار مبارک ہووے

جھوٹ کہتا ہے تو قاصد یہ زبانی پیغام　　مجکو باور نہیں جب تک نہ نشانی آوے

مجھسے کہتی ہے تری زلف کجی کیا کیجے　　دل مرا لے کے یہ کہتی ہے نہ جی کیا کیجے
دیکھے تیرے بغیر اتو نہیں رہتی چشم　　اسکی تدبیر کہو ابو ابھی کیا کیجے

جی تک بھی اگر چاہو تو وہ سو پاس نہیں ہے　　کچھ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہیں ہے
کی جس سے محبت وہ ہوا دشمن جانی　　کچھ جی کا لگانا ہی مجھے راس نہیں ہے
اب خواب ہی میں وصل ترا ہووے سو ہووے　　ظاہر میں تو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے

یار پردے میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے درپئے جاسوسی ہے

تخلص مرشدزادۂ جہان و جہانیان صاحب عالم و عالمیان شہزادہ وجاہت لزوم مرزا وجیہ الدین مرحوم المعروف بہ مرزا کوچک صاحب است جناب ایشان از چندے بدیار شرقیہ تشریف شریف ارزانی داشتہ رحل اقامت افگندہ از ہماں نواح برحمت جاودان یزداں شتافتہ جسد مبارک ایشان را بحضرت دہلی آوردہ بجوار فائض الانوار حضرت سلطان الاولیا برہان الاتقیا قدوۃ واصلان درگاہ پیشوائے سالکان راہ خدا محبوب رب العالمین سلطان نظام الدین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم و روح ارواحہم مدفون ساختند طبع وقاد ایشاں بہ شعر و شاعری مناسبت تام داشت اما صرصر فنا گل عمر گرامی آں دوحہ سلطنت کبری و نوباوہ خلافت عظمی را بسرعۃ ہرچہ تمامتر بہ باد فنا درداد انا للہ و انا الیہ راجعون بہرحال ایں سہ شعر کہ ہر یکے ازاں درے است بے بہا و لولوئے است لالا بہ ملک تحریر میکشم منہ عفی اللہ تعالےٰ عنہ ؎

درویش کو تو خوش رکھ خوش تجھسے خدا ہوگا [ا]یک بوسہ ہمیں دے جا جاتیرا بھلا ہوگا

یہاں تلک پاؤں میں پھپھولے ہیں کہ قدم بھر چلا نہیں جاتا

دل بھی دوں اور جان دوں کوچک پر اپناویں نہ دوں آخر اپنے نام کو مرزا وجیہ الدین ہوں

کیفی

تخلص سیدزادہ ایست از سادات بارہ کہ نام وے از صفحہ خاطر فاتر حک شدہ گویند کہ شوق مے نوشی بدرجہ اعلی در سر داردو و بیشتر شعر فارسی بر روے کار آوردگاہے ریختہ ہم از طبعش ریختہ ایں سہ شعر او راست ؎

دل جا پھنسا جو زلف میں اوسکی تو کیا کروں دام بلا میں آپ گرفتار ہو گیا

ورق ۲۷۳

دوراں میں اسقدر ہے جو آشوب اندنوں | کیا فتنہ اوسکی چشم کا بیدار ہوگیا

بیقراری سے ٹھہرتا ہی نہیں | دوستاں یہ دل ہے یا سیماب ہے

حرف اللام

درطے این حرف سہ سخنگو کہ دو ازاں لطف تخلص میکنند اندراج یافتہ ومجموع اشعار این ہرسہ ہژدہ شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

لطف

تخلص مغل زادئے است نبک فرجام مرزا علی نام وے در بلدہ لکھنؤ سکونت دارد وخود را در زمرہ شعرائے ایہامی شمارد وشاعر خوشنوا واز جملہ تلامذ[ه] سخن [سنج فصا]حت اما مرزا محمد رفیع سوداست این شش شعر از طبع زادہائے [اوست] ؎

وہ زلف ہے یا قہر کی سب کچھ نہیں معلوم | مکھڑا ہے الٰہی کہ غضب کچھ نہیں معلوم
خاموشی ہماری کے تئیں سحر ہی جانو | گو ہم کو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہیں معلوم
یہ بھی ہے نئی چھیڑ کہ اوٹھ وصل میں سو بار | یہ بھی ہے کہ کتنی رہی شب کچھ نہیں معلوم

کھل گئی اب یہ کہ وصل اوسکا خیال خام ہے | آج امید[ه]اں کا دل ہی دل میں قتل عام ہے

ه کذا در ہر نسخہ ۔

ورق ۲۷۴

رباعی

جو کوئی کہ آفت نہانی مانگے　　اور ملک عدم کی کچھ نشانی مانگے
دکھلادے اوسے تو اپنی تیغ نگاہ　　حس کا مارا کبھو نہ پانی مانگے

لطیف

تخلص دوکس میدانم

لطیف (۱)

اوّل

عزیزے از اولاد امجاد حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ التحیۃ والسلام نیک سرانجام میر شمس الدین نام وے از سادات سورت است اما از چندے بہ بلدہ لکھنؤ توطن گزیدہ گویند کہ جوان شایستہ و با ادب و تر ذہن و مہذب است ایں سہ شعر او راست ؎

مژدۂ وصل اگر کوئی سناتا ہے مجھے　　میں یہ سمجھوں ہوں کہ جی واں ولاتا ہے مجھے
ایسی الفت کو لگے آگ پڑے چولھے میں　　جو ہے دلسوز مرا وہی جلاتا ہے مجھے
گھر میں جا بیٹھ رہا اوسے خفا ہو تو لطیف　　کیا ہی غصہ تری اسبات پہ آتا ہے مجھے

لطیف (۲)

دوم *

میر لطیف علی مرحوم وے از سادات جہاں آبادی واز [مر] یداں و شاگردان مضمار سخن سازی رایکہ تاز مراد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ و الغفران بود در جواہر شناسی [نظرے داشت] اوقات خود بدلالی جواہر بسر میکرد ایں نہ شعر از گفتہائے آں مرحوم است ؎

ہوگیا بیگانہ ایسا آشنا گویا نہ تھا　　اے وفا بیگانہ ہم سے بھی کبھو یارانہ تھا

میں گلہ کیوں کے کروں دل کی پریشانی کا　　زلف کا حال بھی دیکھا تو پریشاں نکلا
روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں　　گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلماں نکلا
گریہ آور ہوں نہ کیوں شعر لطیف اب تیرے　　دل کہے تھا جسے تو درد کا دیوان نکلا

رسم گر ظلم کی کم کیجے گا　　یہ بڑا ایک ستم کیجے گا

ٹک جلوۂ برق کر گئے ہم　　آتے ہی ادھر اودھر گئے ہم
کیا ہے یہ لطیف زندگانی　　دم بن جیسے دم میں مر گئے ہم

ہے درد اٹھے پھر دل ناتوان میں　　کبھو کر اثر نہ ہووے ہماری زبان میں

جس جا سے کل ملا تھا یار وہ جواب ہم کو　　پھر آج لے چلا وہاں یہ اضطراب ہم کو

حرف المیم

در طے اس حرف ذکر [ہشتاد] و سہ شاعر اندراج یافتہ منجملہ انہا دو کس مائل و دو شخص محرم و دو مرد محبت و دو عزیز مخلص و سہ سخنگو مرزا و دو موزون الطبع مسرۃ و سہ شاعر مسیح و دو سخن سنج مشتاق و دو شعر گو

لہ دو ل ل '

مضطرب و دو سخن آرا مفتون و دو فصاحت مشحون ممنون [وسہ] صافی ضمیر [منیر] و دو طبع [ذکی] مستی و دو صاحب نعم [منعم] وسہ ذو فنون موزون و دو ممتاز زمن میرن تخلص میکند و جملہ اشعار اینہا ۔ ۔ ۔ ؎ شعر است کہ منجملہ انہا ۔ ؎ ۔ رباعی واقع شدہ

مائل

تخلص دو کس میدانم

اوّل

مائل (۱)

شاہ محمدی مرحوم وے بزرگے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بزیور حلم و حیا آراستہ و بحلیہ مہر و وفا پیراستہ بسیار درویش [؟] و آزادانہ ایام دہر می برد نسبت [تلمذ] بہ میاں قیام الدین علی قائم داشت و استاد [بود] بخان آشفتہ و محمد نصیر الدین نصیر و خسر مسے است و ایں اشعار ریختہائے طبع اوست رحمہ اللہ تعالے ؎

ورق ۲۷۵

جیتا جو ہجر میں سو وصل یار دیکھے گا　　　جو اس خزاں سے بچے گا بہار دیکھے گا

اتنا ہیں مرکے دل سے ترے دور ہو گیا　　　اک دن بھی آکے تو نہ سر گور ہو گیا

بتوں سے ملکے گنواتا ہے دین و دل مائل　　　یہ کافر آہ خدا کا بھی ڈر نہیں کرتا

معلوم کچھ نہیں دل بیمار کی خبر　　　کیا جانیے کہ کیا ہے مرے یار کی خبر

ؔ دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

کیا کیا کہوں میں تجھسے دل زار کی ہوس — مشہور ہے جہان میں بیمار کی [ہو] س

کہتا نہ تھا کہ باز آ ہردم کی اس ہسی سے — آخر گیا نہ ظالم ایک بے گناہ جی سے

کٹا ہے سرپہ کسکی جان بے تقصیر ہستی ہے — مگر ایک شمع کو دیکھا نہ گلگیر ہستی ہے
ہہیں چمکیں ہیں تارے خندۂ دندان اتنا ہے یہ — [کہ] سب سنکر ہمارے نالہ شبگیر ہسی ہے

اے چشم مرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے — یہ اشک مسلسل ہی رہے تار نہ ٹوٹے

مائل (۲)

دوم

مرزا محمد یار بیگ وے جوانے است مغل زا صاحب حیا [خلیق] اا و [ب] متواضع مہذب حلیم و بامروہ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ این پنج شعر او راست سے

پیتا ہوں جام مے کے [عوض] کاسہ بنگ کا — مائل ہوا ہوں جب سے میں ایک سبزہ رنگ کا

کیا جانیے ہے راہ کدھر ملک عدم کی — یارب نہ ر [ہے] قافلے سے کوئی بچھڑ کر

آنکھوں کے سامنے نہو وہ گلعذار حیف — اور اوس بغیر میں رہوں جیتا ہزار حیف

مائل تجھے اضطرار کیوں ہے — اتنا بھی تو بیقرار کیوں ہے

احمر سے ہیں گر موتی اوس کان کے بالے کے — ایک چاند بھی جھمکے ہے جھرمٹ میں دوشالے کے

ماہر[۱]

تخلص سیدزادہ ایست مفاخرۃ الایام مہر فخر الدین نام خلف الصدق سید اشرف علیخان علیہ رحمۃ اللہ

[۱] ص ۱۸۱۰

الملتان وے درابتدا فخر تخلص میکرد ہر یک از نیاگانش بمنصبداری سرکار گردوں اقتدار بادشاہی ایام بسر می رد شاگردی سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نمودہ و بہ سفارش آں مرحوم در سرکار دولت مدار نواب معلے القاب شجاع الدولہ بہادر بمواجب مبلغ شصت روپیہ متعلق بودہ حالا ہم [بہ بلدہ لکھنو] سکونت پذیراست وایں ہشت شعر از گفتہائے آں روشن تقریر ست

جو اوسکے در پہ بیٹھے ہیں سمجھتے ہیں وہ در کسکا ہوے جو اوسکے آوارے وہ کہتے ہیں کہ گھر کسکا
ملی اتنی نہ فرصت بھی کہ اوٹھ کر مانگتے پانی ہوا تیر نگہ یوں آہ دلمیں کار گر کس کا

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات رہا ہے آنکھوں سے اشکوں کا تار ساری رات
ہمارے سائے سے چونکے ہے وہ بہت وحشی رہے ہے غیر سے جا ہمکنار ساری رات

ہمیں خیر خواہ اپنا جانو نہ جانو کہیں گے بھلائی کی مانو نہ مانو
ہوا کام ماہر کا تیر نگہ سے کمان ابرو اپنی کو تانو نہ تانو

بات کیجے غیر سے اور ہم سے مونہہ کو موڑیے اب خدا سے ڈریے ان [ضعفوں] کو اپنی چھوڑیے
مونہہ نہ موڑے گا یہ عاصی گر یہی منظور رہے لیجیے سنگ جفا اور شیشہ دل [پھوڑیے]

مبتہج

تخلص لالہ ملوک چند کائت است وے مرد نیک نہاد پاکیزہ بنیاد واسم بامسمی [مبتہج و] بإسرور خوش زیست صاحب شعور بود ایں دو بیت او ایں احقر تحریر نمود ست

سفر کے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا نکل کے آنکھ سے آنسو نے پا تراب کیا

چلتا ہے جب تو قاصد رو رو کے میں بچارا | دانوں پر آنسوؤں کے دیکھوں ہوں استخارا

متقی

تخلص میر متقی خلف الصدق میر جواد علیخاں ہادی است وے از مدتے ترک لباس کردہ بلباسے مقید ناگشتہ آزادانہ ایام بسر می برد در شناوری دستے دارد و در تیر اندازی دسترسے گاہے بنا بر [موزونی] طبع شعر ریختہ از فکرش می ترا [و] د و از نظر والد ماجد خود میگذراند ایں سہ شعر او راست ؎

ورق ۱۴۶

کیوں نہ اے زلف رہے حال پریشاں میرا | دل ہے [سو] دا میں ترے بے سروساماں میرا
متقی خو [بی] سے شمشاد ابھی ہو پامال | آن نکلے جو کبھو سرو خراماں میرا

نعش پہ ہماری پہ [تو] مجمع یاراں ہوا | پر دل پہ درد کا کوئی نہ درماں ہوا

مجذوب

تخلص مرزا حیدر بیگ است وے جوانے است نیک خو از سکنہ بلدہ لکھنؤ مغل زادہ متبناے سرآمد شعراے فصاحت امر را محمد رفیع سودا بہ سپاہگری ایام بسر می برد و دم از [شا] گردی مربی خود می زند ایں یازدہ بیت از و است ؎

جور و جفا پہ مار کے دل مت [نگاہ] کر | اپنی طرف سے ہووے جہاں تک نباہ کر

خاک [دخوں] میں صورتیں کیا کیا نہ رلیاں دیکھیاں | اے فلک باتیں تری کوئی نہ بھلیاں دیکھیاں[1]

---

[1] یہ بیت سودا کے دیوان طبع ۱۲۷۱ھ مصطفائی ۔ پی ص ۲۲۶ پر بھی موجود ہے ۔

آہ ہیں اپنی اثر ڈھونڈے ہے اے مجذوب تو ہید مجنوں کی نہ شاخیں [ہم نے پھلباں] دیکھیاں

عداوت سے [تمہاری] کچھ اگر ہووے تو میں جانوں بھلا [تم] زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
[تمہار] سے ہم سے جو عہد وفا ہوں اونکی تم [جا] نو مرے [تما] ں میں کچھ بورع دگر ہووے تو میں جانوں

بس [اب سری تا ہر اے آہ دیکھی نہ آیا وہ] کافر [بہت] راہ دیکھی

خاموش ہو اسنا ہوں مجھے گنگ [نہ] سمجھو [ایک عرض تمنا ہے کہ آ] مونہہ ہا [ڑی] ہے

چاہوں مدد کسی سے نہ اغیار کے لئے میں بھی [تو مار کم نہیں دو] چار کے لئے
ہے [ور] دسری بلبل آزاد کی صفیر موروں ہے نالہ مرغ گرفتار [کے] لئے
طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے روؤں گا زار زار جنت میں تیرے سایۂ دیوار کے لئے

اے میر سمجھو مت مجذوب کو اوروں سا ہے وہ حلف سودا اور اہل ہنر بھی ہے

مجنوں

تخلص دوکس میدانم تحریر یکے ازانہا نہ کملہ گذاشتم و نہ تسطر دیگرے را ایجا ہمت گماشتم و آں عزیزے بود در حضرت دہلی متشہو [ر] بہ [د] روش [سر برہنہ] بیاگاش جد بدالہداثت و [ثمرہ معاش] بودند او برہنمونی سعادۃ ازلی و [ہد] اثت لطف لم یزلی ترک علائق گزیدہ بلباس فقر ملبس گشتہ فقیرانہ امام بسر می نمود و مرد سیر مشق و شاگرد شاعر بے نظیر محمد تقی میر بود ہستند شعرا رگفتہائے او تمت افتاد خداش رحمت کناد ۵

پھر اب یہ جو چلا ہے کل وہ فرار ٹھہرا　　کہتا ہے مجھے چل بے تو کب کا یار ٹھہرا

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ [بہانے سے] اوٹھ گیا　　حس سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا

پیا نہیں قدح مے کو میں کبھو تجھ بن　　رہا مدام مرے جام میں لہو تجھ بن
[نہو] پچھ [حال] تو [مجنو]ں کا اے بت کافر　　خر[ا]ب و خوار وہ بھرتا ہے کوبکو تجھ بن

سجدوں [نے] مرے [قد]رت اپنی دکھائی اب تو　　پوجے ہے تجکو اسے مت ساری خدائی اب تو

جسے [دل] جا ہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو　　[مجھے] کیا پوچھنے ہو [ا]پنے ہی جی سے پوچھو

چڑھا کر ساغر لبریز حدم تو نکلتا ہے　　تیرا انداز [جسنے] کا گلوں کے ہونٹ ملتا ہے

[سر کٹا] دیگئے ہم [اپنا] اس نری [شمشیر] سے　　لڑگئی [تدبیر] اپنی گر کہیں تقدیر سے

مجرم

مخلص دو کس ہی ستاسم

[اوّل]

جوانے بود از دودمان حری الا[حسر] ام میر فتح علی نام مدتے است کہ بہ تلاش کیمیا بنا بر سودا[مہوسی] کہ [در سر داست از حضرت] دہلی بر آمدہ [آوارۂ دشت] ناکامی است خداش [خوش] واراد و بکام دل رساناد این [دو بیت از گلہاے آں غریب] است ؎

ہو تری فرقت میں کیا حالت ہماری دیکھیے — [کیا] دکھائی ہے یہ دل کی [بیقراری دیکھیے]
اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل — چھپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھیے

محرم (۲)

دوم

[سیخ رحمۃ اللہ] اکبرآبادی و [سے عزیزے است] خوش گو شیریں زبان ستوح طبع عذب البیان بذلہ سنج لطیفہ گو ظریف مزاج پاکیزہ خو تہائت متواضع و با ادب لعائت مرتبہ شناس و مہذب شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و ہم مرید آں وا [لا تبیا] براز چندے تلاش روزگار بحضرت دہلی کہ [دریں] روزگار مقتضی خاصہ [از اہل ہنر حکیم اکسیر اعظم] وارد و از دست دہ خداش بمرا [د] دل رسا ماد باقا ہم [ہیچمدا] ن سراپا نقصان نظر براخوۃ و بنی شاہ معظم [ا] لیہم جیلے بہ بزرگی پیش می آمد مختصر کلام ایں بیست [و] چہار بیت از کلام آں نیک فرجام است منہ سلمہ ربہ

ورق ۲۷۷

خواب میں آئی نظر شمشیر جوہر دار رات — دھیان میں جو ابروے خمدار کا تل رہ گیا
کر دیا پینے سے چلکر چشم میں دل لے مقام — یہ مسافر ضعف سے چل ایک منزل رہ گیا
دیکھ کر مجلس میں تیری دلربائی کی ادا — [ہاتھ] اپنے دل پہ رکھ ہر اہل محفل رہ گیا

[ہر] زخم ترے تیر کا اب دل کی غذا ہے — [یا] قوت جگر ہے ترے پیکان کا لوہا
کرتا ہے صدا سبزۂ بیگانہ کو ہر دم — یہاں باعث رونق ہے گلستاں کا لو[ہا]
ہو [ذہب] کمر پیکے ترا خنجر و جمدھر — گلتا ہے اسی شوق میں ہر کان کا لوہا

[جتنے پوچھا] مجکو بولا ہنس کے یار — وہ تو مدت سے دوانا [ہو گیا]
او[ٹھ] گئے [سب یار مجرآم] تو بھی چل — قافلہ کب کا روانا ہو گیا

[مشغول ہو تو گنجفہ بازی دیں] جس گھڑی — سرا با بھلے نذر تری [لاے آفتاب]

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بے تاب کی حالت   کہ [ہے معلوم سب] یہ ماہی بے آب [کی حا] لت

آج گلشن میں پڑا بلبل قدم سے کس کے پھول   داغ و شعلے کیطرح جو جل اوٹھے جس تن کے پھول
میں دعا کرتا ہوں تو دیتا ہے ہر دم گالیاں   دیکھ اے گلرو جھڑیں ہیں اب [د] ہن سے کسکے پھول
باغ میں مذکور اوس رخسار کا آتے ہی بس   رنگ یو اسی لعل میں مارکر سب [کھسکے] پھول
یار کے بند قبا کیونکر نہ محرم وا کرے   نہ کھلیں اوسے نفسوں کے کھلے ہوں جس کے پھول

غرض اپنی کے آسا ہو تم   مطلب [اے] جان بیوفا ہو تم

وہ کلائی جو نظر آہ کل آئی مجھکو   کل سے بیکل ہوں کسی کل نہ کل آئی مجھکو
مدا آنکھوں سے اوڑی بستر [گل] خار ہوا   سات سوئے کی تیرے یاد جو آئی مجھکو
[جب] سے [چپکے ہیں] مرے ہونٹ لبوں سے تیرے   بس جو تب آتی ہی ہے کوئی مٹھائی [مجھکو]
مجھمیں او عبر میں کیا فرق ہے اے چرخ کہن   [لذت] وصل اوسے دا [غ] جدائی مجھکو

شکوہ جو کیا میں نے تو بولا [یہ] خفا ہو   گر ہم میں جفا ہے تو کسی اور کو چاہو
مسکی ہوئی چولی کہیں دیکھی ہے تمہاری   نکلا ہے جو گل باغ سے [اب چاک قبا ہو]
[ہر سانس میں] چبھتا ہے ذرا دیکھیو یارو   دل میں [کوئی پیکان نگہ کا نہ رہا] ہو
کل غیر کے گھر جانے کی کیا جھوٹ ہے صاحب   [کھا جائیے حاضر ہوں] مجھے گھور نے کیا ہو
[ہو دسترس] اپنی کہیں او [س زلف رسا تک   کم بخت] مرے بخت تم اتنے تو رسا ہو

مجبور

تخلص [میاں حق رسا است] سلمہ اللہ تعالے وے جوانے خلیق نیک اختلاط خوش خلق مضبوط ارتباط

تازہ مشق پاکیزہ [خوحدید الذوق خو] [سگو] است شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میرسانند [این ہمزاده بیب
کہ بوے منسوب است این ہیچمدان سراپا نقصان [می نگا] رد ۵

جیسے مری [وفا میں] نہ ہرگز قصور تھا — ویسے نباہ تجکو بھی ظالم ضرور [تھا]

ورق ۲۷۸

جاکر تو اوس بہ [ادہ] نشیں کو ایسا کچھ سمجھا ناصح — دور کرے وہ ہم سے حجاب اسبات پر اوسکو لا ناصح
کیا کرتا ہے [تو] ہمکو نصیحت ہیں مجبور محبت ہم — وہ وحشی ہو رام ہمارا ایسا طور سا ناصح

بہکے ہے کس مزے سے اوسکی زبان یارو — بڑھتا ہے جب نشے میں پی کر شراب کا غذ
یہہ تحت حقنہ سانڈ بیدار کچھ ہوے ہیں — مجبور اوس کا آیا جو وقت خواب کا غذ

[کہتے ہیں] تجکو پردہ نشیں اہل بزم پر — روشن [ہیں] ترے سب [یہ] شرارت کے ڈھنگ شمع
بولا پتنگ سینۂ فانوس دیکھ کر — سینے پہ عا [سقوں] کے نور کھنی ہے سنگ شمع

[حلقہ بر] لف ستاں میں دل عاشق یہ نہیں — ہاتھ میں اپنے [لیے ہے شب] دیجور چراغ
صبحدم محفل رنداں میں بہ [ساقی بولا] — نشے سے نظر آے ہے مخمور چراغ

جو مار بیٹھے تو دم نہ مارا سنائی گالی تو [ہیں] رہے [ہم]
ستم [سہے ہیں تمہارے کیا] کیا کرو تو صاحب نگاہ دل میں
ہوا ہے جاکر غریق در [حمت یہ جس کے چاہ زنخ میں ا] ے دل
اوٹھا ہے جینے سے ہاتھ [لیکن] اوسی کی [اٹک ہے چاہ] دلمیں
یہ [کیونکہ تاریک] ہو زمانہ نظر میں اوسکی [ذرا بتاؤ]
رہے ہے [لیل و نہار] جسکے خیال چشم سیاہ دل میں

ئ ۵ ۱۰۱ میں یہ شعر درج نہیں ۔

ہو چلے ہیں بال و پر پھڑکا نہ اے صیاد تو — آ تیرا[1] احسان ہوگا کر ہمیں آزاد تو
نیم جاں کیوں چھوڑتا ہے ایکدم کے واسطے — جنبش ابرو کا صرفہ کر نہ لے [جلاد تو]

نکلتی ہے یہ بات اوسکے سخن سے — کہ گویا پھول جھڑتے ہیں دہن سے
سراسر ہے خطا تشبیہ دینا — تمہارا[ی] زلف کو مشک ختن سے

شب خوشی سے پاؤں پھیلا گھر میں تم سویا کیے — ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

[شرم] سے یسکے چھپے [یاقو]ت جا کر کان میں — اون لبوں کو دوں بھلا تسبیہ میں عماب

[محبت]

تخلص دو کس می شناسم

اول

نواب محبت[2] اللہ خان سلمہ الرحمٰن خلف [الصدق حافظ] الملک حافظ رحمت خان شہید غفرہ اللہ المجید شکوہ و ثروۃ [و عمدگی] و شوکت ایشان بنابر غائت وصوح و تہائت شیو[ع] محتاج تسطیر و مفتقر تحریر نیست گویند کہ بسیار صاحب مر[و]ۃ و ہوشیار و جواد و با وقار صاحب [حلم و با] حیا و خلیق و مووۃ اما واقع شدہ بعد شہادۃ پدر والا قدر چار و ناچار [بہ] بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ بر قدر قبیلے کہ تا ایاں ملازمانش بہا شند از دست [سران فر]نگ یافتہ [ایام بسر میکند] بہر دو زبان سخن میگوئند و بمضمار [ہند و فارس رخش ہمت می پو]یند صاحب دیوان ریختہ است [بہ تحریک] فرنگی یسرے قصہ [سسی پنو بزبان] ہندی نظم نمودہ و مشق سخن از میاں جعفر علی

---

[1] اب ترا ۱۰۱ [2] محبت اللہ خاں ۱۱

حسرۃ فر[مودہ ملخص سخن اس] ہفت ست از سخناں آں عالی شان است ۵

اوسکے کوچے کی طرف ما چشم تر جو جاے گا　　پہلے اپنی جان سے وہ ہاتھ دھو کر جاے گا

ورق ۲۷۹

زخم دل کو مرے یوں دیکھ کے بولا جراح　　ہاے افسوس یہ ناسور نہیں جانے کا

آپ کچھ غیر کو جھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں　　یہ جو ہو جھوٹ تو [ہم] ہاتھ قلم کرتے ہیں

ہم سے [فرقت] اسے کیا کہتے ہیں　　اپنی وحشت اسے کیا کہتے ہیں
اسقدر یار سے گرمی کرنی　　کیوں محبت اسے کیا کہتے ہیں

فتنہ گر تو ہے جو ٹک ہم سے چھپائیں آنکھیں　　ایسے ہم روے کہ آشوب کر آئیں آنکھیں

الفت میں جسکو اشک بہانے کی [خو نہ] ہو　　اوسکو خدا کرے کہ کہیں آبرو نہ ہو

مخمس (۲)

دوم

دوستدار حقی وجلی میر [بہادر] علی وے جوانے است از خاندان نجابت و دودمان شرافت محلی بحلیہ حلم وحیا محلی از دلس کدب و افترا وفادار یکرو ہوشیار پاکیزہ [خو] والاخرد نیک سیرۃ [عالی] منش خوش طینت یار باش کشادہ پیشانی وارستہ معاش شاد زندگانی سیر مشق پسندیدہ اخلاق شاگرد رشید حکیم [ثناء اللہ خان فراق] برقاسم ہیچمدان سراپا نقصان جیلے مہربان [وبا اہل نفاق وکینہ توزاں نہایت متنفر وسرگردان] مختصر کلام مست و ہشت سعر از کلام [آں خوبی آغاز وفرخندہ] فرجام در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ۵

[آزاد] نہیں سلسلہ عشق سے عاشق　　وابستہ ہے زنجیر محبت میں سدا کا

نہیں کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دل کو　　[سیاہ چشم ننا] ہمنے توتیا [باندھا]

اگر حنا ترے ہاتھوں سے خوں بہا دل کا — تو لونگا دست نگاریں سے خوں بہا دل کا

ہمکو مرض ہے عشق کا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا — اس [درد کی] کم ہے دوا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا

خال [رخ جبکہ بسے] مس [ہمارا] ڈوبا — مہ جبیں دیکھ پری جگ میں کہ تارا ڈوبا
بحر الفت کی [لگی] تھاہ نہ کچھ دل کے ہات — عرش ہوتے مگر اتنا ہی بچارا ڈوبا

خال لب کا غنچہ لب اپنے نمانا دیکھنا — رگ گل پہ آن کر بیٹھا ہے بھورا دیکھنا

[دل کے ٹکڑوں] کو سوئے زلف سیہ فام نہ بھیج — قافلہ اہل حرم کا ہے اسے شام نہ بھیج

یوں نمایاں ہے مژہ دیدہ پر آب کے گرد — جیسے [سبزہ کہیں روئیدہ] ہو تالاب کے گرد

گریں جو چند آنسو یاد مہرویاں میں جیحوں پر — حباب آسا نظر آویں ستارے پھر تو گردوں پر

کاش ہوجاوے ہمارا شب فرقت میں وصال — دن جدائی کا الٰہی نہ دکھاتا ہمکو

لڑیں ہیں ابروے پیوستہ جنگ تو دیکھو — پھکیت دونو ہیں انکی ایک انگ تو دیکھو

صبح جب [باغ میں وہ رشک قمر پھرتا ہے — آفتابی] لیے خورشید سحر[1] [پھرتا ہے]

[سر کو پٹک کر لگا من ہی من مارنے] — شب کو جو دیکھی تیری زلف [سیہ] مارنے
کچھ نو بہاں [بھید ہے محرم حسینہ میں] — ہاتھ جو اپنے ملے محرم اسرار نے

[1] مراد

ہمارے ابر[مژہ] کی [مر] دم جو دیکھے [ایک پل یہ] در فشانی
تو آب گوہر ہو غرق خجلت [اور ابر] نیساں ہو بانی پانی

گر ترے ابرو کی تیغ اصفہانی دیکھتے — [جنگجو] ہرگز نہ پھر شمشیر جا[نی دیکھتے]

ورق ۲۸۰

گوہر شب چراغ ہے قطرہ عرق کا زلف میں — قطرہ عرق کا زلف میں گوہر شب چر[اغ] ہے

ترے مکھڑے پہ خال رخ [پدیں] صورۃ جھمکتا ہے — سحر کے وقت جیسے صبح کا تارا [چمکتا] ہے

یہ سراری کمونہ حیتم کا کل پر نکالے ہے — ہمارا اشک گلگوں رہ[تنگ طرفہ تر] نکالے ہے
جس میں اسقدر ایکے بہار جوش سودا ہے — [رگ گل] کیلئے خار جنوں نشتر نکالے ہے

متصل رہنے نہیں دیتا جو ہمسایہ مجھے — کس پری پیکر کا یارب ہو گیا [سایہ] مجھے

جس دیہی ہی ہیں گردش افلاک مجھے — ہام لو[۲] سہر خدا یا شہ لولاک مجھے

ہو[۳] خبر دل کو نہ اوس کے آہ یوہیں چاہیئے — بس ا[تر] اے نالۂ جانکاہ یوہیں چاہیئے

نہیں ہے [عکس خط سے] آئینہ ستان خاموشی — برنگ طوطی تصویر ہے حیران خاموشی
اگرچہ ضبط گریہ سے میسر [جیپکے] رونا ہو — [تنور دل میں اپنے بھر رکھوں طوفا]ن خاموشی

۱؎ پاس ر ر — ۲؎ نو ر ر — ۳؎ ہو خبر اوسکو نہ دل کی الخ ر ر

قطعہ

لکھیو نہ شعر حضرت قا[سم] بغیر تو سمجھے گا کون یہاں [تیرے ا]شعار چیدہ کو
سا[ہن] فکر تیری محبت بہو[ت] ہے دور مانند ے رہے ، تو نو[طا]ئر مضموں بریدہ کو

محب

تخلص [شیخ ولی اللہ] مرحوم است وے مردے بود ہندوستان را ار اولاد امجاد حضرت شاہ افضل خدا بما قدس سرہ و از شاگردان سر[امد] شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا روح روحہ بسیار سر مشق دیوانے مملو انواع سخن از وے یادگار زمانہ است از چندے در سرکار دولت مدار مرشد زادہ فیوض پژوہ مرزا [سلیمان شکوہ] بہادر بصیغہ شاعری ملازم بود اشعار جناب السان را اصلاح می فرمود بہر کیف ایں یک صد و یک شعر از آں مغفور است ؎

ہے زردی رنگ رخ عشاق سے ظاہر [بے زر] نہ سمجھے عشق کبھی سیمبراں کا

[خود آرائی سے] ہنوز [ہے] دلشکنی ہمخنس بھی اپنا بھلا دیکھو تو ستم کس قدر ہے سنگ شیشہ کا

شب جہاں رقاص وہ زہرہ جبیں تھا ہم نہ تھے ہے بجا شکوہ اس اپنے طالع [ناساز] کا

کاٹی شب فراق تو آنکھوں میں تا بہ صبح ا[ب آ] پہنچ کہ [روز ہے] سارے وصال [کا]

شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہنے میں اثر اوس سنگدل کی ہے رہا نہیں مومیائی کا

ستہ خوباں نے پروانا لکھا جوں شمع عاشق کو جلانے کا جگر کے سر کٹانے کا رولانے کا

ؔ ہوئے و و

مری دوانگی کو دیکھ یار آپس میں کہتے ہیں   کہ جانے دو میاں کیا لطف سودائی سے ملنے کا

مارا تمام لشکر عشاق زلف نے   اما نشاں کھول سر جنگ سانپ کا

[دل تو پہلے لے چکے اب] کیا ہے مطلب آپکا   بے تکلف وہ بھی کہہ دیجے کہ [ہے] سب آپکا

[مستوں کو غسل مے سے ہے ر]احت کہ بعد مرگ   اندازہ دیوے درد سر اون کو [خمار] کا

ہں [معتقد ہوں اپنے اس] عشق کی کشش کا   پھیرا مزاج آخر اوس [میرا] منش کا

صحرا میں خار باغ میں گل گل میں تو ہوا   حس رنگ میں نمود ہوا یار تو ہوا

اوس بزم میں کسی کو ملا غم کسی کو عشق   ساغر کو حدہ گریہ نصیب سبو ہوا

کچھ بات تو سناؤں گو تنگ حوصلہ ہوں   [گر مجکو مجھپر] میں چھوڑے فکر دہان ترا

ورق ۲۸۱

غیر حب علی نہیں اس[1] میں   اے محب واہ واہ دل میرا

لو اور تری حیاہ پوچھنا کیا   صدقے ترے واہ پوچھنا کیا

صورۃ گلدستہ ہر نقش قدم پر ہے بہار   ہے خرام یار میں اوس گل کے گلشن [ریز] پا

دل مومن خدا کا گھر ہے یہاں عشق میاں بابا   غلط ہے یہ کسی کے گھر میں کوئی گھر نہیں کرتا

---

[1] دل ا و

عبث مانع ہوے رونے کے تم اے ناصحو اسدم عجب حالت میں تھا ہیں دل سے میرے غم نکلتا تھا

دلربا اور کہیں ہے بجسا اسے مری جان نہیں ہے تجھا

وہ شعلہ خو لبِ دریا کرے جو بادہ کشی ہو عکس اوس کے سے ماہی کباب ورنہ آب

عاشق مست کی پیدا ہو اگر خاک سے تاک صاف ہر دانہ انگور میں [اکسیر] ہو آب

جو کچھ کبھو نہ کہا تھا سدھارے کہہ کے آپ سنتے ہیں [آ]ج عجب مالکین سے بہکے آپ

بولے دید ہے انک او سے مروت ترے جسم کا فرہیں دو بے مروت

کر سیر ٹک حدلقہ دل کی کسی کے شیخ پھر کہہ جو سبز ہووے تو باغ جناں کی بات

وہ بھی دل پھر دکھلائے گا اللہ رات کو سوے نو گلے سے لٹ

اے گل جناں ساتِ عمر[1] ہے شبنم سے [کم یہاں] بہار رنگ بہ ہستا ہسانا ہے عبث

کہیں پروں کو منتشر نہ کریں جھوم جھوم اوس ری کے جھوکے آج

ہم لعل لبوں کو ترے جھوٹا نہ کہینگے تو کہہ کہ نہ لایا کبھو تک حرف بلب سچ

صبح طرب کو شام غم اے مہروش نہ کر مکھڑے پہ اپنے کھول نہ کاکل علی الصباح

[1] عسق ۱ ۱

دوش ہوا پہ روح شہیدان عشق ہے   بارنگ سے حنا کے ہے اوسکا ترنگ[1] سرخ

پھر جاوے رخ صفوں کی صفونکا کماں کیطرح   سیدھا کرے جدھر کو مرا تیر آہ رخ

کب [ینا سودا] صبا اوس کی سمم زلف کا   تو جو ریدا چاہتی ہے مشک تا عمر کے نرخ

کیا ہے جسے دیا چھوڑ سطح خاک پر بستر   بچھا اوس کا مسیحا سے پرے افلاک پر بستر
فراس باغ میں جوں شبنم و گل کس کو ہے یکجا   کبھو ہے سیج پھولوں کی کبھو خاشاک پر بستر

میسا نہ محبت زیر فلک کوئی ہے برا   بیارے نہیں تجسا بھی دلارام زمیں [پر]

[سحاب و] برق ہیں ما ستینہ و ساغر ہیں کیا ہم ہم   کہ ہم جسوقت رو دیں نم ہوا اوسوقت رو فہ کر
زمیں میں گڑ گئے دیکھ اوس قد رعنا کو خجلت سے   لب جو پر اکڑتے تھے کھڑے [کیا سرو] لہلہہ کر

آب اشک دیں گو ہر مژہ چشم کو لیکن   یہ تحل نہ لاویں [گے سحر] لخت جگر بار

تو لے کیا [ہے] ایک مدۃ سے ہمکو یہ انعام مقرر   لیوسے نام ہمارا تیجھے پہلے دے دشنام مقرر

ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے   میخانہ ہو رہا ہے گلزار تیری خاطر

دلدوز نگہ یار کی ہوتے ہی مقابل   برچھی کی انی سی مرے[2] سینے میں گئی گڑ

---

[1] برنگ و۔و۔ [2] گئی سینے میں مرے گڑ ۔

مار کر و بنے کی خاطر کشتی امید کو — آہ سی باد مراد اور اشک سا دریا ہے بس

میں ہوں اور دلبر ہو اور ہوں راس چپ پہ دو ندیم — جام [دست] چپ کے پاس اور شیشہ دست راست پاس

نہ آتش باغ میں ہم سے لگی دیکھی تھی کل تجھ بن — [نسیم آتش چمن آتش گل] آتش گل کی لو آتش

دن وصل کے وعدے کا کبھو یاد نہ رکھنا — [کیوں اے بت پیماں شکن] اقرار فراموش

نگاہ شوخ ہے غارتگر ہوش — ہجوم خواب ہے صبح ساگوش

محب کیوں طائر دل کو اسیر عشق کرتے ہو — کہ وہاں ہے دانہ آتش دام آتش اور قفس آتش

قاصد۔ تجھے قسم ہے خط اوس کو دیے کے بعد — تھوڑی بہت رہائی تھی اپنے نہ بھول عرض

ورق ۲۸۲

وہ سمجیں کہاں وہ دھجیں کدہر وہ اکڑ کجا وہ پھبن غلط — ترے قد سے دعوی ہمسری جو رکھے ہے سرو چمن غلط

دین و دل سب لوٹ لیتے ہیں کہاں کا احتلاط — ہے خدا کا قہر ان کافر بتاں کا اختلاط

تم نے تو کیا اوٹھائے ہماری وفا سے حظ — پائے ہمیں نے [خوب] تمہاری جفا سے حظ

تری وضع بیگانگی نے نہ چاہا — رکھے آشنا آشنا سے توقع

غم میں پتنگ کے وہ جلے ہے جھڑے ہے آگ — علت کو ہے شگوں کہ ہوا خندہ زن چراغ

اے سندہ پرور اتنا لازم ہے کیا تکلف　　اوٹھیے غریب خانے چلیے بلا تکلف

دیر و حرم ہے دل میں یہاں شیخ و برہمن [اے] محب　　بھٹکیں ہیں رستا چھوڑ کر ایک اس طر[ف] ایک اوس طرف

مدفن سے عاشقوں کے وہ گاگہوں سوار حیف　　[قدرے] عناں کشیدہ نہ گذرا ہزار حیف

دل اوسکو دیکے میں انعام سے نہیں واقف　　جو جائے بوسہ کہ دشنام سے نہیں واقف

اوسکے آگے بات مونہہ سے کاڑھنی دشوار ہے　　بل بے تیرا بانکپن اللہ رے تیرا طمطراق

[عاشق] تیری آنکھوں کے [چمن] زار جہاں سے　　تسکین کے لئے ہیں گل بادام کے مشتاق

لرزاں ہے مرے نالے سے جان و جگر برق　　جلتے ہیں مری آہ کے شعلے سے پر برق

ہم اوس بت کافر کی پرستش میں ہیں اے شیخ　　آنکھوں سے جسے پوجتے ہیں مردان خدا تک

مائل کب استخواں [سے] ہوا حرص سے عاشق ہما　　ہے یہ خورش پسند ہمائے شکستہ رنگ

بیشتر ابر و ہوا میں خوشنما ہے رنگ گل　　تشنہ مل سے مگر مل کر بہا ہے رنگ گل
اوس گل عارض کو جوں خورشید تاباں دیکھ [کر]　　شبنم سے تاب ہو کر اوڑ چلا ہے رنگ گل
عکس چشم مست ساقی سے چمن میں بزم کے　　شیشہ نہیں جام بلوریں میں [بھرا ہے] رنگ گل

یوں نوک ہر مژہ پہ نمایاں ہے لخت دل　　جس طرح شاخ گل سے رہی ہو کلی نکل

ابرو باراں کو نہ لوں بندۂ بیباک کے مول
صد چمن گل نہ خریدوں دل صد چاک کے مول

کھو نکلے رسک سے گواو سکو فلک پر نہ بکے
بر[ق] رسیدہ تیرے عمرۂ چالاک کے مول

حیداں لب اوسکے روبے قدح اور قدح سے ہم
بوسے کے [مست] بوسے قدح اور قدح سے ہم

مزرع امید دل کب سبز ہووے ابر سے
اسک [کی] بارش سے یہ جشم کرم رکھتے ہیں ہم

ہم ہیں کدھر کہاں ہیں جو ہم ہیں تمہیں ہیں
سب [ہیں] تمہیں تمہیں ہو ہمیں سو ہمیں ہیں

آراسہ آنکھو کے گھر سری ہی خاطر ہیں
چھڑکاؤ ہے سکھا ہے چلمن ہے کٹھرے ہیں

خار ہے گلشن میں اوس گل بن ہمیں گل جیسے ہیں
جسکے ورق میں جو دیکھیں گل ٹٹے گل جیتم [ہیں]

ہم سے کیا ہموار ہے لب و بلند راہ عشق
آہ آں طرف فلک اور اشک [آنسو] سے زمیں

بہت کفش کبک کی رفتار کی دھوم سواب سری
[ان] جلیوں [کی] جابوں سے و[ہ] سب پاؤوں ملے ملماں

ساقی کو لے لعل میں ہم تو یہ توڑتے ہیں
زاہد کے سر [سے شبستہ] تقوی کا پھوڑتے ہیں

جنوں کے بڑا ہاتھ کار گر یہاں
پھٹا اوڑ [گیا] تار تار گریباں

درد اوس سید رو کے آگے کہا جاتا نہیں
ن سکے کہے بھی سخت مشکل ہے رہا جاتا نہیں

ورق ۲۹۲

مں ہی تم سب کا سا تیر ملامت کا نشاں　　اوس بت سرکس کو مارو کوئی سمجھا ماہیں

ہماری چاہ صاحب جانتے ہیں　　کہوں کیا آہ صاحب جانتے ہیں

اوس صندلی قبا نے کیا نقش پاسے آج　　وہ وہ عبیر کا مری خاک مزار کو

اور تو کیا کہیں ایک آن جو ہم تک آؤ　　[مدرحی] کرتے ہیں سو جان جو ہم تک آؤ

محبت سے طریق دوستی سے چاہ سے مانگو　　مراۂ صاحب کسی سے دل جو مانگو راہ سے مانگو

عکس اپنے سے زمیں پر آفتاب روز حشر　　کر دکھا یا اوسکے رنگ آتشی نے [آسمـ]

سائل بوسہ اگر ہوں تجھسے تو غصہ نہ کر　　جان من درویش را خیرے مگو خیرے بدہ

تو مل گلے سے غیر کے ہم بھی ترے حضور　　کاٹیں گے اپنا آج گلا کیا مضائقہ

بے نشاں زخم سے اوس تیر نگہ کے دل میں　　درد رہتا ہے نہ پیکاں نہ سری رہی ہے

کیوں محبت افسوس ہم میں اوسمیں کیا تھا اختلاط　　ذکر مدت کا نہیں نہ حال کا مذکور ہے

یہاں غرض گل سے [نہ] بلبل سے [ہمیں] نے بر سے　　سینہ صد چاک و دل نالاں و چشم زار ہے

[بڑہ] کچھ تو اک بوسے پہ اے یار اور بھی　　ہیں حس دل کے ورنہ خریدار اور بھی

ے کذا

بتان سنگدل بے رحم ہیں سخت ملومت [انسے] اے بندو خدا کے

تیرے جو یہی ستم رہیں گے نو کامیکو جینے ہم [رہیں] گے

دیکھوں ہیں نظر بھر تجھے ایک آن تو دم لے یہ اشک مرے دیدۂ خونبار سے [تھم لے]

در پر اوس گل کے محب [تم] سے ہزار پھرتے ہیں ڈال بیچے واسلے پڑے

[کچلی ڈالے] ہوے ہر ایک کا [لا] ناگ ہے تل ہیں دبکے جو تیرے موئے سر بھیگے ہوے

[رہتے ہیں بے اشک] یوں آنکھو نکے گھر سوکھے ہوے جیسے جوں خالی پڑے ہوں بے کہیں سوکھے ہوے

کس کی ہنسی کی دھوم یہ آئی چلی چلی گل گل شگفتہ ہے جو چمن کی کلی کلی
مجھ [صید] ناتواں پہ نہ صیاد ہاتھ ڈال وب جائیں گے یہ منصب برا گنے کے لے

وام گل مانگے ہے رنگ و بو صبا کی معرفت گلشن ہستی میں اوس کے چہرہ گلفام سے

گل اندا موں سے ملکر [آپ کو] رسوا کیا ہم نے بہت چوکے ہزار افسوس ہے یہ کیا کیا ہم نے

محنت

تخلص مرزا حسین بیگ است وے مغل زادئے است از سکنۂ مغل پورہ حضرت دہلی اما از صغر سن ہمراہ [پدر] مشرق افتادہ بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ ہمانجا نشو و نما یافتہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد [نسبت تلمذ] بہ میاں قلندر بخش جرأت دارد این ہفت شعر از وے است ـــ

آمد یہ فصل گل کی نسیم سحر سے آ | مرجاؤنگا قفس میں یہ ایسی خبر سنا

ناصح یہ نصیحت نہ سنا میں نہیں سننا | ٹک ٹک کے میرا مغز نہ کھا میں [نہیں] سننا
احوال مرا وھاں سے سنتا تھا ولیکن | کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنتا
اوس بت نے جو غیروں پہ کیا لطف تو یارو | [مجھسے نہ کہو] بہر خدا میں نہیں سنتا
محنت کو ہے یہ ضعف کہ کچھ اپنی حقیقت | کہتا ہے وہ مجھسے تو ذرا میں نہیں سنتا

[ہوئی] رحم نہ کچھ اوس [بت] خونخوار کے دل میں | جب تک کہ اوٹھے درد نہ دو چار کے دل میں

کل شب وصل میں کیا جلد بجائیں گھڑیاں | آج [کیا مرگئے] گھڑیال بجانے والے

ایں درے بہار بعضے درسلک انتظام دادہ میاں غلام ہمدانی مصحفی منتظم می سازد واللہ اعلم بحقیقت [ا] لحال

محمود

تخلص مردے [است] حافظ قرآن مسمی بہ محمود خان کہ اسم سامی جود [رابنامہ] جاے [تخلص جا] مید ہد وے از افاغنہ سہرند و مرد ہوشمند [خوش] اختلاط یک ارتباط است مدر والا قدرش بہ وقائع نگاری محالات آں نواح از قبل حکام دار الحکومت کابل عز امتیاز داشت گاہ گاہ فکر شعر میکند اشعار متفرقہ دارد و بہ ست ازاں ایں احقر می نگارد ۔

ورق ۲۸۴

ایں شباہت بصورۃ باہیں وجاہت و حسن | کوئی جہاں میں تو ایسا جوان ہو پیدا
نہ لیجے نام [کبھو میوہا] سے کابل کا | جہاں اماویں گر خشک ماں ہو سدا

اوسے یہ لخت جگر جاکے دیکھیو قاصد | جو پوچھے خط ہے کہاں آہ کیجیو قاصد

برق چشمک زن ہوا پیماں شکن جوش بہار
مژدہ اے ساقی ہوا پھر بخت خوش بختاں سفید

دیکھ گل نکلے کو ہے رشک سے اے مہ جبیں
آسماں پر ہو گیا سب یہ مہ تاباں سفید

چشم خون آلود کی دولت [سے اے محمود] حال
ایک دن ہنستے نہ دیکھا جیب اور داماں سفید

سمجھ جائیے مرغ چمن کو کیا زنجیر
کہ رشتہ رگ گل ہے لئے بہاز نجیر

لکار جائے کہ نہ در پہ تو او سکے اے محمود
میاد گھر سے نہ نکلے ہلا کھڑا زنجیر

عجب انداز سے کل شیخ جیو جاتے تھے مجلس [کو]
[کہ] تھی ہر گام مم پر دانہ تسبیح کی کھڑ کھڑ

محسن

تخلص محمد محسن مرحوم است وے از ارباب تذکرہ سخن [سج مدیہہ گو سراج الد [بن] علی خاں آرزو بود یا شاعر بے نظیر محمد تقی میر ہم سررشتہ لگانگت داشت بقدر حال از علوم [عربیہ بہرہ] اندوز و بر مطالعہ کتب متداولہ فارسی غیرواز و سیار سلیم [الطبع و] سبک جو و نہائت [شیر] یں زبان و پاکیزہ گو بود و بعد رحلت خان مرحوم بر متمکانش قالص گشتہ حسب دلخواہ تصرف می نمود اگرچہ بیشتر سحر فارسی گفتہ اما دیوان ریختہ ہم از وے سرانجام [یافتہ] لیکن بمر [ور زما] ن و [مضی اوان] اندراس پذیرفتہ کمیاب بلکہ نایاب گشتہ چار شعر کہ زبانی پیران [قدیم] بسمع رسیدہ رشتہ تحریر کشیدہ اوراست عفی اللہ عنہ ؎

جسدن تری گلی سے میں عزم سفر کیا
ہر یک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

مرا رنگ رو اسقدر زرد ہے
کہ یہاں زعفراں زار بھی گرد ہے

اگر تیغ و درخ میں گرمی ہے زور
مرے پاس بھی ایکدم سرد ہے

محزوں

تخلص عالم شاہ مرحوم است وے از بزرگ زادہائے قصبۂ امروہہ [بودو وراں] لوح اشعار نومشقاں را اصلاح می فرمود وعلم استادی می افراخت وکوس شاعری می نواخت ایں دوشعر او راست ؎

بے محابا چاک کرتا ہے گریباں کے تئیں — کس کے آنے سے چمن میں [گل] کو سودا ہوگیا

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزوں غم کی داد — کوئی کس کو خواب سیریں سے جگاؤں تو سہی

محشر

تخلص دو کس میدانم اما یوسف یکے اراں ہردو بہ تکملہ [الست می سدادم] و دیگرے مرزا علی تقی مرحوم است اصلش ازخطۂ کشمیر جنت نظیر بود و تولدش در بلدہ لکھنؤ رونمود [بہردوزباں] مشق سخن آرائی می ورزید چندوارد حضرت دہلی شدہ اشعار خود ازنظر فیض [اثر] مضمار سخن سازی رایکہ تاز مرو خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید گوشہ کسے راکستہ بقصاص رسید ومحاور رمت ایزدی گردید ایں دو بیت او راست ؎

گفتگو [اڑدو] زباں کی کوئی ہم سے سیکھ جائے — کیا ہوا دہلی میں محشر اپنی میداش نہیں

[جا] ں منتظر ہے آنکھوں میں وقت رحل ہے — جلدی پہنچ کہ دیر ہے ہی [آ] نے کی ڈھیل ہے

محترم

تخلص خو [اجہ محترم] علیخاں عظیم آبادی است وے از عمدہائے آں نواح ومردے باصلاح وفلاح بودہ [شاگ]ردی شاہ گھسیٹا عشق نمودہ ایں ہست بیت از و[للہ] است ؎

جو دل سے گرے اہل دل [اں کے وہ] کدھر کا — دنیا کا نہ دیں کا نہ ادھر کا نہ اودھر کا
سو یار گریبوں پہ آ میری [جاں ہیجے] — تو بھی نہ دیکھے کو وہ بدگماں ہیجے
پیغام اب جنوں کے آنے لگے ہیں مجھ تک — سائد بہار کے دن نزدیک [آں ہیجے]

اے محترم اتنی اشکباری — کھل جائے جب ابر بھی برس کر
رہ جاتے تیرا یہ کیا کہ جس سے — بدنام ہوا ہیں ابتو بس کر

ٹھ جانے مرے کہا اون سے — محترم [کو] لہو تو یہاں لاویں
لگے کہنے یہ شرط کر لو تم — ہم جو مجلس میں اپنی بلواویں
رونہ دیوے کہ جسکے ہنسنے [سے] — [سا]ری مجلس کے [پیچھے] جاویں

مخلص

تخلص دو کس می شناسم

اول رائے انند رام دہلوی وے از فارسی گویان قدیم المشق و از شاگردان سخن طراز حق مشتغل مرزا عبدالقادر بیدل بود و در آخرہا بہ سعی سنج بدیہہ گو سراج ا[لدین علیخا]ن آرزو توسل جستہ مدتے بشغل دیوانی [سر]کار دولت مدار نواب غفران مآب اعتماد الدولہ قمر [الدی]ن خان بہادر اشتغال نمودہ و بعدش از در بعینہ وکالت نواب شتلے ا[لقاب] ذکریا خان المعروف بہ خان بہادر عفی اللہ [عنہ] بسر فرمودہ بسیار حلیم و خلیق عظیم الخلقتہ مخلوق گشتہ بود و در تذکرہا ے فارسی گویاں احوالش بشرح و بسط مندرج است من اراد الاطلاع [فلیرجع] بآنجا معنی سخن گاہے بنا بر تفنن طبع شعر ریختہ ہم از وے بسفحۂ زمانہ نقش افتادہ منجملہ آں دو شعر کہ بایں احقر رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ او راست ؎

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو — کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

بعضے مصرع اول را بدیں [طو]ر میخوانند ع ہر صبح آتا ہے تیری برابری کو
و اغلب کہ بہ ہمیں طور خواہد [بود مز]بان آں وقت مناسب می نماید ؎

آنے کی دھوم کس کے گلشن میں یہ پڑی ہے — ہاتھ ار[لیے] کا پیالہ نرگس لیے کھڑی ہے]

دوم مخلص علیخان مرشدآبادی وے از عمدہ زادہ ہائے [آں دیار] و بسیار صاحب اقتدار بود از ہر کس بمودۃ و مروۃ پیش می آمد و مردمی می نمود مدتے است کہ بدار القرار رحلت گزیدہ برحمت حق وا رسیدہ ایں مطلع [از و] است عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۲۸۵

مخلص ۱۱

بے وفالوگ تجھے دیکھ نہ کیا کہتے ہیں [بھوت] اپنو یہ تو کرتا [ہے] حفا کہتے ہیں

[مختار]

[تخلص] غلام نبی خاں [استاد] رادہ نواب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر است عفی اللہ عنہ کہ درابتدا کلام تخلص میکرد و شعر فارسی بیشتر می گفت گاہے اشعار ریختہ ہم از طبعش ریختہ این مطلع متحملہ انہا است ؎

ملایا جنے بجا یار اوس اللہ کے صدقے من اپنے دلکے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے

مرید

تخلص مرید حسین خاں مہین پور العام اللہ خاں یقین است علیہما الرحمۃ والغفران [و] سے سپاہی وضع نیک طبع خوش نہاد [درویش] بنیاد یود اشعار متفرقہ وارد این دو بیت از آن آں مرحوم است ؎

کیا اکڑنا تجکو اے رعنا جواں دیتا ہے دس کیا ہی ہاتھوں میں ترے سجتی ہے شمشیر و سپر

دردمندوں کے مقتدا ہیں ہم درد اور غم میں مبتلا ہیں ہم
کشتی غم کے ناخدا ہیں ہم کس طرح غرق ہو سفینہ درد
آئینہ روسے اب جدا ہیں ہم مثل سیماب کیوں نہ دل تڑپے

کشتہ ری نگہ کا مضطرب ہے اب کفن میں سنا ئدیہ تیغ نیری [سیماب] میں بھی ہے

ڈرتا ہوں کہیں صبح کی پھر شام نہ ہووے ہفا وعدہ سرِ شام کا پھر اب ہے سحر کا

[نگذرا] ظلم سے ظالم ہم اپنی جان سے گئے وفا کا حق ادا کرنیکو ہم درمان سے گذرے

سلہ کذا اپیوں

و [تقف] اگر نہیں تو نہ ہو ہم سے ہمصفیر ایک مدت اس قفس میں ہیں ہم بھی رہا کیے

رباعی

میں غور کیا جو چشم دل سے ہر سو جتنے کہ یہ گل نکلے ہیں گل سے ہر سو
گلشن میں جہاں کے [دیکھو ہستی اپنی] آئے جو عدم سے ہیں تحمل [سے] ہر سو

مرہون

تخلص مرزا علی رضا مشہدی الاصل جہاں آبادی المولد [شاگرد] درشد میر نظام الدین ممنون است سخنش بہ سخن استادش می ماند [ہفت] شعر ازان [اس] احقر [نگار] د ے

ہر آرزو سے دلکو حرماں نے خوں کیا ہے گردن پہ پاس کی ہے خون اپنی آرزو [کا]

[عرق] اس لطف سے ہے زیر زلف اوس رخ سے تاباں یہ شب مہتاب [میں] جلوہ ہو جوں عقد ثریا کا
[سراپا] ہو گیا آئینہ ساں جو محو حیرانی دل مرتیوں ہوا ہے تجکو کس کے روئے زیبا کا

پڑا [ہے شور جیب سے] دلمیں اوس کان ملاحت کا یہاں ہر زخم ہے مہماں نمکدان قیامت کا
نہیں ہے ملتفت مدت سے یہاں وہ [نشۂ مژگاں] [illegible]
یہاں گو حوصلہ طاقت کا [illegible] نگاہ سے کم ہے [illegible]
شہید لطف قاتل ہوں کہ بعد از قتل کل اوس نے کیا [illegible] افسوس انگشت ندامت کا

مرزا

تخلص سہ کس مبدا تم

اول مرزا [illegible] مرحوم عرف مرزا [illegible] د اللہ [illegible] شاہجہان آباد [illegible] عن الشر

ملہ گدا در ہر دو نسخہ

ورق ۲۸۶

والفساد بهایت ظریف الطبع بیک بہاد مزاج دوست مسرة سماد در موسیقی خیلے دست اعلےٰ داشت ونقشہاے مدلعہ می انگاست شاگرد رشید سرگروہ سرود سرایان [میاں نعمت] خان نعائت حوش احتلاط وشیریں زبان نقشہائیش مشہور عالم وستایش برزبان اکثرے از بنی آدم باسرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا ربط مستحکم داشت و بارعانی ودوستدار روحانی ورامی انگاسب گویند کہ مرزا بجد بسیار و [بجہد] بے شمار استدعاے ترک شاعری از وے نمودہ ووے براے خاطر داشت مرزا ترک این فن شریف فرمودہ مخلص کلام این [سہ] بیت از زادہاے طبع رساے آں معفور است ؎

اوسکی حوسے نہیں واقف انہیں رونے سے کام — کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گرم [یاں] مجھے

ایک بات ہے پر کیونکہ کوئی موہنہ سے نکالے — کہدوں تو ابھی سن کے کہیں پھٹ بے رزالے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلاجائے — اے واے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

مرزا (۲)

دوم مرزا محمد حیدرآبادی وے تورانی ا [لاصل] بود از دوسہ پشت مدیار [و] کن توطن گذیدہ - [سپاہگری امام بسری نمود] اظہار خلق جمیل خود بہرکس و ناکس میفرمود دو بیت از قصیدہ اش [کہ] درمدح [ناظم] آنجا گفتہ دمس رسدہ برسبہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

عجب ہے [تجھسے] اگر ہوں برحن وانس فدا — کہ نام نامی ہے تیرا تو اعظم الامرا

سوار ہووے تو تحت پالکی پس اے نواب — نگاہ روبرو اقبال بولے آگے آ

مرزا ۱۵

سیوم حکیم فصل اللہ پانی پتی المعروف بہ مرزا بیناوی جوانے است ظریف الطبع کشادہ پیشانی مزاج دوست نیک زندگانی خلیق ویار باش حوش طبع وپاکیزہ معاش صاحب شعور خردمند قابل صحبت ارجمند نسبت خویشی بہ حکیم محمد حفیظ خاں سلمہ الرحمن کہ از احفاد امجاد برادر بزرگ سخن ساز حق مشتغل مرزا عبد القادر بیدل کہ مرزا عبد اللہ نام داشت ہستند دارد و بہردو زبان سخن از زبانش می تراود این ہفت بیت از گفتہاے وے است سلمہ ربہ ؎

اس طرف یار کا گذار نہیں — دل بے تاب کو قرار نہیں

سخت مشکل ہے ہجر میں جینا — زندگی اپنے اختیار نہیں

خالی اوسے نہیں ہے کعبہ و دیر — کونسے سنگ میں شرار نہیں

سنہ عفی اللہ عنہ ۱ ۱

رباعی

جس جا پہ غرور دلربائی دیکھا — وہاں مظہر کامل خدائی دیکھا
اعجاز ہیں جو ہوید بیضا سے وہ چند — دیکھا تو وہ پنجۂ حنائی دیکھا

دیگر

اے چرخ تری ہزار [بازی] ہی دیکھی — ہر لحظہ نئی ہی ترکتازی دیکھی
آخر کو کرے تو داغ دل کو [نا] صورہ — دیکھی تیری یہ چارہ سازی دیکھی

صروہ

تخلص [شیخ ا] صغر علی خلف الصدق حکیم کبیر علی کبیر سنبھلی است ، ے جوانے قابل و طالب علم عقلمند و صاحب حلم ہوشیار محنت پیرا شاگرد سرامد شعرائے فصاحت انا مرزا محمد رفیع سودا ست قصۂ [دلچسپ] در جواب بدر منیر میر حسن مرحوم برشتہ نظم کشیدہ و [بقدر] استعدا [د] خود [بہ] تہذیب و آراستگی وے وا رسیدہ اکثر غزلہائے طولانی موزوں فرمودہ [اکتساب] فن طبابت وغیرہ از پدر والاقدر خود نمودہ ایں ندیت از گفتہائے اوست ؎

غیروں پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگاہ کا — ہیں بر جبیں ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہوں گردش نصیب ہیں — پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

کیا صدف ہوں ہیں جو رکھوں ہر گھڑی گوہر بدست — جوہر شمشیر ہوں رہتا ہوں نت خنجر بدست
اپنی صیادی پہ وہ صیاد کیا نازاں ہے واہ — آگیا ہے ایک جو مجسا طائر بے پر بدست

ہے حسن کی ایک موج سر ماہ مبیں پر — قطرے یہ عرق کے نہیں اوس جبین جبیں پر

کیوں تو نے وا کیا تھا بسد قبا چمن میں — اوڑتی پھرے ہے بلبل گل سے خفا چمن میں
نرگس کی آنکھ تجھ پر پڑتی ہے بے طرح سی — مت وقت شام جانا بہر خدا چمن میں

ق

مہرِ رو پر تیرے گیسوے سیہ کے نیچے   خالِ مشکیں مجھے اسطرح نظر آتا ہے
جسطرح وقت سحر موسم سرما میں غزال   ناج سنبل کے تلے دھوپ کھڑا کھاتا ہے

مزمل

تخلص شاہ مزمل مرحوم است وے از شعرائے طبقہ دوم و درویش آزاد مشق نیک روش بود شعرش [بیا]وبہ
آں وقت است و ایں سہ بیت ازاں ال مغفور ست

آنکھ لاگی سو گیا سونا نہ تھا   ہو گیا وہ کام جو ہونا نہ تھا
میں نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دے   [نقد] الیسار [ا]نگاں اکھونا تھا
من ہرن میرا مزمل رم کیا   دشمنوں کے من کی چیتی ہو گئی

مسافر

تخلص میر با[شند]ہ مرحوم است وے عزیزے بود کہ در ایام [سا]لف [بحضر]ت دہلی بعمدگی ایام بسر
می برد و در آخرہا بنا بر افراط و تفریطے کہ در ہنگامہ افاغنہ ابدالی دریں دیار حسنت آمار رو داد رخت سفر بربستہ بقصبۂ
بریلی رحل اقامت افگندہ ایام حیات مستعار سپری نمودہ از ہمانجا سفر آخرۃ گزیدہ مسافر جوار رحمت حق گردیدہ ایں
دو بیت ازاں ال مرحوم رحمت ایزدی است ست

مار دنیا پہ لات بیٹھے ہیں   دھو کے عقبٰے سے ہات بیٹھے ہیں
شش جہت سے پھر کے اب ہم کو   مار سے ہو دو چار بیٹھے ہیں

مسرۃ

تخلص دو کس میدانم

اول برخوردار کامگار شیخ دریہ علی مد عمرہ وے نوجوانے است ارجمند بسیار سعادتمند صاحب حیا سلک باوفا
تہائت مودٔب بعائث مہذب سنعر جو دار نظر برخوردار ستودہ اطوار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزاد قدرہ میگذراند

مسرۃ (۱)

سلہ کذا در

خدا تعالےٰ ہر دو را بعمر طبعی رسا ناد و بمرادات دلی فائز گرداناد و بست و یک شعر از طبع زادہاے آں نونہال اقبال در ابجانت افتادہ سہ مد عمرہ سہ

ہاتھ آجاے نصیبوں سے تو پھر آٹھ پہر
رکھوں چھاتی سے میں اوس شوخ کی تصویر لگا
زلف دلدار کا ہوتے ہی مسرۃ قیدی
گھر کا در [در] موند کے بیٹھا ہے وہ زنجیر لگا

خواہش گل ہے کسے کسکو ہے گلزار کی یاد
ہم کو رہتی ہے سدا اپنے ہی دلدار کی یاد

کیا کرم وہ بولا مجھے کل [تیر لگا کر]
یہ سرد ہوا کیا کروں شمشیر لگا کر
کر یاد بہت میں دل دلگیر کو رویا
[کل] غنچے کو [لے] چھاتی سے تا دیر لگا کر

تقریر کی مسرۃ رکھتا نہیں میں طاقت
ہے درد [کو] سناؤں [غم] کی [کتاب کیونکر]

تار مار اس دل بے حال کو کرے ہے ہر دم
تیری اے [یار یہ] اس طرۂ دستار کی [رمز]

خون دل اسطرف پیتے آہ ہم ہر آن ہیں
اوسطرف بیٹھے چبلاتے وہ خوشی سے [پان ہیں]
محو دیدار دل کا تیرے سادہ رو یہ حال ہے
مونہہ سے کچھ کہتے نہیں جوں آئینہ حیران ہیں

جان [کا خطرہ نہیں] ہمکو مگر یہ سوچ ہے
تجھے او خونخوار عالم دیکھیے کیسی بنے
زندگی سے عشق میں [پہلے] ہی دھو بیٹھے ہیں ہاتھ
کس لیے پھر یہ کہیں ہم دیکھیے کیسی بنے

آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں ہے
دل کو بھی کسو طرح سے آرام نہیں ہے
آنکھوں نے مشابہ ہے تری اسلیئے ہم [نے]
منظور نظر نرگس بیمار بہت کی
اب تاب تحمل کی نہیں جاتے ہیں ناچار
خاطر سے تیری خاطر اغیار بہت کی

جسدم چھڑی لگے مری اس چشم زار کی
پھٹ جاے چھاتی دیکھ کے ابر بہار کی

ورق ۲۸۸

پتھرا گئے یہ دیدۂ تر راہ دیکھ دیکھ
کیا پوچھتے ہو ہم سے ستم انتظار کی

میں بھی انسان ہوں کچھ موںہہ سے نکل جاویگا
گالیاں ہر گھڑی مجکو نہ سنایا کیجے

کوئی غمخوار جہاں میں نہیں ایسا اے ولے
جسے دو چار گھڑی غم کو بھلایا کیجے

اسسے بہتر ہے یہی بیٹھ کر ایک کونے میں
حضرت دل کو یہ افسانہ سنایا کیجے

وصال صندلی رنگ اب علاج اس درد سر کا ہے
ہوا کب فائدہ ہم کو طبیبو تخم کاہو سے

عجب ہے قدرت حق دیکھنا جس بت کا مشکل تھا
سو وہ تکیہ لگا کر رات بیٹھا میرے زانو سے

مسرۃ (۲)

وہم کائت زادہ ایست نیکی التیام ؎ نام در شعر گوئی بس دلیر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر این چار بیت ا [ز] دراست ؎

قرار و صبر دل سے ہیں رواں اور آہ سینے سے
کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو لو حسر دیکھو

ہوا ہے پاٹ دریا کا یہ میرا تختۂ دامن
عجب صورۃ سے طوفاں خیز ہے [یہ] چشم تر دیکھو

کہے ہے خضر اوسکی پشت لب پر یوں مرے دلسے
یہ چشمہ آب حیواں کا ہے اسکو آن کر دیکھو

سراسر مانگ کی جا اب یہ کہکر زلف تکھچے ہے
کدھر [جاتے] ہو راہ عشق تو ہے یہ ادھر دیکھو

مستمند

تخلص یار علی بیگ عظیم آبادی است وے مرد اہل و صاحب [عقل] خوش اختلاط و مستحکم ارتباط و در شعر ہندوی شاگرد مرزا بھچو بیگ فد [وی] است این مطلع اوست ؎

نزع تک وصل کی ہے مار امید
ہے مثل ا [یک دم ہزار] ار امید

؎ نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

مسیح

تخلص سہ کس میدانم

اول مرزا مسیح اللہ بیگ مرحوم عرف مرزا حاجی وے جوانے بود ہندوستان زا سپاہی منش با وفا بسیار جری و متہور نہایت شجاع و دلاور تصحیح نسخہ آدمیت از جناب فیض مآب ہادی سالکان میر فتح علیخان حسنی[1] مدظلہ می نمود و شعر خود ہم یا صلاح حضرت ایشاں درست می فرمود از چندے برحمت حق در پیوستہ واز کشمکش ایں جہان وارستہ خداش بیامرزد ایں سیزدہ شعر از وے بہ تحریر می رسد ؎

برہم نہ کیجیو کاکل دلدار[2] دیکھنا ۔۔۔ اسمیں نسیم دل ہے گرفتار دیکھنا

جوں سمت قبلہ قبلہ نما کانپے ہے یوں ۔۔۔ میری نگہ کو ابروے خمدار دیکھنا

یہ گھر کا بانکپن تو نہیں معتبر رقیب ۔۔۔ میداں میں تو مجھے کبھو للکار دیکھنا

فریاد و آہ و نالہ نہ وہاں کیجیو مسیح ۔۔۔ نازک بہوت ہے خاطر دلدار دیکھنا

ایسے بد عہد بے وفا کو مسیح ۔۔۔ کوئی دیتا ہے دل قسم لے کر

ہجر میں یہاں تلک خراب ہوے ۔۔۔ [مر گئے] جل گئے کباب ہوے

دلمیں مسکن تھا اوس پریرو کا ۔۔۔ ہم عبث در بدر خراب ہوے

خانہ آباد تیرے ظلموں سے ۔۔۔ کتنے عالم کے گھر خراب ہوے

کیا عدم میں مسیح تھا آرام ۔۔۔ یہاں عبث آن کر خراب ہوے

کیا کیا مزہ سے سیر چمن کی ہے عندلیب ۔۔۔ کیونکر نہ آوے یاد بھلا گلستاں مجھے

برگشتہ طالعی کا کروں کیا بیاں مسیح ۔۔۔ آزار جاں ہوا ہے وہ آرا[م] جاں مجھے

---

[1] حسینی ؛ ا ۔ [2] بیدار ؛ ا ۔

ہمارے سامنے غیروں سے ملنا — ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتاں کے ظلم اور جور و جفا سے — مسیحا کو بھی دیکھا جاں بلب ہے

مسیح (۲)

دوهم مسیح اللہ خان سلمہ [الرحمٰن] سے حوالے است وارستہ مزاج با سرور وابتہاج خوش زندگانی کنادہ پیشانی شعر فارسی ہم [میگوید] و میداں ریختہ گوئی سر رشتہ ہمت می نوید ان ہزدہ بیت از وے است ؎

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار — تیر مژگاں نے زور کام کیا

ترک آرام و [خواب و] صبر و قرار — عشق میں ہم نے ہے کیا نہ کیا

ہماری چشم تر یار نے اک آن میں [یارو] — دوبارہ پھر دکھائی خلق کو طوفاں کی صورت

اوٹھا وے یار حال دل کو میرے وہ کیا کاغذ — کہ سنتے ہی ہوا جاتا ہے یہ خود پست دونا کاغذ
سراپا آہ و سیل اشک و سوز سینہ خون دل — سبھی حاضر ہے ہمدم بیوفا تجکو لکھا کاغذ

واسے اوس مردہ جان عاشق پر — [حو] کہ دلدار ہی سیا افسوس

آئی بہار کہہ تو کروں کیا میں ناصحا — ہر دم نسیم کہتی ہے مے نوش نوش نوش

ورق ۲۸۹

کیجیے تو کیجیے کسی کامل سے اختلاط — ہے ورنہ خوب اپنے ہی پھر لیسے اختلاط
مست اوس کی یاد کا ہوں اے مسیح بے شعور — کس کا مینا کون ساقی مے کہاں کیدھر ایاغ
آیا نہ آہ وہ بت خود کام اب تلک — یا یا نہ انتظار نے انجام اب تلک

آہ نے کچھ کیا نہ آہ اثر — سر کو پھر مارین آہ جا کر ہم
خالی ظہور اوس کے سے کوئی مکاں نہیں — وہ یار سب جگہ ہے بتاؤ کہاں نہیں

جھان مارا سب جہاں کو برنہ دیکھا میں کہیں　　درد و غم کلفت کا دل اپنے سواد مساز آہ

کعبے کی طرف کیا کریں جا اے بت طناز　　ا[حر]ام دل اپنے کا سدھا کو سے ہے تیری
یار آوے تو آوے کشش دل سے و اگر نہ　　ناداں کوئی آمادہ لگا پو سے ہے تیری
مسک ختن و عنبر سارا نہیں درکار　　ہر آن ہمیں نکہت جاں بو سے [ہے] تیری
حق کہی بات اوسے جانے [کی]　　اوڑ گئی روح اس دوانے کی
سنے ہے کب وہ تیرا شور و درد اے بلبل　　غرور حسن بھرا ہے دماغ میں گل کے

سیوم میاں براتی [ہمشیرہ] زادہ نواب وجیہ الدولہ وجیہ الدین خان بہادر المتخلص بہ وجیہہ اصلش از خطہ جنت نظر کشمیر است خودش در شاہ جہاں آباد بہشت بنیاد تولد یافتہ جوانے ستودہ خصائل پسندیدہ شمائل بہائت مہذب و آراستہ بپایہ باادب و پیراستہ واقع شدہ بہ تجارۂ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر میکند این دو بیت از طبع زادہاے آں اقبال مند بخت بلند است ؎　　سح(۳)

شانہ کہ موئے زلف کا شانہ تھا دست غیر　　بے ڈھب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب رات

یہ آخر دل ہے انساں کا نہ ساغر ہے نہ سبحا ہے　　کہاں جاؤگے پھر کیوں خاک میں اسکو ملاتے ہو

مسکین

غیرا[ز] مسکین مرثیہ گو تخلص مرزا کلو بیگ است سلمہ ربہ وے جوانے است مغل زا شجاعت آما [خانہ جنگ] تہور آہنگ کہ در ایام سالف بہ سپاہگری روزگار بسر می کرد از چندے بہ رہنمونی سعادۂ ازلی و ہدایت عنایت لم یزلی بر سود ا[ز] [دنیا] پشت پا زدہ دست از ہوا و حرص باز کشیدہ بسیار مجردانہ و بہائت قلندرانہ ایام حیات مستعار بسر می برد و بخیلے مسکین نہاد و خیر بنیاد افتادہ گاہے فکر ریختہ میکند اشعار متفرقہ وارد این سہ بیت از اوست ؎

اشک کہتے ہیں حیا سے رو رہو آئے ہیں ہم　　دار پر مژگاں کے چڑھ منصور ہو آئے ہیں ہم

رباعی

وسا میں اوسی کو بادشاہی بھی ملے ۔۔۔ عقبیٰ میں اوسی کو [روسیاہی] بھی ملے
جو دل سے کرے رجوع سوے حسین ۔۔۔ شاہی بھی ملے و دلکشائی بھی ملے

مشتاق

تخلص دو کس می شناسم

ورق ۲۹۰

اول سعد اللہ خاں رحمۃ اللہ المنان کہ از پیشگاہ خلافت مخاطب بہ مشتاق علی خاں و در سلک خواصان حضور پر نور منسلک بود و در زمرۂ شعراے پاے تخت خاقانی سر[عز] و امتیاز با سمان می سود نیاگانش از ایران رسی و مسقط الراسش خاک پاک اس رہن بہت آئین در [رمل و قر] عہ اداری اندکے دست داشت و در نوشتن خط نسق و نستعلیق و ثلث و شفیعا علی قدر حال ہمت می گماشت سوداے خام مہوسی در سر می پخت و ازاں ہوس بہ تلاش ساماں اکسیر بہ صحرا صحرا دست و حل میرفت طرز گفتارش درد مندانہ بود و اشعار آبدارش عاشقانہ درد آلودہ بہ آہنگ شعر میخواند در انشاد اشعار رخش ہمت سروش شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز می انداز چندے داعی حق را لبیک گویاں اجابت فرمودہ و بجوار رحمت ایزدی جا نمودہ عفی اللہ عنہ و عن سائر المسلمین آمین ایں یازدہ بیت از گفتہاے ئش بسعی ہر چہ تمامتر بہم رسید تا بر سنہ تحریر کشید ؎
[1]

آہ لاحق عشق کی کسی یہ بیماری ہوئی ۔۔۔ بارہا ہنسنیں چھٹیں اکثر غشی طاری ہوئی
دل سنبھل رکھ وزدی بوسہ لب دیگر یہ رکھ ۔۔۔ مار چوکا پاسبانوں میں خبرداری ہوئی
کیوں نہ تو ٹھٹکی پھرے اے خواہش دل مرے بعد ۔۔۔ کر چکے ہم عاشقی جو زندگی پیاری ہوئی[2]
تو نہ آیا دیر تک چھاتی ہیں دم اٹکا رہا ۔۔۔ ف ۔۔۔ جان عاشق کی رہا تن سے بدشواری ہوئی
اٹھو اے ظالم جنازے پر بہ تقریب نماز ۔۔۔ جانب گور غریباں اوس کی تیاری ہوئی[3]

---

[1] دونوں نسخوں میں یہاں چھ سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے ۔ [2] مصرعہ ثانی چنداں چسپیدہ نیست منہ عفی عنہ ۔

[3] شعر آخر قطعہ سرقہ با ما معانی است او گوید علیہ الرحمۃ ؎

مگدرا مدار سر (آں) کوے ما بوت (حرا) ۔۔۔ ما تقریب بمار آں سرو مار آمد بردل ۔۔۔ (۱۲ منہ عفی عنہ)

سبھی دوستوں سے ہے رخصت ہماری | دم واپسیں سے ہے عجب ہماری

عزیزے میگفت کہ این مطلع درحالت نزع گفتہ باشد

مخزن (۲) **دوم** میر عنایت اللہ مرحوم وے جوانے بود صاحب ہوش و ہوشیاری از سادات جلیلہ بخاری خلیق وخوش اختلاط شگفتہ جبیں و قویم الارتباط در دبستان بہادر والانژاد گاہ گاہ ہمت بریختہ گوئی می گماشت و با پیرایہائے محدود بہ نسبت ہویتی واشت زندے بدیار مزفیہ افتادہ بلقصبہ رامپور طرح اقامت افگندہ زندگی بسر می نمود ازہماجا بجوار رحمت حق جا فرمودہ این شش [بیت] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

اے باغباں نہ جانیو بلبل کے متصل | بیٹھی ہے کس خوشی سے وہ اک گل کے متصل
الجھے ہوئے ہیں سیکڑوں دل اوسکے پیچ میں | اے شانہ تو نہ جائیو کاکل کے متصل
مشتاق وہ جو شان محمد ہے اور علی | پہنچے ہے کون اون کے تجمل کے متصل
بیٹھ اپنے ایک بار تو گھائل کے متصل | کھایا ہے اون نے زخم جگر دل کے متصل
خونخوار بیچ بہا کے وہ بیٹھا ہے اس گھڑی | یار سنبھل کے جائیو قاتل کے متصل

دیا جائے کیا کہے گا غیر آکے سوخ کی | قاصد کو دیکھ رہ رہ سے چھاتی دھڑک گئی

مصدر

ورق ۲۹۱ تخلص [میر ماشاء اللہ خان مرحوم والد ماجد میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمن است مجملے از احوالش درسطے ذکر فرزندار جمندش سمت تحریر یافتہ گوشد کہ در بدیہہ گوئی مہارتے درست داشتہ باشد این دو شعر بآں مرحوم منسوب است

؎ خدا کرے کہ میرا مجھے پھر یاں نہ پھرے | پھرے جہاں تو پھرے پر وہ جان جاں نہ پھرے
کافر ہو وہ تجھ بن جو کرے چاہ کسو کی | صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسو کی

مصحفی

تخلص میاں غلام ہمدانی است سلمہ ربہ وے از مردم بیرونجات است اما بتقریب روزگار باکلانیہائے

جو دور بد و شعور وارد حضرت دہلی شدہ نشو و نما یافتہ عزیزے نیک سیرت مسکین نہاد خوش خو خوبی نثراد متواضع باادب مرتبہ شناس مہذب خلیق و شگفتہ پیشانی با تمکین و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے خوب دارد و بہرہ وزمان سخن سازی بر روے کار می آرد دیوانے مردف فارسی [وسہ] دیوان ریختہ مشحون اقسام سخن تا الیوم سرنجام دادہ و بیرون ازیں دو تذکرہ فارسی و ریختہ ہم نگاشتہ مدتے است کہ بہ بلدہ لکھنؤ طرح اقامت[1] [افگندہ] علم استادی بداں نواح برافراشتہ و تلامذہ بسیار فراہم آوردہ در ایام ملازمی سرکار دولت مدار شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر [قصا] ئد چند در مدح آں والا تبار انشاد کردہ و داد سخنوری دادہ در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانہ خود انداختہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اس مرف بسیار با اہلیت و آدمیت پیش می آمد خدائش خوش و سلامت دارد مختصر کلام اس یک صد و یک بیت از شیریں کلامیہاے اوست سلمہ ربہ ؎

شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے کھینچ کر کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا

چین سے کیونکہ میں سوؤوں کہ شب ہجر مجھے یاد آتا ہے وہ راتوں کا جگانا تیرا

دست جنوں سے حکہ لگیں اوڑے دھجیاں ہم نے بھی اپنا جیب سلا یا اوڑا دیا

کچھ تڑپنے کا مجھکو مزا ہی نہیں اوٹھتا جب تک کے تیرے ستانے سے ستایا نہیں ملتا
آوے جو بہانے سے چلا شب مرے گھر تو ایسا تجھے کیا کوئی بہانا نہیں ملتا

قصد کرتا ہوں جو اوس در سے کہیں جانے کا دل یہ کہتا ہے تو جا میں تو نہیں جانے کا

کھڑا نہ سن کے صدا میری ایک یار رہا میں رہروان عدم کو بہت پکار رہا
میں تیرے ڈر سے نہ دیکھا اودھر بہت شب وصل ستارہ سحری مجھکو آنکھ مار رہا

---

[1] کذا

آرسی میں رونہ دیا تھا جو اپنے عکس کو | مصحفی ایسے سے تیرا مدعا کیوں کر ہوا

نہ پوچھ عشق کے صدمے اوٹھائے ہیں کیا کیا | شب فراق میں ہم تلملائے ہیں کیا کیا
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکل کے اوے مہر | کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہیں کیا کیا

انگڑائی [لیکے] مجھ پہ ایسا خمار ڈالا | کافر کی اس ادا نے بس مجکو مار ڈالا
سب آسماں سے تارے آنکھیں لگے لڑانے | نرگس کا جب گلے میں اوس مہ نے ہار ڈالا
قاتل کی تیغ ابرو دیتی ہے سو ادا سے | بجلی کا جسم طپانچہ اوسپر سے وار ڈالا
جب حل سکھا نہ ہم سے بار گراں ہستی | یہ بوجھ ہم نے سر سے اپنے اوتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا میں [اون] لگاوٹوں میں | اوسکی نگہ نے مجپر جادو ہزار ڈالا

ورق ۲۹۲

تو ملے یا نہ [ملے اس] سے تو کچھ کام نہیں | ہمکو کوچے میں ترے روز میاں ہو جانا
کیا بری خو ہے تمہاری کہ مہ عید کی طرح | مونہہ دکھا ابھی تو پھر وہیں یہاں ہو جانا
سی رکھے کیا کوئی مونہہ ایسا عجب مشکل ہے | بات کہنے میں وہیں دشمن جاں ہو جانا
ہے تماشا کدہ [خلق] مری خاک مراد | جی میں آوے تو کبھی آپ بھی یہاں ہو جانا

افتادگان وادی غربت کی سرگذشت | کرتا ہے خود بیاں لب خاموش نقش پا
میں ناتواں زمیں پہ قدم کیا دھروں کہ ہے | ہستی مری گراں بسر دوش نقش پا

میں بگھولے کیطرح پھرنے لگوں ہوں اوسکے گرد | جو کوئی پوچھے ہے تو اوسپر فدا کیونکر ہوا
میں تو دلسے لب تلک لایا نہ تھا حواہش کا حرف | جانے میرے کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا
رنجش خوباں کو یارو کیا سبب درکار ہے | پوچھتے کیا ہو کہ وہ تجھسے خفا کیونکر ہوا

[کبا] یار کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہمسے — یہاں ہاتھ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا

آئینے میں دیکھ کہتا ہے وہ اپنے عکس کو — تونے کیونکر ٹھیک یہ نقشہ اوتارا دوسرا
تلوار کو کھینچ ہیں بڑے واہ — ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

درد سر ہووے ہے یہاں میرے تئیں — سر کو صندل نہ ملا کیجے آپ

ق

میں تو کہنے کو تمہارے مانا — اتنا میرا بھی کہا کیجے آپ
کیوں میاں مصحفی جی دیتے ہو — درد اپنے کی دوا کیجے آپ

اوس گل کی باغ میں جو صبا نے چلائی بات — غنچوں نے مسکرا کے کہا ہم نے پائی بات
کہتا تھا یہ کہ دل نہ کسی سے لگائیے — مرغ[ ] چمن کی[رات] مجھے کیا خوش آئی بات
آنے کی تیرے کہکے مرا دل تو خوش کیا — قاصد نے[گوکہ] اپنی طرف سے بنائی بات
آگے کسی کی بات نہ کہیئے کہ ہے مثل — ہو جاتی ہے[نکلتے ہی] مونہہ سے پرائی بات

دل سینہ صد چاک میں رہتا ہے [یہ حیراں] — ہو[جیسے] قفس میں کوئی مرغ قفسی بند
مذکور تری چال کا کرتا ہوں جو اوسے — ہو جاے ہے[ایک] بات سے بس کبک دری بند

جاے جو کوئی اوس بت پرفن کے برابر — اوس دوست کو ہم سمجھے ہیں دشمن کے برابر
میں کشتۂ رنگ مسی و پان بتاں ہوں — رکھیو[مجھے یارو] گل و سوسن کے برابر
گندروں ہوں جو آگے سے میں اوس بت کے تو وہ بھی — مونہہ[اپنا] لگا دیوے ہے چلمن کے برابر
انداز تو بسمل کا سمجھ اپنے وہ کیا — رہ جاے ہے اگر ترے دامن کے برابر

دل کی بیتابی کہے ہے در پہ اوسکے جاکے گر
کر بہانا شب کا اور سر دل سے سر ٹکرا کے گر

اوسکے کوچے میں جو جاؤں ہوں کہے ہے مجھسے عشق
ہے یہ گرنیکی جگہ دانستہ ٹھوکر کھا کے گر

یاد آتا ہے مجھے اوس مہ کا جب چاہ ذقن
[دل یہی] کہتا ہے بس اسکو کوئے میں جا کے گر

ہمکو ترساتے ہو تم کیوں [یہ] ادا دکھلا کر
مونہہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلا کر

دل کو ہاتھ اوسکے جو بیچوں ہوں تو کہتے ہیں رقیب
لیجیو تم اسے بازار ذرا دکھلا کر

قفل دروازہ نکو دلوائے تھے میں نے شب وصل
یا الٰہی [گئی یہ بات] کدھر سے باہر

نہوا نرم مری گریہ و زاری سے کبھو
[ہے] دل سخت [ترا او] بت کافر پتھر

داغ چھاتی کے اوسے اوٹھکے دکھاؤں پس مرگ
کاش کھولے مری تربت کا وہ آکر پتھر

چرخ دوار لے یوں مجھکو زمیں پر پٹکا
جوں فلاخن سے پھرا کر کوئی چھوڑے پتھر

تیرے دلسوختہ جس دشت میں مدفوں ہیں میاں
شعلہ ٹپکے جو کوئی واں کے نچوڑے پتھر

آجائے ہے جب وہ سامنے سے
ہوجائے ہے سب گلا فراموش

نسیاں [ہے] یہاں تلک کہ خط میں
ہیں یاد کی جا لکھا فراموش

جب لکھنے لگوں ہوں خط میں اوسکو
ہوجائے ہے مدعا فراموش

حالت مری تباہ ہے اوس پر غرور کو
میری طرف نے کچھ تو مرے آشنا کہیں

ہوتا ہے دل جلوں کا ستانا بہت برا
وہ کام کر کہ جسمیں تجھے سب بھلا کہیں

لالے کا پھول خاک پہ میری چڑھائیو
تا لوگ مجھکو کشتۂ رنگ حنا کہیں

آنے سے میرے پیشتر اے وائے یہ کسنے
کہدی مرے آنیکی خبر اوسکی گلی [میں]

ورق ۲۹۲

یہاں تک ہوئی پامال کریا بانہ صبا سے　　　کچھ جاک ہماری کا اثر اوس کی گلی میں
ا[سی] تو شب ور ذکٹی عشق میں تو ہیں　　　کی شام کھر اپنے تو سحر [اوسکی] گلی میں

اک نذ[ع] ہے وہ قاتل اور یں اوسکے حضور　　　کھڑا ہوں جیسے [گنہ] گار دیکھیے کیا ہو
ہماری بزم سے اے مصحفی سحر ہوتے　　　گیا ہے ہوکے [و]ہ بیزار دیکھیے کیا ہو

اے عاشق کی چشم تر کو دیکھ　　　صد[قے] تیرے میں ٹک ادھر کو دیکھ
[و] کھتا کیا ہے عقد پروں کو　　　اپنے آویزہ گہر کو دیکھ
میرے آگے نہ دیکھ آئینہ　　　میرے حیرت بھرے جگر کو دیکھ
دیکھی شب وصل کھل گئی جو آنکھ　　　رنگ فق ہوگیا سحر کو دیکھ

دیکھنے والوں پہ آ حیا ہی ہے بیہوشی سی　　　موتہہ سے یکبارگی پردہ نہ اٹھایا کیجے
ہو چکا مصحفی خستہ کا تو کام تمام　　　آپ اب بیٹھے ہوے باتیں بنایا کیجے

یاد اوسکو دیدہ بازی کے ہیں فن نئے نئے　　　تت ہر طرف کو نکلے ہیں روزن نئے نئے

خط نیا حال نیا زلف کی تحریر نئی　　　ان دنوں مجھکو نظر آئی ہے تصویر نئی
کر دیا اور خفلت سے میرے اوسکو　　　دیکھی اے آہ سحر تجھ میں [یہ] تاثیر نئی
خانہ دل کے تو نقشے پہ ذرا غور کرو　　　دست صانع نے بنائی ہے یہ تصویر نئی
چھوٹے کیونکر کوئی طالع کی گرفتاری سے　　　دمبدم پاؤں میں] یہاں پڑتی ہے زنجیر نئی
مصحفی ست ہیں [لبا او]سکے کفک کا بوسہ　　　جانے جوں ہے [کہ] ہوئی مجھسے یہ تقصیر نئی

آتا ہے کسو کا سا نظر وہ گل عارض　　　کاورے جو جام مے گلرنگ پیا ہے

معلوم نہیں مجھسے غرض کیا ہے صبا کو   کیوں میری کف خاک کو برباد دیا ہے
اے دست جنوں کیجیو ٹک تو توقف   ناصح نے ابھی میرے گریباں کو سیا ہے

تیرہ بختی کا اثر دیکھیو اوسے سہے ہے   بالوں میں چاند سے مکھڑے کو چھپا رکھا ہے
شور و صدا ہے ہر کوچہ و بازار کے بیچ   اوسکی ر[فتار نے فتنے کو] جگا رکھا ہے
کس کا وعدہ ہے میاں سچ ہی ہم سے بھی کہو   آج دروازے کو تم نے جو کھلا رکھا ہے

نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے   کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے
نہ وہ راتیں نہ وہ باتیں نہ وہ قصہ کہانی ہے   فقط اک ہم ہیں بستر پر پڑے اور ناتوانی ہے
اگرچہ ہے دشمن جاں تو بھی ایسا یار جانی ہے   تغافل پر بھی اوس کی اک طرح کی مہربانی ہے
مجھے وحشت سی ایک ہوتی ہے پیدا آہ کیا کہیئے   کہ اوس بن کیا اندھیری رات [دن] کی [گذرانی ہے]
ابھا چلتے ہی چلتے جو اوٹھا ہاتھوں میں دامن کو   خدا جانے اوسے منظور کیا آفت اوٹھا[نی ہے]
خدا کیواسطے بل دیکر ان کو باندھنے کا ڈر   کہ اب موئے کمر پر تیری زلفوں سے گرانی ہے
اوٹھیں کیونکر نہ مردے گور سے وقت خرام اوسکے   کہ یہ بوٹا سا قد اوس کا قیامت کی نشانی ہے
کوئی کسوقت درد دل کہے جب سامنے ہو جے   تغافل ہے تجاہل ہے ادا ہے سرگرانی ہے
سر شب سے ہی سو رہتے ہو کیا تم ڈھانپ کر موبہ کو   میاں کچھ شغل بھی لازم ہے قصہ [ہے کہانی ہے]
یوں لوں بے پردہ ہو جایا نہ کر ہر ایک کے آگے   نیا عالم ہے تیرا اور یہ [کافر جوانی ہے]

زلف سے اوسکی بہتر عارض رشک ماہ ہے   بیک نگہ جو جاے تو رات سے [کی راہ ہے]

نزاکت پر نظر کیجو کہ کل اوسنے سب مہ میں   چھپایا چاند سے مکھڑے کو اپنے آفتابی سے

چل دلا وہ پتنگ اوڑاتا ہے   ابھی آنے میں اوسکے ڈھیل سی [ہے]
کس کی مژگاں نے یہ کیا جادو   میرے دل میں گڑی جو کیل سی ہے

[حب] ساری سری خوں میں ترے نرگی بھرتی   سب زخم سے بیت سرے [نحچیر کی] بھری

سکل ایسی دکھہ بھوے کیوں بہات آئی ہوئی   سرو [سا] قد [چاندسا] مونہہ گال [گدائی] ہوئی
ایک تو بالی بلاھئی اب ہوا بالا بلا   یہ بلا [تارل ہمارے سر یہ بالائی] ہوئی

مں وہ نہیں ہوں کہ اوس ست سے دل میرا پھر جائے   ھروں میں اوسے تو مجھے مرا خدا پھر جاے
بکھیرے جو وہ زلفوں کو اپنے مکھڑے پر   تو مارے شرم کے [آئی ہوئی] گھٹا پھر جاے

مے کی ہے اب ہمکو نے کچھ غذ[اکی جو] ری   جب دل دیا تو پھر کیا یار آسما کی جوری
تم جیتے رہو اور خریدار ہمارے   گو ہم نہ ہوے اور تو ہیں یار تمہارے

مضطر

تخلص دوکس مید انم

اول شیخ حسن علی لکھنوی وے شاگرد میر نظام الدین ممنون و مرد خوبی سخن است این سعر وے است   مضطر(۱)   ورق ۲۹۴

ے   یار اغیار کا ہوا ہے وہ   کیا گلہ [کیجے] یار کا یارو

دوھم لالہ کنور سین کائتھ وے دہلوی الاصل [و] لکھنوی المولد است اسا اس نعمدکی بام سرمیر [وہ   مصطر(۲)
وجو]ہ زندگانی [میکردند] سعر ش کیفیے دارد سخن خود باصلاح میاں علام ہمدانی مصحفی میرساند [اس] چار
ست او راست ے

سیکھ کر باغمیں قد سے ترے رعنائی کو   [کام ورمانے لگا] سرو بھی مرزائی کو
دشمن اساھمیں تم سمجھو ہو اور غیر [کو دوست]   ہم نے بس دیکھ لیا آپ کی داناٸی کو
اوسکے خیال نہ ابرو پہ مجھے آوے ہے رشک   لے کے بیٹھا ہے وہ کیا گوسنہ تنہائی کو
[حب سے اوس شوخ] کا عاشق میں ہوا ہوں مضطر   ہر کوئی دیکھے ہے میری [رسوائی] کو

مضطرب

تخلص دوکس می تناسم

مضطرب (۱)

اوّل - [میاں حا] جی بسر [سو] م حضرت قاضی[۱] وے [کشمیر] ی الاصل جہاں آ [بادی المو] لد نسبت برادران وگر سلیم الطبع و خوشگو و حلیم و پاکیزہ رو متواضع [و سیریں] زبان موودب و عذب البیان سمارۃ مسحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است [این ہفت بیت] از گفتہائے آں سعادۃ آماست ؎

ماح تھا گل تھا چمن تھا سیر [تھی] لیکن نہ دل | تیرے ہی کوچے میں ہو کر تجھ پہ مائل رہ گیا
وا [ی ہستی سے] سب گذرا تو ہے ملک عدم | حل یہاں سے مضطرب گھر اک منزل رہ گیا

آ دیکھ روئے زرد پہ یہ اشک لالہ گوں | دیکھا جو زعفران سے اوگا ارغواں یہیں
کٹتی کسی طرح بھی نہیں یہ شب فراق | شاید کہ گردش آج تھمے آ [سما] ں یہیں

پھر فلک ہجر کی ایذا جو دکھائی مجکو | وصل کے روز ہی کیوں موت نہ آئی مجکو
تونے ہی آنکھ لڑا سب کو کیا ہے دشمن | ورنہ رہتی تھی بھلا کس سے لڑائی مجکو
ہائے [ارے تحت] کہ جب بے خبری آ بھی | آمد یار کی تب یہاں خبر آئی مجکو

مضطرب (۲)

[دوم]

دوار کا یر شا دکاست وے از سکنۂ لکھنؤ [کہ یکے] مرد [خوش خلق و مہذب] و شگفتہ جبین و با ادب است [نسبت] تلمذ [بہ محمد عیسیٰ تنہا کہ یکے] از شاگردان میاں غلام [ہمدانی] مصحفی است دارد [حار] شعر وے کہ ایں بے بضاعت رسیدہ می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

بہت بے اعتباری کر چکے ہم | بہائت آہ و زاری کر چکے ہم
[ترے] وعدے پہ ہے اب دم شماری | بس اب اختر شماری کر چکے ہم

۱؎ قاضی صاحب کا نام قاضی رحمت اللہ خاں ہے۔ از تذکرۂ کریم الدین ص۳۸۶ و نغمۂ عندلیب ص۲۱۹

اگر یار [ای بھی ہوتی ہے] صاحب — نوس [آگے] کو یاری کر چکے ہم
رہا مضطرب و [ہ رشک گل ہاے] — لہو آنکھوں سے جاری کر چکے ہم

مضمون

تخلص شیخ شرف الدین [مرحوم است] وے از اولاد امجاد شیخ الاسلام شیخ فرید الدین شکر گنج [بوده] [رحمة] اللہ تعالے اسرارہم اصلش از نواح سرحد الحلال [فہ] اکبرآباد است رفتہ در حضرت دہلی سکونت ورزیدہ بروضہ رضوان خرامیدہ مردے [اندیشہ] پایہ شگفتہ رو خوش خو ظریف [الطبع نکتہ پرداز] مزاح دوست معنی طراز خیلے نکتہ رس و بذلہ گو از معاصران [میر تاکہ] تاجی و شاہ مبارک آبرو بود در زمرہ اساتذہ [آں] لوقت محسوب و شعر سنس [دل] بخواہ مردم آں عہد و مرغوب است ان [تازه] شعراز گفتہاے آں استاد مغفور کہ دست دادہ در اینجا ثبت افتادہ مہ عفی اللہ عنہ ۔

[ہم] نے [کیا] کیا نہ مرے غم میں [اے] محبوب کیا — صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

سودا یا لے سحر کو گھر گئے اور دو شام کو لے گا — وہ تنت اسے میں جوں خورشید [ماہ] دل جام کو لیگا

کرے ہے دارهی کامل کو سر تاج — ہوا [منصور] سے نکتہ رد حل آج

خطا کیا ہے اوسکے مری نے سعد رلش — کرتا ہے اس لگ تھی وہ ملنے میں شام صبح

کریں [کیوں نہ شکر] لبوں کو مرید — [کہ دام] داہمارا ہے ما ما فرید

[یہیں] ہیں ہونٹ ترے پاں سے [سرخ] — [ہوا] ہے جون مبسرا آکے لبریز

ورق ۵

تو یہی [قلتہ] قد و قامت ہے　　　ہیں گے پھر دیکھنا قیامت ہے

[ہمارا] اشک قاصد کیطرح جو تھم[1] نہیں سکتا　　　کسی بیتاب کا ساند لئے مکتوب جا تا ہے

ہنسی تیری پیارے کھلجھڑی سے　　　[یہی غنچے کے] دلمیں گلجھڑی ہے

میکدے میں گر سراسر فعل [نامعقو] ل ہے　　　مدرسہ دیکھا تو وہاں بھی فاعل و معقول ہے

[مظہر]

مخلص شہید مرحوم مرزا جانجاں مظلوم است وے علوی نسب مرزا لقب سخن سنج شیریں زبان عندلیب ہزار داستان غذت الدبان ملبل خوش نوا سے گلزار جا و دبہار جہاں آباد طوطی غذوت سرا سے باغ جنت فراغ اں خسر صبا د بود معرض شعور افزا سے ارباب سخن سنجش [شعو[2]] نت آراست [قلو] ب اہل دل سے سخن کلام صحت لطافتش بہائت دلچسپ و مرغوب سان ملاحت نشاس لسبار مطبوع و حیلے محبوب ادا چند بہا سے کہ بسمعش در آمدہ بے اغراق در کلام احدے جاصہ ہندی سزا دے بالعموم یافت نہ شدہ و مرزا نہا سے لطیفہ کہ مخصہ وے رسیدہ بے تکلف در سخن کسے خصوص ہندوستان [زاسے] تا اس وقت منظر رسیدہ دیوان فارسی ہزار بیت کہ از بست و ہزار بیت خود انتخاب فرمودہ درکمال فصاحت و [جودۃ] ادر یادگار روزگار است و معدودے از اشعار ریختہ [کہ در ایام] سالف از طبع دربارش ریختہ ہم مشقوش [صفحات] لیل و نہارا [ست ا] ز سخن سنجاں ہم ہی زبان ماسد انعام اللہ خاں یقین و میر باقر حزین از فیض اندوزان آں سلطان اقلیم جادو طرازی اند و بیشترے از اشعار سے ریختہ گویاں مثل احسن اللہ خاں بیان دقیقہ[3] در[و]مند و دیگرے چند از جمتہد از مستفیدان آں [گیہاں خدیو] قلمرو سخن ساری حق ایں است کہ ایجاد طرز و انداز [وے نمودہ] ۔ اندراس رو بہ ایہام دوئی سار روے فرمودہ ہے ہے جہ گھم غلط[4] کردم سخن

ورق ۲۹۶

---

[1] تک دم نہیں نکلتا ا　　[2] لیکن اصل نسخہ میں اسکو کاٹ کر ' جو تھم نہیں سکتا ' بنا گیا ہے　　[2] سخوت در اصل نسخہ '

[3] یعنی میاں محمد فقیہ دیکھو تذکرہ کریم الدین صا۱۷۱　　[4] غلط گھم ا ا

وساعری خاصه ریخته گوئی دوں مرتبه آں عالی نهاد است سخن[سنجی] و مکه سرائی خصوص زبان هندوستان رائج

کمینه رتبه آں والا نژاد وے در وبستے بود کامل وسنجے بود [مدقق] دراں تجرید و توکل و غلام زرخریده ترک دنیا

و بیزاری عقبی دوگنبیز جه هیچ بوے رسیده از انجا که مشرب صافی و مذهب اهل حق حق بوے ارزانی داشته

بود طالعے ناحق شناس در ایام شهر محرم عاشوره به تعصب مذهب [سنی] به حقیقت کار نابرده که وے عزیز

حب جناب ولایت مآب و حرلق [عشق] [حضرت] ا[ئمه] اطیاب مرتضوی بود سلام الله علیه وکرم الله

[وجهه] چنانچه بعضے از [شعار] به آبدار سن خاصه این سبب ؎

نکرد[ه] [مظهر] اطاعتے ورفت بخاک | سحاب خود حق الہے بوزیاب [گذ]اشت

بربے گناهیش گواهی [دهد] سب بے گناه شهید ساخته شعور سراپا سرور شهداے کربلاے معلا علیهم السلام

والرضوان رسا [سید] شعرے که قبل ازیں واقعه هائله سالها سال الشاد فرموده شاید جهت وگواه در سبب بے

جرمی وے است و هویدا ؎

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے | که این مقتول را جز بے گناهی نیست [تقصیرے]

مختصر کلام کلام در توصیفش پایانے ندارد لاجرم عنان کمیت خامه حقائق شمامه ازاں وادی منعطف ساخته

بشمار تحریر پانزده شعر از اشعار آبدارش بنا بر استحصال یمن و استکساب تبرک مسترخی العباد می سارد

منه علیه الرحمة والغفران ؎

چلی یہ گل کے ہاتھوں سے چلا گر آشیاں اپنا | کچھوڑا ہائے [بلبل نے] چمن میں کچھ نشاں اپنا

یہ حسرت رہ گئی کیا کیا مزہ سے زندگی کر[تے] | اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا

کوئی آزردہ کرتا ہے سجن [اپنے] کو ہے ظالم | یہ دولتخواہ اپنا مظہر اپنا جان جاں اپنا

[گرچہ الطاف کے قابل یہ] دل [زار یہ] تھا | لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا

لوگ کہتے ہیں موا مظہر بیکس افسوس | کیا ہوا اس کو وہ ایسا بھی تو بیمار نہ تھا

جواں مارا گیا خو[ب]اں کے بدلے میرزا مظہر | بھلا تھا مارا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا

پہنے [کی] ہے نوبہار دھوم مچاتی [ہے بہار] — ہاے کچھ[1] چلنا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار
لالہ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے سور — کیا قیامت ہے موؤں کو بھی ستاتی ہے بہار
شاخ گل ملتی نہیں یہ بلبلوں کو باغ میں — ہاتھ اپنے کے اشارے سے ملاتی ہے بہار

توفیق دے کہ شور [سے ایکدم] تو چپ رہے — آخر میرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں

[سودا] کب عشق کے قابل رہا ہے — کہاں اسکو دماغ و دل رہا ہے
خدا کے واسطے اسکو نہ چھیڑو[2] — یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے
نہیں آتا اسے تکیے [اوپر] چین — یہ سر پاؤں سے سر ہل رہا ہے

ورق ۲۹۷

اگر ملیے تو خفت ہے و اگر دوری قیامت ہے — غرض نازک [ادائ]وں کو محبت سخت آفت ہے
کوئی لیوے دل ایسے کی خبر یا دلبر اپنے کی — کسی کا یار [جب] عاشق کہیں ہو کیا قیامت ہے

مظفر

تخلص دوکس [سید نام] [بکے ار] ال ہر دو انشاء اللہ تعالے [بہ تکملہ می] نگارم و دیگرے میر ملکو خاں سلمہ الرحمن فرزند ارجمند سید قلندر علیخاں برادر زادہ [مکرم ا] لدولہ سید اکبر علیخان اکبر وجوانے نیکو سیر پاک اختر خوشخو ناکیرہ گو شگفتہ جبیں [محبت آگیں] مواضع بااخلاق خوش اختلاط صاحب مذاق حسبی مشہور شاگرد میر نظام الدین ممنو[ن است استعا] ر متفرقہ ار دو چار شعر ازانہا اس ہیچمداں سراپا نقصان می نگارد و ادراست سو

کب سوے چشم[3] لے اسے لہو نہ آیا — رونا نہیں جوے کا جام و سبو نہ آیا
[اے] قد سید و محل سے سب تک بلا[ف] نعوبی — جتنک وہ دشمن دیں ٹک روبرو نہ آیا
کیا سرکشی تھی [میری آتش] موم جوں شمع — گردن کٹی و لیکن ٹک سرفرو نہ آیا
تجکو ہی پوچھا تھا [تا] کل مظفر — آتا بہت ہی رونا ہمکو جو تو نہ آیا

---

[1] مراجوں ؟ ؟ [2] اسے دل سے ؟ ؟ [3] "ٹوکو" ۔ مدلہ ' ۵۴ س ؟

معین

تخلص علام [معین] الدین خان مرحوم است وے شاعرے بود از ذریۂ متعلقان خوش نوا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت [آغا مرزا] محمد رفیع سودا گوئند کہ از سکنۂ بلدہ الہ آباد و بسیار مرد نیک نہاد بود و بعضے بر آنند کہ جہان آ[بادی] الاصل است اما از مدتے بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ بر فرقۂ امام زادگا[نی] بسر بردہ بروضۂ رضوان خرامید بہر کیف این دو شعر از آن آلی معدود است ؎

ہر چند [ان تاب و] تب عشق سے چلی افسوس — کسی نے آکے یکدم خبر نہ لی افسوس
[۱اوٹھائے دیتے ہیں اہل محلہ اوس کو آج — معین سے چھٹتی ہے ہائے تری گلی افسوس]

اے باد صبا باغ میں مت جائیو بڑھ کے — سوتا ہے وہ گل پات مبادا کہیں کھڑکے
جوں نسیم کی بختی اگر اوس است جاں کو — چھاتی سے لگا رکھئے تو دل کاہے کو دھڑکے
آنے ہی نہیں گھر کے سوے چشم بھر آنسو — اس گھر سے مگر روٹھ کے نکلے ہیں [یہ] لڑکے
قمری ہے فدا باغ میں شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہیں اے سرو رواں تری اکڑ کے
ھمہ ہی کرو مختصر اب جانے [دو] و یارو — کیا لگتا ہے[۲] تم کو مرے نالے سے جھگڑ کے
سر رشتہ رہ عشق کا ہرگز نہ کروں گم — سو ٹکڑے اگر سبحہ نمط ہوویں مرے [دھڑ] کے
اے ابر بہاری سبب ہجراں میں خبردار — دامن ترا اس آہ کے شعلے سے نہ بھڑکے
ہوں میں وہ دوانا کہ بہار آنے سے پہلے — زنجیر میں رکھا ہے معین مجکو [جکڑ کے]

معروف

تخلص الہی بخش خان سلمہ الرحمن خلف الصدق عارف [خان] برادر زادہ اشرف الدولہ قاسم خان بہادر سہراب جنگ است رحمہما اللہ تعالے کہ از امرائے نامدار امام دولت امیر الامراء ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر عمی [اللہ

۱؎ یہ شعر اصل نسخہ میں مرقوم نہیں۔ ۲؎ تم کو ہے لگا ا ا

عنہ بودواین] الٰہی بخش خان جوانے است خوش خلق و یکرو محبت سیر شگفتہ سیرت کلام مودۃ [لتیام شگفتہ] جبین فرحت آگین بار باش خوش معاشش فکرش درست و کلامش چست طبع مستقیم وارد و [عقل سلیم] کہ در این ایام نیک فرجام دلش از دنیا سرد گردیدہ و بدل گرمی سوز و درد وارسیدہ اعتقاد [ودا] فی و عقیدۂ کافی بحضرات چشتیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم خصوصاً بجناب ولایت [انتساب] زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین سلطان مشائخ زماں و زین حضرت محبوب ر[ب العالمین] روح اللہ تعالےٰ ارواحہم وارد و بیشتر ہمت بندا طلبی و اکثر اوقات شریف عمر گرامی ساد [ری] تعالےٰ شانہ می گمارد و می گذارد مدر والا قدرش و والدہ ماجدہ و برادران نیک اختران و دیگر کس [و] گوے آں سعادۃ ستان دست سعت مدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین علیہ رحمت رب العالمین دارد و خودش ارادہ ارادۂ بخدمت سراپا رفعت میر ضیاء الدین کہ یکے از خلفاے راشدین حضرت فخر المرشد[ین] است و در بلدہ مگر علم اسلام برافراشتہ بارشاد مسترشدین پرداختہ دارد و نظر براین سررشتۂ دہی [ہ] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مہرباں است و بہ و شوق سخن سنجی از محمد [نصیر] الدین نصیر استشارہ نمودہ و حالا بتائید ذہن رسائے خود دیوانے مملو منتشر انواع سخن تالیف [فرمودہ] ملخص سخن این جہل و یک شعر از سخنان دلاویز وے است سلمہ ربہ

ہنسی سے اونکو پانی کا لگا [میٹھے جو ہم چھینٹا] | تو موہہ پر ہاتھ رکھ بولے لگا کیا ہی ستم چھینٹا
تنور چرخ میں ہو سرخ قرص جور نہ اب کیونکر | کہ ستر کاسۂ مہ سے دیا ہے صبحدم چھینٹا
عرق افشاں نہیں ہے زلف گرمی سے کہ دیتی ہے | گل عارض کی تیرے تازگی کو دمبدم چھینٹا
نہال اس باغ گیتی میں ہے تیرے فیض سے عالم | کبھی تو ہاں ایدھر بھی کوئی اے ابر کرم چھینٹا
زلس ہے خانۂ پر دودے معروف [یہ گریاں] دل | ہمیں روتا نہ سمجھو تم کہ اب دیتے ہیں ہم چھینٹا

بولے وہ اپنی شکل کو کل آئینے میں دیکھ | دریا کے پار اور گلستاں ہے دوسرا
یارب ہووے کوئی گرفتار عشق [۱] ہ | گھر بھی شب فراق میں زنداں سے دوسرا

جو بھیجتا مرے خط [کا] وہ دلفریب جواب | تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طلب جواب

ورق ۲۹۸

۵ نسخہ اصل میں یہاں ایک لفظ کٹ گیا ہے جو ا میں درج نہیں،

جو اوٹھائے قتل کو تھے عاشق بیدل کے ہات رنگ ہے تجکو حنا باندھے سو اوس قاتل کے ہات

سوز جگر کا حرف جو آیا زبان پر بس پڑ گیا ہمارے پھپھولا زبان پر
کہتے ہو کچھ زباں سے [نکلتا ہے] اور کچھ قابو نہیں ہے بس تمہارا زبان پر

دیکھ آئینہ مت دیدۂ تر ہی تو ہے آخر ڈر ہے نہ کرے کام نظر ہی تو ہے آخر
آنسو نہ ملا خاک میں اسے دیدۂ گریاں لے آب نہ ہو جائے گہر ہی تو ہے آخر
دل اوسکو نہ دینا تھا سجا ہے کہتے ہو ناصح یہ چوک بھی جاتا ہے بشر ہی تو ہے آخر
مژگاں پہ ہیں اب دیکھوں ہوں لخت جگر اپنے کب تک یہ ثمر لائے شجر ہی تو ہے آخر
گھبراؤ نہ یارو میری اس آہ و فغاں سے انصاف کرو زخم جگر ہی تو ہے آخر
ہر چند[1] کے ایک دم میں تہیے ہیں عدم کو سب جان چھپاتے ہیں سفر ہی تو ہے آخر

ساقیا دیکھے ہے کیا تار رگ ابر سیہ ہر مژہ کرتی ہے یہاں کار رگ ابر سیہ

مرے مونہہ سے جو اوس کا آ لگا مونہہ تو اوسے پیٹ پیٹ اپنا لیا مونہہ
مکدر جو رہے وہ آج بو[سے لے] سحر [دیکھا] تھا کس کم بخت کا مونہہ
تصور میں ہوں ایک پردہ نشیں کے نہ کیونکر لوں ہر اک سے میں [چھپا مونہہ]
کہاں قاتل سے میاں ٹانکے دیے ہیں کہ زخم دل ہنسا تھا سی دیا مونہہ
پھرا کرتے رہے نت [تک ہم] آہیں نہ جیب تک اوسکے درباں کا پھرا مونہہ

محبت کی سب ہے خاصیت کہ سودا ہوئے ہی ہووے یہ وہ سودا ہے ایسا جس میں رسوا ہوئے ہی ہووے

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ

یہ غم [فرقت] سے آہ پر اثر میں درد ہے ‏ ‏ جو مرے پہلو میں ہے اوسکے جگر میں درد ہے
جان گرستہ دل [رمز] پہ رکھا تھا ہاتھ ‏ ‏ یا نزو دیکھو کہ دست سسہ گر میں درد ہے
تب جو پہچانا [تصور میں نزاکت دیکھنا] ‏ ‏ صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہیں کمر میں درد ہے
ہاتھ گلچیں نے مبادا گل پہ ڈالا ہو [کہیں] ‏ ‏ آج پھر کچھ نالۂ مرغ سحر میں درد ہے
ناز سے ماری تھی ٹھوکر دستہ گل بر سحر ‏ ‏ حب سے ایسا کہ ناحن رشک قمر میں درد ہے
ہے کئی دن سے ہمیں اب رات کا سونا حرام ‏ ‏ چھوک سے جھمکوں کے گوش سیمبر میں درد ہے
اب ہیں جسکے پاس جاتا ہوں محبت ہوتی ہے سیر ‏ ف ‏ بسکہ [اے] معروف میرے شعر تر میں درد ہے
دور ہی سے دیکھکر کہتا ہے بھائی ابھو جا ‏ ‏ تو رولاویگا مجھے آ گہی سر میں درد ہے

جام بھر بھر کے جو ساقی تو پلاتا ہے مجھے ‏ ‏ گردش چشم بتاں یاد دلاتا ہے مجھے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ اٹھگیا ہاتھ سے ‏ ‏ ہاتھ ملتا ہوں گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

۲۹۹

سیلے ہی صیاد اگر پیشۂ صیادی ہے ‏ ‏ لو ہمیں کنج قفس سفتۂ آزادی ہے
صبح لے جائے ہے گلشن سے زر گل کو [صبا] ‏ ‏ باغباں باندہ اسے چور یہ اک بادی ہے
مری تصویر کو کیا مو بہ مو ہے جو کھینچے نقاش ‏ ‏ دست قدرة [ہی] کی یہ صنعت اوستادی ہے

عزیز و حبیب کوئی آگے ہمارے [دیس] گاتا ہے ‏ ‏ تو ہم پردیسیوں کو یاد اپنا دیس آتا ہے
گوئند کہ ایں مطلع بدیہہ در راجپوتانہ ہنگام مجلس رقص و سنیدن راگ دیس گفتہ

رباعی

اس ماہ تمام کے تصدق جاؤں ‏ ‏ محبوب کے نام کے تصدق جاؤں
معروف اگر پاؤں تو سو جان سے آہ ‏ ‏ سلطان نظام کے تصدق جاؤں

مغل

تخلص مغل علی پسر خواجہ ہیگا[1] ولد خواجہ عسکری است اصلش خطۂ کشمیر جنت نظیر و مولدش [خاک پاک] شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است ہر یکے از ساکنش بہ علاوہ سدی) و سودا [گری] ایام بسر می برد و وے گاہ گاہ فکر شعر ہم می کند ایں شعر او راست ؎

خورشید جو نکلا ہے اسوقت بہ لرزاں ہو — کو ٹھے پہ کھڑا سا نڈ وہ مہر لقا ہوگا

مفتون

تخلص سہ کس مند الحمد یکے ازاں ہرسہ انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و ازان [دو] باقی

اوّل - شیخ عبدالرحیم اصلش از دیار عرب و مسقط الراس آں بیک جو ملدۂ لکھنؤ واقع شدہ جواں سعادۃ منشوں شاگرد میر نظام الدین ممنون است ایں شعر او گفتہ ؎ مفتون (۱)

اس درد سے آگاہ ہوں سب بے رخصت بلبل — لے کر جو کوئی پھول مری خاک پہ آوے

دوم میاں نذر الدین اصلش از پنجاب و مولد و ماوائش ایں خاک پاک جنت انصاب است بہ برادری ایام بسر می برد و مشق شعر فارسی ہم میکند شاگرد شاعر بیادہ مفروں میر نزد علی موزوں است و ایں شعر[2] گفتہ آں سعادۃ منشوں ؎ مفتون (۲)

سرخ جوڑا جو پہن کل تو گلستاں میں گیا — ساج گل کو بھی لگی رشک سے یکبار آتش

مقبول

تخلص میاں مقبول نبی المخاطب بہ مظہر الدین خان سلمہ الرحمٰن پسر دوم انعام اللہ خان یقین رحمہ ارحم الراحمین

---

[1] خواجہ ہیگا - نغمۂ عندلیب ص ۱۲۹ [2] شعرا ۱ ۱ ۰

است وے مردے مثال آئینہ صاف گو و عزیزے مثل در غلطان بہر سو بہائت مسکیں بہادلحائت مسکن ساد است خط نستعلیق [شبیہ] ایں می نویسد و سعی ہر چہ تمام تر اشعار شعرا فراہم میکند جد ش اظہر الدین خان ویرا بکمال عاطفت پرورده از پیشگاه خلافت خطاب خانی بنامش گرفتہ و در صغر سن روبروے خود بر پالکی خویش جا داده سوار می شد و ہر جا کہ می رفت ہمراه خود می برد گاہے فکر شعر میکند و احیاناً رحتش ہمت درین سرزمین می نوید معتقد بشاگردی احدے نیست ہر کس کہ شعرش را اصلاح کند استاد وے است شہرت ہر ارباب تخلصا از شعرائے قدیم و جدید [بد] غالب کہ از سہ صد کس کما بیش خواہند بود فراہم آورده آں شوق محکم بہ نگ چیم زدل بہ آسنے کہ از باد ہوائی برکلبہ اش نزدیک بسوخت تا الیوم مآبارہی مار الحواة عشق کامل قریب [بصفحے] از آں [عطام رمیم] سوختہ جسم احیا نموده بشرط رخصت زندگی در اندک فرصت تختہ ہمہ آں بلکہ بہ بستر ہوس شعرائے کہ محروم از تعلق قالب مانده می پردازد [حد] اس سلامت دارا دکہ عجوبہ روزگار و نادرہ نسل و بہار است مختصر کلام اس بیت [۱] و یک بیت از کلام آں جوئی الہام است ؎

پوچھا میں اوسنے رات کہاں مہ جبیں رہا ۔۔۔ بولا کہ شوق دل کا تجھے کیا کہیں رہا [۲]

[یا مکس] اوسکو سکھاتا تھا کچھ اس دل کے لئے ۔۔۔ کون جانے تھا کہ ایسا ہی وہ قاتل ہووے گا

کہتے ہیں مجھسے دیدہ و دل ہو کے متفق ۔۔۔ تو نے ہی اوسکو مار کیا ہم نے کیا کیا

دسترس رکھے ہے ہاے باز تک ہر دم رقیب ۔۔۔ یا الٰہی ہاتھ اوس کا ہووے شانے سے جدا

خط سے تو جی بچا تھا پر زلف ِ ہوساں سے ۔۔۔ ہرگز مجھے نہ چھوڑا آخر ندان مارا

قطعہ

پہنک [۳] غرض عاشق مقتول تھا جو میرا ۔۔۔ فرقت نے تری اوسکو اے بدگمان مارا

بجتے سانس نوٹا ایک آہ سرد بھر کر ۔۔۔ افسوس ہے دکھ کے نہ کم زباں مارا

ایک جو ہم رہ گئے تھے سو بھی چلے ۔۔۔ اب تو اوس شوخ کو فراغ ہوا

---

[۱] سی دیک و [۲] اس بیت کے سوا مقبول کے حسب قدر بیت ہیں ۱۰ سے مقبول ہیں اصل میں اشعار کی جگہ جو ایک صفحہ سے زائد ہے چھوٹی ہوئی ہے [۳] کذا

کون رویا نہ حال پر میرے   رحم تجھکو مگر نہیں آیا

جوش حرامی کا جب خیال کیا   ایک عالم کو پائمال کیا

کیا مزا ہو جو یار آجاوے   چاندنی رات ہے بہار ہے اب

نام خدا ہوئے اب آپ سب محبوب خوب   آن ملاحت حسب گات کا اسلوب خوب

یہ بیمار بچے گا ہرگز نہیں   دی نبض کو دیکھ بولا طبیب

اگر عزم بالجزم ہے قتل کا   تو نصر من اللہ فتح قریب

بعد مدت کے تو آیا ہے میری جان یہاں   ایک دم پاس مرے بیٹھ ذرا بات کی بات

تبسم ہے نہ ہنسنا ہے نہ وہ گفتار کیا باعث   خفا رہنا ہے مجھسے کیوں مرے دلدار کیا باعث

ہمیشہ صحبت اغیار میں خوشوقت رہتے ہو   ہمارے پاس آ بیٹھے جو ہو بیزار کیا باعث

بھلا معقول سے تو دوست کو گھر سے نکالے ہے   یہ کیوں کا ہمکو کہہ کسواسطے دلدار کیا باعث

ہم وہ شہید عشق ہیں مرے کہ بعد مرگ   رہا ہماری خاک سے ہوگا غبار سرخ

غم سے جسکے میں ہوا مر کے غبار آخر کار   خاک پر بھی مری آیا نہ وہ یار آخر کار

نہ لگا تو گلے سے یار افسوس   آہ افسوس صد ہزار افسوس

سیم تن جاتے ہیں خوش ہو ہو کے زرداروں کے پاس   کون آتا ہے دلا ہم جیسے بے چاروں کے پاس

حالانکی ابھی برق نہ دکھلا فلک پہ تو   میں بھی زمیں پہ آس غم سے طپیدہ ہوں

ہر بات میں رکھاوٹ طرز ادا تو دیکھو   ہر آن میں بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

اکسیر سے برے ہو جو یاوے کہیں قرار　　یر حسن ہے کہاں دل سیماب وار کو

کیا مزے سے عش ہو ساقی جو اسباب ہو　　ماہرو ہووے ہو مے ہو اور شب مہتاب ہو

بزم میں اغیار کی رات صرمجاتے تھے تم　　کھاتے ہو کیوں اس گھڑی جھوٹی قسم واہ واہ

اردگرد عکس روے سے تیرے آب ہو گیا　　ہے ترے آگے دست بقر باد آئینہ

خوسما تھی تجھ لب نازک سہ سرخی پان کی　　سامنے ہو جاں کیا یاقوت اور مرجان کی
غیر سے کل رات کو کرتے تھے تم کیا بات جیت　　سچ کہو پیارے تمہیں سوگند اپنی جان کی

چاہو جو کچھ کہو تم مقبول کو پیارے　　سب خلق میں تمہارا مقہور ہے تو یہ ہے

دو قدم پر رہ گیا ہے ہم سے[1] ملک عدم　　کاٹ دینگے یہ بھی چلکر راہ اوٹھتے بیٹھتے
یاد سے تیری صنم اک آن ہم غافل نہیں　　دھیان تیرا ہے مجھے واللہ اوٹھتے بیٹھتے

مقتول

مدق

تخلص مرزا ابراہیم بیگ است وے صفاہانی الاصل دہلوی المولد شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است در انشا پردازی دستے دارد و در شعر فہمی سلیقہ درستے کلامش مرغوب است و سخنش محبوب القلوب این چند شعر او راست ؎

---

[1] د میں جس سے یہ تمام اشعار مقبول ہیں' اکسیر کو دث ' سے لکھا ہے + [2] کدا

بتاں جیکہ زلف دوتا باندھے ہیں — گرہ میں دل مبتلا باندھے ہیں
میں یہاں خون روتا ہوں ہاتھوں نے اونکے — جو پاؤں میں تیرے حنا باندھتے ہیں
میاں حال مقتول دیکھا نہیں کیا — کمر اب یہ کس پر بھلا [با]ندھتے ہیں

رنگ شفق کی خاک میں ملجائے سب بہار — ہر دم وہ کھولے اپنے حنا بستہ ہات کو

کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک پہن نکلے — سو طرح کے او سے عجب[لہ] بیساختہ پن نکلے

مقصود

تخلص سپاہئ است در بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد مقصود نام وے با وضعے کہ عامی است بنا بر مناسبت طبع در حلقۂ اطفال عامیان علم استادی برافراختہ کوس سلطان الشعرائی نواختہ این دو شعر او راست ٥

عشق کیا جانو کدھر تھا سے مجھے معلوم نہ تھا — عشق کا دل ہی میں گھر تھا سے مجھے معلوم نہ تھا

بوسہ لینے سے [خفا ہوتے] ہو کیوں مستحق ہیں — بوسہ وہ شے ہے کہ دونو کو مزا دیتا [ہے]

ماکھو

شیخ زادہ ایست [خوشنویس خط نستعلیق می نویسد] دہلوی الاصل [فرخ آبادی المولد کہ اشعار متفرقہ دارد و این احقر تخلصش یاد نمی دارد اما این مطلع [وے] می نگارد

مصحف رو کی قسم ہے مجھکو درکار چمن — میں برنگ شمع ہوں سر[وانہ زار] چمن

ملول

تخلص درویشے است بزرگی التیام شاہ شرف الد[ین] نام سخنش با اسلوب [است و کلامش]

لہ بجی ا ا

مرغوب این مطلع او گفته ہے

تری جدائی نے یہاں تک [ہمیں ملول] کیا — کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا

ممتاز

تخلص دو کس می شناسم تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انس می سندادم و دیگرے مولوی نور احمد مرحوم جسد اوری برخوردار کامگار مسرعزت اللہ [عشق مدظلہ] و راد [قدرہ] است وسے بزرگے بود [تحلیہ] علم و عمل آمد [اسمہ و بزیور عمل] وفضل پیراسته ملبس ملباس علما مودب باداب صلحا سکه ذات غریب پرور سمو [دہ] صفات محب گستر درباول سماعت آگین روش جاں سجاوہ آئین ظریف الطبع لطیفہ گو مزاج دوست باکیزہ خوسر بسر ابتہاج یکسر سرور چشم فطرت وہوش جاں عقل و سعود صاحب اقبال للہ مالک تحت اوحمد حافظ کلام ربانی غلام خاص حضرت محبوب سبحانی در ایام جوانی بعزت تمام وحرمت مالا کلام مجالس ملوک و سلاطین و وزرائے صاحب تمکین جامی یافت یک چند بحضور سراپا نور حضرت ظل سبحانی سلیمان مکانی در ایام شاہزادگی علاقہ استادی می شتافت بعد تشریف شریف ارزانی داشتن جناب الشان [باز] سرقبیہ بہ سلطان ہدایت محسن مغفور و نواب عمادالملک مرور در پیوست [اما] سررشتہ بزرگی و استادی را درہم بہ سکستہ در آخر ہا ترک ایں سودا کردہ بجانہ نشستی بقیۃ العمر بسر بردہ بکیفیتے کہ در خانہ نشستی ایام مکدرا سید بسبب قاسم ہمچمدان باد وبہ لطیفے کہ دیدا وان گوشہ گزینی اوقات شریفہ بانجام می رسانید او سجانہ جل شانہ روزی ایں سراپا نقصان گردا باد بردر امرو وزیر بہمی رفت تا ناسد عائے حاجت خود جہ رسد و ماہر جنس [مردم] شہر عموماً و اہل محلہ خویش خصوصاً حاکمانہ پیش می آمد اطاعت و انقیاد کسے خود جہ امکان داشت [روزے] کہ جہان فانی را بدرود کرد با وصف غوغائے خاص [و] عام جندے [از] عاماں سر برہنہ نعرہ زناں ہمراہی جنازۂ آں برگزیدۂ حضرت غفار اختیار کردند در حینے کہ اس سرائے گذاشتنی را خبر باد گفت باوجود ازدحام ہر گونہ مردم معدودے از عوام الناس روہائے خود سیاہ کردہ واویلا گویاں رفاقت نعش آں احیار کردہ بحضرت ستار تا بمدفن رسیدند و روش در محلہ آں روز حکم شب تیرہ بہم رسانیدہ بود کہ باراں دکاکین را تختہ کردہ تا منزل اول برسانیدہ اریابہ نشستند مختصر کلام تا الیوم کہ سی و سہ سال از رحلتش منقضی شدہ ممکن نیست کہ در حین ذکر خیرش دریا دریا اشک از چشم اہل محلہ ساردیا روح پر فتوح حضرت دولسامین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ نسبتے قوی داشت

ورق ۲۱

ہر مدعا کہ از جناب کرم [امت] مآب حضرت ایشان نور اللہ روحہ بطریق استخارہ می خواست مانند [فلق] الصبح منکشف میگشت در بہر بار دہم ربیع الآخر ۱۲۲۸ھ نام نامی آں قدوہ اولیاء کرام و اسم سامی آں مقتدائے اصفیا [ے عظام بہ] ر [مانے کہ] داشت گذارش می کرد بہر دو زبان سخن میگفت ریختہ است مرد ہ ماسا [نیا] ں می ماند بہر حال ایں چار دہ شعر تمنا گر از حامی نگارم منہ عفی اللہ تعالے عنہ ؎

زلف مہرو میں نہ دل جب سے گرفتار ہوا — مومو نام خدا محرم اسرار ہوا
۱ ؎ مانے ناصح — کس طرح ہمکو روا عشق کا انکار ہوا

دل کا آ [ئینہ] صاف کر کر دیکھ — اسے ہی دید کے ہیں عاشق سب

ہر چند پھرے دیکھے بازار محبت — لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت
درکار [صبر] ابھی نہ ہمیں جام ہے ساقی — ایک عمر سے ہیں کیفی سرشار محبت
اور اسکے مریضوں میں ہوں ممتاز میں سب سے — بھائے ہے مجھے دلسے یہ آزار محبت

پوچھو کوہکن کے درد کو [مجنوں] سے مت پوچھو — دوانا اسکو کہا عالم نے محبت اسکو کہتے ہیں

یارب نہ حال شیریں بڑھی [سو] ن سے جلے — مجنوں نہ کیجیو مجھے فرہاد کیجیو
دشمن کے دوست ہم ہیں جو مانگیں ہیں یہ [دعا] — یارب دل خراب [کو] آباد کیجیو

زاہدا یہ بدا [سکو کہتے] ہیں — دل میں کچھ ہے زباں میں کچھ ہے
دل مرا [درد] سب سے [ہے] ممتاز — آ [ہ میں] کچھ ہے آہ میں کچھ ہے

[صا] ف آئینے سے ہوا روشن — مو بہ ہی دیکھے کی جگ میں الفت سے

---

۱ ؎ دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے'

ورق ۳۲

رُباعی

یونہیں ہردم [جو اشکباری] ہوگی تسپر دل کی یہ بے قراری ہوگی
[تو ہی ہے رحم کرنگی اسکا انصاف کس طور سے] زندگی ہماری ہوگی

ممنون

تخلص دو [کس] می سہاسم

اوّل میر امانت [علی] سلمہ اللہ العلی وے سید زادہ [ایست] نیک نہاد ار بلدہ [عظیم] آباد یک چندے جہت تحصیل علم وارد حضرت دہلی شدہ [بو] دگاہ گاہ فکر ریختہ [میفرمود] و شعر [خود] باصلاح شاعر سیادۃ منسوب میر قمر الدین علی موزون می رسا سد [بالفعل] معلوم نیست کہ از دور زمانہ حالش بچہ انجامید این [شعرا] و گفتہ ست

اے وائے کہ تیرے لیئے اس خاک نشیں کو جوں باد لیے پھرتی ہے گھر گھر ہوس دل

دوم میر نظام الدین سلمہ رب العالمین خلف الصدق [ف] میر قمر الدین منت علیہ الرحمۃ وے جوانے است شیریں سخن واقف اکثر اصول اس فن سلیس گفتار [فصیح] زبان نیکی کردار عذوبت بیان در سلک شعرائے پایہ سریر خاقانی انتظام و بقدر سثنا [سی] و دیدہ وری حضرت ظل سبحانی بخطاب مستطاب فخر الشعرائی عز و احترام داشت و [موافق] طبع مشکل پسند بادشاہی بدیہہ ہم ار و سر انجام می یافت حسب الحکم ارفع اعلیٰ قصۂ برستہ نظم کشید [ہ] و بدرجہ قبول خاطر ظل اللہی رسیدہ فیض سخن از پدر والا قدر خود ربودہ ا [ز چندے] استعفا سے خدمت حضور فیض گنجور نمودہ تخلص [کلام این جہل] و دو بیت [از] سخنان آں فصیح اللسان است ست

دور فلک میں کس کو نہیں مے کشی کا ذوق رکھتا ہے ماہ ہا [تھ میں] ساغر بلور کا
ممنوں برنگ مصرع [سودا جو دیکھیے ہر سنگ] میں شرار [ہے] اوسکے ظہور کا

بسکہ وقت گریہ [ہر نیش] چشم وہ مہ پارہ [تھا] بہ چلا جو [اشک] سو یہاں اختر سیارہ تھا

ہا[ں] دوں زخم [خنجر قاتل] ہمیں رہا   دل چاہیے تڑپھنے کو [سو دل] نہیں رہا
کیوں بزم میں جھلکی [آنکھیں بھیں کل] اگر   جنوں [میں کوئی] بوسے کا سائل نہیں رہا

رات [ہم] [میں نہ ٹک آسودہ [ہم] مہجور ہوا   رشتہ بستر راحت دم سا طور ہوا
چاندنی [مار] گئی اس دل زخمی کو رات   پرتو انداز یہ کس کا رخ پر نور ہوا

نہ سینہ ہے نہ جگر ہے نہ دل ہے بسم اللہ   اگر خیال ہے [تلوار] آزمانے کا
کسی کے ہونٹ کے ہلتے ہی بس تمام ہوئے   ملا مزا نہ ہمیں گالیاں بھی کھانے کا

نام جانے کا نہ لے یار کہ مر جاؤں گا   سنتے ہی نام سفر جی سے گذر جاؤں گا
ہے بہی گریہ بے صرفہ تو اس محفل سے   ہو گئے آخر ہی ہیں جوں شمع سحر جاؤں گا
تیغ بے درد لگا تو کہ اگر محشر میں   مجھے پوچھیں گے ترا نام مکر جاؤں گا
خوب اس کشور ہستی میں عمر بسا [نہ بھرا]   اب ہے ٹک قصد عدم یعنی کہ گھر جاؤں گا

کو[ئی] کہدے [تیز] رو ناقہ کش سے یوں پکار   گر گئے اب ایک ناتواں دنبال محمل رہ گیا
دیکھ [اٹھکھیلی] کہ سو سو بار بوسے کے لئے   لا کے وہ موبہہ کو مرے موبہہ کے مقابل لگا
عرض بنائی دل میں نے جو کی چھاتی سے لگ   وہ لگے کہنے کہ لے اسوقت[ا] دل رہ گیا
ہم رہے اسے موج حبر شبہ اس گرداب [میں]   کتنی امید ٹوٹی دور [سا] حل رہ گیا
جل بسا سرکسکر ابل جوں ممنو[ں] کہا [ں]   آج اس وادی میں کچھ سور سلاسل [رہ] گیا

وہ تقمہ جگر ہوں کہ دم ذبح سے اینک   ہے گرم مرے [خنجر] بر[ان کا لوہا]
[ہل بے دل] گرم ہینے کی سوزش کہ ہوا جذب   ہر قطرہ آب آب [کے سکان] کا لوہا
کب سلسلہ تقدیر کا کٹتا ہے گھسا مفت   آ [ہنگر] تدبیر کی سوہان کا لوہا

ورق ۳۳

تسمم لب عنچہ کو دیکھ رونا ہوں — کہ ٹھنک رنگ ہے اوس خندۂ نہانی کا
نہیں بجا مرض [عشق] سے کوئی ممنوں — ہمیں دریغ بہت ہے بری جوانی کا

جگر کے درد سے رنگیں لساں آہ سے گئے — دل شہید کے غم میں علم سیاہ کئے
ہجوم بوسہ وہاں کیجے واہ اے لب سوق — کہ نیم رنگ جو عارض ہوا [نک] نگاہ کئے
ہزار خرقہ و عمامہ ہوں خراب جو آئے — قبا وہ کھولے ہوئے اور کج کلاہ کئے
غلط کہ صرف حرابی ہے گردش سب و روز — کہ گھر کے گھر مری آنکھوں نے ہیں سیاہ کئے

اضطراب دل درا فرصت کہ یوں بوسے کئی — پھر لب معسوق سے میں کسی کا [ترا] ہے
سل کر عتاب کو اے کہ ہے یہ کیمیا — یعنی گر سیماب ہو کسہ تو پھر اکسیر ہے
ہمکو رونا آئے ہے ممنوں[1] تجکو کیا ہوا — دم [بدم] کیوں [ل رز] تک یہ سرے بھلا کسر ہے

دلکے سب داغ ہیں اک آگ لگانے والے — جو مرے پہلو میں بیٹھے سو جلانے والے
جلتے جی داغ تو دیئے ہو بہت [پر] ایں مرگ — میری تربت پہ دو پھول ہو لانے والے
[تو جیٹکنے دے دراغیوں] کو اے [نکہت] گل — جیٹکوں میں تجھے[2] [ہم بھی ہیں] اُڑانے والے
لوٹک اوس عطر گریباں کی سنگھادی [اوسے] — ہم رجو درفتہ نہیں آپ میں آنے والے
طالع [خفتہ نہ بیدار ہوئے] اب ہے کبھی — گو یہ نالے تو ہیں سوتوں کے جگانے و[الے]
دل جو سلگے ہے ادھر سے ہے نکلتا کچھ دود — چاک پہلو کو [نہیں ہم تو سلانے] والے
نالوں ممنوں سے نکالے ہیں بہت دیکھو تو — ہیں بھی اس شہر میں زنجیر ہلانے والے

کیا دلکو [ئی اوس] قاتل نے تاک سے باندھے — جو ذبح کرتے اور نہ فتراک سے باندھے
ہمدوں سے [ملے آ] ان کے ناساتی بے رحم — چلا کوئی جا کر سحر تاک سے باندھے
رنگ کی لذت ہے فراموش کوئی [اسے] — الماس کا سو وہ جگر چاک سے باندھے

ورق ۳۴

[1] ممنون کہ ۱ ۱ [2] ہیں ہیں تجھے ہم بھی اڑانیوالے ۱ ۱

رباعی

کسے کہوں [تنہا] ئی و مد دوری کو
حر داغ کوئی ہمیں جگر سوری کو
کوئی غمخوار گاہ گاہے جوں تیر
پہلو میں جو بیٹھے ہے تو دل دوری کو

منت

تخلص میر قمر الدین مرحوم والد ماجد میر نظام الدین ممنون است سلسلہ نسب وے از سادات قصبہ سونی پت و مرد صاحب رتبہ سخن سنج سر بر گفتار ساحر عدو بیت شعار نکتہ پرداز فصاحت لسان معنی طراز طاعت توان بود بر کتب متداولہ نظم و نثر نظر مستوفی داشت و در شعر گوئی [بیشتر ہمت بہ صنائع] بدائع می گماشت بروں از لوازم مردف فارسی کہ مشحون انواع سخن است کتابے چند در نظم و نثر مانند سکرستان و دیوان [گلستان] ان سیح سرار قدس سرہ و مثنوی [در] جواب سحر حلال کہ دو بحر میں و دو [قافیہ] متن و لعمت خمس [یا] [در] گار ہلی سنراری [دو] ح الله ر] وجہ تصنیف بودہ و ثقل سخن طرازی فارسی ارجناب افاضہ اسباب کمہ سنج روشن تقریر میر شمس الدین فقیر علیہ الرحمۃ [ربودہ] و در [ریختہ] گوئی نسبت تلمذ بہ قیام الدین علی قائم داشت اما ایں شغل ہمت عالی خود بسیار کم می گماشت در [و] ائل حال مصاحبت نواب معلے [القاب] عماد الملک مرحوم سر افتخار باسمان می سود از ان پس دست بیعت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس الله اسرارہم دادہ مثال خلافت حاصل نمود در اخر ہا [رخت] سفر بدیار شرقیہ کشید اتفاقاً قاسم حمید ال سرا با نقصان ہمسفر آں فصاحت زبان در رنگ گردون تا بلدہ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین و برادر اندک فرصت بوطن مالوف رسانند و آں میر [مسد] ان سحوری دربھاں [تو ارح] بوطن گزید و بوساطت میر محمد حسین کہ از اجلہ فضلا و ارباب طاہری بود نقش مرادش بسیار درست لستہ بسرعت ہرچہ تمامتر بمدارج علماے دنیوی ارتقا فرمود و بہ سفارۃ حیدر آباد شتافتہ قصیدۂ در مدح ناظم آنجا گفتہ مبلغ پنجہزار روپیہ برسم جائزہ حا[صل] نمود گو شدا ما و رنمی آند کہ در آخر قال حالش بدیار سرقیہ دگرگوں گشتہ [بود رقاصہ زنے کمتعہ گرفتہ مسمی بر ودان بالبید وارین یادگرد ستہ] رسالہ در رد صوفیہ ادام الله برکاتہم نوشت در ایام بودن حضرت دہلی

لہ مرزا محمد فاخر مکیں و و لیکن اصل نسخہ میں مرزا محمد فاخر مکیں کو کاٹ کر اسی قلم سے " میر محمد حسین کہ از اجلۂ فضلا و ارباب طاہری بود" حاشیہ پر اضافہ کر دیا گیا ہے +

ایں چہرہا ہیچ در پیرامونش می گشت [اما برادران بہ لعبہ] تشنعش بست [میکردند] ولیس واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ انہا از افراحسوداں است ماراست بہر حال در گلگشہ رحمت حق بیوست خداش [بیا مرزد] ایں ہیچ بیت منجملہ سخنان آں مردم شیریں گفتار است ؎

مدعی اس سے بس ساز لسانی ہے ‏ ‏ ‏ ‏ اسر مساکو [یہاں سفہ مایوسی ہے]

آہ اے کثرۂ داغ غم خوباں کہ مدام ‏ ‏ ‏ ‏ [illegible] ہے

میری ہی طرح جگر خوں ہے ترا مدت سے ‏ ‏ ‏ ‏ اے حنا کس کی تجھے خواہش پابوسی ہے

تہمت عشق عبث کرتے ہیں مجکو مست ‏ ‏ ‏ ‏ ہاں یہ پہلے ملنے کی خوباں سے تو ایک خوشی ہے

ہم سے وہ جو سنسن [وہ] الفت دور کی ‏ ‏ ‏ ‏ آپ کہ سوجھی نہایت دور کی

منتظر

تخلص درویش زادہ است سعادۃ النیام نور الاسلام نام نیاگانش درویش صاحب قال وحال بودند خودش ہم بلباس [صلا]ح وتقوی ملبس است گو تحصیل علم ہم نمودہ واز سائر ملدۂ لکھنؤ است وشاگردی میاں غلام ہمدانی مصحفی فرمودہ ایں بیت از گفتہاے اوست ؎

ایک یہ عرض ہے صاحب مری [تقصیر معاف ‏ ‏ ‏ ‏ باتئی] گر رہے کہیئے تو غلام آج کی رات

[ہمارے] جی میں [یہ تھا زہر کھا] کے سو رہیئے ‏ ‏ ‏ ‏ و[اسلے یہ ڈر] ہے نہ تہمت ہو یار اپنے پر

صدمہ جو شب ہجر کا یا[د] آتے ہے مجکو ‏ ‏ ‏ ‏ [ایک] دو ہیں پہری [سی کچھ] آتا ہے ہے مجکو

پیدا ہوئی [کچھ] مجکو نئی طرح کی وحشت ‏ ‏ ‏ ‏ سے شہر [نہ صحرا نہ چمن] بھاے [ہے] مجکو

ہے روز [سفر د]یکھنے کا [شو]ق گر تجھے ‏ ‏ ‏ ‏ اے منتظر تو ایسی شب انتظار دیکھ

منصف

تخلص منصف علیخاں عظیم آبادی است وے [از ا] فاعنۂ آں نواح و بسیار مرد قابل و زباں دان صاحب شعور و فصاحت بیان واقع شدہ اکثرے از کتب مداولہ فارسی ار برمودہ و بعضے رسائل عربی ہم تحصیل فرمودہ گوبہ از علوم شعریہ بہرہ ور [و] سے از قواعد عروض و قوافی باخبر است حال جام تہوسی خیلے درسر می پزد و نقوش احصار احسہ ہم می نویسد بیشتر شعر فارسی موزوں می فرمائد [و] اظہار تلمذ نظام[1] خان متجر علیہ الرحمت می [نما] ئد بیاہر کساد بازاری بہ معلمی ایام بسر می برد ایں نہ شعر کہ نسبت بوے دارند بہ تحریر می رسد ؎

بعجوب تنگ حوصلہ مت جانیو مجکو ... ناحشر مر [ے] اشک کا طوفان رہے گا
گر عشق مرا یہ ہے تو پھر دست جنوں سے ... داماں رہے گا نہ گریباں رہے گا

قسمت میں عدا جانیے کس کی [ہے] شہادۃ ... پھرتا ہے [وہ] کافر لیئے [تلو] ار بغل میں

خیال جاوے ترا کیونکے میرے سینے سے ... جدا ہوا ہے کہیں نقش بھی نگینے سے

[مکھڑا] ترا خور [شید] ہے اور ابر سیہ زلف ... [ہے] اختر تابندہ ترے کان کا موتی

اگر ما ٹووں پڑوں بوسے جھڑک کر ... پرے ہو دور ہو کیوں سر چڑھا ہے

عوض لطف کی جفا تونے ... عوض کی بے وفا و فا تونے

قطعہ

جی دھڑکتا ہے ہاے قاصد نے ... نامہ[2] جب اوسکے تئیں دیا ہوگا
پڑھ کے احوال زار منصف کا ... در جواب اوسنے کیا کہا ہوگا

---

[1] نظام الدین متجر علیہ الرحمۃ ؛ [2] جبکہ نامہ اوسے دیا ہوگا

ورز

منیر

تخلص سہ کس معدانم

اول

حوائے تمکنت النیام میر آفتاب علی نام و [سے] اگرچہ بلباس عاماں بہ صیقل گری ایام بسر می بردامااز خاندان سیادت و دودمان نجابت [است] نہایت باغربت و لنعائت با مسکنت واقع شدہ باوصفے کہ از سواد خوانی حداں بہرہ ندارد شعرش کیفیتے خوب دارد و از شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است ملحص کلا [م ا] میں سی [و] یک ست از گفتہائے وے است سہ

چاہیئے اول کمن ا [سے سمع سر] سے باندھا — رستہ الفت نہیں آساں جگر سے باندھنا

کاردنیا ہیچ اور اسباب دنیا سے نبات — ہے عبث [ما] ان اپنے دلکو [سیم وزر سے] باندھنا

یاد اوسکی اس نگہہ کو کیا نظر بندی سے ہے یاد[1] — جو کوئی دیکھے اوسے تار نظر سے باندھنا

آگے پروانے کے ہے آسان جل مر [نا] و لے — نامہ میرے شوق کا مشکل ہے پر سے باندھنا

ناعباں بٹ کر بنا تار رگ گل کی کمند — جور بادی ہے صبا شاخ شجر سے باندھنا

اوسکی زلفوں میں پھنسا دل بھلا کیا ہے ضرور — اور ایک کالی بلا ناحق کی سر سے باندھنا

تم جو کہتے ہو کہ عاشق ہے شراب اور پر — یہ بنا کر باندھنو سیکھے کیدھر سے باندھنا

سب فراق میں ہے کون یار[2] عاشق کا — نہیں ہے غم کے سوا کوئی یار[2] عاشق کا

ہمیشہ تیغ لئے اپنے دست رنگیں میں — پھرے ہے تشنہ خوں وہ نگار عاشق کا

تری گلی میں ہمیشہ پھرے ہے اوڑتا ہائے — طرح بگولے کے مثت غبار عاشق کا

یہ اضطراب جدائی نے لائے کیا طوفاں — کرینگا دیکھیے کیا انتظار عاشق کا

کہاں دماغ جو دیکھے وہ حال عاشق کا — ملا کو اوس کی پڑا ہے ملال عاشق کا

رکوۃ حسن ہی دے ڈال [کیا] ہے اک بوسہ — [نہ کر تو ر] دیہ سا [رہ] ہے سوال عاشق کا

[1] آ ، ۱ ، ۱ [2] کذا در ہر دو نسخہ

جو [لے سبب] ہم اوسے ر[ند]اں ساتے ہو — پڑے گا کس پہ بھلا یہ وبال عاشق کا
بتاں کے عشق میں پروانہ وار [جل] مجھنا — [یہی بڑا ہے] منیر اب [کمال] عاشق کا

کہا ہے آگے [دل] سوزاں کے [منیر] آتش کا — یہاں ہر اک داغ جگر میں ہے اثر آتش کا
عشق یوں چاہیئے ہو دل میں ہر اک انساں کے — جیسے ہر سنگ میں لے مار ہے گھر آتش کا
آبلے پڑتے ہیں جس جا کہ گرے ہے قطرہ — ہے مرے اشک کے پانی میں اثر [آ]تش کا
یارو ٹک دیکھیو سینے میں کہاں آگ لگی — دوڑیو دوڑیو یہ اوٹھتا ہے کدھر آتش کا
یار کچھ میرے سپ دل کی حقیقت مت پوچھ — ہے کباب آگے مرے دلکے جگر آتش کا
جائے اشک آہ نکلتے ہیں منیر انگارے — چشم ہے میری کہ گھر یا ہے مگر آتش کا

ورق ۳۷

شعلہ رو شب کو تری یاد جو گذری دل پر — شمع ساں سینے میں ایک سیل بہا آتش کا
ر[شک] صد باغ ہر ایک داغ دل اپنا ہے منیر — جوں خلیل اپنے [یہ گلزار] کھلا آتش کا

تصدق بے تباہی [کے نہیں] کچھ ہم وزدی کا — گرہ میں باندھ کوئی کیا در ستم کو لے جاوے
دکھاؤں زخم دل اوسکو تو [ٹانکے] توڑ دے ظالم — جراحت پر [نمک] چھڑکے اوٹھا مرہم کو لے جاوے
نسیم صبح سے کیا دور ہے یارو جو ایسا ہو — [منیر ناتواں] کی [بند]گی حاتم کو لے جاوے
بتاں تو جمع ہیں لیکن خدا حافظ ہے مجلس کا — غضب سے گر چڑھا تا آستیں وہ [تند خو] آوے
تری زلفوں کی کیفیت سے لے بیاہے یہ دل میرا — ابھی در کف ہو وے جو اوسمیں ایک مو آوے
منیر اسواسطے کرتا ہے سیر باغ اے یارو — مگر شاید محبت کی کسی بھی گل سے بو آوے

رباعی

دنیا داری ہمیشہ دل ریشی ہے — پابند عیال و مال اور خویشی ہے
آزادۂ و وارستہ و فرد و فارغ — دیکھا تو یہاں عالم درویشی ہے

دوم

جواں سعادة نشاں مسمی بخواجہ آفتاب خان وے خواجہ زادہ ایست نیک دین شاگرد سعادة یار خان رنگین این دو بیت ازو است ؎

جی چاہتا ہے زلف کا میری بیاں کریں — کنگھی کے دا ت توڑ کر اپنی زباں کریں

مکتب میں تجھے دیکھ کے شوق سبق ہے — ہر طفل کے وہاں اشک سے آلودہ ورق ہے

سیوم

سدزادہ خوش آئین مسمی [بہ] میر نظام الدین ید. والا قدرست کہ شاہ پیر (؟) علی نام دارد م د نیک [نہاد و رو] یش نژاد و ا [بن میر] نظام الدین [جو] انے سلیم و فہیم دوستی [دوست] و دشمنی دشمن است شعرش کیفیتے خوب دارد این عاصی بانواع [لمعاصی] سخن شعر وے اینجا می نگارد ؎

یوں تو [خط] اوسکو میں اے پیک صبا لکھونگا — لیکن احوال جدائی [کا] جدا لکھوں گا

تجھ بن شب فراق میری یوں بسر ہوئی — روتے ہی روتے شام سے آ [سحر] ہوئی]

آیا سمند تاز پہ جس دم وہ شہسوار — کاوش ہمارے دل کی [ہنوز] ع دگر ہوئی

دم کر شتاب سورۂ جن پڑھکر اے منیر — تجکو کسی پری کی ہے شاید نظر ہوئی

قطعہ

تنہا یہ کٹے گی کیونکے منزل — اب پاؤں میں پڑگئے ہیں چھالے

کہدیجو سلام رفتگاں سے — او ملک عدم کے جانیوالے

منجھو [خان] مرحوم

پسر دو[م] حکیم عسکری خاں عفی اللہ عنہ و برادر کوچک حکیم بو علیخاں سلمہ الرحمٰن تخلصش بہ مہر جد تخفیف بہ سوستہ گاہ گاہ بہ ندرۃ [یک] دو شعر موزوں می کرد این مطلع ازان آں مغفور است ؎

سلہ پند علی لہ لہ

اوس لب لعل [سے اب] لاگ لگی ہے دل کو　　چشمۂ خضر سے یہ آگ لگی ہے دل کو

[منور]

تخلص دو کس میدانم یکے ازاں بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و دیگرے سید زادہ ایست حوبی الشمائل میر منور علی نام خوش طبع شیریں زبان کشادہ رو عذب البیان صاحب شعور بکسر سرور این مطلع ازو است سه

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا　　عیش جاتا [رہا] جوانی کا

منشی

تخلص دو کس می شناسم

اول

میر محمد حسن [حسن] خلف الصدق میر ابوالحسن عرف میر کلن خوشنویس وے از [سا] دات رضویہ مشہدی الاصل دہلوی المولد است جد کلانش بحضرت دہلی رسیدہ تو [طن] گزیدہ نستعلیق و ثلث و شکستہ درست می نگارد و در فن انشا ید [طو] لی و سنے دارد بہ سرکا [ر] دولت مدار شہزادہ شوکت تزوہ مرزا سلیمان شکوہ بصیغۂ منشی گری سرفراز است و بمصاحبت آں [و] الا تبار ممتاز شروع ریختہ گوئی باشارۂ بابشارۂ آں عالی مقدار نمودہ و منشی تخلص ہم حسب الارشاد واجب الانقیاد آں قرۂ باصرۂ سلطنت کبری فرمودہ جوان خوشخو نیک رو است و ایں دہ شعر از ان او سه

صبح شب وصال ذرا ٹھہر کر نکل　　ورنہ یہ جی ہوا ہے مرا تیرے دم کے ساتھ

منشی رقم کروں ہوں جب انشائے سوز دل　　نکلے ہے دود آہ صریر قلم کے ساتھ

مت پوچھ اوس پری کے حسن کا عالم کچھ آفت ہے　　بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

جو پوچھا اوسنے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے　　سنے کچھ [یوہیں] وسے دور کی صاحب سلامت ہے

منشی

گھر سے جو نکلے ہوا جی آج [تم] اس تراش سے
آنکھو [کچھ] خبر بھی [ہے] دلکی مری خراش سے

کو [چہ‌ٔ] یار کا پتہ جب نہ ملا تو مر گئے
خوب ہوا کہ چھٹ [گئے] دور کی ہم تلاش سے

مستی خستہ دل کو ہے عشق میں اوس [پری] کے اب
فکر نہ کچھ معاد کی کچھ نہ خبر معاش سے

نہ رکھے دیر سے مطلب اب طوف حرم [کیجے]
تنگ آیا ہے جی ہستی سے [ٹک] سیر عدم کیجے

ف

اگر جا بھیجئے اوسکو [تو] پھر حضرت سلیماں کا
نہ مصرع کرکے تضمیں ایک شعر اب تو رقم کیجے

سوا احوال [د] ل اپنے کے مستی سے اگر [تمکو]
لکھا ہو حرف شکوے [کا] تو ہاتھ اوسکے قلم کیجے

دوم

مستی (۲)

لالہ موہن چند وسے کائت زادہ ایست [با حلم وحیا] آراستہ و بمہر [و] وفا پیراستہ نہایت نیکرو و لبعاٹ

ورق ۲۹

خوشخو بسیار با ادب و خوش تقریر شاگرد رشید محمد نصیر الدین نصیر در قلعہ مبارک آمد و رفت دارد و حسب الحکم

ارفع اقدس قصۂ منظوم میسازد این بیت و چند شعر از زادہای طبع اوست ؎

سب نے جاناکہ شفق چہر کے نکلا جو [سحر]
صبحدم او [ڑ] کر [و] ہ سرخ دوشالا نکلا

دوچار آئنہ اے رشک مہر و ما [ہ] ہوا
پر اک نگاہ [سے] شرمندہ میں نہ گاہ ہوا

مری ہمیشہ سے تھی رسم بے گناہ کشی
مجھے نہ قتل کیا مجھسے کیا گناہ ہوا

یہ دلکی دیکھئے شامت جو زلف سے چھوٹا
تو پھر اسیر [خم] کاکل سیاہ ہوا

مرغ بسمل کیا دل افگار و مضطر بن گیا
مر [دما] ں ہر اشک یہاں لوٹن کبوتر بن گیا

دل ہمارا مہ جبینوں کا زلس گھر بن گیا
ساحت دل جاندنی چوک اب سراسر بن گیا

شعلہ آ [ہ] دل سوزاں جو پہنچا چر [ح پر]
دو ہیں شیشہ آسمانی خورشید اور بن گیا

[فر] ط نقش بوریا سے اب تو بے ریو [ریا]
[صفحہ مسطر] کشیدہ جسم یکسر بن گیا

چشم خون افشاں کی دولت دیکھ مستی [یک قلم]
دامن اپنا تختہ گلہائے [احمر] بن گیا

پڑھ نماز آکر جو کچھ ڈر[1] ہے خدائے پاک کا [ہے حیا] نہ نزے ہی یہ عاشق غمناک کا
کروٹیں بدلے تھا جس جا کل نرا رنجور ہاے اوس مکاں پہ آج جا کر ڈھیر دیکھا خاک کا

ماہ رو کش ترے اے طفل فرنگی کیا ہو اوسے [گو] را ہے تو سب پیر و جواں کہتے ہیں
ستم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت اسلیئے لوگ تمہیں آفت جاں کہتے ہیں
یہ عجب دور ہے اک جام ہوا جسکے نصیب آج وہ آپ کو جمشید زماں کہتے ہیں

یہ کہدو اوسے کہ مصحف کی [کھاتے قسمیں ہیں] تمہارے روے [کتابی] کی ہم ہوس میں ہیں
کبھی نہ یہاں سے ہوں آزا [د] داس ہوس میں ہیں تمہارے پاس تو ہیں گرچہ ہم قفس میں ہیں

یہ عالم پھر کہاں اے دلبراں سیمبر دیکھو بدلتا ہے زمانہ روپ دکھو ٹک ادھر دیکھو
سنا ہے آپ ایک ٹھوکر سے مردے کو جلاتے ہیں یہ جب اوسنے کہا ہمسے [لگے] کہنے کہ مر دیکھو

بے طرح اپنے مقابل ابر [دریا] بار ہے ہمکو چشم [مردمی] اب تجھے چشم زار ہے
آئینے میں یہ ترا عکس رخ گلنار ہے ما لگی بالی [میں] آگ اے غیرت گلزار ہے

وقت رخصت کیا ساں کیسے عجب حالت ہوئی تم [او] دھر رخصت ہوئے اور جاں ادھر رخصت [ہوئی]

دل مجکو دستیجے زلف [گرہ گیر] کس لیے ہاتھ اسنے کیجے باڑوں میں زنجیر کس لیے

آہ قمری کو جو اے سرو ستایا تونے راستی لو [ں ہے] کہ کچھ پھل بھی [نہ] پایا تونے

گلشن میں جبکے آپ لب جو کھڑے ہوے مالی میں دیکھے سرو و صنوبر بڑے ہوے

---

[1] ہے ڈر ا ا

بے نور ہے سحر کیا رخ نکو سے ہے تیرے　　　بے قدر شب قدر بھی گیسو سے ہے تیرے

زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا　　　کہ نری تیغ کا ۔ گر نہ ہوئی
مر گئے ہم تو کہا ہے غم منتی　　　حیف یہ ہے اوسے خبر نہ ہوئی

منعم

غیر از محمد یار بیگ سا[ئل] کہ در [آخر ہا] منعم تخلص نمودہ بود تخلص دو کس میدانم

اول

درویشے بود بے دغل بقصبہ پلول در دلق اہل اللہ المتشہور بہ مولوی سر اللہ عاشق پیشہ نہ اندیشہ بر واسہ زنے کہ سبحانی نام [دا] ردسر خوش داشت اکثر بجا در اشعار حود نامش می نگاشت مدتے است کہ عمر ش بسرآمدہ و آں زنکہ بقید حیات دیوانش مانند حرز جان با[خود دارد] وحینے کہ ذکر آں مرحوم در مجالس میرود دریا دریا اشک از چشم [د] ر بار می بارد و قصہ پاکباز یش داستاں داستان می سرائد گویند کہ شعر خود بینظر [اثر نظر] نکس فدیمی گذرانیدہ و برخے [بسمع] شریف سخن سنج دقیق گستر [مرزا جانجاناں مظہر] علیہ الرحمۃ والغفران رسانیدہ مختصر سخن اس بیست و یک بیت [ازاں مغفور کہ نزد سبحانی] یاد است نہ [تحریر] ید در آ [مدہ] ۔ نہ تقی اللہ عنہ

چھوٹیں نہ [عشق] سے ہم جبتک ہے جی سلا[مت]　　　[نا]صح تو کیوں [ں] کرے ہے [ہمکو یہ ت ملا] مت]

کریں [احو] ال اپنا تجھسے ہم اٹھا[کر] کیا طاقت　　　[لگا دیں ہات] دامن کو ترے اے یار کیا طاقت

زاہد [کو] باغ اور گل و گلزار ہے بہشت　　　ہمکو بس اوسکا سایۂ دیوار ہے بہشت
عاشق کو کب خیال سے ہے باغ و بہار کا　　　مجنوں کو اپنا دامن کہسار ہے بہشت
رضواں سے کام کیا جنہیں طالب ہیں وصل کے　　　حلاج کے تئیں یہ سر دار ہے بہشت

دوسی سا[دہ] رو کی آبہ وار آبرو خاک میں ملائی ہے

ملسل چمن میں آج جو یاد سحر گئی کچھ کان گل کے نرے ہی سنکوے سے بھر گئی

رڑہں اس روے پہ [پیتھر] کہ نہیں ایک سرشک کوئی یاقوت نکلتا ہے کوئی گوہر ہے

مہجور

تخلص مازہ [مشفقی] است نوجوان سعادۃ آئین مسمی بہ محمد صدر الدین اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراس اس گلزمیں بہت تربیں نسبت تلمذ بہ [سا] عرفصاحت مشحون میر نظام الدین [ممنو] ن دارو گاہ گاہ شعر ریختہ بروے کار [آر داس سہ] بیت او راست

یک تبسم [سرجکے] تھا یہاں ہمارا جی بہا عزم خونریزی کا کر کر کیوں تو قاتل رہ [گیا]
و [اگر اے] شانہ تجھے تو ذرا کھو سراغ دلربا [کے کا] کل [یہ] پیچ میں دل رہ گیا
کس طرح [تجھو] ریختہ ہو [گی] راہ عشق طے پہلی ہی منزل میں تو لوہا ے در گل رہ گیا

مہلت

تخلص مرزا [ا] علی است و [سے عز] یرے خوشگو از سکنہ ملدہ [لکھنؤ] ومردے صاحب خبرہ از شاگردان میاں [قلندر] رکس جرأ [ۃ] بسیار حلیں و خوش اختلاط و بہاشت گرمجوش و نمک ارساط است [د] وشعر او گفتہ

گر یاد گلرخوں کی تہ خاک کیجیے تو قبر میں بھی بن نہ کفن چاک کیجیے
مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طبش آرام زیر خاک بھی کیا خاک کیجیے

ل ہو گی سمجھیے ۱.۱

مہاراج

تخلص راجہ نہلاس رائے [کا] ست وے در بلدہ بریلی بدولی سرکار دولتمدار حافظ الملک حافظ [رحمت خان] سہید مغفور و مبرور عزا [ممتاز] داشت و بہ بہا [ئت] جود و جوانمردی و مدرجہ اعلی مروہ و [نمک] نہادی ہمت می گماشت بہرکس و ناکس بمردی و فتوہ می ساخت وبا ہر عامی و اہل ہنر مرد محبت واخلاص می باخت باہل فضل و کمال بکمال عجز و انکسار ملاقات می نمود و بہ صاحبان قلم و داس بہ بہائت مسکنت و عرب احسلاط می فرمود دولے مروف از وے بزمانہ یادگار است و این غزل ہفت بیتی منجملہ طبع زادہائے آں خوبی [کر] دار

آر [ام] کا ہے کون سا اسباب فلک پر | عیسیٰ کو بھی آئے نہ کبھو خواب [فلک پر]

مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھو رات کو تیرے | رہتا ہے [کھلا دیدۂ] مہتاب فلک پر

سجد [ہ] کرے عاشق جو مہ نو [کو بجا] ہے | معشوق [کی ابرو کی] ہے محراب فلک پر

[دیکھا ہے] کہیں اپنے تیرے حسن کا [جلوہ] | آئینہ حور [ستید] ہے بے آب فلک پر

گو خوشہ پروین کو ہے انگور سے نسبت | [لیکن] سہوا گل کی یہ دو شاب فلک پر

[سا] قی تو نہایت ہی خفا ہم سے ہے [اب] ار | برسا تو اگر ہووے مے ناب فلک پر

دیکھے سے تیرے یا [ر] کے مکھڑے کو مہاراج | رہتا ہے یہ خورشید بھی بیتاب فلک پر

میر

تخلص سخن سنج طبع زکی میر محمد تقی است اصلش از مستقر الخلافہ اکبرآباد و بود و باش وے در اکثرے از ایام عمر گرامی در دار الخلافہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است [د] ر آخر ہا بہ بلد [ۂ] لکھنؤ [طرح] اقامت افگند [ہ] بصنعت شاعری بمواجب مبلغ [دو] صد روپیہ ملازم سرکار دولت مدار [نواب] غفران مآب و [زیر] الممالک آصف الدولہ یحییٰ خان بہادر گشتہ سر شوہر ہمشیرہ سخن پرداز بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو داشت نسبت تلمذ ہم

ــــــــ

لہ بہلاس د ا

بجناب افاده انتساب نخان مسار الیه وارد ا ما بما رتخوتے کہ د[رسمر] س حاگرفتہ ازیں امر کہ فی الحقیقہ تحروے است
ابا رکلی بمساں آرد از کبر و غرورش چہ برطرازم کہ حدے ندارد و از عجب و خود سرلیش چہ برنگارم کہ سینہ قلم حقائق رقم
می وگارد در سعر کسے گر ہمہ اعجاز باسد و کلام شیخ سرازہ باسد سر ہم بمی جنباند باتحسین خود چہ رسد و بہ تحسین احدے
اگرچہ معجز طرازی بود و گفتہ اہل سرازی گوس ہم فرامی دارد امکان [ ] کہ حرف آفریں بر زبانش رود در
تذکرہ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در[حق] ساعر ستان جلی التملص بہ ولی نوستہ کہ وے شاعرے است از سبطان
مسہور ر و سرائے ایں کردار ناہنجار از کمترین شاعر لواحق یافتہ کہ وے ہجو ہائے متعدده او کرد[ه] کہ بعضے
ازاں بعائت رکیک و یردہ[در] افتاده وقطع نظر از تذکرہ از درنامہ برسنہ نظم کشیده کہ دراں خود را اژدہائے مردم
خوار وسعرائے دیگر را حیوانات مسکین و خوار قرار داده و در جواب آں از ہر سخن ساز صاحب امتیاز ہجوے
در نہائت رکاکت بر روے کار آمده

حکائت

در مجلسے کہ اژدرنامہ انشاد کرد اتفاقاً قبل ازیں بسمع میاں محمد امان نثار رسیده اژدرنامہ بعکس رسیده وے
نگوشتہ نسبه درہماں مجلس غزلے موزوں نمود و بعد خواندن وے اژدرنامہ را بدوره[خود آ]ں غزل را ہزار
شد و مد انشاد فرمود و در مجلس غوغائے عجب و غریب بر (خاست) و بہ محمد تقی میر رسید آنچہ رسید مقطع آں غزل
سار لفرتح یاراں درینجا مرقوم گردید[2]

حیدر کرار نے وہ زور بخشا ہے نثار[3] ایک پل میں دو کروں [اژدر کے] کلے چیر کر

بر ایں مقطع اہل مجلس ہزاراں ہزار آفریں کردند کہ فی الحقیقہ بر اژدرنا[مہ] بلکہ بر قائلش صد ہزار لعنت
بود بہر حال از نہاد در گذشتہ میگویم و حق می پوسیم محمد تقی میر[شا]عرے است بے[نظیر] و سخن سنجے است
خوش تقریر عندلیب خوش نوائے باغ فصاحت بلبل ہزار داستان گلزار بلاغت سر دستۂ سخنوری ہر صحرائے
ہمہ گستری شہسوار عرصۂ سخن طرازی فارس مضمار نکتہ پردازی جادو کلام معانی آفریں سحر بیان صنائع بدائع آگین
میر اقلیم شیریں زبانی و سر قلمرو عذب البیانی طرز گفتارش بے بدل انداز اشعارش ضرب المثل بزعم بعضے آں کہ
سر آمد سعرائے فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی سخن بوے نرسانیده اما حق آنست کہ ع

له برخواست دربر دو نسخه ٢ مگردد ا ا ٣ دم ا ا

ورق ۳۱۳

مکسو

هر [گلے] را رنگ و بوے دیگر است

مرزا دریائے است بیکراں و مہر نہرے است عظیم الشان در معلومات و [اعدا فن] مہر را بر مرزا برتری است و
در وقت شاعری مرزا را بر مہر برتری ملخص کلام دواوین معدودہ مملو ہر گونہ سخن و مسوبات موفرہ مستحوان حیدین
صنائع بدائع فن بر صفحہ روزگار ثبت فرمود شعر از اشعار بلند رتبہ آں استاد مسلم الثبوت اہل انصاف
رقم زدہ کلک وقائع سلک ان خوشہ چین خرمن اہل سخن نمودہ منہ سلمہ ربہ

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا — موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا
اشک تر قطرہ خوں لخت جگر پارہ دل — ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا

کھلا ہے میں جو پگڑی کا پیچ اوس کی مستر — سمت دیار کو ایک اور بار بانہ ہوا

جو اے قاصد وہ پوچھے تیر بھی اندر کو جاتا تھا — تو کہیو کہ جلا ہو میں تو اوسکا جی نکلتا تھا

کیا کہیے عشق حسن کا آپ ہی طرف ہوا — دل تام قطرہ خون بہ ناحق تلف ہوا

مے گلگوں کی بو سے بسکہ میخانہ مہکتا تھا — لب ساغر پہ مونہہ رکھ رکھ ہر ایک [شیشہ بہکتا] تھا

ایک بار جیب کا بھی بخیہ سیا نہیں — وحشت میں ہیں سیا تو کہیں کا کہیں سیا

اوٹھوں نہ خاک سے میں کسے کم نگاہی کا — دماغ کس کو ہے محشر کی دادخواہی کا
ہے لب بمکہیں علاج مرا — ہر بے مزہ ہے مزاج مرا

کیا کہوں میں ماجرا ہی سرگذشت — ابتدا سے قصہ میں وہ سو گیا

ورق ۲۱۴

لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند
یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا
یہ پوچھنے کیا ہو ہم سے مارو میر کے د[ین] اور مذہب کو
قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

دیوانہ پن ہمارا آخر یہ رنگ لایا
جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا

جہاں محو میں مسجدہ قتل ہوونگا
سے گلاؤں کا سدنہ مجھ کاں لے سکے روونگا

جوش میں نت ماؤں اپنے دوست کے ساتھ میں
آنکھ دشمن کی لگ گئی سو ہاتھ ملتا رہ گیا

مسجد میں امام آج ہوا آکے کہاں سے
کل تک تو یہی میر خرابات نشیں تھا

کسی وقت پاتے نہیں ہم اوسے
بہت میر نے آپ کو کم کیا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
داغ آنکھوں[1] سے کھل رہے ہیں سب
ہا[تھ][2] دستہ ہوا ہے نرگس کا

قامت خمیدہ رنگ شکستہ بدن نزار
تیرا تو میر غم میں عجب حال ہوگیا

لہ آنکھیں رہر دو نسخہ، مگر کلیات طبع کلکتہ میں "آنکھوں" صفحہ ۲۴ ، اور آنکھوں سے کھل رہیں ہیں صفحہ ۲۹ ایضا ۔ لہ ہاتھ، کلیات

بیتاب جی کو دیکھا دل کو کباب دیکھا   جیتے رہے تھے کیوں ہم جو یہ عذاب دیکھا

سوکھتے ہی آنسوؤں کے نور آنکھوں کا گیا   بجھ ہی جاتے ہیں دیے جس وقت سب روغن جلا
آگ سی اک دلمیں سلگے ہے کبھی بھڑکے تو میر   [دیکھئے] [اٹھی] میری ہڈیوں کا ڈھیر جوں ابدھن جلا

مرچلے بے قرار [ہو] کر ہم   اب تو تیرے تئیں [ف] [ا] رہوا

لگتی نہیں ہے دارو ہیں سب طبیب حیراں   ایک روگ میں بسا یا جی کو کہاں لگایا

پوچھو تو میر سے کیا کوئی نظر چڑھا ہے   چہرہ اوتر رہا ہے کچھ آج اس جواں کا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا   دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
قسم جو کھائیے تو طالع زلیخا کی   عزیز مصر کا بھی صاحب ایک غلام لیا

بیوں کے نقاش ازل نے نقش ابرو کا کیا   کام ہے ایک تیرے موہنہ پر [کھینچا] شمسر کا
کس طرح سے مانیے یارو کہ یہ عاشق نہیں   ر[نگ] اوڑا جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میر کا

روے عرق فشاں کو بس [پوچھ] گرم مت ہو   اوس گل میں کیا رہے ہے جسکا گلاب نکلا

میں نہ کہتا تھا کہ موںہہ کر دل کے اور   اب کہاں وہ آئینہ ٹوٹا گیا
میر کس کو اب دماغ گفتگو   عمر گذری ریختہ چھوٹا گیا

اتنی [گذری] جو تیرے ہجر میں سو اوسکے سبب   صبر مرحوم عجب [مونس تنہائی تھا

---

۵۱ "دیکھے" اصل نسخہ

ہم فقیروں سے کج ادائی کیا — آن بیٹھے جو تم نے پیار [کیا]
سخت کافر تھا جنے پہلے میر — مذہب عشق اختیار کیا

لے گئی صبح کے نزدیک مجھے خواب اے وائے — آنکھ اوس وقت کھلی قافلہ جب دور گیا

ورش ۲۱۵

نمود کرکے وہیں بحر غم میں بیٹھ گیا — کہے تو میر بھی اک بلبلا تھا پانی کا

گلی میں اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر — میں میر میر کر [او]س کو بہت پکار رہا

دل کے میں آتش ہجراں سے بچایا نہ گیا — گھر جلا سامنے پر ہم سے بجھایا نہ گیا
گل میں اوسکی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا — ہم کو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا
کاوکاو مژہ یار و دل زار و نزار — گتھ گئے ایسی شتابی کہ چھڑایا نہ گیا
دل میں رہ دل میں کہ معمار قضا سے اب تک — ایسا مطبوع مکاں کوئی بنایا نہ گیا
میر [مت] عذر گریباں بیٹھے رہنے کا کر — زخم دل پاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

اٹھ جاتے ہیں میکدے سے میر — پھر ملیں گے اگر خدا لایا

اس صحن پر یہ وسعت اللہ رے تیری [صنعت] — معمار نے قضا کے دل کیا مکاں بنایا
وہ تو مٹا گیا تھا تربت بھی میر جی کی — دو چار سنگ رکھ کر پھر میں نشاں بنایا

خوش رہا جب تلک رہا جیتا — میر معلوم ہے قلندر تھا

حسرت اوسکی جگہ تھی خوابیدہ — میر کا کھول کر کفن دیکھا

لہ " سنگ سے " ۱ ۱

تو یوں گالیاں شوق سے عمر کوٹے   ہمیں کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن   رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا

دیکھ آرسی کو یار ہوا محو ناز کا   خانہ خراب ہوجیو آئینہ ساز [کا]

[این شعر سرقہ نا] صر علی است اما خوب بستہ وے گوید ؎

دست خواہم زد بداماں سکندر روز حشر   تشنۂ لیلی زادہ ام را طبع مجنوں کردہ است

چشم بہنے سے کبھو رہتی نہیں   کچھ علاج اے میر اس نا[سور][۱] کا

کئی دن سلوک وداع [کا][۲] میرے درپئے دل زار تھا   کبھو درد تھا کبھو داغ تھا کبھو زخم تھا کبھو وار تھا

شہرۂ عالم اوسے یمن محبت نے کیا   ورنہ مجنوں ایک خاک افتادہ ویرانہ تھا

[یہ][۳] اتصال اشک جگر سوز کا کہاں   روتی ہے [یونہی] شمع بھی کم کم تمام شب

دریا میں قطرہ قطرہ ہے آب گہر [کہیں]   ہے میر موجزن ترے ہر یک سخن میں آب

اس لئے عشق میں نے بویا[۴] تھا   تو بھی کہنے لگا برا کیا خوب

میر شاعر بھی زور کوئی تھا   دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

---

۱ نسخۂ اصل میں 'ناصور'   ۲ 'کے' درہر دو نسخہ 'کا' از کلیات صـ ۳۸

۳ 'یہ' از کلیات - 'نہ' درہر دو نسخہ   ۴ 'چھوڑا' کلیات صـ ۸۱

کھا کے دانہ یہ دام بچھوایا ہووے آدم کو [بھی] بہشت نصیب

تنگ ہوجاوے گا عرصہ خفتگان خاک پر گر ہمیں زیر زمیں سونپا دل نالاں سمیت

[ا]بتو چپ لگ گئی ہے حیرت سے پھر کھلے گی زبان جب ٹک [بات]
[ظ]ظلم ہے قہر ہے قیامت ہے [غصے] میں اوسکے زیر لب کی بات

توکس نیدوں پڑا سوتا رہا دروازہ مو[ندے] شب میں چوکھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کھٹ کھٹ

آئے ہیں میر مونہہ کو بنائے خفا سے آج شائد بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج

چ[شم] بد دور کہ کچھ رنگ ہے اب گریہ پر خون جھلکے ہے پڑا دیدہ گریان کے بیچ
کان رکھ رکھ کے بہت درد دل میر کو تم سنتے تو ہو [پہ] کہیں [درد نہو کان] کے بیچ

ہم سیہ کاروں کا رستہ وہ ہے میخانے کے اور آ گئے ہیں میر [مسجد] میں چلے مستی کے بیچ

فتنہ اوٹھے گا ورنہ نکل [گھر] سے تو شتاب بیٹھے ہیں آکے طالب دیدار بے طرح

گہہ گل ہے گاہ رنگ ہے گہ باغ [گا]ہ بو آتا نہیں نظر وہ طرحدار ایک طرح
[نہ] پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد آخر کار کیا کہا قاصد

میرے سنگ [مزار] پر فرہاد رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد

---

۵۱ کی جپ، ا. ا ۵۲ مستی مدہر دو نسخہ ۵۳ باغ کی ہے بو - کلیات صفحہ ۸۶ ،

کچھہ [ہو] رہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز — آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

جوں شمع صبحگاہی یک بار بجھ گئے ہم — اوس شعلہ جو نے ہم کو مار[ا] جلا جلا کر

کیا داغوں سے رشک باغ اے صد آفریں الفت — بہ سینہ ہم کو بھی [ایسا] ہی تھا درکار بس بہتر

کس ڈھب سے راہ عشق چلوں [ہے] یہ ڈر مجھے — پھو[ٹ]یں کہیں نہ آبلے [ٹو]ٹیں کہیں نہ خار

قیامت تھا سما اوس خشمگیں پر — کہ تلوار[یں سی چلیں] ابرو کی چیں پر

یہ عشق بے اجل کش ہے بس اے دل اب توکل کر — اگر یہ جاں جاتی ہے چلی لیکن [تغافل] کر
گداز عاشقی کا میر کے شب ذکر آیا تھا — جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہوگئی گھل [کر]

خاک دل پر ہے چشم صد خوباں — کیا کروں ایک انار و صد بیمار

مر رہے کہیں اے میر جا [سرگشتہ پھرا] تا کجا — ظالم کسو کا سن کہا کوئی گھڑی آ[را]م کر

ضعف باہک کھنچا کہ صورت گر — رہ گئے ہاتھ میں قلم لے کر
میر صاحب ہی چوکے اے بدعہد — ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر

کم گو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہ ہو گیا — اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر

چلو میں اوسکے [مرا] لہو تھا سو پی چوکا — اوڑ[تا] نہیں ہے طائر رنگ حنا ہنوز

دل جلوں پر روتے ہیں جسکو ہے کچھ سوز و گداز　　شمع رکھتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز

ہے پریشاں دشت میں کس کا غبار ناتواں　　گرد کچھ گستاخ آتی ہے چلی محمل کے پاس]

سب سے آپنے [ملنا] لکھتے ہیں خوباں اختلاط　　ہوتے ہیں یہ لوگ بھی کتنے پریشاں اختلاط
شیخ پیچھ خوب ہے بہشت کا باب　　جا ٹینگے گر وفا کرے گا دماغ
ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ [دروغ]　　کہاں دماغ ہمیں اسقدر [درد] غ دروغ

کس نے [لیا ہے تم سے مچلکہ] کہ دادو [و]　　ٹک کان [ہی رکھا] کرو فریاد کی طرف

[محبت] سے ستائد کہ دی دل کو آگ　　دھواں سا ہے کچھ اس نگر کی طرف

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شور جہاں　　[سب کی] آواز کے پردے میں سخن ساز ہے ایک

[نقا] ش کیوں کے کھینچ چوکا تو شبیہ یار　　کھینچوں ہوں ایک ناز ہی اوسکے ہیں اب تلک

اللہ رے عندلیب کی آواز د [ل خرا] اش　　دل ہی نکل گیا جو کہا اونے ہائے گل

[ملنے] کی رات داخل ایام کیا نہیں　　برسوں ہوئے کہاں تئیں اے یار آج [کل]
گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم　　لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم

نقد [دل چھوڑتے نہیں] جواں　　[اس پہ] گو [یا] کہ قرض کھاتے ہیں

ورق ۳۱۷

بے کلی بے خودی کچھہ آج نہیں ایک مدت سے [وہ مزا]ج نہیں

[اسطرح دل گیا] کہ اب تک ہم بیٹھے روتے ہیں ہاتھ ملتے ہیں
ایک بیمار جدائی [ہوں] میں آپ ہی تیسر پوچھنے وا[لے] جدا جان کو کھا جاتے ہیں

پھاڑا ہزار جاں سے گریبان صبر میر کیا کہہ گئی نسیم سحر گل کے کاں میں

بو زبوں شکار تو تھا ولے میر صید گہ میں تیرے خوں سے ہے حنائی کف پائے صید سدا
بارہا وعد[وں] کی راہیں [آئیا]ں طالعوں نے صبح کر دکھلائیاں
آنکھوں نے میر صاحب و قبلہ ورم کیا حضرت بکا کیا نہ [کرو[1]] رات کے تئیں

نوحہ بہ میرے عندلیب [نالے کو اپنے] سر بہ کر بات میں بات [عیب ہے] میں سب تجھے کہا نہیں

[جنو]ں میرے کی باتیں دشت اور گلشن [میں] جب چلیاں نہ چوب گل نے دم مارا نہ جھڑیاں بید کی [ہ]لیاں
گریباں شور محشر کا اوڑے گا دھجیاں ہو کر فغاں پر ناز کرتا ہوں کہ بل سے تیری ہتھ بلیاں
[دوانہ] ہو گیا ہے میر آخر ریختہ کہہ کہہ نہ کہتا تھا میں اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

[یو] ہی حیران و خفا جوں غنچۂ تصویر ہوں عمر گذر[ر]ی پر نہ جانا [کس لئے دلگیر ہو]ں
گذر جان سے اور ڈر کچھ نہیں رہ عشق میں پھر خطر کچھ نہیں
فلک نے گر کیا رخصت مجھے سیر بیاباں کو نکالا سر سے جاے مو مرے خار مغیلاں کو

ہیں یہہ بد محسوں گردش گردون گرداں نے بنایا ہے تحیر کیا جانئے کس مو پریشاں [کو]

---

[1] 'کروں'، نسخۂ اصل'

نسیم مصر کب آئی سواد شہر کنعاں کو کہ پھر جھولی [نہ] یہاں سے لیگئی گلہائے حرماں کو
زبان نوحہ گر ہو نہیں [قضا] نے [کیا ملایا] تھا مری طینت میں یارب سو وہ دل ہائے نالاں کو
صدائے آہ جیسے تیر جی کے پار ہوتی ہے کسی بیدرد نے کھینچا کسو کے دل کے پیکاں کو
تری ہی جستجو میں گم ہوا ہے کہہ کہاں کھویا جگر خوں گشتہ دل آزردہ میر [اوس] خانہ ویراں کو

چاہوں تو بھر کے کولی اوٹھا لوں ابھی تمہیں کیسے ہی بھاری ہو [مرے آگے] تو پھول ہو

آ [را] م ہو جو کام مرے جسم زار کو [رکھے خدا] جہاں میں دل بے قرار کو
کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو
اچھی لگے ہے [پیا] رے گلگشت باغ کسکو صحبت رکھے گلوں سے اتنا دماغ کس کو

گل ہو آئینہ ہو مہتاب ہو خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو اد [ا] کھتا ہو

بکھر رہی ہیں مونہہ پہ زلفیں آنکھ نہیں کھل سکتی ہے [کیوں] کے [چھپیے] متواری شب حب ایسے راتے ماتے ہو

دل [صاف ہو تو] جلوہ گہہ یار کیوں نہ ہو آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو

رات ساری تو کٹی سنتے پریشاں گوئی میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

[نور نظر کو کھو کے بس سوؤں گا] دیکھیو [دل] پھر [رہا] ہے [خوب ہی روؤنگا دیکھیو]
عشق کی مر[گ] ابتدائی لو جو نہ مانو تو انتہائی لو]
فاتحہ کو نہ آیا بعد مرگ میر کے یار کی طرح دیکھو

لہ پھری۔ کلیات ص۱۶۲،

ورق ۳۱۸

[کھویا] ہمارے ہات سے آئینہ نے اوسے　　[۱] لیسا جو پاوے آپ کو [مغرور] کیوں نہ ہو
ہردم وہ ستوح دست بشمشیر کیوں نہ ہو　　[کچھ ہم نے کی] ہے ایسی ہی تقصیر کیوں نہ ہو
ہووے ہزار [وحشت] اوسے تو بھی یار ہے　　اغیار میرے سا [کُو] جو ہو میرؔ کیوں نہ ہو

جو میں نہ ہوں تو کرو ترک [نار] کرنے کو　　کوئی تو چاہیئے جی بھی [نیاز] کرنے کو

---

[۱] ہیتو نقاب موتہہ پہ لے ظالم کہ ستب ہوئی　　شر [مندہ] سارے دل تو [کسا] آفتاب کو
کہنے سے میرؔ اور بھی ہوتا ہے مضطرب　　سمجھاؤں [کبتک اس] دل خانہ خراب کو

اوس کی طرز نگاہ مت [پوچھو]　　جی ہی جانے ہے آہ مت پو[چھو]

جگر لوہو کو ترسے ہے [میں سچ کہتا] ہوں دل خستہ　　دلیل اسکی نمایاں ہے میری آنکھیں ہیں خوں [بستہ]
[میرؔ] سے آگے نہیں ہستا تو آ ایک صلح کرتا ہوں　　بھلا روؤں میں دو دریا تبسم کر تو یک [پستہ]

میں تو چپ ہوں وہ ہونٹ چاٹے ہے　　کیا کہوں ریجھنے کی جا ہے یہ

[روسپیدی] ہے نقاب رخ شور مستی　　ریش قاضی کے سبب پنبہ دہاں [ہے] شیشہ
جھک گیا دیکھ کے میں میرؔ اسے مجلس میں　　چشم بد دور طرحدار جواں ہے شیشہ

کل بے تکلفی میں لطف اوس بدن کا دیکھا　　نکلا نہ پڑ قبا سے اسے گل بس اب ڈھکا رہ
کہتے ہیں اوسکے تو موتہہ لگا ہے　　یوں ہی ہو یا رب جوں ہے [یہہ] افواہ
کیا کیا نہ ریجھیں تم نے بچپنائیں　　اچھا رجھایا اے مہر با [ن واہ]

---

۱ ازکلیات ص ۱۶　　۲ کلیات ص ۱۷۱　　۳ ازکلیات ص ۱۷۵　　۴ بچپنائیں - کلیات ص ۱۷۴

کس گنہ کا ہے پس از مرگ یہ عذر جانسوز
پاؤوں پر شمع کے [پاٹتے] ہیں سر پروانہ

درمیاں ایسا نہیں ہے آئینہ
میری اوسکی اب صفائی ہو چکی
آج پھر تھا بے حمیت میر واں
کل لڑائی [سی] لڑائی ہو چکی

کل کہتے ہیں تیرا سا دہن ہے
سنا کر تو کہ یہ بھی ایک سخن ہے

نہیں خالی اثر سے تصفیہ د[ل کا] محبت میں
کہ آئینے کو ربط خا[ص] ہے صاحب جمالوں سے
[رگ گل کوئی کہتا] ہے کوئی اے میر مو اوسکو
[کمر] اوس شوخ کی بندہ ہی نہیں [آن] خونس [حیا کو] سے

دل دو ہو میر صاحب اوس بدمعاش کو تم
خاطر تو [جمع] کر لو ٹک قول سے قسم سے

عشاق [پیر جو] وہ صف مژگاں پھری تو میر
جوں اشک کتنے چو گئے کتنے ٹپک گئے

میرے لب پہ رکھ کان آواز سن
کہ اب تک بھی ایک ناتواں [آہ ہے]

دم مرگ دشوار دی جان اونے
مگر میر کو آرزو تھی [کسو کی]

فلک اے کاش ہم کو خاک ہی رکھتا کہ اسمیں ہم
غبار راہ ہوتے [یا کسو کے] خاک پا ہوتے
کہیں جو کچھ ملامت گر بجا ہے میر کیا جانے
انہیں معلوم تب ہوتا کہ ویسے سے جدا ہوتے

جائے روغن دیا کرے ہے عشق
خون [بلبل چراغ] میں گل کے

ورق ۳۱۹

---

۵۱ از کلیات ص ۱۷۶ ۵۲ 'ب' کلیات ۵۳ کلیات ص ۱۷۹

دل کس قدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر — [آئی جو با]ت لب پہ سو فریاد ہو گئی

اچھا لگا ہے شائد آنکھوں میں [یار اپنا — آئینہ] دیکھکر جو حیران ہو رہا ہے

میں جو بولا کہا کہ یہ آواز — [ا]وسی خانہ خراب کی سی ہے
آتش غم میں دل بھنا شائد — دیر سے بو کباب کی سی ہے
میر اون نیم باز آنکھوں میں — ساری مستی شراب [کی] سی ہے

اوس کی شمشیر تیز سے ہمدم — مر رہیں گے جو زندگانی ہے

اب ظلم ہے اس خاطر تا غیر بھلا مانے — بس [ہم نہ برا مانیں] تو کون برا مانے
بے طاقتی دل نے رسوا ہی کیا ہم کو — [پر میر فقیر]وں کی یہاں کون صدا مانے

وصل کے دن کی آرزو ہی [ر]ہی — شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
زور زر کچھ نہ تھا تو بارے میر — کس بھروسے [پہ آشنا]ئی کی

عاقبت فرہاد مر کر کام اپنا کر گیا — آدمی ہووے کسو پیشے کا جراۃ چاہیے

آہ میری [زبان] پر آئی — پھر بلا آسمان پر آئی

اپنے بھی جی [میں آخر] انصاف کر کہ کب تک — تو یہ ستم کرے گا ہم درگذر کریں [گے]
اب چا[ند بھی] لگا ہے تیرے سے جلوے کرنے — ستہا ہے ماہ چندے تجھکو چھپا رکھیں گے

حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش
رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے

کل میر نے کیا کیا کی مے [کے] لیئے بیتابی
آخر کو گرو رکھا [سجا] دۂ محرابی

ہمیں غش آگیا تھا وہ بدن دیکھ
بڑی کل بل ٹلی [ہے جان] پر سے]
لیا دل اوس مخطط رو نے میرا
اوٹھالوں میں اوسے [قرآن پر سے]

سرمے سے ایسی آنکھیں تمہاری لگیں نہیں
احوال پر ہمارے تمہیں [کب] نگاہ ہے

اب سے یوں کیجے مقرر اوٹھیے جب کہار سے
وادی مجنوں پہ بھی اے ابر ایک دم رو دیئے

یکسو کشادہ [روئی] پہ چیں نہیں جبیں بھی
ہم چھوڑی مہر اوسکی کاش [اوسکو ہوتے کہیں] بھی

خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کی طاقت [کی
نگاہ چشم] ادیہر تو نے کی قیامت کی

کس پاس جاکے بیٹھو [ں خرابی] میں ہاے میں
مجنوں کی موت کیسی شتابی سے آگئی
سودا جو اوسکے سر سے گیا زلف یار کا
تو تو بڑی ہی میر کے [سر سے بلا] گئی

گلا [ہی] جفا کا سن کے مت آزردہ ہو ظالم
نہیں تہمت ہے تجھپر تو جفا کاری کو کیا جا[نے]
ترا ابرام اوسکی سا[دگی پر] میر مانا ہیں
بھلا ایسا ہی ناداں ہے وہ عیا[ری کو کیا جانے]

کہہ حدیث آنکی اوسکے جو کیا شادی مرگ
نامہ بر [کیا چلی] تھی ہم کو خبر کرنے کی

[برقع] کو اوٹھا چہرے سے وہ بت [اگر] آوے — اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

ورق ۳۲

[اے ناقۂ لیلےٰ] دو قدم راہ غلط کر — مجنون زخود [رفتہ] کبھو راہ پر آوے

[نہ پوچھ کچھ] لب تر ساغر کی کیفیت — کہوں تو دختر رز کی [جل] جاوے

نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب — مبادا [آہ] کرے سب جہان جل جاوے

کرے ہے خندۂ دنداں نما [تو] میں بھی روؤں گا — چمکتی رو رہ بجلی ہے مقرر آج باراں ہے

چلا ہے کھینچنے تصویر میرے بت کی آج — خدا کے واسطے [صو]رت تو دکھوائی کی

ابھی ایک عمر رونا ہے نہ کھو و اشک [اے آنکھو] — کرو [کچھ] سوجھنا ایسا تو بہتر ہے کہ دبا ہے

مال [کھلے وہ شب کو شانہ] بستر خواب پہ سوتا تھا — [آ]ئی نسیم صبح جو ادھر پھیلا [عنبر] سارا ہے

جسکو پہلو سے یار اوٹھتا [ہے] — درد بے اختیار [اوٹھتا] ہے

اب تلک بھی مزار مجنوں سے — ناتواں سا غبار [اوٹھتا] [ہے]

لاعلاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارہ گی — کیجیے کیا میر صاحب بندگی بےچارہ گی

طاقت نہیں ہے جی میں [نے] اب جگر رہا ہے — پھر دل ستم رسیدہ ایک ظلم کر رہا ہے

مارا ہے [کس کو ظالم اس] بے سلیقگی سے — دامن تمام تیرا لوہو سے بھر رہا ہے

[پہنچا] تھا تیغ کھینچے مجھ تک جو بولے دشمن — کیا مارتے ہو اسکو یہ آپ مر رہا ہے

چل ہمنشین دیکھیں آوارہ میر کو ٹک — خانہ خراب وہ بھی آج اپنے گھر رہا ہے

سلہ کذا

تا چند تیرے غم میں یوں زار رہا [کیجے]   ا[مید] عیادۃ پر بیمار رہا کیجے
دل جاؤ تو اب جاؤ [خو]ں] ہو لو [جگر] ہو ٹے   ایک جان ہے کس کس کے غمخوار رہا کیجے

ذوق [جراحت] اوسکا کس کو نہیں ہے لیکن   سخت اوسکے جسکو اونے تیغ [جفا] لگائی
بالعکس آج اوس کے سارے سلوک دیکھے   کیا جا[نے د] شمنوں نے [کل] اوسے کیا لگائی

دل عجب جائے ہے ولیکن مفت   ہات سے یہ مکان جاتا ہے

نالے کا آج دل سے [پھر] لب تلک گذر ہے   [ٹک گوش] رکھو ادھر ساتھ اسکے کچھ خبر ہے
صید افگنو[ں] ہمارے دلکو [جگر کو دیکھو   ایک تیر کا ہدف ہے ایک تیغ کا سپر [ہے]

اوسکے چلنے کی آن کا بے حال   مدتوں میں بحال آتا [ہے]

سر مار سنگ سے مردانہ جی دیا   فرہاد کے جہان سے جا[نیکو عشق ہے]

جب سے اوس بے وفا نے بال رکھے   صید [بندوں] نے جال ڈال [رکھے]
ہاتھ کیا آوے وہ کمر سے ہیچ   یوں کوئی جی میں کچھ [خیال رکھے]

دلی کے سبھی کوچے اوراق مصور تھے   [جو شکل] نظر آ[ئی تصویر] نظر آئی

شب گئے تھے باغ میں ہم ظلم کے مارے [ہوئے]   [جان کو] اپنی گل و مہتاب انگارے ہوئے
پیار کرنے کا جو خوباں [ہم پہ] رکھتے ہیں گناہ   اون سے بھی تو پوچھیے تم [اتنے] کیوں پیارے ہوئے
لیتے [کروٹ] ہل [گئے] جو کان کے موتی تیرے   شرم سے [سر و] ر گریباں صبح کے تارے [ہوئے]

سلہ کذا در ہر دو نسخہ

بہت سعی کریے تو مر رہیئے میر   بس اپنا تو اتنا ہی [مقدور] ہے

زخموں پہ زخم جھیلے داغوں پہ داغ کھائے   ایک [قطرہ] خوں دل نے کیا کیا ستم [اٹھائے]

یاقوت کوئی [ان کو کہے ہے] کوئی [گلبرگ]   ٹک تو بھی ہلا ہونٹ کہ ایک بات ٹھہر جائے

شوق تھا جو [پھرکے] کوچے میں ہمیں لایا تھا میر   پاؤں میں طاقت [کہاں اتنی] کہ پھر گھر جائیے

میر صاحب گیا ہے دل تب سے   میں [تو کچھ ہو گیا] ہوں سودائی

ٹک تمہارے ہونٹ کے ہلنے [میں یہاں] تھا ہے کام   اتنی اونی بات گر ہووے تو مانا کیجیے

[بھنتے] ہیں دل ایک حباب سکھتے ہیں جگر یکسو   ہے مجلس مشتاقاں [دوکان] کبابی کی

طاقت نہیں ہے جی میں سے دل بچا رہا ہے   کیا ناز کر رہے [ہو] اب ہم میں کیا رہا ہے

اب خدا مغفرت [نصیب] کرے   صبر مرحوم تھا عجب کوئی

رونے کی ہے جا کہ آہ [کر لیے]   پھر دل میں ترے اثر نہ ہووے

چھن گیا سینہ بھی کلیجا بھی   [یار کے تیر جان لیجا بھی]
کیوں تیری موت آئی ہے اے غیر   سامنے [سے میرے یہ جا بھی]

---

۵۱ از کلیات ص۱۲

گھبرا نہ میر عشق میں اس سہل زیست پر [جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار] مر گئے

رکا جاتا ہے جی اندر ہی اندر آج گرمی سے بلا سے چاک بھی ہو جاوے سینہ تک ہوا آوے
ہمارے دل میں آنے کا تکلف اوسکو بیجا ہے یہ دولتخانہ ہے [اوسکا وہ] جب چاہے چلا آوے

ہم زمزمہ تو ہوگی مجھ نالہ کش [سے چپ رہ] اے عندلیب گلشن تیرا لب و دہاں ہے

پھر طرح جو کچھ [او] سنے دعوے کی سی ڈالی ہے کیا تازہ کوئی گل نے اب شاخ [نکالی ہے]
دو گام کے چلنے میں پامال ہوا عالم کچھ [سا]ری خدائی سے یہ [چال] نرالی ہے

ناز چمن وہی ہے بلبل سے گو خزاں ہے [ٹہنی جو] زرد بھی ہے سو شاخ زعفراں ہے
باغ و بہار [ہے وہ میں کشت] زعفراں ہوں جو لطف ایک اودھر ہے تو یہاں بھی [ایک ساں ہے]
از خویش رفتہ [اوس] بن رہتا ہے میر اکثر کرتے ہو بات [کسے وہ] آپ میں کہاں ہے

آتش کے شعلے سر سے ہمار[ے گذر گئے] بس اے تپ فراق کہ گرمی سے مر گئے

کسکو ہے آرزوے رفا[قت] فراق میں ایسا تو ہو کہ کوئی گھڑی جی سنبھل سکے

[کیا] غم میں ایسے خاک فتادہ سے ہو سکے دامن پکڑ کے یا[ر کا جو تک نہ] سو سکے

طرف ہونا مرا مشکل [ہے میر اس شعر کے فن میں] یوں ہی سودا کبھی ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے]

[روز] آنے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف عمر بھر ایک [ملاقات چلی جاتی ہے]

ورق ۳۲۳

[خرقہ] مندیل رو امست لیے جاتے ہیں   تسبیح کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

[کب تلک جی] رکے خفا ہوئے   آہ کرلے کہ ٹک ہوا ہووے
جی [ٹھہر جا] ے یا ہوا ہوئے   دیکھیے ہوتے ہوتے کیا ہوئے
بیکلی مارے ڈالتی ہے نسیم   دیکھیے اب کے سال کیا ہوئے
مر گئے ہم تو مر گئے تو جی   دل گرفتہ ترا] ہی بلا ہوئے

پہنچا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر   اسپر بھی جی میں آوے تو دل کو لگائیے

نہیں وسواس جی [گنو] انے کا   ہائے [رے] ذوق د[ل] لگانے کا

اس شوق کو [ٹک دیکھ] کہ چشم نگراں ہے   جو زخم جگر میر کا ناسور ہوا ہے

[بسکہ تیرا ہوا] بلا گرداں   سر کو میرے دوار رہتا ہے
ہر گھڑی [رنجش] ایسی باتوں میں   کوئی اخلاص پیار رہتا ہے
دل کو گوہات [ہیں] رکھو [اب] ہم   کوئی یہ بیقرار رہتا ہے
کیوں نہ ہووے عزیز [دلہا میر]   کس کے کوچے میں خوار رہتا ہے

طفلی سے ہوئے پیر [گیا عہد جوانی   ]اے عمر گذشتہ میں تیری قدر نہ جانی

آتی ہے مجھے [ایک طلب بوسہ میں] یہ آن   [لکنت] میں اولجھ جاکے تجھے بات نہ [آئی] [1]

---

[1] ازکلیات،

آج ہر بے قرار ہیں ہم بھی ——— بیٹھ جا چلنے ہار ہیں ہم بھی
منع گریہ نہ کر تو اے ناصح ——— اسمیں بے اختیار ہیں ہم بھی
میر نام اک جواں سنا ہوگا ——— اوسی عاشق کے یار ہیں ہم بھی

آہ ان خوش قامتوں کو کیوں کے بر میں لائیے ——— جنکے ہاتھوں سے قیامت [پر بھی] عرصہ تنگ ہے
صبر بھی کرتے بلا پر میر صاحب جی کبھو ——— [جب نہ تب] رونا ہی کڑھنا یہ بھی کوئی ڈھنگ ہے

فقیرانہ آ[ئے صدا] کر چلے ——— کہ [میا]ں[1] خوش رہو ہم دعا کر چلے

برقع اوٹھتے ہی چاند سا نکلا ——— داغ ہوں اوسکی بے حجابی سے

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہمنے ——— اس گریبان [ہی سے] ہاتھ اوٹھایا ہم نے

ہے جو اندھیر شہر میں [خور]شید ——— د[ن کو] لیکر چراغ نکلے[2] ہے

کرو توکل کہ[3] عاشقی میں نہ یوں کروگے تو کیا کروگے ——— ا[لم جو یہ ہے] تو دردمندو کہاں تلک تم دوا کروگے
غم محبت سے میر [صاحب بتنگ] ہوں میں فقیر ہو تم ——— جو وقت ہوگا کبھو مساعد تو [میرے حق میں] دعا کروگے

مرنے کی کیا میر جی صاحب ہمکو ہوس بھی کیا [کہیے] ——— جی سے ہاتھ اوٹھا بیٹھے گئے پر [و]ے دل نہ اوٹھائے گئے

کیا خدا لکھوں میں رونے سے فرصت نہیں رہی ——— [لکھتا ہوں تو بھرے ہے] کتنا بہت بہی بہی

۱؎ میاں ، و ——— ۲؎ نکلا ، ، ——— ۳؎ 'یہ' دراصل

کلاہ کج سے ہر غنچے [کی] پیدا ہے گلستاں میں] کہ گویا اس چمن [میں] دلبران لا ابالی تھے

تری زلف [سیہ کی] یاد میں آنسو چمکتے ہیں اندھیری رات [ہے] برسات ہے جگنو چمکتے [ہیں]

میر پھر کبھو سر گذشت اپنی بارے [یہ کبھو] مزاج تو خوش ہے

[ترے فرا]ق میں کچھ کھا کے سو رہوں گا میں تو کس خیال میں ہے تجکو کچھ خبر [بھی ہے]

رق ۳۲۳

میں گریباں پھاڑتا ہوں وہ سلا دیتا ہے میر خوش نہیں [آتی] نصیحت گر کی غمخواری مجھے

کیا گردن ہلال ابھی سے ڈھلک گئی ا[برو] تو یک طرف ملک اوسکی نہیں ہلی

مصرع زلف کا نہ نکلا پیچ شاعروں نے بھی فکر کر دیکھی

اونے دیکھا جو اوٹھکے سوتے سے اوڑ گئے آئنے کے [طوطے سے]

دیکھتا ہوں تو کام میرا میر اول عشق [ہی میں آ] خر ہے

ر[اہ] آنسو[ؤں] کی کب تلک تکیے خون دل ہی کا اب [مزہ چکھیے]
بید سا کانپتا ہے وقت مرگ میر کو رکھیو مجنوں کے تکیے

[چلی جاتی] ہے نکلی جان ہی ندر کیا کیجے مداوا سے مرض گذرا کہو اب میر کیا کیجے

بیر نہیں میر تم تمام خدا ہو جواں ‏ ‏ کا ہلی اللہ رے کچھ تو کیا چاہیئے

قطعہ

شیخ اور برہمن کی تو ضد سے ‏ ‏ کعبہ [و دیر] میں نہ جائے گا
[اینٹ] ٹیڑھا [اینٹ] کی جدی مسجد ‏ ‏ کسی ویرانے میں بنائے گا

دیگر

واجب [القتل اسقدر] تو ہوں ‏ ‏ کہ مجھے دیکھ کر کہے سے پکار
پھر تو آیا نہ سامنے میر [ے] ‏ ‏ لائیو [میاں] میری سپر تلوار

دیگر

میں یہ کہتا تھا کہ دل جنے لیا کون ہے وہ ‏ ‏ یک بیک بول اوٹھا اس [طرف] آئیں ہی ہوں
جب کہا میں نے [کہ تو] ہی ہے تو پھر کہنے لگا ‏ ‏ کیا کرے گا تو مرا دیکھوں تو جا میں ہی ہوں

[دیگر]

گر ساتھ لے گرا[۵۱] [تو دل] مضطرب کو میر ‏ ‏ آرام ہو چکا مرے اس[۵۲] جسم زار کو
جیتے جی فکر خوب ہے ورنہ [یہ بد] بلا ‏ ‏ رکھے گی حشر تک نہ و بالا مزار کو

دیگر

جس راہ ہو کے آج میں پہنچا ہوں تجھ تلک ‏ ‏ کافر کا بھی گذا [را الہٰی] اودھر نہ ہو
یکجا نہ دیکھی آنکھوں سے ایسی تمام راہ ‏ ‏ جسمیں [بجائے نقش] قدم چشم تر نہ ہو

دیگر

چلتا ہے رہ عشق ہے اسیر بھی تو چل[۵۳] تو ‏ ‏ پر ایک قدم چل[۵۴] کہیں زنہار نہ ہووے
صحرائے محبت میں قدم دیکھ کے رکھ میر ‏ ‏ یہ سیر سر کوچہ و بازار نہ ہووے

دیگر

جھنک کڑی اوٹھائی گئی ہم کڑے رہے ‏ ‏ ایک [ایک] سخت بات پہ برسوں [لڑے] رہے
اب کیا کریں [نہ صبر] ہے د[ل کو نہ] جی کو تاب ‏ ‏ کل [اوس گلی میں] آٹھ پہر غش پڑے رہے

---

۵۱ ؎ کلیات 'گھر' 'در بدر' نسخہ ۵۲ ؎ ترے جسم زار او 'نزار مشت غبار' کلیات ۵۳ ؎ 'چلے' کلیات ۵۴ ؎ 'میں' کلیات

دیگر

میں کہا میر جا[ں] بلب ہے شوخ — تو نے کوئی خبر کو بھیجا بھی
کہنے لا[گا] نہ واہی بک [اتنا — کیوں ہوا] ہے سڑی ابے جا بھی

دیگر

تربت میر پر ہیں اہل سخن — ہر طرف حرف ہے حکائت ہے
تو بھی تقریب فاتحہ سے چل — [بخدا واجب] الزیارت ہے

دیگر

ایک شخص مجھی سا تھا کہ [تجھ سے] [یہ تھا] عاشق — وہ اوس کی وفا [پیشگی] وہ اوس کی جوانی
یہ کہہ [کے میں] رویا تو کہا جانے دے اے میر — سنتا نہیں میں ظلم رسیدوں [کی] کہانی

رباعی

محشر میں اگر یہ آتشیں دم ہوگا — ہنگا[مہ سب] ایک لپٹ میں برہم ہوگا
تکلیف [بہشت] کاش مجکو نہ کر[یں] — ورنہ وہ باغ بھی جہنم ہوگا

دیگر

[ہر رو] ز نیا ایک تماشا دیکھا — ہر کوچے میں سو [جو] ان رعنا دیکھا
دلی تھی طلسمات کہ ہر جاگہ میر — ان آنکھوں [سے آہ] ہمنے کیا کیا دیکھا

دیگر

تا چند تلف میر حیا سے ہوگا — شایستہ [صد] ستم وفا سے ہوگا
کر ترک ملاقات بتاں کعبے چل — اتنے ہوگا ثواب خدا سے ہوگا

دیگر

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا — میخانے میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
اک گوشۂ عافیت جہاں میں ہمنے — [دیکھا تو محلۂ] خمو[شاں دیکھا]

ورق ۳۲۴

سلہ ، رکلیات ،

دیگر

اعلب ہے وہ [غم] کا مار [کھیے گا] بہتر
[موںہہ] دیکھ کہ [ستکل مار] کھیے گا مہتر

بیٹھا ہے سائے اوس کی حسے [سم] ہبکوں
[تھا] اس بہت حما [رکھیے گا] مت

دیگر

تسبیح کو [راتد] اس سنبھالا ہم لے
حرقہ برسوں گلے میں ڈالا ہم نے

اب آخر عمر [مرشے کی خاطر]
سجادہ گرو رکھنے [نکالا] ہم نے

دیگر

اب سحر کی [گلشوں میں جو ہم] ہوئے ہیں
مونہہ خوں جگر سے دمبدم دھوتے ہیں

[یعنی کہ ہر اک جائے یہ] جوں [ابر] بہار
عالم عالم جہاں جہاں روتے ہیں

[دیگر]

[بس سرص] وہوا سے میر [اب] تم بھاگو
غفلت کب تک کہے ہمارے [لاگو]

[جلنے] سے خبر دے ہے سفیدی مو کی
یعنی کہ ہوئی ہے صبح اب تو [جاگو]

دیگر

[ایک مرتبہ دل] پہ اضطرابی آئی
یعنی کہ اجل مری سمائی آئی

نکھرا تھا [تا] ہے ناتوانی سے جی
ساتنق نہ ہوسے کہ اک جدائی آئی

[دیگر]

کو عمر [کہ اب] فکر امری کیجے
بن آوے تو اندیشہ سری کیجے

آگے مرنے سے خاک ہیچ اے میر
یعنی کہ کوئی روز فقیری کیجے

میرن

عبرا میرن سبزواری کہ [منا] قـ می گوئد [و محاب] خود از [ن] عمل نبک می جوئد و اشعار رطب و

سلہ از کلیات ص ۷۹ سلہ از کلیات سلہ کلیات ص ۹۵ سلہ 'کرے' در ہر سہ مصرع - کلیات

باس وصحیح وغلط دار [د] اما نظر بر [مناقب] گوئی حساب ولایت مآب مرتضویہ علیہ السلام وکرم اللہ وجہہ ہمہ صحیح [بلکہ] اصح است تخلص دو کس بمن رسیدہ

مسرت (۱)

اول

زبدہ صوفیان زمان حضرت میرجہان قدس سرہ جناب کرامت مآب حضرت انسان جامع علوم شریعہ حاوی شئون صوفیہ واقف اسرار غیبی آگاہ رموز لاریبی مجمع کمالات وہبی وکسبی مستجمع صفات شعری وکتبی [بہر] رشتہ مقصد وار نے نظر شہباز بلند پر وار فضاے قدس بہشت [ا] رکھتا ہے معمار اس بود شعرے فارسی خواہ ریختہ گاہ گاہ ارخاطر فیض آثر ایشان می تراود سراپا معرفت [و درایت بود] و سخنے کہ گاہے از زبان کرامت بیان ایشان با اصول شاعری بر می آمد مکسر براہ حد احل واعلیٰ دلالت [وہدایت] می فرمود چار شعر از آن مغز فتوحات وفصوص یمنا وتبرکا [می نگارم قدس] سرہ ؎

لے عرش سے تا خاک اد ماسوے دل بھر امس [جو آئے ہیں] لکھا تھا سو ہیں وہی لکھا ہیں

[درد[1] دیدہ و دل من تم سے وطن کیا ہے / ہر ماسوائے خود را سروں زمن کیا ہے
زہد و فقر قناعت سے تو سر رہ ما / حرص وہواے دنیا زیر کفن کیا ہے
ہر کسی دل خود حق را انسان مرگ / قربان[2] بر سر او ہم جان و تن کیا ہے]

ورق ۵

دوم

میر عسکری سلمہ بہ وسے جوانے است از دودمان نجابت وخاندان شرافت سعادت نشان شیریں زبان خوش طبع نیک کردار مزاج دوست با کبرہ گفتار درست بیان خوش گو شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثنا [ء اللہ] خان فراق اس [دوازدہ] بیت او راست ؎

ہم دل جلوں کے بریں و[ہ] سعاہ جو نہ آیا / آ [را] م جی کو اسے یار و کبھو نہ [آیا]
کہیے نہ تھے سمجھے [ہم زندو] ں کے پاس سے جا / تو [بیچ] ہو کے آخر سے آمر [و] نہ آیا

---

[1] یہ تین شعر نسخہ اصل میں درج نہیں ہیں۔ اکی جگہ چھوٹی ہوئی ہے [2] قربان (؟)

[یارا] سطرح سے آ مرے گلے سے لپٹا — ہو گئے [یا] سک [سے] بس دیکھکے اعماز [حل]
اس روش سے وہ گیا سیر چمن کو [ہمدم] — ہو گئے دیکھ اوسے یہ گل و گلدار خجل
رور لیا ہے [قدم آں کے میرے] مرتن — اسی باتوں سے ہو ہمارے سری بیزار [حل]

نہ آ [یا] نظر وہ پیارا ہمیں — ستانے لگا دل ہمارا [ہمیں]
نہ آرام سب کو نہ دل کو [قرار] — غرض تیری فرقت نے [مارا ہمیں]

دیکھ مری سقش کو روکے نہ بولا طبیب — گھبرلیا ہے اسے عشق کے آزار نے
جالی کی انگیا تیری دیکھ کے رشک پری — ہاتھ ملے طرح محرم اسرار [ہے]
حرج تو مرتن ترے درپے آزار تھا — تجکو بچایا بہت حیدر کرار نے

قطعہ

ستہ تنگ ہمیں ہووے ہے جس دم مرتن — کیا کہیں شکل ہم اپنے دل ستانے کی
گھر میں لونگوں کے دھسے جاتے ہیں پرلے وسواس — نہ حبر ہم کو زنانے کی نہ مردانے کی

حرف النون

درطے اس حرف دکرسی شاعر کہ مہملہ آں سہ کس نامی و دو عزیز نادر و دو مرد نتار و دو شاعر مدم و دو سخن گو ضیبر [و دو] سخن سنج ظہیر و سہ شعرگو بیار تخلص [می کنند] اندراج یافتہ [و مجموع] اشعار ایشاں شعر است

ناجی

تخلص میر محمد شاکر مرحوم [است] وے مردے بود سجادہ پناہ مہملہ اساتذہ عہد آسودہ مہد حضرت

لے کدا در ہر دو نسخہ

[فردوس آ] رامگاه ا ار اللہ [برہانہ ومعاصراں] شاہ مبارک آبرو سپا [ہی] پیسہ سہک اندیشہ مدلے [در] سرکار دولت مدار نواب غفران مآب عمدۃ الملک امیرخان بہادر [بعزت تما] م] وحرمت نام انام نکام دل بسر می برد طبیعتش حسب رو [بہ آں و] ف مبل بایہام گوئی داشت وبیستر ہمت [خود] بآں ر[و] بہ مگماشت ایں [سال] ہزدہ صد ودو سد محمس کہ در احو[ا]ل نورس طہماسپ قلی اد [ر] ہندوستان جنت نشان و باشندگان سدن لسکر ادساسی [ستا رکینہ توزی] سران بعاق پیسہ وسپاہ آرام طلب ہر تن اندیشہ گفتہ و [اس احقر] براں دست ما فتہ رقم زدہ کلک وقائع سلک می سود منہ عفی اللہ عنہ سہ

درں ۳۳س

کس سے سپر ترے نیزہ ووں کے ماروں کا ‌ ‌ ‌ ‌ مکاں عم ہے ترے در کے بیقراروں کا

مگے اس لالچی لڑکے کو کوئی کب ملک بہلا ‌ ‌ ‌ ‌ چلی جاتی ہے مرادش کبھو نہ لا کبھو وہ لا

موروں قداوس کا شبنم کی میراں میں جب تلا ‌ ‌ ‌ ‌ طو[بی] تب اوسسے ایک قدم اوہ کسا ہوا

ماہرو جب سعد توستں ہوا ‌ ‌ ‌ ‌ ہر طرف حادثی کا جوس ہوا

تیری نگاہ کی کنزہ سے اسے کماں ابرو ‌ ‌ ‌ ‌ ہمارے سینے میں نودہ ہوا ہے تیروں کا

ترے رخسار کے پرتو سے اے سوخ ‌ ‌ ‌ ‌ ہر بجاہہ ہوا گھر آرسی کا

اگر ہو وہ بت ہندو کبھو اشناں کو ںگا ‌ ‌ ‌ ‌ تھور ہو دیکھکر جمنا [اوسے] غوطے میں جا لگا

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم ‌ ‌ ‌ ‌ لب صدف کے تر نہیں ہر چند گو [ہر میں ہے] آب

سلہ ماستاں ۱ ۱

گر سلیماں کا تخت دیں مت لے ۔۔۔ کہ سب آخر کو جا[ئے] گا برباد

بہا سستا [ہو] یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر ۔۔۔ یہ سب خرمن [ا]وسی [کے ہیں خدا] ہو جسکے پلے پر
انگوٹھی [لعل کی] کر بی قیامت آج اگر ہوتی ۔۔۔ صنموں کی آن [پہچی] لڑمو ئے وہ ایک چھلے پر

اوس رخ روشن کی جو کوئی یاد میں مشغول ہے ۔۔۔ مہر اوسکے رو[برو] وسورج مکھی کا پھول ہے

نہ ٹوکو یار کے خط [کو] رکھاتا یا منڈاتا ہے ۔۔۔ میرے نسنے کی خاطر [لطف سے] سبزی بیاتا ہے

جہاں دل بند ہو ناصح وہاں آوے حلل [کرنے] ۔۔۔ رسـ لا [ولد] ناحق گو یا [لڑ] کوں کا ما باہے

شمع کا وری ہے واقف اس دل مساف [سے] ۔۔۔ رات ہم زانو میں تھا اوس شوخ سیمیں ساں سے

بندہاے مخمس

لٹے ہوے نہ برس ہیں اوسکو بیتے [تھے] ۔۔۔ دعا کے زور سے دائی ددوں کی جیتے تھے
نثر اس گھر کی نکالے مزے سے پیتے تھے ۔۔۔ نگار و نقش میں طاہر گویا کہ چھنے تھے
گلے میں ہیکلیں بازو او پر طلا کی نال
قصا سے بچ گیا مرنا نہیں تو ٹھانا تھا ۔۔۔ کہ میں لناں کے ہاتھی او پر لدانا تھا
نہ پانی پینے کو پایا وہاں نہ کھانا تھا ۔۔۔ ملے تہی دہان جو شکر بمام جھانا تھا
نہ ظرف و مطبع و دوکاں نہ غلہ و نقال

نامی

تخلص چارکس میدانم اماںکے ازاں ہا انشاء اللہ بوالی بہ تکملہ می نگارم وازاں سہ کس ماقی

ما ی (۱)

اوّل

مرزا حبیب علی بیگ است برادر زادہ حیدر بیگ خان مرحوم مدار کار سرکار دولت مدار نواب غفران مآب وزیر الممالک آصف الدولہ یحییٰ خان بہادر ایں مطلع از واست ؎

بسکہ مدت سے ہے راہ انتظارِ یار پر   چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

ما می (۲)

دوم

میر حسام الدین حیدر موسوی خلف الصدق مرزا محمد غیاث کہ یکے از صاحب[۱] دہائے مشہورۂ ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر است عفی اللہ عنہ وے جوانے است رعنا زیبا منظر نیکو محضر شگفتہ [جبین] ظرافت آگین سخن سنج بذلہ گو نکتہ پیرا کشادہ رو گرم جوش خوش مزاج یکسر سرور سر بسر ابتہاج بہایت صاحب شعور و ہوشیار بغایت نیک طینت [وو] الاتسار اصلش از نجف[۱] اشرف و نسبش خیلے با عظمت و شرف بعضے[۲] از نیاگانش کہ از سادات رضویہ[۳] [اند مرتبہ] اعلیٰ جلیل القدر و بدرجہ قصویٰ عظیم المقدار بودند بصدارت آں بقعۂ متبرکہ عز امتیاز داشتند و بعضے از انہا کہ بفر قدوم میمنت لزوم ایشاں گلزار[جا] دید بہار ہندوستان جنت نشاں رشک روضۂ رضوان و تحیر باغ جنان گردید با رۂ عظمیٰ و سرداری کبریٰ ممتاز[زو] سرفراز گشتہ سر بگردوں بر افراشتند پدر والا قدرش در انشا پردازی ید طولے دارد و در نکتہ پیرائی و سخن آرائی دستگاہ علیائی سخنش بے سحر سخن خاص مرزایان[ا ر] ان کلامش لا کلام کلام فصاحت التیام بلغائے شیراز و اصفہان در قصید[ہ] کہ بمدح شریف الحکما رئیس الاطبا مقتدائے مفلسین پیشوائے منطقیین محور فلک فطانت عصادہ اسطرلاب متانت سرگروہ فضلائے جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہم و سلمہم ربہم الشاد فرمودہ صنائع بدائع بسیار بکار برد[ہ] و داد زبان دانی ایرانیاں دادہ در تعریف ساختہ آں اوستاد والا نژاد میگوید ؎

درق ۳۲۷

طفل یہ ماہہ اگر یک ماشہ ایں معجوں خورد   عاقر صد سالہ را صد بار آبستن کند

مختصر کلام ایں در دریائے گرامی اخی میر حسام الدین حیدر نامی آنچہ از اشعار آبدار خود مانِ ہیچمداں سراپا نقصان فرستادہ ہر یکے ازاں لولوئیست لالا و گوہرے است بے بہا دیر ماہہا با وصف درد و اندار وطرہ

۱؎ نیشاپور ا ا   ۲؎ اکثر ا.ا.   ۳؎ موسوی ا ا

سور وگداز سخندانی سخن گوحسرمسد بدوار[ ]ستمع و[ ]صف ماسحو سلے احمدار بمعرض تحسین و آفرین می رسد از انجمله گوہر ساہوار ریختہ طبع درمار آں والا تبار و بیب سلک آراستہ کلک این فقیر ہرا با تلاسرمی ستود منه سلمہ ربہ ے

اوٹھے ہی بیرے نہ دل بے تاب نہ ٹھہرا
من گرچہ لعل من بھی رہا داب نہ ٹھہرا

مرآت حقیقت ہے تو کیا خاک [ہے وہ د] ل
جو آئنہ خاطر احباب نہ ٹھہرا

میرا دل صد پارہ ہے اور آتش فرقت
کہتے ہیں غلط آگ نہ سیماب نہ ٹھہرا

طوفاں ہے کہ پانی میں بہی جاتی ہے اک خلق
رونا تو نہ اے دیدۂ پر آب نہ ٹھہرا

کیا کھیر سارے کا مجھ ہے وہ بے مہر
ایک دن بھی میرے گھر شب مہتاب نہ ٹھہرا

پڑا بھا ہمصفیر واب نہ دیکھو زیر دام اپنا
مبارک ہو تمہیں سیر چمن آخر ہے کام اپنا

چھپا سیجا ہیں بالوں سے وہ لے مہر مکھڑے کو
تہ ابر آ گیا ہے ہمنشیں ماہ تمام اپنا

گل و سنبل کی بو اب طبع کو آشفتہ کہتی ہے
شمیم زلف سے کس کے معطر ہے مشام اپنا

مے گلگوں کی خواہش تھی ہمیں اس دور میں لیکن
فلک نے بھر دیا مانند جور آتش سے جام اپنا

نہ دی چھونے کبھو زلف اوسنے مجھ خاطر پریشاں کو
رہا ابر سدا اس دل کے الجھیڑے میں کام اپنا

بہت روتا کیئے مجلس میں اہل درد سُن سُن کر
پڑھا تھا کچھ حسام الدین حیدر نے کلام اپنا

کس کے سینے کی صباحت میں ہے اندازۂ صبح
لگ کے چھاتی سے جو ہے جوڑ بند دروازۂ صبح

وہ سیہ بخت تو ہم ہیں کہ کبھی دوراں سے
چہرۂ بخت کو ہمارے نہ ملا غازۂ صبح

تابش خور سے وہ کس طرح نہ مرجھا جاوے
عارض [یار] ہے ہمرنگ گل تازۂ صبح

تھک گئے ہم تو سب ہجر میں نالے کرتے
کیوں سنا تا ہمیں مرغ سحر آوازۂ صبح

تو بہ شب کیسی تھی تو آج جو گھر سے نا می
سوئے میخانہ چلا دیکھ کے خمیازۂ صبح

ہیں اوس نہال حسن کے ہم دل [سے] بار حیف
نخل امید عشق میں لایا نہ بار حیف

موئے سیہ سفید ہوئے روزگار حیف
دیکھی نہ ہم نے صبح شب ہجر [یا] ر حیف

روتا ہوں ایک عمر سے میں زار زار آہ — دھوکا گیا نہ دل سے ترے ہر غبار حیف
وہ نو گلے ملا نہ تہ خاک لے چلے — ہم دل کے ساتھ حسرت بوس و کنار حیف
گو میں موا سحال سے ہجر میں یہ سن کر — نکلا زبان یار سے بے اختیار حیف

ق

آواز دلخراش سے ایک عندلیب زار — کل کہہ رہی تھی اے فلک بے مدار حیف
اس کا برس بھی کنج قفس میں گذر گیا — افسوس گل دریغ چمن نو بہار حیف
ناگہ تکوئی ہوس مرا دل یہ سن صدا — بولا سحال زار و بحال فگار حیف
میں نے عبث امید حصول وصال پر — برباد کی یہ زندگی مستعار حیف
پھر آہی آپ [سوچ] کے کچھ بید ہو گیا — تصویر کی کلی کی طرح سے ہزار حیف
اوسکی گلی میں آمد و رفت صبا سے آہ — آئی نہ یاد دی مری مشت غبار حیف

بعینہ ہر گھڑی ہر وقت جوں یعقوب روئے ہم — عوض اے رشک یوسف غم میں ترے خوب روئے ہم

آنسو رخوں کی قیمت عالم کو آنکتے ہیں — بازار حسن والے کیا آگ بھانکتے ہیں

نہیں کہا اوسے بارو نہ تم آٹھوں پہر دیکھو — ولے ٹک شکل اوسکی میری صورت دیکھکر دیکھو
مقابل دو نوا ون ملکو نکے ہیں جب غور کر دیکھو — جگر کا میرے دل دیکھو میرے دل کا جگر دیکھو
نہ ہر یک مژہ حوا سیدہ صد طوفاں ہیں اے مردم — سمندر کو نہ دیکھا ہو تو میری چشم تر دیکھو
کسی کو تمنے چاہا ہے کبھو یارو تو ہر ساعت — نہ سمجھاؤ مجھے ٹک اپنے دل پر ہاتھ دھر دیکھو
سا ہوں طائر تصویر گلشن کے تصور میں — قفس میں ہم صفیرو رنگ میرا آن کر دیکھو
دم آخر کر و مت چشم پوشی ایسے عاشق سے — کوئی دم کو ہوا جاتا ہے قصہ مختصر دیکھو
جنہوں کے حسن سے بزم جہاں روشن تھی اب [ہائی] — چراغ و گل نہیں لاتا انہوں کی گور پر دیکھو
کبھو رنگ حنا آگے ہر اوسکے رنگ پکڑے گا — نہ باور ہو تو اپنے ہاتھ میرے خوں میں بھر دیکھو

ورق ۳۴۸

سحر سے کوچ شاید کارواں گل کا اسے مانی — کسا ہے اپنا ہر غنچے نے اسباب سفر دیکھو

ہزار حیف کہ راہ چمن میں بھول گیا — قفس سے چھوٹ کے آیا جو اضطراب زدہ

ادھر سے آنکھیں تو موندیں ہیں پر دکھا دینگے — کبھی ہمارے بھی جو نکلے جو تحت نواب زدہ

وفور گریہ سے کیا قدر و منزلت دل کی — کسے دکھاؤں میں جاکر یہ جنس آب زدہ

سوال عشق سے میں آیا تو ہنس کے یوں بولے — بھلا لگے ہے بہت مونہہ ترا گلاب زدہ

کرینگے سایۂ جنت پہ طعن چین چین کر — گئے جو ہاں ترے کوچے سے آفتاب زدہ

رہیں نہ ضعف سے کیونکر گروں نہ پیری میں — ہوئی ہے خیمۂ تن کی ہر ایک طناب زدہ

کام اوسکو نہیں کچھ رخ نیکو سے کسی کے — وابستہ ہے جو حلقۂ گیسو سے کسی کے

دیوار سے یا سنگ سے پٹکوں تو بجا ہے — اس سر کو کبھو ربط تھا زانو سے کسی کے

کسطرح مجھے کل پڑے بستر پہ کہ کل رات — ہم پہلو تھا پہلو مرا پہلو سے کسی کے

مت غیر سے باتوں میں ہو سرگرم کہ جوں شمع — سر کٹے ہے آتش میں ہر مو سے کسی کے

کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید — لگ آئی ہے گیسوئے سمن بو سے کسی کے

کس طرح مہ عید کو رو رو کے نہ دیکھوں — مانا ہے ہلال خم ابرو سے کسی کے

کیا قطعہ موقع یہ پڑھا میں نے کل ایسا — مضطر اوسے دیکھ آتے سر کو سے کسی کے

ہو جاؤگے صورت سے خفا یہ کہوں کیونکر — سوتے ہوئے اوٹھ آئے ہو پہلو سے کسی کے

دل دھڑکے ہے مونہہ فق ہے لٹیں بکھری ہیں یکسر — تم آج نکل بھاگے ہو قابو سے کسی کے

مت دل پہ کھاؤں[۱] زخم ہوں جیسے کٹار کے — یہ پھل لاخیاں ہیں مژگان یار کے

۱؎ زخم کھاؤں ہوں ا ا

خوں آج کیا کس کا دامن کی جو زہ رہے   اب گھر میں مرے چھپ رہ ظالم یہی بہتر ہے

کثرۂ داغ عشق بدن پر اپنے نہیں کل پرسوں سے   ان پھولوں کی منڈی میں ہم بستے ہوئے ہیں برسوں سے

حبس باد سے ساحل گل رہ لپکے ہے   یاد دم سرد سے مرے وہ کمر لچکے ہے

سیوم

نامی ۳۱

لالہ سٹھی لال وے کائستھ زادہ ایست از حضرت دہلی خوش اختلاط بسیار ارتباط در ابتدا شعر خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذرانید بعد ازاں کہ میر موصوم رحلت سفر برسنہ مدار سر فیہ رحل اقامہ افگند[۱] بہ محمد نصیر الدین نصیر در پیوست شعر فارسی ہم میگوید این سہ بیت ریختہ ازوست ۵

ورق ۲۹ب

دامن سے اودے جھاڑی جو پی کر شراب گرد   آئی نہ بو کہ ہوگئی بوئے گلاب گرد

مے سے شبنم کی صراحی ہے بھری غنچے کی   اے صبا دیکھیو نہ جائے نہ ڈھل بر سر گل

تجھے سکھا جاہیئے انداز خوبی دل ربا   دم دکھاوٹ کا جدا دل لینے کا دم اور ہے

نالاں

تخلص دو کس می شناسم اما ذکر یکے از انہا بہ تکملہ انسب می پندارم و آں دیگر مرزا عسکری جہاں آبادی ہست کہ اول مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ و بعد ازاں اشعار خود از نظر سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق گذرانیدہ و بیشتر ایام عمر گرامی بمعلمی سر فرمودہ بسیار نیک خو و خوش اختلاط خوش گو و مستحکم ارتباط واقع شدہ ایں یازدہ شعر از گفتہاے اوست ۵

۱؎ منتخب ۱۰۱

روز محشر میں ساقی کوثر　　　　توہی پشت و پناہ ہے میرا

عشق میں نارسا نہ کیا کیا نہ دیکھ پاتا رہا　　　　اس دوانے دلکو میں کیا کیا [نہ] سمجھاتا رہا

قاصد نہ کیا ہوئے بھی پیغام ہمارا　　　　اب دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام ہمارا

شب اوسے قصۂ غم آہ سنانے نہ دیا　　　　طپش دل نے مجھے ہوش میں آنے نہ دیا

نے خواہش چمن ہے نہ گلزار کی ہوس　　　　رکھتا ہوں ایک میں سرے دیدار کی ہوس

کیا ہے حسن پر سرکار کا خط　　　　نہ دیکھا ہو تو دیکھو یار کا خط

کانوں پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف　　　　شمس و قمر رہتے ہیں تُل ایک اسطرف ایک اوسطرف

دل میرا اضطراب کرتا ہے　　　　مجکو ناحق خراب کرتا ہے
اوسکا ہر موے زلف دیکھو تو　　　　مجھسے کیا پیچ و تاب کرتا ہے

یہ نگر اور یہ جو کھیڑا ہے　　　　زندگانی کا سب بکھیڑا ہے

درد پہلوے جاں سے اوٹھتا ہے　　　　کس لئے کیوں کہاں سے اوٹھتا ہے

نادر

تخلص دو مرد مسدانم

سلہ "بھی"، اصل نسخہ

جافدر (۱)

اوّل

مردے موصوف بہ صفت خوشدلی مسمی بہ میر محمد علی صاحب ہنر وپر فن المعروف بہ میر جاکن وے کشمیری الاصل وجہان آبادی المولد است گاہ گاہ فکر ریختہ بطور خود میکند این دو بیت از وست ؎

ناخن مشکل کشا ان کو کے ہو نہ وا گرہ — دل نہیں پہلو میں میرے غم کی ہے گویا گرہ
سو طرح سے بات اگر کہیئے تو کہتا ہے نہیں — تجھ میں اور مجھ میں نجانو پڑ گئی ہے کیا گرہ

درد (۲)

دوم

لالہ گنگا سنگھ وے مرد نیک خو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ وشخص صاحب فن وار تلامذۂ میر حسن است این مطلع او گفتہ ؎

قاصد تو اس فریب سے اوس پاس جائیو — کس کا یہ خط ہے اسکو مجھے پڑھ سنائیو

نثار

غیر از محمد شاہ خان حکیم کہ بیشتر ہمیں تخلص متخلص بود تخلص دو کس می شناسم

نثار (۱)

اول

عزیزے بود از اہل قبول مسمی بہ میر عبد الرسول اکبر آبادی الاصل جہان آبادی المولد شیرین گو خوشگو از معاصران سرآمد سخن سنجان فصاحت امیرزا محمد رفیع سودا وشخص سنجیدہ طبیر محمد تقی میر مدتے است کہ این جہان را خیر باد گفتہ برحمت حق تعالےٰ شانہ در پیوستہ این چار بیت از آن مرحوم است ؎

اوس بلبل اسیر کو کیا گل سے راہ و رسم — جو زیر دام منت صیاد ہی رہا

ہاتھ سے اس جامہ زیبوں کے نکل جاوینگے ہم — نہ گریباں دامن صحرا کو دکھلاوینگے ہم

ماہ رو کی جو مہربانی ہے — یہ مدد ہم کو آسمانی ہے
اوسکے رخسار دیکھ جیتا ہوں — عارضی میری زندگانی ہے

ورق ۲۳

دوم

میاں محمد امان سلمہ الرحمٰن وے جوانے است ہوشیار ریختہ کار خوش طبع شیریں زبان مزاج دوست عذب البیان بار اس پاکیزہ معاش کسادہ پیشانی نکتہ رس دگانی ساگرد استاد اکبرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم رحمتہ ہمت ممدان فصاحت پوند سخن بہ پختگی وخوبی گوئد بہرگونہ سخن طرازی صنعتہا بروے کار آرد و دیوانے ضخیم مملو انواع سخن بر صفحہ روزگار یادگار دارد مجلس سخن طرازاں در بیان اشعار اردو در نامہ بہ محمد تقی میر طرف گردیدہ وعزمے بر بہر در توصیف میر کہ مقطع آں بجاست خود سمت گذارش یافتہ برخوانده (به) تحسین اہل مجلس وارسیده در عمارت شعر ریختہ رنگے خوب ریختہ و از سخن ساز زبان اردوے معلے بآئین بہین فرس فراست انگیختہ بہ آگاہی وسعت معماری بدطولے دانستند ودرن کاخ مجازی سالہاے عالیہ برافراشتہ اند گویند کہ بانی حسین بنیاد مسجد جامع شاہجہاں آباد وصانہا اللہ عن الشر والفساد ریختہ یکے از کلانہاے وے است و وے نیز درین کار استوار بسیار بیکار وجیا نکرد سے واقع شدہ در سرکار دولت مدار امرائے نامدار بعہدۂ این کار بعزت تمام وحرمت مالا کلام ایام بکام دل بسر بردہ بالفعل بدربار لکھنؤ بملازمی سرکار آنجا بہمیں صیغہ اشتغال دارد وطراحی ہا بروے [کار] آرد بہر حال این سہ شعر ترجیمانہ ریختہہاے طبع سلیم اوست

اوسکے لعل لب کے محروم ہی رہا دل
گلشن آفتاب بہار کے نہ پہنچا

ادسکے پاؤں سے لگی رہتی ہے ذرات حنا
خوب تنہا بسر کرتی ہے اوقات حنا

گدرا مرے عیار سے دامن سنبھالتا
کیا خاک اپنے دل کی میں حسرت نکالتا

دل دے کے تجھے عشق کا آزار خریدا
غنچے کے عوض ہم نے عجب خار خریدا

کیا جامہ پھلکار [ہی] اوس تن پہ بھیں کا تھا
بوتحتہ دامن تھا سو تختہ چمن کا تھا
ہم آگے ہی سمجھے تھے تم گھر کو سدھار وگے
سو وقت کہیں جا جا تھا وہیں کھٹکا تھا

سب کو وہ کوٹھے ہی کوٹھے گھر ہمارے آرہا — غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا

مٹھی میں تیری کیا ہے کہا اے نگار بند — ہے طائر حنا کہ دل بے قرار بند

اے محتسب لطر کی توڑے اگر سبو ہر — سننا ہے مرمٹیں گے ہم اپنی آبرو پر

ہاتھ پھیرا جو ہیں اوس سوج کے رخساروں پر — دیکھ کر غیر لگا لوٹنے انگاروں پر

یہاں گریۂ خونی سے ہے یہ رنگ مژہ پر — ہر اشک ہے گویا گل اور رنگ مژہ پر

شیشۂ مے راتکو لاے دوشالے میں چھپا — ہے نیا مضموں یہ پشمینے میں فانوس و چراغ

ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک — دنیا میں بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک

گذرتا ہی نہیں اوسکے مزاج لاابالی میں — کہ بیٹھوں اپنے عاشق کے کبھو آغوش خالی میں

کچھ مجھے اب زندگی اپنی نظر آتی نہیں — ہمنشیں [مدت] ہوئی اوسکی خبر آتی نہیں

اوسے خدا نے بنایا ہے ناز کرنے کو — ہمیں دیا ہے دل اوس کی نیاز کرنے کو

خیال گلرخاں دل میں جگہ پاوے تو پانے دو — یہ دولت خانہ اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو

اوس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے — ظاہر میں [صفائی] ہے باطن میں کدورت ہے

اس دل کو نہ چھوڑا ترے کاکل کی بلا نے　　ہر چند ہوئے جمع زمانے کے سیانے

زخمی کو محبت کے ہر طرح سے راحت ہے　　گر لون کبھی تو چھڑکے تو سنگ جراحت ہے

خداوندا بھلا کیونکر مجھے یوں صبر و تاب آوے　　نہ آپ آوے نہ خط بھیجے نہ بات کا جواب آوے

مجھ میں اور اوسمیں غرض کیا کہ لڑائی ہوگی　　یہ اوائی کسو دشمن کی اوڑائی ہوگی

۳۲

دنبالہ دار سرمۂ چشم بتاں مجھے　　کھینچے ہے ہند سے طرف اصفہاں مجھے

دستار گلابی میں نہیں طرۂ زرتار　　خورشید شفق میں وہ نمودار ہوئے ہے

خط کے آنے سے نہ کچھ چل سکی تدبیر اپنی　　بوسہ بازی کی لگی خلنے جاگیر اپنی
ایسے گھر میں جو یہ ہے رخنۂ دیوار نثار　　اپنی غفلت پہ ہنسا کرتی ہے تعمیر اپنی

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے　　اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کوئی سوجھتی نہیں　　صاحب کی وضع اور میرا طور اور ہے
بندہ ہوں جان نثار ہوں اوسکا میں اے نثار　　آخر جو میں ہوں اور نہیں اور اور ہے

نجابت

تخلص سید زادہ الست سعادۃ التیام میر زین العابدین نام وے از قصبۂ سہارنپور و مرد صاحب شعور است
نسبت تلمذ بہ یکے از ولائت [ـئـ] زبان اردو و بیشتر شعر فارسی بر روے کار آرد این دو بیت بر اوی دۂ زبان اوست

کہ گا ہے بہ یحیہ گوست ؎

یہاں تلک سر کو سنگ ہجر میں توڑے سھر کہ نہیں دامن کہسار میں چھوڑے پتھر
آنکھیں پتھرا گئیں تس پر ہیں ٹپکتے آنسو مل رہے ہجراں میں ندرت کہ نچوڑے پتھر

ندیم

تخلص دو مرد مبدا ہم

اوّل

ندیم (۱)

مرزا علی قلی مرحوم وے ہندوستان زاے بود از معاصران سر آمد سخن سنجاں فصاحت آ امرا محمد رفیع سودا و سحن سنج بے نظیر محمد تقی میر کہ در حضرت دہلی بہ سپاہگیری ایام بسر می برد و در ہمیں سر زمین حسب آئین مرہ خداش رحمت کناد و بفردوس جناں رساد این مطلع وے است ؎

جدائی میں تیری ہم کیا کہیں کسطرح جلتے ہیں بجاے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

دوم

ندیم (۲)

سواے است خوبی التمام محمد قاسم نام بسیار خوش اخلاق شاگرد میاں فراق این مطلع او راست ؎

عکس اوس نقدف پا کا پڑے گر پانی میں نیشکر گل مہدی کا آجائے نظر پانی میں

ندرہ

تخلص مرزا مغل مرحوم است وے از سخن گویان عہد قدیم و صاحب طبع قویم کشادہ رو خوش گو بود مرہ مسلام ہم موزوں می نمود و دراں ایامی تخلص می فرمود این دو بیت از واست ؎

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ہمیں تو پائے تخت عیش ہے نقش قدم اوس کا بڑی دولت ہے ندرہ گر میسر ہو وے پا بوسی

نزہت

تخلص مرزا ارحمید مرحوم است وے مردے بود فال نمک ولی کہ بمسی گری نواب معتمد الملک عازی الدین خان بہادر عز امتیاز داشت کلامش درد مندانہ و سخن عاشقانہ است این دو بیت از[آں] مرحوم گفتہ ؎

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اولجھاؤ گیا — ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

حب سے دیکھی ہے جھلک مانگ میں — ڈوبی رہتی ہے پلک مانگ میں

نسیم

تخلص راجہ کدار[1] ناتھ ہیرہ مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ است وے نوجوانے است ملیح خوش رو شیریں زبان پاکیزہ گو خلق شگفتہ جبیں گرم جوشش محبت آگین گاہ گاہ درس فراست بہ مضامین سخنگوئی می پوید و شعر برو ما گرہ میگوید این ہیچ بیت از سخنان آں شیریں زبان است ؎

قتل ہاتھوں سے تیرے نہ دل رنجور ہوا — درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

دل[2]ے جو بازار محبت میں دکاں رکھتے ہیں — دل میں کب وسوسۂ سود و زیاں رکھتے ہیں
رو لے کیوں کے نہ تعلیم شرارہ ہر دم — گرمی حسن غضب شعلہ رخاں رکھتے ہیں

ورق ۳۳۲

ق

شتا سی بزم میں وہ مخلوط عروں سے بیٹھے تھے — یکایک مجکو وہاں وارد جو دیکھا وہیں کترائے
کہا میں نے کہ بس صاحب کے بھی قول و قسم دیکھے — یہ سکر حیب ہوئے اور سوچکر کچھ جی میں سرمائے

دل

[1] کدار ا ا [2] دہ ا ا

نشاط

تخلص لاله اسری سنگه عرف بست سنگه فرزند ارجمند لاله سندر داس متی خالصه سر رشته است وے جوانے خوش خلق و عبس کشاده رو با تمکین واقع شده مشق سخن از میر انشاء الله خان انشا میکرد و بعد راهی شدن وے بدیار سرقه محمد نصیر الدین نصیر توسل جسته این دوازده بیت از رادها ہے طبع اوست ؎

کوئی تڑپے ہے مارے رابطہ کا اور کوئی نام ت کا — تیرے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

دل نے ایسی جگہ بسایا ہے — جس سے میں ہو الگ نہیں سکتا

پاؤں تک دسترس کہاں ہے نشاط — ہاتھ سے ہاتھ تک نہیں سکتا

جی چاہے ہے جسکو ایک اوسکے — ق کچھ وصل کی بن نہ آئی تدبیر

مشکل ہے بہت نشاط یہ دل — اب دیکھیے کیا دکھائے تقدیر

سبزے کے حلقے کا دیکھ کر عالم — ناک میں آ رہا ہے اپنا دم

دے اجازت تو ذرا لیجیے دم سائے میں — تیری دیوار کے آ بیٹھے ہیں ہم سائے میں

سرو آزاد جو بے بر ہے کہے ہے قمری — اسکے بیٹھا ہے کوئی سر قدم سائے میں

تڑپھوں ہوں دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ — آوے وہ ماہ آوے یارو بلا تو دیکھو

ترے کوچے میں آ کر ہاتھ اپنے دل سے دھو بیٹھے — رفیق اپنا جو رکھتے تھے سو اپنے ہاتھ کھو بیٹھے

جسے چاہے ہے دل ایسا قیامت خوبصورت ہے — پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

مارکے اوٹھتے ہی کچھ دل پہ اداسی آ گئی　　لے لسی سی چھا گئی[1] اور بے خودی سی آ گئی[2]

نصیر

تخلص سہ کس نی شناسم لکن تحریر یکے از اینہا تکملہ گذاشتہ دو کس را درا ینجا می نگارم

اول

شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میاں کلو پدر والا قدر وے کہ شاہ غریب نام داشت و مرد نیک سیرت خوش طلب اسم با مسمی غریب حوش طالع و صاحب نصیب بدل فقر آراستہ بلباس درویشان پیراستہ پرورش دادہ زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر دیہان قدس سرہ بود و حیلے بہ مرفہ و آسودگی ایام عمر گرامی بسر می فرمود و بہ کسوۂ درویشی موسی آسا عصے در دست میداشت و دلق ملمع پوسیدہ بہ تر مُن لباس درویشی ہمت می گماشت و اس محمد نصیر الدین سار بار و نعمت پرورش یافتہ والدما [جد] ستس استادے ادیب و خدام متعددہ متکفل آموزش بودے گما ستہ بود مختصر کلا [م بعد] رحلت آ[ں] صاحب اقتدار ستودہ کردار بشوق ریختہ گوئی بہم رسانیدہ شاگرد شاہ محمدی مائل کہ نسبت خویشی با آنمرحوم داشت گردید سلسلہ تلمذ وے بدو واسطہ کہ شاہ محمدی مائل و قیام الدین علی قائم بودہ سرآمد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا میرسد و باعتبارے بہم دو واسطہ و باعتبار دیگر بہ سہ واسطہ کہ قیام الدین علی قائم شاگرد استاد صاحب درائت بدائت القدرجان ہدائت ہم ہست بہ مضمار سخن ساری را کیہ تاز مرد خواجہ میر درد می سود بہر کیف وے اگرچہ از احوال فن و قواعد سخن چنداں آگہی ندارد اما مناسبت کلی بہ سخن پردازی دارد بنا بر تناسب طبعی و بسر مشقی تدبن لغر و بسبب کثرہ فکر و بسیاری توغل کلامش بر معر معلوم می سود اکثرے از تازہ مشقان نسبت تلمذ بوے دارند و بسترے از نو آموزاں گفتۂ خود باصلاح وے رسانند خیال شاعری چناں در نہادش جا گرفتہ کہ تا سرآمد سخن سنجاں فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و نکتہ پرداز بے نظیر محمد تقی میر در نظرش نمی [سنجد][3] تا دیگران چہ رسد بے ہیچ ماہر کس نقادی دارد و خود را ملک الشعرا پندارد با وصفے کہ والد ماجدش بر قاسم ہیچمداں خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان

---

[1] آگئی ا ا　[2] چھا گئی ا ا　[3] سنجد در نسخۂ اصل،

نصیر (۱)
ورق ۳۲۳

زبان حضرت میرجہان بر این سراپا نقصان بہانت عنایت فرما بودند و معہذا جلوہ اش از کنم عیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور و دیگر امور مسدد عیلہ مودۃ و تعبس ما سرور کہ ذکر آنہا باوصف عدم لائمہ باطیاب محل می کشند از ہمہ اغماض العین فرمودہ برخلاف چشم داشت پیش می آمد ہے ہے غلط کردم و خطا گفتم جاے شکوہ نیست در اظہار [راو] صاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و معذور است ع [کل اناء] تیرشح بما فیہ

بہرحال او داند و کار او من بے چارہ کہ خاک پاے طلباے عالمم ع طبع مرا بزمرمۂ شاعری چہ کار شاعر نہ ام کہ در یو ستین مدعی شاعری افتم از ہمہ اینہا درگذشتہ سعی و یک شعر از زادہاے طبع مناسبس می نگارم او راست ہداہ اللہ تعالے ؎

پشت لب پر ہے تیری یہ خط ریحاں ایسا　　　مونہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خاں ایسا

بینے بٹھلاکے جو پاس اوسکو کھلایا بیڑا　　　قتل پر میرے رقیبوں نے اوٹھایا بیڑا

یوں دل صدچاک کو مت دیدۂ تر بیچنا　　　یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بیچنا

میر انشاء اللہ خاں انشا گوئند ؎

دل کو رکھ کر پنجۂ مژگاں تر [پر] بیچیئے　　　یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر بیچیئے

خدا داند ازین ہر دو صاحبان کہ ہر یکے خود را خلاق المعانی] پندارد کدام کس [بمال دیگرے] دست دراز کردہ مستہ[عفی عنہ] ؎

پہلو میں رکھا اوس تیر کے پیکاں کا لوہا　　　اے دل وہ نگہباں ہے تری جان کا لوہا
نکلے تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز　　　فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا

رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب　　　جھوٹ بولوں تو خدا کا نہ ہو دیدار نصیب

؎ مسدعہ ۱۰۱۰

چرائی چادر مہتاب شب مہکش [بے] جبیوں پر　　　کٹورا صبح دوڑ لے لگا خورسید گردوں پہ

اودی وسمے کی ہیں تیرے رزائی سر پر　　　مہ جبیں رات یہ تاروں بھری آئی سر پہ

ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دمکے ہیں　　　کبھو بدلی گھر آئی ہے کبھو تارے جھمکے ہیں

سر مژگاں سے وقت نالہ آنسو کو ترستے ہیں　　　یہ سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ بادل کم برستے ہیں

جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدھے ہاتھ میں　　　دست چپ میں رکھ سپر شمشیر سیدھے ہات میں

مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو　　　سرکشی کو چھوڑ کافرماں اپنے پیر [ ] کو]

خوف زلف یار چھٹ ما ماہ ہے کس کارات سنے　　　کہکشاں سے [لے لبادہ] اوں [میں] نکارا سنے

گرمی بازار آہ دیکھ دلا اور ہے　　　کل کی ہوا اور تھی آج ہوا اور ہے

قبا دیکھی ہے چپلکاری کہ سنت کس ماہ پارے کی　　　فلک جو کاڑھنی سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کی

قاصد یہ اوسے کہیو زبانی کہ نہیں چین　　　میں کیا کروں حالت دل نالاں کی تحریر

قدم نہ رکھ مری چشم پرآب کے گھر میں　　　بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں
کہے ہے دیکھ کے وہ عکس رخ بساغر مے　　　نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر میں
مدام رند کریں کیوں نہ آستاں بوسی　　　حرم ہے شیخ مشیخت مآب کے گھر میں

ورق ۲۳۴

ہمارے دل میں کہاں آبلے ہیں اے ساقی | جنے ہوے ہیں یہ شیشے شراب کے گھر میں
ترپھ کو دیکھ میرے دل کی برق آتشبار | خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر میں
دلا نہ کیونکہ کروں اختلاط کی باتیں | حجاب کیا ہے اب اوس بیحجاب کے گھر میں
نصیر دیکھ تو کیا جلوۂ خدائی ہے | ہمارے اوس بت خانہ خراب کے گھر میں

نصیر (۲)

دوم

سید نصیر الدین غوثی جلیسری وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشوائے انس و جاں قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی سید با عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم مرد نیک دین پارسا خوش عقیدہ صاحب تقوی آگاہ دل بخدا مشتغل درد مند بکردار جمند فرخندہ خواست جلیے کثیر از انفاس متبرکہ اش بہرہ یاب و جمے غفیر از فیض ارادتش بہ بضاعۃ زہد و تقوی کامل نصاب گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید و جستہ جستہ ورین سرزمین رخش ہمت می پوید این چار شعر از رادہاے طبع آن نیک ذات والا صفات است ؎

کس تجمل سے میرے گھر آج آئی ہے بسنت | حضرت گل کا مجھے پیغام لائی ہے بسنت
ماہرو پھولوں کی چھڑیوں سے کریں ہیں اہتمام | حاکم فصل بہار اب ہوکے آئی ہے بسنت
حاک بھی بارو کنھیا کی کرے ہے رقص وہاں | برج میں شاید کسی نے آج گائی ہے بسنت
اوس رنگیلے کو میرے مجھسے ملادے حق نصیر | مار سے اب تو گلے میں نے لگائی ہے بسنت

نصرت

تخلص لالہ گوبند رائے کائت است وے اگرچہ حسب ظاہر ہندو نژاد است اما اشعارش بہ بانگ بلند بر تصدیق باطنی وے گواہی میدہند بہرکیف جوانے است مہذب خوش تقریر شاگرد مجمع البحرین نصیر اس نوزدہ [۱۹] شعر از گلہاے اوست ؎

ساقی تو بھر کے دے مجھے پیالا شراب کا | خطرا نہیں ہے حشر کے دن کے عذاب [کا]

کمر کا خیال اوسکی جب آگیا — توسب نے کہا [بہ عدم کو] چلا
شہ دین و دنیا ہے مولا علی — تو اوسکی صفت میں قلم کو چلا

دامن جلادیا ہے [افلاک کا] اس آہ نے — جلوہ شفق کے رنگ کا اسے مہوشاں نہیں

دیکھکر رخ پہ ترے آج عرق کے قطرے — اختر صبح انہیں پیر و جواں کہتے ہیں
جو رخ پر ابر سیہ یہ نہیں اسے برق وشاں — اسکو میرے دل سوزاں کا دھواں کہتے ہیں
تیرا انداز ستم ناز غضب ہے] غمزہ — اسلیئے تجکو غرض آفت جاں کہتے ہیں

تاکتا ہے تو عبث چھپ چھپ کے اے زاہد اسے — دخت رز تیری طرف تو دیکھنے والی نہیں
قصد اگر کیجے تو اے صیاد لے اوڑ لے قفس — مانع پرواز کچھ یہ بے پر و بالی نہیں

ورق ۳۲۵

ہمکو کچھ ہنگامۂ روز جزا کا ڈر نہیں — شافع محشر ہمارے حیدر کرار ہیں

میرے حضور تو آنکھیں لڑا نہ غیروں سے — مبادا ان سے نہ میری کہیں لڑائی ہو

ڈر نہ تو گردش افلاک سے نصرتؔ ہر دم — کہ مدد کو تیری یہاں حیدر کرار بھی ہے

کس کو دل و دماغ ہے گلگشت باغ کا — تجھ بن لگے ہے ہر رگ گل نیشتر مجھے
نصرتؔ غلام ہوں میں شہ بو تراب کا — لگتا نہیں [ہے] روز قیامت سے ڈر [بے مجھے]

کیا عجب ہے ہاتھ میں گر یہ عصا لے آہ کا — دل تمہاری نرگس [مخمور] کا بیمار ہے
زلف سے نسبت نہ کیوں ہو خال عارض کو ترے — [آپ] زنگی بادشاہ کشور تاتار ہے

عاشقوں میں کوہکن سا بھی نہ ہوگا سرفروش — وصف جسکا یہاں زبان تیشہ پر ہر بار ہے
اکدن تو خوب سا سدھا ہٹے گا دیکھیو — راستی کیسوں سے کیوں اے چرخ کج رفتار ہے
سور میں مہر قیامت کا نہیں ذرّہ خطر — سب طرح نصرۃ کا مالک احمد مختار ہے

نظام

تخلص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر است ازانجا کہ حسب و نسبش بنابر وضوح واضح و شیوع شائع مستغنی التحریر و بے نیاز از تسطیر است از ان درگذشتہ بہ رقم نبذے از اوصاف نفس نفیسش و نوسنی برخے از اخلاق ذات شریفش میگرائم وے ہژبرے بود در بیشہ وغا و سپہرے در میداے ہیجا و امیرے بود صاحب شمشیر در مملکت کشورستانی و دبیرے بود صائب تدبیر در قلمرو حکمرانی در اول امر بہ نائرہ تفنگ و تیر و نیروے شعلہ ہوش و تدبیر از سواد حضرت دہلی بآیینے رخم سلاطین نمود کہ ہرگز مصور و مطلقاً متوقع نبود در آخرہا بہ ثمرۂ نمک حرامی کہ با ولی نعمت قدیمی از وے بظہور رسید آوارۂ دشت ادبار شدہ در چارسوے عالم حیران و سرگرداں میگشت و در یکجا قرار نمی گرفت و سراسیمہ ایام بسر می برد عاقبۃ الامر ناکام و نامقضی المرام در بلدۂ کالپی جاں بجان بخش سپرد از جودۂ عقل و تیزی فہمش چہ برطرازم کہ قلم حقائق رقم با وصف دو زبانی از عہدہ تقریرش برنمی آ[ید] وا[ز زیبا]ئی روانی و کثرۃ ہنر[و] ریش چہ نگارم کہ سمند خامہ عنبریں شمامہ [باوجود تیز گامیہا] در مضمار تحریرش تکاپو نمودن نتواند قطع نظر از صنائع سپاہگری و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و بدیہہ خوانی و ہفت زبانی و ہفت قلمی و فقیر پرستی و گشادہ دستی و معلومات اشغال فقرا و اطلاع بر اوراد صلحا و انشا پردازی بانحاء شتی و سخن طرازی بانواع لاتحصی و حصول علوم شرعیہ و وفور فنون نقلیہ و نیک دینی و خوش اعتقادی و گشادہ روئی و خداداد بالسنہ متعددہ بکمال فصاحت و نہایت بلاغت سخن میگفت مخمس چند از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است کہ ہر مصرع زبان دیگر دارد و بیشتر غزلیات عربی و ترکی از طبع وقادش تراوش نمودہ و دیوان ضخیمے فارسی مشحون جملہ اقسام مدون فرمودہ و بیرون ازیں مثنویات چند خاصہ مثنوی کہ دران کرامات حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ فراہم آوردہ برشتۂ نظم کشیدہ و دراں داد سخنوری دادہ گاہے ریختہ ہم از طبع در مارس ریختہ آزاں روایں بے بضاعت بمیداں تسطیر چہل و دو شعر منجملہ

ورق

آنها فرن حامہ پراگیختہ، ۃ عفی اللہ عنہ ؎

زلف کا کھولنا بہانا تھا مدّعٰی ہم سے مونہہ چھپانا تھا

دل گرمی نگاہ سے بے تاب ہوگیا جب تک میں اسکو تھا سوں جگر آب ہوگیا
اللہ رے تری گرمی طینت کہ وہ سرشک پہلی طپش میں رونق سماب ہوگیا

نظر[کا] اپنی سر رہ گذار باندھ دیا سرے تو رونے نے اے دیدہ تار باندھ دیا
کمر تو ایک سر مو بھی نظر نہیں آئی سخنوروں نے یہ مضموں ہزار باندھ دیا
ل اسطرح سے تری زلف میں ہے آویزاں شکار بند سے جیسے سکار باندھ دیا
کہیں نہ یا لخت جگر ہے تیرا گل دستار یہ باندھو تیرے سر کسے مار باندھ دیا

لے مہر سے چاہ پوچھنا کیا گمراہ سے راہ پوچھنا کیا
گرمی کے دیئے وہ بات آوے لیجے واللہ پوچھنا کیا
رکھنا ہے نظام ہوا سے امید نباہ پوچھنا کیا

گہ اوس شوخ کی گر نہر میں ہو تیر انداز حلق ماہی میں تقفن ہے کہ جوں تیر ہو آب
مے تو یک طرف ہے ساقی سری فرقت میں ہم چاہیں ٹک حلق کریں تر تو گلو گیر ہو آب
چٹکی بھر خاک اگر مشہد عشاں سے لے بحر پہ چھڑکے صفا جاکے تو اکسیر ہو آب

صبح بہار ہوتی ہے جس طرح دل کشا یوں میکشوں کے چاک گریباں یہ ہے بہار

گر شمع صفت آہ کرے مشتعل آتش جوں پھلجھڑی اشکوں میں گرے ہو کے دل آتش

---

۱ گدا، مدعا، ۲ آتی ۱ ۱

تجھ بن آرام یار ہے کس کو ٭ تاب و صبر و قرار ہے کس کو
میں نہ کہتا تھا آشراب نہ پی ٭ [ب] یہ رنج و خمار ہے کس کو

بس اب اسّے مت زیادہ ہمیں داد خواہ کیجو ٭ تمہیں اپنی ہی قسم سے ٹک اک ادھر نگاہ کیجو

طپش دل سے میری جان نکلتی ہے دیکھ ٭ منتقل سینہ میں اب آگ ہی جلتی ہے دیکھ
کس اداؤں سے خراماں ہے میرا سرو رواں ٭ سر و پا بند تری کیا یہاں چلتی ہے دیکھ
تو نے اک روز میرے غم بہ نہ ماری ٹھوکر ٭ تب دل مجھے ہر لحظہ کھد لتی ہے دیکھ
میں نے بدلا ہیں دل شرط وفا سے ہرگز ٭ گھہ ماروکوں رنگ بدلتی ہے دیکھ
گر چہ ہے عمر کے خورشید کا پرتو روشن ٭ آہ یہ دھوپ کوئی گھڑیوں میں ڈھلتی ہے دیکھ
دل کے کہتے ہوئے بھولے ہے رہ حق نظام ٭ متعل راہ ترے پاس ہی ملتی ہے دیکھ

دل تڑپھے ہے اور دیدہ تکے راہ کسو کی ٭ یارب نہ کسو جی سے لگے چاہ کسو کی

ہمارے جا [مہ] کہنہ سے مے کی بو نہ گئی ٭ سیاہی ہو گئی گئی دل کی آرزو نہ گئی

وہ نگاہ گرم چشم نیم خواب نرگسی ٭ دل کو سن رکھتی ہے ہم چشم کباب نرگسی

کہاں طاقت جو اک دم یار سے دل کو جدا کیجے ٭ کہاں خلوۃ کہ اپنا راز دل اوسے کہا کیجے
جو ہم ایسے ہی تھے تو آپ کو لازم نہ تھا ہرگز ٭ کہ سو سو منّیں کر دل کو ہم سے آشنا کیجے

موسی کو دوبارہ ہو تجلی ٭ تجھے گر ہم کلام ہووے

پھر چمن میں کون اس خوبی سے مست ناز ہے ‏ جلوۂ گل جسکے آگے نرگس یا انداز ہے

ناز و ادا سے اونے جب تیوڑی چڑھائی ‏ سجدے کو آسماں نے گردن وہیں جھکائی

ورق ۳۳۷

کس کے یہ حسن کا تجلا ہے ‏ جس سے ہر سینہ طور سینا ہے
آپ ہی سب میں جلوہ آرا ہے ‏ خواہ مجنوں ہے خواہ لیلا ہے
سوئے خ کا انتظار مت کر دل ‏ کب وہ آتا ہے ایک میلا ہے
بے نمازی کہے ہے مجکو شیخ ‏ پہ وہاں بھی تو خیر صلا ہے

ں

دل دیوانہ کا تمہارے پاس ‏ گو نہیں رتبہ پر وہ ایسا ہے
کہ ذرا بھی اگر اوٹھاوے سر ‏ تو سرافراز عرش اعلےٰ ہے

میرا نالا سنکر غم دل راہ میں سے تیر پھر جاوے ‏ کماں ہو از سر نو حلقہ اور زہ گیر پھر جاوے
قصور بخت ہے نہ یا کہ گردش ہے زمانے کی ‏ کہ تو یکبارگی یوں ہم سے بے تقصیر پھر جاوے
لگوں سرگشتہ مژگانی کا تیری وصف اگر لکھنے ‏ قلم انگشت میں میری دم تحریر پھر جاوے
ہوا ہے اسقدر تو اے ستمگر مجسے رو گرداں ‏ کہ ہو گر سامنے تیرے مری تصویر پھر جاوے

نظامی

تخلص سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی نبیرہ حضرت ذو لسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس اللہ تعالے اسرارہم و نبسہ خواجہ نیرنگ فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ سید نظام الدین احمد قادری است مد ظلہ و سلمہ ربہ مدتے مدید و عہدے بعید حفاظت و نظامت شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشرور والفساد او سپردہ بود الحال بسبب حسن سیاست معتلق بداب آں علامہ کرام و ربدہ اہل نظام گرد امیدہ و درین

عمدۂ اطول بہرا علے واقل بسلوک مشفقانہ اش را عتہا رسانیدہ و از حفظ اوقات شریفہ اش حیر
برنگارم کہ باوصف کثرۂ شغل اما [ر] ۂ دقیقہ از مشغولی حق و سرنجام دادن اوراد مقرریہ مطلق فرد
مگذاشتہ از انجا کہ تعداد اوصاف ذاتی و اضافی ایں حساب خارج از حیطۂ تحریر و بیروں از احاطۂ تقریر
است ازاں در گذشتہ بہ ترقیم شعر از اشعار صوفیانہ ریختۂ طبع آں والا گوہر کہ گاہ گاہ بطور خود
موزوں می فرمائند و بگوشہا عنائت می نمائند کہ نقش درست کردہ بگوشندمی پردازم لہ دام ظلہ ؎
یہ بندہ نظامی ہے ترا بندہ کرم کا اے فاطمہ بتلاؤ اسے کوئے محمد

تحصیل جو تھی عشق کی اتمام (کو) یہو چی مکتب کا نظامی تو تو ملا نہ سنا ہے[1]

گر چاہیئے نیکی تو کرو سب سے بھلائی ڈاڑھی نہ بڑھاؤ یہ خراسان نہیں ہے

برہنہ ہوا سر سے پا تک وہ جانی حقیقت نہیں اوسکی پھر تو نے جانی

نظیر

تخلص سہ کس میدانم اما نوشتن یکے از انہا بہ تکملہ انسب می پندارم و ازاں دو باقی

اول

نظیر (۱)

شیخ ولی محمد اکبر آبادی است وے شاعرے است دیرینہ مشق کہ بالفعل دراں نواح علم استادی
می افرازد و نزد محب و اخلاص با ہر کس می مازد بسیار سلیم الطبع و خوش اختلاط و نہائت نیک طینت
و مستحکم ارتباط شنیدہ می شود بمعلمی اوقات گذاری میکند و بکشادہ پیشانی ایام زندگانی بسرمی برد ایں

---

[1] اس موقعہ پر دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

سی و ہشت سے ازاں اوست سے

چیاندایا تو کسی اور کا ڈھالا نکلا — ہمیں سمجھا تھا جسے گل سو وہ لالا نکلا
تھا ارادا مری فریاد کریں حاکم سے — وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا
مٹ گئے سورۂ نعماں حی کے نکلتے ہی نظر — پھر نہ سینے سے اوٹھی آہ نہ نالا نکلا

رہے بیمار کو تجھ بن شفا ممکن نہ تھی ہوئی — فلاطوں کیا اگر خود عیسی گردوں نشیں آتا
عجب احوال ہے کچھ اضطراب دل سے کیا کہیے — غرض اکدم قرار اوس بن نہیں آتا نہیں آتا
میری بیتابیوں کی اتنک اوسکو بدگمانی ہے — اگر وہ بھی کہیں لکھتا تو اوسکو بھی یقیں آتا
مجھے بہا سک خوشی تھی اوسکے آنیکی کہ میں خوش تھا — اگر وہ قتل کو میرے چڑھائے آستیں آتا
بڑے حظ لوٹتے گر اس ست پہناس میں یارو — ادہر ساقی ادہر مطرب ادہر وہ مہ جبیں آتا

تو ہستی کی گرہ پر عقل کا ناخن نہ توڑائے دل — کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معما را
نہ ظالم سنگدل محبوب جادوگر ستم پیشہ — چناں بردند صبر از دل کہ ترکاں خوانِ یغما را

تجھے کچھ بھی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا — ہمارا دل بہت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا
میں اوس ترسیلا وہ غیر مذہب سوچ اے ترسا — قیامت ہے مسلماں عاشق اور معشوق ہے ترسا
ہوا بیمار تیرے عشق میں جو چرخ چارم پر — مسیحا بڑھ رہا ہے کچھ بچھا کر اپنا بستر سا
پکارا دور سے دیکر صفیر اوسنے جو میں محکو — تو گیا مرا کلیجہ دھک سے ہو لوٹا کبوتر سا
نظیر ایک دو گلے کرنے بہت ہوتے ہیں حرماں کے — حلوا اب جیب رہو بس کھول بیٹھے تم تو دفتر سا

دیتے ہیں جان حور و ملک حسن کی آن پر — کیونکر نہ ہو پھر اوس کا دماغ آسماں پر
بیرہ پڑا ہے کان میں اوس سبزہ رنگ کے — سر سبز ہاں ہیں اب تو زمرد کی کان پر
جگنو پہ جاں تڑپتی ہے حنا کلی پہ دل — اور روح لوٹتی ہے بڑی عطر دان پر

ٹلہ "ماں" دراصل سے ٹلہ کا د د ا

کوچے میں اوسکے جائیں جسے سینہ سپر کئے   کل تو میدان لشکر بھی کھیلے تھے جان پر

اوسکے بن دیکھے جو مر جاؤں میں آنکھیں پھیر کر   ڈر خدا سے اے فلک ایسا تو مت اندھیر کر

بن لیے بے غیرت ہیں کیا جاؤں اوس مدعو کے پاس   کونسا کم بخت پھر لاتا ہے مجھکو گھیر کر

داغ مرنے کا وہی محروم جائے جس کو آہ   موت آ پہنچی شتاب اور یار آیا دیر کر

کس کو کہیئے نیک اور ٹھہرائیے کس کو برا   غور سے دیکھا تو سب اپنے ہی بھائی بند ہیں

وہ چاندنی میں جو ٹک سیر کو نکلتے ہیں   تو مہ کے طشت میں گھی کے چراغ جلتے ہیں

ہزاروں پھرتے ہیں یہاں غنچہ لب نہ ایک نہ دو   رکھے ہیں پر کوئی تیری سی چھب نہ ایک نہ دو

کہا جو ایک لے بوسہ میں دو لگا لینے   تو ہنس کے کہنے لگے چل بے اب نہ ایک نہ دو

جسدن چمن میں جا کر وہ گلعذار ہنس دے   غنچہ بھی کھلکھلا کر بے اختیار ہنس دے

اے چشم زار اسدم رونا سنبھل سنبھل کر   ایسا نہ ہو کہ تجھ پر ابر بہار ہنس دے

پھر جھمکوں کی جھمک نے یہ غضب ڈالا ہے   اک کوئی آن میں سب خلق تہ و بالا ہے

خال چہرے پہ نہیں اوسکے یہ اللہ نے واہ   حسن کے [خوان][1] میں کیا خوب نمک ڈالا ہے

کمر تک اوسنے زلفوں کو جو بل دے دے کے چھوڑا ہے   یہ دو زلفیں نہیں ہیں کالا اک ناگن کا جوڑا ہے

سمند آسماں کب آپ سے دوڑے ہے اسپر تو   کسی کی ایڑ رہتی ہے اڑا اور کوڑے پہ کوڑا ہے

دیا اوس سنگدل کے ہاتھ اپنے شیشۂ دل کو   جو سچ پوچھو تو ہم نے لعل کو پتھر سے پھوڑا ہے

---

[1] "جان" اصل نسخہ میں

ق

یہی ہے دھوم کل سے وہ میرے ملنے کو آتا ہے — گلے میں ہار ہے اور بن مٹ نافرمانی جوڑا ہے

غرض میں تو نظیر اسے سمجھتا ہوں کہیں سائد — کسی کا نیل بگڑا ہے جو یہ طوفاں جوڑا ہے

ہم کل ایک ایسے بر برو کے لطرہسند ہوے — حس کا مونہہ دیکھ کے پریوں کے بھی پرسند ہوے

اسسے کم بخت ہوے ہاتھ ہمارے ہیہات — اکدن اوسکی کمر کے نہ کمر بسند ہوے

حورتھے نہ پری حن کی نزاکت کو نظیر — ایسے کچھہ حضرت آدم کے جگر بند ہوے

دوم

گنپت رائے کائت وے از تازہ مشقاں حضرت دہلی وشاگرد محمد نصیرالدین نصیر است ایں دو بیت لوے لسب وارد ہ

ہے جو غنچے کو تصور دہن جانی کا — دل میں ہے عزم مگر چاک گریبانی کا

کیا زرد ہوئیں عشق کے آزار سے آنکھیں — ہم چشم ہیں اب نرگس بیمار سے آنکھیں

نعیم

تخلص شیخ محمد نعیم جہاں آبادی است وے از شاعران دیرینہ مشق واز شاگردان استاد اکرمے ارسخن سنجاں عالم شیخ ظہور الدین حاتم ومرد سپاہی پیشہ با اندیشہ نیک ذات ستودہ صفات بود مدتے است کہ جہان فانی را چیرباد گفتہ لسرائے جاودانی شتافتہ خداش رحمت کناد ایں دوازدہ بیت ازاں آں مرحوم است ہ

پایا جو دل نے زلف میں آرام رہ گیا — حس جا ہوئی غریب کے نیں نام رہ گیا

کرنے لگے جہان میں ہم آکے کچھہ کا کچھہ — آئے تھے جسکے واسطے وہ کام رہ گیا

گر پردہ اوٹھا دیجیئے اوس پردہ نشیں کا | کھل جاے طلسمات ابھی چرخ و زمیں کا

خط یار کل جو پڑھا ہیں بس گلہ شکوہ اوس میں ہزار تھا | نہ سلام تھا نہ پیام تھا نہ تو عہد تھا نہ قرار تھا
ہمیں یہ امید نہ تھی صبا کہ نہ خاک یوں اوڑے جا بجا | تیرے در بدر کے اوڑانے کو بھلا کیا مرا ہی غبار تھا

کوچۂ یار سے دل ہم سے اوٹھایا نہ گیا | مل گیا خاک میں اس طرح کہ پایا نہ گیا

یار تو کل ہم سے ملا تھا نعیم | لیک جاتے آہ دغا کر گیا
کچھ تو اودھر شرم سے بولا نہ وہ | کچھ میں ادھر آپ حیا کر گیا

ورق ۳۴

آفت کے نشانے ہی رہے ہم تو زمیں پر | جو سنگ بلا چرخ سے آیا سو ہمیں پر

عالم سے ہوا غیر میں اب یار کی خاطر | اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

آنکھوں میں تجھ بغیر ہیں اے خوبی بہار | یہ سبزہ نو دمیدہ مجھے نوک خار ہے
بن دیکھے اوسکے جان نہ دوں گا میں اے اجل | مدت سے مجھ میں اوس میں ہوا یہ قرار ہے

نگران

تخلص جوانے است از دودمان حرم الاحترام میر سید علی نام وے از سکنہ قصبہ احمرآڑہ وشاہ شمس الدین خانوادہ است قدس سرہ شعر میں از خوبی ذہن وے خبر مند ہند و گاہے بنا بر عدم گنجائش بحر لفظ نگراں را عاشق تخلص میکند این مطلع از وے است ؎

جو چاہیے آپ کو تو اوسے کیوں نہ چاہیئے | وہ چاہے یا نہ چاہے غرض یوں نہ چاہیئے

نوا

تخلص شیخ محمد ظہور است وے طالب علمے از طلبائے بلدۂ لکھنؤ وسلیم الطبع خوشگو فہیم الطبیعت نیک طینت متصف باوصاف نیک جہادی شاگرد محمد لقاء اللہ اکبرآبادی است از حضور سراسر نور مرشد زادہ جہان و جہانیان مرزا جہاندار شاہ المعروف بہ مرزا جوان بخت مرحوم بخطاب مستطاب خوش فکر خانی عز امتیاز داشت و در حوس فکری نہایت ہمت می گماشت بیشتر قصائد بہ متانت و پختگی باتمام رسانیدہ و دران داد خوش فکری دادہ در غزلیات ہم فکر رسائے وارد ہشت بیت از گفتہائش این حاکپائے طلبائے جہان می نگارد ؎

ہمارا نام لیکر دے ہے وہ دشنام قاصد کو	چھٹ اوسکے کچھ نہیں ملنا وہاں انعام قاصد کو

ن

خط آنا یک طرف اب چاہیئے پیغام زبانی	کہ جا کر دے مری جانب سے یہ پیغام قاصد کو
تو لینے خط کو آیا تھا کہ یہاں صورت پرستی کو	چل اب ہے کام لگ اس کام سے کیا کام قاصد کو
نوا قاصد کو اسے آپ وہ مفتوں کرتا ہے	وہ آپ ہی خوب ہے کیا دیجئے الزام قاصد کو

اب اشک تو کہاں ہے جو چاہوں ٹپک پڑے	آنکھوں سے وقت گریہ مگر خوں ٹپک پڑے
پہنچی جو ٹک جھلک سرے دالوں [کی] گوش تک	جھلک سے آب ہو در مکنوں ٹپک پڑے
طغیان سرشک کا تو یہاں تک ہے چشم سے	اک قطرہ آب کا ہو تو جیحوں ٹپک پڑے
ڈوبا ہے بحر شعر میں ایسا نوا کہ اب	دے طبع کو فشار تو مضموں ٹپک پڑے

نیاز

تخلص سہ کس من رسیدہ ذکر نوشتن سہ کس ازاں ہا بہ تکملہ السیب دیدہ و ازاں سہ کس نامی

اوّل

سار(۱)

میر محمد سعد اکبرآبادی است کہ بمعلی امام سرمی برد احسن سلیقہ مجالس اہل علم و محافل ارباب دول بہ

آب وتاب میر سید مرد صاحب ہوش و باشعور فطاس گوش و با فرح و سرور است و این ہست سعر از آن دانش پژوہ و نادانی نعور ے

ورق ۱۴۱ ۳

خیال اوس قد موزوں کا جب دوچار ہوا سرشک آنکھوں میں آ سرو جوئبار ہوا

ہمارے اشک سے گوہر کو یار کیا نسبت زمیں نہ جب وہ بہا بحر سے کنار ہوا

دلعوں سے موتہہ چھپانہ نواے بے حد اسے ذرہ کیا اعتبار گردش لیل و نہار کا

تا داوسکے آنے سے دل ناشاد ہوگیا ویراں یہ گھر پڑا تھا سو آباد ہوگیا

حب اسطرف سے وہ ستم ایجاد ہوگیا عالم تمام محشر فریاد ہوگیا

کہاں ہے وسترس اسی کہ پہنچے تیرے داماں تک نہ تھا ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنا گریباں تک

نوک نشتر ہو رگ ابر ہو یار دامن اشک گلرنگ جو ہو جوش بہار دامن

جانہ مرقد سے شہیدوں کے تو مانند نسیم خاک بیباک کبھو ہو نہ غبار دامن

بیاض (۲)

دوم

سید زادہ سعادت الہام میر محمد علی نام وے از حضرت دہلی است اما از عہدے بدیار جنوبی رخت سفر کشیدہ بہ بلدۂ حیدرآباد سکونت ورزیدہ حالش خوش دارد و جنتر مرسہ وسلام بر روسے گاہی آرد این سہ سعر از گفتہائے اوست ے

اوسکے عارض یوں عرق سے ہے سحر بھیگے ہوئے جسطرح شبنم سے دو گلبرگ تر بھیگے ہوئے

[ہے مژہ] نم اشک سے پہنچے گی کب اوس تک نگاہ مانع پرواز [ہیں] طائر کے پر بھیگے ہوئے

خواب ان چار خراب آنکھوں میں ہو کیونکر بیار جنکے بن برسات بھی رہتے ہیں گھر بھیگے ہوئے

سار (۳)

سیوم

میاں نثار احمد سلمہ اللہ الصمد تولدش در قصبۂ سہرند و نشو و نمایش در شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ مرد فاضل و صاحب ذہن سلیم و شخص عالم و مالک طبع قویم است منتہاے بسیار در تحصیل علوم رسمیہ کشیدہ و محنتہاے بے شمار در استحصال فنون کسبیہ نمودہ رسیدہ شاگرد رشید حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد جان است غفرہ اللہ المنان و اسکنہ بحبوحۃ الجنان دراوانے کہ این خاکپاے طلاب جہاں ہم چیزے بودہ کتابے چند ازین خاکسار نیز تکرار نمودہ بہر کیف سرانجام کام جدّہٗ حق ورا در ربودہ کہ خود را مشغول عبادات شا[قہ] ساخت و مردانہ اسپ ہمت در مضمار طلب مولے تاخت ربید و امر دعوی استفادہ این کار استوار از حضرت بارکت والدہ ماجدہ شود کہ ورا او بسیہ عجاب لطہارۃ انتساب حضرت بتول زہرا علیہا السلام منکشف میکرو در آخرہا دست بیعت بدست حق پرست سید عبداللہ قادری علیہ الرحمۃ کہ از اولاد امجاد حضرت دولسانین امام الفریقین غوث صمدانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز البغدادی المولد بودند دادہ و مثال [اجا]زۃ ارشاد طالبان و خرقۂ خلافت تربیت سالکان یافتہ بہ تعلیم طلبا و ارشاد طالبان خدا بر مسند تعلیم و ارشاد در بلدۂ بریلی نشستہ فقرانہ ایام بکام دل بسر می برد گاہ گاہ شعر فارسی صوفیانہ و ریختہ فقرانہ میگوید این نہ بیت از زادہاے طبع اوست ؎

ارد ۳۴۴

تونے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب موںہہ سے اوٹھا دیا	وہیں محو حیرت و بیخودی ہمیں آئینہ ساں بنا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی	سو کشش نے دامن یار کی اوسے بھی زمیں سے مٹا دیا
جبھی جاکے مکتب عشق میں سبق مقام فنا لیا	جو لکھا پڑھا تھا نثار نے سبھی ایک پل میں بھلا دیا

کچہہ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں	صورت وحشت ہوں یا شکل جنوں
آہ و نالے نے مجھے رسوا کیا	ورنہ پنہاں تھا مرا راز دروں
حسن جاناں جلوہ گر ہے ہر جگہ	دید میں اپنی نہیں کوئی زبوں

کیونکر نثار مانے اوروں کی خوش کلامی	اوسکو تو پیاری باتیں پیارے کی بہا رہی ہیں

صبر و قرار و شکیب تاب و تواں عقل و دیں | سب نے تو لی اپنی راہ رہ گئی کیوں جاں تو
پوچھے ہے ہر اک سے کسکا ہے عاشق نیاز | تجکو نہیں ہے خبر الساہے انجاں تو

حرف الواو

ردیف این حرف ذکر سیزدہ شاعر کہ منجملہ انہا دو مرد واو تخلص میکند [اندراج] یافتہ و مجموع اشعار ایشاں
شعر

واقف

تخلص عزیزے است خوش اعتقاد درویش نہاد شیریں کلام واقف شاہ نام کہ در و مار شریفیہ علم استادی می افراخت و با ہیک و بد درو بتانہ در می ساخت مدتے است کہ جہان فانی را خیر باد گفتہ و برحمت حق در پیوستہ این بیست و یک شعر از گفتہائے آں مرحوم است ؎

ہوا ہے عشق سے آ کر مقابلہ دل کا | بگڑا پہاڑ سے جاہل بے حوصلہ دل کا
سرشک و آہ ہے شور جنوں ہے وحشت ہے | عجیب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
کہاں ہے شیشۂ مے محتسب خدا سے تو ڈر | مری بغل میں جھلکتا ہے آبلہ دل کا

خیال وعدے سے از بسکہ تو نظر میں رہا | تمام رات مرا جی صدائے در میں رہا

ان رقیبوں سے گئے گذرے ہیں کیا اے یار ہم | وہ شریک بزم ہوویں اور نہ ماویں بار ہم

نہ یہ شعاع ہے ہیکل کے نگ دمکتے ہیں | یہ لخت دل ہیں ہمارے کہ یہاں چمکتے ہیں

تو مثل برق ابھی جاکے یہاں سے وہاں چمکا　　ہم اوس جھلک سے بلک اب تلک جھپکتے ہیں

واقف مراں معلوم اس دور آخری میں　　ناچار کیا کریں ہم اپنون گھو سلتے ہیں

جبکہ پردے سے یار نکلے ہے　　آہ بے اختیار نکلے ہے

عشق میں کیا فضل و ہنر چاہیئے　　آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیئے
نامہ و پیغام سے گذرا تیرے　　اوس میرے قاصد کی خبر چاہیئے
آٹھ پہر جسے ستم کی ہو مسن　　ٹک تو کرم کی بھی نظر چاہیئے

ایک ہووے داغ اس دل کا تو کوئی دھو سکے　　روز و شب کی ستت و سوائے چشم کس سے ہو سکے
جا گئے ہی جاگئے آنکھوں میں کٹ جاتی ہے رات　　آہ جسکو درد ہوا ایسا وہ کیونکر سو سکے
صبح تک مہمان [ہوکیں] اور بھی اس بزم میں　　رو لے بالیں پر میری اے شمع جبتک رو سکے
رہ نورد بیخودی گر کچھہ نہ ہو ہم سا تو ہو　　گو سراغ [ع] وس کا [سرپاوے] آپکو تو کھو سکے
کون پہنچاوے مرا پیغام وہاں تک اے صبا　　کام واقف کار کا ہے تجھسے ہو تو ہو سکے

[لی] وائے ہمرہوں نے رہ اپنے اپنے ہاں کی　　ہم رہ گئے بھٹکتے جوں گرد کاروان کی
اس شعر را بعضے سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر [نسبت] کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۵

ں

[یا] راں وہمسیں و رفیقان و دوستدار　　سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے
جب آنکھ موند گئی تو کہا دوست بعد مرگ　　بھٹکے ہے کون پاس کسی کے مزار کے

ورق ۳۴۳

لہ 'ہیں ہم' اصل نسخہ'

وارث

تخلص شاہ وارث الدین سلمہ رب العالمین است وے درویشے است ہفت قلم محاط ـــ اند زمرد رقم خیال مشیخت در [سرِدا] رد درماہے یک بار رقص مہردیاں سیریں سماع وری ہیگراں ستہ تھدال بررد ے کار می آرد و جماعتے از ہوستاکان سہر سفریب تماشا دراں محفل سرود مجتمع می سوند و بہ حظ نفس وقوت روح محظوظ و سیر میگروند بیشتر بہ مشق اصلاح نوخطاں مسعول می ماسند گاہے ریختہ درویشانہ ہم از لمعش می تراود ایں ہیچ بیت او راست ے

خورشید روکا میرے جلوہ جہاں تہاں ہے — ہر ذرے میں جو دیکھو اوسکی جھلک عیاں ہے

الفت خدا سے رکھنا تسخیر ہے تو یہ ہے — اور خاک دل کو کرنا اکسیر ہے تو یہ ہے

تقدیر [بر نظر رہ] کھ اور لاغرض ہو سب سے — ما للہ کہ عاشقوں کی تدبیر ہے تو یہ ہے

تجھہ زلف عنبریں میں کب قید ہو سکھے ہے — مجنون دل کی میرے زنجیر ہے تو یہ ہے

ایک آن یاد حق سے غافل نہ ہو تو وارث — قرآن کی جو دیکھے تفسیر ہے تو یہ ہے

[والہ]

تخلص دوکس میدانم

اول

مردے وفا گستر مسمی بہ محمد اکبر وے از شعرائے عہد آسودہ عہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ است شعرستس بدو بیہ آں زمان سعادۃ توامان مطلعش کہ سمت تحریر یافت مخبر داں منہ عفی اللہ عنہ ے

موتہہ تمہارا درمیاں ہے گا و اگر نہ مجھسے تی   آرسی کیا جان رکھتی ہے کہ ہم چشمی کرے

والہ (۲)

دوم

مرحمت خان مرحوم اصلش از خطہ دلپذیر کشمیر است و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا الله عن الشر و الفسا دوے ونیاگانس ہمیشہ بکام دل بعمدگی ایام بسر فرمودہ در آخرہا از قبل سران انگریز واقعہ نگاری حضرت دہلی بوے متعلق بودہ مرد ہوشیار یختہ کار صاحب طبع سلیم و فکر قویم و خوش اختلاط نیک ارتباط بود با ہر کس [عموماً آں] بہ اندیش و با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان [خصوصاً] بیش از بیش بخوبی پیش می آمد و تواضع می فرمود قصہ عشق خود بزبان اردوے معلیٰ بآئین خوب و باسلوب مرغوب رشتہ نظم کشیدہ و در شعر فارسی کہ بیشتر میگفت ثاقب تخلص برگزیدہ ملخص کلام مرد خوب بود کہ در حین حیات با خاص و عام نرد محبت باختہ و بعد ممات کہ از چندے رحل اقامت بجوار رحمت ارحم الراحمین انداختہ نام نیک بر صفحہ گیتی گذاشتہ بہرکیف ایں پانزدہ بیت از گفتہاے آں مغفور است ؎

وہ کوئی تجھسے آشنا ہوگا   پہلے جو آپ سے جدا ہوگا

ورق ۲۴۴

بیطرح پھر گیا ہے کچھہ اب مزاج دل [کا]   یارب میں کس سے پوچھوں جا کر علاج دل کا

کیا کہوں اوس حوش لڑانے کام کچھہ ایسا [کیا]   لے گیا دل ہنستے ہنستے اور میں دیکھا کیا

باد صبا اوڑا [اوڑا] ے مست غبار مرا   ہووے نہ اوس پری کی خاطر پہ بار [میرا]

از بسکہ دل ہے آئینہ دار اوس جمال کا   پر تو کو اوس کے [خوف] نہیں ہے زوال کا

تو ایسی ادا سے جدھر جائیگا   [خدا جانے] کیا قہر کر جائیگا

دم مارے ہے غم دل سے میری ہم نفسی کا — اے ہم نفساں وقت ہے فریاد رسی کا

گلشن میں میرے دلکے کوئی آن بسا ہے — اس باغ کی کچھ اور ہی اب آب و ہوا ہے

[نہیں ہے اوسکی] جو مرضی ادھر کے آنے کی — ہر[ا] یک دم میں نئی بات ہے بہانے کی

سینے [نو] نہاں کیا بھایا [س] نام و ننگ سے — حال دل ظاہر ہوا اشک سکست [رنگ] سے

ہے [عیا]ں جلوہ ترا انسان [کی] تصویر سے — صورت معنی ہو ظاہر لفظ کی [تحر] یر سے

چشم سے کچھ جو مدعا ہے مجھے — محض تیرا ہی دیکھنا ہے مجھے

طور اوس شوخ کا بے طور نظر آتا ہے — آگے کچھ اور تھا اب اور نظر آتا ہے

گنے تو بندوں میں اپنے جو ایک بار مجھے — تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے

ہے کس متاع کی یارب دکاں زمیں کے تلے — چلا ہے [جس لئے یہ] کارواں زمیں کے تلے

واصل

تخلص واصل خان مرحوم است [و] ے از [میر] ہا ے [رای با]ن و اما عہد سرکردہ دربار خان دربار ظل اللہی بود گاہ گاہ فکر ریختہ می فرمود این ست ازاں آں مرحوم است ؎

سرگرم ناز کیوں نہ ہو وہ رشک آفتاب — عالم میں اوس کے حسن [کا با] زار گرم ہے

وجیہہ

تخلص نواب معلے القاب وجیہہ الدولہ وجیہہ الدین خا[ن بہادر] مبارز جنگ برادر کوچک نواب غفران مآب حسام الدولہ حسام الد[ین خا]ں بہادر مبارک جنگ مختار کار سرکار گردوں اقتدار پادشاہی و کار پرد[ازکار خانہ] حضرت ظل الٰہی است ایشاں در ایام دولت برادر کامگار و روزگار اقتدار خوش ما وجود تر[وہ] تمام و شوکت تمام بہر کس ملطف و مدارا پیش از ہیں پیش می آمدند و کار خلق اللہ یا علے مر[تبہ خوش دستی] وار فع] درجہ نیک طینی سر انجام می دادند حاصل کہ مرد کریم الاخلاق عمیم الاشفاق محب برور کرم گستر نیک ذات ستودہ صفات شیریں زباں عذب البیان ہوشمند بحسہ کار حمیدہ خصائل پسندیدہ شمائل است در

ورق ۲۴۵

عروض و قافیہ مہارتے دارد و در سخن آرائی صنائع بدائع بسیار بر روے کار آرد مثنوی ضخیمے دوازدہ ہزار بیت تخمینا بزبان ریختہ رنتہ نظم کردہ صفحہائے ملمعہ دراں لمعہ ظہور رسیدہ بیشتر غزلہائے فارسی بہ بحگی و سنجیدگی با تمام می رسانند و ما بیاء اساد خود مرزا محمد فاخر مکین بریں تخلص می سازد بر قاسم ہیچمداں سراپا نقصان از ہر چہ تمامتر اشفاق می نماند و مرہون عنا[یات بے غایات] خو[د] می فرمائد بہر کیفیت ایں نہ شعر از اشعار آبدار ریختہ طبع دُر بارش کہ گاہ گاہ بزباں [ا] ر دوے معلے جلوہ گری می سود [سمت تحر] یر می بد بر دمنہ دام [بہتہ] ہ

[ہے] عکس حقیقت رخ نیکوے محبت	محراب طریقت خم ابروے محبت
[گو قتل سے] میرے تجھے کچھ ہات نہ آیا	[سرخ] آ[گے دیا] کے [تو ہوا] اروی محبت
آ دیکھ بہار جس دیدہ و دل کو	کیا ہی نہ کھلے ہیں گل خود روے محبت

ادب سے اوسکے در بوس ہو جیو قاصد	حو ڈھب سنے تو ملائیں بھی لیجیو قاصد

خون دل نسکہ رہا آن کے [ہم چشموں] [میں]	پانی پانی ہوں ہیں خجلت سے تو ہم چشموں میں
لخت دل جیسے میرے چشمہ چشموں سے بہے	مچھلیاں [دیکھی] ہوں اس رنگ سے کم چشموں میں

تسکین در[دل] کو نے آج ہو[نہ کل] ہو ۔۔۔ لے مار بیکلی ہے وہ ہی آ ملے تو کل ہو

صبح دم میرے بالیں پہ کوئی آتا ہے ۔۔۔ کہ مجھے مردے کو پھر گور سے جلاتا ہے

گرمی غیر جو ہم ٹک بھی گوارا کرتے ۔۔۔ سرد آہوں سے نہ اوقات گذارا کرتے

وحشت

تخلص عزیزے است صاحب ملک از شاگردان میاں جعفر علی حسرت ابن ہفت بیت از گفتہائے اوست ~

آہ آگے تو نکلتی تھی جگر سے باہر ۔۔۔ اب جگر نکلے ہے جو دیدۂ [تر] سے باہر
کیوں نکلے تم گھر سے نہ نکلو گے میاں دیکھیئے ۔۔۔ ہم نکالیں [گے تمہیں لاکھ ہنر] سے باہر

میرے سامنے گر وہ ایک آن ٹھہرے ۔۔۔ تو آنکھوں میں آ کر مری جان ٹھہرے
تری عقل ناصح ستا کیوں گئی ہے ۔۔۔ بھلا ہم تو دل دے کے نادان ٹھہرے
عجب [یہ جنوں ہے] کہ ہاتھوں سے جس کے ۔۔۔ نہ دامن رہے نے گریباں ٹھہرے
کہا میں کہ رونے سے وحشت نہ دکھا ۔۔۔ جو ایک دم تیری چشم گریان [ٹھہرے]
لگا کہنے میں ضبط کرتا ہوں لیکن ۔۔۔ کہاں تک جگر میں یہ طوفان ٹھہرے

وصال

تخلص برخوردار سعادہ [نشا] ن نصر اللہ خان خلف الصدق دوستدار سراپا وفاق حکیم ثنا اللہ خان

سلہ وہ ہی ملے / /

فرآں است مدعمرہ وسلمہ ر[بر] وسے نوجوانے اسب باعلم ومہذب لغائت سنجیدہ ونہائت [باادب] در امام سالف گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد و سذسے از اوقات خود دریں شغل بسرمی برد بالفعل ازیں [سوداءخام بازانسا] دہ بہ پختگی تمام دامن بر زدہ تحصیل علوم رسمیہ واستحصال فنون شعر [یفہ میکندو] مشقت بسیار ورنج بے شمار دریں کار اسوار میکسد خداش [بمراد] دل وعمر طبعی رساناد و بہ ثمرات دنیوی واخروی بہرہ مند گرواناد ایں دوشعر ازوست مدعمرہ وزادقدرہ ؎

آیہ گھوڑنے کوسب سے نرا لا نکلا — مونہہ تو دیکھو یہ بڑا چلہنے والا نکلا
گرمی عشق [کاکیا] کیجے بیاں تجسے وصال — [دل] جلا جسم جلا جیب میں چھالا نکلا

وفا

تخلص مرزا عبدالعلی است اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک حضرت دہلی مردخوش فکر خلیق معلی پیسہ نویسندہ نستعلیق محبت بذیر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر است ایں چار بیت منسوب بوے است ؎

ورق ۳۴۶

[والب] زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا — جسمیں جو انگشت حیرت ہے [سو] پیکاں تیر کا
آب ریختہ ہے سناکر تجکو نقاش ازل — مک قلم نقشہ کیجے کسے تری تصویر کا

وقت رخصت اسقدر یہاں نالہ و زاری ہوئی — اشک کے نالے بہے اور جوے خوں جاری ہوئی
شکر ہے صد شکر ہے صد سکر ہے صد سکر ہے — عشق خوباں [میں] وفا تجسے وفاداری ہوئی

ولی

تخلص سنخ شان جلی المشہور بہ محمد ولی است وسے عزیزے بود از سکنہ دیار دکن و مریداں شاہ سعد اللہ گلشن علیہما الرحمت وا [لغفرا]ن وامرہما اللہ تعالے فی روضات الجنان گوشہ نسبت تلمذ ہم

بجناب ایشان داشت و در [آخرہا] با ستصواب سناں ہمت بہ سخن طرازی می گماشت والعلم عندالله [تعالے شا] نہ وعظم برہانہ بہرحال باآئینی کہ از قدوہ منغزلان سخن پرداز شیخ شیراز قدس سرہ روبہ غزل ارکتم عدم بمصعہ ظہور جلوہ گر شد تدوین دیوان ریختہ مردف و [مملو] انواع سخن و مسخون اقسام امور [ایں فن از وے] بصفحہ روزگار ثبت افتاد اگرچہ اشعار متفرقہ ریختہ پیش از وے ہم علی اختلاف الروایتین از طبع دُربار طبیل خوش نوائے گلزار قدس عندلیب دستاں سرائے ہمیشہ بہار السن خسرو سخن سنجان طوطی ہندوستاں مظہر عشق حضرت اولیس محمد کاسہ لیس قدس سرہما و روح روحہما سلطان ملکۃ پردازی گہاں خدلو سخن ساری [قدوہ منغزلان پیشوائے صاحبدلان صو[فی] صافی منش درویش پاکیزہ روش شیخ صاحب درو زمرۂ حضرات سہروردی بادشاہ قلمرو بے نیازی سعدی شیرازی اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان یا سعدی دکنی علیہ الرحمت والغفران و دیگر سخن سنجان ہم ریختہ اما تدوین جملگی انحاء شعر از وے بظہور پیوستہ مختصر کلام [حقش بر جملہ] سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر سخنش ابلیس منشی و شیطنت میرخان کمترین کہ خداش بیامرزد بسار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں

قطع نظر از زبان دکنی شعر رسش بمرتبۂ اعلیٰ شاعری و سخنش بدرجہ علیا [ئے سخنوری] می است قصہ کوتاہ یک صد و تو دو چار شعر از اشعار آبدار آں استاد والا نژا[دمی] نگارم مہ عفی اللہ عنہ ~

ہر ذرۂ عالم [میں] ہے خورشید حقیقی — یوں بوجھ کے [1] [بلبل ہوں] ہر ایک غنچہ دہاں کا

آوے گا جب سخن میں وہ مایۂ لطافت — شرمندہ اوسکے آگے آب زلال ہوگا

تیری وہ طبع ہے ہموارا اے رشک مہ کنعاں — کہ جسمیں مو برابر نہیں اثر بے اعتدالی کا

بدخشاں میں پڑا ہے شور تیرے لعل رنگیں کا — ہوا ہے چین میں شہرا تیرے اس زلف پرچیں کا

---

[1] 'کہ' در ہر دو نسخہ 'کے' از کلیات ولی مرتبۂ انجمن ترقی اردو'

پھر مبری خبر لینے وہ صیاد نہ آیا　　　شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

باعث نشۂ دو بالا ہے　　　حسن صورت کے ساتھ حسن ادا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت　　　ترنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

تخت حسن بے خانماں کا دشت ویرانی ہوا　　　سر اوپر اوسکے بگولا تاج سلطانی ہوا
بیکسی کے حال میں ایک آن میں تنہا نہیں　　　غم میرا سینے میں میرے ہمدم جانی ہوا[۱]

مستی میں اب محشر تلک کونین کو بسرا[۱] ہے وہ　　　جو تجھ نین کے جام سوں مد پی کے متوالا ہوا

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق شیدا ہوا　　　ہر خوبرو کے حسن کے جلوے سوں[۲] بے پروا ہوا
پایا ہے جگ میں اے ولی وہ لیلی مقصود کوں　　　جو عشق کے بازار میں مجنوں نمن رسوا ہوا

مسجود آفتاب ہوا ہے شرف سے آج　　　وہ نقش پا جو زینت روے زمیں ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ　　　دل صد چاک باغ باغ ہوا

جلوہ گر جب سوں وہ جمال ہوا　　　نور خورشید پائمال ہوا
نشۂ سبزۂ خط خوباں　　　در پے عالم خیال ہوا

طالب نہیں [کیا حشر][۳] میں ہووے وہ داد خواہ　　　جس بے گنہ پہ تیری [نگہ سے ستم] ہوا

۱؎ سے بجولا، ا، د　۲؎ سے ا، ر　۳؎ عشق ا، ا

جس وقت اے سرِجن تو بے حجاب ہوگا　　ہر ذرہ [تجھہ] جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

خدانے مکھ یہ تیرے باب حسن ناز کیا　　قد بلند کو تیرے تمام ناز کیا
مثال زلف پڑی دل کی فوج بیچ شکست　　تری نگاہ نے جب آگے ترکتاز کیا

دیکھنا ہر صبح تجھہ رخسار کا　　ہے مطالع مطلع انوار کا
بلبل و پروانہ کرنا دل کے تیں　　کام تھا تجھہ چہرہ گلنار کا

آینہ تجھے ہو کے ہم زانو　　غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
تجھہ نگہ سوں بساں شانِ عسل　　دل ہوا گھر ہزار روزن کا

موج رفتار نے تجھہ قد کی صنم　　سروِ آزاد کوں زنجیر کیا

مثل یاقوت خط ہیں ہے [شاگرد]　　ساغرِ مدام تجھہ لب کا

کیوں کرے آلودۂ زرجگ منے صید مراد　　ہے علم اوپر معطل صورۃ شیر طلا
بوالہوس رکھتے ہیں دائم فکر رنگ عاشقاں　　ہے [مہوس] کے سدا سینے میں تدبیر طلا

شغل بہتر ہے عشق بازی کا　　کیا حقیقی و کیا مجازی کا
آج تیرے بھواں کی مسجد نے　　ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
گر ہیں راز عشق سے آگاہ　　فخر بیجا ہے فخر رازی کا
اے ولی سرو قد کو دیکھوں گا　　وقت آیا ہے سرفرازی کا

صحن گلشن میں [حب خرام] ام کیا ۔۔۔ سرو آزاد کوں غلام کیا
وہ بھواں ہمسے کیوں نہوں بانکے ۔۔۔ ماہ نونے جنہیں سلام کیا

طالب نہیں مہر و مشتری کا ۔۔۔ دیوانہ ہوا جو تجھ پری کا
تو سر سے قدم تلک جھلک میں ۔۔۔ گویا ہے قصیدہ انوری کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بیحجاب اوسکا ۔۔۔ بغیراز دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اوسکا

حسن عاقل ہوا ہے فکر کر پیہری کے بارے کا ۔۔۔ صفاگر آرسی [دل کی سکندر ہو زمانے] کا
ولی تجکوں گسے گے شہر مرداں انی مجلس میں ۔۔۔ رہیگا سگ ہو کر دائم ہی [کے آستانے] کا

کیا مجکوں نے واقف مجھے راز نہانی کا ۔۔۔ لکھوں غنچے اوپر حرف اوس دہن کی نکتہ دانی کا
ولی جس نے سر [مانند] حضاد لکوں لیے تو نہالاں سوں ۔۔۔ پیا یا اوسے پھل ہرگز جہاں میں زندگانی کا

ہے فرہاد کے مانند کوہ بے ستوں میں جا ۔۔۔ اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا

ہوں لالہ بجز آتش خاموش لب یار ۔۔۔ مرہم نہیں عالم [میں] آولی داغ جگر کا

ترے لب ہیں برنگ حوض کوثر محشر خوبی ۔۔۔ یو خال عنبریں تس پر بلال اسا کھڑا [ا] دستا
یو خط حاشیہ گر چہ ولی ہے مختصر لیکن ۔۔۔ مطول کے معانی کا تمامی مدعا دستا

یو کناری مکھ پہ ترے لے زلیخا وش نہیں ۔۔۔ سورۂ یوسف کوں کیتا گرد تحریر [طلا]

ورق ۲۴۸

ؔ صفا کر وارث دل کے الج دیہرو دانہ

کسنور دل کو ترے ناز نے تسخیر کیا ۔۔۔ فوج مجنوں کوں تیری زلف نے زنجیر کیا

لیا ہے حسن سوں موہن نے طریقا خود نمائی کا ۔۔۔ چڑھا ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فزائی کا

موسیٰ اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا ۔۔۔ اوس کوں پہاڑ ہووے پھر طور کا تماشا

بے رحم نہ ہو غصہ نہ کر بات مری سن ۔۔۔ ڈرتا نہیں اک بات کی سو بات سنا جا

نہیں کوئی سنے تا حال میری آہ و زاری کا ۔۔۔ کہوں کس کن گریباں چاک کر دکھ بیقراری کا

ناز دیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن ۔۔۔ اے چمن زار حیا دل کے گلستاں میں آ
حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد ۔۔۔ طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ
سکہ مجھ حال سے ہمسر ہے پریشانی میں ۔۔۔ درد کہتی ہے تیری زلف مرے کان میں آ

سجاوں صحن گلشن میں کہ جوش آتا نہیں مجکوں ۔۔۔ بغیر از ماہرو ہرگز تماشا ماہتابی کا
نہ پوچھو اب ہوا ہے کم سخن وہ دلبر رنگیں ۔۔۔ لب تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا

ہے قد رسا سراپا معنی نار گویا ۔۔۔ پوستہ میرے دلمیں آتا ہے دار گویا

ہوش کھوتی ہے نازنیں کی ادا ۔۔۔ سحر ہے سرو گل جبیں کی ادا
اے ولی دلکوں آب کرتی ہے ۔۔۔ نگہ چشم شرمگیں کی ادا

ہوا ہے سیر کا مشتاق [بے تابی] سوں من میرا ۔۔۔ چمن میں آج آتا ہے مگر گل پیرہن میرا

گر نہیں ہے خنجر بیداد خوباں کا شہید — دامن صد چاک گل کسوا سطے پر خوں [ہوا] ا

[آ] رزوے چشمۂ کوثر نہیں — تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی — دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

ولی شیریں زبانی کی نہیں ہے چاشنی سب کوں — حلاوت فہم کو میرا سخن شہد[وسکھا] ستا

تیرے جلوے سوں اے ماہ جہاں تاب — ہوا دل سر بسر دریاے سیماب

ملا ہو گلبدن جسکوں اوسے گلشن سوں کیا مطلب — جو پایا وصل یوسف اوسکوں پیراہن سوں کیا مطلب
ولی جنت میں رہنا [ہی] نہیں درکار عاشق کوں — جو طالب لامکاں کا ہے اوسے مسکن سوں کیا مطلب

ہر ایک لبریز ہے خم بجھ محبت کے اثر سے تی — ہر ایک ساغر تیرے نیناں سے ہے سرشار جہر جب

نہیں ایک عاشق و معشوق اوسکے درد سوں خالی — گل و بلبل سوں سنتا ہوں یہی فریاد ہر ساعت

سبز جبرا ہے ترا اے سبز بخت — زہر قاتل ہو گیا دل لخت لخت

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست — جوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست
ما سرخ رنگ زرد کرے [اس سبب] بو غم — دل میں ولی کے مس میں ہے جوں جست کی نشست

بجا ہے گر شہید سرو قد کوں — بناویں چوب سوں طوبی کے تابو[ت]

لب پہ تیرے کہ روح کا ہے قوت — کاتب ناز نے لکھا ہے سکوت
اے ولی سبزۂ لب دلبر — خوشنمائی میں ہے خط یاقوت

کس کے آگے جا کہوں [فر]یاد ایسے شوخ کی — ظالم بیداد ہے وہ آفت جاں الغیاث

اعجاز عشق دیکھ کے مجھہ نا[توا]ں پر — اوس سخت دل کے دل کوں کیا مہربان آج
کل خط زبان حال سوں آکر کرے گا عذر — عاشق سوں کیا ہوا جو کیا توں نے مان آج
اے عقل موشگاف تامل سوں کر نظر — آتا ہے کس ادا سوں وہ نازک میان آج

ورق ۴۹

کیا ناز کیا غرور ہے اوس نوبہار میں — دیتا نہیں سلامؑ کا میرے جواب آج
آگے تیرے لباں کے کہ ہیں چشمۂ حیات — لگتا ہے آب خضر مثال سراب آج

برنگ صافی دل کیوں نہ ہو صفائے قدح — کہ دست آئینہ رو ہے مدام جائے قدح
زہے طرب کہ ہوا بزم عیش میں دمساز — صنم کے لعل سوں یاقوت بے بہائے قدح
اگر اشارۂ ابرو کرے وہ ماہ تمام — ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجائے قدح
خمار حشر سوں کیا غم ہوے پرستاں کوں — لکھیں جو قبر کے تعویذ پر دعائے قدح

کتاب عشق پہ تسنگرف اشک خونی سوں — پلک کی کر کے قلم کھینچتا [ہوں] جدول سرخ
کیا ہے دفع مرے درد سر کو رونے نے — ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندل سرخ
شفق نہ بوجھہ کہ مجھہ آہ آتشیں نے ولی — فلک کوں جا کے کیا ہے برنگ منقل سرخ

عالم میں جس کے سر پہ گلدستۂ ادب ہے — وہ کیوں کہے چمن کوں تیری گلی کے مانند
سوزن سوں تجھہ پلک کی لے نور جان و دیدہ — ہر استخواں میں روزن ہے بانسلی کے مانند

لہ کذا در نسخۂ اصل   ۲ہ سوال ! !

نگاہ گرم کرے گر فلک کے گلشن پر　　گل ستارہ گریں گل گلاب کے مانند
ترے خیال میں اے بحر حسن دیدۂ تر　　ہوے ہیں آب سراپا حباب کے مانند
ترے فراق میں ہر آہ اے کمان ابرو　　گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
نگاہ گرم سوں اوس شعلہ قد نے مجلس میں　　کیا [برشتہ] ولی کوں کباب کے مانند

ہمیشہ ہے بہار [سر]و آزاد　　نچاوے دولت حسن خداداد

دلکو فرحت بخشنے ہے دائم ترے غم کا ہجوم　　صاحب ہمت کوں ہے نت کثرت مہماں لذیذ

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر　　بیوفائی نہ کر خدا سوں ڈر

مت طرز تغافل کوں مرے حق میں روا رکھ　　اے شوخ مری آہ سے البتہ حذر کر

اے سرو خراماں نہ تو جا باغ میں چل کر　　مت قمری و شمشاد کے سودے میں خلل کر
صنعت کے مصور نے صباحت کے صفحے پر　　تصویر بنائی ہے تری نور سوں حل کر
تجھ ابروے خمدار سے ہرگز نہ ٹلے دل　　کیوں جاوے سپاہی دم شمشیر سوں ٹل کر

انکھیاں ہیں یو خوباں جہاں کی کہ نگیں ہیں　　بوٹے نہیں نرگس کے صنم تیری قبا پر

نہ جانوں خط تیرا کس سبے خطا پر　　چلا ہے آج فوج شام لے کر

عجب نہیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر　　اگر مقدمہ عشق کو کروں تحریر
جنون عشق ہوا اس قدر زمیں میں محیط　　کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

مجکوں بھی اوس شکر لب کی خبر
حق سنکر خورے کو دیتا ہے سنکر
ساٹھ پردوں میں رکھوں اوسکوں چھپا
آدے گر انکھیاں میں وہ نور نظر

ملبل شیراز کو کرتا ہوں یاد
حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
زلف تیری کیوں نہ کھاوے پیچ و تاب
حال محبہ دل کا پریشاں بوجھ کر
رحم کر اوس پر کہ آیا ہے ولی
درد دل کا تجکوں درماں بوجھ کر

رات کو دیکھا تھا تیری زلف کوں
دل میں باقی ہے پریشانی ہنوز
اس چشم اشکبار سے مبری عجب نہ کر
سینے کا داغ تجکو دکھا یا نہیں ہنوز

فصاحت کیا کہوں اوس خوش دہن کی
کسی کا وہاں بہس ہوا سخن سبز
اگر بجائے 'اوس خوش دہن' 'بستہ دہن' مگفت سبزی سخن می افزود مگر حطاے بزرگاں گرفتن خطا است منہ عفی عنہ

ہوا ہوں ملبل مستانہ نغمہ زن تجھ بن
ہوا ہوں جوں گل صد برگ باغباں پریشں

عشق کے ہاتھ سوں ہوے دلریش
جگ میں کیسا بادشاہ کیا درویش

معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں
بجھتا نہیں ہے باد صبا سے چراغ گل

اے دل نشتاب چل کہ بماسنے کی بات ہے
بیٹھا ہے آ[فتاب] نکل ماسباب میں

اے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج
اوس گلبدن کو اپنے گلے ہار کر رکھوں

سلہ کذا

اوس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ — صنعت سے وؔلی دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

بیاں زلف مدعی کا ہے سعد الدین کا مطلب — ابھوں تک تم نہیں سمجھے مطول کے معانی کوں

حنت دیکھا تھا تجھے دل سد تھا اوراق میں — ترے بھواں کو دیکھ کر جزدان چھوڑا طاق میں

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں — بے تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں
ہندوے زلف پر برو ہے پریشانی وروش — بیچ دیوے مجکو سودے میں اگر سودا کروں
رات کو آؤں اگر تیری گلی کوں اے صنم — زیور لب ذکر سبحان الذی اسرا کروں
آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے وؔلی — سر وقد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

دل ہوا ہے میرا خراب سخن — دیکھ کر حسن بے حجاب سخن
عرفی و انوری و خاقانی — مجکو دیتے ہیں سب جواب سخن

پڑے سکرا اچھل حوں مصرع [برا] ق — اگر [مصرع] لکھوں ناصر علی کوں

ایدل عقیق لب کے یو آئے ہیں مشتری — مو[تی] نہ بوجھ زہرہ جبیں کے ملاق میں

ہے تر[شے][1] لب سوں اے سکر گفتار — بات کہتا نبات سوں شیریں

ودا سے دلبر رنگیں ادا ہوں — شہید شاہد گلگوں قبا ہوں

---

[1] 'ترے' کی 'ے' دونوں نسخوں میں چھوٹی ہوئی ہے'

مجکو تجھہ بن کسو سوں کام نہیں　　　فکر ناموس و ننگ نام نہیں

ہوا ہے جب سوں تراآتش سوار آتش حسن　　　سپند وار ہے دل بے قرار آتش حسن

ہر شعر سے ولی کے عزیزاں بیاض ہیں　　　مسطر کے خط کو رشتۂ سلک گہر کرو

صحبت غیر ہیں جایا نہ کرو　　　اپنے عاشق کوں کڑھایا نہ کرو

گل و بلبل کا گرم ہے بازار　　　اس چمن ہیں حدھر نگاہ کرو

آج دستا ہے حال کچھہ کا کچھہ　　　کیوں نہ گذرے خیال کچھ کا کچھ
دل بیدل کوں آج کرتی ہے　　　شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوۃ میں گلرو سوں　　　خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

ہوا ظاہر خط روے نگار آہستہ آہستہ　　　کہ جوں گلشن ہیں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ

گریاں ہے ابر چشم مری اشکبار دیکھ　　　ہے برق بیقرار مجھے بے قرار دیکھ

لالہ خونی کفن کے حال سوں ظاہر ہوا　　　بستگی ہے خال سوں خوباں کے داغ زندگی

قلم نرگس کی جب لیکر لکھوں تجھہ چشم کی خوبی　　　ہزاراں آفریں کرتا مرے گھر عبہری آوے

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانہ ساقی ۔ کہ دل سوں تاب جی سوں صبر سرسوں ہوش لیجاوے

آج سرسبز باغ و صحرا ہے ۔ ہر طرف سبزہ ہے تماشا ہے
سب دل رُبائے عاشق ۔ مہر ہے لطف ہے دلاسا ہے

ولی ہے اہل دل سے تو بات نہ ولی سوں ۔ عاشق کا دل بغل میں قرآن ہیکلی سے ہے

ترا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے ۔ طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے

تری ابرو نے مجکوں قتل کیا ۔ کیا بلا اوس میں آبداری ہے

کہو زاہد سے جاوے اوس گلی میں ۔ اگر مشتاق فردوس بریں ہے
مرے حق میں عنائت نامۂ یار ۔ مثال شہپر روح الامیں ہے

ترا مکھ مشرقی حسن [انوری] جلوہ جمالی ہے ۔ نین جامی جبیں فردوسی و ابرو ہلالی ہے
ریاضی فہم گلشن طبع دانا دل علی فطرۃ ۔ زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زلالی ہے

جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے ۔ اوسے گرداب گردِل [یاد] آوے

مالی ہمیں عزیزاں عاشق کے مارنے کوں ۔ تا[کوش] کھینچتا ہے [زریں کمان] موتی

نہو صبح کی سختی سوں مکدر اے دل سیدا ۔ سدا اہل محبت کا محک سنگ ملامت ہے

ٖ۵۱ کلیات ولی،

جیسے عشق کا تیر کاری لگے — اوسے زندگی جگ میں بھاری لگے

تجھ لب و زلف کے تماشے کوں — چل کے آئے ہیں مصری و شامی

ورق ۳۵۱

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں — جنت سوں بہار کیوں نکے جاوے

گر تجکوں ہے عزم سیر گلشن — دروازہ آرسی کھلا ہے

مجھ سوں کیو مکر ملیگا حیراں ہوں — سنو خ ہے بیوفا ہے سرکش ہے

ہاتھ سوں تجھ غمزۂ خونریز کے — داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

اے [خلاصی] عشق سوں ممکن نہیں — دام دل زلف دو دامی پوشش ہے

صنم مجھ دیدۂ و دل میں گذر کر — ہوا ہے باغ ہے آب رواں ہے

غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے — نگاہ پاکبازاں کیمیا ہے

عشق میں شمع وسے جلتا ہوں — حال میرا سبھوں پہ روشن ہے

دیکھ اوسکی کلاہ بارانی — چاند پر آج ابر آیا ہے

غمزہ و ناز و ادا[1] ہے ناز ہے — ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے

[1] اداہے مارہیں، کلیات ولی

ساقی و مطرب آج ہیں ہمرنگ — نشۂ بےخودی دو بالا ہے

آتش شوق زلف سوں تیری — دل عاشق کباب شامی ہے

آشنا بی نہیں تو جاتا ہوں — کیا کروں جی اداس ہوتا ہے
کیونکہ کپڑے رنگوں ہیں تجہہ غم ہیں — عاشقی میں لباس ہوتا ہے

عدم میں تجہہ دہن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر — اگر بالفرض والتقدیر ثانی ہے تو عنقا ہے
ولی تیری تواضع سوں رقیب سنگدل دائم — پشیماں ہے خجل ہے [منفعل ہے] سخت رسوا ہے

مدت کے بعد دل کی گرمی فسردہ ہوئی ہے — شربت ہے میرے حق میں اوس بیوفا کی گالی

زخم دل تھا گرچہ کاری لیکن [اس سیں] غم نہیں — سبزۂ خط دلآرا مرہم زنگار ہے

کیونکے حاصل ہو مجکوں جمعیت — زلف تیری قرار کھوتی ہے

پہوچتا ہے دلوں کو ہر جاگہ — غم تیرا روزی مقدر ہے
تجھ بن اے نور چشم محفل دل — حال مجلس تمام ابتر ہے

نشۂ بخش عاشقاں وو ساقی گلفام ہے — جس کی انکھیاں کا تصور بیخودی کا جام ہے

نہ جانوں کیا بلا لاوے گی اوسکے کان کوں لگ کر — بلا ہے جان مشتاقاں کہ اوس کا نام بالی ہے
عیاں ہے شاہ بیت ابھری تجھہ چشم جادو سے — کرشمہ تجھہ بھواں ہیں معنی بیت ہلالی ہے

یار طناز گرچہ آنی ہے ۔۔۔ مایۂ عیش جاودانی سے
آشنا نونہال سوں ہونا ۔۔۔ ثمرۂ گلشن جوانی ہے
اے سکندر نہ پوچھ آبحیات ۔۔۔ چشمۂ خضر خوش بیانی ہے

ولی مجھ دل کی آتش پر نظر کر ۔۔۔ جہنم کی زباں پر الحذر ہے

ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے ۔۔۔ غمزۂ خونخوار ظالم بر سر بیداد ہے
آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید ۔۔۔ جا نماز زاہد عزلت نشیں برباد ہے

ہر سحر بحق نعمت دیدار کی ۔۔۔ آرسی کوں انتہائے صاف ہے
صورت نارسہ خط ہے جلوہ گر ۔۔۔ اسعذر جہرہ صنم کا صاف ہے

نکال خاطر فاترسوں جام جم کا خیال ۔۔۔ صفا کر آرسی دل کی سکند[ری یہ] ہے

ہرچند کہ اوس آہوے وحشی ہیں بھڑک ہے ۔۔۔ مناب کے دل لینے کوں لیکن [بیدھڑ]ک ہے

ہمکو شفیع محشر وہ دیں پناہ بس ہے ۔۔۔ شرمندگی ہماری عذر گناہ بس ہے

مستزاد

اوس شوخ نظر باز کی انداز نگہ کا ۔۔۔ گر کام نہیں یہ
دیوانہ مرے دل کو کہو کنے کیا ہے ۔۔۔ جادو نظراں میں

ولا

ورق ۳۵۲

تخلص مطہر علیخان عرف مرزا لطف اللہ خلف الصدق سلیمان علیخاں وداد شاعر فارسی گو است وے مرد حریف ظریف خوش طبع مزاج دوست واقع شدہ از چندے مدار [منیر] قبہ رحل اقامت افگندہ گویند در یولا بکلکتہ ملازم انگریز است این دو شعر از آں وے است ؎

ہستی کو خوب دیکھا جاے ہیں اب عدم کو
در پیش ان دنوں میں یہاں عزم ہے وطن کا

طعنہ مت دے تو مجھے بادیہ پیمائی کا
پوچھ مجنوں سے مزا آبلہ فرسائی کا

ہاتھ او سکے تو یہ نسخہ بہار اکسیر لگا
خاکساران جہاں کرنے جو تسخیر لگا
مرغ دل تڑپھے ہے جوں طائر ناوک خوردہ
کس کے مژگاں کا مرے سینے میں یہ تیر لگا

فوج اشک و لشکر داغ و علم ہے آہ کا
دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالی جاہ کا

ایک سے ایک جہاں میں ہے صنم جو سے خوب
نظر آتا کوئی لیک اپنے نہ محبوب سے خوب

قطرۂ اشک ہے یوں سر مژگاں سے لپٹ
جسطرح اوس لدے ہے خار مغیلاں سے لپٹ

ایک جیحوں ہے کہ پلکوں سے بہا آتا ہے
کیا بلا ہے یہ مرے دیدۂ گریاں کے بیچ

جو برگ گل اوس سینے پہ سمجھے تھے گراں وے
چھاتی [پہ] مری دھر گئے [کیوں] سل نہیں معلوم

ولائت

تخلص عزیزے است نیک سرانجام ولائت شاہ نام کہ بحسب اظہار[عز]یزاں درویش خوش مزاج ماسرور وابتہاج شگفتہ پیشانی بیک زندگانی توکل پیشہ بہ اندل واقع شدہ در نواح قصبہ کول ایام حیات مستعار بسر می نمائد و از اشعارش کہ بسمع رسیدہ بہم بوئے فقر و توکل می آید و روپیہ بود آزاد وضع بہمیں تخلص و نام بہائت عرس طبع و شیریں کلام در جوار خانہ مقبول نبی خاں مقبول در وے بستہ اوقات گذاری می نمود و لغائت ہشناس و بشناس زندگانی می فرمود بیشتر اشعار صاف بنام بعضے از نومشقاں مانند میر فضل علی جنون میگفت و گل گل می شگفت مدتے است کہ رخت سفر بربستہ لصاحبہ فرخ آباد تکیہ بستہ رحل اقامت افگندہ ظن غالب کہ این ولائت شاہ ولائت ہماں ولائت شاہ ولائت ماشد والغیب عنداللہ تعالے شاہ بہر کیف این غزل سخ سنج وے کہ بمن رسیدہ و از مطربہ ہائے شہر شنیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ و خوبی آں بچشم انصاف دیدہ ؎

نہ تنہا یہ بن بلکہ جاں بیچتا ہوں ۔۔۔ میں ہستی کی ساری دوکاں بیچتا ہوں

یہ دل مول کرتا ہوں سنو عزیزو ۔۔۔ [جہا]ں اہل دل ہوں میں وہاں بیچتا ہوں

خبر جا کرو کوئی ان عارفوں کو ۔۔۔ ہیں یہ گنج پنہاں عیاں بیچتا ہوں

زمیں آسماں تک سہی جنس ارزاں ۔۔۔ مگر ایک دل کو گراں بیچتا ہوں

ولائت مجھے کون سمجھے سخن خریدے

یہ ہیں بھی تو تجھ بن کہاں بیچتا ہوں

وہم

[میر] محمد علی نبیرہ میر محمد تقی حباب شاعر فارسی گو تخلص میکند [وے از سکنۂ بلد]ۂ لکھنؤ وانہ ملازمان سرکار دولت مدار وزیر الممالک است ایں مطلع از گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے ۔۔۔ پر وہم شرط یہ ہے [کہ وہ] تو لگی رہے

ورق

حرف الہا

درسطے ایں حرف ذکر دہ شاعر کہ منجملہ آنہا دوکس ہاشمی تخلص مسکمد اندرلح یافتہ و مجموع اشعار ایشاں شعراست کہ ازانہا رباعی واقع شدہ

ہادی

تخلص دوکس بمن رسدہ تحریر یکے ازانہا نہ تکملہ مقرر گردیدہ واں دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است وے در ایام دولت نواب غفران مآب وزیر الممالک غازی الدین خاں بہادر لسبار نہ ترشہ ایام زندگانی بکام دل بسر می برد و بمصاحبت نواب مغفور و کوتوالی بازار لشکر ظفر اثر آں منحب الامراء عز امتیاز داشت شاعر دیرینہ مشق و کہنہ سخن سنج است در عروض [وفا] قبہ دستے وارد سروں از دیواں مردف کہ مشحون انواع سخن است رسائل بسیار در علوم رسمیہ اعنی صرف و نحو و فقہ و فرائض و عروض و قافیہ و ما صاہا بارشتہ نظم کشیدہ و دیوانکے بے نقطہ و مثلہ نقط دار ازوے بر صفحہ دہر سب افتادہ مختصر کلام مردے بزرگ خوش اختلاط با کرہ ارتباط شگفتہ رو سکوہاہئت سعیدہ اطوار نغائت پسندیدہ کردار واقع شدہ خدایش سلامت داراد کہ لعتہ [۱] لسلف است بہر حال ایں لست وہیج بیت از گفتہائے آں حمیدہ خصال است ؎

لسکہ شب دلکے مقابل [ہیچ] تاب نا [لہ تھا]
جو نفس گذرا لبوں سے شعلہ جوالہ تھا

اوس نگاہ گرم کی تاثیر سے گلشن میں صبح
قطرہ شبنم لب گل کے لئے تبخالہ تھا

کیا خنک ماتم بقبض مع گریہ کی ناصح کہ شب
دامن مژگاں گوہر بار ابر ژالہ تھا

رات ساقی نے وہ آتش کی تھی پیمانے میں حل
جس سے ہر لخت جگر ہم بزم داغ لالہ تھا

ق

ایک دل تھا سامنے مژگاں کے جسکے ہر طرف
کیا ہجوم خنجر و شمشیر و سر و بھالہ تھا

اوسطرف یہ کر و فر اوسکی بضاعت میں فقط
بے اثر ایک آہ تھی یا بے تصرف نالہ تھا

طرفہ عالم سوز آتش تھی تیرے گھر پر محیط — کہہ تو ہادیؔ برق تھی یا ترکسا یہ نالہ تھا

وہ اشک گرم ہے دمسار دیدۂ تر کا — کہ باندھے ہر مژہ پر آسیاں سمندر کا
وہ دل کہ تھا نہ کبھو باد گرم سے واقف — بنا ہے بزم میں تیری سپند مجمر کا
برس کے کھل گئے بادل اوتر چلے دریا — ولے گھٹا نہ کبھو زور دیدۂ تر کا
چمن میں ہادیؔ نازک مزاج جب آیا — لیا جنوں نے رگ گل سے کام نشتر کا

کار دیں اوس بت کے ہاتھوں ہاے ابتر ہو گیا — حسن مسجا ہے اوسے دیکھا سو کافر ہو گیا

ہادیؔ یہ نہ کی تو نے کبھو بندہ نوازی — کیا تیری خدائی کو صنم یاد کرے گا

ایدل اب دیتا ہیں وہ داد یہ کیا ہو گیا — آج کچھ سنتا ہیں فریاد یہ کیا ہو گیا
رک گیا دل اوسکا جب تصویر تیری کھینچ لی — رکھ قلم کہنے لگا بہزاد یہ کیا ہو گیا[1]

لگے تھے تیر نگہ بسکہ ہادیؔ اس دل پر — رہا نہ نام و نشاں مطلق اس نشانی کا

جو [لالہ] اس چمن میں بلبل عدم سے آیا — پیغام خونچکاں ہے خاک آرمیدہ گاں کا
اوس زلف پر سمجھکر کیجو دراز دستی — اے سانہ اسمیں دل ہے حسرت کشیدگاں کا

اب کسی سے نہ چاہ کیجے گا — نہ کسی دل میں راہ کیجے گا
جب تلک دم میں دم ہے [قتل] نے — نالہ ہی سر براہ کیجے گا
اپنے بندوں پہ اے متوللہ — مہر کی اک نگاہ کیجے گا

ورق

---

[1] در مصرع اول چیزے ہست فافہم (مہ)

مت پوچھ فریبندہ تیری زلف ہے یا خط — ایک آفت تو زلف ہے ایک تازہ بلا خط

ماہ کہاں وہ رو کہاں غنچہ کہاں دہاں کہاں — مشک کہاں کہاں وہ زلف سنبل گلستاں کہاں

تو ان لوگوں سے ملتا ہے کہ جن سے مجکو عار آوے — مری اور تیری دیکھیں کس طرح صحبت برار آوے

کچھ فرق نہیں کعبہ و بتخانے میں ہادی — یک منزل مقصود کوئی راہ کسو کی

ہاشمی

تخلص دو کس می سنناسم

اول

ہاشمی (۱)

ہاشمی سیے یک دین صاحب یقین خوشخو کشادہ رو از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ نام نامیش بر صفحہ خاطر فاتر این احقر نماندہ و از مدتے تفرقہ این دیار و برا بطرفے از اطراف عالم افگندہ این دو بیت وے گفتہ ؎

سنئے ہے میکشوں کے کیا فلک پر سر اوٹھایا ہے — کہ بادل ہو کے مست اب چمن میں جھوم آیا ہے

تجھے کھا دیاں [زلفوں] کا کہ وہ خورشید رو آیا — خدا نے غم کی راتوں میں خوشی کا دن دکھایا ہے

دوم

ہاشمی (۲)

سید زادۂ سعادۃ التیام میر ہاشم علی نام نیک خصلت پاکیزہ خو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ تیز فہم طبع رسا از شاگردان سر امد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا این سخن شعر از طبع زاد ہائے اوست ؎

میرا سو بار اوس تنک نامہ پر آرزو پہنچا — اودھر سے پر جواب صاف پہنچا جب کہو پہنچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا سنبل کی نکہت سے — مشام آرزو میں تو کسو کا کل کی بو پہنچا

یہ دعوے سب کے باطل محکمے میں ہاشمی ہونگے　　اگر حاکم تناک وہ سنوخ ما روے نکو سمجھا

آہ و نالے کے دو مصرع جو کئے ہیں موزوں　　صاحب درد اوسے شعر فغانی سمجھا
وہ برہمن بچہ افسوس کہ اے ہم نفساں　　قصۂ درد میرا رام کہانی سمجھا

ہاتف

تخلص عزیزے است نیک فرجام مرا [ز] احمد نام کہ در روشن پورہ حضرت دہلی بجوار مزار فائض الانوار زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ مسکن داشت مرد درویش وضع شوخ طبیعت اما نیک طبیعت بود مدتے است کہ بدیار شرقیہ رفتہ خدا داند کہ کجا است و بچہ عنوان ایام بسر می برد ایں مطلع ازوست

ــہ خط آنے پہ یہ حسن نہ یہ مان رہے گا
ایسے میں اگر ملیے تو احسان رہے گا

ہدائت

تخلص سخن سنج [رو] شن زبان ہدائت اللہ خان افغان است عفی اللہ تعالے عنہ وعن [سائر المسلمین] درسلے ذکر دو ستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق ایماسے بہ [نسب آں] خان فتوہ نشان غفرہ اللہ المنان رفتہ اعادہ آں لاطائل انگاشتہ بہ تحریر برخے از اوصاف حمیدہ و ترقیم نبذے از اخلاق پسندیدۂ آں مغفور و مبرور عنان کمیت قلم واقعہ رقم منثنی میسازم وے بزرگے بود درویش دل بخدا متشغل سالک راہ خدا آگاہ مسکیں نہاد والا نژاد سراسر حلم سر بسر حیا یکسر مہر بکقلم وفا نیک محضر پاکیزہ سیر محبت پرور مروہ گستر صاف دل یکرو صافی طینت فرخندہ خو نہ بر دل کس از وے غبارے نہ بہیچ احدے اورا عارے قائم ہمچندان سراپا نقصان باوصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمینا گاہے ندیدہ کہ از وے کسے رنجیدہ یا دل کس از دستش آزارے رسیدہ فصاحت کلامش [مستغنی] البیان است و بلاغت سخنش بے پروا از تبیان روزمرہ

زبان ا. دوے معلے کہ بد[سس] افتادہ بکسے کم دست بہم دادہ مہاورۂ گفتگوے ریختہ کہ بہ سہمش رسدہ در شعر اعدے ایں احقر ندیدہ دیوانے مملو انواع سخن بہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار یادگار گذاشتہ و سوں ازیں مثنوبات چند خورد و بزرگ وارد کہ دراں علم سخنوری را [فر] اسنۃ و رسالہ مسمی بہ چراغ ہدایت کہ بوے عرفان ازاں بدماغ صافی طینتاں میرسد و اشعار فارسی اساتذہ سالفہ و شعرہاے ریختہ ریختہ طبیعت نیک طویت خویش آں درویش خدا اندیش مندرج ساختہ بہ [اجز] اے چند بر نگاشتہ و اکثرے را از نکتہ سنجان ہندی زبان نسبت تلمذ بدو است و اں خوسہ [چین] خرمن اہل سخن مہملہ فیض اندوزان اوست ار چندے دل از جہان فانی برکندہ [بسر] اے جاودانی رحل اقامت افگندہ خدایش رحمت کناد و بجوار عنایت خود مسکن دہاد ایں بیت از گفتہاے آں استاد فن و سرکردہ اہل سخن است

ے یہ بھی عشق میں کیا کیا ہیں دلستاں دیکھا　　جو کچھہ خدا نے دکھایا سو ہاں میاں دیکھا

در نعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خطاب در حضور گوید ے

اے عالم امکاں کو شرف ذات سے تیری　　اے تیرے سوا کون مکیں کون و مکاں کا

بیدار او سے خواب عدم سے کیا مجھے　　یارب برا ہو ہستی خانہ خراب کا

جسے کہ زلف سیہ نے تری ڈسا ہوگا　　غرض وہ مر ہی گیا ہوگا کیا جیا ہوگا
بھلا سناؤ مری جان کچھہ ہدایت نے　　تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو　　کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا

گر عشق کی آس ہے تو گلذار کے مانند　　گھر اپنا جلا دیکھ مری جان تماشا

اپنا تو ایک دل تھا سو بیگانہ ہو گیا　　کیونکہ [کسی کے ہوتے] ہیں دو چار آشنا

کیا ہے خون جو مستوں نے آبگینے کا　　ہوا ہے بزم میں کیا خوب کام مینے کا

ے کذا

نہ پیو[ے] خضر پلاوے اگر جو آبحیات — مزا بڑا ہو جسے خوں دل کے پینے کا

بتاں سے فائدہ اے یار دل لگانے کا — خدا سے کوئی کسو کو نہیں ملانے کا
کجی کو چھوڑ سر زلف راست کہہ مجھسے — نہ کچھہ سبب بھی بھلا پیچ و تاب کھانے کا

مرید ہوں میں تری چشم کے گھرانے کا — پہ تجکو ننگ ہے اتنک مرے گھر آنے کا

وصال دل کو ہدایت فراق آنکھوں کو — نہیں شریک کسو کے کوئی نصیبوں کا

یہ تیر عشق دل کے تو اب پار ہو چکا — ہونا جو کچھہ تھا سو مرے یار ہو چکا

مرے

[ادا] و ناز سب کر[تے] ہیں خوبان جہاں لیکن — [تمہاں] یہ بھی کوئی ڈھب ہے کسو کے جی جلانے کا

کیا حسن سے اپنے آگاہ اوسکو — الٰہی ہو خانہ خراب آرسی کا

ابرو و چشم بتاں کو بھی ہدایت عشق ہے — جس جگہ مسجد[بنی] ساتھ اوسکے میخانہ بنا

ہزار ہو تو مری جان عافیت دل ہے — یہ آبنہ نہ ہو کوئی بلا سے ٹوٹ گیا

ورق ۳۵۶

آتش سے داغ دل کے سراپا تو جل گیا — گلدار پھولے کیا کہ بدن سارا پھل گیا
اللہ رے انکھڑیاں کہ جنھیں دیکھہ بزم میں — شیشے کا پاؤں مستی سے اکثر نکل گیا

ایسا ہی ہو دل خفا کرے گا — جی لے گا اور کیا کرے گا

ملہ نیک ۱۰۱ ۵۴ کرا

دل کی گھنڈی تو کھول بہانے　　　اللہ ترا بھلا کرے گا

کچھ دن بدن ہے حال ہدائت ترا بتر　　　کیوں میری جان کیا تجھے آزار ہو گیا

بزم بتاں میں جسدم ہم بیٹھتے ہیں جم کر　　　اوٹھتے نہیں وہاں سے دستور ہے ہمارا
زلفوں کو چھوڑ اوسکی جاویں کدھر ہدائت　　　آئی ہے شام سر پر گھر دور ہے ہمارا

کچھ زرد ہو گیا ہے ہدائت تو [ان دنوں]　　　ایسا یہ کس کی چشم کا بیمار ہو گیا

کہ جاویں اپنو مار سیہ کو بھی زہر مار　　　زلف سیہ سنے ہم کو بلا نوش کر دیا
محلس میں اوسکی رات ہدائت میں سوز دل　　　یہاں تک کہا کہ شمع کو خاموش کر دیا

کوئی پھرا [ہے] ملک عدم سے نہ اب تلک　　　بابا جہاں کسو نے کچھ آرام رہ گیا
ہیں بخت معرکۂ حوادث سے پائمال　　　آفت سے بچ رہا جو تم رحم رہ گیا

ہوا دل پر اپنے جو منکشف تو چراغ کشتہ سے یہ سخن　　　دیا اوسنے اپنے تئیں مٹا کہ خدا نے جس کو بڑا کیا

اتنک بھی تجکو دل کی ہدائت امید ہے　　　چھوٹتا ہے دام زلف کا کوئی پھنسا ہوا

کوئی بھی چشم ہدائت ہے اشک سے خالی　　　بھرا ہو[ا] ہے یہ ہر یک حباب میں دریا

یاد میں کس کی آہ ساری رات　　　[د]رد دل سے میں بیقرار رہا

خفاش چشم آپ ہیں مردم و اگر نہ مہر | اب اور اسے زیادہ کرے گا ظہور کیا
سچ ہے کہیو ہم بھی زہد و عبادۃ کیا کریں | زاہد ملیں گے خلد میں غلمان و حور کیا

اوس ماہ رو کو دیکھنے پایا نہ ایک دم | قسمت اولٹ گئی کہ میرا دم اولٹ گیا

ٹکڑے پڑے ہیں گل کے جگر کے ہزار ہا | شبنم نے ظاہراً ہے ہیرا کھلا دیا
دکھلاکے اپنی غنچہ و گل میں چٹک مٹک | بلبل کو چٹکیوں ہی میں دیکھو اوڑا دیا

وحشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا | کارخانا ہی وہ سب عشق کا برباد گیا
چشم الفت تھی مجھے تجھ سے تو اے طفل سرشک | ہاے دنیا سے تو لڑکے یوہیں ناشاد گیا
یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا | روٹھ [کر گھر] سے یہ لڑکا خضر آباد گیا
یہ ہدایت سے بنا ریختے کی تھی قائم | حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

دیتے ہیں کس کو بھر کے یہاں خون دل سے جام | قسمت سے اپنی دیدۂ خونبار مل گیا

دل سے آہستہ گذریو تو ذرا آہ جگر | زخم سینے کا کہیں ٹوٹ نہ جاوے ٹانکا

موجب اس [اپنی] پریشانی کا بخت شوم تھا | زلف کے یوں پیچ میں پڑنا کسے معلوم تھا

خط کو دیکھا آئینے میں تو نے کچھ خانہ خراب | حال میرے دل کی بیتابی کا سب مرقوم تھا
چشم سے گرتے ہی ناپیدا ہوا طفل سرشک | کچھ [نہ دیکھا] اوسنے دنیا کا [عجب] معصوم تھا

ہر ایک سنگ ہدایت مجھے تو کعبہ ہے | بتوں ہی [سے] جو پھرا اس تو بس خدا سے پھرا

انتہا ہی نہیں کچھ [طرز] جفا کاری کا ‌ ‌ یہ بھی شیوہ ہے میاں کوئی دل آزاری کا
سر مینا ہی کی ہے [د] ختر رز تجکو قسم ‌ ‌ کوئی دیکھا ہے سوا اوس کی طرحداری کا

صبا شبنم بھی آتش پر گویا روغن چھڑکتی تھی ‌ ‌ کہ جوں جوں دامن گل [کو] بجھاتے تھے بھڑکتا تھا
خوش ہے مجکو اے صیاد وہ تھا مرغ دل میرا ‌ ‌ [تیرا ہی] [پھنکی] میں کوئی جانور بھی کل پھڑکتا تھا

سخن سخت سے آتی ہے مرے [دل] پہ شکست ‌ ‌ کتنا نازک ہے کہ ٹوٹے ہے صدا سے شیشہ
بادۂ عشق سے معمور سدا رکھ دل کو ‌ ‌ خالی رہتا ہے تو بھرتا ہے ہوا سے شیشہ

خط سے عارض کو سیہ فام کیا ‌ ‌ کسو کی آہ نے کیا کام کیا
قصۂ غم تو میں چھیڑا ہی نہیں ‌ ‌ ابھی سے آپ نے آرام کیا

جی میں تھا درد دل کہوں اوس سے ‌ ‌ کیا کہوں کچھ مجھے حجاب آیا

وقت خاص اپنے میں یا حضرت دل ‌ ‌ کچھ مرے حق میں دعا کیجے گا

یہی صورت ہے گر تیری پیارے ‌ ‌ ایک عالم فقیر ہووے گا
خاک پر لوٹتا ہے طفل سرشک ‌ ‌ یہ بھی لڑکا شریر ہووے گا

آغاز ہی [میں] خط کے ہوا کام ہمارا ‌ ‌ کیا جانیے کیا ہووے گا انجام ہمارا

رکھ شیشۂ دل کو تو ہدایت تو سنبھالے ‌ ‌ اے یار کسو کو کہیں الزام نہ دینا

جوں رنگ پریدہ ترے مونہہ پر — رنگ شب ماہتاب دیکھا
اے گریۂ چشم تیرے ہاتھوں — نت خانۂ دل خراب دیکھا
وردنہ جام مے سے ہم نے — ہر ذرے میں آفتاب دیکھا

آنکھوں میں ہے تیری وہ نشہ جلوہ گری کا — شیشے میں جھمکتا ہے گویا رنگ پری کا
کیا کیجیے بیاں اوس لب شیریں کی حلاوہ — آتا ہے مزا حال سے وہاں تلسکری کا

لیے حال سے اوس پری
مزا اس سکری کا

گر دل دیا بتاں کو ہدائت میں اپنا شوق — کچھ عاشقی کے بیچ کسی کا اجارہ تھا

کیا ہی کل آیا نظر ایک چاردہ سالہ صنم — جس کا لعل لب گویا جام مے دو سالہ تھا

ہوا کیا ہم کو اس ہستی سے جوں نقش نگیں حاصل — وجود ناقص اپنے کو مگر ایک نام دہرا تھا
ہدائت کی ہیں سیر قطب اشک و چشم و مژگاں سے — ادہر امرائیاں تھیں اور اودھر تالاب وجھرنا تھا

دل تو اپنی بیکلی پر ہر گھڑی روتا ہے کیا — یادمولے کر دوانے دیکھ تو ہوتا ہے کیا
شیخ سے شیطان یوں کہتا ہے اپنے فخر میں — جسکے دادے کو دغا دی اوسکا یہ پوتا ہے کیا
اے ہدائت کچھ بھی رکھتا ہے اگر عقل و شعور — مل کے ان یاروں سے تو اوقات کو کھوتا ہے کیا
مونہہ جو پھیرے آشنا سے اوسکو انساں مت سمجھ — رخ کو ٹک معکوس کر کے دیکھ لے ہوتا ہے کیا
کچھ جو جی پہ آ بندھا زلف پریشاں کا خیال — کیوں ہدائت کیسا ساری رات میں رویا کیا

جب ہی زباں پہ یار ترا نام آگیا — کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا

سلہ روزنامہ ۱۰۱ — سلہ سے ۱۱

اسک بے تاب نہیں دید[ۂ] تر سے نکلا کوئی لڑکا ہے کہ وہ روٹھ کے گھر سے نکلا
سمجھیو لال مرے اسکو نہ تو لعل و گہر نہ وہ آنسو ہے کہ صد خوں جگر سے نکلا

شعلۂ آتش دل آہ بجھایا نہ گیا راز دل گو کہ چھپاتا یہ چھپایا نہ گیا

ف

ایکدن میں نے کہا مکھڑا ذرا مجکو دکھا دل مرا مدت سے ہے مشتاق تیری دید کا
کہنے لگا اے ہدائت تو دوانا ہے مگر چشم لن کے حق میں مضر ہے دیکھنا خورسید کا

رائے ہے

نہیں تم سے تو کچھ پردہ بتاں آئینۂ دل میں کرم کرتے تو ہر صورت سے یہ تو آپ کا گھر تھا

اس[س] سن کافر نے بھی کیا کیا مجھے حیراں کیا غارۃ دل غارۃ جاں غارۃ ایماں کیا
اک عالم[کو] ڈبویا آہ اشک چشم سے کام اس لڑکے نے بھی دیکھو تو کیا طوفاں کیا
رحم دل پر کیا ہی چھڑ[کا] حسدہٗ لب سے نمک خوب میرے درد کا اس نے میاں درماں کیا

نو بہار آئی مبارک ساقیا مل کی ہوا بخت غنچوں کے کھلے او[ر پھر چلی] بھی گل کی ہوا
شاخ گل [پر] بیٹھتی ہے کس طرح سے پھول چل آج دیکھا چاہیئے گلشن میں بلبل کی ہوا
آہ کے شعلے سے اوٹھتا ہے ہدائت دود دل کس قدر دلکش بھری ہے زلف و کاکل کی ہوا

اے ہدائت کچھ دوانا سا یونہیں بکتا ہے وہ کس کی چشم پرفسوں نے میر کو افسوں کیا

مثل حنا گلوں کا بکدست اوڑ گیا رنگ انداز تو نے دیکھا بلبل مری فغاں کا
رہتا [ہے] ذکر ہر دم نام خدا زباں پر تجکو بھی اے ہدائت کچھ عشق ہے بتاں کا

ہمارے آہ و نالے میں اگر کچھ بھی اثر ہوتا — تو ایسا کیوں ہمارے حال سے وہ [بیخبر] ہو [تا]
[فلک] کرتا تو ہے تو فخر اپنی ذات ودسی پر — حقیقت بندگی کی جانتا گر تو بشر ہوتا

وصل کی اے ہدائت اب کسکے رہی ہے آرزہ — حالت ہجر میں ہی یہاں اپنا وصال ہو گیا

یہ تمہاری بات خو[ش] آئی ہدائت کو بجاں — کھڑ موتہہ پر بات بتلاؤ بھلا جی یھوٹ جوٹ

دیکھ آمد عشق کی کہتے [ہیں] یوں عقل وشعور — جلد ہو جاؤ خبردار او میاں آتے ہیں آپ

فریاد دل سے اشک رواں ہیں گجر کے وقت — چل نکلے ہیں غریب مسافر سحر کے وقت

تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات — روتے ہی روتے گذری ساری رات

یہ کس کے چہرہ گلگوں سے یارب اوٹھ گیا گھونگٹ — کہ فوج [صبر و طا]قت کھا گئی یکبار گی گھونگٹ
پڑا ہے ملک دل ویراں بغیر از اشک گلگوں [کے] — کہاں [ہے] اب وہ موتی ہٹ گد ھر ہے اب وہ رنگین ہٹ
محبت میں تری پیارے کہوں کیا کیا میں درد اپنا — اودھر وہ دل کی بیتابی ایدھر یہ جی کی گھبراہٹ

درد دل کہا تو تجھے یار جانی ہے عبث — جو نہ سمجھے اوس کے آگے سعر خوانی ہے عبث
گر نہو دل میں ہدائت عشق سے جوش و خروش — زندگانی محض لاحاصل [جو] ائی ہے عبث

اوس بے نشاں کی شاں میں ہے گفتگو عبث — محنت عبث تلاش عبث جستجو عبث
مجکو تو ہے جنوں اسے سودا ہوا ہے کیا — ناصح کرے ہے جیب کو میرے رفو [عبث]

ے یہ مصرع صاف نہیں پڑھا گیا

سزت دینار دیجے باو سے مغز فلوس ق ہو سکے تو کیجئے دنیا میں مفلس کا علاج
اے طبیباں جہاں تم پاس ہے سب کی دوا عافیت کرتے ہو تم ہر درد حس نس کا علاج
جند مدت سے ہدایتؔ کو بھی [ہے] آزار عشق ہو سکے یارو بھلا تم سے بھی کچھہ اسکا علاج

جہاں سے اوٹھ گئے اشراف رہ گئے سو بولج غرض کہ مر گئے گھوڑے ہوا گدھوں کو راج

کس کے دہن کا وصف کیا تھا کہ اب تلک آتی ہے بو گلاب کی میرے دہن سے بیچ

چشم انجم سے رو گئی صبح کلفت دل شب سے دھو گئی صبح
ہار رگ گل میں شبنم زار موتی سے گویا پرو گئی صبح
مانے ہے مرا کہا تو اب ماں کیا فائدہ جبکہ ہو گئی صبح
کٹتی [ہی] نہیں یہ ہجر کی ست یارب آج سو گئی صبح

جل گیا اور دم [نما] را شمع مجلس کے حضور جی سے خوش آتی ہمیں یارو یہ پروانکی طرح

غیر جاں فرسودگی آسودگی جگ میں کہاں کیوں ہدایتؔ چلیے اب بس دیکھ لی یہاں کیطرح

ہدایتؔ اوسکی [گلی میں] یہ کیا جہالت ہے کہ صرف بے ادب و نالہ و فغاں گستاخ

کب وصل کی دل سے جائے اُمید [آخر] دیا ہے جائے امید

چھاتی کے تیری کھل گئے جب میری جان بند آئینہ [ساز کر] گئے اپنی دکاں بند

ورق ۳۵۹

دہن یار ہی کا دھیان سدا رہتا ہے　　کس قدر اپنی طبیعت [کی] ہے وسواس پسند

بوسہ لبوں سے لیکے پھر آنکھوں کو چوبیے　　شیریں [کے بعد] ہے نمکیں بیسر لذیذ

یاد آتے ہی زلف کے ہے قہر　　پھر گئی دل پہ سانپ کی سی لہر

فوج غم امڈے ہے یوں دل پر کہ جوں کالی گھٹا　　ساقی اب ایسے وقت میں کچھ جامداری ہے ضرور

مادۂ عشق سے رکھ ستۂ دل کو معمور　　بے خبر مرگ ہوتا شہد و شکر سے بہتر

گر مے نہیں خون د[ل] پیا کر　　مکار مباش کچھ کیا کر
گر سیم و گل سے کسب عزت　　گر کوئی ہے تو رو دیا کر
کیا غم ہے جو مر گیا ہدایت　　صدقے مرے میں تو جیا کر

چشم کو کھول دید عالم کر　　جام کی طرح بیٹھ تو جم کر
چرخ نیلی ہے خانۂ ماتم　　گر ہے محرم تو سب محرم کر
کون کہتا ہے بس کر اے مژہ　　جتنا چاہے برس ڈلے تھم کر

رقیب دیکھ ہمیں کیوں نہ دور سے کھوکے　　کہ ہے محلے میں اپنے ہر اک کتا سیر

آئینہ وار اوس کے ہدایت ہے روبرو　　[دیدار] ہے پہ کچھ نہیں دیدار کی خبر

خورشید بہت اپنے تئیں کھینچتا ہے دور　　ذ[ر]ہ نمود تو بھی ہو آ پست بام پر

لہ "تلک" در نسخہ اصل ،

گلرو میرا وہ مجسے ہدائت اگر [ملے]　　چادر چڑھاؤں پھولوں کی ترے مزار پر

خواہ ناخواہ میں کچھ بول اوٹھوں گا موہنہ [سے]　　مثل طوطی [رنو ہر [و] قت مجھے بار نہ چھیڑ

گلزار جہاں بھی ہے کوئی طرفہ تما [شا]　　[جلوہ ہے سب] اوس کا ہے کہیں سرخ کہیں سبز

برحا ہے جو کوئی کھائے افسوس　　ا [حوال میرا ہے جائے] افسوس
ہم مر گئے پر ہدائت اوسے　　اتنا نہ کہا کہ ہائے افسوس

ترے قدم ہیں سر پہ مرے گر کرے کرم　　سمجھنے سے کیا ہے میں بالاء [با] م فرش

اوٹھے ہے دل سے فغاں چشم سے ہے اشک رواں　　جرس اگرچہ ہے نا [لاں] یہ کارواں خاموش

بیساختہ دل کو دلسے ہے راہ　　اپنے نہیں احبا برا خلاص

حب ہے یا ہے بغض دلمیں محض تیرے واسطے　　ورنہ کیا ہمکو کسی کے مہر و کینے سے غرض

جراحت عین راحت ہے مجھے　　[کر] نہ زخم دل سے مرہم اختلاط

حق تعالے انہیں دنیا میں رکھے جوں خورم　　کیا ہی کرتے ہیں مجھے دیدۂ گریاں محظوظ

متصل ابر مژہ سے [ہوے] قطرات شروع　　بے طرح اب کے ہوا موسم برسات شروع

کیا سر کشی کرے کوئی یہاں اپنی زیست پر   ہونے سحر کے مٹ ہی گیا سب غرورِ شمع
سر کو کٹائے پر نہ کہے سر دوست کو   دیکھا تو ایسے بت[۹] سے ہے ماہر شعورِ شمع

آنکھ اوٹھا کر دیکھنا ہر گز نہ عاشق کی طرف   اے بتاں اللہ رے جسمِ عاقل کا دماغ
ایک دن زلفوں سے سر ی اوسنے کی تھی ہمسری   چھٹ گیا دیکھا نہ آخر ہوئے سنبل کا دماغ

ہے دلیل جادۂ گم گشتگاں نقشِ قدم   کس طرح معلوم ہو یارب ہمیں دل کا سراغ

ہر جا ہے محکو سرو چراغاں اگر کہیں   سوز جگر سے ہے مرا [ہے] ہر [مو] ہے بن چراغ
آیا تھا کون بزم میں سب جس کے روبرو   خاموش شمع بزم [تہی ہے] دہن چراغ

ورق ۳۶

کیا دیکھتے ہو غیر کو ادھر کرو نگاہ   ہر ایک جا نہ خوب نہیں امتحان [تیغ]

[چشمک] زدن میں ہو گئی آخر بہار حیف   نے گل رہا چمن میں نہ بلبل ہزار حیف

[و] لفگار [تھا] ہے کیوں تو شانۂ گیسوئے یار   میرے دل کی سی طرح تو بھی ہے کیا نخچیر زلف
اسے ہدد [اثبات] [صبح تک یک] لخت ہیں روتا رہا   رات کو کچھ آ گئی تھی درمیاں تقریر زلف

بجا ہے گر ہو [وے] سرمۂ چشم اہل بینش غبار عاشق   کہ طور موسیٰ سے کچھ نہیں کم یہ سنگ لوح مزار عا[شق]

نہیں کچھ کام اوسکو جنت سے   جو ہے دیدار یار کا مشتاق
عجب نہیں کہ میری خاک پر نسیم بہار   گذر کرے تو کرے وہ بھی ایک بار عرق

---

۱ کذا در ہر دو نسخہ،

جوں شمع نہ پوچھ حال دل کا　　　بھی ہے کار دا ستخواں تک

جو اہل زر ہیں اون کی بھی خاطر نہیں ہے جمع　　　او راو گل بھی دیکھے پریشان آج کل

سد جامے کے ہیں وا پیچ ہیں [اُگر] ہی کے کھلے　　　یار و تم دیکھے ہو اوس ست جو نجوار کی شکل

صبحدم [باغ میں جا کر یہ] پکاری بلبل　　　اے مرے گل تو کہاں ہے ترے واری بلبل
شاہدان حسن جس اوسے کچھ نہ کہو　　　آفت عشق کی ماری ہے بچاری بلبل
صحن گلشن کو جو دیکھا تو پڑا ہے سونا　　　باغ جنت کو مگر آج سدھاری بلبل
نالہ ہے درد سے فریاد و فغاں زاری ہے　　　تیرا منصب ہے مگر بیچ ہزاری بلبل
عاشق زار کے ہیں ہم تو ہدایت عاشق　　　طائر روح سے ہے ہم کو پیاری بلبل

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں سب سے تو بیگانہ ہے　　　باوجود اسکے تجھی کو آشنا رکھتے ہیں ہم

کشتۂ غمزۂ صد نرگس عیار تھے ہم　　　شوخی و یار کے سوچی سے خبردار تھے ہم
ایک طرف ہم بھی پڑے رہتے جمن میں جوں خار　　　باغباں کیا ترے اپنے بھی نہ درکار تھے ہم
تم نے گر قتل کیا ہم کو بہت خوب کیا　　　ہاں میاں سچ ہے کہ ایسے ہی گنہگار تھے ہم

شب کو کہتے ہیں ہو گیا یار　　　یہ بھی قسمت کہ سو گئے ہم
روئے گل کی کچھ فقط بلبل نہیں نظارہ باز　　　رکھتے ہے گلشن میں ہر یک [رخنۂ] دیوار چشم
آرسی سا ہے [مکھ] ترا روشن　　　چشم بد دور چشم ما روشن
اے ہدایت شب جوانی کا　　　[کچھ ہوا اتجھ یہ ماجرا] روشن
صبح پیری ہوئی ہمو دا سحر　　　چل مسافر کہ دن ہوا روشن

اسک گلگوں جیب و دامن پہ مرے ملطان ہیں — اس زمانے کے نولڑکے بھی کوئی طوفاں ہیں

زلف پھرتی ہے یوں مرے دلمیں — جیسے لیلیٰ پھرے ہے محمل میں

کر جاؤں میں جہاں سے جو یارب سفر کہیں — بہ بیکسی مری نہ پھرے دردسر کہیں

ہم یہاں باندھتے ہیں اپنے ہی نزدیک خیال — اور و[ہا]ں اوسکے خدا جانے مگر ہے کہ نہیں
ایسے ظالم سے جو ملتا ہے ہدائت سنتو — اسی کچھ جان کا بھی تجکو خطر ہے کہ نہیں

ہیں خط تقدیر سے تحریر سب پیشانیاں — پیش آتی ہیں [وہی باتیں] جو ہیں پیش آنیاں
گاہ گریاں گاہ نالاں گاہ خنداں گہ خموش — ہم دوانوں کی بھی ہیں باہیں سبھی دیوانیاں
میرے ہی سر کی قسم تجکو ہدائت سچ بتا — کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہرافشانیاں

غرض جب وحشت دل نے مچایا رنگ صحرا میں — مری صحبت سے حیٔ مجنوں کا آیا تنگ صحرا میں

خورشید رو نے جس گھڑی آنکھیں دکھائیاں — مہتاب کے بھی پھر گئیں مونہہ پر ہوائیاں

یہاں تک عیاں ہوا کہ نہاں ہو گیا ہے یار — ہے پردۂ ظہور ہدائت حجاب حسن

روداد شب فراق مت پوچھ — یارے [مر مر] کے میں جیا ہوں
الفت نہیں ہوتی ایک طرف سے — تو چاہ مجھے میں تجکو چاہوں

اب کوئی جیتا رہیگا سو وہ پھر کھیلے گا پھاگ — جو جفا[ئیں] یار کی ہم[نے بھی] سہیں ہم رہ لیاں

رہا رہس درازِ شیخ سے معلوم یوں ہم کو کہ یہ زاہد بھی اِک بوڑے تلے گذراں کرتے ہیں

گاہ جیتے ہیں گاہ مرتے ہیں ہم بھی دنیا میں زیست کرتے ہیں

ایسا کبھی تو میں نہیں ہوں دل جو [اپنا] مفت دوں آپ نے دیوانہ سمجھا ہے مگر میرے تئیں
سنگ دیر و کعبہ میں پاتا ہوں اسے لعل کو کچھ تو ہے بارے جواہر کی نظر میرے تئیں
کیا کہوں سچ ہے حقیقت شب کی ہم نے ہمتیں بد دماغی نے لیا تھا کس قدر میرے تئیں
مرگ گل پر جا رہا تھا خواب میں مانند حباب اب ملک تر لے سے ہے اک درد سر میرے تئیں

کچھ تو بھی بول غنچۂ گل عندلیب سے کیوں میرے لال کیا ترے موبہہ میں زباں نہیں

آئینہ میں وہم کے موجود ہوں میں اسطرح جس طرح سے یار کا میرے دہن ہے اور نہیں

ٹھہر چکی تھی جی یہ یہ جاؤں نہ کوئے یار میں آہ بر اوس کو کیا کروں دل نہیں [اختیار میں]
وحدۃ و کثرۃ ایک ہے نقطہ ہی کا ہے اسمیں فرق ورنہ الف تو ہے وہی سو ہیں ہو یا ہزار [میں]
اشک سے ہے مناسبت تب ہے نہ قدر و قیمت آہ ورنہ ہمرہے کونسا گوہر آب دار میں

کیا ہی دکھلاتی ہیں گلشن میں گلوں کی ڈالیاں گہری گہری سرخیاں اور چہچہاتی لالیاں
ہو گیا بدحال زاہد دیکھ تیری چشم مست جو کوئی صوفی ہو کافی ہیں اوسے دو پیالیاں

درد دل اتنا جو کل اوسکو سنایا ہمنشیں آپ بھی روئے اور اوسکو بھی رلایا ہمیں

کوئی کانوں سنی کہتا ہے ہمیں آنکھوں دیکھی ہیں خدایا رب نہ دکھلاوے کسو کو ہجر کی راتیں

ہم بھی جام شراب رکھتے ہیں　　یعنی چشم پر آب رکھتے ہیں
آپ اپنی بغل میں ہم دشمن　　دل خانہ خراب رکھتے ہیں

کہنے کو دل ہے پاس مرے پر کہاں ہے دل　　یک قطرہ خوں رہا ہے سو وہ کس حساب میں

[سب کو] سن مالے بداشت کے لگا کہنے وہ سوخ　　اک عا[لم] مرگیا کم[بخت] نہ مرا ہیں

درد رہتا ہے کبھو دل میں کبھو غم اے وائے　　کونسا [دل ہے] کہ یہاں ایک وہ مہمان نہیں

کبھو دل میں ہمارے کبھو غم

کس طرح اوس سے ملوں یارب بھلا میں کیا کروں　　اوس کو پاتا ہوں تو پھر میں آپ کو پاتا نہیں

نہ کنج عزلت میں ہے فراغت نہ سیر گلشن میں ہے حلاوت　　جہاں میں گر لطف زندگی ہے تو ہے ملاقات دوستداراں

لے چکیے دل کو جان مری ورنہ آج کل　　خواہندہ ایسی جنس کا عالم بہت ہے یہاں
عمر دراز جگ میں ہو یارب نصیب خضر　　خوش گذرے زندگی کا جو اک دم بہت ہے یہاں

امید خدا سے [تو ہے یو]ں عشق بتاں ہم　　دل ہاریں تو ہاریں بھی نہ ہمت تو نہ ہاریں
افلاک بھی دیکھا تو ہنڈولے سے نہیں کم　　جتنا یہ چڑھاویں اوسے اوتنا ہی اوتاریں

کیا ستم ہے نہ کہ پائیں درد و غم جینے رہیں　　اے دل مرحوم تو مرجائے ہم جینے رہیں
دل تو مردہ ہوگئے زندہ ہیں پر حرص و ہوا　　دوست مرجاویں یہ دشمن ہے ستم جیتے رہیں
اسطرح کے لوگ مجکو جی سے کچھ بھاتے ہیں اب　　جنکے لب ہوں خشک اور ہوں چشم نم جینے رہیں
اپنی بیدردی پہ آتا ہے بداشت ہم کو حیف　　درد دنیا سے سدا ہاریں اور ہم جیتے رہیں

دکھا خزاں کے دور چمن بلبلوں کا رنگ   پھرتی ہیں جیسے باغ میں کوا اوڑانیاں

گالیاں کیا بلکہ ماریں کھائیاں   عشق میں کیا کیا سہیں رسوائیاں
دل کو میرے دکھ دیا تھا عاقبت   انکھڑیاں بیری بھی دکھنے آئیاں
[نوبہا]ر[آ]ئی ہے جوں عہد شباب   چھاتیاں کلیوں کی بھی گدرائیاں

دل فسردہ کہاں ا[و]ر سیر باغ کہاں   رکھوں گلوں سے میں صحبت وہ لے دماغ کہاں

ورق ۳۶۲

مدت کے [بعد] مارے آج اپنے [ہا]تھ چڑھے ہو   ہم تم کو جان میری اب کوئی چھوڑتے ہیں

ہدایت اپنے جاگسر میں لخت دل ہیں یوں روشن   کہ جیسے راکھ کی ڈھیری میں انگارے چمکتے ہیں

کسے پایا ہے اوس دہن کا نشاں   کہنے سننے ہی کی ہیں یہ باتیں
کوئی دن اپنے اشک کی دولت   کیسی کیسی ہوئی ہیں برساتیں

میرے گلرو کا حسد مر بلبلیں مدکورے چلیاں   چمن میں گل نے گل کھائے ہوئیں کلیوں کو سِکّلیاں
بہار آئی ہے تمکو بلبلو یہ دن مبارک ہو   چمن میں آ کھیل کر لو گلوں کے ساتھ رنگ رلیاں
ترے دنداں لب خنداں میں پیارے یوں نمایاں ہیں   کھلی [ہیں] باغ میں جوں موسا راہیل کی کلیاں
نہیں [ہے] یاس جز خونِ دل و لخت جگر پیارے   مثل ہے رکہ ماسا سوربا ہے اوگیتے ڈلیاں
تری سوچی کے آگے برق بھی ہے گرد ہے ظالم   ارے کافر صنم اللہ رے یہ تیری اچپلیاں
ہدایت یاد اوں کی سانپ کی سی لہر ہے دل پر   کہ تھیں جوں کوچۂ زلف ساں چوگام کی گلیاں

سلہ اور کی ۱ ۱ سلہ جوگام ۱ ۱

سرشک چشم سے طوفان ایک برپا کیا ہم نہیں
عرض کیا کہئے آپ اپنے تئیں رسوا کیا ہمنیں

دل و دیں ایسے ظالم کو یونہیں مفت دے بیٹھے
یہی افسوس آتا ہے ہدایت کیا کیا ہمنیں

ستمگر دیکھ کر حال دل افگار ہنستے ہیں
کہ جوں جوں زخم ر[د]تے ہیں لب سوفار ہنستے ہیں

بجا ہے خندۂ گل گریہ ہائے زار شبنم پر
جو ہیں نادار اون کے حال پر زردار ہنستے ہیں

برنگ شیشہ و ساغر عجب صورت ہے مجلس کی
کہیں دو چار روتے ہیں کہیں [د]و چار ہنستے ہیں

ق

ہے مثل مشہور یہ زنگس نہیں جالنس مہریں
درد دل اپنے کو ہم تجھسے چھپا سکتے نہیں

عندلیب طبع بھی اپنی ہے وہ نغمہ سرا
روبرو جس کے نہ ہمت خان بھی گا سکتے نہیں

اے ہدایت اپنے نالوں میں ہے وہ درد و اثر
نور خاں بھی سن کے بین اپنی بجا سکتے نہیں

یاران رفتہ خوش اور محظوظ ہیں عدم میں
پر تجھکو اے ہدایت سب یاد کر رہے ہیں

اے ہدایت جو سخن فہم ہیں اون کے نزدیک
میر و مرزا کا جہاں ذکر ہے وہاں ہم بھی ہیں

شعر کہنے کا سلیقہ جو کہو سو معلوم
ہاں مگر کہنے کو استاد زماں ہم بھی ہیں

کیا ور سوا تمہارے کہیں ہم کو جا نہیں
ایسے بھی تو کسو کے بتاں تم خدا نہیں

اب اور تو میں تجکو اے عشق کیا کہوں پر
میری طرح سے تو بھی خانہ خراب پھریو

تم نہ فریاد کسو کی نہ فغاں سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو

سرکشی سے تو میاں بادہ کشی بہتر ہے
یہ جو فرماتے ہیں کچھ پیر مغاں سنتے ہو

حب نظر آتی ہے کوئی شکل گل بے اختیار　　یاد کر روتا ہوں میں اپنے دل صد چاک کو
آج تو رو رہی بہار نہ ہو　　واہ وا میری جاں جیتے رہو
تجھ بن [تو] چاہتا نہیں جی سیر باغ کو　　لگتی ہے ٹھیس نکہت گل سے دماغ کو

نہ بولو کوئی اوسے گر لہو ہووے تو پینے دو　　خدا کیواسطے یار [ا] وکوئی دل ہم کو جینے [د] و
نہیں ہیں چشم سرخ اوسکے نمایاں طاق ابرو میں　　رکھے ہیں بادۂ گلگوں سے بھر کر آبگینے دو
نہیں ہے ساون اور بھادوں سے کچھ کم چشم تر [ا] اپنی　　کہ عین شدۂ برسات کے ہیں یہ مہینے دو
لبوں کو تیرے کوئی لعل اور یاقوت کہتے ہے　　ملا سیوں سے لگے ہیں ہاتھ اپنے یہ نگینے دو
ہماری چشم تر نے غرق بحر خوں کیا ہمکو　　و [ا] گر نہ ڈوبے ہیں کم جو ہوں باہم سفینے دو
تمہاری ایک خاطر ہے کہ باتیں سبکی سہتے ہیں　　میاں ہم چپ رہے دیں گالیاں بھی گر کسی نے دو
دوانا ہو گیا ہے کیا گئی ہے عقل ناصح کی　　ہدایت سے یہی کہتا ہے مجکو چپ سینے دو

(ورق ۳۶۳)

لازم ہے دستگیری افتادگاں نسیم　　لے پہنچ اوس گلی تئیں میرے غبار کو
اللہ رے کارخانۂ تقدیر ذو الجلال　　بہ اعتبار ہستی سے اعتبار کو
گر دل ہو صاف آئنہ روے یار ہے　　نقاش پر صرف ہے یہاں سادہ کار کو

عزیزو مرا کوئی ماتم نہ کیجو　　خوشی میری کرتے ہو تو غم نہ کیجو

غم دلدار کو [۱] نہ کوئی ہو جو مانع　　ہمارا دل گھر اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو
ہمارا دل خدا کا [گھر] ہے بس اتنا اوسے کہدو　　وہ کافر کینہ اسر کبھی جو آ ڈھاوے تو ڈھانے دو

ہمیں تو یوں نظر آتا ہے داغ دل نہ جاویگا　　بھلا جی جسم پر اوسکو جو دھووے ہے تو دھونے دو
کہو کچھ مت ہدایت کو عزیزو وہ دوانا ہے　　جو ہنستا ہے تو ہنسنے دو جو روتا ہے تو رونے دو

[۱] کذا در ہر دو نسخہ

مانند چشمہ چشم کو ہے آب اشک سے — کس چشموں میں وہ چشم ہے جو چشم نم نہ ہو
زاہد ادھر تو چشم تامل سے دیکھیو — داغ جگر ہے یہ گل باغ ارم نہ ہو
نشو و نما کو قطع تعلق ضرور ہے — پھیلے ہے شاخ گل کوئی جبتک قلم نہ ہو
مستوجب اس کے ہم ہیں اگر کیجئے کرم — غیروں پہ و [یکھیئے] کہیں جور و ستم نہ ہو

ہدایت جب تمہیں سنتے ہیں آہ و نالہ ہی کرتے — کوئی دم [را] ت کو تم بھی کبھو آرام کرنے ہو

کسے ہیں خواب نہیں دیکھا ہے شب ہدایت آہ — کہ چاہتا نہیں دل چشم باز کرنے کو

کوئی بجا دے بھلا ایک ہاتھ سے تالی — میاں جو ایک طرف سے ہو چاہ کیونکر ہو

میں دیکھوں اپنی آنکھوں شیفتہ اور مبتلا تجکو — کہیں تو بھی ہو عاشق اور تو دوں کیا دعا تجکو
میاں جور و جفا تو کرتے ہی آئے (ہیں) عاشق پر — یہ تو بھی ایک ہے اس کام کا رکھے خدا تجکو
عجب ہی رسم دیکھی ہم نے اس شہر محبت کی — کرے تو قتل ہم کو اور ہم دیویں دعا تجکو

گردش نصیب و بخت سیہ ہیں ازل سے ہم — تقصیر چشم کی ہے نہ کچھ زلف کا گناہ

درد مے ہے درد تہ مینا سے شراب — باوجود اس کے مکدر ہے صفائے شیشہ

وابستگی [ہے] دلکو مرے درد و غم کے ساتھ — سیے ہی تو دو رفیق ہیں ایک اپنے دم کیساتھ

ق

دل لیا چاہے (تو) تو حاضر ہے — جان تجھے عزیز کیا ہے یہ
کب کہا میں کہ تجھ پہ عاشق ہوں — میرے مونہہ سے کبھو سنا ہے یہ

کون کافر کسو کو جاہے سہے   جھوٹ ہے محض افترا ہے یہ

اسک نے میرے تو عالم کو ڈبویا یارو   کوئی لڑکا ہے غضب قہر ہے طوفان ہے یہ

موج سحر جاں سکن ہے چین پیشانی مار   کیا قیامت ہے کہ ہے جیں بر جبین آینہ

دیکھے کیونکر رہے گی آبروے آینہ   دیکھتا ہے شوخ کچھ بے وجہ سوے آینہ
صاف گھورے ہے ترے مکھڑے کو یارے حیف ہے   اس تلک تجکو نہیں معلوم خوے آینہ
صاف ہے دل کو ہے صد رنگ کدورت لکنفس   [آ]ہ سینے کی مرے حق میں ہے ہوے آینہ

دیکھ مکھڑے پر ترے گرد سفر اے سادہ رو   [مل] گئی سب خاک میں آخر بہار آینہ

چشم سے انصاف کی گر دیکھیے روشد لال   بیچ ہے [د]ل کی صفائی کو صفاے آینہ

قدر عاشق نہیں معشوق کو ہرگز ورنہ   حرز جاں شمع کرے بال و پر پروانہ

اپنی آنکھوں بھی ہم کبھو اوس کو   چشم بر انتظار دیکھیں گے

ورق ۳۶۴

کسو کے عیب [یہ] کوئی اگر نگاہ کرے   تو پہلے مثل محک اپنا رو سیاہ کرے

ہل[ا] مت آن کر دیکھے ہماری سکل و صورت کو   نہ دیکھی ہو کسو نے گر کبھو تصویر مجنوں کی

اوس عارض گلگوں کی کچھ ہم سے نہ پوچھو تم   شعلہ ہے شرارہ ہے اخگر ہے بھبوکا ہے

کسو کا دل جو بلتے ہو تو بھر لے کر نہیں دیتے — بتاں کہا آج کل [گھر میں] تمہارے ہی خدائی ہے
نہیں ہوتے ہیں روشن دل مکدر فقر و فاقے سے — ہمیشہ آئینے کے گھر میں دیکھا تو صفائی ہے
نپچھو اوس بت شیریں کی ہے حسن و خوبی کو — سراپا عشوہ ہے ناز و ادا ہے دل ربائی ہے

کتنا میں ناتواں ہوں ہدائت کہ ضعف سے — بار گراں ہوا ہے یہ تار نفس مجھے

ترے دل سوختوں کی آہ جگر — سیخ گویا کباب کی سی ہے

جفا ہوں سخت میں داغ جگر ہے آتش دل — کہ ایسی گرمی میں خوش آئے ہے چراغ کسے

ذرا تو جاگیے اتنی بھی نیند کیا ہے میاں — ابھی تو غم کی مرے داستان باقی ہے

کعبے کو در سے اب جاتا تو ہوں ہدائت — یہ بھی بھلا میں دیکھوں اللہ کیا کرے ہے

سرشک چشم [نم] کی آبداری کا میں کشتہ ہوں — نہیں کچھ کم مرے آنسو بھی بوندی کی کناری سے

سایہ ماہتاب مو بہ یہ ترے — عرق آفتاب کھینچے ہے

ن

اوسکے کوچے میں ہر گھڑی جاتے — جی تو اپنا حجاب کھینچے ہے
پر ہدائت میں کیا کروں کہ مجھے — دل جانا نہ جواب کھینچے ہے

کاٹی شب فراق کہ تا ہووے صبح وصل — تکلیف کھینچتے ہیں تو [آ] رام کے لیئے

نہ وہ شمع ہے نہ چراغ ہے نہ وہ عشق ہے نہ وہ داغ ہے ‏ — ‏ نہ وہ دل ہے [اور نہ] دماغ [ہے] نہ وہ غم رہے ہے نہ الم رہے ہے

داغ الفت نے مرے دل پہ وہ گلکاری کی ‏ — ‏ کہ تماشے [کے] لیئے حسن نے تیاری کی
کوئی آزاد بھلا مجسا جہاں میں ہوگا ‏ — ‏ دل قسم ہے تجھے اپنی ہی گرفتاری کی
کونسی کونسی اوس شوخ کی میں بات کہوں ‏ — ‏ بے وفائی کی تغافل کی دلازاری کی
اے ہدایت نہ کہے سچ ہہ تو مجھی کو کھاوے ‏ — ‏ کسنے سیکھا ہے تو یہ طرح جگرخواری کی

دید عالم کا دمبدم کیجے ‏ — ‏ کسکی شادی وکس کا غم کیجے
دیدہ و دل تو گھر تمہارا ہے ‏ — ‏ آئیے بیٹھیے کرم کیجے

شب ہجراں میں تری صبح کے ہوتے ہوتے ‏ — ‏ استخواں شمع صفت بہہ گئیں روتے روتے

کب تلک آوے نہ تجکو رحم رونے پر میرے ‏ — ‏ طفل اشک آخر بغل پروردہ تاثیر ہے

عصا لے ہاتھ تو بھی سن تجھے مجلس میں آئی ہے ‏ — ‏ نہ نرگس باوجود اسکے کہ ہے معذور آنکھوں سے

نالہ و آہ تمکو بھی دیکھا ‏ — ‏ بس یہی کچھ اثر تمہارا ہے

کچھ نہ معلوم [ہوا] اسکا ہدایت باعث ‏ — ‏ دل کو اپنے جو میں دیکھا تو خفا یوہیں ہے

ق

کیا کہوں تجسے ہدایت کہ مری شام و سحر ‏ — ‏ یاد میں زلف و رخ یار کے کیونکر گذری
دن جو گذرا تو مجھے روز قیامت سے دراز ‏ — ‏ رات گذری تو شب [مرا] گ سے بدتر گذری

تواوس غنچہ وہیں آگے تولے گل خوار خستا ہے — گریباں میں مونہہ اپنا ڈال کیا مونہہ لیکے ہنستا ہے
تیری دوری سے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے — اودھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے
شہید تیغ ابرو ہے اسیر دام گیسو ہے — ہدایت بھی تو کوئی رو رہی شہید (کذا) ہنستا ہے

پختہ مغزان جنوں سے ہر کسی کو جنگ ہے — جو ہنر لکا سو پامال جفائے سنگ ہے
غنچۂ دل کو نہیں جائے شگفتن زخم وار — عرصہ گلزار دوراں مجھ نہ اتنا تنگ ہے

ورق ۳۶۵

صدقے ترے گلعذار جی سے — ایک جی سے تو کیا ہزار جی سے
ہاں ابر مژہ برس تو یارے — نکلے [یہ] ذرا [بخار] جی سے
ظالم نہ ستم روا ہے اوسپر — جو آپ نہ ہو ستار جی سے

ن

جو شخص (محب) نہیں ہدایت — اول کا ہوں میں دوستدار جی سے
میں بلبل گلشن علی ہوں — کیا کام ہے مجکو خار جی سے

مردم چشم سے بھاگے ہے نپٹ طفل سرشک — جانتا ہے کہ مرے واسطے نہ افیوں ہے

ہردم کنار اشک[۱] سے نکلا پڑے ہے اشک — لڑکا مچل گیا ہو تو کیونکر سنبھل سکے

بس ہے یہ تو سن خند ہی غصہ نہ کیجئے — جو گر پڑے مرے اوسے کیوں زہر دیجئے
جاتے ہیں اب گلی سے تری اور یہی ہے دھن — قبلہ ہو اسطرف تو کبھو مونہہ نہ کیجئے
مانند شمع چاہیے کیجے مصاحبت — سر دیجئے تو دیجئے پر سر نہ دیجئے
گم کی تھی راہ زلف کے کوچے کی ہم نے رات — اسکے جو چلیے ساتھ ہدایت کو لیجئے

---

[۱] کنار مردم و نسخہ چشم ۶

اس جس کے بہوت ہیں خریدار آج کل — لینا ہے دل تمہیں تو مری جان بیجیے

وفا کرتی ہے جمعیت کوئی نازک مزاجوں سے — پریشاں ہو گئے اوراق سب ایک آن میں گل کے

جب اپنے روبرو سے وہ بسنتی پوش آتا ہے — اوڑا جاتا ہے رنگ اور جی میں کیا کیا جوش آتا ہے
صراحی کے گلے لگنے کا کیسا سوق ہے اسکو — کہ [ساغر بزم] میں کھولے ہوئے آغوش آتا ہے

زندگی بھی ہے کوئی آس گدر جاوے گی — جس طرح ہوگا مری جان گذر جاوے گی

کیونکر نہ گرہ در گرہ ہوں کام سب اپنے — ابرو میں ترے چین ہے زلفوں میں شکن ہے

نخچیر تری چشم کا آہوے ختن ہے — ما [ہر] اہو اھب کا تری طاؤس چمن ہے
اپنے دہن تنگ کو [اے] اہل سخن تم — نسبت دو غنچے سے تمہارا یہ دہن ہے

قاصد ذرا تو رہ جا لکھتا ہوں یار کو [خط] — فرصت نہ مجھے ہوٹک بھی گر آہ و اشک غم سے

طبیب کون رہا جس کی اب دوا کیجے — کہوں میں حضرت دل سے کہ کچھ دعا کیجے
میں کیا کہوں کہ تماشاے روے یار ہے مفت — مثال آینہ گر چشم دل کو وا کیجے

سینے سے سو بار ہو نکلا پڑے ہے دل — اے ہمنشیں ہاتھ سے ٹک اسکو داب لے

ق

پر طریق آہ ہدایت ہوں آج میں — دشت جنوں میں کون ہے میرے مقابلے
صحرا کے خار چومتے ہیں پانو آن کر — ہوتے ہیں بلکہ میرے قدمبوس آبلے

ابرو اوس قاتل کا گر شمشیر خون آشام ہے
ہم بھی حاضر ہیں کہ مرجانا ہمارا کام ہے

حال بہ دوڑا تھا لیکن زلف میں جا پھنس گیا
مرغ دل کیا جا سا تھا وانہ زیر دام ہے

صفحۂ دل ہے عبارۃ نقش اسم یار سے
ورنہ دیکھا تو نگیں بھی ایک بڑے نام ہے

زلف کج مونہہ اوپر جو چھوڑی ہے
کیا یہ سیدھی نگاہ تھوڑی ہے

دل کے ٹکڑے پڑے ہیں یہاں افسوس
کیا گلابی کسو نے پھوڑی ہے

رہ آہ میں اوسکے روز و شب ہے رواں
اسک بھی قاصدو کی جوڑی ہے

ق

کسی بدرو نے جس میں آج
گل کی جا کر کلی جو توڑی ہے

ساخ گل خم نہیں کسو نے گویا
بانہ معشوق کی مروڑی ہے

جوں شمع تمام بہہ گئے عضو
کہنے کو ہے زبان باقی

دل تو کیا چیز ہے میں جان ملک حاضر ہوں
یہ بھی کوئی بات ہے اب آپکے فرمانے کی

خندہ لب کو میرے پہیچے کوئی سو معلوم
یوں تو غنچے کو بھی کہنے میں دہن رکھتا ہے

ق

اے ہدائت نہیں کچھہ اوسکو سخن سے بہرہ
شعر پر میرے جو کوئی کہ سخن رکھتا ہے

لب و لہجے کو پہچانا ہے کوئی بلبل کے
گو کہ منقار ہر اک زاغ و زغن رکھتا ہے

ق

رات اوس شمع رو کے پاس گئے
ہم بھی کچھہ لے کے التماس گئے

جو ہیں وہ شعلہ خو نظر آیا
ہوش جاتے رہے حواس گئے

جب سنا میں نے غم ہدائت کا
سنتے ہی میرے بس حواس گئے

ورق ۲۶۶ م

مجھے میرے ہی سر کی ہے قسم پیغامبر سچ کہہ کبھو میرا بھی اوس کی بزم میں مذکور ہوتا ہے

جیدھر کو نگاہ یار گذری برچھی تھی کہ دل کے پار گذری

رہا ایک جو میں جیتا تو اس تیرے تغافل سے تو ہی انصاف کر اسمیں بھلا تقصیر ہے میری

گر آئینے کو رکھے روبرو وہ مہ رخسار دو چند حسن جو اوس کا ہے چار چند کرے

ساقی اب ہمکو کہاں فرصت مے نوشی ہے بادۂ چشم بتاں وار وے بیہوشی ہے
یہاں تلک گوشہ خاطر سے ترے محو ہوں میں کہ مری یاد بھی از جملہ فراموشی ہے
سخن راز کو [اظہار نہ کر] مجلس میں شیشہ مے کو بھی یہاں جام سے سرگوشی ہے
رتبۂ عشق بھی دیکھا تو نہیں حسن سے کم نالۂ شب کو سر زلف سے ہمدوشی ہے
کسطرح آپ سے جانوں میں جدا دلبر کو کہ شب و روز مجھے دل سے ہم آغوشی ہے
سبزۂ خط سے ہوئی آتش حسن اور بلند بادکش سرکشی شعلہ کو خس پوشی ہے
اسے ہدایت کوئی دم جگ میں اگر ہے آرام عالم خواب ہے یا عالم خاموشی ہے

یار دکسی طرح سے مرے جی کو چین ہو کہتا ہیں یہ نہیں کہ وہ مجھے ابھی ملے

تک رہی بھی گر تیرے مونہہ کی طرف معذور رکھ کچھ نہیں آ[تا] ان آنکھوں کو بجز نظارگی
عشق میں کہتے ہیں حیواں سے کے ہدایت مرگیا اے عزیزاں کیجیے کیا بندگی بیچارگی

موجب صد عیش و عشرت ہمکو تیرا دید ہے لگ گئے جس دن گلے تیرے وہی دن عید ہے

دل مرا کیونکر ہو غافل گور سے — گھر نظر [آ تا] ہے اپنا دور سے
وار بست سینۂ پر آبلہ — لد رہی ہے سر بسر انگور سے

چمن میں [گرم] تبسم جو میری جان ہوئے — کلی کی کھل گئیں آنکھیں گلوں کو کان ہوئے
ہوگے کیوں نہ مرے ضعف اور پیری پر — کہ خیریت سے مری جان تم جوان ہوئے

خدا جانے صنم آوے نہ آوے — بھروسا کیا ہے دم آوے نہ آوے

ابھی مت پڑھا تو سر پر اسے پیارے — کھڑے گے [آگے] تیرے یہ زلف کیا بلا ہے

ضعف دل و دماغ ہدائت کے واسطے — ماقوتی سہر سک سے بہتر دوا نہ تھی

ہوا معلوم مجکو صورتِ درہائے ایواں سے — کہ ہت اپنے خرابی پر ہر اک تعمیر ہستی ہے
ہدائت قدر ہو گر اپنی [مشت] خاک کی ہم کو — وجود اپنا طلا [ہے بلکہ جوں] اکسیر ہستی ہے

غیر سے کہنے لگا دیکھ کے صورت میری — کون سے صاحب ہیں یہ ان کی ثنا کیجئے

اسے جو بولتے ہیں ترے دم سے حامن — فوارہ چھوٹتا ہے تو پانی کے زور سے

برنگ شمع غیر از استخواں اب — کچھ ہم میں شعلہ خو باقی ہیں [ہے]

لالہ و ہزارہ بہ ایون جو کھا بیٹھے — دیکھا ہے کسو کے سر کا جیرۂ حنا سی
ہے شدہ گرمی سے جوشِ خفقاں مجکو — ہاں باد صبا اس دم پنکھا ہووے قراسی

اب اسے قدپر تو ہو قامت صدا جہاں میں رکھے سلامت — جو کل کو تم ہو گے سرو قامت عضب کرو گے ستم کرو گے
عجب مکاں ہے عجب فضا ہے عجب فراغت کی ایک جا ہے — بہت ہی عش عش کرو گے یارو جو سیر ملک عدم کرو گے

بھلا سناؤ تو کیا کرو گے بلا کسان محبت آخر — جو تیر اندوہ و درد و غم کا نہ اپنا سینہ سپر کرو گے

عقل کے ہاتھ سے بیجان ہوئیں — اے جنوں وقت دستگیری ہے

دل اوسکی انکھڑیوں کا [ہے] خرخمار رکھتا — کہتا نہ تھا میں تجکو مت مل ستراسوں سے

سب جو اہل بزم سوز دل مرا سننے لگے — شمع بھی رونے لگی شعلے بھی سر دھنے لگے

ایک ہی نیم نگہ پہ ہیں یہاں سو سو ناز — دل جو انہیں ہیں میاں آپ بہت سستے
کارداں بیچ [ہدایت] جو کبھو احیانا — دیر بھی ہووے تجھے یار کے کتے کتے
مناہ راہ عدم ایسا نہیں کچھ یار عجب — پوچھتا جا ہے چلا جا (رستہ[1]) رستے رستے

دود سیاہ خط سے لگا داغ حسن کو — کس دل جلے کی ہائے تجھے بددعا لگی

شانہ تری زلفوں سے کہتا ہے یہ مکھڑے پر — دل ٹوٹیں اگر کتنے تب اسکے شکن نکلے

اگر منزل کو پہنچے ہم و اگر [دو] دو گام پر بیٹھے — ا[و]ٹھے مت کر ہی جوں نقش قدم جس گام پر بیٹھے
کوئی مہر و کرے اودھر کو اپنا رخ تو ہیں جانوں — اگر وہ ماہ آکر اپنی پشت بام پر بیٹھے

برنگ دستہ گل صحبت باہم غنیمت ہے — خوشی سے کوئی دم گذرے تو یارو دم غنیمت ہے

[1] کذا در مسودہ، ہ "راسی"؟

قاصد اوسکو خط تو لکھوں ہیں ولے کیا فائدہ	دل کو ہوئی ہے تسلی نامہ و پیغام سے

دل تو اپنا ہوا ہے بیگانہ	پھر بھی دیکھا تو آشنا ہے یہی

اللہ رے نازکی کہ بوقت خرام ناز	مانند شاخ گل کمر اوس کی لچک گئی
دامن کو میں نے ہاتھ لگایا تھا پر وہ شوخ	ایسا ہی کسمسا نا کہ چولی مسک گئی
مکھڑا چھپا کے زلف میں جب اوسنے ہنسدیا	جیسے اندھیری رات میں بجلی چمک گئی
کتنا ہوں نا قبول کہ باد صبا بھی آج	دامن سے اسے خاک کو مری جھٹک گئی

ں

اے ہدایت جناب حق سے ہے	ناامیدی کمال بے ادبی
وہ کریم آپ جب یہ فرما دے	سبقت رحمتی علی غضبی

ہے خال سیہ کا فر اوس زلف کے حلقے میں	دل اسسے حذر کرنا گولا ہے یہ زنجیری

میری جان یہ چھوڑ دے زشت خوئی	رہے گا نہ کوئی رہے گی نکوئی

تپ فراق سے اے دل نہ اسقدر گھبرا	ظفر بھی تری خاطر دعائے خیر میں ہے

گو کہ ابر ہے اشک لڑکا ہے	میری آنکھیں ہے اور کلیجا ہے
ابنو ہم چاہتے ہیں تمکو نثار	دیکھیے کیا خدا نے چاہا ہے

اوس شعلہ رو سے حب سے ایک لاگ لگ رہی ہے	جوں شمع میرے دل میں کیا آگ لگ رہی ہے

میرا دل برا مجھسے گو سر بسر ہے — نہیں غیر آخر یہ اپنا جگر ہے

ہدائت اوسکی کیفیت حلاوة ہم سے کوئی پوچھے — کہ خال لعل لب اوس [ستوا]خ کا [افیو]ن مصری ہے

رباعی

اک عمر اگر پیر فلک کھووے گا — لوح امکاں لکھیگا اور دھوویگا
احمد یہ ہوا[1] خدائی کا ظہور — ایسا نہ کوئی ہوا ہے نے ہوویگا

دیگر

یہاں بہتوں نے جمع زر کیا ہوویگا — ساتھ اپنے کوئی نہ لے گیا ہوویگا
ہاں لے بھی گیا تو ایک قاروں لیکن — جسطرح سے لے گیا سنا ہوویگا

دیگر

کیا وقت کا بادشاہ اور کیا درویش — اس مرگ کے ہاتھ سے سبھی ہیں دلریش
کوئی [آج] سد[ھار]ے خواہ کوئی پیچھے — آخر یہی راہ ہے سبھوں کو درپیش

۱۰ لش ۳۶۸

دیگر

اے وہ کہ تجھے ہے بادشاہی کا دماغ — دیکھا نہیں تو نے یہاں گدائی کا دماغ
تو اسی لیے پھرے ہے شتابی اے یار — یہاں اپنے تئیں نہیں خدائی کا دماغ

دیگر

الحق یہ دعوے بجا ہے یا شاہ — یعنی کہ وہ [میں] ہوں نقطۂ بسم اللہ
وہ نقطہ کہ جس کی شرح قرآن شریف — پتلی مری آنکھوں کی ہے وہ خال سیاہ

[دیگر]

سنی ہو خواہ کوئی شیعہ [ہوو]ے — اوسکے گا وہی جو تخم دل میں بووے
وہ شخص ہے مستحق ہدائت بیشک — غم [میں] حسین کے جو کوئی رووے

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ۔ لیکن "ہوا" کے بعد "جیسے" یا اس کا ہم وزن لفظ چاہیئے +

[دیگر]

دنیا سے] آخر عمر بیزار ہوئے   جب مرگ سر اور آئی ہشیار ہوئے
اس عقل و شعور پر ہدایتؔ افسوس   اب سونے کے وقت آ کے بیدار ہوئے

دیگر

گو آپ فریدوں ہوئے ضحاک ہوئے   رکھ تاج شہی کو سر [پہ] افلاک ہوئے
بس اہل جہاں کو بھی ہدایتؔ دیکھا   مرنا ہی ہوا او پھر یہ کیا خاک ہوئے

دیگر

اس بزم جہاں میں دور جب چلتا ہے   ہر دم دل آگاہ کا جی جلتا ہے
مجلس کا رنگ دیکھ روتی ہے شمع   شعلہ کف افسوس پڑا ملتا ہے

دیگر

کوچے میں تیرے جو آن کر بیٹھ گئے   اتنا روئے کہ چشم تر بیٹھ گئے
جس سمت کو ہوئے آنکھ اوٹھا کر دیکھا   مانند حباب گھر کے گھر بیٹھ گئے

دیگر

کعبے لو گیا میں اوٹھ ماں کے ڈر سے   پر لگ گئی تپ غم کی جگر اندر سے
بھی کس کو ہدایتؔ آس جنت کی میرے   لے یار بخیر ہوں [میں] چلا کے گھر سے

دیگر

کیا ہاسیہ میر و شریح ملا پڑھتے   جس میں ہو شہود حق کچھ ایسا پڑھیے
کہتے ہیں کہ ہے علم حجاب الاکبر   پڑھتے بھی تو نام حق کو رکھا پڑھیے

دیگر

آئینہ یہ صد صفات دیکھی ہم نے   اپنی بھی عجب ہی ذات دیکھی ہم نے
وابستہ ہمیں سے ہے ہدایتؔ سب کچھ   بس حق یہی کائنات دیکھی ہم نے

لے "یہ" اصل نسخہ

دیگر مستزاد

جسم طلسم ہے کوئی ما ہیرنگ کرٹک تو نگاہ
اور روح گرفتار اس قید فرنگ باحال تباہ
گرچشم بصیرت ہے تو کر سیر ایسی جوں لالہ و گل
اس گلشن ہستی کے بھی ہیں کیا کیا رنگ اللہ اللہ

ہرچند

تخلص ہرچند کنتور پسر کنور پریم کشور فراقی است کہ گاہ گاہ ریختہ میگوید این بیت او راست ؎

جس گھڑی صہبائے الفت کا ہمیں ساغر دیا وو ہیں مینائے دل محزوں کو خوں سے بھر دیا
پردۂ ظلمات دلپر سے وہیں سب اوٹھ گئے شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

غافل نہ ہو اسے نادان اس دم کے گذارے پہ کشتی ہے لگی آ کر دریا کے کنارے پر
کھینچے ہے کوئی خنجر تو لے ہے کوئی برچھی تلوار کی نوبت ہے ایک تیرے نظارے پر

ہمت

تخلص دو کس میدانم یکے از ان انشاءاللہ تعالے بہ تکملہ نی نگارم و دیگری شخصے است ورا [میور
بہ اخوند] ہمت مشہور معلمی پیشہ بہ اندیشہ ابن سہ سحر از ان وے است ؎

عجب گروش [سے] اپنی اور توں او قات کٹتی ہے برنگ مہر و مہ پھرتے ہی دن اور رات کٹتی ہے
خدا جانے کہاں یہ گردش ایام پھینکے گی غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے سات کٹتی ہے
بھلا میں کس کے موتہہ پیغام کہہ بھیجوں کہ وہاں اپنا زبان نامہ بر سے کہتے ہوئے ایک بات کٹتی ہے

ہمرنگ

تخلص میر عزیز الدین است وے از سادات اورنگ آباد و طالب علم درویش نہاد است و در سلسلہ علیہ قادریہ و نقشبندیہ دست بیعت میگیرد و شعر سخن باصلاح مولوی غلام کبریائی مرشد آبادی کامل تخلص کہ مرد کامل و صوفی مشرب است و شعر فارسی فقرا بطور خود میگو[ید] میرسد دو اسکے بر دو جزو کہ دیباچہ اش خود نوشتہ و در [سنہ] یکہزار و دو [صد] و ہشت باشارہ اوستاد کامل خود زیب فرمودہ این احقر مشاہدہ نمودہ این ہفدہ شعر از وے چیدہ برشتہ تحریر کشیدہ مہ دوام بہجہ ؎

قیامت ہم پہ گذرے ہے تیرے قامت کے دیکھے سے | یہ آنکھوں کی ہیں تقصیر دل کم سخت مائل تھا

کوئی روز میں یہ کعبۂ دل نقش بتاں سے | معلوم یہ ہوتا ہے کہ بتخانہ بنے گا

دنیا میں میں تو آکے گنہ گار ہوگیا | اس فاختہ کا ہاے گرفتار ہوگیا

رقیبوں سے بہت خلطہ ہے تیرا | کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا

دن میں کرتا ہوں تیرے چہرۂ گلنار کو یاد | رات کرتا ہوں تری زلف سیہ تار کو یاد
داغ فرقت [سے تو جلتے] ہیں گئی اے ظالم | نہ کیا تونے کبھی اک گرفتار کو یاد

لے گیا رخ دکھا کر ہی رخسار | جان و دل عقل و ہوش و صبر و قرار

ورق ۶۹

کٹ گئی غفلت میں ساری عمر ہے حاصل دریغ | مفت کھویا ہم نے ایسا جوہر قابل دریغ

مر جائے جو عاشق تو جلانا ہے سخن میں ... ہے خضر نہاں آب بقا اوس کے دہن میں

اگر یک نعرہ ماریں وادیٔ وحشت کے دیوانے ... تو سن کر کوہ لرزیں آسماں یکبار ہل جاویں

اے ہمرنگ دیکھیں گے بیت الحرم بھی ... بھلا اب تو بیت الصنم دیکھتے ہیں

گر اید ہر کو تیرا گذارا ہو ... تو مجھے زندگی دوبارا ہو

میری آنکھوں میں تیری خاک قدم سے روشن ... سرمۂ طور ہے یا خاک شفا ہے کیا ہے

زاہد کو وصل حور ہے عاشق کو وصل یار ... بتلا تو شیخ کون بھلا نیک بخت ہے
ہمرنگ اپنے دل کو دبا بیٹھیں توں کے ہات ... تو نے مزاج اون کا نہ جانا کرخت ہے

ہے تری یاد ہی سے زندگی میری ورنہ ... بیخودی دن کو ہے اور رات کو بیخوابی ہے

ہنر

تخلص محمد داؤد حیدر آبادی است گویند کہ وے مرد اہل تیز عقل با ہوش صحبت [کوش] واقع شدہ این دو بیت رباعی در مدح آقاے خود گفتہ ۔ رباعی

رکھ فضل و کرم سے اپنے رب العزت ... آقا کو مرے لعز و جاہ و حشمت
رخشاں ہیں فلک پہ جب تلک یہ انجم ... روشن رہے اوس کے گھر چراغ دولت

ہوش

تخلص دو کس میدانم یکے را نہ تکملہ انشاء اللہ تعالیٰ می نگارم و دیگرہ عزیزے است از خاندان واجب

الاحترام میر شمس الدین نام وے مردے است خلیق از بلدہ لکھنؤ فصاحت افروز از تلامذہ محمد میر سوز این سہ بیت اوراست

مرا جس ناز سے تو نے لیا دل　　خدا جانے ہے اوسکو یا مرا دل

یار ہنستا ہے چشم تر کو دیکھ　　گریہ تاک اپنے تو اثر کو دیکھ
دست و پا گم کیے ہیں مو کمراں　　مازنیں تیری اس کمر کو دیکھ

حرف التحتانی

در تحت این حرف ذکر ہشت شاعر کہ دو از ان یکرنگ تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار شعر است و منجملہ آن . . رباعی واقع شدہ

یاد

تخلص میر غلام حسین مرحوم است وے جولنے بود از قرابتیان عالم باتمیز مولوی عبدالعزیز مدظلہ و از مریدان زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بسیار خوش خلق و یار باش و نہایت شگفتہ جبین و نیک معاش کامل ایمان حافظ قرآن تولدش در قصبہ سونی پت رو نمودہ شعرش را صاحب سرا با وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق اصلاح فرمودہ در عین جوانی بسراے جاودانی شتافتہ بجوار رحمت ایزدی جا یافتہ این سہ شعر از ان آں سیدزادۂ مرحوم است

نہ لے گا نام کبھو پھر وہ آشنائی کا　　فلک نے جس کو دکھایا ہو دن جدائی کا
پھسا جو زلف میں شانا تو چھٹ نہیں سکتا　　خدا کسو کو نہ دے پیچ مبتلائی کا

ہے کون جو ہو وار وے خمدار کے آگے　　رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یحییٰ

تخلص مسمیٰ [یحییٰ] خان مرحوم است وے مردے بود نہایت طینت خوش طبیعت مقرب درگاہ خاقانی واقف اسرار سلاطین گورگانی بسیار بجاہ و عزت [ثـ] تروة [و] تمکنت ایام بسر [می برد در] آخرہا بنا برافراط و تفریطے کہ بحضرت دہلی روداد و حوادث زمانہ امور سلطنت برہم ساخت رخت سفر بربستہ بقلعہ جات سورج مل جاٹ رحل اقامت افگندہ منتار اللہ وجود تن را مغتنم انگاشتہ بخوبی ہرچہ تمامتر پیش آمدہ تا دم واپسین ضروریات معاشش مہیا می ساخت درہماں نواح بجوار رحمت حق مسکن ساخت عفی اللہ عنہ وعن سائر المسلمین اشعار متفرقہ وار دایں سہ بیت از گفتہائے آں مرحوم ایں احقر می نگارد ؎

ورق ۴۷

رقیبوں کو رکھتے ہو تم چاہ دل سے ۔۔۔ بھلایا ہمیں واہ جی واہ دل سے
خوشی کا سخن مجھسے کیا پوچھتے ہو ۔۔۔ کہ مدت ہوئی غم کو ہے راہ دل سے
ہے یحییٰ تو بندہ تیرا اور تجکو ۔۔۔ گرانا ہے خواہ [نا] خواہ دل سے

یعقوب

تخلص میر یعقوب علی است وے جوانے بود از [یارا] ن حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ بمحمد اسحق خان تمنا [ربط] مستحکم داشت و باتفاق یکدگر خدمت خروسان شاطر حضرت ایشان میکردند مدتے است کہ بدیار شرقیہ رحل اقامتہ افگندہ حالا از حال و مآلش اطلاعے نیست گاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سہ بیت اوراست ؎

شیشہ ہمارے ہات سے لے یار دیکھنا ۔۔۔ دل ہے یہ تک نہ دیکھو خبردار دیکھنا

ہم تو آتے ہیں ترے کوچے میں لے یار کبھو ۔۔۔ پر یہ خطرہ ہے کہ چل جائے نہ تلوار کبھو

ہے اوسکی یہ خو گھر سے جو یلیں مس لکالے ۔۔۔ یہ ہم بھی ہیں [ا]زادہ ننگ کہ ٹلتے نہیں ٹالے

یقین

تخلص انعام اللہ خان مرحوم است وے از شیخ زادہاے وار رقمہ و پیرزادہاے [محمدیہ و نبسۂ] عمدۃ الدین خان ہیچہ و جوان یار باش عمدہ معاش ظریف الطبع لطیفہ گو بذلہ سنج پاکیزہ خو بود و حدیثی را حضرت خلد مکان امار اللہ برہانہ بدستور خاص لعزت ہرچہ تمام [منتر] شفہا قلمی فرمودہ و قاسم ہیچمدان سراپا نقصان آنہا را سرد منتیول نبی خان مقبول براے العین مشاہدہ نمودہ بدرش قطع نظر از پیرزادگی بمصاحبت حضرت فردوس آرامگاہ نور اللہ مضجعہ کلاہ گوشہ بآسمان می سود خود مستش در ایام دولت نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر بسیار بجاہ و مکنت ایام بکام دل بسری فرمود از ارشد ترین شاگردان سخن سنج فیض گستر مرزا جانجاناں مظہر است عفی اللہ عنہما وانکہ [شاعر بے نظیر] محمد تقی میر در تذکرہ خود قلمی نمودہ کہ دیوان وے از آں مرزاے مغفور [راست] افتراے محض و کذب خالص است کہ از فرط حسد از وے سرزد اکثر [غزلہا] بدیہہ بحضور سراپا سرور آگاہ رموز خفی و جلی سید فتح علی خان حسنی دام ظلہم گفتہ ملخص کلام وے شاعرے بود فصاحت آئین بلاغت آگین شیریں زبان عذب البیان نکتہ سنج معانی را گنج طرز نوے بدستش افتادہ انداز جدید را رونق تازہ دادہ ہمیشہ غزل ہیچ میتی میگفت اما بطرز ہمن در معنی می سفت دیوانے مختصر قصیدیت علی التخمین درکمال عذوبت و شیرینی دارد این یکصد و ہفتاد و پنج بیت از اشعار آبدارش کہ قاف تا قاف عالم را فرا گرفتہ این عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

نہ تھا یہ وادی ایمن یہ کوہ طور نہ تھا　　　ترا تو ہی تھا تجلی نہ تھی ظہور نہ تھا

اگر تجکو زلیخا دیکھتی سب کچھ بسر جاتی　　　تماشا ماہ کنعانی [کا] اوسکو خواب ہو جاتا

کیوں نہ ہو نزد اہل کو شست و شو کی آرزو　　　میکشاں پر آیۂ رحمت ہے باراں کی ہوا

یہ کوہ طور سرما پہ گیا سارا ہی کیا کہیے　　　کوئی پتھر اگر بچتا تو دیوانے کے کام آتا

برہمن سر کو اپنے پیٹتا تھا دیر کے آگے　　　خدا جانے تری صورت سے بتخانے پہ کیا گذرا

مجھے گر حق تعالے کار فرماے جہاں کرتا　　　بتوں کو میں [ہزاروں] بیکسوں پر مہرباں کرتا

خدا دیتا مجھے گر میر سامانی خدائی کی　　　تو میں ان بلبلوں کو گلشنوں کا باغباں کرتا

زباں فولاد کی ہو [تب جواب] کوہکن دیوے　　　غضب ہوتا اگر پرویز کو عشق امتحاں کرتا

[شب] ہجراں میں پیتی از صبح کام اوسکا ہوا آخر　　یقیں کے داغ پہ [یہ مرہم] کا [ورکسا] کرتا

کسو کا تو کبھو رکھ کرو دل تم کو لازم ہے　　واگرنہ دلرباؤں کا لقب دلدار کیوں ہوتا

گرا میں آنکھ سے تیری جہاں سگے ہات کیا آیا　　مجھے ہٹکا زمیں پر آسماں کے ہات کیا آیا
یہ بیمار آپ مرجاتا جو جیتا اونکے کام آتا　　یقیں کو مار کر زور آوراں کے ہات کیا آیا

تری رقصوں سے دل شیون میں ہے ایسا اگر سنتا　　صدا اس چینی مو دار کی فغفور رو دیتا

اس کم نگہی سے کب بجھتی ہے تپش دل کی　　ساقی مجھے اتنی سی مے [پینے سے] کیا ہوگا

[نہ ہو جو سر سے میرے دور ظل عاطفت غم کا　　نہ پڑے یو داغ پر میرے الٰہی سایہ مرہم کا

عظمتِ

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقیں　　گھر سے جو باہر گیا لڑکا [سو ابتر ہوگیا]

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا　　ہمیں ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

جو کچھ کہیں یہ تجکو یقیں ہے تری سزا　　بندا جو تو بتاں کا ہوا کیا خدا نہ تھا

کیا گھما دی ایک تیشے نے بنا فرہاد کی　　کر دیا کس گھر بسے نے خانۂ شیریں خراب

ذ جو سے ہجر [میں] وہ وصل میں بھی جی نہیں سکتا　　تکلف بر طرف بلبل کو پروانے سے کیا [نسبت]

ہمارا سیر میں محتوں کو معمولی طرز نالے کی　　[کوئی شیرازوں کے [مونہہ] پرنے سجا سکتا ہے کیا قدرت

ے کم گرا

تصور کرکے [لیتا ہوں مزا] ایں اوسکی باتوں کا　　مرے اس جیکے رہنے کا ہے وہ شیریں دہن [باعث]

بات کہتے ڈھلتے ہیں پھوڑ بس شیشا سا دل　　کس قدر یہ سنگدل ہوتے ہیں جوان العیاذ

زخم دل ہونے دے ناسور نہ کر اس کا علاج　　جو [مزا] اوروں میں ہے سو نہیں درمان کے بیچ

رنگ گل کی آگ پہ دامن نہ مارے باد صبح　　کیا کریں گی بلبلیں بھر آشیانے کا علاج

سو جگہ سے دل گریباں پھاڑ دیوانے کی طرح　　زلف کی زنجیر میں آخر پھسانے کی طرح
پھوڑ ڈ [الا کو] ہکن سا لعل یوں پتھر سے ہائے　　کسے سیکھی تھی یہ شیریں کام فرمانے [کی طرح]
جی نکل جاتا ہے میرا جب کبھو آتی ہے یاد　　وہ قسم [کھا کر] اوسی [ساعت] مکر جانے کی طرح

خار سے مژ [گاں] کے جی ڈرتا ہے میرا اسطرح　　رکھ مری [آنکھیں] ہنستے ہو کف پا پہ طرح
بولنے تیرے سے جی اوٹھتے ہیں جن میں جی نہیں　　پھر مروج ہو چلا دین مسیحا بے طرح

[یہ] جگ سے جہد ہی کے ہو جاتے ہیں آنسو لعل تر　　رکھ کے ان بانوؤں پہ سر کوئی اوٹھائے کسطرح

خال گورے مونہہ کا لیتا ہے مرے دل کو چرا　　اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

کیا قیامت ہے کہ صفحے پر ہمن کے رات دن　　کربلا کی واقعی [تحریر کرتی] ہے [بہا] ـ　　ورق ۳

سچ کہو اے بلبلو کس باغ سے آتی ہو تم　　ہے ہمارے بھی تمہیں کچھ [آشیانے] کی خبر

سلہ 'پاؤں' در نسخۂ اصل'

گریباں پھاڑتے ہیں دیکھ خوباں چمن کیونکر نہ کیجے چاک ناصح اس ہوا میں پیرہن کیونکر

[بہار آخر ہو]ئی ہے ابنو سینے دے گریباں کو یقیں کر[تا] ہے کوئی اس قدر دیوان پن کیونکر

[راگ جوں بھر]تا ہے نے میں اسطرح [کی آگ سی] [ابھری ہے] نالے ہماں استخوا [نو]ں کو نہ چھیڑ[1]

[ناو] جو داس کے کہ ہے زخموں کے مارے خوں میں غرق آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا [ہنوز]

پروا نہیں ہے ابر کی اس مشت خاک کو کر دیں گے اشک سرخ ہمارا مزار سبز

نزع میں دیکھ مجھے یار جھجک کر بولا کیا بری طرح سے مرتا ہے یہ بیمار کہ بس

کچھ پروبال میں طاقت نہ رہی جب چھوٹے ہم ہوئے ایسے برے وقت میں آزاد کہ بس
تو نہ تھا ہائے یقیں ورنہ دوانا ہوتا آج اسطرح کا دیکھا ہے پری زاد کہ بس

ترے ستم سے مرا جی نہیں دھڑکتا ہے [خو]شی سے قتل کی کرتی ہے جان [محرو]ں [رقص]

سرو کہتا ہے [زب]ان حال سے مجھ [قد] کو دیکھ کیونکہ کیجے ہائے اوس رعنا جواں سے اختلاط

[وصل میں] بھی دردمندوں کو نہیں راحت [نصیب] دیکھ لیجے] شمع کے ملنے سے پروانے کا حظ

رشک تیری دلربائی کا زبس کھاتی ہے شمع دیکھ تیرے حسن کے شعلے کو [جل جاتی] ہے شمع

[1] ا ۱ میں درج نہیں، اور نسخۂ اصل میں سوراخ ہے، منقول از دیوان یقین مرتبۂ مرزا فرحت اللہ بیگ ۱۹۳۰ء،

دن جنوں [کے آن] پہنچے ہوشیاراں الوداع — فصل گل نزدیک آئی اے گریباں الوداع

سینے نگاہ گرم رہتا ہے مرا باطن سیاہ — حسن کا شعلہ ہے میرے دل کی خلوت کا چراغ

سالہا شور محبت کو چھپایا ہے یقیں — ہاتھ آخر ہو گیا میرے گریباں کا حریف

[اس ہوا میں رحم] کر ساقی کہ بے جام شراب — دیکھ کر چھائی بھری آتی ہے بار [ان کی] طرف

اس [د] کھ میں دیکھ مرگ بھی مجکو سرک گئی — کیا غم نے کر دیا مجھے زار و نزار ضعیف

جنوں کے ہاتھ سے ایکدم نہیں محفوظ رہ سکتا — رفو کرنا یقیں میرے گریباں کے سبب [لائق]

یہ پیتا ہے میرے دل کا لہو لے لیکر آہستہ — خدا شاہد کہ ہے شیشے سے [ز] یادہ یہ [سبو] نازک

لبوں پہ زخم کے جی آرہا ہے مت نکل جاوے — [خدا کیواسطے] کیجے نہایت ہی رفو نازک

جلتے ہیتوں سے نہ مل [ان تیلیاں کپڑونکے] ساتھ — جی دھڑکتا ہے مبادا لگ اوٹھے دامن کو آگ

دفن کیجے مجکو آہستہ کہ میرے استخواں — ہو رہے ہیں مارے زخموں [کے] تنگ جوں شاخ گل

[چمن] میں مجھے دیولنے کے لیجانیکا [کیا حا] صل — دکھاکر گل جنوں کو سو رپر لانے کا کیا حاصل

جفائیں باغبانوں کی یقیں کیا کیا اوٹھاتی ہے — وفایوں چاہیئے شاباش بلبل مرحبا [بلبل]

ہاتھ لگتا گر زنان مصر کو یہ آفتاب — خواب ہو جاتا انہیں اوس ماہ کنعاں [کا] خیال

کیوں تو سیتا ہے عبث ناصح یقیں کا چاک جیب — ہاتھ اوسکا چھوڑتا ہے کب گریباں کا خیال

اس [دلبر] ی پہ تک نظر کیجو — کس سے ہے [چشم چار میرا د] ل

[میا ی [آ] نکھوں میں نشے نے اسطرح مارا ہے جوش — ڈالتے ہیں جسطرح بدمست میخانے میں دھوم

لہ ۱۰، ۱۰ میں یہ شعر درج نہیں، ار دیوان یقیں،

کروں میں کیوں کے قید[ز]لف سے چھٹنے کی تدبیریں — [پڑ]ی ہیں میری ہر انگشت میں جوں شانہ زنجیریں

کرتا ہے کوئی بارو اس وقت میں تدبیریں — مرتا [ہے یہ] دیوانہ [اب] کھول دو زنجیریں
ماریں ہیں بناں ٹھوکر پاؤں پہ [جو] سر رکھیے — ہیں سنگدلیاں ان کے آئین میں تقصیریں

ورق ۳۲۳

ہجر میں جینے سے بہتر ہے ہلاک روز وصل — یہ طرح کیا خوب راس آئی ہے پروا[نے کے تئیں]
اوٹھ گیا کہتے ہیں دنیا ما یقیں عالم سے ہائے — اونے کیا آباد کر رکھا تھا ویرانے کے تئیں

[ہاے میرا ہاتھ] مت پکڑو کہ جیب گل کی طرح — چاک ہی کرنے میں ہے میرے گریباں کی پھبن

[نہ گذرا ہوگا] رنگیں کوئی مجسا باولے بن میں — گریباں آپڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں
[پڑی کہنی تھی بلبل] بہار آوے بہار آوے — پڑا چین اب لگی جب رنگ گل سے آگ گلشن میں
یقیں [سے جلنے ملتے] کی خبر کیا پوچھ کر لیگے — پڑا ہوگا دوانا سوختہ سا کنج گلخن میں

ہم گئے کام سے مرغان چمن سے کہیو — فرض کیجے کہ چھٹے طاقت پرواز کہاں

مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجکو — کیا عیش کر گیا ہے ظالم [دوا]ن پن [میں]
کعبے بھی ہم گئے نہ گھٹا ان بتوں کا عشق — اس [د]رد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں
جھکے گر سر نہ تو اہل تکبر کا تو کیا — فخر آدم ہے جو ابلیس کا مسجود نہیں
یہ سینہ عشق میں محروم در[د و] داغ نہیں — ہزار شکر کہ یہ ملک بے چراغ نہیں

کوئی بھی دیتا ہے لڑکوں کے ہات شیشۂ دل — [یقیں میں غور سے دیکھا] تو کچھ شعور نہیں
[بن] لہیں کے باغ میں جا کر نشاں کہتے ہیں سب — میر گل میں جی نہیں لگتا وہ سودائی نہیں

ہر ایک نے راہ میں اوس کی کیا ہے چشم کو جاری	کرے کس آبجو پر رحم وہ سرو رواں دیکھیں

گالی بھی سہہ گئے ہیں ماریں بھی کھائیاں ہیں	کیا کیا بری حقارتیں ہم نے اوٹھائیاں ہیں
خسرو کے مونہہ پہ چڑھنا اور بے ستوں سے بھڑنا	کچھ عاشقی نہیں ہے زور آزمائیاں ہیں

کوئی دن چلنے پھرنے دیں عبث زنجیر کرتے ہیں	دوانا مجنا کب حبا ہے کیوں تدبیر کرتے ہیں
[نگہ کرنے میں ان کے] کام ہوتا ہے تمام اوس کا	بعض کے حق میں یہ خوباں بہت تقصیر کرتے ہیں

چمن کے بیچ کلیاں ہے جیسے شاخ سنبل کی	ہوئے ہیں اسقدر دل جمع اوس زلف پر [نشاں] ہیں

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اسکو کہتے ہیں	بھرا اوٹھنا بے دماغوں کا [قیامت] اسکو کہتے [ہیں]
ہوئی جا یار شیریں کو کمن [کے] بعد خسرو کی	وہ کیا بھار تم تیسے [کا جراحت ا] سکو کہتے ہیں
بقیں مارا گیا جرم محبت پر زہے طالع	شہادت اسکو کہتے [ہیں سعادت اسکو کہتے ہیں]
مے گلرنگ جوں شیشے سے جھلکے معنی سوجی	نمایاں ہیں نزا[کی] صورت سے صور[ت] اسکو کہتے ہیں
چمن میں شاخ [گل] جاتی ہے جیسے گل کے کھلنے سے	لہک جاتا ہے دم لیتے نزاکت اسکو کہتے ہیں

[عمر آخر ہے] جنوں کر لو ہما [را] ان پھر کہاں	ہاتھ مت پکڑو مرا ما رو گریباں پھر کہاں
چشم تر پر گر نہیں کرنا ہوا پر رحم کر	دے لے ساقی ہم کو مے ابر بہاراں پھر کہاں
بار جب بہرے جواہر کر چکے اے دل جی نثار	حل چکا اے پروانہ رنگیں چراغاں پھر کہاں
اس طرح آزاد کب صیاد چھوڑے گا تمہیں	بلبلو دھومیں مچالو یہ گلستاں پھر کہاں
ہے بہنسنوں میں [یقیں سب] کچھ [ولیکن دم] رو نہیں	بھر کے دل رو [بیجئے یہ] چشم گریاں پھر کہاں

سلہ در بحیرہ در ہر دو مصرع در نسخۂ اصل ۔ ۱۰۹ میں یہ شعر مرقوم نہیں ' تذکرۂ دیوان یقیں

تم نہیں کرتے ہوؤں پامال اے خوش قامتو — دیکھے ہو قمریوں کو سر یہ بٹھلا تا ہے سرو
جو کری ہے تو ابھی فکر کر [لے لو] بہار آئی — خدا کیواسطے یہ بات دوانے سے کہہ دیجو

اسیران قفس کی نا امیدی پر نظر کیجو — بہار آوے تو اے صیاد مت ہمکو خبر کیجو
نہ کر شوخی مبادا آنکھ کھا جاوے کمر تیری — ٹک اس قد کی حرکت پر نظر اے مو کمر کیجو
یہ بس سے جلتے بلتے کا سر اتنا بھی نہ ٹھکراؤ — اس آتش سے ارے دامن دراز و ٹک حذر کیجو

کھڑا ہے سرو نپٹ بن بنا کے رعنا ہو — جو یار پردے سے نکلے تو [کیا سماتا ہو]
[لہو] یقیں کا جو پیتا ہے تو میں ڈرتا ہوں — خدا کرے کہ تجھے یہ غذا گوارا ہو

ابی بیدردی کی سوگند ہے تجکو اے مرگ — تو نے دیکھا ہے یقیں سا کوئی رنجور کبھو

جی نکل جائے گا عشاق کا بلبل کی طرح — گلرخاں جامۂ رنگیں کو معطر نہ کرو
باندھ کر [مجھپہ کمر لطف] نہیں غیر کا قتل — ابھی بیداد کے مضموں کو مکرر نہ کرو

[حنا] کی طر[ح] ہیں اپنا بحل کیا ہے خوں — بتاں سہد کرد حواہ دستگیر کرو

گرہ کھولو نہ زلف یار کی سانپ کو مت چھیڑو — چھو[و] مت دل کی زنجیر ایسے دیوانے کو مت چھیڑو
یہ محراب نماز بے خودی ہے زاہد و سمجھو — خدا کے واسطے مستوں کے پیمانے کو مت چھیڑو

میں پوچھا اے صنم ہم بھی کبھی کچھ یاد آتے ہیں — کہا [او]س سوخ نے ہیں ہیں کہ اکثر عید قرباں کو

جو نہ جی سکتے ہوں بے تابی میں پھر وہ کیا کریں — جی نکل جانے میں کیا ہے بیقراروں کا گناہ

ورق ۳۷۴

نمک ڈالا ہے مجھ میں اے ہما شور محبت نے — کھو کھائے ہیں تو نے اس مرے کے استخواں سمجھ کر
ہزاروں آنکھ آنسو کے ترے ساتھ بھرتے ہیں — تو کس گلعذار کا ہے سرو اے رعنا جواں سمجھ کر

کہاں تا [ثمر ہے] نالوں میں اے مرغ قفس چپ رہ — عبث صیاد کو آزردہ کیوں کرتا ہے بس چپ رہ
نفس یہ نالہ تیرا کیا بلا لا [و] ے گا ڈرتا ہوں — لگا مت آگ اپنے گھر کو اے آتش نفس چپ [رہ]

مونہہ ایسا نہ دکھا کر ہو جائے گا دیوانہ — آئینے کو کہتے ہیں اے شوخ پری خانہ
کچھ عمر میں بس باقی ساقی تو شتاب آجا — ڈرتا ہوں چھلک جاوے لبریز ہے پیمانہ
ہوں دور یہ جی میرا راتوں کو ترے گھر پہ — پھرتا ہے پڑا جیسے فانوس پہ پروانہ

[وسعتی] یوسف سے آغوش رنگیں کیجیے — جی میں ہے اس مصرع موزوں کو تضمیں کیجیے

بہار آئی ہے اور ہم گلستاں میں جا نہیں سکتے — خدا کے واسطے تو ہی کہہ اے صیاد کیا کیجے

بہار آئی ہے جب سے نشے رگ میں تھم نہیں سکتا — دعا اس منت خوں کی نشتر فصاد کو بھیجے

نہ بجھنے دیجو اسکو گرم رکھیو آہ و نالے سے — یہ دل ہے منت خاکستر کا تیری اخگر اے قمری

بعض کے واقعے کی سن خبر وہ بدگماں بولا — یہ دیوانا کچھ ایسا تو نہ تھا بیمار کیا کہیے

گلا تو پھٹ گیا اے کی طرح فریاد سے میرا — قیامت دور ہے کس دن ملیگی داد کیا جانے
ہمیں کانٹا قفس کا شاخ گل ساجی میں چبھتا ہے — اسیری کے مرے کو بلبل آزاد کیا جانے
درختوں سے نہ دے تشبیہ اوس قد کو لغت ہر گز — اس اٹھکھیلے کے چلنے کی طرح شمشاد کیا جانے

[سطا] ہے آب مرکر یار کو دیکھے رقیبوں کو — ہماری ہم سے پوچھو کو کہں کی کو کہں جانے
مرا مارا ہے ہکلائے سے اوسکے اورمت پوچھو — چپک نے کی لبوں کے وجہ وہ تیبریں دہن جانے[1]

جدا ہم سے ہوا تھا ایک دل نام اسے یاروں میں — جیراوسکی یہ پائی کب ہوا اوس کو خدا جانے
ہمرے آنسو بھی مارے ضعف کے اب چل نہیں سکتے — کیا اے عشق مجکو ہائے ایسا ناتواں تونے
نہیں جوں سبحۂ گل ہائے ان ہاتھوں میں گیرائی — واگر نہ [بہ] گریباں [ندر] خوبان چمن کرنے

پروے آنسو ہیں جن سے دہر آتشناک ہو جاوے — اگر پیوے کوئی یہ آب جل کر خاک ہو جاوے
گنہ گاروں کو ہے امید یہ اشک ندامت سے — کہ دامن تاند اس آب رواں سے پاک ہو جاوے
یہ جا گلشن میں بلبل کو خجل مت کر کہ ڈرتا ہوں — یہ دامن دیکھکر گل کا [گریباں] چاک ہو جاوے
عجب کیا ہے تری خشکی ساماں سے جو تو زاہد — یہاں تاک بٹھلادے (تو) وہ مسواک ہو جاوے
دعا مستوں کی کہتے ہیں لیکن تا اثر رکھتی ہے — الٰہی سبزہ جتنا ہے جہاں میں تاک ہو جاوے

ورق ۳۷۵

دیار حسن تو ہے خوش ہوا پر یہ پڑی[2] مشکل — کہ لٹ جاتا ہے یہاں جو کارواں جس [وفالا] وے

نفس ز سحر میں ہے تب تو عالم میں نہیں پھیلی — جو ٹک چھوٹے یہ دیوانہ تو کیا دھوم میں مچا دیوے

خوش آئی ہے مجھے یہ بات ایک مجنون عریاں سے — کیا کیجے کہاں تک چاک گذرے ہم گریباں سے

تا [ل کی سیج] نے دیوانا کیا ہے ہم کو محشر میں — گریباں کا ہم اپنے خوں لینگے ان کے دامن سے
نفس کچھ دام میں پھنسنے کا اندیشہ نہیں ہم کو — برا اتنا ہے کہ ٹک آ او تھا یہ گلستاں ہم سے

---

[1] یہ شعر ا میں نہیں، [2] پڑی ا ا

گذر جاوے سے گر ہجر میں دیکھے رضا اوسکی — محبت میں یقین لیتا ہے نام مدعا کوئی

نگاہ یار کی کوئی زباں ابتک نہیں سمجھا — یہ وہ ماس ہیں نازک جن میں آئنہ بھی حیراں ہے

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے — تراز برا نہیں یہ شغل کچھ [بھلا] بھی ہے
اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جائے کہیں — یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے
یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا — کسو کا دل کبھو پاؤں تلے ملا بھی ہے
یہ آرزو ہے کہ اوس بیوفا سے میں پوچھوں — کہ میرے بے مزہ [ہا] رکھنے میں کچھ مزا بھی ہے
یقین کا شور جنوں سن کے یار نے پوچھا — کوئی [قبیلۂ] مجنوں میں کیا رہا بھی ہے

اسو ناصح کو بھلا سینے دو [میرا] چاک جیب — تا زیار اس [ضد] سے کرڈالوں گریباں تو سہی
اپنے بندوں کو بلا کر داغ کرلے ہیں یقین — ان بتوں کی ضد سے ہوجاؤں مسلماں تو سہی

مفت کب آزاد کرتی ہے گرفتاری مجھے — جی ہی آخر لے کے چھوڑے گی یہ بیماری مجھے
میں جو بن غمخوار ہرگز جی نہ سکتا تھا کبھو — ان دنوں کرنی پڑی ہے دل کی غمخواری مجھے
کیا لگا لیتا ہے خوباں کو یقین کرتی ہی داغ — آئنہ کی سادہ لوحی سا تھ یہ کاری مجھے

کم نہیں جو ہر فولاد جواہر سے یقین — ہے یہ دانہ سلک گوہر عشق میں زنجیر مجھے

مار آیا پہ مجھے ہوش نہ تھا کیا کہئے — یہ کیا اس دل دشمن نے خبردار مجھے

یقین جا مارا ہا گر بلبلوں کے ساتھ جانے دے — کوئی اس بے مروت دل کو اپنے پاس کیا رکھے

زنجیر میں بالوں کی پھنس جانے کو کیا کہئے — کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے
دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے توقع کیا — اپنے نے کیا یہ کچھہ بیگانے کو کیا [کہئے]

جو یار غیر کے ساتھ اسطرف سے ہو گذرے — خدا کے واسطے کوئی مجھے خبر نہ کرے

حق مجھے [یا] طل آسا نہ کرے — میں بتاں سے پھروں خدا نہ کرے
دوستی مبتلا ہے اس میں خدا — کسو دشمن کو مبتلا نہ کرے
رو میرے کو خدا قیامت تک — دست[1] پا سے تری جدا نہ کرے
ہے وہ مقتول کافر نعمت — اپنے قاتل کو جو دعا نہ کرے
ناصحو یہ بھی کچھہ نصیحت ہے — کہ یقین یار سے وفا نہ کرے

قیامت آپ براوس قد سے لا چکے ہم تو — کہاں تلک کوئی محشر کا انتظار کرے

نگہ چبھتی ہے دل میں ترے ابرو کے پھڑکنے سے — واگر یہ تیر لگتا ہے [یہ بتاں] جو کماں لرزے

اگر یاوے گلی تیری تو بلبل گلستاں بھولے — تر الفس قدم دیکھے تو اپنا آشیاں بھولے

[نہ دی] فرصت کہ ان ہاتھوں سے کچھہ کام اوڑکٹی نکلے — ہم آخر ہو گئے دامنگیر [اس] چاک گریباں کے
رگڑتا ہے سر اپنا پست [یا] بر متصل تیرے — گریباں پھاڑ بے اسپر کہ [کیا] طالع تھے داماں کے
جو مجنوں آہواں دست سے جوش تھا تو وہ جانے — لقین[2] ہم تو دوانے ہیں اسی سہری غزالاں کے

بہار آئی بجا و [حیف] افسوسا [رعشرت] کے — گئیں [حسرت] کی [و] سے راتیں گئے وے دن مصیبت کے

---

[1] کف و و [2] کار رہبر ولیحہ

ہمیں مار سیاہ زلف کے کاٹے سے کیا ہووے — کہ [ہم] ایک عمر سے عادی ہیں خال لب کی افیوں کے

بتاں کی بادشا [ہی] کے سبب [سا] لا رہ عاشق ہیں — سنھائے بے سموں میں کوہکن نے نقش شیریں کے

موا جاتا ہوں مت اتنا ھی کس کر ماندہ مالوں کو — ٹک ایک ڈسیلی تو کردے جان زنجیر اس دوانے کی — ورق ۳۷۶

یکرنگ

تخلص دکس بشناسم

اوّل غلام مصطفےٰ خاں مرحوم وے از شعرائے قدیمی و از دوستان صمیمی و از تلامذۂ سخن سنج فیض گستر مرزا جان جانان مظہر علیہما الرحمۃ والغفران است گویند کہ بسیار رسیدہ مشق و خوش فکر و در عالم آشنائی وحید عصر و فرید دہر بود۔ این سیزدہ شعر از ان آں مرحوم است [۱] — یکرنگ (۱)

زبانِ شکوہ ہے مہدی کا ہتھو یات — کہ خوباں نے لگائی ہے مجھے ہات

یکرنگ پاس اور سجن کچھ نہیں بساط — رکھتا ہوں دو نین جو کہو تو نظر [۲] کروں

لیبہ سے تکن یا زنی لسان الاقدین سے

اوس زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال — یکرنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

یکرنگ نے تلاش کیا ہے بہت و لے — مظہر سا اس جہاں میں کوئی میرزا نہیں

پارسائی اور جوانی کیوں کے ہو — ایک جاگہ آگ پانی کیوں کے ہو

جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل — دل بلبل شکستہ کرتا ہے

دیکھیو یہ کہ یار جاتا ہے — دل سے صبر و قرار جاتا ہے

گر خبر لینی ہے تو لے صیاد — ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

---

[۱] مسدام ۱ ر [۲] کہ ادرہر دو نسخہ - سہر پات ، [۳] کلا در ہر دو نسخہ [۴] ۱ ۱ میں یہ سعر نہیں ،

جس کے درد دل میں کچھ تاثیر ہے   گر جواں ہے وہ تو میرا پیر ہے

لگے ہے خوب کانوں میں بتوں کے   سخن یکرنگ کا گویا گہر ہے

نہ تو ملنے کے اب قابل رہا ہے   نہ مجھکو وہ دماغ و دل رہا ہے

کیا جانیے کہ وصل تیرا ہو کسے نصیب   ہم تو ترے فراق میں اے یار مر گئے

اوسکو مت جانو تتاں اوروں کی طرح   مصطفےٰ خاں آشنا یکرنگ ہے

دوم

یکرنگ (۲)

زرگر پیرے صاحب شعور در قصبۂ سہارنپور بہد و سرا و لیکن خیلے نمک نہاد این بیت اوراست

سخت مشکل ہے لکھوں صاف تو ہوتے ہو خفا   اور جانے ہو سمجھ تک بھی جو ایہام لکھوں[۵]

یکدل

تخلص دلاور خاں مرحوم است وے برادر کوچک مصطفےٰ خاں یکرنگ و از شعرائے صاحب فرہنگ وصاحب دیوان و پاکیزہ بیان بود گویند کہ در بدو حال ہم رنگ تخلص می نمود اما از بزرگے ثقہ بدریافت رسیدہ کہ تخلص بیرنگ بود محتمل کہ ہر سہ تخلص متخلص شدہ باشد بہر کیف این چار بیت ارراہ ہائے طبعش این عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنواں ہے مرا   یعنی توحید میں مصرع [ع] سر دیوان ہے مرا

اس مطلع سر دیوانش اشتہار تمام دارد

نہیں مطلب مجھے کچھ باغباں سے   تب دیوانہ ہوں گل کی رنگ و بو کا

خط میرا اوس نگار نے نہ پڑھا ———— کیا لکھا تھا کہ مار لے نہ پڑھا

یار کا جب خیال آتا ہے ———— ہوش میرا تمام جاتا ہے

یوسف

مخلص میر یوسف علی است سلمہ ربہ و دام بہجتہ وے جوانے است از دودمان شرافت و خاندان نجابت کہ دست سعت بدست حق پرست آگاہ رموزات صفتی و جبی سید شیخ علی خان جسبی دادہ مدظلہ و سلمہ ربہ وازخدمت سراپا برکت جناب ہدایت اساب حضرت الشان فیوضات دنیوی و اخروی می ربائد و کسب سعادات کو نبی می نمائد گاہ گاہ کہ شعر ریختہ از طبعش سری زند باصلاح برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق میرسد مدعمرہ و زاد قدرہ ایں ہفدہ شعر از گفتہائے آں والا نزاد مسکیں نہاد است ؎

باتیں پڑے بنائیے دیتا ہوں دل کیئے ———— سمجھوں ہوں خوب آپ کے ہیں داؤگھات کو

یہ تو ظالم تری شوخی نہ خوش آئی مجکو ———— غیر کو لطف سے دشنام رکھائی مجکو
دل جلا جان جلی بلکہ کلیجہ دہکا ———— گرمی عشق نے یہ آگ لگائی مجکو
صبح سے شام ہوئی شام سے پھر صبح ہوئی ———— تو نے اے شوخ بھلی راہ دکھائی مجکو

نہ کچھ دل نے [بدی] کی اور نہ آنکھوں نے برائی کی ———— مری قسمت ہی کھوٹی تھی کہ اوس سے آشنائی کی
مجھے کاہے کو دل دیتا ... ہول کیوں لیتا ———— اگر ہوتی خبر پہلے سے مری بے وفائی کی
نہ آنا مری بالیں پر کبھو وہ مہ جبیں ہرگز ———— عزرو بارہا اپنی سی طالع آزمائی کی
سما سکتے ہیں اوس تک ہم نہ قاصد پہنچ سکتا ہے ———— صبا تو ہی خبر لے جا ہماری نارسائی کی
ے ... کے دلمیں ذرا مانیرا اے یوسف ———— ہوا کیا آہ نے گر عرش اعظم تک رسائی کی

غلط فہمی ہے نہ کہتا کوئی اوسکو کہاں دیکھے
اگر جسم تصویر ہو جہاں چاہیے وہاں دیکھے

نہ دیکھے آنکھ اوٹھا کر پھر کبھو محراب کعبے کو
اگر [نوبک] نظر اے شیخ وہ ابرو کماں دیکھے

برنگ لالہ جو آٹھوں پہر جلتا ہو فرقت میں
وہ اے رشک چمن پھر چاک سیر گلستاں دیکھے

دلا جاتا ہے تو اوس پاس میرا جی دھڑکتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو تجکو رقیب بدگماں دیکھے

صبا یہ عرض کیجو جاکے اوس رشک زلیخا سے
پھرے در در ترے یوسف اگر تیرا مکاں دیکھے

وہ سرخ شال اوڑھے ہوئے مست خواب ہے
یا یہ شفق کے بیچ چھپا آفتاب ہے

یوسف اوسے خیال نہیں اور کچھ یہاں
سیماب وار دل کو غضب اضطراب ہے

یوں تو سبھی عاشق ہیں تیرے یوسف ثانی
یوسف سا یہ جانباز خریدار کہاں ہے

ورق ۳۷۸

در تذکرہ شعرا کہ نامہا یا احوال آں کماہی در یافت نرسیدہ بعد تحریر ایں نامۂ عنبریں شمامہ بر اسامی سامیہ

اس سخن طرازان ماہر برخے از احوال [خبر ہے] اسمال التساں مطلع گردیدہ و ایں ہر دو نوع شاعر است کہ بترتیب

حروف ہجا در یک سلک کشیدہ شد و مجموع اشعار شاں شعر است کہ منجملہ آنہا رباعی واقع گردیدہ

آزاد

تخلص عزیزے است از معاصران شاعرستان علی المخلص بہ ولی کہ ایں یک شعر از آں منقول

است ؎

سب صنعتیں جہاں کی آزاد ہم کو آئیں　　　پر جسے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

بعضے از معاصران میر عبدالولی عزلت ربانی آں عالی مرتبت بدیں طور استماع ایں شعر نمودہ اند ؎

آئیں جہاں کی ساری آزاد صنعتیں پر　　　ایسا ہنر نہ آیا جسے کہ یار ملتا

و در دیوان ولی بہ تضمین آں صاحب ستان علی مصرع ثانی چنیں دیدہ شد ؎

آزاد سوں سنا ہے یو مصرع مناسب　　　"جسے وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا"

آشنا

تخلص چار کس کہ دو کس ازاں مجہول الاحوال اند معلوم ایں کس است

آشنا (۱)

اول

کسے کہ ایں سہ شعر منسوب بوے است ؎

جو کوئی حشم نہ نہیں رکھتا　　　درد دل سے خبر نہیں رکھتا

کس طرح دل میں جا کروں اوسکے — نالہ میرا اثر نہیں رکھتا

آسنا کیا ہے گی آخر کو — تجھے خانہ خراب کی صورت

آسا (۲)

دوم

مہا سنگھ کھتری کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند این شعر از وے است ؎

سری برگستہ مژگاں حسب سے مس دیکھیں ہیں اے ظالم — وہی آں اب تلک جی ہیں میرے ہر دم کھٹکتی ہے

آسا (۳)

سیوم

حکیم میر علی سہارنپوری وے از سادات آں قصبہ و ملکیان آنجا بود مدتے متصدیان سرکار دولتمدار نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر صحبت گرم داشتہ سلیقۂ عملداری بہم رسانندہ عاملی پرگنات می کرد و در طبابت ہم دستے داشت در سرکار نجف علی خاں مرحوم بصیغہ طبابت در آخرہا ملازم بود و سرانجام کام پرگنات ہم می نمود مردے بود خوش اختلاط بہ یک ارتباطی ہمت می گماشت نظرے بر کتب نظم و نثر ہم داشت شعر فارسی و ریختہ بطور خود می گفت این چار شعر از واست ؎

استو شبنم کی طرح کیجے گذر آخر شب — لیجئے گل سے تلک ایک بوسہ تر آخر شب

گل اگر ذرا دیکھے میرے چاک داماں کو — تار تار کر ڈالے اپنے بھی گریباں کو

بسمہ بہار آتا جوشش ابر و باراں ہے — آہ کچھ بھی آتی ہے شرم چشم گریاں کو

گرد باد کے مانند دم کا آشنا تھا دل — اوڑ گیا خدا جانے کون سے بیاباں کو

ورق ۲۷۹

آسا (۴)

چہارم

مرزا جگن مرحوم پسر دوم قاضی رحمۃ اللہ سلمہ اللہ بسیار جوان صالح و نیک خو د خوش طبع و کشادہ رو بود گاہ گاہ فکر شعر می کرد این [دو شعر] ازان اوست ؎

۱؎ کذا در ہر دو نسخہ کار؟

نام جدا جواں ہو ستو جی کو چھوڑ دو — مہدی لگا کے بیچلے رہیو لگی رہے
کر ذبح مجکو کہنے لگے آستا ہے تو — گردن جدا تو کیا کروں اک جو لگی رہے

آگاہ

تخلص عزیزے است فرخندہ فرجام نور خاں نام ایں مطلع از و است ۔ ۵

مونہہ دیکھو اپنا سب کھو ابھی رسم جاہ کی
بانہیں بنا بنا کے نہ کیجے سیاہ کی

احمد

تخلص سہ کس کہ مذکس ازاں اشارتے در حرف الالف رفتہ می سنا سم

اوّل عزیزے از قدما کہ ویدہ شد چیدے از اشعار ش در دیں سفینہا ایں سہ بیت او واست ۔ ۵ | احمد

گر بیضۂ زاغے کسے در زیر سیمرغے نہد — از اصل خود نائد بروں آخر گُمُلا ہوئے پر
گر طفلکے بازیگرے خواندہ و عالم شود — اصلے کہ دارد کے رود آخر زہیورا ہوئے ر
گر بچۂ شیرے کسے با شیر دہ پرورد — مردی کہ دارد کے رود آخر نگہبلا ہوئے پر

دوم شخصے از سکنۂ دار السرور برہانپور شیریں کلام غلام احمد نام ایں دو شعر او ست ۔ ۵ | احمد

شکر خدا نشاط جہاں میں ہے آشکار — غنچے دلوں کے کھل گئے گلشن میں ہے بہار
یہاں تک ہوا ہے سبز کہ شبنم چمن کے بیچ — گوہر کے ڈالتی ہے گلوں کے گلوں میں ہار

سیوم مرزا احمد بیگ برادر کلاں مرزا بلّو[۱] بیگ شور اسعار متفرقہ دارد خوش می گوید ایں چار شعر | احمد
از و است ۔ ۵

نہ پوچھ جسکی وسعت کو کبھو دامن بیاباں کا — رہے دست جنوں وہ خاک ہے اپنے گریباں کا
خوشی سے پیرہن میں پھول کب پھولے سماویںگے — کیا جب صد تو نے گلدن سر گلستاں کا
اس ابھی آفتابی ڈھال اور تیغ سہ لو پر — پھرے ہے سب سے کہ ظالم فلک بھی ہے بڑا بانکا

[۱] چیچک ر د ۵۲ کذا - ملوسنگ ؟ دیکھو شور جلد اول ۔

مں ابسے کلبۂ احزاں میں لسر غم پر | پڑا ہھا جوں گل صد برگ با دل صد حاک

احسن

ساعرے است ارحوساں کہ محمد مولیٰ نام دارد و بر تسنیہ و کسابہ منبتر ہمت می گمارد ایں دو شعر او راست ؎

کیوں عید نہ ہو ہر مہ اس ظلم کے مارے پر | نکلے ہے ہلال اوس کے ابرو کے اشارے پر
دو عکس نظر آوس پانی میں مہ و خور سے | تو سب کو جو آجاوے دریا کے کنارے [پر]

احسان

تخلص عزیزے است از دودمان حری الاحترام مرزا غلام علی نام کہ مے [در] خجستہ بنیاد حیدر آباد سکونت دارد و خلق آسجا و برا از زمرہ سخن طراراں می انگارد اں مطلع اوست ؎

حاسدوں کی عقل نافرجام حیراں ہو گئی | عید بھی آکر ترے در پر سے قرباں ہو گئی

اخگر

تخلص لالہ ٹیک حند دیوان مرزا خورشم صاحب فرزند ارجمند مرزا جہاندار شاہ مرحوم است ایں حار شعر ویراست ؎

کون کہتا ہے کہ ہم نے مے پرستی چھوڑ دی | رات دن بیٹھے ہیں مے پر مے پرستی[۲] چھوڑ دی
ہو گیا دریائے عصیاں ہم کو بحر معفرت | آنکھ جب اشک ندامت میں برسی چھوڑ دی
دو جہاں دینے میں ملتا تھا ہمیں دیدار یار | ایسی سے ناماں ہے ہے مفت سستی چھوڑ دی
کیوں کیا اخگر نے یار و ترک لذات جہاں | کس کی خاطر اوسنے یوں خاطر پرستی چھوڑ دی

---

[۱] مرحوم ۱۱ [۲] کہ در ہر دو نسخہ و تذکرۂ کریم الدین ص ۲۸۶ ،

اسد

تخلص رائے کیرت سنگھ کھتری شعرش حالی از کیفیت مست این دوشعر ازوست ؎

ہر مست یہ کے آنے سے شعلے کا گل کھلا — پروانہ سلوں کو جو آنا بہار کا

رن ۳۸

چشم کو حال سے عاشق کے نہ بیہوشی ہے — دل جو حیراں ہے تو یہاں سرمہ خاموشی ہے

اشرف

تخلص عزیزے است نیکو از ساکنۂ بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد اشرف نام این مطلع او است ؎

آ بیٹھو تو ٹک باتیں کریں تم سے میاں ہم — پھر دیکھئے اک دم میں کہاں تم ہو کہاں ہم

اطہر

بطاء مہملہ تخلص شریف زادہ الیست صاحب نصارۃ از اہل بیت طہارۃ سعادہ آثار فرخندہ وام میر غلام علی نام این شعر گفتہ وے است ؎

نہیں یہ مردمک جسم ساتھ آنسو کے — نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھوں میں

امید

تخلص شاعرے است از شعرائے محسنہ بلاد جہاں آباد این بیت از گفتہائش کہ بمن رسیدہ سلک تحریر کشیدہ ؎

کیا جواہر خانہ الف میں آب و رنگ ہے — معدن کو ہیں جسکے آگے کم از سنگ ہے

امین

تخلص خواجہ امین الدین مرشد آبادی است وے در شعرائے آنجا خوشگو معلوم می شود این مطلع او

راست سے
عمر کٹنے کو کٹی پر کہاں ہی خواری میں کٹی — دل کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی

امیر

تخلص میر علی است وے سید زادہ است خوش التمام شیریں کلام مولدش شاہجہاں آباد بنا ہا اللہ عن الشرو الفساد گردش دور دوار ورین ایام ناہنجام ویرا مدار دکن انگندہ از شعرا وے است

عجب کیا ہے جو تربت میری ایک مخزن ہو پیکاں کا — کہ دل پر ہے جراحت اس ملک اوس تیر مژگاں کا
یہ برج دلو میں ہے زحل ماہ دیکھو کوئی — نظر آتا ہے خال اوس ماہ رخساں کے زنخداں کا
جلا دیویں قفس اور دام آتش بار آہوں سے — اگر یکدم ہمیں صیاد دیوے حکم افغاں کا
مجھے اک حسرت آتی ہے مجھے جب رقص میں اوسکا — کبھو جو یاد آتا ہے اوٹھانا اوس داماں کا
امیر اوس خط نورستہ کے کشتے کا نشاں یہ ہے — کہ ہوگا اوسکی تربت پر درخت اک سبز ریحاں کا

کھائیں کون سی تدبیر سے ہم اسے ساقی — لگی ہے حرص دل میں شراب سے آتش

نامہ پر سوز جگر میں جو رقم کرتا تھا — ہوگیا سوختہ کاغذ وہیں تحریر کے ساتھ

درد ہوتا ہے یہاں اب بھی جو لگا ہے گاہے — دل کے پھوڑے میں کوئی چوٹ مگر باقی ہے
جب وہ دل لے کے چلے میں نے کہا آؤ گے پھر — ہنس کے یوں کہنے لگے جان و جگر باقی ہے

انوار

تخلص کسے است کہ ایں مطلع وے بمن رسیدہ ولس سے

کس تجمل سے چمن میں آج آئی ہے بہار — مژدۂ عیش و طرب گلشن میں لائی ہے بہار

ورق ۳۸۱

ببر

تخلص سخں سبحے است سکھو از معاصران شاہ مبارک آبرو و ایں مطلع وے علیہ الرحمۃ کہ از سعیہاے دیریں مدست اساده ربان قلم در داده ے

لم یلد مولی نوہی سے شک ہے خاص و عام کا ‏ سب ترے محتاج ہیں کیا اولیا کیا انبیا

برق

تخلص لالہ بھگوان داس لکھنوی است لطف طبعش ازیں شعر کہ مرقوم قلم حقائق رقم گشتہ معلوم می شود ے

سبحہ کے حلقے میں بھاری یہ لٹکتا ہے ملاق ‏ خون مرا پینے کو ما آپ نے مجھ مالا

بیجان

تخلص عزیزے است افغان مسمی بہ عزیز خان ایں سہ بیت او راست ے

ایسے نادان نہیں ہم تم کو نہ پہچانیں[1] گے ‏ ہم سخن غیر سے ہوئے ہو جو آوارہ دل

سچ دیا ہے مجھے کہہ کے برادر یہ رقیب ‏ اوسے دستار بدلے خانہ بر انداز بدل

یہ بوئے مشک ہوا سی نہ بوئے عبیر تر ‏ جو لپٹیں آتی ہیں گلرو ترے لپسنے سے

بینوا

تخلص نوجوانے است کہ در عین عنفوان شباب ترک تعلقات دنیوی گرفتہ آزاد[2] شدہ دست بیعت بدست حق پرست قدوۂ علماے حقیقت آگیں مولوی رفیع الدین دام برکاتہم دادہ لے لوا مانہ ایام بسری برد اما ناسازگار و متشرع واقع شدہ گرد منہیات و مسکرات نمی گردد بہ مصول شاہ استہار دارد شوق مرتبہ [حواشی]

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ ۔ [2] دعائی ، در نسخۂ اصل ۔

ہم بہم رسانیدہ از حافظ محمد حفیظ حفیظ تخلص کہ دریں زمانہ سہ حالی یادگار میر عبد اللہ مرحوم است مشق می نمائد و
فوائد قواعد شعر بہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ میرمائد این حار شعراراں وے است سلمہ ربہ ؎

پڑے دست جنوں کے ہاتھ ہم سعدں سے اے ہمدم — گریباں ٹکڑے ٹکڑے دھجیاں داماں رکھتے ہیں
بہ رتبا میں نے مایا عشق میں اوس شاہ خوباں کے — سدھی سر پہ ہے سیلی اور فقیری شان رکھتے ہیں

کہیں اوس زلف کی لٹ کھل گئی ہے — چلی آتی ہے بو مسک ختن کی
شہید تیغ ابروے شاں ہوں — مجھے حاجت نہیں غسل وکفن کی

بیتاب

تخلص سہ کس است کہ ترسیدہ ازاں نام دو کس یافتہ کس و از اسم سوم کس ظفر یافتہ و بس

اول بزرگے ایہام گوار معاصراں شاہ مبارک آبرو وایں سہ بیت از وے است ؎ — بیتاب (۱)

ابرو اوس کے ہلال کے مانند — حال اوس کا بلال کے مانند
کیوں نہ ہم سے ہو وہ سجن باغی — قد ہو حسن کا نہال کے مانند
گلرخوں کی گلی میں اے بیتاب — خاک ماہے گلال کے مانند

دوم شخصے از تلامذۂ نظام الدین علی قائم این شعر و راست ؎ — بیتاب (۲)

بیتاب بھی کہا جواں نعائے وے
ہو غانہ خراب اس اجل کا

سیوم ہندوے مطیع الاسلام سوک رام نام این دو شعر او گفتہ ؎ — بیتاب (۳)

نہ رہے باغ جہاں میں کبھو آرام سے ہم — پھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام سے ہم
اپنے مذہب میں ہے ایک شرط طریق اخلاص — کچھ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے ہم — ورق ۳۱۲

تاثیر

تخلص میر صادق علی حیدرآبادی است این شعر کہ در توصیف شمشیر گفتہ است از وے است ؎

اعدا کی صف پہ جب چلے وہ تیغ آب دار　　ہوں اک کے [تو] دو وہیں اور دو کے وہیں چار

تمنا

تخلص میر اسد علی جونپوری است و این مطلع از قصیدہ گفتہ او سہ

کرتا ہے کار نسبہ سے سب خرج وا گرہ
ناخن ہلال ماس ہے انجم ہے نا گرہ

تھانیسری

تخلص شاہ امام بخش تھانیسری است وے درویشے است شک نہاد سعادت بنیاد از سلسلہ علیہ قادریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ نسبت ارادۃ بہ یکے از اولاد امجاد حضرت غوث قادری قدس سرہ دارد و اوقات شبانہ روزی خود در ولشانہ بسر می آرد گاہ گاہ بطور خود شعر موحدانہ از طبع [س می] تراود و این [جہان] شعر از وے است سہ

اس جہاں میں اور [جہاں] میں کون ہے　　ہر جہاں میں ہر عیاں [میں کو] ان ہے
ہے خود کھلا [ا] تا تجلی دمبدم　　ہر جمال دلبراں میں کون ہے
تو کہے میں گفتگو سے پاک ہوں　　پس یہ گویا ہر زباں میں کون ہے
لوگ کہتے ہیں خدا ہے لامکاں　　پھر زمیں و آسماں میں کون ہے

جعفری

تخلص مردے است از ممالک سرقبہ کہ این قطعہ دو بیتی در تاریخ بلدہ سرور نگر از و است سہ

بنی ہے تازہ یہ آبادی سرور فرا　　بجاہ و دولت و اقبال و شان و شوکت و فر
کہی ہے میں نے بھی یہ جعفری عجب تاریخ　　رہے ہمیشہ یہ آبادی سرور نگر

جلال

تخلص عزیزے است از سکنۂ شیر بنیاد مصطفیٰ آباد کہ این شش شعر او راست ؎

قدر عاشق کی وہ کیا جانے کہ آسیا ہی شب و روز | عشق رکھتا ہو جو شخص اپنی خود آرائی کا [علہ]
دل دیا مفت اس اوس آئینہ رو کو افسوس | ہر نوحیراں ہوں جلال اس بنری دانائی کا

اس ملک مارا رہیں بیٹھے ہیں جس کی دید کو | کیوں نہ آیا آہ کیا سوجھی یہ اوس لے دید کو

کیا ہوا پھر جو کل جانب ادرو دیکھا | اتنی ہم بات پہ بس کھینچنے تلوار لگے
ایک عالم ہو خریدار نہ کیوں سوجی سے | بیٹھے جب کہ وہ یوسف سر بازار لگے

جوشش

تخلص [دوکس] می شناسیم

جوشش (۱) **اول** شخصے سعادت التیام محمد روشن نام این روشن مطلع و یراست ؎

دل ہیں ہے اب قرییں آینہ ساں پیدا کروں | وہ مجھے دیکھا کرے اور اوسکو میں دیکھا کروں

جوشش (۲) **دوم** محمد عابد عظیم آبادی کہ این دو شعر وے بمن رسیدہ و از لذت طبیعت محنت طویت جیلے خوشدل و محظوظ گردیدہ ؎

جوں آئنہ یہ سسم رسیدہ | رہتا ہے مدام آب دیدہ

تمہارے در پہ جو درباں نے آ نئیں پکڑی | برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی

جوہر

تخلص مرزا احمد علی نامی قزلباش است کہ ازیں مطلع گرم و پرسوزش جوہر قابلیت وے مستنبط

[علہ] نسخہ شی (مہ)

می ستود سہ

آس وہ حسن ہو ماروں آسماں ہو   اے مرغ مالہ کھہ ہو کمنت پرفتاں ہو

جہانگیر

تخلص مہر جہانگیر لکھنوی است وے مردے است کہ بہر دو زباں سخن مگوئد ورحق ہمہ میدان فارس و ہندی پوئد ار بزرگ زادہاے بلدہ موسوم و از سرلف زادہاے آں مرز بوم است اکبر لغمدگی امام لسر فرموٗدہ حالا دورہ دوار و براسحت ننگ مودہ خداستس فلاح نصیب کند اس عزل ہم بیتی خود بمن بوسمہ دادہ او راست سہ

وہ کافر مسرا درد کیا جاتا ہے   جو گدرے ہے محھپر خدا جانتا ہے
غم و درد ہجراں سے واقف نہیں ہے   نہ ناصح فقط مغز کھا جاتا ہے
بہانسک ہے او سیر دل راز معشوق   جو گالی بھی دے تو دعا جانتا ہے
محبت جسے کہتے ہیں ہے وہ مشکل   سو وہ اسی باتوں کو کیا جانتا ہے
ہسا ماہے ہر یک کو وہ سوخ ظالم   جہانگیر کو ہی رولا جاتا ہے

حامد باری

عزیزے بود از قدما برمانے کہ داست سحن سرا حسب رواج آں وقت نکتہ پیرائی می فرمود ایں ہفت بیت [آں] ایں احقر تحریر نمود منہ عفی اللہ عنہ سہ

عزم سفر جیوں کردی ساجن ہیو نہ نہ آوے جی   درد و حالت نا دانسم تم بن رہ سناوے جی
موسم و وقت بہار رسیدہ گل خندیدہ جاے بجا   تم بن یہ گلزار و گلستاں مجھہ نہیں سلجن بھاوے جی   ورق ۳۸۲

ؔلہ نسخہ ۱ و ۲ ، سلہ ۱ و ۲ میں یہ شعر نہیں ،

جانم برلب آمد جاناں اسو مکھ دکھلاو جی | دیدم روے بسے درچھاما کروٹک آو جی
وس دو ابرو تیر از دیدہ در جگرم ناگاہ رسیدہ | کشتۂ خود را یار بدیدہ ایسی ماں نہ لاؤ جی
جسم و [؟] قاتل برد و ارام عمرہ سنے تاب بدارم | زلف تو گونڈ ہردم مارم جب لٹکں لٹکاؤ جی
من ر واقت جوگی بھیا کانوں مندرا لٹکں کیا | گنب کنم ہردس بدیسا سامی بھجایاؤ جی
صبر مکں با چند بنالی اے دل حستہ حامد ماری | حمد بگو یا حضرت ماری تو مجھ آں ملاؤ جی

حمائت

تخلص عزیزے سک نہاد در بلدۂ حیدر آباد کہ علم ساعری دراں نواح بر افراشتہ و ہمت خود بلبتر لقصیدہ گوئی برگماشتہ ایں دوست از یک قصیدہ اش کہ مس رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

آج کے دن جو کھلا باغ مسرہ کا در | دیکھا کیا ہوں کہ ہے جس چمن میں یکسر
اوسطرف نعرہ کناں سرو نہ قمری ہے وہاں | اسطرف بلبل سدا ہے تصدق گل پر

حیدر

تخلص مرزا حیدر بیگ الہ آبادی است کہ ایں مطلع او راست ؎

ہے کدھر کو ہوائے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ تیرا عالم

حیرۃ

تخلص میر مراد علی مراد آبادی است کہ ایں دو سعر تر از گفتہائے اوست ؎

نظر آیا بیجہاں نقش بر آب آخر کار | تاج سر بر سے گرا مثل حباب آخر کار
سادہ رویوں کی دلا مہر محبت پہ نہ بھول | موہہ بہ دلو نگے بچے صاف جواب آخر کار

لہ ۱۱، ۱۰۱

خاص

تخلص عزیزے است از ممالک جنوبیہ کہ از دوست دعائیہ از قصیدۂ مدح ناظم آں دیار مرسلہ و در رشتۂ تحریر کشیدہ

مارکھے قطعۂ گلشن کو جہاں کے مشموم — خاصؔ اس بارہ مصامس کے چمن پھولوں کا
سرو زیبندۂ گلزار دکن آصف جاہ — شمع تابندہ ایوان رواق کسریٰ

خیال

عبیر از غلام حسین خاں سلمہ الرحمٰن تخلص کانٹ زادہ است تو لی الشام جبسکہ راج تام کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند و خیال طلب علوم عربیہ در سر دارد و بالفعل کتاب مستطاب فوائد ضیائیہ المشہور بہ شرح ملا کہ از نفائس فوائد نفس نفیس ملائے نامی مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ است قدس سرہ میخواند بہر حال

ایں چار بیت از واست

لو جو بیستم کہ نہ سکھائے سے کسی کے — کچھ پھل نہیں پانے کا سائے سے کسی کے
حسرت ہی رہی جی میں مرے آہ پس از مرگ — مالش نہ دم ترع نہ آئے سے کسی کے
اے یاسمن او سے نہ مقابل ہو کہ حسن کا — ملا ہو بدن ہاتھ لگانے سے کسی کے
پھر داغ جگر ہو گئے [عمروں کے] تھی بارہ — ربت نہ مری پھول چڑھانے سے کسی کے

ورق ۳۸۴

دارا

تخلص در ثمین دریائے سلطنت و ظل اللّٰہی گوہر آبدار معدن خلافت و شہنشاہی فرزند دلبند قرۃ العین جہاں پور بادشاہ جمجاہ نبیرہ شاہزادۂ ولیعہد مرزا اکبر شاہ وارث تاج و تخت مرزا دارا بخت است طال اللّٰہ عمرہ و زاد قدرہ طبیعت صافی طوبت آں نہال بوستان شہریاری گل سرسبد گلستان تاجداری مناسبت کلی بدیں فن شریف دارد و شعر بس خوب از زبان گوہر فشاں البشاں می تراود ایں ہیچ بیت از رشحہائے طبع

لہ رای ۱ ۱

دربار آں والا نزاد است ؎

کیوں کے برار یہ اس عاشق غمخوار سے ہو | اسو ملنے لگے ہم اور کبھی دو چار سے ہو
اسراحت نہ کرے سایۂ طوبی میں بھی وہ | جسکو آرام ترے سایۂ دیوار سے ہو
گو نگو ہے وہیں یار کا عقدہ یارو | کیونکہ ظاہر یہ بھلا اب لب اظہار سے ہو
کتنے دل لے لیا بھولے سے تمہارا دآرا | آج بیٹھے ہوے خاموش جو ناچار سے ہو

دل

تخلص دو کس می سناسم

دل (۱) اوّل غلام مصطفےٰ خاں فرزند دلبند غلام محی الدین خاں [سوداگر] است د [ے] جوانے بود قابل و قابل دوست لسیار معیشتانہ اوقات بسر می برد [د] خوش زندگی می کرد اس سہ شعرار گفتہاے اوست ؎

سرمہ میری آنکھوں کا ہوا بسکہ گلوگیر | محشر میں مری کیا کوئی فریاد کرے گا

سیہ گھٹا کا جدا نیرے بن نہ دکھلاوے | برا لگے ہے یہ ابر سیاہ آنکھوں میں

کیا کیا سمے گذر گئے آنکھوں کے دیکھتے | گویا کہ خواب تھی وہ خیالوں میں اب نہیں

دل (۲) دوم سمے جدید الہدایۃ صاحب ورائہ ارومہ کھریاں کہ خود را بر ور آورجاں موسوم ساختہ اعیان می گویا دایں دو بیت اوراست ؎

رات کی بد گئی دل کا سب آرام گیا | زلف خوباں میں بھلا لو دل بدنام گیا
یہ بتاتا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام | خط کا انعام گیا نامہ و سعجام گیا

لے 'بیومات'، نسخۂ اصل' ۲ے 'کوئی کیا ری'

ذوق

تخلص نو مشق است از شاگردان محمد نصیر الدین نصیر که گاه گاه در مجلس شعرا حاضر می شود و غزل طرحی هم سر انجام می دهد این دو بیت منسوب بدوست ؎

مت ڈرے اوٹھا بہر خدا اپنے تو اے بت — بیٹھا مجھے اب رہنے دے دربان سمجھ کر

تم دیکھا ہو چشم حقیقت سے اسکو ذوق — ہر طرف جلوہ گر ہے اوسی کا ظہور حسن

رجا

تخلص کسے است که این دو شعر او راست ؎

چنچل نچلا رہتا ہی نہیں اچپل اٹکھیلی بغل میں بھی
ہر بار جھجک چھاتی سے لگے بوسے پہ اٹک پھر ویسی ہی
کوا جو چلے گا ہنس کی چال دو [وہ اپنی] چال بھی بھولے گا
اب دیکھیں رجا کوئی کہوے تو ہر بیت مکمل ایسی ہی

ورق ۳۸۵

رحمان

تخلص سخن گوے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ [ولی] گفتارش بر رویہ آنوفتہ است مبالات غلطی حرکات و اندیشہ تنگی الفاظ این صاحبان را اصلا نیست بہر کیف این چار بیت از گفتہاے این بزرگ منجملہ اشعار که در سینہاے ودیعت بود اینجا نگاشت منہ عفی اللہ عنہ ؎

نازک لطافت نازنین نازک میرا دلدار ہے — نازک دہاں نازک زباں نازک عجب گفتار ہے
نازک ہے رو نازک ہے مو نازک ہے بینی اور گلو — نازک بھواں نازک مژہ نازک عجائب یار ہے

ؔ۱ یہاں نسخۂ اصل میں نشان دے کر " ذوق بو مشق ہاست یا " بے سبب " حاشیہ پر مرقوم ہے جو [ ] میں درج ہیں ۔ آخری لفظ " بے سبب " بھی پڑھا جا سکتا ہے اور ' ہاست ' بھی ہو سکتا ہے '

نازک مزاج سمتی نازک ہے سما حوں سمن ــ گل سے ترم نازک شکن نازک گلے کا ہار ہے

نازک پیارے کا دہن رحمان کرنا اک نظر ــ از بسکہ نازک گل ہے وہ نازک نظر درکار ہے

رحیم

از معاصران رحمان و ہمزمان وے و مرد درویش بہادر است این سہ شعر او راست کہ این عاصی بر معاصی [او] را دل و جان خوشش می آیند ؎

رتی بھر رات نہیں بینا۔ محلو چیں دل اتنا ــ سکھی جھولی بھری بیتا بتھا میری ساوے کو

اری نادان تیں اپنے سجن کو کیوں رٹھانا ہے ــ روٹھا کر پیو کو جگ میں کہو نے ذوق پایا ہے

کیا کر پیو کی خدمت خوشی ہو ہو بھلی مدہ سیں ــ نفع اس بیچ ہے [ترا] تجھے میں کہہ سنایا ہے

بہت پچھتائے گی میری نصیحت مان کہی ہوں ــ سکھی کر را دن سو ہی پیارے کو جو بھایا ہے

نہی سوں ہوئے گا تجھ مہرباں اور پھر نہ روٹھیگا ــ روٹھلے کو منانے میں تجھے کیسے سہانا ہے

[سما] تو دیکھ تو او سکو رہیگا کب تئیں روٹھا ــ تو کر لے جو کہے اونے حکم تجھ اوپر چلایا ہے

کہا کر بول اپنے سجن کو لاؤ چھاتی سے؟ ــ جیون کا پھل یہی جگ میں بیٹھے لوگوں پایا ہے

کہا کچھ نا سمجھ اچھوں سیا ٹپ ہے سجن سیں مل ــ رحیم اپنا کرم کر لے سو پہلے تجھ بتایا ہے

رسوا

شخصے شاعر است از شعرائے قدیم صاحب طبع قویم از پیران کہن سال بہ تحقیق پیوستہ کہ وے غیر از آفتاب دولت عہد والعہد ثبت است کہ در ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا [نجیب] الدولہ بہادر [ر] عفی اللہ عنہ درگذشت بہر حال این رسوائے قدیمی خوش میگوید و این سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

کف میرے یہ یارو یہ لکھا تا ــ کسو سے کوئی دل کو مت لگاتا

ایسے عالم سے محبت کی ہے میں کیا پاؤں گا ــ یوں نظر آتا ہے مجکو روبی رو مر جاؤں گا

اشک رہتے ہیں بھرے دیدۂ گریاں کے بیچ ــ آنکھ لاگی ہے مگر چاہ زنخدان کے بیچ

رسا

تخلص مرزا الٰہی خلف [الصدق] مرزا عبیدہ] است وے (از) سلاطین تیموریہ و مطمورہ نشین نو محلہ است این دو شعر منسوب بدو است ؎

مثل سیماب ہوگیا اوس بن ۔۔۔ اس دل بے قرار کا عالم

[ہم بھی ہیں رسا وقت کے یہاں اپنے] سلیماں ۔۔۔ ہے قید میں ہر ایک پری زاد ہماری

رضا

تخلص دو کس میدانم

(رضا (۱)) اول رضائے [دکنی] این دو بیت از قصیدۂ وے است کہ در مدح کسے گفتہ ؎

(دد ص ۳۸۶) ہیں کہاں ایسے بے عدیل و نظیر ۔۔۔ رائے حق کی موافق تقدیر

سیکھو جاوے یہاں ارسطو بھی ۔۔۔ علم و حکمت فراست و تدبیر

(رضا (۲)) دوم [مولوی عبد الرضا تھانیسری وے از مریدان شاہ امام بخش تھانیسری و مرد دانشمند است این سہ بیت از واست ؎]

آدمی بلبلا ہے پانی کا ۔۔۔ کیا بھروسا ہے زندگانی کا

کبھو ہنسا کبھو دکھانا آنکھ ۔۔۔ یہی شیوہ ہے دلستانی کا

اتو تھانیسری رضا کو شاہ ۔۔۔ دیجئے حکم کامرانی کا

روشن

تخلص شخصے است کہ این شعر گفتۂ اوست ؎

جی میں یہ تھا کہ جان کیجے نثار ۔۔۔ ایکدم بھی وہ بے وفا نہ رہا

زمان

تخلص کسے است کہ این دو شعر از گفتۂ اوست در مدح خدا بندہ خان افغان مدار المہام سرکار دولتمدار نواب عمدۃ الامرا احمد خان بنگش گفتہ ؎

باشان و باشکوہ وہ عالی مقام ہے — جس شخص کا خدا کی خدائی میں نام ہے
لاکھوں ہی اوسکے سایہ میں پانے ہیں تربیت — تابع ہیں اوس کے سب وہ مدار المہام ہے

سبحان

تخلص مردے است سخنگو از شاگردان شاہ مبارک آبرو این بیت اوراست ؎

جان و دل سب قبول ہے جانا
پر گلی میں تیری مجھے جانا

سپاہی

تخلص عز[یزے]ست شجاعت التیام شاہ قلیخاں نام این مطلع اوراست ؎

ملنا ہمارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ کہے
کس کس کا مونہہ موندوں میاں کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے

سخن

تخلص صاحب سخنے است از دیار جنوبیہ کہ این ہفت بیت از قصیدہ گفتہ اوست ؎

جلوۂ حسن شقایق کی کہوں کیا میں مثل — آتش طور بھڑکتی ہے بہر دشت و جبل
رنگ ہے رنگ چمن پر کہ تماشے کے لیئے — شاہد نکہت گل آے ہے پردے سے نکل
فیض واشد ہے اس ایام تمام ایسا کچھ — خود بخود ہووے ہے حل عقدۂ مالاینحل
اسقدر سبز ہے صحرا بھی کہ اب گلشن سے — سرو اک پانو سے ہے سیر کا مشتاق کہ چل

دیکھ کر خوبی شاخ گل سبوے چمن — کیا عجب ہے بڑے فوارہ گر ایکبار اچھل
اسلیئے تیغ دو دم کھینچے ہے مت صبح بہار — تا خزاں کا چمن دہر سے مٹ جائے خلل
شاہد رنگ گل آغوش میں شاید آجائے — اسلئے قوس قزح کھولے ہی رہتی ہے بغل

سرور

تخلص سیدزادہ الیب سعادہ انتسام میر فیض علی نام وے از اولاد امجاد سید ابراہیم برادر سید شمس الدین است قدس سرہ کہ مزار والفیض الانوار ایشاں در قصبہ اجڑاڑہ کہ بدو مرحلہ از حضرت دہلی است واقع شدہ بزار و بتبرک بہ واین بزرگ از سادات کبراویہ است وطریقہ علیہ اش ستاریہ کرامات و[خوا]رق عادات وے دراں نواح شیوع شائع دارد و در سالے یکبار بایام رحلت آں بزرگوار اعنی درماہ ذیقعدہ از ہفدہم گرفتہ تا بیستم مردم از اطراف واکناف فراہم آمدہ داد نیک اعتقادی میدہند حاصل کہ این میر فیض علی جوانے است سعادۃ نشان نیک بیان بہائت بعزت آراستہ ولغائت بمسکنت پیراستہ مآلح پاکیزہ دیں خوش عقیدہ سعادہ آگین شوق تحصیل علوم عقلیہ بمرتبہ اعلیٰ دارد و اشتیاق حصول فنون نقلیہ بدرجہ قصوی محض سایر کسب ایں سعادۃ عظمی از وطن مالوف ہجرۃ گزیدہ بعلم این خاکپاے طلاب اہل حضرۃ دہلی سکونت ورزیدہ دامن برزدہ بسعی ہرچہ تمامتر ازیں بے بضاعۃ استفادہ می نمائد وگاہ گاہ سایر تفنن ہمت بریختہ گوئی گماشتہ اشعار ریختہ طبع خود از نظر تربیت اثر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ میرساند و سحانہ جل شانہ بمراد دلی رساندہ بعمر طبعی رساند ایں غزل پنج ستی از گفتہاے وے مدعمرہ ۱۶ ال عاصی مانواع المعاصی می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

نہ قصد کعبہ ہمکو نے سر بتخانہ رکھتے ہیں — تصور دل میں تیرا اور دل جانانہ رکھتے ہیں
صدف ہم کس لئے مت کس باراں نیساں ہیں — کہ چشم تر سے ہر آنسو دریکدانہ رکھتے ہیں
خوشی رہوے کہاں بار و بھلا انصاف تو کیجے — یہ دل ہے ایک جسمیں ہم غم جا[نانہ] رکھتے ہیں
نہیں کچھہ کام اے ہمدم ہمیں اب شیخ و زاہد سے — کہ ہم پیر طریق اساغ معانہ رکھتے ہیں
سرور اب اندنوں سر آشنا ہو گا وہ کس مجکو — خفا آزردہ رنجیدہ خوشی بیگانہ رکھتے ہیں

ورق ۳۱۷

سلمان

تخلص شخصے است کہ ایں مطلع او راست ؎

تجھے ظالم سے ملا دیکھیے طراری دل
کچھ بھی دھڑکا نہ کیا یہ جگر داری دل

شوق

تخلص شخصے است از تلامذہ سرامد سخن سنجان صاحت آغا مرزا رفیع سودا ایں دو بیت از واست

؎ سرشک چشم سے دل ہے کباب در تہ آب — ہوا ہے چشم کا خانہ خراب در تہ آب

شوق گو عشق میں رسوائے دو عالم ہے ولے — شکر صد شکر ترے پیچھے تو بدنام نہیں

شہید

تخلص نکتہ سنجے است خوشگو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں دو بیت او کہ بایں احقر رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد یا قسمت — بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد یا قسمت
شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرت میں جی دینا — ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

شہدا

نیز تخلص سخن گوے ایام سالف است و ایں مطلع از زادہائے طبع او رحمہ اللہ تعالے ؎

رہے ہے کوہ میں فرہاد قیس بن میں رہے — فلک بہ شہدا بتا کس جلا وطن میں رہے

فہ بہ تبیان جاز اعند القدماء تامل

شہرۃ

تخلص دو کس بمن رسیدہ

شہرۃ (۱) اول شخصے است در بلدۂ لکھنؤ صاحب جبرۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں قطعہ دو بیتی او راست ؎

دو دن کی ہے یہ بات کہ پھرتے تھے جنکے ساتھ — اب قبر پر ہماری جو اوں کا گذار ہے
آیس ہیں یوں وہ کہتے ہیں اب پڑھ کے فاتحہ — شہرۃ تھا نام جسکا یہ اوسکی مزار ہے

شہرۃ (۲) دوم عزیزے است از دیار دکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اوست ؎

ہے کجروی یہ ہمسنہ یہ چرخ ناہموار — کروں میں اوسکی جفاؤں کا تا کجا اظہار
ہر ایک نگاہ میں بدلے ہے سو طرح کے رنگ — بشکل بوقلموں مثل شیشۂ زنگار

صبا

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بہ میر ضیاء الدین صبا دارد و ایں ہیچمدان سراپا نقصان پنج بیت وے در اینجا می نگارد ؎

ورق ۳۸۸ جمع کر کر دردسارے تونے پیدا دل کیا — کہہ تو اے دست قضا پھر تونے کیا حاصل کیا

نہ کر محروم بوسے سے ہمیں قاتل کہ مرتے ہیں — جو مانگے سو اوسے دیتے ہیں جسکو قتل کرتے ہیں

یہ ماتم کس دوانے کا [ہے] یارب آج صحرا میں — کہ سیلیں رو[تی] پھرتی ہیں بگولے خاک اوڑاتے ہیں

بھول کر بھی کبھو نہ یاد کیا — ہم ترے جی سے ایسے بھول گئے

کیا جور کیا تعدی جو کچھ کرو بجا ہے — بدلا ہے دل دیے کا اس کی یہی سزا ہے

صبر

تخلص نونہال گلستان سعادت و اقبال گل نودمیدۂ گلشن عزت و جلال برگزیدۂ حضرت ذو المنن المسمی
بہ میرزا علام حسن است بہ عمرہ و زادہ قدرہ وے نوجوانے است سعادت آگین سراپا عز و تمکین خوشخو شیرین
مقال شگفتہ رو بسندیدہ خصال لطائف تہذیب نہایت موہوب یکسر محجوب سراپا مودہ سرسر حیا مو بمو
وفا ابا عن جد در فن طبابت علم آبا و اجدادش اہل علم و فضل یک قلم بپایگاہ بہ تقرب سلاطین کامگار
زندگانی بسر فرمودہ بزرگانش بہ مصاحبت امرائے عالی مقدار روزگار حیات مستعار سپری نمودہ ماجد مجدش
آغا عسکری علیہ رحمۃ الباری احمد ابدالی ما اولٰہ جباری سر حساب در خور داشت نواب مستطاب معلی القاب
غفران مآب امیر الامرا نجابت خان بہادر با او اللّٰہ طمطراق امارۃ ہر چہ تمامتر بعزۂ پدر والا قدرش مرزا ابو علیخان
سلمہ الرحمٰن ہمت می گماشت و این نوجوان [سعا]دۃ توامان در کسب علوم رسمیہ جد و جہد بسیار بکار می برد و
شعرش باصلاح سراپا صلاح برخوردار سعادت دثار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ و زاد قدرہ میرسد بہر کیف
این پنج بیت از زادہائے طبع اش خوبی بنیان سعادت قران است ؎

ربط و اخلاص وہ [۱] ڈوبے تمہیں اسی سے ہے قسم — کبھو آیا تو کرو اپنے گنہگار کے پاس

جب ملک ہے دم میں [دم] تجھے تنہا ہیں جانتی — ہے ارادا یوں و لے تقدیر سے واقف نہیں

کشتۂ تیر نگہ جس کا ہوں ہیں اے وائے صبر — وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نخچیر سے واقف نہیں

چلمن سے اوس نگہ نے کیا دلفگار ہے — وہ مثل ہے ٹٹی کے اوجھل شکار ہے

صدق

تخلص شاعرے است از شعرائے خیر بنیاد حیدرآباد این ہفت شعر او راست ؎

رگ گل سے بھی نازکتر ہے بیارے — گلابی پیرہن کا تیرے سر بند

مدقت اسک اب نکلے ہے ستائد — ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند

[۱] با اختیاری و و اصل نسخہ میں 'اوں' ہے جو 'آں' کی جگہ لایا گیا ہے، [۲] تو ڈوبا او د، عہ کدا

ہوا جو صاف مشرب آئنہ ساں | رکھے خلقت کے مونہہ پر کب وہ در بند
کہاں نکلے ہے مار زلف سے دل | کرے بر وار کیونکر مرغ پر بند

سخن وروں کو کرے تنگ معنی بار یک | جو مو کمر کا مرے ذکر درمیاں نکلے
نکلے جو قافلۂ اشک دل سے نکلا آہ | فغاں کرے ہے جرس جبکہ کارواں نکلے
نگاہ گرم سے دیکھا ہے شمع نے شائد | جو آپ بزم سے برہم عرق فشاں نکلے

صفا

تخلص کسے است کہ این مطلع منسوب بوے است ؎

منسب جھوٹ ہے مے کس نے بھری شیشے میں | رہ گئی ہے کہیں آنسو کی تری شیشے میں

صفدری

تخلص شاعرے است کہ کلامش کلام قدمای ماند و این سے بضاعۃ تک سبت اوﷺ می نگارد ؎

حاتم دست سلیماں ہے پری رو کا دہن
لعل لب کا جس [یہ] یاقوتی نگینہ ہے عجب

ظہور

تخلص طالب علمے است قدیمی قوی الذہن این مطلع از وے است ؎

چشم گریاں حسن سے معمور ہے | چاندنی برسات کی مشہور ہے

عابد

تخلص سخن گوئے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی غالب کہ از دکن باشد کہ زبانس

سلہ گرداوری ہرو ۱۶۰ | ۵۲ ا و ۱۰۲ و

سرمان شعرائے آں نواح کہ دراں آوان بودمی ماند اس یح شعر اوراست ؎

عجب چنچل ہٹیلے سے دیکھو مجھ کیپ مکر کر کر | لیا ہے جیو مجھ تن سوں نجا نو کیا سحر کر کر
نگڑ کر مجکوں کس فن سوں اپس دکھوا رسے بارو | کھلایا زہر قاتل نے مکر سوں مجھ شکر کر کر
وہ پلکاں تیروں صحر چلایا جب میرے اوپر | لیا اوس وار کوں ثابت جگر کی ہیں [سپر کر] کر
خبر میری یہ بھی مجکوں وسے کچھ کچھ سمجھیا تھا | جھلک مکھ کی دکھا چنچل [سما] ماسے خبر کر کر
سرم ڈوری سوں سدہ کر رکھا ہے آج عابد کوں | پیا کے مکھ کنول اوپر رکھا مجکوں بھور کر کر

ورق ۳۸۹

عاشق

شاعرے است ارشعرائے خیر بنیاد حیدرآباد اس مطلع او راست ؎

لائی ہے ایک سال عجب کچھ بہار رنگ | ہر برگ گل میں آئے نظر بے شمار رنگ

عاکف

شاعرے بود ار تلامذہ (سرآمد[1]) سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا شعرش راکہ مرزائے موسوم مرحوم در واسوحت [خود تضمین] فرمودہ ایں احقر در اینجا ثبت نمودہ او راست ؎

کہہ با عباں قسم ہے تجھے کیا چلی بہار | داماں گل پکڑکے جو یہ خار رہ گئے

عاصی

تخلص بزرگے است صاحب شعور در قصبۂ رام پور نیک مذہب قادری مشرب اس دوست او راست

؎ سنتے ہی میرا حال کہا جلدی سے مونہہ پھیر | میرا تو میاں کام سدا دل شکنی ہے
کیا تاب کہ اس مونہہ سے کروں عرش کے اوصاف | عاصی وہ جگر گوشۂ شاہ مدنی ہے

عباس

تخلص معل زادے است خوبی التیام عباس علی بیگ نام ایں مطلع اروے است ؎

---

[1] "سرآمد" دونوں نسخوں میں درج نہیں،

بہار آ ہے گلشن میں کیا چلی ہے ہوا ہر اک غنچے نے کھولا دہان بہر دعا

عزۃ

تخلص عزیزے است صاحب ذہن ساطع المسمی بہ شیخ عبد الواسع این مطلع وے است ؎

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا سوائے بیکسی اس کوئی آشنا نہ رہا

عس

تخلص مردے است ظرافت التیام شیخ بدر الدین نام کہ امام حبات مستعار خود بہ کسب [دہ] روٹی و لطف

گوئی سر می برد و مصاحبت دنیاداران صاحب دول بزبان آوری بے مثل و بدل اخذ و جر حطام دنیوی می

کند و خوش می زید و پروائے ہیچ کس و ناکس نمی کند گاہ گاہ [ستا یا] مصلحت وقت شعر ریختہ ہم بز باے

کہ دارد موزون می کند این بیت ست او راست ؎

گیا ہے بحر سے گوہر جو لے کر تشنہ کام اپنا کر نگا حسن کے دریا میں وہ لبریز جام اپنا

ملے آ ہو نگہ حس کا حرم اور دیر ہو اوس کا وہ کافر ہو کرے بھران بتوں کو مار و رام اپنا

ہزار دل آہ و نالے سے تیرا مضمون بالا ہے کیا ہے شعر نے تیرے عس گردون نام اپنا

بیرے جو عشق میں کشتہ ہے اوسکو حشر میں دیکھیو ضعف اور درد دلگدازیں سے کاہ کی صورت

درگذر تو تو عس کو[۲] کہ ترا محرم ہے گرچہ اگر بہ تیرا عرف کدو بی حاوے

عشقی

تخلص دو صاحب عشق بمن رسیدہ

اول شاعرے است نیک نہاد از قصبۂ مراد آباد اس مطلع بدو منسوب است ؎

عشقی (۱)

[۱] لکر جو گوہر ا د [۲] کذا در ہر دو نسخہ

کوئی تو ہے گلچہرہ کوئی سرو رواں ہے　　دیکھا تو یہاں ایک سے ایک آفت جاں ہے

عشقی (۲)

دوم شخ گوے مرحمت التمام شیخ رحمۃ اللہ نام این مطلع را بدو نسبت می کنند

کہنا تو قصور اوسکو ہے اب حور کی گردن　　صانع نے بنائی ہے تیری نور کی گردن

عشاق

شخصے بود از کهتر یان حضرت دہلی و از شعرائے طبقہ ثانیہ کہ تخلص خود بلفظ جمع بنا بر مبالغہ قرار دادہ واین مطلع وے اکثرہ ہر چہ تمامتر بافواہ خاص و عام افتادہ او گفتہ ع

[آیے] سے خطکے دونا ہوا حسن یار کا　　آخر خزاں نے کچھ نہ او بگاڑا بہار کا

عظیم

حوانے بود سپاہی پیشہ سبک اندیشہ صاحب دولہ از فصیحہ انولہ کہ بدین تخلص مخلص بود واین احقر سہ شعر وے کہ بران ظفر یافتہ تحریر بود و او راست ع

بدر ۳۹

قطعہ

کارواں اشک کا ہوتا ہے رواں آنکھوں سے　　ہمکو بھی آہ وفغاں ہم بہ سفر کرتے ہیں

کوئی گر نم [میں سے] چلتا ہے تو آجاتے شتاب　　ورنہ اب یار تو کوئی دم میں سفر کرتے ہیں

کچھ نگہ میں نہیں آتا ہے بجز جلوۂ یار　　جب کہ ہم دل میں عظیم اپنے نظر کرتے ہیں

عقیدۃ

تخلص [کسے است کہ] این دو بیت از قطعہ وے است کہ در مدح اعظم خاں گفتہ ع

کریں ہم سعی یارو [کس لئے] اکسیر کی ناحق　　کہ وردِ اسم اعظم سے ہے اوسکے فیض مفلس کو

نہ اقدام والا کے اوٹھالے خاک کی جھٹکی　　اگر حاصل کرنا کیمیا کا ہو مہوس کو

غازی

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن که ایں مطلع او راست ؎

نہیں مژدہ ہے دیوانو مفرّح پھر بہار آئی — کہ بوئے گل سحر دوش ہوا اور سوار آئی

غیرۃ

تخلص سہ کس می شناسم

اول عربرے خوشخو از بلدۂ لکھنؤ صاحب ہوس و حیرہ [سا] گرد میاں قلندر بخش جرأہ اس سہ شعر او راست ؎ — عیرۃ (۱)

ما کسی ڈھب سے آپ آؤ جی — ما ہمیں کو کہیں ملاؤ جی

جان آنکھوں میں آ رہی [انجاں] — اسو صورت کہیں دکھاؤ جی

وہ بگاڑے ہزار تم عبرت — اب اوسی سے سائے جاؤ جی

دوم سحجے ماکرہ گو ہم در بلدۂ لکھنؤ ایں مطلع او راست ؎ — عیرۃ (۲)

اس غم سے اب نہ آہ دل زار گرم ہے — غیروں سے جو طبعت سرکار گرم ہے

سیوم شاعرے کہ طرز گفتار بس مسعرائے بلاد جنوبہ حسب رواج آنجا در آنوقت می ماند غالب کہ از یہاں بولح باشد ایں مطلع از قصیدہ گفتۂ اوست ؎ — عیرۃ (۳)

مجھے چھوڑ اب سپہر زنگاری — [اس] روش کجروی و مکاری

فدا

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میرا] مام الدین نام طرز گفتارش بگفتار سخن سنج ملاحت آگین انعام اللہ خاں یقین می ماند غالب کہ از تلامذۂ آں مرحوم باشد ایں ہفت شعر از وے است ؎

[کہو اوس بیوفا] سے یہ تو تم سے دوستاں ہوگا — کہ اے نامہرباں پھر بھی کسو پر مہرباں ہوگا

بہار آئی ہے اب کے جوب سا دیوان پہن کر لیں — کہ نہ سور جنوں اور موسم گل پھر کہاں ہوگا

حلوں کیا سہر طوف کعبہ باندھ احرام اسے رآبد ... بہ کافر دل میرا وہاں بھی برستار بتاں ہوگا

کیا کروں جاؤں کہاں اب اسے بے حود کام میں ... عسق میں تیرے ہوا ہوں جا بجا بد نام میں

یہ چاہتی ہیں کہ لیں دل میرا تیری باتیں ... مری نظر میں ہیں سب بیوفا تری باتیں
تو بات بات میں ہوتا ہے مجھسے آزردہ ... یہی تو کچھ نہیں اے دل [بیا نیری] باتیں

اگر چھٹتے جنوں میں ایکے ہم تو [اشک] حوبی سے ... ہر ایک جنگل فدا رو رو کے مثل گلستاں کرتے

فرصت

تخلص عزیزے است سک نہاد در بلدہ الہ آباد این دو شعر از زادہائے طبع اوست ؎

رشتۂ جاں بھی اگر ہو نہ میرا تار دامن ... آہ اسیر بھی سمجھتا ہے تو مار دامن
اسک آنکھوں سے مری پونچھے ہے بابائے فرصت ... ہووے مژگاں نہ مبادا کہیں خار دامن

فراقی

تخلص شاعرے است قدیم از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ چیزے بطریق طنز در حق شاعر مشار الیہ گفتہ و وے در جوابش میگوید کہ ؎

تیرے شعر ایسے [نہیں ہیں اے فرا] قی ... کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

و ہم بملاحظہ ملیح و [تضمین صحیح] جائے بنا مش تصریح کردہ گفتہ ؎

ولی مصرع فراقی کا پڑھوں تب جب کہ وہ ظالم ... کمر سوں اپنا خنجر چڑھا تا آستیں آوے

ملحض کلام کلاستش بروبہ آنوقت [است] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ بر یک مطلع آں مرحوم مغفور از سفینہا [ے قدیم] دست یافتہ دریں جا نگاشتہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہمنا کے دل کو جسدم تم لے چلے پیارے ... مونہہ تکتے رہ گئے یہ ہمدم سبھی بچارے

[فیضی]

[از] شعرائے قدیم است این مطلع وے در سفینۂ از سفینہائے دریبہ یافتہ شدہ ؎

قرباں سوم اے سرو رواں ہیں کے حلق کوں ۔ ہر غنچہ وہاں سد سدہ پھر کے دکھن کوں

قبول

تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ ایں شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا [ہے نعرہ زن] ۔ مارک سنمن جیسے کوئی ماساں پھرے

قدر

تخلص مردے است [قدیمی] کہ مذہب مطلق ندارد اما این مطلع وے استہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو [رہ] جاؤ یہاں رات کی رات ۔ لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قریں

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیاں جعفر علی حسرتؔ دارد و ایں مطلع وے کہ ماں احقر رسیدہ درایجا می نگارد

؎ پیارے بیوفا یا باوفا ہو ۔ غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو

کم گو

تخلص شخصے است از سکنۂ خیر آباد و ایں مطلع اوست ملطافت بے داد ؎

مجھے [یہ سرہ] نوخیز خط حیرت میں لایا ہے ۔ کہ چاہ ابرو ہے [جا] ماں یا کہ ابرو کا [ہی] سایا ہے

کمتر

تخلص عزیزے است از سکنۂ فرح آباد کہ ایں سہ شعر وے شخصے را بود ماد ؎

لہ قدیمی ۱ ۱

دل اوسکی ابروؤں پہ ہے مائل کماں آہ — سینہ رکھا ہے ہم نے پہ طاق بلند یہ
رہتا ہے جس جگہ کہ وہ صید افگن جہاں — کیا دخل اوس جگہ کہ جو مارے پرند پر
گلشن میں [ایک مرغ] جو کمتر اسیر تھا — کنج قفس میں رہ گئے اب اوسکے چند پر

کمال

تخلص عزیزے [است] سعادہ تواماں از شاگردان اشرف علی خان فغاں ان دوست از وے است ؎

[واسطے جسکے سہی] مجھکو برا کہتے ہیں — وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کرتے ہیں

[بری بہ] تیغ میاں مجھ پہ کاش چل جاوے — چھٹوں عذاب سے جھگڑا مٹے خلل جاوے

کمال الدین

شاعرے است قدیمی از دورۂ دومین کہ تمام و کمال نام خود تخلص میکند اما مرد عاشق مزاج معلوم می شود طرز گفتار حسب رواج آن وقت وارد یک شعروے کہ در سفینہائے قدیم [نوشتہ] شدہ ابن عاصی بر معاصی می نگارد عفی اللہ عنہ ؎

برہ کے پیچ سوں مجکوں چھڑاتا جا چھڑاتا جا — ٹک ایک مہرو وفا کر مکھ دکھاتا جا دکھاتا جا
نہ جانی تیں قدر میری کروں جوگی کے سے پھیرے — درس کی بھیک اے [ظالم دلانا] جا دلاتا جا
کمال الدین برا عاجز محبت کر محبت کر — اسارے سے کبھو اسکوں ملاتا جا بلاتا جا

اے صنم تجھ عشق میں جی کوں گنواؤں تو سہی — عاشقی کے منتقہ میں عاشق کہاؤں تو سہی
ہجر کے غم سوں اگرچہ جلتا ہی ہے مجھے — پانی سوں نیناں کے آتش کوں بجھاؤں تو سہی

گوہری

تخلص شخصے است از باشندگاں قصبہ بداؤں ایں شعرو ویراست ؎

آخر تو مارا پڑا ہاتھوں سے ان کے گوہری — ہم نہ کہتے تھے کہ ان بانکے پٹھانوں کو نہ چھیڑ

ثلہ جلتوا ۱ ۱ عہ کرا - کہتے ہیں ؟

ورق ۳۹۲

[ماہ]

تخلص عزیزیست است نحوی الثیام میر محمد علیخاں نام سکنذات باکیرہ نہاد از سکنہ حیر سیاد حیدر آباد این رباعی وے کردہ مبارکباد عید و نور [وزر] آصف جاہ گفتہ و من دست بہم دادہ ور آنجا ثبت افتادہ **رباعی**

نو روز ہے اور عید ہے اے آصفجاہ
ہوں تجکو مبارک بہ بحسب دلخواہ
ہو حکم تیرا ماہ سے لے ماہی تک
دور فلک [نظام از فضل الہ]

مبتلا

تخلص مردے است از قصبۂ میرٹھ سعادۃ لزوم بہ غلام [محی الدین موسوم] کہ مشتہر بہ عشق متخلص بود دستی عاشقانہ موزوں می نمود [این شعر او راست] ؎

ہم عشق کے رگڑے میں ایدھر کے نہ اودھر کے
پانووں کی نہ مہندی ہیں نہ صندل کسو سر کے

مجنوں

تخلص مردے است بیک نہاد از باشندگان عظیم آباد صاحب صدق و صفا از شاگردان میر ضیاء الدین ضیا این دو بیت او راست ؎

کرتا ہوا میں ایک زمیں آسماں رہوں
مانند ریگ شیشۂ ساعت جہاں ہوں
دن میں سو سو بار [اوس کے] روبرو جاتا مجھے
اسمیں سودائی کہو یا کوئی دیوانا مجھے

محشر

تخلص کسے است از قصبۂ بداؤں کہ این سہ شعر او راست ؎

تقنیے ہے یار اگر یک نفس زباں میری
بہے ہے پھوٹ کے یہ چشم خونفشاں میری
جدھر کو سے اوڑے دل کی طپش کروں فریاد
تھیں ہے برق صفت ہاتھ میں عناں میری
ثنائیں زلف کی از بس کیا محشر
قلم کی طرح سیہ ہو گئی زباں [میری]

ملہ رنگ ۔ و ۔ و ۔ ملہ یہی ہے ۔ و ۔ و

مدہوش

تخلص شخصے است از ساگردان شاعر طبع افروز محمد میر سوز کہ ایں مطلع از واست ؎

مراحس مانہ سے تو نے لیا دل		خدا جانے ہے اوس کو یا میرا دل

مدحت

تخلص مردے است نیکخو از سکنۂ بلدۂ لکھنو صاحب ہوش و خبیرۃ از شاگردان میاں جعفر علی حسرۃ [اس دوست] او راست ؎

لے گیا ہجر ترا گور میں مار آخر کار		روز فرقت نے دکھائی [شب تار آ] خر کار

خاکساری کی یہاں تک ہیں لگی ہیں اوسکی		خاک ہو اوڑنے لگا [اپنا غبار آ] خر کار

مسرور

تخلص برخوردار سعادۃ دثار محبت نشان مودۃ توامان [فر] حت قرین مسرۃ آئین خوش منش پاکیزہ روش مانند مہر و وفا را جوشاں دنگ مرزا اصغر علی بیگ المعروف بہ مرزا سنگی بیگ است مدعمرہ و عظم قدرہ وے نوجوانے است مغل زاخوبی آما بہ اندیشۂ سپاہی پیشہ کہ بہرہ از فن فارسی دارد و اوقات شبا روزی خود بفرح و سرور میگذارد اشعار خود از نظر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ میگذراند اس ہفت بیت از زادہاے طبع آں نونہال گلشن عمر و اقبال است مد سلہ ربہ و طال عمرہ ؎

سدا اوس چشم میگوں سے یہ دل مستانہ رکھتے ہیں		صراحی کی ہوس نے خوا [ہش] پیمانہ رکھتے ہیں

خدا کی کیا پرستش ہو بتوں کا دھیان ہے دل میں		بغل میں ہم بجاے کعبہ ایک بتخانہ رکھتے ہیں

زلف و رخ کی گر ہم تصویر کھیچا چاہیئے		گردن کے حلقۂ زنجیر کھیچا چاہیئے

واہ ری وحشت کہ ہم سے لڑکے ہیں کرتے ہیں چھیڑ		اس دوانے کی ذرا زنجیر کھیچا چاہیئے

ہاے رنگیں کا نہیں میں نے لیا ہے بوسہ		مجھپہ طوفاں یہ عبث دردھنا باندھے ہے

مرغ دل کو مرے کر صد سنا اے مسرور ق لے کے فتراک سے وہ گرم جفا باندھے ہے
ہو کباب آہ یہ کہتا ہے رقیب کم بخت بھیک دے اسکو پرے نری بلا باندھے ہے

مشہور

تخلص کسے است کہ این سہ شعر از وے است ؎

تیرے گورے سے مونہہ پر داغ چیچک یوں جھکتے ہیں کہ جیسے چاندنی میں مہ جبیں تارے [جھمکتے[1]] ہیں
خوشی سے کیوں نہ لے مسرور اب بغلیں بجاویں ہم ملے گا یار ہم سے آج بھر بازو پھڑکتے ہیں
نہ لچکے کس روش موج صبا سے صحن گلشن میں رگ گل سے بھی نازک تر ہے اوس گل کی کمر دیکھو

ورق ۲۵۰ ب

مشتاق

تخلص عزیزے است بیگ راہ مسمی بہ شیخ ثناء اللہ وے از شیخ زادہائے قصبۂ [فتح پور مضاف] صوبہ مستقر الخلافہ اکبرآباد است کہ مزار فائض الانوار حضرت سلیم چشتی قد[س] سرہ درانجا واقع شدہ اس سہ شعر او راست ؎

نظروں سے نہاں جسدم پیالے تو ذرا ہوگا ہم دم سے جدا ہونگے دم ہم سے جدا ہوگا
اوس چاند سے مکھڑے پر ابرو بھی ہلالی ہے مہ رو کی مرے مارو سج دھج ہی نرالی ہے
دل کو لے دیے لگے آزاد یوہیں چاہیئے مرحبا [شاباش] اے دلدار یوہیں چاہیئے

مغموم

تخلص جوانے است مغل زاد سراپا مہر و وفا خوش عقیدہ نیک دین صافی طبیعت صاحب یقین صاف دل کشادہ پیشانی خوش طبع پاکیزہ زندگانی مودۃ التیام مرزا اسحاق بیگ نام آبائے کرامش ہمیشہ بعمدگی تعیش نمودہ اجداد ذوی الاحترامش پیوستہ بکام دل ایام زندگانی بسر فرمودہ وے سائر کساد بازار جوہر شناسی بقدر قلیلے کہ از سرکار گردوں اقتدار بادشاہی می یابد اکتفا ورزیدہ بکسب علوم ملکشیہ اشتغال می ورزد و بہ سد رمقے کہ از مائدۂ سراپا فائدہ حضرت ظل اللہی می رسد پسندیدہ بہ تحصیل فنون رسمیہ دامن بر زدہ ہمہ جہد

[1] جھکتے، در نسخۂ اصل، کذا

نکارمی بردرسائل صرف و اعراب ازبیش نظر برخوردارسادۀ انساب جوہاے فضل وتفوق میرسید محمد المتخلص بہ تعشق میگذراند واشعار ریختہ طبع صفوۃ شعار خود باصلاح سراپا صلاح میرعزت اللہ عشق مدعمرہما وزاد قدرہما میرساند و بر کتب متداول نظم و نثر نظرے وارد و درکوچہ مطلب نویسی وانشا پردازی گذرے بالجملہ ایں ہفت مصرع گفتہاے آن جوان سعادۃ نشاں محب و مودۃ تواماں است منہ سلمہ ربہ و عظم قدرہ ؎

آگے ہی یہ گریباں تھا تار تار اپنا — کیا حال اب ساوے دیکھیں بہار اپنا

خط آتے [ہی] ہم سمجھے کہ خط آپ کا آیا — سبزے کی ہوئی سرجو تحریر کو دیکھا

رنگ آزادی نہ دیکھا ہمنے اس گلشن میں آ — گل ہیں پابند چمن بلبل گرفتار قفس

ذکر ملیح آپ کا جس جگہ اے یار ہو — شاہد مصری کی سرد گرمی بازار ہو

مایوس پھیریے نہ اس امیدوار کو — پورا ہی آج کیجیے کل کے قرار کو

یار بولے یہ لعل میں دل صد چاک کو دیکھ — ہم نہ کہتے تھے نہ تو اوس بت سفاک کو دیکھ

تھی صبا تیز روی پہ بہت اپنی مغرور — اوڑ گئے ہوش ترے توسن چالاک کو دیکھ

مفتون

تخلص شخصے است سیک بہاد از ماندگاں بلدۂ الہ آباد کہ ایں دو رباعی ازوے است **رباعی**

جوں آئینہ چشم دل سے کرتا ہوں جو غور — بے وجہ ہے ان ترے رخوں کا کچھ طور
کیا خاک ملیں ہم ایسے بے دردوں سے — موںہہ پر کچھ اور پیٹھ[2] پیچھے کچھ اور

ڈوبا دل اور اضطرابی آئی — مفتون کیا تمام غم ستائی آئی
جوں توں یہ پہاڑ سا تو کاٹا تھا دن — پھر رات ہوئی بڑی خرابی آئی

ورق ۲۹۴

ممتاز

تخلص مردے است والا نژاد متوطن بلدہ فیض آباد از تلامذہ سر آمد سخن سنجاں فصاحت ادا [مرزا] محمد رفیع سودا ایں مطلع او راست ؎

ہمارے رونے سے دل سے بخار اوٹھتا ہے — کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

[1] تقوی د ا [2] کذا

منور

تخلص شاعرے است از متقدمین کہ از وے است ایں مطلع دلنشیں منہ عفی عنہ ؎

اے میاں دل میرا تمہارا نہ بیمار کرو — غم کا مارا ہوں محبت سے ذرا بیمار کرو

منعم

تخلص دو کس میدانم

اول عزیزے از سکنۂ مبارک سواد فرخ آباد سجادہ و سعادۃ التیام سید راحت علی نام ایں مطلع او راست ؎ — منعم (۱)

نے مرے کوچے سے جا سکتے ہے[1] نہ ہلتے ہیں — وہ مثل ہے آگیا ہے ہاتھ پتھر کے تلے

دوم مردے محبت التیام شیخ محمد منعم نام وے از قاضی زادہائے دیار تترمہ است فی الجملہ از لطف علوم رسمیہ بہرۂ دارد باراضی و مدد معاش از سہ اوقات می گذارد دستار بر گواست مثنویات معدودہ بزبان فارسی کہ دارد موزوں نمود بعضے قصص قرآنیہ و شطرے از غزوات نبویہ علیہ السلام والتحیۃ ہم منظوم فرمود [۵] بآئین شعرائے صلہ خوار مدح و قدح مردم شعار خود ساختہ بملاقات ہر کس و ناکس رسدہ نزد اختلاط و ارتباط می بازد و بہر عنواں کہ دست میدہد بخواہی و خدام اہل دول می سازد بستر بمیدان شعر فارسی فرس ہمت می دواند گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم بزمانے کہ وارد و بمہاورۂ[2] کہ گفتن ریختہ بداں تواند موزوں می نماید گویند کہ [را] حہ تمکیت رائے مدار کار سرکار دولتمدار نواب آصف الدولہ یحییٰ خان بہادر غفر اللہ عنہ ویرا رخصت وطن مالوف نمیداد خطے بزبان ریختہ از قبیل زوجہ خود منظوم نمودہ مجلس راحہ موسوم التماس نمود وے ازاں دلخوش گشتہ رخصت فرمود ایں دو شعر ازاں مکتوب منظوم کہ بایں احقر رسیدہ برشتہ نظم در کشید منہ سلمہ ربہ ؎ — منعم (۲)

نامی

تخلص شاعرے است کشادہ رو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ کہ ایں نہ شعر او راست ؎

ٹکڑے دامن کے اوڑے چاک گریباں کیا — تیری وحشت نے کچھ اب اور ہی ساماں کیا

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ [2] کذا در ہر دو نسخہ [3] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

پھر کسو چشم سے چشم اوسکی نہو آہ دوچار
چشم تیری کو اگر نرگس شہلا دیکھے

ں

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے
آپ ہس ہس کے یہ کہتے ہیں کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ایک سندھی ہے اسدم
گھر کسو کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

طبیب اوسکو کس امید پر دوا دیوے
تیرے مریض کو بیارے خدا شفا دیوے

مجنوں کے جنوں کا بزم میں کل
ہوتا تھا کچھ ایک ذکر و مذکار
وحشت کا میری جو ذکر نکلا
تو سنکے لگا یہ کہنے دلدار
نامی کا فریب میں ہی سمجھوں
دیوانہ بکار خویش ہشیار

ورق ۳۹۵

نالاں

تخلص دو کس بمن رسیدہ

نالاں (۱)

اوّل

عزیزے است نیک نہاد از سکنۂ بلدۂ عظیم آباد ایں سہ بیت او راست ــ

اپنے تئیں جہاں میں بدنام ہم کو کرنا
جس میں خوشی ہو تیری وہ کام ہمکو کرنا
تو آوے یا نہ آوے پر تیری آرزو میں
گھر کا چراغ روشن ہر شام ہمکو کرنا
کچھہ ان دنوں تو تم نے یہ زور ڈھو نکالی
ملنا کسو سے جا جا بدنام ہمکو کرنا

نالاں (۲)

دوم

مردے نیک باطن و خوش ظاہر المسمی بہ شیخ عبدالقادر وے از اولاد امجاد حضرت شیخ عبدالحق محدث بود قدس سرہ بہر دو زبان سخن می گفت و بقدر حوصلہ خود در معنی می سفت دیوان فارسی و ریختہ ہر دو مرون گفتہ و بحسب استعداد خویش گوہر ہاے معانی سفتہ اما در سرقہ و بردن مضامین کہ اکثر بطریق

مشتغل می بود بسیار دلیر بود بہر کیف از فرح آباد جابجوار رحمت حق نمود خدایش رحمت کناد[2] وے است ؎

دل ہمارے کو کیا کس کس بہانے سے جدا ‏ ‏ ‏ ہاتھ مشاطہ کا یارب ہووے شانے سے جدا

مالال ہے دل ہمارا اکثر اسی ہوس میں ‏ ‏ ‏ دیکھوں کسی طرح میں دلبر کو اپنے بس میں

جی میں آتا ہے کہ ہم تم آج گلسازی کریں ‏ ‏ ‏ بیٹھ یکجا بر لب جواب سخن سازی کریں

نجف

تخلص کسے است کہ ایں سہ شعر او راست ؎

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانوں کو ‏ ‏ ‏ اس ہوتا ہے پریشاں سے پریشانوں کو

مجکو بتلا تو صبا باغ میں تو نے آکر ‏ ‏ ‏ کس لیئے ٹکڑے کیا گل کے گریبانوں کو

دل کو کہتا ہوں تسائد اب سمجھے ‏ ‏ ‏ پر یہ خانہ خراب کب سمجھے

ندا

تخلص سخن گوے است از دیار دکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اش [رسیدہ] بمن ؎

صبح ہاتف آج میرے دل کے کانوں میں پکار ‏ ‏ ‏ یوں کہا دیوانے کیا سوتا ہے اوٹھ ہو ہوشیار

و اشد دل مدعا ہے گر تو کر سیر چمن ‏ ‏ ‏ دیکھ آنکھیں کھول کیسی دھوم ڈالے ہے بہار

---

[1] سع و و ‏ ‏ [2] نسخہ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے

نصیر

تخلص مردے است سراپا خوبی از شعرائے دیار خود کہ این سہ شعر از وے است ؎

دے ایکے ساقی گر تجھے سیر بہار دست — بے جام ایک دم نہ رکھوں لالہ وار دست
پامال کر دے گو کہ میرا مزرعہ امید — اوسے نہ پر اوٹھاؤں کبھی یہ نہار دست
جوں غنچہ آنکھ ڈھانپ ندامت نہ رکھ نظر — آگے ہر ایک کے گل کی طرح مت پسار دست

نظیر

تخلص کسے است کہ در محمد آباد بنارس اظہار شاگردی سرآمد سخن سنجان صاحب امام مرزا محمد رفیع سودا میکند و زعم بعضے آنکہ این نظیر ہمان شیخ ولی محمد اکبر آبادی است کہ در حرف نون مذکور شدہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہر حال این مطلع ازو منسوب است ؎

ورق ۳۹۹

جب ترے کوچے سے ہم اوٹھ کے چلے جاتے ہیں
شعلۂ آہ کی گرمی سے جلے جاتے ہیں

نوید

تخلص کسے است کہ پایں کس این سنش بیت از گفتہائش رسیدہ کہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

ہوا آہنگ برپا جس گھڑی مجھے خوش الحاں کا — چھپا پردہ میں جاکر زمزمہ ہر ایک غزلخواں کا
یہ خط سبز کو نشو و نما ہے لعل خوباں پر — لب جو پر ہو جیسے جلوہ گر سبزہ گلستاں کا
کیا کس بادہ کش نے جلوہ گلشن میں کہ دیکھوں ہوں — گل و غنچے کو جوں میناؤ ساغر مے پرستاں کا
چمن میں وہ سنا ہے جس گھڑی گذرا ہوا ظاہر — دل بلبل سے بار و یہ جو تھا مضمون افغاں کا

خراماں تیغ پکڑے ناز سے آیا کوئی کہہ دو — کہ ہے عاشق کے سر پرے آج دن سا عید قرباں کا
لب یاقوت جب سے اوس مسیحا کے ہوید ا ہیں — نہ پاوے گا اگر ڈھونڈے کوئی معدن بدخشاں کا

نوا

تخلص عزیزے است سعادۃ نشان المسمیٰ بہ ظہور اللہ خان ایں مطلع ازوے است ؎

سر پہ تیر یار کا دل پہ مرے گذار تھا — زخم پہ زخم ہر خدنگ دیدۂ انتظار تھا

نیاز

تخلص سہ کس مید انم

نیاز (۱)

اول

شخصے کہ از شعرش طرز جنوبیاں می تراود ایں رباعی وے کہ در تہنیت غسل دست شکستہ کسے گفتہ ایں احقر می نگارد

رُباعی

حق سے مانگوں ہوں ہمیشہ یہی اے والا دست — عافیت سے ہی رہے ذات تیری دست بدست
دست بستہ رہے حاضر تری خدمت میں علیؔ — فضل حق سے ہو مبارک تجھے یہ صحت دست

نیاز (۲)

دوم

نوشتۂ از قاضی راد ہائے ملند ستھر کہ یکچند شاگردی محمد نصیر الدین نصیرؔ کردہ ایں یک بیت منسوب بہ دوست ؎

مانگ اوسکی ایک سیدھی راہ ہے ظلمات کی — ہے شب تاریک اے دل خضر کو آگاہ کر

نیاز (۳)

سیوم

مردے از تلامذہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ایں مطلع اوراست ؎

کیا ہوا ہم ہی جو دنیا میں ہیں نا شاد رہے
تو سلامت رہے اور تیری یہ بیداد رہے

ہادی

تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ ایں چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

قطعہ

ذات عالی ہے تیری واسطہ رونق دہر
فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر

ہے تیرا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار
ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر

بھر دے دامن سائل ہیں زر و لعل و گہر
تھے جو وہ یکسر مفلس ہوئے سب معدن و بحر

خرم و شاد رہیں دوست ترے تا دم زیست
جو کہ اعدا ہوں تیرے اوں پہ خدا کا ہو قہر

ہمت

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن ایں دو بیت قصیدہ کہ در مدح امیرے از امرائے آں نواح است بجملہ طبع زادہائے آں عزیز باصلاح است ؎

درق ۲۹۷

جلو میں ہیبت گویاں ظفر ہمت نمایاں ہو
جناب اعظم الامرا کو خدم عزم میداں ہو

خدا محفوظ رکھے تجکو چشم زخم اعدا سے
سر بزم و سر رزم تا شداب علیہ فضل یزداں ہو

ہوش

تخلص تازہ مشقے است نوجوان کہ گاہ گاہ حاضری شود بہ مجمع سخنوران اعلیٰ کہ محمد نصیرالدین نصیر اوستاد اوست واں چار بیت منسوب بدو ؎

خوبی قسمت تو دیکھو دست گل خوردہ میرا
کیا گلے میں یار کے بہ سنکر حمائل رہ گیا
خاک اپنی زندگی اوس نے بسر لے ہوش کی
یاد حق سے جو کوئی دنیا میں غافل رہ گیا

دل مرا سینے میں جوں برق ہے کل سے بیکل
کس نے یاد اوس کے تبسم کی دلائی مجکو
جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
جان منظور نہیں تیری جدائی مجکو

یکرو

تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعر شش بروبہ آں وقت اسپ واین دوست از راویہ [تتبع] آں مرحوم نیک بخت ست

لے گئے بیرحم بیکس کر گئے
ایک تھا عاشق کے غمخوار و تمیں دل
اپنے اے یکرو یہ جیسے کا نہیں
جا پڑا ہے سخت غمخواروں میں دل

ھذا احر ما تیسرلی من تسوید تلک التذکرۃ و اسأل اللہ الغفار المغفرۃ والتمس الاخوان ان یسدوا الخلل و یعرضوا عن الخطایا و الزلل و یحوموا حول اصلاح ما وجدوا فیھا من الفساد ولا یروموا روم المعاندین من الجھلۃ الی الفساد و اصلی علی حبیبہ المختار و الہ الاخیار و صحبہ الکبار و السلام

[بعدہٗ مرد بہ برخ از اوان و مضی سطرے از زمان از تنقش یوں این نامہ عنبرین بتمامہ بمطالعہ ساطعہ نواب معلی القاب سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ دام مجدہ واستمر رحمتہ رسید بحکم آنکہ من ارتقی مدارج الکمال لایلتفت الی من قال بل ینظر الی کیفیۃ المقال بسند خاطر دریا

---

[1] یہ عبارت نسخہ ۱ و ۲ میں زیادہ ہے۔ مگر عربی عبارت مرقومہ بالا سے پہلے درج ہوئی ہے ؛

مفاطر آن در دریاے شرافت و ہنر پروری و دری فلک نجابت و نصفہ گستری گردد ساعتے بہ بحر تفکر غواصی نمودہ جویاے گوہر خوش آب مادہ تاریخ بود کہ سبو جیان دریاے قدس کمال لذت گوش ہوش آں آشناے سحر معانی بہ در یکتاے کمال لذت گوہر اموود فرمودہ ایں جوہر شناس نصارہ اساس ارامرہ بہ نظم فارسی و اخری بسلک ریختہ کشیدہ منتظم و منسلک ساخت

نظم فارسی

ایں تذکرہ تصنیف حکیم فاضل — قاسم متخلص است و نامش قدرت
اوصاف حمیدہ اش ز حد بیروں است — دارد دمن از ہمیشہ الفت شفقت
باتکملہ مالہام سپرسش کردم — گویم کہ ہزار آفریں و صد رحمت
از خواندن ایں کتاب و سال تصنیف — حقا کہ رضی یافت **کمال لذت**

سلک ریختہ

یہ تذکرہ بے نظیر آیا جو نظر — دل کو ہوئی اے رضی نہایت فرحت
کیا خوب فصاحت سے کیا ہے تصنیف — قاسم کے سوا کس میں ہے اسی قدرت
کس کس خوبی سے شاعروں کا احوال — ترقیم کیا ہے سب ہزب و زینت

اس کے کمال لذت اس میں پائی
تاریخ بھی سوجھی ہے **کمال لذت**]

تمام شد

فہرستِ اسماءِ اشخاص

(خط کشیدہ ہندسے شعرا کے تراجم کی طرف اشارہ کرتے ہیں)

فہرستِ کُتب ومقامات و دیگر امور

—*—

عرض ضروری

یہاں [illegible] ی طرف بھی ایما کر دیا جاتا ہے جو مولف تذکرہ کے قلم سے بعض اسما کی تحریر کے وقت اتفاقیہ سرزد ہوئی ہیں۔

ص۱۴۹ سطر ۱۱ - ثابت کے والد کا نام مرزا احسن بخت چاہیئے نہ مرزا حسن بخت ، ص۲۰ سطر ۲ - محمد میر خاں غلط ہے - صحیح نام میر محمد خاں ہے جیسا کہ جناب مولف نے ص۲۹۴ پر درج کیا ہے ، ص۳۴۶ سطر ۶ - قتیل کا نام مرزا محمد حسن ہے - نہ مرزا محسن ، ص۳۶۴ سطر ۶ - نظیر کا نام ولی محمد چاہیئے نہ محمد ولی حالانکہ جلد دوم میں ص۲۸۱ صاف ولی محمد مرقوم ہے - ضمیر کے ذکر میں بھی غلطی بہ تقلید مولف اشپرنگر سے بھی سرزد ہوئی ہے - دیکھو فہرست اشپرنگر ص۲۱۹ ،

جلد دوم ص۱۴۸ سطر ۴ :- " دو ازاں لطف تخلص میکند" اس عبارت میں لطف کی جگہ لطف بیان مابعد کی روشنی میں صحیح نظر آتا ہے ، جلد دوم ص۳۷ سطر ۲ - فدا کا نام لچھرام دیا ہے۔ حالانکہ جلد اول میں صاف لچھے رام تحریر ہے - اشپرنگر نے یہ نام بحوالۂ قاسم و ذکا لچھمی رام دیا ہے ؛

ساتھ ہی ان لغزشوں کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے - جن کا مرتب ذمہ دار ہے -

ص۴ سطر ۷ :- میر علیخاں غلط اور میر غالب علیخاں صحیح ہے ، ص۶۲ سطر ۱۸ - مولوی نور احمد کا تخلص ممتاز ہے مختار غلط لکھا گیا ہے ، ص۱۲۳ سطر ۱۹ :- جانجاناں کی جگہ جاں جاں صحیح ہے ، ص۱۷۱ سطر ۱۰ - بشیر محمد خاں کی جگہ شیر محمد خاں چاہیئے ، ص۱۶۹ سطر ۱۴ :- جنون اوّل کا نام قمر الاسلام ا - ا سے منقول ہے - نسخۂ اصل کرم خوردہ تھا اشپرنگر نے بسند ذکا فخر الاسلام (فہرست ص۲۴۴) رقم کیا ہے - اور کوئی تعجب نہیں اگر فخر الاسلام درست ہو ، ص۲۵۸ سطر ۶ - دیوانہ کا نام سرپ سنگھ غلط ہے - سرب سکھ چاہیئے ،

ص۲۹۱ سطر ۱۳ :- نسخۂ اصل میں سخنور کا نام دیوالی سنگھ ہے - مرتب نے دیوالی سنگھ پڑھا - اشپرنگر نے (فہرست ص۲۵۲) بحوالۂ قاسم و گلشن بیخار دیوالی سنگھ دیا ہے - خمخانۂ جاوید میں دیوالی سنگھ ص۱۴۴ جلد چہارم اور اسکی فہرست میں دیوانی سنگھ دیا ہے ،

جلد دوم ص۱۹۶ سطر ۱۴ :- مضطرب دوم کا نام درگا پرشاد صحیح اور دوار کا پرشاد غلط ہے یہ ا ا کی قرأت ہے

جلد دوم ص۲۲ سطر ۷ :- منیر سوم کے باپ کا نام شاہ پیر (؟) علی اور ا ا میں سد علی ہے - اصل نسخہ میں 'سر علی' ہے - اسپرنگر نے (فہرست ص۲۶۴) بسند قاسم شیر علی اور بحوالۂ ذکا بیر علی دیا ہے - اور میں سمجھتا ہوں بیر علی زیادہ درست ہے ،

جلد دوم ص۳۸۷ سطر ۸ - رضای اوّل کا نام بجای رضای دکنی محمد رضای دکنی پڑھنا چاہیئے ؛

غلط نامہ

مجموعہ نغز (جلد اوّل)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۵	بیعتہ	بیعۃ
۴	۷	میر علیخاں	میرغالب علیخاں
۷	۸	بزرگی و	بزرگی
۸	۱۳	افضلہامن	افضلہاومن
۱۰	۱۶	نام	تام
۱۰	۱۸	الرحمتہ	الرحمۃ
″	″	رحمتہ	رحمۃ
۱۱	۳	الرحمنہ	الرحمۃ
۲۴	۷	سماء وجود	سخاء وجود
۲۷	۸	وصیلہاے	وصلیہاے
۳۸	۸	محبت	محب
۴۳	۸	بامام	امام
″	۱۱-۱۶	الرحمتہ	الرحمۃ
۴۴	۱	رحمتہ	رحمۃ
″	۵	ساعتہ	ساعۃ
″	۶	نو [رنگ]	نور [رنگ]
۵۴	۱۱	چیں	چین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۴	۱۹	نیاکانش	نیاگانش
۵۷	۱۲	تجھے	نجیبے
۵۸	۱۴	آے	آئے
۵۹	۱۱	بہنی	بنی
۶۰	۱	اسد	اسد
۶۱	۲۰	بحقیقتہ	بحقیقۃ
۶۲	۱۴	نہ	و
۶۲	۱۸	مختار	ممتانہ
۶۵	۹	اسنے	اوسنے
۶۵	۱۶	نسبتہ	نسبۃ
۶۷	۷	نباکانش	نیاگانش
۶۹	۱۳	راحتہ	راحۃ
۷۱	۱۳	بیڈھو	مبیڈھو
۷۷	۱۲	نہ دیکھے	نہ دیکھی
۷۸	۱۱	جان	جیاں
۸۷	۴	ڈوری	ڈورے
۸۹	۳	یعنی	لیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۶	نظامتہ	نظامۃ
۱۰۴	۴	کانی	کافی
"	۱۰	الملتہ	الملۃ
"	"	رحمتہ	رحمۃ
۱۱۴	۲	کاتیے	کاہیئے
۱۲۳	۱۹	جانجاناں	جانجاں
"	"	الرحمتہ	الرحمۃ
۱۲۶	۱۳	منتقل	منقل
۱۳۲	۸	الرحمہ	الرحمۃ
۱۳۵	۱۱	چھاتے	چھاتی
۱۴۲	۱	تعشق	تعشق
۱۴۹	۱۱	حسن بخت	احسن بخت
۱۵۱	۱	دہوا آنکھیں	دھوا آنکھیں
۱۶۶	۹	سوہے	ہے ؟
۱۷۱	۱۰	[بشیر]	[شیر]
۱۷۵	۱۴	مرزا	بہ مرزا
۱۷۶	۴	[اپنے]	[اپنی]
۱۷۸	۲	اپنے	اپنی
۱۷۹	۱۴	الصلواۃ	صلوٰت
۱۸۹	۱۲	عشق کی	عشق کے
۲۰۰	۲۰	مرزا جان جاناں	مرزا جان جاں
۲۰۱	۱۲	اپنی	اپنے
۲۰۲	۵	گریباں	گریبان
۲۰۶	۹	میرزا	مرزا
۲۱۹	۱	مصرعے	مصرع
۲۲۴	۹	بن کئے	بن گئی
۲۲۶	۱	نیاکانش	نیاگانش
۲۵۱	۸	ہاسے	پاٹی ؛ (وزن غلط)
"	۱۷	ول	دل
۲۵۲	۸	ہی رسم	ہی کچھ رسم
۲۵۴	۲	شاگرداں	شاگردان
"	۳	نیاکانش	نیاگانش
۲۵۷	۷	عبوونیہ	عبوویۃ
۲۶۲	۱۵	[دٓ] کی	[ڈٓ] کی
۲۶۶	۱۴	بیگ وے	بیگ نام دے
۲۹۳	۱۰	بھی (کذا)	تھی ؟
۳۱۱	۱۰	بات	ہات
۳۲۲	۴	عشق	عشق
۳۲۹	۱۰	یہاں سے وہ (کذا)	بہانے سے ؟
۳۶۱	۱۰	درہ	ذرّہ
۳۶۴	۹	محمد ولی (کذا)	ولی محمد
۳۷۲	۱۷	ابوالمظفر	ابوالظفر
۳۷۵	۹	تنک	ٹھک
۳۷۸	۹	دھونے	دھوئی
۳۹۸	۱۶	برہانہ کہ در (کذا)	برہانہ در ؟

غلط نامہ

مجموعۂ نغز جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۴	کنتہ جاتے	گنتہ جاتے	۵۴	۱۰	ادہر (کذا)	اودھر؟
۶	۴	لی	لے؟	۶۷	۳	[چراغ و]	[چراغ]
۱۳	۲۱	[نخشتے]	[بخشتے]	۹۴	۱۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۱۵	۴	سے	سی (در ہر دو مصرع)	۹۹	۷	سہر	سہر ہر
۱۵	۱۴	پاس (کذا)	باس؟	۱۰۷	۴	اللہ رہی	اللہ رہے
۱۸	۱۷	سرپ ستگھ	سرپ سکھ	۱۲۶	۳	نیاکانش	نیاگانش
۲۲	۱۰	الطاف	الطاف	۱۲۸	۱۵	قریاں	قرباں
۲۸	۱۵	پر نور	پرتور	۱۲۹	۲	دہو	رہو
۳۶	۳	متکبراں	متکبران	۱۳۰	۸	مسور	منور
〃	۴	عزیزاں	عزیزان	۱۴۳	۹	میرحاں	پیرخاں
۳۸	۲	کر قاسم	کہ یہ قاسم	۱۴۷	۵	قدوۃ	قدوۂ
۳۹	۱	مانوسی	مایوسی؟	۱۵۲	۱۳	اختر	اختر
۴۱	۱۱	نیاکانش	نیاگانش	۱۶۰	۱	بھڑکا	بھڑکا
۴۲	۴	ذکر	فکر	۱۷۲	۱۲	زائے	ترائے
۴۳	۴	الرحمتہ	الرحمۃ	۱۹۲	۱۶	لالے	لالہ
۴۴	۱۴	نیاکانش	نیاگانش	۱۹۴	۱۱	تیری	تیرے
۴۸	۶	وے یئنے	وے بآئینے	۱۹۶	۱۴	دوارکا پرشاد	درگا برشاد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۷	۱۱	تخنت	تحت
۱۹۹	۹	االنشاد	انشاد
۲۰۴	۶	کے	کی
"	۱۲	[صا]	[صبا]
۲۰۵	۱۵	سلمہ	سلمہ
۲۰۷	۱۲	بار	یار
۲۰۸	۵	سجھ	تجھ
۲۱۰	۵	دے	وے
۲۱۹	۱	سناتے	ستاتے
۲۲۹	۴	مزد	نرد
۲۳۰	۶	بسنراے	سنراے
۲۵۱	۱۰	ر[ا٥]	ر[ا٥
۲۵۲	۲۱	[لڑے]	[اڑے]
۲۷۳	۳	می آمد	می آید
۲۸۹	۱۰	پہاڑسے	پہاڑ سے
۲۹۱	۱۱	دیکھے	دیکھی
۲۹۳	۱	میری	میرے
۲۹۷	۱۰	میرخاں	ہیرخاں
۳۰۲	۱۳	کے	کی ؟
۳۱۴	۱۸	اوسکی	اسکی
۳۱۸	۱۲	اوسنے	اسنے
۳۲۵	۱۳	سناں	ستان
"	۱۴	میرے	میری
۳۵۲	۵	بس	[illegible]
۳۵۴	۲	ملتنی	ملتفی
"	۳	سلاعین	سلاطین
"	۱۲	حاں	خاں
۳۵۵	۲	شنخ	شیخ
"	۵	ار	از
"	۶	در	در
"	۸	جانجاناں	جان جاں
"	۱۲	پنخ	پیچ
"	۱۶	زلیحا	زلیخا
"	۱۸	یہ	یہ
۳۵۶	۳	آیا	آیا
۳۵۷	۸	بیطرح	بیطرح
۳۶۰	۱۳	امبیس	ابلیس
۳۶۲	۱۵	نقل	نکل
۳۶۳	۱	استحواں	استخواں
۳۷۴	۵	کے	کی
۳۸۳	۱۳	لگانے	لگائے
۳۸۵	۱۰	کواجو چلیگا	کواجو چلے گا۔
۳۸۷	۸	رضاے دکنی	محمد رضاے دکنی
۳۸۹	۷	ستاریہ	شطاریہ
"	۱۰	پیراسنہ	پیراستہ
۳۹۱	۳	حبرة	خبرة
۳۹۲	۱۲	وہ	وہ
۳۹۷	۱۷	بگفتار	بگفتار
۳۹۹	۳	دہاں	وہاں
۴۰۸	۳	اکیے	اکیلے

Punjab University Oriental Publications

Majmu'a-i-N

OR

Biographical Notices of

Hafiz Mah

Punjab University Oriental Publications.

Majmu'a-i-Naghz

OR

Biographical Notices of Urdu Poets

BY

Hakim Abu'l Qasim Mir Qudratullah Qasim.

EDITED BY

Hafiz Mahmud Shairani,

Lecturer Punjab University.

1933

Published by the University of the Punjab,

LAHORE.